UNIVERSAL
LIBRARY

OU_228301

UNIVERSAL
LIBRARY

TEXT FLY WITHIN THE BOOK ONLY

ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا

مدائح مدحۃ حضرت نواب شاہجہان بیگم صاحبہ فرمانروائے ریاست بھوپال نسخہ روضہ جہاں گلشن معنی

باہتمام محسن سبزمندی مصحح ارجمندی مولوی محمد عبدالمجید خان مہتمم مطابع ریاست سنہ ۱۳۱۵ھ

بیسبب مطبع مذکور الوقوع بر انظار ید

میزان کل شعرا ۹۷۸

فہرست تذکرہ شمع انجمن

صفحہ	تخلص شاعر
	حرف الف
۲۱	انوری
۲۳	ازرقی
〃	آصفی
۲۴	اصغر
〃	املے
۲۵	انیسی
۲۶	اسیر
۲۷	املنے
〃	انصاف
〃	ایجاد
۲۸	استغنا
〃	ادائے
〃	اوجے
۲۹	آذرے
۳۰	امیدے
۳۱	ادھم
〃	احمدے
〃	ابوالحسن

صفحہ	تخلص شاعر
۳۲	الفتی
〃	اسدی
〃	اشرف
۳۴	آفرین
۳۵	آصف
۳۶	امید
۳۷	افضلی
۳۸	آگاہ
〃	اہلی
〃	اقدس
۳۹	ایجاد
〃	افتخار
۴۰	امداد
۴۱	ادہم
〃	الہی
۴۲	اثر
〃	آرزو
۴۵	آ
۵۱	ابوالقاسم
〃	احمد خاں

صفحہ	تخلص شاعر
۵۲	ابوالحسن کاشانی
〃	اختری
〃	اسیری مشہدی
〃	اسیرے طہرانی
۵۳	احمدی
〃	بسا
〃	بگاہ
۵۴	بسن
۵۵	بشنا
۵۶	بنسی
〃	امتیاز
〃	اسحق خان
۵۷	اسیری رازی
〃	امانی اصفہانی
〃	احمد قزوینی
〃	آبگینے یزدے
〃	امینی
۵۸	اشکی قمی
〃	ابتری بدخشی
۵۹	الفتی

صفحہ	تخلص شاعر
۵۹	ارشاد
〃	احسان
〃	ابوالفضل
۶۰	آقائے
〃	انتخاب
〃	اعجاز
۶۱	ابراہیم گیلانی
〃	ازل
۶۲	ابراہیم ہمدانی
〃	اشرف نوائی میر باقر داماد
〃	اشرف خان
〃	ارسلان مشہدی
۶۳	آہی جغتائی
〃	آتم اکبرآبادی
〃	اختر
۶۴	ابن یمین
〃	ابویزید
〃	اقدسی
۶۵	آفتابی
〃	اصیلی قمی
〃	آذر اصفہانی
〃	افضل الدین محمد کاشانی
۶۶	ابوالفرج رونی

صفحہ	تخلص شاعر
۶۶	ابوالعلاء گنجوی
۶۷	اثیر
〃	اوحدی اصفہانی
〃	آنی ہروی
〃	اسد بیگ قزوینی
۶۸	امینی ترتبی
〃	امینا بخفی
〃	الفت شوستری
〃	ایما ہمدانی
〃	احمد بیگ
〃	ابوالفتح
۶۹	انسی
〃	آصف قمی
〃	احمد جام
〃	آگاہ نائطی
〃	انشا
۷۰	آزردہ
۷۳	امیر وزیر السلطان
۷۴	اختر
۷۶	احمد

حرف الباء

صفحہ	تخلص شاعر
۷۷	بدر
۷۸	بابر

صفحہ	تخلص شاعر
۷۸	باطنی
〃	بنائی ہروی
۷۹	باقیا نائنی
〃	بنا
〃	باقی سرخوسی
۸۰	بقائے
〃	بسمل
〃	باقر اصفہانی
〃	بدیع
۸۱	بیضا
〃	باذل
〃	بقائی
〃	بقائی تفرسی
۸۲	بیکسی
〃	باقی
〃	بیدل عظیم آبادی
۸۶	بیدل بلخی
〃	بی بی بیدلی
〃	بنائی کمال
۸۷	باقر کاشی
〃	بانے
〃	بدیع اردستانی
〃	بزمی شیرازی

صفحہ	تخلص شاعر
۸۸	بہرام
〃	برقی
〃	بازاری
〃	بیخود
〃	بیخبر بلگرامی
۹۲	برہمن
	حرف با فارسی
۹۳	پروانہ برہانپوری
〃	پردل
〃	پیامی
〃	پیروی
۹۴	پیرے
〃	پیام
	حرف التاء
۹۴	ترکی
۹۵	تراب
〃	تشبیہی
〃	تجلی اردکانی
۹۶	تجلی کاشانی
〃	تجلی ناہیجانی
۹۷	ترکمان
〃	تائب ہراتی
〃	تحریر اصفہانی

صفحہ	تخلص شاعر
۹۸	تنہا
〃	تاثیر
〃	تقی اصفہانی
〃	تقطائی
۹۹	تقی شیرازی
〃	توفیق
〃	تسلیم
〃	تعظیم
〃	تمنا شیرازی
۱۰۰	توسنی
〃	تمنا مرادآبادی
	حرف الثاء المثلثة
۱۰۲	ثنائے
〃	ثاقب
〃	ثابت
۱۰۴	ثبات
〃	ثمین
〃	ثانے
	حرف الجیم
۱۰۴	جامی رح
۱۰۵	جلال الدین اکبر
۱۰۶	جہانگیر
〃	جمالی

صفحہ	تخلص شاعر
۱۰۷	جرأت
۱۰۸	جدائی
〃	جنونے
〃	جانے
۱۰۹	جعفرے
〃	چاکرے
〃	جسمی
〃	جعفر
۱۱۰	جاہی
〃	جذبی
〃	جذوی
۱۱۱	جعفر بیگ
〃	جدائی ساوی
〃	جعفر قزوینی
〃	جودت مدراسی
۱۱۲	جودت بدخشانی
〃	جامع
	حرف الحاء المہملة
۱۱۲	حسن غزنوی
۱۱۳	حسن دہلوی
۱۱۴	حافظ شیرازی
۱۱۸	حیاتی بخاری
〃	حسانے

صفحہ	تخلص شاعر
۱۱۹	حسین اصفہانی
〃	حاصلے
〃	حافظ
۱۲۰	حضوری
〃	حیرتی تونے
۱۲۱	حزنی اصفہانی
〃	حیدری
۱۲۲	حسینی
〃	حسن قندھاری
۱۲۳	حسینی مشہدی
〃	حزنی
〃	محبت مشہدی
۱۲۴	حیاتی گیلانی
〃	حیاتی کاشی
۱۲۵	حشری
〃	حالتی
۱۲۶	حلوی مشہدی
〃	حاتم
〃	حدیثی اصفہانی
۱۲۷	حکمت فتی
〃	حسن بیگ
〃	حقی
〃	حاذق

صفحہ	تخلص شاعر
۱۲۸	حبیب
〃	حالتی ترکمان
۱۲۹	حقیری
۱۳۰	حسن فراہانی
〃	حیرانی
〃	حشمی
〃	حیران
〃	حزین اصفہانی
۱۳۲	حسام
〃	حاکم
۱۳۳	حشمت
۱۳۴	حسرتی

حرف الخاء المعجمۃ

۱۳۷	خاقانی
〃	خسرو دہلوی
۱۳۹	خواجو
〃	مسعودی
۱۴۰	خورشید
〃	خاکسار
۱۴۱	خالص
۱۴۲	خلیل
〃	خضری لاری
۱۴۳	خوارزمی

صفحہ	تخلص شاعر
۱۴۳	خاکی
〃	حصمی
〃	خیال
〃	خضری قزوینی
〃	خضری خوانساری
۱۴۴	خلقی طہرانی
〃	خازن
〃	خلاصی
〃	خلقی شستری
〃	خوشدل
۱۴۵	خوشنود
〃	خاطری
〃	خلیل
〃	خلیفہ
۱۴۶	خواجہ ملک
〃	خازن تبریزی
〃	خصالی
〃	خسرو جوپوری

حرف الدال المہملۃ

۱۴۶	دانش
۱۴۸	درگاہ قلیخان
۱۴۹	داتا
〃	دوری

صفحہ	تخلص شاعر
۱۴۹	دوائی
۱۵۰	دردے
〃	دردِ دہلوے
۱۵۴	داعی شیرازی
〃	دہلی
۱۵۵	دوست
〃	درکے
〃	دیرے
〃	داؤد
۱۵۶	داعی ہمدانی
〃	داعی اصفہانی
〃	دانا
〃	درویش
〃	دانش یا زندرانی
〃	دوستاق
۱۵۷	دستور
〃	دستورِ ایرانی
〃	دیدہ
〃	دردمند
حرف الذال المعجمہ	
۱۵۸	ذوالفقار شروانی
۱۵۹	ذوقی سمرقندی
〃	ذہنی اصفہانی

صفحہ	تخلص شاعر
۱۵۹	ذوقی ترکمانی
۱۶۰	ذوقی اردستانی
〃	ذہنی تبریزے
〃	ذرہ
۱۶۱	ذوقی بلگرامی
〃	ذکا
۱۶۲	ذوالفقار بلگرامی
حرف الراء المہملۃ	
۱۶۳	رودکی
〃	رشیدی سمرقندی
۱۶۴	رفیعی
〃	رفیع قزوینی
۱۶۶	رازی شیرازی
〃	رشکی ہمدانی
۱۶۷	رونق یونانی
〃	رسا اکبرآبادی
〃	رضی سمرقندی
〃	راقم مشہدی
۱۷۰	رشدی
〃	روشن
〃	رضا اصفہانی
〃	رائج
۱۷۱	روعنی

صفحہ	تخلص شاعر
۱۷۲	رازی خوانی
۱۷۳	رافع کشمیری
〃	راہب
۱۷۴	راسخ
۱۷۵	رہی
〃	روحی
۱۷۶	رحیم
۱۷۷	رسای پنجابی
〃	رسا ہمدانی
۱۷۸	راغب
〃	رہائی
〃	روزبہ
〃	رسا لکھنوی
۱۸۱	رضائی طہرانی
〃	رضائی رضوی
〃	رائق
۱۸۲	راقم قادری
〃	رفعت شروانی
۱۸۳	رشید کشمیری
حرف الزاء المعجمہ	
۱۸۳	زلالی خوانساری
۱۸۴	زمانی یزدی
۱۸۵	زکی ہمدانی

صفحہ	تخلص شاعر
۱۸۵	زمانہ
۱۸۶	زیبتی
〃	زائری
〃	زیبائی
〃	زلالی خوانساری
〃	زائر اللہ آبادی
۱۸۸	زین العابدین
〃	زائر دامغانی
〃	زمانا اصفہانی
〃	زیب النسا بیگم
	حرف السین المہملۃ
۱۹۱	سعدی شیرازی
۱۹۳	سلمان ساوجی
۱۹۴	سعد
۱۹۵	سیفی
〃	سوائی
〃	ساقی
〃	ستارہ
〃	سیادت
۱۹۶	سنجر
〃	سپہری
〃	سیری
〃	سنجر کاشانی

صفحہ	تخلص شاعر
۱۹۸	سعید اگیلانی
〃	سحابی
۱۹۹	سعید یزدی
〃	سعید قمی
〃	سامی
۲۰۰	سالم
〃	سروری
۲۰۱	سلیم طہرانی
۲۰۵	سالک قزوینی
〃	سوزی
۲۰۶	سیفی قزوینی
〃	ساقی چرکسی
〃	سخا
۲۰۷	سالک یزدی
〃	سخوش
۲۰۸	سخنور
۲۰۹	سمرقندی
〃	سرمد
۲۱۰	سلطان
۲۱۱	سہیلی
〃	سائر
〃	سائل رازی
۲۱۲	سوزی ساوجی

صفحہ	تخلص شاعر
۲۱۲	سائلی
〃	سپاہی
۲۱۳	سعید
〃	سیرابی
〃	سیف الدین
〃	سلطان قمی
۲۱۴	سالم
〃	سرآمد
〃	سودا
〃	سخی
〃	سروشی
	حرف الشین المعجمۃ
۲۱۵	شہیدی قمی
۲۱۶	شریف تبریزی
۲۱۷	شائق
〃	شکیب کاشی شیرازی
۲۱۸	شکیبی تبریزی
〃	شکیبی صفاہانی
۲۱۹	شانی
۲۲۰	شیدا
۲۲۳	شوکت بخاری
۲۲۴	شرف قزوینی
۲۲۶	شفائی اصفہانی

صفحہ	تخلص شاعر
۲۲۷	شوقی ساوی
۲۲۹	شاپور طہرانی
۲۳۰	شہری قزوینی
〃	شیری
〃	شکوہی
۲۳۱	شہید لاہیجانی
〃	شعیب
〃	شہرت
۲۳۲	شادمان
〃	شاہ
〃	شاہی
۲۳۳	شرف الدین اصفہانی
〃	شاعر
〃	شاہدی
۲۳۴	شکستہ
〃	شہید
〃	شاعر بلگرامی
۲۳۵	شفیق
۲۳۶	شاہ
۲۳۷	شرف بوعلی قلندر
〃	شرف یحیی منیری
〃	شریف جرجانی
〃	شرف یزدی

صفحہ	تخلص شاعر
۲۳۸	شراری
〃	شعلہ
〃	شمیم
〃	شہود
۲۳۹	شہید طہرانی
〃	شوقی گوہاموی
〃	شائق
۲۴۰	شجاع
〃	شریف کاشی
〃	شاہی کالپوی
〃	شریف شیرازی
〃	شعوری
〃	شہانی
۲۴۱	شگونی
〃	شفیع اللہ
〃	شاہجہان دوم (نام آنہا)
۲۴۴	شہید امیٹھوی
۲۴۹	شہید

حرف الصاد المہملۃ

صفحہ	تخلص شاعر
۲۵۱	صائب
۲۵۵	صرفی ساوجی
〃	صانعی
〃	صبحی

صفحہ	تخلص شاعر
۲۵۵	صدر الشعرائے
۲۵۶	صبوری تبریزی
〃	صادقی
〃	صفائی خراسانی
〃	صادق شیرازی
۲۵۷	صحیفے
〃	صیدے
۲۵۹	صالحی
〃	صالح
〃	صارم
۲۶۰	صانع سیالکوٹی
〃	صاحب
〃	صانع بلگرامی
۲۶۲	صہبائی دہلوی
۲۶۴	صوفی
〃	صابر
〃	صبری
۲۶۵	صفیے قمی
〃	صفی رازی
〃	صفی نیشاپوری
〃	صالحی مشہدی
〃	صالحی ہروی
۲۶۶	صابر اصفہانی

صفحہ	تخلص شاعر
۲۶۶	صبیحی ابیوردی
〃	صلائی
〃	صادق
〃	صبحی مازندرانی
〃	صامت اصفہانی
۲۶۷	صابر زواری
〃	صادق سرکاتی
〃	صفیر جونپوری
〃	صفاشیرازی
〃	صافی اصفہانی
۲۶۸	صہبائی
〃	صباحی
〃	صوفی بنگالی
	حرف الضاد المعجمۃ
۲۶۹	ضمیر
〃	ضمیر بلگرامی
۲۷۰	ضیا بلگرامی
〃	ضیا برہانپوری
۲۷۱	ضعیفی
〃	ضمیر اصفہانی
۲۷۲	ضیا دہلوی
〃	ضیا
〃	ضیا کاشانی

صفحہ	تخلص شاعر
	حرف الطاء المہملۃ
۲۷۳	طالب کاشی آملی
۲۷۴	طبعی
〃	طالب گیلانی
〃	طفیلی
۲۷۵	طالب جرد بادقانی
〃	طلوعی
〃	طاہر مشہدی
〃	طالب تبریزی
〃	طاہر نصیر آبادی
〃	طاہر بخاری
۲۷۶	طاہر ے
〃	طوسے
〃	طبیعت
〃	طالع گیلانی
〃	طاہر دکنی
۲۷۷	طوفان
〃	طالب عظیم آبادی
۲۷۸	طریقی
〃	طبقی
〃	طغرا مشہدی
۲۷۹	طاہر صفاہانی
〃	طفیل احمد بلگرامی
۲۸۰	طفرل

صفحہ	تخلص شاعر
۲۸۰	طہماسپ
〃	طوطی
۲۸۱	طبعی
	حرف الظاء المعجمۃ
۲۸۱	ظہیر فاریابی
۲۸۴	ظہوری ترشیزی
۲۸۶	ظریفے
۲۸۷	ظفر
〃	ظاہر
〃	ظہیرا
۲۸۸	ظہوری تبریزی
	حرف العین المہملۃ
۲۸۸	عباس مروی
〃	عراقی ہمدانی
۲۸۹	عمر خیام
۲۹۰	عبید
〃	عنصری بلخی
۲۹۱	عجزی
〃	عاشقے
〃	عبد العلے
〃	عیسی
۲۹۲	عارضی

صفحہ	تخلص شاعر
۲۹۲	علائے
〃	عشقی
〃	عنابی
〃	عنتر
۲۹۳	عابد
〃	عظیم
〃	عاشق اصفہانی
۲۹۴	عاجز
〃	عزت امیٹھوی
〃	عاصی
〃	عشق جامی
۲۹۵	عذری
〃	عاشق نقوی
〃	عماد
〃	علی
〃	عنایت اللہ
۲۹۶	عبد الغنی
〃	عہدی
〃	عزیز
〃	عصمی
〃	علی قمی
۲۹۷	عزی
〃	عنوان

صفحہ	تخلص شاعر
۲۹۷	عرفی شیرازی
۲۹۹	عبد القادر بدایونی
〃	عالمگیر
〃	عزت شیرازی
۳۰۱	عبد اللہ خان اوزبک
〃	عالی بخاری
۳۰۲	عنابی
〃	عرشی یزدی
۳۰۳	علی
۳۰۵	عالی شیرازی
۳۰۸	عصمتی
〃	عشرت
〃	عالی تبریزی
۳۰۹	عاقل
۳۱۱	عارف بلگرامی
۳۱۲	عزلت
〃	عطیا
〃	عشقی بلگرامی
〃	عروجی
۳۱۳	عبد الجلیل بلگرامی
۳۱۷	عجیب بلگرامی
۳۱۸	عظیم الدین بلگرامی
〃	علوی

صفحہ	تخلص شاعر
۳۲۰	علیخان
〃	علم الہدی
〃	عادل
〃	عبرت
۳۲۱	عنایت
〃	عارف شیرازی
۳۲۲	عباس ثانی
〃	عرشی قنوجی رح
۳۲۷	عطا
۳۲۸	عظیم خیرآبادی
۳۲۹	عارف
۳۳۲	عزیز
۳۳۵	عاصم
〃	عزیز
۳۳۶	علیم
	حرف الغین المعجمۃ
۳۳۷	غضائری
〃	غزالی مشہدی
۳۳۹	غرودی شیرازی
〃	غروری کاشانی
〃	غیاثا
〃	غماز
〃	غیاثی

صفحہ	تخلص شاعر
۳۳۹	غنی کشمیری
۳۴۰	غزنوی
۳۴۱	غربتی
〃	غیرتی
〃	غبارے
〃	غزالی مشہدی
〃	غالب
۳۴۲	غالب الہ آبادی
〃	غازی
〃	غازی قلندر
〃	غلام مرتضے
۳۴۳	غریب بلگرامی
۳۴۴	غلام مصطفے
۳۴۶	غیور کرمانی
〃	غضنفر قمی
۳۴۷	غضنفر بلگرامی
〃	غالب دہلوی
۳۵۶	غنیمت پنجابی
	حرف الفاء
۳۵۷	فردوسی طوسی
۳۵۸	فتحی
〃	فطرتی کشمیری
〃	فرخ کشمیری

صفحہ	تخلص شاعر
۳۵۹	فارغی
〃	فخری کرمانی
〃	فہمی کاشی
〃	فہمی لاہرانی
〃	فہمی سمرقندی
〃	فائض
۳۶۰	فروغی قزوینی
〃	فضل علیخان
۳۶۱	فسونی یزدی
〃	فسونی شیرازی
〃	فیضی اکبرآبادی
۳۶۴	فغانی شیرازی
۳۶۵	فکری مشہدی
۳۶۶	فائق صفاہانی
〃	فصیح اکبرآبادی
〃	فصیحی تبریزی
〃	فیضان
〃	فوجی
۳۶۷	فطرت
۳۶۸	فدریہ
۳۶۹	فدریات
〃	فرخ
〃	فراغی

صفحہ	تخلص شاعر
۳۶۹	فاطمہ
〃	فرخ لاہوری
۳۷۰	فائض
〃	فرقتی
〃	فارسے
۳۷۱	فراری
〃	فضلے
〃	فردی
〃	فقیر
۳۷۲	فہمی
۳۷۳	فصیحی ہراتی
۳۷۴	فرح اللہ
〃	فیاض
۳۷۵	فطرت مشہدی
〃	فرصت
〃	فقیر بلگرامے
۳۷۶	فارغ تبریزی
۳۷۷	فرصتی ہمدانی
〃	فائق
۳۷۸	فقیر لاہوری
۳۷۹	فرد بلگرامے
〃	فیض
۳۸۰	فقیر دہلوی

صفحہ	تخلص شاعر
۳۸۱	فروغ مدراسی
	حرف القاف
۳۸۲	قاسم خان جوینی
۳۸۳	قدسی مشہدی
۳۸۴	فراری گیلانے
۳۸۵	قاسم
〃	قنبری
〃	قنبر
〃	قائمے
〃	قاسمی
〃	قوسے
۳۸۶	قسمت
〃	قاصد
〃	قابل
〃	قانع
〃	قائم
۳۸۷	قادر
〃	قطب
۳۸۸	قادری
〃	قادری پانی پتی
〃	قانونی
〃	قانعی
۳۸۹	قدسے

صفحہ	تخلص شاعر
۳۸۹	قدیمی
〃	قیلان بیگ
〃	قسمت مشہدی
〃	قوسی تبریزی
〃	قاسم اردستانی
۳۹۰	قاسم دکنی
〃	قدسی
〃	قسمی
〃	قتالی
〃	قتیل
۳۹۲	قدرت گویاموی
۳۹۳	قاسم مشہدی
〃	قاسم طوسی
۳۹۴	قیدی
〃	قبول
〃	قابل بلگرامی
۳۹۵	قمرالدین
	حرف الکاف
۳۹۵	کلامی
〃	کابی
۳۹۷	کاشی
〃	کاہی کابلی
〃	کرکب

صفحہ	تخلص شاعر
۳۹۸	کمال مجندی
〃	کمال اصفہانی
۳۹۹	کمال
〃	کوکبی
〃	کاکائی
〃	کافی اردبیلی
〃	کمال الدین حسین
۴۰۰	کاظما تبریزی
〃	کاظم قمی
〃	کانے
〃	کوکبی گرمی
〃	کاظم تونی
〃	کامل خلخالی
۴۰۱	کریما
〃	کنجی
〃	کاسب
〃	کاشفے
〃	کم گو
۴۰۲	کلیم ہمدانی
۴۰۵	کشفی بدایونی
۴۰۶	کوکب
	حرف کاف فارسی
۴۰۶	گرامی

صفحہ	تخلص شاعر
۴۰۷	گلشن دہلوی
〃	گلخن
〃	گرامی شاملو
۴۰۸	گلشنی
〃	گرامی خوافی
〃	گلشن علی جونپوری
۴۰۹	گوہر
	حرف اللام
۴۰۹	لطف اللہ نیشاپوری
〃	لطفی شیرازی
〃	لاہوتی
۴۱۰	لسانی
〃	لامع
〃	لائق بلخی
۴۱۱	لائق جونپوری
	حرف المیم
۴۱۱	مسعود
〃	مجیر
〃	مراد قزوینی
۴۱۲	محوی
〃	مفید
〃	معنی کشمیری
〃	میرزا شیرازی

صفحہ	تخلص شاعر
۴۱۳	مشتاق اصفہانی
〃	مصیب
〃	محفوظ
〃	مبتلا
۴۱۴	مہربان
〃	میر
۴۱۵	منت
〃	ماجد
〃	مختار
۴۱۶	مکین
〃	معجز
〃	مصحفی
۴۱۷	معنوی
〃	مجدالدین
۴۱۸	میر حاج
〃	محبی
〃	محمود
〃	محتشم
۴۱۹	مائلی
〃	مروی
۴۲۰	ملک قمی
۴۲۱	مسیح رکنا کاشی
۴۲۲	ماہر اکبرابادی

صفحہ	تخلص شاعر
۴۲۴	میلی ہروی
۴۲۶	مظہری
〃	محی الدین
〃	معین الدین
〃	مجدالدین
۴۲۷	محمد غزالی
〃	ملک مشہدی
〃	ملک اندجانی
〃	مشفقی
〃	مانی شیرازی
۴۲۸	منصف طہرانی
〃	مسیب خان
〃	محمد بیگ
〃	مفلسی
〃	مسلمی
۴۲۹	مستری
〃	مؤمن
〃	ملا محمد
〃	مجنون
〃	مجتبائی
〃	مقیم
〃	مدہوش
۴۳۰	ملحمی

صفحہ	تخلص شاعر
۴۳۰	مُنیلہ
〃	مہیم
〃	معنی
۴۳۱	محمد گیلانی
〃	ماہر گیلانی
〃	مختار
۴۳۲	مائلے
〃	مقیمے
〃	محوے
〃	معروف
۴۳۳	معلوم
〃	موالی
〃	مجدالدین
〃	مسرور
〃	مخلص قمی
〃	مشربی
۴۳۴	مفید
〃	مؤمن
〃	میرزا مقیمائی
〃	مخلص
۴۳۵	متین
〃	میرزا معزالدین
۴۳۶	مرشد

صفحہ	تخلص شاعر
۴۳۶	مطیع
۴۳۷	میر محسن
〃	موجی بدخشی
〃	میر معصوم
۴۳۸	مخلص کاشی
۴۳۹	مظفر خان
〃	محمد مسیح
۴۴۰	موسو یخان
۴۴۱	مظہر دہلوی
۴۴۳	محب بلگرامی
۴۴۴	محزون بلگرامی
〃	میر مرادی
〃	مخمور
۴۴۵	مشرقی مشہدی
۴۴۶	مؤمن آزر آبادی
۴۴۷	منیر لاہوری
۴۴۸	مؤمن دہلوی
۴۴۹	مفتی برہانپوری
〃	مہری
۴۵۰	مجذوب

حرف النون

۴۵۰	نظامی گنجوی
۴۵۱	نظامی سمرقندی

صفحہ	تخلص شاعر
۴۵۱	نظام الدین آزر آبادی
〃	نصیبی گیلانی
۴۵۲	نجمی کشمیری
〃	نوعی خبوشانی
۴۵۳	نوعی اصفہانے
〃	نظیری نیشاپوری
۴۵۵	نہانی
〃	نظام الدین
〃	نقی
۴۵۷	نکہت
〃	نظام
〃	نظیر
〃	نادم لاہیجانی
۴۵۸	نادم ہراتی
〃	نذرے
〃	نزارے
۴۵۹	ناظم ہروے
〃	نسبتی
۴۶۰	نجیب
〃	نامی
〃	نسبت
〃	نظام
〃	نویدی

صفحہ	تخلص شاعر
۴۶۰	ناصح
۴۶۱	ناصر
۴۶۲	نظام
۴۶۳	ندیم کشمیری
〃	نجیب کاشی
〃	نصرت
۴۶۴	نورالحسین بلگرامی
〃	ناجے
۴۶۵	نجات
〃	نثاری
〃	نسبتی
〃	نافع
۴۶۶	نرگسی
〃	نامی ترمذی
〃	نامی خیرآبادی
〃	نصیبی گیلانی
۴۶۷	نسیمی حسینی
〃	نورجہان بیگم
〃	نطقی
〃	ناطق
۴۷۳	نیر دہلوی
۴۷۴	نواب دام اقبالہ
۴۸۶	نوربار کرمانی

صفحہ	تخلص شاعر
۴۸۷	نساخ
۴۸۹	نادر
〃	نجف
۴۹۰	نامی سمرقندی
〃	نوشی
	حرف الواو
۴۹۱	وحیدان
〃	والہ داغستانی
۵۰۸	واقف
۵۱۰	وحشی دولت آبادی
۵۱۱	ولی
۵۱۲	والہی
〃	واعظ قزوینی
۵۱۳	وحید قزوینی
۵۱۵	وحید
〃	واضح
۵۱۶	واحد بلگرامی
۵۱۷	والا بدخشی
〃	واسق بلگرامی
۵۱۸	وفائی
〃	وقوعی نیشاپوری
〃	وحشت تہانیسری
۵۱۹	وحشت تہانیسری

صفحہ	تخلص شاعر
۵۱۹	وفائی
〃	وصالی
〃	وفا اصفہانی
〃	واصلی
۵۲۰	وفاقی
〃	والا
〃	واقف
〃	وقوعی تبریزی
۵۲۱	وہمی قندھاری
〃	وفا ہروی
〃	واصب قندھاری
〃	واضح اصفہانی
〃	واصل لاہیجی
〃	والی
〃	والی بخاری
〃	وصف مشہدی
۵۲۲	والہ صفاہانی
〃	وقاری یزدی
〃	واثق نیشاپوری
〃	وارد شاہجہان آبادی
〃	وحشی کرمانی
〃	وحشی کاشانی
۵۲۳	واسطے سندیلوی

صفحہ	تخلص شاعر
۵۲۴	واصف شیری
〃	وحید متوطن کلکتہ
۵۲۶	واصف متوطن کلکتہ
〃	وصفی امیٹھوی
۵۲۷	وفا جہانگیر نگری
〃	وحشت
۵۲۸	واصف فرخ آبادی
	حرف ہا ہوز ۲۳
۵۲۸	ہلالی استرآبادی
۵۳۰	ہاشم قندھاری
〃	ہلالی ہمدانی
〃	ہمت
〃	ہمایون
۵۳۱	ہمتی بلخی
〃	ہاشم ہمدانی
۵۳۲	ہمایون اسعد استرآبادی
〃	ہاتفی جامی
۵۳۳	ہاتف اصفہانی

صفحہ	تخلص شاعر
۵۳۳	ہاشمی بخاری
〃	ہاشمی اصفہانی
〃	ہجری
〃	ہجری قمی
〃	ہاتفی قزوینی
۵۳۴	ہاشمی کاشی
〃	ہادی کاشانی
〃	ہمت سیستانی
〃	ہمایون ہمدانی
〃	ہدایت مشہدی
〃	ہمت گورکھپوری
۵۳۵	ہادی مشہدی اصفہانی
〃	ہجر جیوری
	حرف الیا ۱۸ التحتیہ
۵۳۷	یحیی لاہیجی
〃	یگانہ بلخی
〃	یحیی سبزواری
〃	یحیی الہ آبادی

صفحہ	تخلص شاعر
۵۳۷	یکتا لاہوری
۵۳۸	یقین
〃	یتیم یزدجردی
〃	یمینی سمنانی
〃	یقینی خلخالی
〃	یحیی کاشی
۵۳۹	یکتا خوشابی
۵۴۰	یاری شیرازی
〃	یزدی
〃	یعقوب ترکمانی
〃	یوسف ترکمانی
۵۴۱	یوسف بلگرامی
۵۴۲	یمینی شاہ آبادی
۵۴۳	یوسف گوپاموی
۵۵۰	خاتمہ شمع انجمن از مؤلف دام مجدہ
۵۵۲	خاتمہ الطبع از سید ذوالفقار احمد سلمہ

تتمہ

صفحہ	
۵۵۴	خاتمہ از سید غلام مصطفی الہ آبادی
۵۶۳	خاتمہ از اکبر فرخ آبادی
۵۶۹	خاتمہ از احمد بھوپالی
۵۷۰	قطعہ تاریخ از علی حسین بھوپالی

صفحہ	
۵۵۷	خاتمہ از تمنا مراد آبادی
۵۶۵	خاتمہ از عظیم خیرآبادی
۵۷۳	خاتمہ از نوش بھوپالی
〃	قطعہ تاریخ از نوش بھوپالی

صفحہ	
۵۵۹	خاتمہ از شبیر رامپوری
۵۶۸	خاتمہ از رفعت شروانی
۵۷۶	دو تاریخ تالیف از یوسف گوپاموی
۵۷۸	قطعہ تاریخ از حافظ محمد سورتی

ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا

بعہد رافت مہد حضرت نواب شاہجہان بیگ صاحبہ والیہ ریاست بھوپال نسخہ دلکش ہمالہ کشمیر ہے

باہتمام مخزن ہنرمندی معدن جہندی مولوی محمد عبدالمجید خان مہتمم مطابع ریاست

در دلیس مطابع شاہجہانی کلکوتہ حسن انطباع یافتہ

بسم الله الرحمن الرحیم

زلاف حمد و نعت اولی ست بر خاک ادب خفتن سجودی میتوان کردن درودی میتوان گفتن

برخوش دماغان نشئهٔ سخن صورت این معنی جلوه گر ست که در بزم کائنات ذوقی که رتبهٔ ثبات دارد جز چاشنی مائدهٔ سخن نیست و بر بهار آرایان گلشن معنی راز این سخن شگفته که در گلزار روزگار گلی که همیشه بهار بود و غیر از حسن روز افزون حرف مستحسن نمیزاصاب

درین باب حرف سنجیده گفته و گوهر انصاف در رشتهٔ بیان سفته ؎

چراغ خلوت جان روشنائی سخن ست بهار زنده دلان آشنائی سخن ست

و علی سهرندی درین باره چه خوش سخنی فرموده و جادهٔ تحقیق حق پیموده ؎

سخن از عرش بدل بروان رندان آمد این می صاف زنه شیشهٔ افلاک چکید

و غنی کشمیری گفته ؎

آب بود معنی روشن غنی خوب اگر بسته شود گوهرست

همچنین هر سخنور نامور و معنی شناس بلند نظر که این جنس گرانمایه را میزان اعتبار کشیده ست

بقدر ادراک و رسائی ذهن چالاک در وصف این گوهر نایاب درفشان گردیده فضولی محض و مشکل پسندی صریح باشد که طبع قاصر من اوج پایه رفیع سخن نشناخته با هنگ مدحش پرداخته ولیکن چه توان کرد که دل آرزومند از تقاضای حب صادق ناچار است و خاطر الفت پیوند از تاثیر شوق کامل بی اختیار نمیتوان دریافت که سخن پیش سخن سندان جان ست و

نزد معنی پرستان قوت روح و غذای روان ست

سخن گر نجان ست بنگر بهوش چرا آدم مرده ماند خموش

متاع روی دست تحفهٔ بازار امکان ست و نقد سرهٔ کیسهٔ انس و جان چه حمد خداوند سخن آفرین بدستیاری او صورت بندد و نعت رسول رحمت باعانت او در عرصه بیان خرامد آتش تفته درونان گوی فراق را آب صبر بر روی دل زند و آفسردگی مزاج دل مردگان برزن بخبری را آتش شوق در نهاد خاطر افگند در دلهای صاحبدلان چنان نشیند که بو در گل و باد در حباب و طبایع ستمندان را چنان کشاید که غنچه را نسیم و خاطر را شراب آینهٔ رونمای سیرت و موج دریای ضمیر ست و چشم بصیرت را مرد و سپهر حقیقت را بدر منیر اگر سخن نمی بود پیغام ایزدی سامعه افروز تشنه کامان آب حیات هدایت نمی گردید و اگر این هیولای شگرف پرتو ظهور نمی بخشید گرسنه چشمان وادی دریافت را نعمت کلام سرمدی کمتر میرسید حقائق رهنمای انبیا پیشین و نوادر وقایع روی زمین بر پیشینیان روشن نمی گشت و فضائل و کمالات علمیه و عملیه سابقین بر لاحقین واضح نمیشد از اینجا گفته اند که سخن لطیفه ایست که معنی بصورتش جلوه گر گشته و معشوق مهربانی ست که هر خدا خواه و دنیا جو را بدام دلبری خود آورده شبستان دل را روشن چراغ ست و نشه بخش ایاغ دماغ نظارگیان جمال خود را بنظر بازان معنی جلوه میدهد و معنی شناسان صورت خود را از نشیب مجاز بفراز حقیقت می برد رابطهٔ خوبی ست میان عاشق و معشوق واسطهٔ محبوبی ست میان خالق و مخلوق بدل عشاق گذری دارد و بخاطر معشوقان راهی پر اثری بستان هوشی میدهد و بهشیاران گوشی اهل عشق را بدستیاری او آه و فغان بر لب ست

و اهل حسن را بمجد و بیان او صد رونق و هزار طلب آین همه شور و شغب عشق خانه بر انداز
بوساطت سخن بگوش اهل دل میخورد و این همه کمال حسن و جمال ملاحت بدولت بیان او در معرض
تجلی می دود آفتاب عالمتابی ست که تمام عرصه انفس و آفاق بوجود ش فیضیاب ست و مجرد خارستی
که همه گهرهای او با آب و تاب آمیزگی ست که بهر رنگ بقدر کمالش رنگ آمیزی یافته نیرنگی ست
که بر رنگ هر آهنگ شتافته اگر بر ریگ تابد جلوه آب دهد و اگر بر آبگینه افتد رنگ شراب کمال آشنا
از احاطه ادراک بیرون ست و جمال کمالش از اندازه فهم و دانشوران افزون با همه بیگانگان نزد
آشنائی بازد و با جمله آشنایان اسپ بیگانگی تازد آشنای او با بیگانگان بقدر تعداد هر خود بیگانگی او از آشنایان بمقدار کمال گوهر خود معنی را بی سخن ظهور نیست و ظهور را بی معنی نور نه چون
جان و تن ازل با هم دست و گریبان اند و چون بو و گل ساکن یک آشیان سخن نیست که
معنیش بجای نرسد معنی نیست که بی سخن در بزم ظهور جهد بهار گلزار سخن تماشا گردنی ست که با چه
نیرنگ بجلوه گری پرداخته ست آواز بوقلمونی حسن پرده دیده ادراک را غیرت بال طاؤس ساخته
فی الواقع سخن اگر از سخن آفرین ست بی سخن حبل متین ایمان و عروه وثقای دین ست و اگر از نه
زبان حضرات انبیا و رسل ست بی حرف شمع راه هدایت و آب حیات ظلمات جهالت ست
و اگر از عارفان ست پرده کشای چهره عرفان و حلاوت بخش کام جان ست ناصر علی گفته ست

شمش جهت آینه وار جلوه اظهار اوست نیست جز مژگان حجابی را که بردارد ما

و اگر از اصحاب حکمت ست رهنمای کوچه عافیت و خضر صحرای سلامت ست و اگر از عاشقان
لاابالی ست سراپا متضمن اذواق و مواجید لایزالی ست حافظ شیراز کشف این راز میکند و میفرماید

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق ثبت ست بر جریده عالم دوام ما

و میرزا صائب می سراید

بیطاقتان هلاک نسیم بهار نه اند از ماهتاب سوخته گردد سپند ما

و اگر از زبان معشوقان دلربا ست فریبنده تر بهانگی ناز و اداست

انتخاب از حسن خوبان نیست جز لطف کلام وای بر بلبل که از گل یک سخن نشنیده ست

و سخن موزونی که از معدن طبع شعرا آید و از خاطر معنی یاب سخنوران زاید میتوان دید که باچه لطافتها همدوش ست و با کدام خوبیها هم آغوش خصوصاً دمیکه پیش جوهر شناس خویش جلوه میکند چه لطافتهای تازه ست که موجش نمی زند و کدام خوبیهای بی اندازه ست که حلاوتش کام جان را شیرین نمیکند و کیف انجا که انصاف بدست سخن ست لب فرو بستن ستم بر جان ایمان کردن ست و بی زبان گشتن خون انصاف ریختن حکما گفته اند که هر چند در بدن انسان عجائب گوناگون و غرائب بوقلمون ست اما دو چیز در نهایت ندرت و غایت غربت واقع شده که عقل از ادراکش عاجز و قاصر افتاده یکی جستن نبض که بی نطق خبر از اعتدال و انحراف و اختلاف امزجه میدهد و اطبا را ازان برسقم و صحت ابدان و ارواح مطلع میگردند دوم شعر یعنی کلام موزون که گرهی بر بادمیش نیست و مع ذلک بچه فصاحت و بلاغت و کدام لطافت و نزاکت ترکیب می یابد و بصید دلهای انجمن آرایان حال و استقبال می پردازد غرض که سخن در هر آن و مکان پیش سخندان محبوب ست و بهر رنگی که جلوه گری فرماید در رنگ سخن خوبان دلنواز مطلوب و با این همه اگر حسب حال و مناسب مقام آید از هر وادی که باشد دل از دست اختیار می رباید آری سخن بموقع حسن انگیز ست و حرف بجا لطافت خیز پس سخن شاهدی ست نیرنگ پرداز که هر طبع را بحسن دگر مبتلای خود کرده و صیادی ست سحر ساز که هر دل را بانداز دگر در دام خود آورده و لهذا هر یکی را طوری از اطوار سخن مطبوع خاطر افتاده و هر کسی را حسنی ازان منظور نظر واقع شده اما کسیکه ذات سخن را شناخته ست و شطری از فهم و ادراک در کار و بارش درباخته وی در هر صورت سخن جلوهٔ همان یک معنی را تماشا کرده و هیچ نقشی را

از نقوش سخن نو و کهن جدا ننشمرده غالب بلوی درین وادی گفته ؎

عقل از اثبات وحدت خیره میگردد چرا آنچه جز هستی ست هیچ و آنچه جز حق باطل ست

نازم بر احوال بی ملال گروهی که نشئهٔ سخن را و کیفیت شوق را دو بالا دارند و صحبت یاران موافق

ودوستان صادق راچون فرصت وقت غنیمت بارده می شمارند وسیلهٔ دخل من دربارگاه سخن وواسطهٔ آشنائی من بابیت ابرو وغزل زلف ورخ ودهن حالات عشق وتقاضای معاملات معشوق ست که ازازل درسند آمده دام وباسوختگی جان وبیتابی دل قوی پیوند درایام جوانی چنانکه افتد ودانی کاوش شوق درون هردم جنون خیز بود وکاهش درد دل هرنفس ملال انگیز چه درو صل ومهجوری وچه درقرب ودوری دران هنگام که دل رنجیده دشمن کام صبر مرحوم و جان شمیده خصم آرام تن مهموم بود در هرآن که بدردی تازه ابتلا دست بهم نمیداد هرگز تسلی نمیشدم ودر هرنفس تا زخم تازه بنصیب دل نمی شد خود را کامیاب نمی دانستم شعری که بمضمون درد وشوق ومتضمن فراق محبوب ونشئه ذوق می شنیدم خیلی دوست میداشتم وبنا برمناسبت حال ومقتضای مقام غنیمت می شمردم ؎

عشق می ورزم وامید که این فن شریف — چون هنرهای دگر موجب حرمان نشود

با آنکه هیچگاه کوچه فسق را پی سپر نکردم وبدامن عشق زالی پیوند الفت نگرفتم ؎

خلیل کعبه ملک لقیتهم — مقر لا احب الآفلینم

هان خاطر اندوه آرمیده که رفیق طریق جذبهٔ من ست با این اتقابی ساخته عشق پذیرت ودل رنجیده که همسایهٔ شورش من ست بی محابا ذوق محبت را دامنگیر شاپور درین معنی گوید ؎

فضل تو واین باده پرستی باهم — مانند بلندی ست وپستی باهم

حال تو بچشم ماه رویان مانند — کانجاست مدام نور ومستی باهم

وکیف که دولتمندان سخن رالذتی گوارا تر جز چاشنی تکلم با انیس همراز نیست وارباب شوق را لعنتی گلوسوز تر غیر ذوق هم زبانی با مخاطب هم درد نه ؎

بما جز عشق بدخویان نیاموخت — خدا اجری دهد استاد ما را

خوشا زمانی که با حریفان دمساز نکته سنج اسرار شوق ومحبت بودم وبا غالب وآزرده ودستی واشباه ایشان درحلاوت سخن رانی هردم محولذت بخلاف این دور پرشور که یکی ازان هنرپروران

هم آهنگ و یاران یک رنگ باقی نیست و احدی درین انجمن از احیا صادق و اصحاب موافق ساقی نه حاصل آنکه راه ذوق سخن رانی برمن از هر طرف مسدود و دست ولذت موافقت صحبت مفقود

سخن میجوشد از دل تا بلب هم داستانی کو — حریف راز داری کو رفیق نکته دانی کو
نگشتم منظری چشم کرم دیری ست بل عمری — دل مهر آشنائی کو نگاه مهربانی کو

هرچند بزم صحبتها رو میدهد و گلهای مجالست بو میدهد اما موافقت حال و مطابقت مقال کو

واتحاد ذوق واتفاق شوق کجا

وصل هم گشته میسر مارا — دل نشد شاد چه می باید کرد

آری با این همه حیص بیص دلی دارم انیسی سخن پسندی رفیقی دردمندی شفیقی ارجمندی کی هم انصاف سخن میدهد و هم داد شوق و هم غمگسار دمساز ست و هم موجد انواع چاشنی ذوق

تعریف دل بحوصلهٔ فکر مشکل ست — جز آنکه حاصل همه عمرم همین دل ست
یارب چه طرفه دل همه آگاه و دردمند — گر خوانمش مصاحب هم رنگ قابل ست

دیریست که دست خواهش از تهٔ دل از اختلاط این و آن برداشته بموافقت دل پرداخته ام و از توقع لذت و صحبت ابنای جنس رشته امید گسسته باذوق خاموشی ساخته حالا هر معامله که هست با دل ست و هر ذوق که تمناست از فیض فراموشی و برکت خاموشی حاصل و فی الواقع تا انیس و چنین برگزیز اهل کمال و خزان بهارستان جمال با دل دیوانه بسازد چرا الصحبت بیگانه پردازد ع

یک آشنای بامزه یک عالم آشناست

انسان اکبرآبادی درین وادی سخنی دل آویز گفته و نفسی در دانگیز برآورده

گه با صنم شفیق می باید زیست — گه تنهایی رفیق می باید زیست
انسان این بزم جای شکر و گله نیست — یک چند بهر طریق می باید زیست

از زینجاست که درین قحط سال مردم بمجبوری ضروری سخن دردمندان را همه تن گوش ست و جلوهٔ حرف مستمندان را سراپا چشم خاصه آنانکه مذاق طبع بلند و خاطر آسمان پیوند

شان باذاق این سرا پا درد و شوق موافق افتاده ست از سلف باشند یا خلف با آنها
دوستی جانی و اتحاد روحانی ست و از گفت و شنود شان اکتساب صد رنگ جمعیت خاطر و دفع
هزار گونه پریشانی در خلوت باد و اوین نمکین سخنان دمساز ست و در جلوت با سخنهای موزون
طبعان هم راز نتایج طبع وقاد سوختگان و ثمرات خواطر اساتذهٔ زمان بخاطر شکستهٔ این بال گسسته
چون نقش بر نگین واشک بر زمین فرو نشسته و نزاد ای خاطر پر ذوق خداوندان سخن پردهٔ غیرت
بر روی تماشای ادا های بیگانه فرو هشته با این همه زبان همه دان اگر حرف نزند چه کار کند و با این
بیان ذوق لسان اگر سخن نراند زندگی مستعار چه قسم بسر برد و درین شیوه ستوده از هم زبانی
شیوا بیانان ناچار ست و درین حیات چند روزه از گفت و شنود هر گونه بی اختیار ست

گه قصهٔ شیخ و شاب باید گفتن — گه شکوهٔ نان و آب باید گفتن
انسان تا مرگ گفتگو لابد ست — افسانه برای خواب باید گفتن

درین نزدیکی که طبع اندوه آرمیده و خاطر دردو گزیده نظر بر تذکره های شعراء فرس داشت
و بگلگشت بهار سخنهای موزون خاطران می پرداخت و از هر وادی سخن بگوش می خورد و دو دامن
دل بگلهای مضامین رنگین و ادا های شیرین شاهد سخن گلدسته می بست خواستم که از این بستان
سرا های فرحت افزا نم زد اگلدسته چند برچینم و سموم هموم این سپنجی سرا را که چون آب دریا و ریگ
صحرا بی پایان ست بنسیم مطالعهٔ بهار این گلزار بی خار و گلگشت این چمنستان همیشه بهار بزدایم
تا اگر صاحبدلی دیگر را هم گذر وقت بر سر این حدیقه غناء و روضهٔ غناء افتد و زمانی خاطر افسرده
را بسیر خوبان سبز رنگ این گلزمین بشگفاند دور از حسن اتفاق نیست

در دل در آ تفرج گلهای داغ کن — از خانه چون ملول شوی سیر باغ کن

چون حیات بی بقای این سرا نقش بر آبی و نمایش سرابی بیش نیست و زندگی چند روزهٔ
این خاکدان فنا نمود حبابی دارایش خوابی بیش نه آنی که بخوشدلی گذر و روزگار بهشت ست
و دمی که بی ذوق بسر آید سراپا زشت سلیم درین محل چه حرف برجسته گفته و گوهر آبداری از

بحر طبع سلیم بدست آورده ؎

حریر شعلهٔ ما را بآب می بافند کتان ما بشب ماهتاب می بافند

و هرگاه انسان خود این حالت پر ملالت دارد پیداست که آثارش چه قیام و نقوش او چه ثبات داشته باشد الا اثر سخن و نقش حرف نو و کهن که از آسیب حوادث فنا چندی مصون ست و از دست برد تار و مار قضا اندکی مامون بوجه آنکه روح سخن دو گونه قالب دارد یکی قالب لفظ دیگر پیکر معنی پس اگر قالبی برهم میگردد قالب دیگر مثل او بجایش می نشیند بلکه در هر زمان قالب های بسیار بلکه بیشماری می پذیرد

تا آنکه سخنور میرود و سخن نمیرود ؎

گمان مبر که تو چون بگذری جهان بگذشت هزار شمع بکشتند و انجمن باقی ست

باین رهگذر بر اوراق دواوین شعر چند نقطه انتخاب زدم و رخسار شاهد سخن را بخال و خط اصلاح آراستم و چون سخن بی ترجمهٔ سخن طرازان خاطر نظارگیان را به تسلی نمی رساند و چشم تماشائیان را نور سرور از زانی نمیدارد لاجرم پیش از ایراد کلام موزون ترجمهٔ شاعران را بلفظ موجز و حرف دلکش رقم کردم و صورت ظاهر را با معنی باطن پیوند مناسب بخشیدم و طاؤسان معانی را بگلدام مبانی بند ساختم و باین بهانه شادی نشانه برای رفع وحشت خاطر یاران و لدادهٔ زلف سخن و معنی طراز ان عشرتکدهٔ حرف نو و کهن رفیق مرنج و مرنجان بهم رسانیدم پس این گلدستهٔ مبانی تازه برای افسردگی مزاج دل شدگان معجونی دلکشاست و این درج جواهر معانی بی اندازه برای برهمزدگی طبع شوریدهٔ جانان مفرحی نشاط افزا هم مشرب میخواران حست و هم مذهب صومعه داران مطلع دیوان شادی ست و مقطع ایوان آزادی مرهم دلهای ریش ست و یار غمتراش هر بیگانه و خویش سلسلهٔ جنبان فنون جنون ست و مجمره گردان شوق درون یک شهر سخن و یک عالم معانی ست و حاوی ارواح لبسوی بلاد نکته دانی و هر چند حسن عالم آرای شاهد سخن غازهٔ دوگونه جلوه گری بر چهرهٔ زیبای خود کشیده ست گاهی بجلیهٔ نثر رنگین و گاهی با داهای نظم نگین هوش ربای جهانیان گردیده لیکن چون حرف منثور از حلیهٔ وزن عاری ست

گو بسلاست ربط و تناسب لفظ آراسته باشد بی میانجی نظم چاشنی بخش ارباب ذوق و مزه گذار اصحاب شوق نمی تواند شد لهذا جمعی از موزون طبعان انجمن نکته دانی مثل رضی الدین نیشابوری و ظهیر الدین فاریابی و بهاء الدین بیدق و خسرو دهلوی بتر جیع نظم بر نثر پرداخته اند و ادله نمایان و حجج شایان برین مدعا و معرض بیان جلوه گر ساخته این مختصر گنجایش ایراد آن مقالات ندارد و ذکر آن دلالات را بر همی تابد بناء علیه درین جریده اقتصار بر سخن موزون رفت و از نثرهای اهل سخن تعرض نشد و چون سخن رسا تر از نشئه شراب و سریع تر از پرتو آفتاب ست آرزوی این بی آرزو از یاران بزم حال و نو واردان انجمن استقبال آنکه اگر احیانا ذوقی رو دهد و شوقی برخیزد بدعای خیر پرداز ندو اگر سهوی و خطائی دریابند بشفاعت صواب محو و منسی سازند و کیف که طبع نیرنگ خامه درین شیوه معذور ست و شیشه بوقلمون نامه در تلون مجبور امید واری از جناب باری جل اسمه آنست که بعد از تکمیل این نامه شغلی بهتر ازین چامه و پکامه کرامت فرماید و از ذوالمنن فانیه اینجا بلذات باقیه آنجا رساند

قف

الله نام پاک سخن آفرین ست و سخن یکی از صفات اوست بلکه وی اول کسی ست که سخن کرد و لم یزل و لا یزال سخنگو ست همه نامهای آسمانی و صحیفه های ربانی مثل تورات و انجیل و فرقان سخن اوست موسی علیه السلام را بسخن خود نوازش کرد و محمد صلعم را وحی متواتر فرستاد و سخن هیچ آفریده بسخن او نرسد و کیف که سخنش حجت و برهان ست و سخن دیگر اهل سخن را گان و هر چند او را ناثر و ناظم و شاعر نخوانند اما متکلم یعنی سخن گو و سخنور نامند و خود ش ذات پاک خود را باین وصف قدیم و لغت کریم یاد فرموده و لفظ و عبارت او را که در قرآن کریم ست جمهور شایخ علم نظم گویند نه نثر و لفظ زیرا که معنی نظم در لغت جمع لولو، در سلک باشد و معنی نثر پریشان ساختن و معنی لفظ افگندن ست و اگرچه اطلاق نظم در عرف بر شعر نیز می آید اما در ینجا مقصود بدان عبارت سنجیده و لفظ گزیده ست نه سخن موزون مصطلح علماء عروض و لهذا او اخر آیات کریمه را فواصل نامند نه قوافی با آنکه

علما نظم قدیما و حدیثا جمل قرانی را بطرز نظم موزون یافته اقتباس ها کرده اند و بعض بلکه اکثر آیات کتاب عزیز را بی ساخته بیت درست و مصراع راست یافته و بنا بر تفریق در نظم قرآن و شعر والحان در تعریف شعر قید قصد افزوده اند و گفته که شعر کلامی ست موزون و مقفی قصداً تا آیات و احادیث از حد شعر بر آید زیرا که کلام الهی و حدیث ختمی پناهی از شعریت منزه ست لکن عدم قصد الهی در آیات موزون محل تامل ست چه نفی علم الهی از موزونیت آیات گنجایش ندارد و ازینجا توان دریافت که صدور کلام موزون نخست از متکلم قدیم ست تعالی شانه ولهذا گفته اند الشعراء تلامذة الرحمن لکن چون اسماء الهی توقیفی ست اطلاق شاعر بر ذات متعالی نتوان کرد سر خوش چه حرف خوش گفته گواه صدق این دعوی مصرع برجسته بسم الله الرحمن الرحیم ست که دیباچه طراز و عنوان آرای قرآن ست و بیت بلند ابرو را جای بالای چشمهای خوبرویان و خوش نگاهان انتهی میرزا صائب میگوید ؎

سخن بلند چو افتد بوحی مقرون ست اناقة سر مصحف کلام موزون ست

یعنی کلام موزون فوق کلام منثور باشد زیرا که فاتحهٔ قرآن مجید که بسمله باشد منظوم واقع شده لیکن مصراع اول این بیت از تادیهٔ مدعا قاصر افتاده چه معنی وی آنست که هر سخن که بلند افتد بمرتبهٔ وحی میرسد و این عام ست از انکه نظم باشد یا نثر چه تمام قرآن نثر ست و نظم خال خال واقع شده ولهذا میرآزاد بلگرامی رح اصلاح مصراع مذکور چنین فرموده ع خوش ست نثر ولی شان نظم افزون ست جمعی از شعرا که بسمله را منظوم یافته اند برای او مصراعهای ثانی بهم رسانیده نظامی گفته ع هست کلید در گنج حکیم ✽ و عرفی گفته ع موج نخست ست ز بحر قدیم ✽ و طاهر وحید گفته ع هست نهالی ز ریاض قدیم ✽ و آزاد گفته ع تیغ سیه تاب رسول کریم ✽ و ناطق گفته ع جلوه جهان حادث و ذاتش قدیم ✽ و نیز قید قصد در تعریف شعر اصطلاح جماعهٔ شعراء ست و نزد فضلاء علم منطق این قید ماخوذ نیست بلکه معتبر قبض یا بسط نفس ست که از تالیف چند مقدمه حاصل شود و برین تقدیر اطلاق نظم بر عبارت قرآن و دیگر کلمات فرقان بی تکلف صحیح می شود و آسیائی

که میزان علم منطق ست گفته شعر قیاسی مولف از مقدمات ست که منبسط می شود از آن نفس یا منقبض
مثلاً اگر گویند که باده مصفی لون و مفرح دل ست خاطر سامع بشگفد و اگر گویند که شهد تلخ و قی آرنده و
دهن را بد بوکننده ست دل از آن منقبض گردد و سید شریف در تعریفات گفته شعر در لغت بمعنی
دانستن ست و در اصطلاح کلام مقفی موزون بر سبیل قصد و قید اخیر خارج میکند نحو قوله تعالی الَّذِي
أَنْقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ را از حد شعر زیرا که این کلام اگرچه مقفی موزون ست
لیکن شعر نیست چه موزون آورنش نه بر سبیل قصد ست بلکه بالقصد موزون واقع شده و شعر در
اصطلاح منطقیین قیاسی مولف از مخیلات باشد و غرض از آن انفعال نفس ست بترغیب و تنفیر
مثل قول ایشان که خمر یاقوت سیال ست و عسل مرهم منوع انتهی غرض که از روی لغت و تعریف
منطق اطلاق شعر بر کلام مرغب یا منفر ست نظم باشد یا نثر و از روی اصطلاح اهل عروض اطلاق او
بر کلام مقفی موزون بقصد آید و گذشت که نفی علم الهی از موزونیت آیات محل تامل ست بلکه خود انواع
شعر و اصناف بحور نظم را متعمقان این علم از تطورات قرآن کریم استخراج کرده اند و ضوابط ردیف
و قافیه را از فرقان عظیم فرا گرفته و استنباط نموده و این غایت جمعیت سخن آفرین ست که هر سخنور
ذی بصیرت استفاده فن خود از آن کرده و میکند و هر قادر بقدر استعداد و جوهر ادراک خود از آن
استفاضه گرفته و می گیرد و این ست معنی این قول کلام الملوک ملوک الکلام آما بر عایت مقام ادب
عبارت او را شعر نگویند و لفظ نخوانند بلکه تعبیر بنظم می نمایند که شعر بحسن مبانی و لطف معانی و فصاحت
تامه و بلاغت عامه ست و امتیاز انسان از دیگر حیوانات نیز بتقدیر سخن آفرین بهمین سخن و حرف
شیرین و بیان رنگین باشد و لهذا شعر بسوی آنحضرت صلعم نسبت بسیاری از کلام محبوب تر بود
چنانکه زمخشری بدان اشارت کرده و در حدیث آمده بعض شعر حکمت باشد و بعض بیان سحر و قول
فصل درین باب آنست که شعر سخنی موزون ست خوب او خوب و زشت او زشت و ذم شعر
و شعرا که در کتاب عزیز و سنت مطهره آمده همه راجع بسوی اقوال اهل بطالت ست و مومنان
ستوده کار ازان مستثنی اند چنانکه تفصیل این اجمال عنقریب می آید آدم ابو البشر علیه السلام

نزد ابن اثیر و جم غفیر از مورخین اول کسی ست که جواهر سخن تازی را در میزان نظم کشید و این ره آورد گرانمایه را از خزانهٔ عامرهٔ غیب بقلم و شهود رسانید میرزا صائب گفته ؎

آنکه اول شعر گفت آدم صفی الله بود طبع موزون محبت فرزندی آدم بود

و خسرو دهلوی فرموده ؎

ما همه در اصل شاعر زاده ایم دل باین محنت نه از خود داده ایم

و برین تقدیر شعری که از آدم آید آدم نوع اشعار باشد لیکن جمعی دیگر انکار این معنی نموده اند و گفته که پیغمبران از گفتن شعر محفوظ اند در محشری در تفسیر کشاف آورده گویند که آدم نزد کشتن قابیل هابیل را مرثیه در شعر گفت و این کذب بحت ست و نیست شعر مگر مخبول و ملحون و انبیاء از آن معصوم اند انتهی ابن عباس گفته آدم این رثا را باسلوب نثر ادا کرده بود چون آن نثر ببحر رسید از سر بانی بعربی ترجمه کرد و موزون ساخت قاسم بن سلام بغدادی گفته موجد شعر عربی یعرب بن قحطان ست و وی اول کسی ست که سخن بزبان تازی موزون کرد و الله اعلم دگر وهبی بر آنست که اشعر بن سبا بنی را بیشتر کلام موزون بر زبان میگذشت چون نامش اشعر بود سخنهای موزونش را شعر گفتند و هر که بران سیاق سخن می راند نام شاعر بروی اطلاق میکردند ازان باز این حرف رواج پذیرفت و هنوز بر زبانها جاری ست تا آنکه رؤسای کشور این فن لنبق و نظم سخن طرازی را بالا پایه رواج و قبول رسانیدند و هنگامه بزرگی برای شعر و شاعری برپا ساختند و اشعار شعراء عرب و فرس را تدوین نمودند تا آنکه دواوین عظیمه و دفاتر ضخیمه بهم رسید وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا و اما بدایت شعر فارسی پس اکثر مورخین بر انند که اول کسیکه شعر فارسی گفت بهرام گور ست و از دو مصراعی نقل میکنند و بعضی وجود شعر فارسی پیش از زمان دولت اسلام هم نشان میدهند و چون شعر عربی پیش از اسلام موجود بود اگر شعر فارسی هم موجود باشد عجب چیست زیرا که ملک فرس با قدم مملکت روی زمین ست و سلطنت این قوم اول سلطنتهای عالم آما بعد از بهرام گور اول کسیکه در اسلام شعر فارسی گفت و سخن موزون بر زبان آورد عباس مروی ست که در عهد مامون خلیفه

قصیده پرداخت وصله جزیل یافت بدایت سلطنت مامون در سنه یکصد ونود وسه هجری ست
ونزد بعض ابتدای شعر فارسی از یعقوب بن لیث صفار ست که در سنه دویست وپنجاه ویک بوده
واز و بیتی می آرند ونزد بعض ابتدا او در اسلام از ابوحفص سغدی ست که در سنه سه صد بود
باقی حال تا حدود سنه سه صد هجری شعر گوئی اندک اندک وبی مزه بود وکسی بتدوین آن نپرداخت
تا آنکه در عهد سلاطین سامانیه اوائل صد چهارم استاد رودکی ظاهر شد ودیوان شعر ترتیب داد
وپیش ازوی اشعار مدون انتهج قافیه سنج نشان نمیدهند که لیس وراء عباد ان قریة ودر زمان
رودکی که بدایت نشو ونمای شعر فارسی ست شعر عربی بکمال خود رسیده چه مستغنی کوفی که عمدهٔ
موزونان عرب متاخرست آب شمشیر فنا چشید ماهران فن میدانند که وی سخن تازی را انجا
رسانیده اگرچه محاوره او چنانکه باید وشاید بنهج عرب عرباء اکثر اتفاق افتاده وسخن را بر روش
مولدین گذارده چنانکه ابن خلدون در کتاب العبر ودیوان المبتدا والخبر بدان صراحت کرده ودر
عهد سلطان محمود غزنوی نشو ونمای شعر فارسی قوت گرفت ومثل فردوسی پهلوان پای تخت سخن
بمیدان درآمد وچون تکمیل صناعت بتلاحق افکار وتلاصق انظار ست از عهد سلطان محمود
تا زمان موجود رتبهٔ شعر فارسی از کجا تا بکجا رسید واین نهال بلند اقبال از نشیب زمین تا بفراز
عرش برین سر بالا کشید وبمرور دهور ومضی اعوام وشهور پایهٔ او رسید بجائیکه رسید واز قدرشناسی
ملوک وسلاطین وامراء وخواقین دیدانچه دید وبر انواع گوناگون از قصاید وغزلیات وقطعات
ومسمطات ومثنویات ومسدسات ومخمسات ورباعیات ومستزادات ومثلثات وتراجیع وترکیب
معما ولغز وجز آن باوزان مختلفه غیر متجانسه منقسم گردید وعلاوه آن صنایع وبدایع که در قدما از خسرو
دهلوی ودر متاخرین از شیخ حبیب الله اکبرآبادی بر روی کار آمد در قالب گفت درنیاید موقوف
بر گلگشت مؤلفات ومجامیع ایشان ست وهر چه ظهورش حواله بر زمان مستقبل ست بر وقت خودش
صورت پذیر گردد زیرا که تا وجود ارض وسماست جلوهٔ شاهد هستی همین رنگ تلون پذیر باشد

در بند آن مباش که مضمون نماند درست صد سال می تواں سخن از زلف یار گفت

دیده باشی که موشگافان دقیقه سنج در هر زمان تکلفی دیگر و صنعتی نیکوتر بر روی کار می آرند و هوش
از سر تماشائیان کارآگاه می ربایند و حسن چهرهٔ شاهد معانی بآب و رنگ تازه و طرز نازک و اداهای
رنگین و حرکات شیرین و خیال بندی و معشوق تراشی صفای دیگری می بخشند و با علی مدارج و لفتری
بالکمل معاج جان پروری میرساتند میرآزاد بلگرامی را شنیده باشی که در شعر عربی چه کارکرده و
کدام معانی رنگین و مضامین نمکین از زبان هندی و فارسی بسخن تازی برده و کدام جمال و ملاحت
و خال و صباحت بشاهدان عربی ارزانی داشته و این فن دلکش و صنعت جان بخش را بچه مرتبه تکمیل
و اکمال رسانیده و در هر سه زبان کوس انا ولاغیری نواخته درین تذکره که قطره از سحاب و ذره از آفتاب
ذکر جمعی از متقدمین شعراء و متاخرین نظماء که غازهٔ اعتبار و اشتهار بر رو کشیده اند و زمره که بعد طی مسافت
بر کاخ بلند آوازگی برآمده در دلهای سخن شناسان منزلی شایسته بهم رسانیده اند اختیار آمده ضبط
جمله شعراء سابق و حال فرس هند چه شمار ایشان بیش از انست که طائر بلند پرواز خامهٔ معجز نگار
در هوا احصاء آن بال پرواز کشاید یا در فضای انحصار آن جماعه والاتبار بازوی همت بپرد
بلکه یارای شمهٔ از نتائج طبع هر یک سخنور بمقدار فرصت وقت و انتهاض فرصت منت بر سامعه گذاشت
و بضیافت طبع شنیفتگان شاهد رعنای سخن پرداخت بحمت آنکه کلام موزون و سخن ذوفنون هر چند
گوارا تر از آبحیات و شیرین تر از جان باشد اما انهماک کلی در سر کار و بارش خوب نیست و صرف
تمام زمان دران نامرغوب چه انفاس عزیزه را که فقید البدل و عدیم المثل ست وقف فضول کاری
نمودن سرمهٔ چشم بگلو فرستادن ست و عمر گرامی را که کبریت احمر و اکسیر اعظم ست نیاز لاطائل کردن
متاع بینائی بنقد کوری فروختن و نیز حرف دراز ملال انگیز خاطر متین نازک مزاجان ست طول
مقال وحشت خیز طبع آشفته حالان سخن همان خوشتر که در تهٔ دل ناظر نشیند و حرف همان بهتر که منزل
در گوشهٔ خاطر سامع گزیند و بالجمله چنانکه دریدیضا گفته و بعضی تذکرها از جماعهٔ شعراء اهم وطن و چند
شعر فقط ذکر کرده اند و احیاناً دو کلمه احوال که مصداق لَا یُسْمِنُ وَلَا یُغْنِی مِنْ جُوعٍ باشد نیز آورده
بواسطهٔ آنکه آن اشعار بغایت مرغوب و نهایت تازه اسلوب بود و مذاق طبع حریص رضا باهمال نداد

واسامی این طائفه بقسمی که یافته شد مسطور افتاد و نیز بتتبع معلوم شد که در صحائف استادان شعر یکی بنام دیگری ماخوذ است بغایتی که هیچ تذکره ازین حال خالی نیافته شد و درین عجاله اشعار ازینان اصل منقول ست اگر آن تفاوت درین کتاب شاید در بعض مواضع بنظر متصفحان اولوالالباب آید راجع برای وی اصل خواهد بود و ناقل معذور ست اسعد نام نامی و اسم سامی محمد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ست هر چند عالیجنابش شاعر نبود و شعر دون مراتب علما، امت مرحومه اوست تا بذات مقدس وی چه رسد و لهذا در تنزیل وارد شده که ما او را شعر نیاموختیم و شعر گوئی او را نمی زید لیکن ارباب سیر اتفاق دارند که در محفل شریفش نسیم سخن موزون می وزید و غنچه لعل مبارک بتبسم آشنا میگردید و هرگاه خاطر ملکوت مناظر از استماع سخن میکشود مخاطب بانخواندن شعر دیگر پیهم اشاره می فرمود و موزونان پای تخت رسالت را بجو مشرکان مامور میساخت و طائفه معنی طرازان را بانعام صلات و اقسام عنایات می نواخت خطاب اهجوا الکفار فانها اشد علیهم من رشق النبل و نصب منبر برای حسان بن ثابت و دعای اللهم ایده بروح القدس و حدیث هجاهم حسان فشفی و استشفی و عطاء سیرین نام جاریه بحسان در وجه صله شعر و انعام برد مبارک بکعب بن زهیر در جائزهٔ قصیده بانت سعاد مشهور ست و در کتب تواریخ و سیر مسطور و چون نابغهٔ بعدی شعر خود در حضور پرنور خواند فرمود اجدت لا یفضض الله فاک و بیهقی در دلائل بابی مستقل عقد کرده و گفته باب اختیاره صلی الله علیه وسلم الشعر و حدیثی طویل از جابر آورده و در حدیث شریف آمده ذکر عند رسول الله صلی الله علیه وسلم الشعر فقال هو کلام حسنه حسن و قبیحه قبیح و ابن سیرین گفته هل الشعر الا کلام لا یخالف سائر الکلام الا فی القوافی مقصد آنکه شعر فی نفسه مذموم نیست بلکه حسن و قبیح او راجع می شود بمدلول و درین امر خود و نظم و نثر مساوی ست و معنی قبیح آنست که مخالف شرع باشد مثل هجو و شتم مسلمانی یا کذب و بهتانی که موجب اضرار باشد نه کذبی که محض برای تحسین کلام آرند چه قصیدهٔ بانت سعاد فراوان اغراقات دارد و متضمن تغزل باسعاد و تشبیه رضاب بشراب ست قفال و صیدلانی که از اکابر علماء دین اند گفته اند که کذب شعر

کذب نیست زیرا که قصد کاذب تحقیق قول خود می باشد یعنی دروغ را راست می نماید و قصد شاعر محض تحسین کلام ست از نجا ثابت شد که تخییلات موزونان برای تزئین اشعار تحلیه بنات افکار جایز باشد و آنحضرت صلعم گاهی مثل سفیر مودب بصراعی و میگفت راست ترین کلمه که شاعر گفت کلمه لبید ست ع الا کل شیء ما خلا الله باطل ، و احیانا مثل می زد باین مصراع ع و یاتیک بالاخبار من لم تزود ، و هر چار در کلام خدا و حدیث مصطفے ذم شعر و شعراء واقع شده باتفاق جمهور ائمه دین در بارهٔ اثر خایان مشرکین ست و نفی تعلیم شعر از جناب رسالت در تنزیل از برای آنست که اگر روی صلعم فکر شعر شعار خود میساخت پست فطرتان گمان می بردند که تکلم بآیات بینات از جهت سلیقهٔ زبانی ست نه سفارت ربانی و این نکته دلیلی واضح بر براعت این صناعت ست مع هذا احیانا از ان مرتبهٔ جامع کلام موزون سر بر میزد از انجمله ست

انا النبي لا کذب ۔۔۔ انا ابن عبد المطلب

و گاهی اصلاح شعر میفرمود سید محمد برزنجی در بعض رسائل خود آورده اند که کعب درین بیت ان الرسول لنور یستضاء به ۔۔۔ مهند من سیوف الله مسلول سیوف الهند گفته بود حضرت سیوف الله ساخت و وجه اصلاح آنکه لفظ هند بکار نیفته چه مهند تیغی را گویند که از آهن هند ساخته باشند چنانکه جوهری در صحاح گفته المهند السیف المطبوع من حدید الهند و جمعی قلیل انکار این اصلاح و این شعر کنند و هو الراجح در بخاری آمده ان من الشعر لحکمة میر آزاد رحمه الله تعالی در شرح این حدیث گفته مقصود ازین کلام بیان فضیلت شعر ست و حق عبارت آنست که گفته شود بعض الشعر حکمة اما آنحضرت فرمودند من الشعر لحکمة و تقدم لفظی را بر اصل خود گذاشت برای اهتمام شان شعر و افادهٔ حصر و اسلوب معنوی را قلب کرد و حکمت را مخبر عنه ساخت بجهت مبالغه در مدح شعر یعنی ماهیت حکمت بعضی از شعر ست پس لازم آمد که جمیع افراد حکمت بعضی از شعر باشد و مندرج دران زیرا که اندراج ماهیت مستلزم اندراج جمیع افراد اوست و نیز آنحضرت از افادهٔ حصر بتقدیم خبر و ایراد کلام باسلوب تاکید چه قدر مراتب مبالغه

افزوده مدارج تفصیل شعر را تا کجا طی فرمود پس معنی کلام شریف چنین باشد که هر آینه حکمت است
مگر بعضی از شعر و مبالغه بشعر مناسبت داشت این مناسبت شعری را در کلامیکه برای مدح شعر
آورد رعایت فرمود و دستاویزی برای جواز مبالغه وقتی که مصلحت شرعی باشد افاده نمود و همچنین
حال ان من البیان لسحرا باید فهمید طیبی شارح مشکوة گفته خبر را در اینجا مبتدا ساخت و اصل را
فرع و فرع را اصل گردانید بجهت مبالغه و آن باجه مرفوعا روایت کرده کلمة الحکمة ضالة
المؤمن حیثما وجدها فهو احق بها و قید حیثما برای آنست که می باید نظر این کس بمقول باشد نه بقائل و این
کلام بطریق ارشاد و تعلیم واقع شده نه بطریق اخبار چه بسا مؤمن که اصلا طالب حکمت نباشد یا بطریق اخبار وارد شده بجمیل
مؤمن بر فرد کامل کنایة الحاجة فی شرح سنن ابن ماجة و کلمه حکمت شامل نثر و نظم هر دو ست بجهت عموم لفظ طرفه
آنکه اطلاق کلمه بر قصیده هم آمده و در زمان قدیم شعر عرب همین قصیده بود و چون حدیث ان من
الشعر لحکمة را با قطع نظر از مبالغه با حدیث ثانی منضم سازند شکل اول باین طریق حاصل میشود کل بعض شعر کلمة
حکمت ست و کلمه حکمت ضالة مؤمن ست پس بعض شعر ضالة مؤمن ست و دلیل ست برین مدعا انچه نزد مسلم آمده
مرفوعا که گفت شرید صحابی ردیف شدم آنحضرت را روزی فرمود آیا هست نزد تو از شعر امیه
بن صلت چیزی گفتم هست فرمود بیار پس خواندم بیتی که خوش آمد آنحضرت را فرمود زیاده کن
تا آنکه صد بیت خواندم و از اینجا استفاده شد طلب شعر محمود که نتیجه شکل اول ست و استحباب طلب بالذات
و استحباب انشاد شعر و استحباب طلب از هر جا که باشد چه امیه کافر بود و آنحضرت صلعم فرمود اسلم
لسانه و کفر قلبه و در کتب سیر آمده که شعرا مدت طراز آنحضرت صلعم صد و شصت و نه از رجال
و دوازده از زنان بودند و باستثناء کریمه الا الذین امنوا و عملوا الصالحات سر امتیاز آسمان
می سودند و همچنین بسیاری از کبرا امت و فصحاء ملت کنوز سربسته عرش را بمفاتیح زبانها کشوده اند
و نفایس معانی را باسلوب شعر او انموده رحمهم الله تعالی انتهی حاصله و شک نیست که اشعار آبدار کبرا
دین از علماء متقدمین و متاخرین سرشار باده حکمت ست و سراپا افاضت و هدایت بلکه بیان حکمت
در کلام موزون تاثیری دیگر دارد و لهذا وارد که در کلام منثور نباشد و بناء حکمت بر اعتبار ست و اگر اعتبار

درمیان نبود حکمت باطل گردد و حمل الفاظ و عبارات اشعار بر معانی ظاهره کار صورت پرستان است
و اهل دل و اصحاب نظر مضمون اشعار را بر معانی دیگر فرود می آرند و از اسباب پی بسبب می برند و
در ضمن آن حکم الهیه و حقائق کونیه ملاحظه میفرمایند و ایمان خود بسخن آفرین تازه می نمایند خصوصاً
اشعار یکه مشتمل بر تمثیل و استعاره می باشد سراپا حکمت و دانش می بود ولیکن ع سخن شناس نه
دلبرا خطا اینجاست ۱۲ و چون ما جرای سخن موزون مرقوم گردید اکنون توان دریافت که چنانکه تمریان
عرب و بلبلان فرس سامعه ها را بخوشنوائی نواخته اند طوطیان هند هم ذائقه ها را بشکر ریزی خیلے
متلذذ ساخته کسیکه آشنای دقائق السنهٔ ثلثه ست بمغز این سخن میرسد اما طالع عرب بلند ست که
خاتم نبوت درین قوم مبعوث شد و قرآن مجید که لفظ و معنی او معجزست بزبان عرب نازل شد سبحان الله
لطافتی که زبان عرب دارد هیچ زبان ندا شته باشد و حروفیکه مخصوص زبان عرب ست پر لطف
و مزه بخش واقع شده مثل ثا و حا و صاد و ضاد و طا و ظا و عین و قاف بخلاف حروف السنهٔ دیگر مثل پا
و ژا از فارسی و ٹا و ڈال هندی که نزد ارباب ذوق مخارج اینها بلطافت مخارج حروف مخصوصهٔ عرب نمی رسد و ادخال
الف و لام و نزع آن در زبان عرب طرفه چیزی ست و در زبان تازی صیغهٔ مذکر علیحده و صیغهٔ مونث
علیحده و در فارسی یکی ست و شانی که نثر زبان عربی دارد ظاهر اهیچ زبان نداشته باشد و تغزل شعراء
عربی با زنان ست بخلاف شعراء فارسی که اینها بنا تغزل بزنی ریشان گذاشته اند ظلم صریح و ستم
قبیح که عبارت از وضع شی در غیر موضع اوست اختیار نموده و حروف مخصوصهٔ عرب اخاصیتی ست
که در حروف زبان دیگر نیست یعنی این حروف در لغت هر کدام زبان که بیایند آن زبان را قسطی
از فصاحت و ست بهم میرسد بخلاف فارسی و هندی که اگر حرفی از حروف این زبانها در لغت عربی
آمیخته شود از وضع خود بیفتد و سخت ناخوش و بی مزه گردد بلکه از صحت تلفظ و اعراب منحط شود و
بحور عربی و فارسی و هندی اکثر مختلف واقع شده و قلیلی متفق مثل تقارب و رکض الخیل و سریع
که در هر سه زبان ست و در هندی صیغهٔ مذکر جدا و مونث جدا و تثنیه جدا آمده و در بعض بحور هندی قافیه در وسط
مصراع آید و خوش آینده باشد و ظاهر اچنین قافیه در هیچ زبان نباشد بسبب تنوع ردیف شعر فارسی

از دائرهٔ انحصار بیرون ست و در شعر عربی ردیف نیست مگر به تبعیت فرس اما لطف نمیدهد
این گزارش پیرا اراده دارد که چنانکه درین نامه موسوم بشمع انجمن بانتخاب دواوین و تذکرهای
شعرای فرس پرداخته همچنان از اشعار عرب و تراجم علما و ادب مراتع الغزلان نام چراغانی ترتیب
داده چشم یاران تازی دوست را گرم تماشا سازد چه من همچنان با زبان عربی وفا بیی اردوی
ریخته آشنایم و از هر سه شیکده بقدر حوصله قدحی می پیمایم در عربی و فارسی عمرها مطالعهٔ دواوین
سخن کردم و نور سان معانی آشنا و بیگانه را در آغوش فکر پرورده ام اما سامعه را از نوای قمریان
عرب حظ وافرست و ذایقه را از چاشنی شکر فروشان گلزمین فارسی نصیبی شکار شر معنی آفرینیان
تازی و پارسی خون از رگ اندیشه چکانیده اند و شیوهٔ نازک خیالی را باعلی مراتب امکانی رسانیده
وافسون خوانان ریخته هم درین وادی پای کمی ندارند بلکه درین زبان نوخیز قدم از سحر سامری میشیم
می گذارند کسی که فارسی و ریخته هر دو ورزیده و با سفیدی و سیاهی نیک آشنا گردیده بتصدیق سنجم
می پردازد و بچل دعوی مرا بمهر شهادت مزین می سازد و موزونان این زبان در نواح دهلی و صوبهٔ
اوده فراوان جلوه نموده اند و دماغها را بروایح صندل تراشعار لونبر شگفتگی افزوده اما اینکه گویند
مضمون نمانده ست مسلم نیست زیرا که فیض مبدء فیاض نامتناهی ست اگر مضامین تمام شود
نقصان این کس سهل ست نقصان افاضهٔ مبدء فیاض لازم می آید و چه قسم متصور می تواند شد

که چنین فیاض مطلق تمیدست شده از فیضرسانی باز ماند بلکه

هنوز آن ابر رحمت درفشان ست — می و میخانه با مهر و نشان ست

و کیف که سرمایهٔ میخانه او خم خم بصرف می پرستان در آمد و تا انقراض دور عالم بصرف در آید و هنوز شیحه
ازان کم نشده باشد

در بند آن مباش که مضمون نمانده ست — صد سال میتوان سخن از زلف یار گفت

درین جریده که شرذمهٔ قلیل را از شعرا زنامدار وقت خود همان کرده ایم و جمعی را از پیشینیان نعوت
نموده وجه آنست که حیات فانی گرچی ست بر باد چشم بقا از دنتوان داشت و پیکر جسمانی حبابی ست

برآب کار این دم بنفس دیگر نباید گذاشت ۵

پر تو عمر چراغی ست که در بزم شهود ‌ ‌ ‌ بنسیم مژه بر هم زدنی خاموش ست

وخزانهٔ عامره خوش مضمونی مناسب این مقام نوشته وگفته پیران پشت خمیده یعنی افلاک بعنایت زندگی جاوید ممتاز اند وکهن سالان جهان دیده یعنی کواکب بمرحمت این دولت عظمی سرفراز آما کم نصیبان عالم سفلی باآنکه نتایج آبا علوی اند اینها را از عمر مستعار حصه کمی رسیده وبایه تنگی که هیچ نیرزد تسلیم گردیده لاسیما نوع انسان که باوصف حسن تقویم واستحقاق تکریم وفطرت جمال آلهی وجامعیت کمالات نامتناهی این طلسم اعظم بفرصت حبابی درهم می شکنند واین چراغ عالم بمهلت شراری چشم برهم میزند چه اند آغاز نشو ونما تا بهنگام بلوغ که اکثر آن پانزده سال ست بغفلت می گذرانند وبنا بر عدم حصول تمیز قدر عمر گرامی کمتر میدانند وبعد انقضای اربعین وقت تحلیل قوی وتبدیل آب وهوا ست پس عمری که آنرا عمر توان گفت بشرطیکه از اجل فرصت وتندرستی وفراغ دستی هم نصیب شود همین بست وپنج سال ست واگر اوقات خواب که برادر مرگ ست برآید مقدار مذکور هم بقصان می گراید الا نقش سخن انتهی پس دل آرزومند خواهش کرد که در بیت سخن نیز بزمی چیند وجادهٔ این وادی را هم بپای خامه پی سپر کند لاجرم درین نگارین نامه احوال نقش مطلب اصلی را بر کرسی می نشاند وبخدمت موزون طبعان بر ترتیب هیاهی پردازد وبالله التوفیق

حرف الالف

انوری شیخ اوحدالدین خاوری استاد فن وی یکی از رسل ثلثهٔ قلمرو سخن ست مطلع خورشید سخنوری وخورشید سپهر بلاغت گستری بود از مداحان ووظیفه خواران سلطان سنجر سلجوقی بود سلطان دوبار خانهٔ اورا بسر تو قدوم برافروخت ودر آخر عمر سری بلخ کشید واز مردم آنجا بد سلوکی بسیار دید تا آنکه در سنه پنجصد وهشتاد وپنج بسکونت شهرستان عدم پرداخت دیوانش بمطالعه در آمد وخوب طبائع مردم این زمانه نزل باشد وشعر قدما بیشتر قصائد ست وآن هم بمیزه ودر قصیده چهار موضع ست که بکمال زیبائی ورعنائی آراسته می باید یکی مطلع چه اول چیزیکه قرع آذان ومصافحهٔ اذبان می کند اوست اگر در غایت حسن جلوه گر

طبیعت ازان احتراز می آید و سامعه خط برداشته مشتاق سخن آینده می شود و اگر قضیه برعکس ست طبیعت رم و سامعه از طور خلاف متوقع بی حظ شده خلشی بهم میرساند گو باقی کلام در نهایت زیبائی و غایت رعنائی باشد و تمهید یکه در آغاز قصاید آرند مثل ذکر معشوق یا بهار یا خزان یا مانند تشبیب ست بشین معجمه و آن را تسبیب بسین مهمله هم گویند و اول مشتق از شباب ست بمعنی ذکر ایام جوانی و دوم را معنی ذکر نساء ست و اصل تغزل عرب بزنان ست اکنون اطلاق این هر دو لفظ بر مطلق تمهید کنند خواه ذکر جوانی و زنان باشد یا غیر آن دوم مخلص و آن را گریز خوانند و این موضع مشکلترین مواضع قصائد ست که دو مطلب ناآشنا را باهم ربط می دهند و دو وحشی را با یکدگر الفت می بخشند و گریز جان قصاید بلکه ایمان اوست سوم حسن طلب که شاعر در استحصال مقصد از ممدوح نوعی از سحر بیانی و افسون کاری بعمل آرد و بر وجهیکه بخیل را کریم و ممسک را سخی گرداند و بحسن مقال و لطف مثال کار از پیش برد چهارم مقطع که آن را حسن خاتمه هم نامند و آن ختم سخن ست بر وجهی که سامعه مستوعب حظ بوده آرام گیرد و تعلقی که باصغاء کلام داشت انتها پذیرد و آفرینی در قصاید خویش این مواضع اربعه را باحسن اسلوب نمودی ساخته ایراد امثلهٔ آن درازی میخواهد قدری دو سه شعر

از سخنش غازهٔ رخسار ورق نموده می شود ؎

ای کرده مخجل نسیم خلقت — در ساحت بوستان صبا را
گرد سپهت بحکم رد کرد — از خانهٔ دیده تو تیا را
خاک قدمت بقصر نشاند — در گوشهٔ فقر کیمیا را
چون نیک نگه کنم نزیبد — جز نام تو زیوری ثنا را

ابو الفضل این قطعهٔ آفرینی را از تمام دیوانش انتخاب نموده در نگارستان خود ایراد کرده ؎

من و این عهد که با قبضهٔ غنای جهان — چون حسان عشق نبازم نه بسهو و نه بعمد
قدرت داد اگر نیست مرا باکی نیست — قوت ناستدن هست و لله الحمد

ولہ

در آمد آمد که زتو کار من بجان آمد — عجب عجب که ترا یاد دوستان آمد

وله

ای دیده بدست آمده بس نو دو برفتی — آتش زدی اندر من و چون دود برفتی

وله

مرا خدنگ تو مهمان خانهٔ بدن ست — کسیکه خانه بمهمان گذاشت جان من ست

رباعی

تا کی بغم رخ تو خون شوید دل — آزار جفای تو بجان جوید دل

بخشای کز آسمان نمی بارد جان — رحم آر که از زمین نمی روید دل

ازرقی جامع فضیلت و حکمت و شاعری بود و از ثناگستران طغان شاه سلجوقی و والی خراسان بسا نیلوفر که از چشمه سار سخن بدست آورد و لهذا ازرقی تخلص گرفت و باین گل آبی رنگ لالهٔ حمرا شکست سلطان دهان او را بدینار پر ساخته بود زیرا که سلطان وقتی با احمد بدیهی تخته نرد می باخت در آخر بازی سلطان سه مهره و شش گاه داشت و احمد دو مهره در یک گاه و کعبتین در دست سلطان بود آن را بینداخت تا سه شش زند سه خالی آمد و سلطان بید ماغ شد وی این رباعی بعرض رسانید

گر شاه شش خواست سه یک نقش فتاد — تو ظن نبری که کعبتین داد ندادند

شش چون نگریست حشمت حضرت شاه — از هیبت شاه روی بر خاک نهاد

شاه پانصد دینار صله داد و از خشم بانبساط آمد منه

پیچیدن افعی بکمندت ماند — آتش بسنان دیو بندت ماند

اندیشه بر فتن سمندت ماند — خورشید بهمت بلندت ماند

الفیه و شلفیه نام کتابی در آداب صحبت زنان نگاشته که بملاحظه اش خواهش مردان پذیرفته بادشاه عود کرد

آصفی شیرازی سلیمان مملکت سخن طرازی و عنقای سپهر بلند پروازی ست شاگرد جامی بود و بلبل بوستان خوش کلامی وزیر سلطان ابو سعید ایلخانی ست کلیاتش قریب چهار ده هزار بیت

بنظر رسیده این چند بیت از وی ست

دل که طومار وفا بود من محزون را — پاره کردند ز دلبستهٔ بتان مضمون را
قاتل من چشم می بندد و دم بسمل مرا — تا بماند حسرت دیدار او در دل مرا
تو هم در آینه حیران حسن خویشتنی — زمانه ایست که هر کس بنحو دیگر فتار ست
چندان بمیش و نهید که بیهوشی آورد — شاید که یاد ما بفراموشی آورد
من طور و تجلی چه کنم بر لب بام آمی — کوی تو مرا طور و جمال تو تجلی ست
رحمت کافر بیچه خون مسلمانان را — یاد آن روز که من نیز مسلمان بودم
سبب چاک گریبان من خسته مپرس — که شب غم با جل دست و گریبان بودم
آمدم مست بکوی تو و مجنون رفتم — خبرم نیست که چون آمدم و چون رفتم
غنچه دیده بسوزم که پری وار مباد — بوی مردم شنود یار و مرا دیدن گیرد

اصغر مرزا اصغر سخن سنج پر تمیز ست و فرزند میر غیاث الدین عزیز بسیار خوش ادا بود و معاصر سلطان حسین میرزا این یک بیت از وست

بمیزان نظر حسن ترا با ماه سنجیدم — میان این و آن فرق از زمین تا آسمان دیدم

اهلی شیرازی فارس میدان سخن طرازی و مرکز دائرهٔ بلند پروازی ست بسیار خوش گو بود کلیاتش دوازده هزار بیت بنظر رسیده این ابیات از وست

دمید صبح نیاسود چشم راحت ما — سپیده دم نمکی بود بر جراحت ما
امروز عیان شد که ندارد سر اهلی — بیچاره غلط داشت بهر تو گمانها
بنیتو چو شمع کرده ام گریه و خنده کار خود — خنده بعهد تست تو گریه بروزگار خود
در وعده من خلق دغا باز دارد — کو همچو غنچه دهانی و صد زبان دارد
فریاد که بر جان من این داغ نهانی — از دست کسی نیست که فریاد توان کرد
هر چند که از جور تو ام خون رود از دل — از در چو در آئی همه بیرون رود از دل

بچه اندیشه‌ام از خاطر ناشاد رویی — چه بخاطر گذرانم که تو از یاد رویی

از دیده رفت و ز دل پر خون نمی‌رود — در دل چنان نشسته که بیرون نمی‌رود

زاهد بره کعبه رو دکین ره دین ست — خوش می‌رود اما ره مقصود ته این ست

پرورده هوای گلستان این گلم — تاب نسیم خلد ندارد دماغ ما

خواهم غبار گردم و از کوی او برایم — تا هر که بیند او را در چشم او درایم

آی خو بجفا کرده بهم چه فرهبی — دانم که فراموش نکنی عادت خود را

آبی بگمه که عقل و دل و دین ز دست رفت — فارغ نشین که برده و ویران خراب نیست

در چشم فرش آن منزل که سازی جاده گاه ما بنجا — بهر جا پا نهی خواهم که باشم خاک راه آنجا

بر فلک هر شب رسانم برق آه خویش را — تا بسوزم کوکب بخت سیاه خویش را

جفا و جور تو کم شد مگر شدی آگاه — که من بجور و جفا نیز خو شدم از تو

چو ان اله بجز داغ وفا چه نیابی — گر چاک کنی جامه خونین کفنان را

عجب که شمع شبی در سرای من سوزد — من آن نیم که کسی از برای من سوزد

انیسی علی قلی بیگ شاملو از ایران دیار بسیر هند خرامیده و مدتها در سایه قدردانی خانخانان آرمیده

نکته سنج یگانه و انیس معانی بیگانه ست در بربان پور دو سه یکهزار و پانزده بگذشت از وی می آید

بر یم ماغم نو هر نفس بخانه خویش — چنانکه مرغ بر د خس بآشیانه خویش

خبر گل مرسانید بعندلیب قفس — کس چرا مژده نوروز بزندان آرد

یادگار از ما در ین عالم غم بسیار ماند — رفت اگر آتش نشان دود بر دیوار ماند

ما شیفته وفای خویشیم — ورنه زکه دل نمی توان کند

قصه محمود و ایاز را نظم میکرد و مرگ قطع سخن کرد و آن نقش نیمکاره و تصویر ناکاره ماند در وصف چشمه گوید

بحدی سرد کز بیم فسردن — نیارد عکس در وی غوطه خوردن

ملی می شود این ره بدرخشیدن برقی ما بیخبران منتظر شمع و چراغیم

اسیر میرزا جلال بن میرزا مومن شهرستانی کمیند فصیحی هروی و معتقد اراد تمند میرزا صائب بود شاعر اداب دست و موجد اندازهای دلپسند از سادات صفاهان و همها رشاه عباس بوده پیوسته سرگرم صحبت اهل کمال بود بعلو همت و سمو فطرت اتصاف داشت اما از فرط گردش جام و شرب مدام در عین جوانی بر بستر ناتوانی افتاد و در سنهٔ یکهزار و چهل و نه غبار هستی بر باد فنا داد مضامین تازه کمتر طوع ید او بوده دیوانش غث و سمینی دارد مع هذا میرزا صائب سخن او را مکرر تضمین میکند و در مقطعی میگوید ؎

خوش آنکسی که چو صائب ز صاحبان سخن تتبع سخن میرزا جلال کند

و ابو طالب کلیم گوید ؎

میرزای ما جلال الدین بس است از سخن سنجان طلبگار سخن
راستی طبعش استاد من است کج نهم بر فرق دستار سخن

این چند شیخ چکیدهٔ خمستان طبع اوست ؎

با میچ کسی نگذاشت بیداد وش دل ما را خدا اجری دهد در کشتن ما قاتل ما را
پس از عمری بسویم گر نگاهی کرد جا دارد شهید زخم شمشیر تغافل اجرها دارد
گرچه آن قیمت ندارد دل که پامالت شود صرف آتشبازی طفلان همسالت شود
حیرانی بطالع نظاره دیده ام دل پشیمتر ز دیده خبردار می شود
دل رمیده بصد آفتاب می سوزد گهی بصبر و گهی از اضطراب می سوزد
بخواب هم آمد و پنهان زد آتشی بدلم چراغ بخت اسیران بخواب می سوزد
گداخت بر لب حسرت ترانهٔ دل ما تبسمی کن و بشکن بهانهٔ دل ما
گشتم غبار و از سر کویت نمی روم دیگر چه خاک بر سر طاقت کند کسی
کدام روز که سر مشق انتظار نیست کدام شب که سر گریه در کنار نیست

خاطرم زیر فلک از جوش دل تنگی گرفت — دامن این خیمه کوتاه را بالا زنید

شکستی کز دل افتادگان خیزد خطر دارد — مباد اشیشهٔ یارب ازین طاق بلند افتد

شش جهت مشت شراری شد و پرواز گرفت — برق چولان که در خرمن خاک افتاد است

امانی مرزا امان الله خان خلف مهتاب خان خانخانان طبع سادهٔ شت دیوانی رنگین گذاشته از دست

گر نیم مائل رخسار تو حیرانی چیست — ور ندارم سر زلف تو پریشانی چیست

در رهِ عشق صلاح از من رسوا مطلب — کافر عشق چه داند که مسلمانی چیست

هستی جاوید دارم در لباس نیستی — زنده دل مانند اخگر در تهِ خاکسترم

جان بلب دارد امانی چون چراغ صبحدم — جنبش زان آستین باید که کار آخر شود

ز پای تا بسرش هر کجا که بنگرم — کز شمه دامن دل می کشد که جا اینجاست

انصاف محمد ابراهیم جوانی طالب علم بود طبع سخنوری نیز درست داشت بخدمت موسوی خان شعر می گذرانید و معنی تازه فکر میکرد در عین جوانی بقضای ربانی و دیعت زندگانی سپرده بعالم جاودانی شتافت آزوست

نسازد غم به بیتاب محبت شادمانی هم — گران باشد برین بیمار مرون زندگانی هم

سوی پستی ست در هر پایه رفعت نهان راهی — بود این کوه را هر تخته سنگی بر چاهی

بلای جان بود در دیدهٔ خاموشی ست درمانش — خدا صبری دهد بیمار چشم سرمه سایش را

بنازی زیارت میکند خاک شهیدان را — که پنداری گذر بر خاطر پر آزرو دارد

نگاه شرم از پرکارئ انداز میگردد — حیا از سوختن آئینه دار ناز میگردد

ز تنگی آن دهن سازد سخن را از صداعریان — رسد تا بر لب لعلش تبسم راز میگردد

هوس در دل چو گردد جمع رنگ عشق میگیرد — طپیدن چون فراهم می شود پرواز میگردد

ایجاد میر محمد احسن از نجبای سادات سامانه ست و در خوش خیالی و نازک بندی یگانهٔ زمانه صاحب فکر بلند بود و از علوم متداوله هم بهره مند غزلیات طرح را بقدرت و سامان تمام

میگفت و شرر از بطر خاص خودش می نگاشت از دست ؎

شب نالهٔ دود خ شد یم گرچه اثر شد — خاکستر دل بال و پر افشاند سحرش
طومار هوا یک قلم از شعلهٔ آهم — چون کاغذ آتش زده افشان شررش
حال سنگینی حباب این تواند کردم — سطر در صفحه فرو رفت چو خمیر آب

استغنا میرزا عبدالرسول شعر بطرز قدیم میگفت این بیت از وست ؎

می تواند آورد استغنا سفارش نامه — چرخ کجرو را اگر دانیم زیادان کیست

آگاهی چیست میرزا کردن — در مملکت وجود سودا کردن
چون مهر سفر کن که بود کار زنان — از سرمهٔ سایه دیده بینا کردن

اوانی میر محمد مومن یزدی در دیار خود متصم بالحاد شد و مجال اقامت ندید رخت بوسعت آباد هند کشید کلامش ادا های خوب دارد و انداز های مرغوب در سنه یکهزار و نهی در اکبر آباد کن مرحلهٔ زندگی طی کرد سیارات نظمش از افق بیان چنین طلوع میکند ؎

چاشنی گیر ز هر کاسهٔ این خوان گشتم — خوش نمک تر ز سر انگشت پشیمانی نیست
آین عمر بباد فنا رایگان ماند — این عیش بسیل کوهساران ماند
زنهار چنان بزی که بعد مردن — انگشت گزیدنی بیاران ماند

اوجی نطنزی باحسن خان شاملو حاکم هرات بسر می برد و در مدح او قصاید بسیار پرداخت فکر بلندش طرفه اوجی دارد و شعر آبدارش عجب موجی میزند اصالب سخن نام او وی سخن میرزا القصین کرده و گفت ؎

این جواب مصرع اوجی که وقتی گفته ست — پادشاهی عالم طفلی ست یا دیوانگی

و اوجی نسبت هر زا میگوید ؎

صائب نمود جوهر شعر مرا بمن — تیغ بزنجه ام که جگردار یافتم

این چند بیت ملتقط از سفینهٔ سخن او ست ؎

گر شبا مگر شیب دگر صبح شباب ست — پوشیدن چشم از دو جهان یکسره خواب ست
تنگ گرم عنانم صف دیدار کجاست — بوسهٔ بی ادبم کنج لب یار کجاست
کی بآرایش ویرانهٔ ما مے آید — آنکه در آئینه یک جلوه بصد ناز کند
با آنکه قتل ما تحمل حواله کرد — چندان امان نداد که خاکی بسر کنم
آوجی این قطرهٔ خونی که اجل خواهد ریخت — صرفه آنست که در گردن دشمن باشد
کرم گلی ست که در باغ خود نمائی نیست — کریم ساخته بودن کم از گدائی نیست
مباش در پی آزار من که می شکند — هزار شیشهٔ دل از شکستن رنگم
تعظیم بار خاطر یاران کشیدن ست — برخاستن برای کسی اعتبار نیست
صفای روی عرقناک یار را نازم — که صلح داد بهم آفتاب و شبنم را

آذری شیخ جلال ابن حمزه بن عبدالملک طوسی اسفراینی در آذرماه متولد شد آذری تخلص گرفت اما آثار اردی بهشت از طبع او نمایان ست

فاضل شاعر درویش منش بود و شاهرخ سلطان او را خطاب ملک الشعرا داد و حج برادر در پیر هندوستان رفت واز دهلی بدکن آمد و احمد شاه بهمنی را ممدوح گرفت وقصائد پرداخت وصله ها یافت ذکر او در تاریخ فرشته مرقوم ست چون دار الامارة باتمام رسید آذری این دو بیت گفت

حبذا قصر منیفی که ز فرط عظمت — آسمان پایه از سدهٔ این درگاه ست
آسمان هم نتوان گفت که ترک ادب ست — قصر سلطان جهان احمد بهمن شاه ست

پادشاه چهل هزار صره روپیه داد وی گفت لا تحمل عطایا کم الا مطایا کم پس بست هزار روپیه بران افزود و دستور اعظم را فرمان داد که سفتهٔ نزدیکان در ایران فرستاده رسید از خانه اش طلب داشته حواله آذری کند چنانچه دستور همچنان کرد بهمن نامه بطور شاهنامه در احوال ملوک بهمنیه تا زمان احمد شاه تالیف اوست چهل سال بر سجادهٔ عبادت و قناعت متکی بود و بفقر و فاقه گذرانید ملوک و امرا معتقد وی بودند از شعراء صوفیه ست آذر در آتشکده ترجمهٔ حافظ او نوشته انجا دیدی ست

این چند گهر از خزانهٔ سخنش چیده شد

که داند تا قلم چون رفت در رد و قبول ما — همه از انتها ترسند و من از ابتدا ترسم

شدیم پیر بعصیان و چشم آن داریم — که جرم ما بجوانان پارسا بخشند

بآن گروه که از ساغر وفا مستند — ز ما سلام رسانید هر کجا هستند

اگر بپرسش جان امیدوار آئی — من از میان بر و متا تو در کنار آئی

ز هول روز جزا آذری چه می ترسی — تو کیستی که دران روز در شمار آئی

اگرچه دولت وصلت بچون منی نرسد — درین امید بمیرم که خوش تمنای ست

قیمت دولت وصل تو اگر جان بودی — کار بر عاشق دل سوخته آسان بودی

گر رسیدی بخم طرهٔ او دست مرا — کی چنین خاطر مجموع پریشان بودی

سوی راخ می شود دل ما چون گل حسین — هر جا که ذکر واقعهٔ کربلا رود

جانی که داشت کرد فدای تو آذری — شرمنده از تو گشت که جانی دگر نداشت

غلام همت آن عاشقان باکرمم — که یک صواب ببینند و صد خطا بخشند

امیدی رازی شاگرد علامه دوانی ست و جامع فضیلت و سخندانی چشم تا بید از روح الامین داشت لهذا امیدی تخلص کرد در نزاع عقاری با شاره قوام الدین کشته شد از شعرای عهد شاه اسمعیل ماضی صفوی ست از وی می آید

امیدی

مرا زان جو خویش چهره کاهی به — که از شراب حریفان سفله گلناری

اگر کنی ز برای جمود کناسی — وگر کنی ز برای مجوس گلکاری

درین دو فعل شنیع آنقدر شناعت نیست — درین دو کار که به آن مشابه و شواری

که در سلام فرو مانگان صدر نشین — بروی سینه نهی دست و سر فرود آری

کاش گردون از سرم بیرون برد سودای تو — یا مرا صبری و بد چندانکه استغنای تو

تو ترک نیم مستی من صید نیم بسمل — کار تو از من آسان کام من از تو مشکل

مستی و میروی پی آزار خلق آه — خود را دگر بر آتش آهی که میزنی
زلفت کند افگن و چشمت کمین کشای — با لشکری چنین بسپاهی که میزنی
شب قصهٔ هجران جگر سوز کنم — روز آرزوی وصل دل افروز کنم
القصه که دور از تو بصد خون جگر — روزی بشب آرم و شبی روز کنم

اوهم کاشی پیشتر در بغداد بسر می برد اگرچه از کاشان بود و بعد سیاحت بسیار پای اقامت در تبریز افشرد و بهمانجا در سنه ۹۶۹ طعمهٔ تیغ فنا گردید پیخش زنجیر پای وحشیان خیال ست دوام گرفتاری

آهوان مقال این دو بیت ازوی ست

تبسم لب او شهد راحت ست مرا — ملاحتش نمکی بر جراحت ست مرا
خیال اوست که گاهی ز هوش می برمم — وگرنه کی خبر از خواب راحت ست مرا

احمدی خواجه احمد کلهنوی درویش فانی بود و صدر نشین ایوان سخندانی از کلبهٔ انزوا کمتر پا بیرون می نهاد صاحب دیوان ست ازوی می آید

قطع مد نظر از سیر و تماشا کردیم — دیده را کنده ز سر آبلهٔ پا کردیم
آز بهر گرد خط عشقش که گرفت — منبر زرعرش کن که بلندست شان عشق
ز بس تنید براه تو دیده تار نگاه — زمین بصفحه مسطر کشیده می ماند

ابوالحسن فرهانی از فصحای عالیقدر و فضلای نامدار عصر بود علم شاعریش سر بثریا فرسوده و وی سر حلقهٔ شاعران زمان شاه عباس ماضی صفوی بوده این ابیات ازوست

زندگانی داد عشق از تو دل افسرده را — آری آتش آب حیوان ست شمع مرده را
در حشر که از روی تو بوی بمن آید — برخیزم ازان پیش که جان سوی تن آید

رباعی

حال دل ازان بهانه جوی می پرسم — بد حالی دل ازان نکوی می پرسم
آشفتگیم ببین که دارم دل را — در دامن خویش و حال ازو می پرسم

رباعی

شوخی که گسسته بود پیمان از من — بنشست برم کشیده دامان از من
چون بوی گلی که با صبا آمیزد — هم با من بود و هم گریزان از من

الفتی یزدی در سند آمده یکچند با همایون پادشاه گذرانید بعده با علیقلیخان بسر می برد خان زمان

در جائزهٔ این مطلع هزار روپیه باو تسلیم کرد ۵

گشت خاشاکیم و داریم آتشی همراه خویش — دود نبود گر بسوزم از شرار آه خویش

اسدی طوسی گویند استاد فردوسی ست مناظرات او در شعرا عصر شهرت دارد از انجمله یکی مناظرهٔ

روز و شب ست که شاه عبدالعزیز دهلوی بنا بر لطف سخن در تفسیر خود فتح العزیز بیاراد آن پرداخته اولاً

بشنو از صحبت گفتار شب و روز بهم — سرگذشتی که ز دل رفت و بدل کند صحبت غم
هر دو را خاست جدل از سبب بستی فضل — در میان رفت فراوان سخن از زشت و ز دم

از منظومات اوست که شاهنامه ده هزار بیت که حد بلاغتش از ان معلوم می شود این ابیات از آنجا ست

هم با دشابان رسیدست و هیم — یکی با سموم و یکی با نسیم
ببین نرمی پشت شمشیر تیز — کنارش نگهدار گاه ز خم و ستیز
ز گرد سپه مهر جنگیان — همی تافت چون خنده بر رنگیان
بگفتار شیرین فریبنده مرد — کن انچه نتوان بشمشیر کرد
مرد هم چشم بپای قلم افتد هزار — که مر انقطه را نقطه کرد و با نامه فرست

اشرف ملا محمد سعید پسر محمد صالح مازندرانی ست بعهد عالمگیر پادشاه بهند آمد و معلم زیب النسا مقرر شد و آخر عمر

با شاهزادهٔ معظم الشان بن بشاه عالم بن عالمگیر پادشاه بدکن می برد با راده توجه برآمده در ورنگیر از اجل پیمانه

رسیده نزول بمنزل کرد و بعالم دیگر رسید فاضل صاحب جودت بود و شاعر والا قدرت طبع چالاک دارد جائی

تازه بهم میرسانید و گلهای سخن رنگین در جیب و دامن سامعه می افشاند این چند گهر از بحر طبع اوست

اشکی که راز عشق بگوید فشاندنی ست — طفلی که خوش محاوره افتد نماندنی ست

در ایران نیست جز هندآرزوئی روزگارانرا
تمام روز باشد حسرت شب روزه داران را

گشت مستغنی ز وصل اشرف بیاد عارضش
همچو آن حافظ که مصحف را تمام از بر نوشت

کاهلان را جز لگد کوب حوادث چاره نیست
میکند مالیدگی سستی اعضا را علاج

غافلان را چرک دنیائی ست زینت در لباس
جامهٔ تصویر را زرو غن مصقا تر شود

همچو درویشی که شیرینی بر منعم برد
عاشقان پیش تو اول جانسپاری میکنند

جاهلان اهل جهان را تیر رویئی ترکش اند
فرد چون گردید باطل جلد دفتر می شود

رباعی

از آخر کار عالم اندیشه کنید
ای سور کنان زماتم اندیشه کنید

با قحبهٔ دنیا مکنید آمیزش
از آتشک جهنم اندیشه کنید

نقره چون انگشتری گردید می پیچد بلعل
می شود در وقت پیری حرص دنیا بیشتر

از غم افلاس او قاتم به بیهوشی گذشت
چون چراغ مفلسان عمرم بخاموشی گذشت

حیات از صحبت افسردگان نابود می گردد
که چون فصل زمستان شد نفسها دود میگردد

مهر خود را از تو ای بی مهر کی خواهم برید
تا جوانی عاشقم چون پیر گردیدی مرید

بد نیا چون در آید آدمی بدبخت میگردد
هوا چون در میان مشک آید سخت میگردد

جلوهٔ نازش رسای داد بیدادم مرا
کوه تمکینش دو بالا کرد فریادم مرا

دیوان سر نوشتم چون نسخهای اصلی
هر چند بد نوشت ست اما غلط ندارد

تا سحر سیری مهتاب جمالش بودم و
جامهٔ صبر کتان بود نمیدانستم

قرب یک ماه بمیخانه اقامت کردم
اتفاقاً رمضان بود نمیدانستم

چو آن آبی که شوید طفل از وی مشقی خود را
هزاران حرف در هر قطرهٔ اشکی نهان دارم

کی شود آزاد از زلف گره گیرش کسی
دانهٔ زنجیر در دام ست صیاد مرا

در نامهٔ زمانه بجز حرف جنگ نیست
گویا که از سیاهی لشکر نوشته اند

در جوانی روش حالت پیری دارم — چون گل زرد بهارم بخزان می ماند
کار خود کن راست چون فواره بی امداد غیر — خود نهال خویش و خود آب روان خویش باش
چو برگ لاله نشیند گر هم عشاق — بحصه کردن داغ تو در میانه خویش
طفل صاحب حسن را در خانه بودن بهتر است — اشک رنگینم نمایان گر نباشد گو مباش
درد سر بیمار را بسیار دادن خوب نیست — از نگاه ناتوان او پشک ساختم
همچو چشمی درد ناکی کز فروغ آید بهم — کلبه ام تاریک گردد از چراغ دیگران
کام شیرین نکنم از تی زنبور عسل ✦ — سر بزرگی نتوان کرد ز شانی دگری
بوقت عرض مطلب قفل خاموشی بلب دارم — چو آن شخصی که در خمیازه گیرد بر دهان دستی

آفرین لاهوری نامش فقیر الله است شاعریست معنی آفرین و شایسته صد هزار تحسین و آفرین در لاهور متولد شده اصلش از قبیله اجویه شعبه قوم گوجر است و هم در آنجا در ۱۲۵۳ھ وفات یافته میرآزاد گوید در ۱۲۴۳ھ در لاهور با او برخوردم بسیار خوش خلق متواضع بود در آن ایام قصه بیرانها نظم میکرد پیش فقیر داستان خواند این بیت از قصیده بیاد آمد ✦

بعریان بتیمی تمنا نورد — که عید آمد و جامه گلگون نکرد

مثنوی ابنان معرفت بخط خودش بطریق یادگار تسلیم فقیر نمود عنوانش این است ✦

ای معنی بوضوی تجرید — صبح شد صبح نماز توحید
صبح یعنی که ظهور شش جهات — شش جهت سجده چو خورشید رواست

دیوانش مشتمل بر قصاید و غزلیات و دیگر اجناس شعر است این چند بیت از انجا فراگرفته شد ✦

هنوز حسن تو نوشق جلوه پیرائی ست — هنوز اول درس کتاب رعنائی ست
هنوز چشمه نوش تو بوی شیر دهد — هنوز لعل لبت غافل از مسیحائی ست
هنوز سرو قدت کوچه گرد آغوش ست — هنوز لعل شکر خا در آستین خائی ست
هنوز دامن حسنت ز صبح پاک تر ست — هنوز ماه تو ایمن ز داغ رسوائی ست

نهال مهر و وفا تا چه بار می بندد — بهار حسن ترا آفرین تماشائی ست

دیوانگی و مستی از بوی تو می خیزد — هر فتنه که میخیزد از کوی تو می خیزد

همه چون شمع درین بزم سر افراخته اند — تا کرا عشق بداغ تو سر افراز کند

ما را نه جنونی و نه سودای بهار ست — بوی بداغ آمد و پوشش ز سر ما برد

بدامن گیریش تا چند گستاخ آفرین دستم — خدا سازد که گاهی نوبت بند قبا آید

خس ما محیط تخت روان سپید هر ز موج — این ست امتیاز بزرگان روزگار

هر تنگ ظرف کجا تاب جفائی تو کجا — شیشهٔ ما ست که دیوانه سنگ ست هنوز

نیست جز دامن تر شبنم باغ کرمش — ناز بر رحمت او چون نکند عصیانم

تو البش از وضوی آب کوثر باج میگیرد — تیمم گر بدست آید بخاک پای او کردن

همین آواز در گوش من از دولاب می آید — که باش سر بلند یها بقدر سر فرو کردن

گهر بگوش تو می گوید از صدف بیزار — که بی وطن بتو بودن به از وطن بی تو

بود کافی ندامت قطع طومار معاصی را — که مقراض ست برهم بودن دست پشیمانی

ستم بر زیردستان مرد سرکش را خطر دارد — فلک را شیوهٔ عاجز کشی زیر و زبر دارد

ز سیاه تغافل پے صف آرائی ست — نقیب ناله صدائی و اشک مجرائی ست

بقدر تاب و طاقت مگذر از تسکین محتاجان — نداری قوت دست کرم دست دعا باشی

حسن را در اضطراب آرد شکوه عجز عشق — شمع میلرزد بخود از شوخی پروانها

مرد حق محکوم نادان گر شود بیقدر نیست — عزت مصحف ز دست انداز طفلان کم نشد

تجرد حجت قاطع بود صاحب کمالی را — قبائی بیضه بر تن میدرد مرغی که کامل شد

حجاب مشتم نداد رخصت سوال بوس از لب تو مارا — ز تو نمی آید این مروت زمن نمی آید این تقاضا

خطر امتراش کم نخواهد گشتن — این سبزه ز آب تیغ می بالد بیش

آصف تخلص نواب آصف جاه جد مادری او سعد الله خان وزیر شاهجهان بود و جد پدری او

عابد خان از اکابر سمرقند از اعقاب شیخ شهاب الدین سهروردی و نام او میر قمر الدین است در سنه ۱۰۶۲ متولد شد و در سال دوازدهم جلوس محمد فرخ سیر مخاطب بنظام الملک بهادر فتح جنگ شد و منصب هفت هزاری و صوبه داری دکن یافت و در سنه ۱۱۳۱ مجمع بخدمت وزارت گردید و در سنه ۱۱۳۸ مخاطب بآصفجاه گشت نادر شاه در زمان او آمد در سنه ۱۱۶۱ وفات یافت و در روضه که قریب قلعه دولت آباد است مدفون شد و هجدهین سال محمد شاه پادشاه و وزیر او اعتماد الدوله فخر الدین خان آنجا فانی شد مدت آثار بسیار مثل حصار شهر برهان پور و شهر پناه حیدر آباد و نهر که در وسط او رنگ آباد و حی آباد و آبادی نظام آباد و باسمه و کاروان سرا و پل از وی باقی ست رب اجعل هذا بلدا آمنا مطابق سنه ۱۱۶۱ تاریخ احداث این آبادی ست نهی سال بحکومت شش صوبه دکن که قلمرو چندین ملوک بود پرداخت و فقرا و علما و صلحا اهل استحقاق را از عرب و عجم و ماوراء النهر و خراسان و عراق و عجم و اطراف هند مشمول عواطف بی حد و عد کرد ریاست حیدر آباد هنوز رو در دو دمان او دست سخن هم موزون می کرد ایوانی فضیم ارتفاع طلع و چنین رنگ میدهد

طرح کاشانه ما رنگینی ارژنگ فناست — عرق آلوده رو سیل زوبرانه ما
زشوخ بحر گر فهمیده بخت حباب را — بسامان فنای خود مهیا شو حباب را
در طلب بیدست و پا هیچ هستی ای مرد دل — تا بر دسیلاب اشک انجا بآسانی مرا
سیر گلزار ندامت هم بهاری دگرست — می برد در عالم دیگر بپیمانی مرا
رفت آن عهد که نیکی رسد از کس بکسی — این زمان ترک ضرر هر که کند احسان است
تن دل بردن مردم تملق سبب کردم — بدشمن نیز چو شیر بدان گرمی کرد کردم
قطره بودم و در پا شدنم بود امید — عقده در کار من افتاد گهر گردیدم

امید قزلباشخان همدانی محمد رضا نام از همدان باصفهان آمد شاگرد مرزا طاهر وحید ست و در عهد عالمگیر بهند بستان رسید و رفته رفته بآصفجاه پیوست و حج بیت الله برآورد و چون آصفجاه در سنه ۱۱۵۱ بدهلی رفت امید همرکابش بود و در سفر بهوپال نیز ملتزم رکاب ماند با آزاد ملاقات داشت خوش خلق رنگین صحبت بود و وفاتش در دهلی در سنه ۱۱۶۲ هجری اتفاق افتاد این چند گل از

از گلستان طبع اوست

روشن شود به پیش تو چون شمع سوز من
یک شب اگر تو هم بنشینی بر روز من

خوشا وقتی که می بالید از جانان برود و شم
بر نگ ماه نو هر شام پر میگیشت آغوشم

سرگشتگی ابطالعجم هست
برگرد سرت چرا نگردم

خدا ناکرده اندوهت چرا از دوستان باشد
شنیدم کلفتی داری نصیب دشمنان باشد

بسا کشاد که در بستگی شود ظاهر
کلید روزی استاد قفل گر قفل ست

گشت رهگردان ز بس آبادی از ویرانه ام
چون کمان حلقه بیرون شد در و ن خانه ام

منم آن آهوی وحشت زده دشت جنون
که نیاورد بدام الفت صیاد مرا

بر نگ سرمه که در چشم کور بیقدر ست
کسی بهیچ نگیرد درین دیار مرا

ز آب دیده ز پس پای در گل ست مرا
سفر ز کوی تو بسیار مشکل ست مرا

پاس دلهای جگرخون شده چون خواهد داشت
چشم مخمور تو خود از همه بیدار تر ست

رباعی

بزرگ گر دو ست هر گناهی بخشند
صد ساله گنه بهد آهی بخشند

عفو گنهم بنا توانی کردند
زینجاست که کوه را کاهی بخشند

افضلی تخلص شیخ محمد ناصر برادر شیخ محمد فاخر زائر الله آبادی ست در ربیعان جوانی آن شجر سایه افگن از پا افتاد و این حادثه در سنه ۱۱۶۲ ۲۱ جمادی الاولی روز چهارشنبه رو داد و فکار ذهن بدرجهٔ کمال داشت و شعر بسرعت تمام میگفت صاحب دیوان ست میگوید

صفای خاطر روشن دلان همین سخن ست
چو صبح صافی آیینه ام ز دم زدن ست

لب گزیدهٔ اغیار را چه بوسه زنم
عقیق کندهٔ نام دگر چه کار آید

ز آهدا ز خلوت نشینی فکر صید عام کرد
چون نگین در حلقه خود را ز برای نام کرد

منصور چون بمیرد و شعرا و مشهور تر گردد
که صافی ترک نکرد و تیمی آب گوهر را

خیال لعل لب او بچشم داغ من ست　　فتیلهٔ از رگ یاقوت در چراغ من ست

آگاه محمد کاظم سخن سنج نیکو سنگاه بود شاعر پرشعور بوده و فیروزگان نیشاپور آین بیت از وست

گیرد بغل تنگ تراهر که بخواهد　　از بسکه تو چون شیشه دمی پنبه دهانی

اهلی خراسانی دیوانش قریب بست هزار بیت دیده شد از وست

در کشور عشاق دل شاد نیابند　　یک خانه ز تاراج غم آزاد نیابند

گره شد در دلم صد آه زو از شرک نخچیرش　　که او از زخم پیکان مرد و من از حسرت تیرش

منکه چون لاله کفن غرقه بخون آمده ام　　از دل چاک بعشق تو برون آمده ام

اقدس میرضی شوستری در ۱۱۲۰ متولد شد پدرش منصب شیخ الاسلامی آن دیار داشت عراق عرب و عجم را بقدم سیاحت پیموده نطاق عزم بگلشت هندوستان بربست و در ۱۱۴۹ از بندر بصره به بندر سورت فرود آمد و براه دریا سری بدیار بنگاله کشیده و در سایهٔ عاطفت نواب شجاع الدوله ناظم بنگاله مدتی بمصاحبت گذرانید و بعد انتقالش همراه نواب مرشد قلیخان بدکن آمد و ملازم خدمت آصفجاه گردید و آخر الامر دست از مصاحبت او کشیده گوشهٔ انزوا گرفت میر در زمان خود بی نظیر زمان بود و در طلاقت لسان و صنوف فضائل ممتاز اقران

صریر کلک اقدس سامعه می افروزد

ظالم از عربده با رستم خویش کشد　　عقرب از کجروشی بر سر خود نیش کشد

نباشد خودنمائی مردم افتاده از پا را　　که رنگینی نباشد سایهٔ گلهای رعنا را

عمر بهیچ میرود رحم وجفای یار کو　　وصل بسبک عنان چه شد هجر گران وقار کو

نرم شو گر سخت رویان کار صورت گیرنیست　　خامهٔ فولاد هرگز لایق تصویر نیست

رفته رفته ظلم گردون بیشتر از عدل شد　　این کمان از بسکه یکجا ماند آخر خانه کرد

ریاضت در جهاد نفس باشد حربهٔ مردان　　خوش آن پهلو که ترکش بند لعنش بر یا گردد

سخت رویان فارغ انداز کاوش اهل جهان — در زمین سخت رسم کندن بنیاد نیست
ذوقت بی رنگان سرمایهٔ سنگین دلی ست — خاک چون یاقوت گردد سنگ خارا می شود
تا چند بار خاطر دلها توان شدن — یک چند سیر کشور نیسانم آرزوست

ایجاد مرزا علی نقی از قوم قاچار ست پدرش از همدان بود از سرکار آصفجاه بخدمت دیوانی حیدرآباد امتیاز داشت جوهر قابلیت سرمایهٔ اوست و ذیلا تهذیب اخلاق پیرایهٔ او این چند بیت از دیوانش فراچیده شد

بدست یار سپردند اختیار مرا — توان ز رنگ حنا یافت رنگ کار مرا
دلم تو بردی و من انتظار ها دارم — بیا به پهلوی من با تو کار ها دارم
ای مصور از لباس یار دامانش بکش — بر رقیبم دست گر یابی گریبانش بکش
خطاست اینکه بگویم بجبهه چین داری — خدا نکرده مگر در گره همین داری
گفتهٔ دل شکنان به که فراموش کنی — این گهر یمن ندارد که تو در گوش کنی
بروی مشهد پروانه شمع را دیدم — که چادری ز گل داغ می کشید امشب
بالیده بود و پر نخود آخر خراب شد — چشم حباب کور شود این سزای اوست
دلم از دست میخواهی بهر من پیشکش کردم — بهر صورت ترا آئینه در کار ست میدانم
اول ابروی تو دیدیم ز معمورهٔ حسن — ما درین شهر مبارک شب ماه آمده ایم
پرسند هر چه از تو بگفتن شتاب کن — خود را مثال آینه حاضر جواب کن
خط لب و حرف لب تو در دل کرد تاثیری — بقربانت روم ظالم چه تحریری چه تقریری
بی خورده دل لاله بر د و داغ ز گلشن — آرام متاعی ست که بی زر نتوان یافت
دارد همیشه در بر پیراهن معطر — ما را ز گل خوش آمد این وضع میرزائی
پیر گشتی و هوسهای جوانانه بجاست — صبح روشن شد و تاریکی این خانه بجاست

افتخار عبدالوهاب بخاری سلسلهٔ نسبش از طرفین بمخدوم جهانیان منتهی می شود در احمدنگر

نظام شاهیه متولد شد و در دولت آباد طرح اقامت ریخت از معاصران میرآزاد بلگرامی ست

ازوی می آید ؎

جو سیر غنچه کردم اعتبار این چمن دیدم
ز مد بر هم نسیمی منصب صاحب کلاهی را

غیرت افزای بهارست گل رخسارت
شمع افروز تماشاست مه دیدارت

مسیحائی جلوه بصد رنگ چو آئی بخرام
گردش خامه نقاشش بود رفتارت

تا چشم باز کرد خدا دید دیده ور
اول به بیند آینه آینه ساز را

سنگین دل ست آن بت و من آبگینه دل
دل را بدل رهی ست الهی تو خیر کن

آبروی دیگران نرسد ابروی ترا
هر ماه نو مقدمهٔ عیش عیدیست

بدروی هم ترا بر من نظرها هست میدانم
که چشم دور بین نزدیک بیند دور دستان را

سفینه را از غیر یزدان رفت و روبی کرده ایم
جای اهریمن نباشد در اله آباد ما +

در پناه آهنین حصن ندامت می زنیم
واعظ از برگشتن سنگ ملامت غافل ست

دل گرفتی و ز خود کرده بمن دادی باز
یافتم کاین همه احسان تو بی چیزی نیست

چشم حیران و دلی خالی از اندیشه گواه
خانه بر باد کسی رفتم و در وا کردم

امداد شیخ غلام حسین هاشمی برهان پوری کتب اوائل درسی اکتساب نموده و نقش او با مشق سخن درست نشسته ازوی می آید ؎

امداد

از تو پنهان می کند آینه روی خویش را
هر کسی منظور دارد آبروی خویش را

گل کند از باطن صاحبدلان بی قصد فیض
در گره بستن ندارد غنچه بوی خویش را

چون سر نداز کس سخن بیهده کم شو
از حرف سبک نیست الم گوش گران را

صندلی رنگ بتی گر سر درمان دارد
درد هم گرد سر ما بتمنا گردد

بداغ هجر تو ای وای سوختند مرا
بدر هی که نباید فروختند مرا

چسان کنم مژه را و البسوی روی بتان
نگه چو جوهر آینه دوختند مرا

دل زدستم رفت و من هم رفتم ای قاتل بیا — گر برای من نمی آئی برای دل بیا
سیر کتاب عبرت ازین باغ می کنم — از داغ دل چو لاله ورق داغ می کنم
همچو آن طائر که بیخود پرزند در باد تند — با کمال اختیار خویش مجبور یم ما

فاضلی

او هم مرزا ابراهیم بن میر رضی از سادات ارتیمان من توابع همدان ست او هم بیانی خوش دارد و زبانی دلکش میرزا صائب سخن او را تضمین میکند و میگوید ؎

این جواب آن غزل صائب که او هم گفته ست — گر منش دامن نگیرم خون من خود مرده نیست

در عهد شاهجهانی قصد گلگشت هندوستان کرد و بار یاب محفل خلافت گردید لکن از بسکه بریدی و بیباکی مجبول بود و سودائی ساخته نیز در سر داشت با اعیان شوخیها کرد آخر تقرب خان او را محبس فرستاد و در سنه ۱۰۴۱ شاهجهان آباد زندان هستی را پدرود نمود بهار سخنش چنین جوش میزند ؎

رسائی بین که چون برخیزد از جا قد رعنایش — فتد گیسوی او چون سایهٔ شمشاد بر پایش
در سینه دلم گم شده تهمت بکه بندم — غیر از تو درین خانه کسے راه ندارد
چمن جوی وصل کیست کز جود خیابانش — سراسر می رود چاک گریبان تا بدامانش

مذاقی

الهی میر عمادالدین محمود از سادات همدان ست در صفاهان بسیار بوده و با حکیم شفائی و افاضل همنشین مانده آخر ببرهنگذهٔ هند شتافت و در سلک ملازمان جهانگیر پادشاه انتظام یافت و در سنه ۱۰۲۶ بگذشت کلامش لطافت و عذوبت دارد دیوانش پنجهزار بیت دیده شد تیغ گلگشت جوهر سخن باین خوبی عرض میکند ؎

زمانه بسکه مرا خاکسار مردم کرد — ز آب دیدهٔ من میتوان تیمم کرد

رباعی

از دوریت ای تازه گل باغ مراد — چون غنچه چیده خنده ام رفته زیاد
گریان چو پیاله پرم در کف مست — نالان چو سبوی خالیم در ره باد
دو عالم گرچه بر روئی نگارم حجاب آید — ز بیدای جمالش در نظر پیش از نقاب آید

دهر انتقام آن کشد اکنون زمن که داشت — آسوده چند روز به پشت پدر مرا
زبس طراوت رویش نمیتوان دانست — که شبنم ست بگل یا گره به پیشانی

رباعی

رخسار تو آب در رخ گل نگذاشت — زلف تو شکن بجعد سنبل نگذاشت
تا همچو بهار از گلستان رفتی — گل نوبت فریاد به بلبل نگذاشت
دل خود بر و نگار جوانی کباب بود — موئی سفید شد نکنی بر کباب ما
عیب و هنر مجوی الهی ز کفر و دین — عاشق بملت خود و عارف بدین خویش

اثر شفیعای شیرازی پدرش از موضع پرنگفت از اعمال شیراز بود وی در شیراز متولد شد و در خردسالی چشمش از آبله بی نور گشت اما چراغ بصیرتش روشنی کامل داشت بینندگانش میگویند بسیار کریه منظر بود اما هنگام نطق مجلسیان را شیفته حسن کلام خود میساخت بعد ۱۱۸۲ بمرد از این

چند بیت ملتقط از دیوان اوست

رشته طول امل تا جهان طنبور ست — چه قدر بر سر این کاسه خالی شور ست
ز آب گلستان آموخت شوقم جانفشانی را — بپائی نونهالان صرف کردم زندگانی را
خط کرد ظاهر آن دهن غنچه رنگ را — درکار بود حاشیه این متن تنگ را
دوستا ز اکسوت تجریدی پوشد خدا — شاه می بخشد بخاصان خلعت پوشیده را
ز خلوت خانه خود گوشه درویش محزون را — چنان باشد که گیرد پادشاهی ربع مسکون را
فسانه دوق شناسان را مقید ز یور دنیا — ز انگشت شهادت دست کوتاه ست خاتم را
اثر آخر بزلف پر فن لو تقد جان دادم — امانت دار خود کردم ز نادانی پریشان را

آرزو سراج الدین علیخان اکبرآبادی سراج شعرا و طراز فصحا ست در تماشای خوبان معانی تمام آرزوست و در کسب لطائف مبانی سراپا جستجو پنجاه سال در گلستان سخن عندلیبی کرده و عمری دراز بدستیاری لعبان خامه بازار سحر سامریان شکسته در ۱۱۸۶ متولد شد هنگامه مخموری

گرم داشت صاحب فراوان تصانیف ست مثل رسالهٔ سوهبت عظمی در فن معانی و رسالهٔ عطیهٔ کبری
در فن بیان هر دو بزبان فارسی مثل مفتاح و تلخیص ست و فرهنگ سراج اللغة بطور برهان قاطع
و چراغ هدایت در بیان لغات و اصطلاحات شعراء جدید که در کتب سابقه نیست و نوادر الالفاظ
مشتمل بر لغات هندیه که فارسی و عربی آن در هند غیر مشهور ست و خیابان شرح گلستان غیره و تذکرهٔ
مجمع النفائس تالیف اوست و جمع اشعار آبدار و انتخاب دواوین شعرا زمانه را باهتمام عظیم بکار
برده گوئی فتاوای اشعار متقدمین و متاخرین ست مؤتمن الدوله اسحق خان شوستری و پسرش
نجم الدوله یکصد و پنجاه روپیه ماهوار ش میدادند بعده در سرکار اوده بدرماهه سه صد روپیه بلازم شجاع الدوله
گردید در سنه ۱۱۶۹ در بلدهٔ لکهنؤ بجوار رحمت حق پیوست نعش او را بشاهجهان آباد برده دفن کردند
کلیاتش نظماً و نثراً قریب نهصد هزار بیت باشد این اشعار او ملتقط از مجمع النفائس غیره ست

کند از منت دام و قفس آزادم را — بال و پرسته دهد هر که بصیاد مرا
عقل ست سراسیمه تر از عاصی محشر — کز عشق تو ام شور قیامت بسر افتاد
عندلیب نوحه گر چون من کجاست — آشیان بر نخل ماتم بسته ام
ز تو چشم مهربانی دگر ای فلک ندارم — شب هجر بود ممکن که سحر کنی نکردی
نگو که چارهٔ دل از تو نمی آید — کدام کار که از دست او نمی آید
چند چشم دوستی زین ساده لوحان داشتن — چشم حفظ الغیب از آیینه نتوان داشتن
محض معدومیم و در عالم هویدائیم ما — خوب اگر فهمد کسی تصویر عنقائیم ما
دفع غفلت زندگی افزای انسان میشود — عمر از شب زنده داری بهاد و چندان میشود
دلبران باهم آشنا نشوید — مبتلائیم ما شما نشوید
عرض بیطاقتی خود بچه اندازدهم — بشکنم شیشهٔ دل تا بتو آوازدهم
اگر از نازبتان اذن تماشا گیرند — از کف آیینه گذارند و دل ما گیرند
گلرخان تنگ دلم خاطر من شاد کنید — چون شود بند قبا باز مرا یاد کنید

بنوش خون دل من که خوش نمک دارد
شراب میکده ام لذت گزک دارد

مدار دیده دایم جدائی چشم مست او
حسابی نیست در پیش فرنگی سال هجرت را

وحشت آموز غزالانم من
شهر او ستاد بیابانم من

شنیدم از ره دور آمد آن شوخ فریبنده
شود ای کاش شمع محفل من ماه آینده

گرفت آن مه هندی مه دگر در بر ✣
دگر مپرس حکایت که چند در چند ست

نیست خالی از تناسب عضو عضو آن پری
ساق سیمین دسته آینه زانوی اوست

نمی فهم زبان ترکی چشم سخنگویت
اشارتهای ابرو شاید اینجا ترجمان باشد

آرزو بیجاست سعیت در تمنائی وصال
عالمی گر جان دهد آن شوخ کی تن می دهد

کین دل ما آخر ازان شوخ کشیدے
ای آینه ما قدر تو نشناخته بودیم

پامال کرد خون من تیره روز را
زانو سیه سمند سواری که دیده ام

نصیب اهل کمال ست از جهان تعذیب
که در شکنجه فتد چون شود کتاب تمام

ربود از دل عشاق بحضوری را
غبار خط تو خاک شفاست پندارے

ز نار و قشقه مابی سبحه نباشد
چون شمع جمع کردیم رندی و پارسائے

شود چو بازوی من ناز بالش خوابت
تو خود بگو که مرا آن زمان چه باید کرد

شکسته پا بنشین آرزو بگوشه صبر
که شاه مملکت فقر چون تمر لنگ ست

هر که خود تربیت خود نکند حیوان ست
آدم آنست که او را پدر و مادر نیست

تغافل این همه رسم کجاست جان کسے
بخلف وعده دلم نیز شرمسار تو نیست

گر مصحف عذار تو افتد بدست من
ختم نمی بشوق بیک بوسه کردن ست

فریب خوش پسران خوردن آرزو هم ست
ز روی تجربه گفت این چنین پدر مارا

سپید و اند آسمان را بهر کار خاکیان
از بزرگیها بود گربی وقارم کرده اند

دیده باشی گل شبنم آلود
گریه را هم دل خوش می باید

خطاست اخذ معانی ز فکر همطرحان | زمین شعر کجا حق تفعه داشته ست
آن دوگیسوی سیه بر روی خشان آرزو | شعر هندی بوده ست از میرزا روشن ضمیر

رباعی

زلفت که از و نظر جهان حسن ست | نازل شده سوره بشان حسن ست
خطت که بر و شده ست خوبی ختم | پیغمبر آخر الزمان حسن ست

آزاد میر غلام علی بن سید نوح بلگرامی رح از نسل زید شهید ست تولد او در ۱۱۱۶ اتفاق افتاد جامع فضیلت و هنمندانی ست و فارس میدان سبانی و معانی سلطان اصحاب فصاحت و برهان ارباب بلاغت ست زاد و طبعش خود رجه کلام دارد بلکه مرتبة الامام با وجود بسیار گوئی برنگی که او سخن راد قالب نفیس سخته و عبارات بلیغ و خیالات عجیب برانگیخته از دیگری معلوم نیست سخنان شورانگیزش نمک مجالس ارباب دانش ست و کلمات سحر آمیزش حیرت دیدهٔ اصحاب بینش طبع گهربارش ابر نیسان ست و سواد اشعارش آبگیوان معدن علوم عربی غایت و مخزن فنون لامتناهیات صاحب تالیفات نفیسه و تصانیف کثیره ست دواوین عربی و فارسی دارد عربی سه هزار بیت باشد و سخن تازی را بطرز خاص ادا می کند و بازار افسون خوانان بابل می شکند ملقب بسحبان الهند ست زیرا که قصاید بی شمار در مدیح جناب نبوت صلعم پرداخته و مخالص غریبه برشته ابداع کشیده و طوطی هندست با قمریان عرب و مسازنغمه شیرین پوربست با خوش نوایان حجاز هم آواز معلوم نیست که در گلزمین هند از ابتدای فتح اسلام عندلیبی باین خوش نوائی برخاسته باشد و فاضلی باین جمعیت و وسعت نگاه و نظم بلیغ و نثر فصیح و اقران و اقطار نام بشهرت و قبول برآورده دیوان عربی و فارسی ایشان نزد نامه نگار موجود ست و بدلربائی خوبان طبایع متشکل پسند ستعد ترجمه حافظ آزاد در اتحاف النبلاء نوشته ایم و غزالان سخن تازی و پارسی او را در میدان صفحه بجولان آورده برخی منظومات از دیوان او در اینجا ثبت می افتد ۵

مرآ از مدبسم الله تیغ خوش مقالی را | مسخر کن سواد اعظم نازک خیالی را

نگاهی بست چشم یار را با چشم گریانم
که مستان دوست میدارند بر بزم نگارا را

دل ویرانه آزاد را آباد کن یارب
پریزادی کند مهمان این مینای خالی را

الهی ناله گرمی دل دیوانه ما را
کرامت کن تحمل التشفی دانه ما را

مده دردست زنگار هوس آیینه دل را
بحسن خویش کن آباد حیرت خانه ما را

کریمان را نظر بر زشتی مهمان نمی باشد
مبر از باغ بیرون سبزه بیگانه ما را

بفی فنای خود میسر نیست دیدار شما
بیفروشد خویش را اوراق زر دیدار شما

منکه باشم تا شوم در بزم والا باریاب
میکنم سر را فدای پای دیوار شما

آخر تراکند اثر عشق راهرو ما
گیرا ز دست از سر زلف تو دامن ما

چندین هزار میکده را وقف میکنم
روزی که جام چشم تو گردد بکام ما

رها کن از گره دام عنبرین دل را
بلعلم شانه شکن این طلسم مشکل را

چرا ز حلقه احباب میروی بیرون
مکن برای خدا بی چراغ محفل را

می داد چشم یار دل زخم دیده را
دانند که نافع ست جراحت رسیده را

پیری رسید بر در طاعت فقیر شو
ضائع مساز خلعت قد خمیده را

ای معالج دیده گر نرگس یار مرا
بر طبیعت همچو او بگذار بیمار مرا

سوخت از پرتو خورشید جبینی دل را
آتشی شیشه بو و چشم تماشائی ما

ای وای رنگ و بوی چنین کرد عاریت
کم فرصتی ز زندگی مستعار ما

آخر شود کمند غزالان رمیده رام
آزاد داشتند نگه انتظار ما

همان آغاز باشد انتهای سیر کامل را
تمنا می کند بار دگر غواص ساحل را

دهانش چشمه و آخر نشستم باز تخم انس
لب چاهی غنیمت می شود کم کرده منزل را

سر شوریده من طرفه اوجی داشت در طالع
که در وقت جدا کردن بپا افتاد قاتل را

بهار این چمن آزاد آخر رنگ می بازد
چو شبنم از جهان رنگ و بو بربندد محمل را

آبی نمک بر زخم دل از لعل خندان شما
صبح محشر داغ از شور نمکدان شما

تشنهٔ ما را بآسانی توان سیراب کرد
بوسهٔ کافی ست از چاه زنخدان شما

اگر بخاطر عاطر بود شهادت ما
ز دست و تیغ تو بروی نهی سعادت ما

بشهد خنده بر آمیخت ترشی دشنام
انار میخوش او میش کرد رغبت ما

بر خاطر وحشت زده حقی ست سلام را
صیاد شبانی کند آهوی حرم را

رفت ز وعده سالها چند کنم حساب را
وعدهٔ سال بیش نیست دورهٔ آفتاب را

حالت خویش گفتمش زیر لب از گفت بس
گوند بدم را من بنده ام این جواب را

گفت بجا نه حضرت گل و اد رس ما
آوبخیت صیاد ز گلبن قفس ما

آزاد نداریم سر شکوهٔ خاری
چون غنچهٔ گل پاک بر آید نفس ما

بیا که چون امرم بیتو چشم تر باقی ست
تمام خشک شدم لیکن اینقدر باقی ست

جدا ز بزم تو هر چند کرد خاموشم
تو ان نواخت مرا آه در جگر باقی ست

دل با علو همت خود از جهان گذشت
برداشت این براق ز نه آسمان گذشت

با من نسیم صبح حدیث صبیح گفت
بیمار شد کسیکه برین گلستان گذشت

حرفی که آشنای سخن شد جهان گرفت
این طفل فی سوار ز مین و زمان گرفت

روز بد حاجت اشراف بدونان افتد
تکیه گاه سر لبریز تفکر زانو ست

در دلم یاد تو از چار طرف می آید
راه آن خانه که افتاد ز پا از هر سوست

دلی که آئینهٔ مهر احمد عربی ست
درون خانه چراغی و شیشه حلبی ست

گر نداری نظر رحم بمن بر خود کن
مشکن ای جان دل آباد که این خانه تست

من از تفرج این گلستان تنظر بستم
کراد ماغ که ممنون باغبان باشد

عجب که با قدم خدمتی که دارم گفت
چرا بحاشیهٔ بزم من فلان باشد

مقیم دشت جنون پاسبان نمی خواهد
که آهوان حرم را حرم شبان باشد

دارم دلی که عشق تمنای او کند
آتش بجانب کرهٔ نیلی رو کند

اگر چه طرف کلاه تو جز ستم نکند
خدا التسلط این سرفراز کم نکند

ترا ز پرتو رخسار خود گریبان سرخ
مرا ز دیدهٔ تر آستین و دامان سرخ

فتاده است بزنجیر آتشین کارم
که زلف او شده از چهرهٔ درخشان سرخ

ز روز یکه قضا فرصت عمر شمرم داد
تا چشم کنم باز نوید سفرم داد

نقشی ست عجب دایرهٔ هندی خطش
کز سایهٔ خورشید جمالش خبرم داد

والله که من قابل پرواز نبودم
دلگرمی آن شمع وفا بال و پرم داد

دوشم صد دست دعا در هر خم موئی تو بود
لیلة القدری که میگویند گیسوئی تو بود

شب زما آواز پا در دیدنت سودی نداشت
نکهت گل فاش از خاک سر کوئی تو بود

نقش حسن روز افزون ترا مانی کشید
ساعتی نگذشت تا دیدم پشیمانی کشید

خط بر رخ زیبا نه پسندیدیجا کرد
این صفحه غلط بود ترا شید بجا کرد

دل در برمن چسپان نشیند
او پهلوی دلستان نشیند

مرا آزاد وضع پر تو خورشید خوش آمد
سحر گر بر زمینی می نشیند شام برخیزد

زمانه جلوه کند هر نفس بحال دگر
پیاله نوش و مکش انتظار سال دگر

قد تو نشو و نما کرد در دل خوبان
چو آن نهال که روییده در نهال دگر

بقربانت روم پائی تو بوسم جبهای دل
که می آئی ز سیر لیلة المعراج گیسویش

زدم بر دست او گر بوسهٔ گستاخ معذورم
مرا تعلیم شوخی میدهد تعویذ بازویش

چه می پرسی ز حال نسخهٔ دل چیست تحریرش
کتابی در بغل دارم که قرآن ست تفسیرش

سعادتمند بیند زلف مشکین تو در رویا
که چون در خواب آید اثر دها گنج ست تعبیرش

هزار اکسیر از شوخی ناز آفرین طفلی
کند صد رنگ بازی در زمین صفحه تصویرش

سرت گردم شنو از قاصد آزاد پیغامی
چه مضمونها که ظاهر میشود از طور تقریرش

اشک بیتابم کند در دیده صبح و شام رقص
میکند این طفل نادان بر کنار بام رقص

گر ز بادم کار من دیوانگی آشفتگی ست
میکنم کیدست از آغاز تا انجام رقص

کسی چگونه شود آشنای نشئهٔ تاک
غذای دوزخیان ست آب آتش ناک

کمر بکوشش دنیا مبند چون جاروب
که نیست حاصل روئی زمین تر اجز خاک

ز روز قیامت هر کسی در دست گیرد نامهٔ
من نیز حاضر میشوم تصویر جانان در بغل

از دست موج اولین بیطاقتیها می کنی
دارد حباب آسمان بسیار طوفان در بغل

رباعی

هر چند نه برگی نه نوائی دارم
در زاویهٔ خمول جائی دارم

اما ز محبت رسول الثقلین
در سینه بهشت دلکشائی دارم

کشیده اند ز رنگ نیاز تصویرم
خط شکستهٔ از خوش نویس تقدیرم

دامان وحشتی ز جهان بر کمر زدم
چون بوی گل شکسته قفس بال و پر زدم

تا آمدم چو غنچهٔ نرگس درین چمن
چشمی کشادم و گل حیرت بسر زدم

بیاد چشم او در انجمن دیوانه گردیدم
ز جا برخاستم گرد سر پیمانه گردیدم

به پیش غیر با من نامناسب دید آمیزش
ز انداز نگاهی یافتم بیگانه گردیدم

کجا در بزم من آن شمع بی پروا قدم فرماید
خیالش در نظر آوردم و پروانه گردیدم

چو سایه در قدم سرو سرفرازی توام
مرید سلسلهٔ گیسوئی درازی توام

نگاه تست بآزاد بیش از دگران
غلام معتقد حسن امتیازی توام

شبی که گم شده آن آفتاب از نظرم
ز اشک ریزی مژگان ستاره می شمرم

ز من جدا شده دل رفت در پی و هیهات
ازین مسافر راه عدم نشد خبرم

تو آفتابی و من ماه بی نصیب محاق
بیا درین دو سه شب بیتو داغ شد جگرم

یار را دیدن من در عرق شرم نشاند
از نگاه غلط خویش پشیمان گشتم

حقوق بندهٔ صاحب وفا رعایت کن
تصدق سر خود بوسهٔ عنایت کن

امید وار گرفتاریم درین صحرا
ز دام چند بخود حلقهٔ کرامت کن

گره ز ابروی خود وا نکرد قاتل من
شهید این دو کمان مهره ست بسمل من

حباب خوش ننشستم نیزیم بوضع صفا
ز آب صرف بنا کرده اند منزل من

چو شیشه که دران نرگس از هنر سازند
خیال چشم کسی جا گرفت در دل من

بحال مجلسیان طرفه گرم و دلسوزی ست
خدا دراز کند عمر شمع محفل من

رسید موسم گل راه گلستان سر کن
چو گل ز ریگ تر اهست صرف ساغر کن

غنیمت ست اگر قطرهٔ رسد از می
بر نگ برگ گل از شبنمی زبان تر کن

نگردد محو از لوح جهان حرف ثبات من
که باشد. در دم تیغ قلم آب حیات من

میسر گر شود آزاد این مطلب چه خوش باشد
دمی با گل نشستن در برو می با غبان بستن

دل هر شمع بر بیتابی پروانه می سوزد
چه باشد گر برائی ما تو هم آتش بجان باشی

دل که شد واقف اسرار میان من و تو
نیست وسواس که او هست ازان من و تو

کشته را گر دهد قاتل او گردنند
خلق حیرت زدهٔ رسم زمان من و تو

من هم آخر دردمند چشم بیمار تو ام
ای بقربانت روم در فکر درمان که

خاطرت آزاد دارد سخت بی جمعیتی
خیر باشد والهٔ زلف پریشان که

الهی تا زنم در هر خم گیسوی او دستی
کرامت کن مرا چون شاخ سنبل موبموستی

میستی در عالم ایجاد از طاؤس کم
گلستان یابی اگر خود را تماشا میکنی

بیتو دلهای جهان چه خرابی دارد
شهرها می شود آباد اگر می آئی

آئینه وار بصفحه گر آرزو کنی
دل را ز آب دیدهٔ خود شست و شو کنی

آزاد پیر میکده ارشاد می کند
در پای خم نشینی و می در سبو کنی

تو از کشیدن گردن همیشه در خطری
بتیغ داد شمع را زیاده سری

فرنگ هوش ربا طرفه کافرستان ست — قدم فشار بدار الامان بیخبرے
نمود جلوهٔ اعجاز شمع مطلبی — نماند شوخی چشم شرار بو لبے
فدای خاصیت وادیٔ عقیق شعوم — که کرد ریگ روانش علاج تشنه لبی
زیارت تو کند آفتاب هر شب نذر — رود صباح جلو ریز جانب غربے
ز بسکه ذوق شکست تو در دشت ساغر ماه — گرفت رنگ نزاکت ز شیشهٔ حلبے
خوش ست حسن تقاضا ز باغبان کریم — نصیب ذائقه ام کن حلاوت رطبے

با فتاب نبوت رسانده ایم نسب — توان ز ذرهٔ ما دید نور خوشنسبے
بملک هند چو من نیست طوطی آزاد — که کرد تربیت من شکر لب عربے

ابو القاسم شیخ گاذرونی فاضلی کامل سخن بود دیوانش قریب دوازده هزار بیت بنظر رسیده بر اقسام شعر محتوی ست از انجملست ۵

بر لوح دل چو تختهٔ تعلیم کودکان — هر حرف آرزو که نوشتم خراب شد
زبانِ شکوه ندارم وگرنه می گفتم — که دوستی تو مارا بکام دشمن کرد
ز معجزهای عشق ست اینکه مارا بر سر کویش — نگاه بام و در را لذت دیدار می باشد

احمد خان پادشاه گیلان از اجلهٔ سادات حسینی بود در سنه ۹۰۲ ببلبل روحش بگلشن بقا پرواز کرد در مراتب نظم طبع خوشی داشته اشعارش تخمیناً چهار صد بیت دیده شد از وست ۵

شام فراق کار من زار مشکل ست — صبح وصال گر نه دمد کار مشکل ست
جان دادنم به پیش تو آسان بود ولی — محرومیم ز دولت دیدار مشکل ست
ناصح بگو که قطع نظر چون کنم ازو — حسنش همان و عشق همان دل همان که بود

رباعی

اغیار بروزگار حیرانی ما — دل شاد شدند از پریشانی ما
سهل ست اگرچه ما پریشان مانیم — جمعی شاد اند از پریشانی ما

سوزان ز آتش دل انسان بمحشر آیم — کز سوز دل گریزد روز قیامت از من
بدگمانی بین که با هر کس حکایت می کنم — او تصور میکند کز وی شکایت میکنم
ترا ای همنشین بر گریهٔ من خنده می آید — چو من کارت به بیرحمی نیفتاد دست بنداری
مسافر کی رسید از عدم کز وی پرسم — که پیر چرخ کجا برد و نوجوان مرا ؛

رباعی

ایام شباب رفت و خیل و حشمش — تلخ است می پیری و من می چشمش
خم گشته قدم ز پیری و من ز عصا — زه کرده ام این کمان و خوش میکشمش

ابوالحسن کاشانی ولد ملا احمد فاضل سخندان بود صاحب تصانیف عالیست ازوست ؎

سوزم چو بمن گرم درآئی که مبادا — این مهر و وفا باد گری داشته باشی

اختری یزدی هزار بیت از اشعارش دیده شد خوشگو معنی جوست ازوست ؎

روز محشر گر بود دستی شهیدان ترا — کار خواهد بود مشکل طرف دامان ترا
زاندم که چشیدم نمک خوان تنا — هر چیز که خوردم مزهٔ خون جگر داشت
حکم عشق ست که در کوی تو افغان نکنم — تا ترا از ستم کرده پشیمان نکنم
از دوش بر دم سیل سرشک آخر کار — اختری چون گله از دیدهٔ گریان نکنم
بلاکم میکند در عشقبازی رشک پروانه — که گاهی رخصت برگرد سر گردیدنی دارد
ترسم که نامه ام نرساند صبا بیار — بدکرد جان که همرو باد صبا نرفت

اسیری مشهدی از سخنوران عمده بوده ازوی می آید ؎

در عمر خویش مرحله پیمای عشق را ؛ — چندان امان نبود که خاری ز پا کشد

اسیری طهرانی نامش امیر قاضی بوده خلف قاضی مسعود سیفی حسینی وی بهند آمده در بندگان اکبری انخراط یافت در آخر عمر متوجه دیار خود گردیده و در ۹۸۲ در کوچهٔ فنا منزل گزید ازوی می آید ؎

خوش آن دستی که از میخانه در بازار ما اندازد — بگیرد گریبان دیگری دستار ما اندازد

از غیر کنم شکوه چو آن سیمتن آید　　شاید بهواداری او دیگن آید

احمدی سید لطف الله بلگرامی سیدی بود پاک نژاد دست بدامن صلاح و تقوی زده چاشنی گیر لذت فقر و فنا گشته میل بر باعی داشت زیاده بر چهار صد رباعی گفته در ۱۱۶۱ انتقال فرمود

ازوی می آید رباعی

آنکس که نگفت کرد پیدا نبود　　او خود خلف آدم و حوا نبود
حق ست اگر خطا از انسان نشود　　عبدست اگر عفو خدارا نبود
از راستی خدنگ تو آمد بجان نشست　　آری براستی همه جا می توان نشست

ایما بندگی سید محمد حسن بلگرامی گل سرسبد چمن استعداد بود و نهال سربلند قابلیت خداداد مصور ازل برای او حسن صورت را باحسن سیرت آمیخته و رنگ حیرت در دیدهٔ تماشائیان ریخته حافظ مصحف بود و جامع فنون عربی و فارسی و هندی شعله آوازش دل سنگ میگداخت و حسن قرأتش ایمان سامعه را تازه می ساخت در ۱۱۹۱ برحمت حق پیوست اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰهِ

تاریخ رحلت اوست که میر عبدالجلیل بلگرامی یافته این چند بیت از ایماست +

کشاد کارم از جمعیت خاطر نمی آید　　نشد چون غنچه بی چاک گریبان فتح باب من
جمالش بسکه در بزم تخیل جلوه پیرا شد　　سویدائی دلم چون مردمک محو تماشا شد
وصف تو اگر بر لب دریا گذر آرد　　از گوش صدف پنبه گوهر بدر آرد
گر در دیار ما من زبلبل نالہ میخیزد　　کہ مژه شاخ گلها در چمن چون ہالہ میخیزد
رسید قاصد و وا شد گره ز غنچهٔ دل　　هوای بال کبوتر نسیم باغ من ست
ز تمکین تو ای ظالم فغانم جوششی دارد　　سکوت گل زند ناخن دل مسکین بلبل را
نیاز و ناز را با یکدگر خوش جلوه می بخشد　　دراز دستهای دست من از دامن کشیدنها

آگاه سید علی رضا فرزند میر عبدالواحد ذوقی هم عمر و یار دلپذیر میر آزاد بود بدقائق شعر خوب میرسید و خود هم فکر میکرد ازوی می آید +

با امید یکه آید یار سنش حالم ♦ نه پیوندد بهم دیگر لب زخم کهن سالم
گر آرزوی جمال تو نمیست در دل او ♦ بپشت آیینه سیماب در کمین گه کیست
غرض چو متحد آمد مخالفان جمع اند ♦ برآشنائی ارباب دهر غره مباش
شکر احسان تو قاتل چون توانم شرح داد ♦ سرخ کردی جامهٔ عریانی آگاه را
وانشد آن فتنه جو از سر ایرو گره ♦ باز نتواند نمود از شاخ خود آهو گره
آیینهٔ من هزار بین شد ♦ از سنگ جفا ضرر ندیدم

احسن میرزا احسن الله مخاطب بمظفر خان بن خواجه ابو الحسن ترتی در عهد اکبر پادشاه وارد هند شد و بوزارت شاهزادهٔ دانیال و دیوانی دکن اختصاص یافت چون جهانگیر پادشاه سریر آرا شد بتفویض وزارت اعلی و نصب پنجهزاری ممتاز ساخت و در ۱۰۳۳ حکومت کابل ضمیمهٔ وزارت گردید چون خواجه ودیعت حیات سپرد ظفر خان را صوبهٔ کشمیر مفوض گردید و منصب سه هزاری و علم و نقاره مرحمت شد صاحب جوهر و جوهر شناس بود و سری بصحبت و تربیت ارباب کمال داشت اقتحامش همین بس است که مثل میرزا صائب مادح آستان اوست ظفر خان چند جا در مقاطع غزل

میرزا را یاد میکند از انجمله این است

طرز یاران پیش احسن بعد ازین مقبول نیست ♦ تازه گوئی های او از فیض طبع صائب است

دیوان مختصری از ظفر خان بمطالعه افتاد این چند گوهر شاهوار از خزینهٔ طبع اوست

دلم بکوی تو امید وار می آید ♦ نگاه دار که روزی بکار می آید
در گوشهٔ میخانه همین گفت و شنید است ♦ یاران برسانید دماغی شب عید است
شادم بدل شکستگی خود که پیش من ♦ قدر دل شکسته چو زلف شکسته است
گوشهٔ چشمی اگر ساقی بما دارد دریغ است ♦ عمرها در گوشهٔ میخانه خدمت کرده ایم
به تیغ بی نیازی تا توانی قطع هستی کن ♦ فلک تا انگذارد از پا تا خود پیشدستی کن
بهر کجا گروه و صف دوستان گویم ♦ برای باد فروشی دکان نمی باید

زبهر مستیم کی کار با جام و شراب افتد — مرا از گفتگوی باده سرخوش میتوان کردن
بسکه بر خاک درش ناصیه سودیم احسن — آیهٔ سجده توان خواند ز پیشانی ما

آشنا میرزا محمد طاهر مخاطب بعنایت خان بن ظفر خان مذکور در عهد شاهجهانی منصب هزار و پنجصدی داشت بعد جلوس خلد مکان در کشمیر زاویهٔ عزلت گزید و در ۱۰۸۱ رخت بنهانخانهٔ عدم کشید دیوانش مجتوی بر انواع سخن ست در ساقی نامهٔ خود گفته ؎

حکیمانه ساقی بمجلس نشست — چو انبض مینا بگیرد بدست

این چند بیت زادهٔ طبع بلند اوست ؎

الفت میانهٔ دو تن گر نمی شود — دندان ما رقیبهٔ خنجر نمیشود
بسکه در راه فنا با خاک یکسان شد تنم — میتوان همچون غبار افشاند از پیراهنم
از حوادث گوهر مردانگی کمتر نشد — تیغ اگر در آب و آتش رفت بی جوهر نشد
هر دم نوید لطف دگر میدهد مرا — دل می برد ز دست و جگر میدهد مرا
گر پوستم چو نافه کشد آسمان بجاست — موشد سفید و تیرگی دل همان بجاست
کدام چیز عزیزان ز یگدگر گیرند — بغیر این که از احوال هم خبر گیرند
بیاد روی تو شبها کنم نظاره ماه — ز رشک سفید بود از برای روز سیاه
ما بزندان غمت خو بانشستن کرده ایم — گاه گاهی ناله بر خیزد از زنجیر ما
لقمهٔ چرب خوشا مد نکند رام مرا — دل من از سگ کوی تو وفادار ترست
از بسکه دست من ز تعلق بریده ست — رنگ گرفته را بحنا باز میدهد
سامان دل ز قطع تعلق شود زیاد — گل بیشتر دهد چو کنی شاخ را قلم
عقل ناچار کشد زحمت آلایش نفس — دانه پرهیز کند طفل چو بیمار شود
تا درون پر بود از تفرقه دل وانشود — چون پر آشوب بود شهر دکان نگشایند
چشم بسان آینه در عیب خلق نیست — پیوسته همچو عکس خود مردر کمین خویش

نیست نازک طینتان را طاقت سیمای خویش — دیده نرگس ندارد تاب سیمای چراغ
چند چون رشته تسبیح شوی سرگردان — نتوان کرد سر رشته ز تقدیر برون

الهی محمد شاه قندهاری از ارباب زادهای قندهار است همراه بابر پادشاه در هند آمده و در تهانه واقعه نویس بوده بعده در عهد همایون پادشاه نیز بمناصب ارجمند سرفراز گشت و در لاهور در گذشت ازوی می آید

سرشکم رفته رفته بی تو دریا شد تماشا کن — بیا در کشتی چشمم نشین و سیر دریا کن
خنجر بیان تیغ بکف چین بجبین باش — خونریز جفا پیشه کن و بر سر کین باش
از اهل وفا جبر چرا چه کند کس — مائل بجفا سیمبری را چه کند کس

امتیاز زعفرانی اصفهانی زعفران فروختی و آزادگی فطری و درشتی اخلاق شگفته روبدیه گو بوده شعر ما بر مجتبش کیفیت خوشی داشت اشعار خود را بر مزاحم خوانده و با آنکه سواد خط نداشت دیوانش بست هزار بیت باشد هرگز در قوافی باستعمال لفظ بموقع خود غلط نکردی

آخر ترک شهر خود کرده ساکن مشهد شد ازوست

رنجیده ز من بت نامهربان من — حرفی شنیده او ز که از زبان من
تو خم حلال باده باشم من اگر کند — یک بار در حضور تو خاطر نشان من
چون سیاهی مرا ز داغ افتد — چشم پروانه بر چراغ افتد
آفتابی کند طلوع از ماه — عکس رویش چو در ایاغ افتد

احمق خان تهتری مخاطب بوزیر الدوله امیر صاحب جوهر بود پدرش از شوستر بهند آمد و در شاهجهان آباد متوطن گردید احمق خان در هند پیدا شد و بکسب کمال پرداخت و از مستعدان عصر برآمد خوش فهم و دقیقه سنج بود و در شعر و نظم عربی و فارسی دستی بالا داشت و در هر سلطنت باعتبار زیست و در دولت الوفات یافت ازوست

شبی که در دل تنگم خیال آن گل بود — نفیر خواب من آن شب صفیر بلبل بود

اسیری صاحب فضائل وکمالات بود چند سال پیش حکیم الملک تلمذ کرد از خوش طبعان روزگار بوده آب وهوای هند با وسازوار نیامد بولایت رفته در بلده ری که وطن آبا و اوبود از محنت دنیا بیاسود واین اشعار آثار فکر بلاغت شعار اوست +

قاصد رقیب بوده و من غافل از فریب — بیدرد مدعای خود اندر میانه ساخت
دیدی که بر حال من دلشده خندیدن داشت — اضطراب من و خندیدن او دیدن داشت
دل خسته ام ز ناوک طفلی که روزگار — در دست او نداده هبازی کمان هنوز
امید وصل تو نگذاشت تا دهم جان را — وگرنه روز فراق تو مردن آسان بود

امانی میر شریف اصفهانی سلیقهٔ شعر ولاوبزیر داشت بست سال در هند او فاتش تجرید گذشت این چند بیت ریخته کلک معنی نگار اوست

دو دیده سیل سرشکم ببوی خانهٔ او + که گرد غیر بشوید ز آستانهٔ او +
لعلت که آب زندگی از وی نشان دهد — کو خضر تا به بیند واز ذوق جان دهد
تا تیغ غمت چو امانی سر خود در بازم — جان سپر ساخته در صف سپاه آمده ام

احمد قاضی احمد غفاری قزوینی فاضل دنشی و مورخ و خوش طبع بی بدل بود کتاب نگارستان وجهان آرا بسیار خوب نوشته در آخر حال دست از وزارت شاهزادگان عراق بازداشت و متوجه حرمین گردید شد و آن سعادت را دریافته بهندوستان می آمد ناگاه دست قضا در رخت هستی آن بی بدل خلل انداخته در سنه ۹۶۵ بعالم بقا شتافت این بیت از اوست

پس از عمری نشیند گرد می در پیشم آن بدخو — طپد دل در برم ترسم که ناگه زود برخیزد

آلهی یزدی دیوانش چهار هزار بیت بنظر رسیده بیشتر در هزل یا مدح میر میران یزدی زیست

عهد بستم که ازین پس غم عالم نخورم — توبه کردم که دگر باده خورم غم نخورم
تو سخن شیوه ئی و لبری را بدنمی داند — ولی دلداری آن نوعیکه می باید نمی داند

امینی یوسفی بیگ شاملو از شجاعان مشهور و سخن سرایان معروف ست دیوانش تخمیناً هفت هزار

بیت مشتمل بر اقسام سخن ست از وست ؎

نیاز بوالهوس را اگر محبت نام خواهی کرد — وفا را هست پیمان آرزو را خام خواهی کرد
دستی که در آغوش تو آورد یمینی — دستی ست که در گردن غمهای تو دارد
چو مرغ نیم بسمل می طپد تا حشر از شادی — بخون غلطیده شمشیر او مردن نمیداند

رباعی

وصل تو کجا و جان مهجور کجا — خفاش کجا و پرتو نور کجا
هر چند ز سوختن نترسد آخر — پروانه کجا و آتش طور کجا
از شراب غم تهی کردیم صد میخانه را — ساقی ما همچنان پر میدهد پیمانه را +

رباعی

من مست محبتم شرابم ندهند — در آتش افگنند و آبم ندهند
گر شکوه کنم و گر عتاب آغازم — با اوست حدیث من جوابم ندهند

اشکی قمی در شعر خیالات خوش دارد و تتبع آصفی میکند در آگره رخت رحلت بر باد پای اجل بست و در مرض موت دواوین خود را بمیر حیدای ترمذی سپرده بود که مربوط سازد و میرزا کورانچه بکار آید بنام خود کرده باقی را در آب انداخت منظوماتش دو دیوان غزل و یک دیوان قصائد و یک دیوان مجموع از دوازده هزار بیت متجاوز بوده ازوی می آید ؎

بسی سنگ از غمت بر سر من دل تنگ خواهم زد — اگر دستم رود از کار سر بر سنگ خواهم زد
مستانه کشتگان تو بهر سو فتاده اند — تیغ ترا مگر که بمی آب داده اند
تا کرد تن بگداخت بی او آتش سودا مرا — گر نهی زنجیر بر گردن فتد در پا مرا

ابتری بدخشی اسم باسمی بود سخنی چند از فتوحات مکی و فصوص الحکم یاد گرفته در ایمان فرعون بحث میکرد از ان جهت نام بوکیل فرعون برآورده این مطلع از وست ؎

گفتی وفا کنیم با حباب یا جفا — ای شوخ بنده سخن اولیم ما

فیضی

الفتی قلیچ خان بفضائل علمی و حکمی آراسته بود و منصب پنجهزاری داشت و ببدائی کامل ممتازی زیست طبع نظم شعر هم داشت ازوست ؎

کشتهٔ آن نرگسِ مستم که در عینِ خمار ۔ عالمی را کشته و خود را بخواب اندر جسته
دو ترک مستِ تو آشوبِ عقل و دینِ من اند ۔ کمان کشیده ز هر گوشه در کمینِ من اند
نیست در دل غنچهٔ پیکانِ آن قاتل مرا ۔ بی لبش خونی که خوردم شد گره در دل مرا

فیضی

ارشاد میر دربان علی بلگرامی سلیقهٔ نظم داشت و شعر مناسب میگفت ازوست ؎

نمیدانم سرِ جنگ که دارد ترکِ چشمِ او ۔ که با شد از نگاهِ خویشتن شمشیر بردوشی
گدامی جنگ جو تیغِ نگه را تیز می سازد ۔ که شد زیرِ نمد آیینه از جوهر زره پوشی

ارشاد

احسان میر احسان علی بلگرامی شاعر خوشگو بود این بیت ازان اوست ؎

شرط است اضطراب نکردن قتیل را ۔ آخر رسید فدیه ذبیحِ خلیل را

احسان

ابوالفضل برادر فیضی در سنهٔ ۹۵۱ بوجود آمد و در کمتر مدت بجودت طبع و رسائی فهم و جودت حوصله کسب فضائل نموده وحید عصر گردید و در مزاج اکبر پادشاه چون آب در گل سرایت کرد و در فن انشا صاحب ید بیضا بود باتفاق فصحا روشی که او اختیار کرده عدیم المثال ست با آنکه تکلفات منشیانه هیچ ندارد لیکن متانت کلام و سلاست سخن و استخوان بندی الفاظ و ترکیب عجیبهٔ لوضعی افتاده که دیگری را تتبع آن دشوار تا آنکه فیضی همدانی و بعض منشآت خود قسم خورده و گفته بساده نویسی ابوالفضل همتی باید بحال قوت ناطقهٔ او در اکبرنامه باید دید که جوهر قابلیتش تا چقدر در جوش ست آثار موزونی طبع ازو پیدا نیست مگر بعض مورخان این رباعی بنام او نوشته اند

ابوالفضل

رباعی

نفسے دارم که هر نفس مه گردد ۔ گویم که ز خیالش دهم به گردد
هر چند بجهد لاغرش میدارم ۔ از یک سخنِ فضول فربه گردد

در آخر عمر منصب پنجهزاری و نظم ممالک دکن مامور بود پادشاه او را جریده از دکن باگره طلب حضور

نمود چون بسر حد راجه برسنگدیو بندیله رسید باستقبال شاهزاده سلیم ورسالهٔ کشته شد چون از
دین اسلام انحراف داشت مورخی تعمیهٔ اسقاط دو عدد چنین تاریخ یافت ع تیغ اعجاز نبی الله
سر باغی برید و این بدان ماند که تاریخ وفات برادرش فیضی فیاضی فصیح چنین گفته ع

فیضی ببین چو مرد سال وفاتش فصیح گفت سگی از جهان رفت بحال قبیح

آقائی گویند زنی شاعره بود در ایام سلطان حسین در بلدهٔ هرات بسر می برد و نزد بعض دختر
مهتر قرائی خراسانی ست که از محمد خان ترکمان منصب عزت داشت والله اعلم این مطلع ازوست ع

زهشیاران عالم هرکرا دیدم غنی دارد دلا دیوانه شو دیوانگی هم عالمی دارد

انتخابی وردی بیگ منتخب روزگار بود و سادهٔ پرکار صلش از خراسان ست و در هند
نشو و نما یافته در عین جوانی بهار عمرش از صرصر اجل خزان گردید ازوی می آید ع

دود دل کرده غبار دل افلاک مرا این چه گردست که برخاسته از خاک مرا
میکند ساقی ما باده بجام از سر زلف خون دل میدهد از شیشه رگ تاک مرا
عصمت آن روز که شد پرده نشین قسمت کرد حسن را دامن پاک و نظر پاک مرا
تو کمندی صید دام هیچ و تابم کرده ست تو خطی استاد شوق اضطرابم کرده ست
داغم از دل نیست این مصرع صائب که گفت گرم خوی آتشین رویی کبابم کرده ست
شکایت نامهٔ ما را پر پروانه می باید که نوک کلک ما چون شمع آتش بر زبان دارد

اعجاز شیخ محمد سعید بوانی مولدش اگره ست بخدمت شیخ عبد العزیز عزت کسب علوم نموده و با میر عبد الجلیل
بلگرامی اختلاط و ارتباط تمام داشته در سرکار نواب مکرم خان فاطمی صوبه بلتان مرجع ارباب حاجت بوده فهون کلامش
مارگزیدهای فراق را سحر طلاق عقده کشای طلسم بستهٔ معانیش بناخن فکر وقت گزینان مجال این چند بیت از اعجاز ست ع

نمک می ریزد از صبح طرب در جام اقبالم بدستم آسمان ساغر دهد از گردش حالم
چه آتش ریخت ذوق سوختن در سینهٔ تنگم چراغ کشته روشن میشود از جستن بنگم
چو بوی غنچه دلتنگی نفس را در گره دارد شکست خاطرم از پرده بیرون نیست آهنگم

خموشی آئینه پرداز جوهر هوش ست — چراغ انجمن دل زبان خاموش ست
بغیر نرگس دنباله دار یار که دید + — زخود رمیده غزالی که دام بردوش ست
هزار جام گل و شیشه‌های غنچه شکست — شراب نالهٔ بلبل هنوز در جوش ست
خیال یکسی من وفا بیاد ش داد — بجای شمع دل یار بر مزارم سوخت
گشیده‌ام ز جنون ساغری که هوش نماند — دگر معامله با پیر می فروش نماند +
بی‌رنگ گرد باد آشفته‌ام در دشت بیتابی — بود برگشتگی شیرازهٔ مشت غبار من
شب که بی روی تو گلشن خنجه دلتنگ بود — شعله آواز بلبل آتشی در سنگ بود

ابراهیم بن عبد الزاهد گیلانی عم شیخ علی حزین ست ترجمهٔ بسیط او در تذکرهٔ حسین قوم ست

این ابیات بنام او می نوشته و ذکر تخلص نکرده ٥

با چراغ مرده خفتن چه کار ست مرا — نفس سوخته شمع شب تار ست مرا
حیرتم برده چه تصویر ره گفت و شنود — خامه بر شاد که در بزم تو بار ست مرا
اشکی که از دل تو نشوید بدامن من — خاکش بسر اگرچه جگر گوشهٔ دل ست
تا چند اضطراب کند دل بسینه‌ام — این مرغ را ازین قفس آزاد می کنم

ازل محمد امین جودت طبع و استقامت سلیقه اش بکمال و در شاعری قدوهٔ امثال بود از فرط علو همت و تقوی هرگز بمشاغل دنیا آلوده نشد بوضع گوشه نشینان معاش می نمود در ۱۱۳۵ سنه

بلاء اعلی اتصال جست این در رغز ازان والاگهرست ٥

از جبه و دلی که غم جاودان نشست — یکدم برای خاطر ما می توان نشست
چون تیر پابوادی آواره گی گذار — در خانه تا بچند توان چون کمان نشست
گر خرابم کنی ای عشق چنان کن باری — که نباید دگرم منت تعمیر کشید +
شب که در بزم حدیث رخ گل رنگ تو بود — میتوانست گلاب از گل تصویر کشید
دل ز چنگ مژه آن خال سیه فام گرفت — دانه را مور بزور از دهن شیر کشید

هر شاطی که دل از عشق جوانان انداخت — انتقامش همه از من فلک پیر کشید
پیش تشریف رسائی کرم دوست ازل — خجلت از کوتهی قامت تقصیر کشید

ابراهیم

ابراهیم میرزا هدایتی طبع موزون داشت شیخ علی حزین او را دیده انوست ؎

چه گزندست بدل سردی افلاک مرا — نگه گرم تو برداشته از خاک مرا
در آتشی که بتپو دل داغدار سوخت — میسوخت آن چنانکه دل روزگار سوخت
هر یک در آتشی من و پروانه سوختیم — او را وصال شمع مرا هجر یار سوخت

اشرف

اشرف میرزا بن میرزا عبد الحبیب نواسه میر باقر داماد بود صاحب استعداد گاهی التفات بگفتن شعر مینمود اشعارش بنجیده دارد از انجمله این چند بیت ست که زیب این مجموعه میشود ؎

مرگیست زندگانی درین بیابانست — کو همتی که از خضر آب بقا نخواهد
سوختن سهل ست ازین داغم که در روز جزا — بر تنهائی تو مهر داغ محضر می شود
پروانه وار میزند آتش بجان رشک — چون شمع هر که سوختن آغاز می کند
چون شمع صبحدم نفسی مانده از حیات — وقت ست اگر عیادت رنجور میکنی
نیست مشکل گذر از وادی خونخوار جهان — گر ز خود ترک تعلق کنی آسان گذری

اشرف خان

اشرف خان مشهور بمیر منشی نامش محمد اصغر بود و از سادات حسینی مشهد مقدس ست در خوشنویسی انگشت نمای اهل قلم بود و مدتها بدرگاه اکبری بمناصب شایان و خطاب اشرف خان سرفرازی داشته و هم در هند وفات یافته ازوست ؎

رباعی

یارب تو مرا آتش قهر مسوز — در خانه دل چراغ ایمان افروز
این غفلت بندگی که شد پاره رجم — از راه کرم بر گشته اعفو بدوز

ارسلان

ارسلان تخلص قاسم ارسلان مشهدی ست که در سلک ملازمان اکبری بوده و در شعر و تاریخگوئی و خوشنویسی و خطشناسی و دیگر صفات حسنه مشار الیه میزیست در لاهور ۱۰۱۵ درگذشته ازوست

گریان چو بسر منزل احباب گذشتیم — صد مرتبه در هر قدم از آب گذشتیم

آهی از امرای الوس چغتائی و تخلص بوستان سخن آرائی ست ندیم شاه غریب مرزا بود و مرد
شوق پیشه اشعار او نیز برین مدعا دلالت دارد در ۱۰۳۲ جادهٔ آخرت پی سپر کرده از وست

فسانه ام بتو معلوم چون شود که ترا + هنوز حرفی ازان ناشنیده خواب گرفت
نشستم و طلب او و نمی پرسیدم + خبری او ز کسی تا که نگوید دیدم
خسته بودم آمدی ز لطف پرسیدی مرا — گر ندیدی مرا دیگر نمیدیدی مرا
روز هجرت گفت غمایم غم جانسوز را — دارم امید یکه نماید چند آن روز را
میکنم گریه چو شد خاک بکوئی تو رقیب — تا بسیل مژه ام از سر کوئی تو رود
شدم سرشک فشان چون برخ نقاب گرفت — شود ستاره نمایان چو آفتاب گرفت

آتم شیخ حفیظ الله اکبر آبادی حافظ قوانین سخن ما ایجادی ست از خویشان خان آرزو بوده
در ۱۰۵۲ چشم از تماشای عالم فانی دوخت ازوست

صبح در پرده شب طرفه تماشا دارد — دیده ام از سر زلف تو بنا گوش ترا
کس ز دشنام لب لعل تو آزرده نشد — در جهان هیچکس از آتش یاقوت نسوخت

اختر قاضی محمد صادق خان از قاضی زادگان هوگلی نواح کلکته ست در دستعدان زمانه معدود
بود صبیح صادق دلور الانشا و محامد حیدریه و نقود الحکم و دیوان فارسی و اردوی پخته تالیف
اوست عمری در لکهنو بزیر سایه عنایت غازی الدین حیدر پادشاه بسر برد و بخطاب ملک الشعرا
سربلند گشت از شعرای معاصرین ما ست برادر مرحوم او را دیده بود و محرر مطور بر بعض تواليفش
آگاه شده سلیقه انشا فارسی و شعر اردو نیکو داشت در لکهنو بعد زمانه غدر هندوستان سفر آخرت

گزیده از کلام اوست

بیابان داده ست از یاد خود وحشی مجنون را — جنون می خیزد امروز از گریبانی که من دارم
پر پروانه را شعله ز خاکستر بر افشاند — ندارد هیچ محفل شمع تابانی که من دارم

شگفتن غنچهٔ دل را بود از شعلهٔ آهم — ز آتش آب می یابد گلستانی که من دارم
چو ماه بدر شارست اختر ساغر بهوشم — تجلی شد محیط چشم حیرانی که من دارم
تماشای عرق افشانی او میکنم آخر — ندارد هیچکس سیر چراغانی که من دارم

ابن یمین

ابن یمین نامش امیر محمود خلف امیر الدین طغرائی ست از فضلاء عصر بود صاحب اخلاق حمیده و اوصاف گزیده تحصیل معاش از دهقانی میکرد و تخم معانی در گلزمین بیانی میکشت معاصر سربداران بود این چند مقطعات از دیوان اوست

دو قرص نان گر از گندم ست یا از جو — دو تای جامه اگر کهنه ست یا از نو
چهار گوشهٔ دیوار خود بخاطر جمع — که کس نگوید از خیز و بنشین و انجا رو
هزار بار نکوتر بنزد ابن یمین ✣ — ز ملک کیقباد و کیخسرو

رباعی

منگر که دل ابن یمین پرخون شد — بنگر که ازین سرای فانی چون شد
مصحف بکف و چشمه بروی بدست — با پیک اجل خنده زنان بیرون شد
سرمه ای دیده هزم اشک غمازم را — تا نسازد فاش پیش مردمان رازم را
عشق تا در دل آدم ندر آمد ننمود ✣ — باده پرشور نشد تا که بمستان نرسید

ابو یزید

ابو یزید سلطان آل مظفر برادر شاه شجاع بود حالش زیاده برین دریافت نشد از دست

رباعی

از واقعهٔ ترا خبر خواهم کرد — آن را بدو حرف مختصر خواهم کرد
با عشق تو در خاک نهان خواهم شد — با مهر تو سر ز خاک بر خواهم کرد

اقبالی

اقبالی گویند مرد خود پسند و ناسازگار بود و باین علت اکثر اوقات بیکس و بی یار و یاور میزیست شاعر عالی ضمیر و خوش تقریر ست شاه عباس ماضی چند بیت او خوش کرده بذوق تمام میخواند تا او نیز بعقبهٔ شاهی رسیده بمراحم شاهانه ممتاز گردید از ویست

بپائی ناقه خرد شان دل شکسته کیست — که این صدا بصدائی جرس نمی ماند
ز نعمت جهان چنان شد که صبائی تواند — به تبسم نهانی لب غنچه باز کردن
سر قاتلی بنازم که ز کثرت ملاک — بجنازه شهیدش نتوان نماز کردن
دل جدا از گلشن کویت گل پژمرده ست — دیده بی نظاره رویت چراغ مرده ست

آفتابی از مردم ساوه ست طبع نظم داشت از دست بدگفته ✦ ۵

بیا ببینی من چون سبب پریشان اوشد — می میرم ازین غم که چرا بهتر م امروز

اصیلی میر محمود دقمی از سادات بلوک جاسپ ست این دو شعر از و نوشته می شود ۵

نیاز عاشقان معشوق ناز می ارزد — تو سر تا پا وفا داری ترا من بیوفا کردم
گویند دل بآن بت نامهربان مده — دل آن زمان ربود که نامهربان نبود

آذر لطف علی بیگ اصفهانی در ۱۱۳۳ در اصفهان متولد شده و در اواخر مائة ثانی عشر مرحلهٔ زندگانی طی نموده و در صحبت جمعی از افاضل علما و اکابر شعر اکسب کمالات نموده شاگرد سید علی مشتاق ست وصاحب تذکره موسوم بآتشکدهٔ عجم از اشعار خود درین تذکره ابیات مثنوی یوسف زلیخا بسیار نوشته خوشگوست ترکیب دلنشین و معنی تازه کمتر دارد از دست ۵

بستی پی خون ریختنم تیغ ستم را — نشناختی از صید دگر صید حرم را
مثلث نتوان یافت که بر صفحهٔ تقدیر — نام تو نوشتند و شکستند قلم را
قوت پروازی صیاد چو سوی تو نیست — آنقدر نالم که سوی آشیان آرم ترا
من که در قفس افتاده ام نمیدانی — چگونه می گذرد ای هم آشیان تنها
شد آشکار زکم ظرفی حریفان راز — وگرنه پیر مغان هر چه گفت پنهان گفت
مترس ز آه شهیدان که ساکنان سپهر — کشاده دست تو در های آسمان بستند
شب بگوشت چو رسد نالهٔ مرغان اسیر — نالهٔ بی اثر از مرغ گرفتار من ست

افضل الدین محمد کاشانی عنوان صحیفهٔ فضائل و دیباچهٔ مجموعهٔ افاضل بوده و نصیر طوسی

بفضل وی معترف بوده سلطان محمود غزنوی نزد عزیمت ایران او را مقرب خویش گردانیده تالیفات نافعه دارد از اقسام نظم بانشاد رباعی بیشتر پرداخته ازوست +

رباعی

باطبع لطیف از رهِ لطف درآ — باطبع کثیف از رهِ جور و جفا
در هیئه گل تاملی کن که قضا — آنرا به چه شگافت و این را بصبا

رباعی

باز آ باز آ هر آنچه هستی باز آ — گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگه ما درگه نومیدی نیست — صد بار اگر توبه شکستی باز آ

رباعی

این کبر و منی ز سر بباید کرد — وین کاه بکوی او گذر باید کرد
دنیا و عقبی چه طلبی هر دو یکی است — این نامه بخانه پدر باید کرد

ابوالفرج

ابوالفرج بن مسعود رونی رون قصبه ایست از مضافات لاهور ست وی از عمدهٔ شعرا هندوستان و بلبل خوش الحان این بوستان ست باتفاق اساتذه در متانت عبارت و لطافت اشارت درجهٔ علیا و مرتبهٔ قصوی داشته مسعود سعد سلمان و انوری و فیضی مداح او بوده اند نزد سلطان ابراهیم بن مسعود بن سلطان محمود منزلتی عظیم داشته در ۴۸۵ از زندان دنیا بنزهت آباد عقبی شتافت دیوانش متداول ست ازوست +

رباعی

بادی که درآئی بتنم همچو نفس — ناری که بسوزی دل عالم بهوس
آبی که بتو زنده توان بودن و بس — خاکی که بتست بازگشت همه کس

ابوالعلا

ابوالعلا گنجوی همگنان استادی او را مقبول میداشتند و در فرامین سلاطین بلقبش استاد الشعراء می نگاشتند دختر خود بخاقانی داد چون سلوک خردمندانه از و ندید هجو ها کرد از انجمله ست

عمری بچشم خویشتن از عین مردمے — جا کرد مش که باشد از اغیار ناپدید
چون طفل اشک عاقبت آن شوخ بی وفا — از چشم ما برآمد و بر روئی ما دوید +

اثیر اخسیکنی از فصحاء قدما بوده در آخر عمر از صحبت خلق دامن کشیده در موضع خلخال قدم فشرد و طاعت و عبادت را زیور خود گردانیده در ۵۷۵ رود در نقاب عدم کشید میان وی و خاقانی مناظرات و معارضات اتفاق افتاده که در کتب مبسوطه مذکور ست منه

امشب بنم وصال آن سرو بلند — کز لعل لبش چاشنی یافته قند
ای شب اگرت هزار کار ست مرو — ای صبح گرت هزار شاری ست مخند

اوحدی اصفهانی عارف ربانی و مرید شیخ اوحدالدین کرمانی ست و از ینجا اوحدی تخلص کرده سخنانش در شیرینی نبات ست و نظم روانش در لطافت آب حیات مثنوی جام جم و دیوانش محتوی اقسام نظم دستور اصحاب توحید و منظور ارباب مواجید ست در ۷۳۸ فوت شده از وست

بسکه بعد از تو خزانی و بهاری باشد — شام و صبح آید و لیلی و نهاری باشد
خاکساران جهان را بحقارت منگر — تو چه دانی که درین گرد سواری باشد
بیا در روی تو هر بامداد دیدهٔ من + — ستاره در قدم آفتاب می ریزد
امروز چون بدست تو داد ند تیغ فتح — کاری بکن که پیش تو فردا سپر شود
حیفم آید که ترا جای کنم در دل تنگ — یوسفی چون تو سزاوار چنین زندان نیست

رباعی

ای آمدهٔ گریان تو خندان همه کس — وز آمدن تو گشته شادان همه کس
امروز چنان باش که فردا چو روی — خندان تو برون روی و گریان همه کس

آنی هروی قریب شصت سال در کشمیر گذرانیده و خالی از جوهر قابلیت نبوده منه

عرق نشسته ز پیشانی رخ نکوی ترا — زمن مرنج که میخواهم آبروی ترا

اسد بیگ قزوینی بهند آمده سالها بدرگاه اکبر پادشاه و جهانگیر پادشاه بسر برده و در آخر

حال پشیر وخان خطاب یافته مند

در جهان هرچه که می باید هست — سخن ست اینکه چنین باایستی
ور نهم پای فضولی بمیان — همه عالم به ازین باایستی

امینی ترجمهٔ صاحب ذهن سلیم و طبع مستقیم بوده و باشانی واقدسی ونظیر مشهدی مشق سخن کرده این بیت از و خوش کردم

جان رفت وعمرهاست که در انتظار تو — دزدیده ایم مانفس واپسین خویش

امینا نجفی پدرش ملا محمود کلیدار روضهٔ علوی بوده از توست +

دوری زدرت نمی توانم — چون گرد مقیم آستانم
فریب نکهت گل خوردم و ندانستم — که هر نفس بمشامی کند هم آغوشی
فرصتم کی شد که گیرم دامن وصلی بکف — از گریبان دست گر برداشتم بر زدم

رباعی

زاهد بهوای خلد سرگردان ست — دوزخ محک تجربهٔ مردان ست
گویند که در دو غم نباشد بهشت — معلوم نهم شد که جای بیدردان ست

الفت شوستری نامش ملا داؤد ست میگوید +

بیا وجلوه اش چون گرد باد از بیقراریها — طپید نهای دل صحرا لبصحرا می برد ما را

ایما همدانی نامش شاه میرست مند

چون جرس ناله کنان از پی محمل رفتم — سنگ بر سینه زنان از طپش دل رفتم

احمد بیگ وطنش تبریز و تخلص دلاویزست مند

شاد غنچه ز یاران چمن بود گذشت — بوی گل گرد سواران چمن بود گذشت

ابوالفتح از ملک زادگان سیستان بوده مند

جذبهٔ توفیق میخواهم که از خویشم برد — آنقدر کز کاروان پس مانده ام پیشم برد

انسی حسن بیگ نام مردی خوش خلق بود و در شاعری قدرتی بر کمال داشت متخلص

من خفته و آه گرم بیدار — چون شمع که بر مزار سوزد

آصف قمی نامش محمد قلی بوده از اتراک ست در عهد شاهجهانی بهند آمده میگذرانید میگوید

عمر دو روزه قابل سوز و گداز نیست — این رشته را مسوز که چندان دراز نیست

می مالم از خجالت عصیان بخاک رو — مطلب مرا ز ناصیه سائی نماز نیست

احمد جام سرمست جام توحید و سرخوش بادهٔ تفرید بود در سنهٔ ۵۳۶ وفات کرده از کلمات طیبات اوست

تا یکسر موی در تو هستی باقی ست — آئین و کان خود پرستی باقی ست

گفتی بت پندار شکستم رفتم — آن بت که ز پندار شکستی باقی ست

آگاه مولوی محمد باقر نایطی مدراسی صدر دیوان سخن شناسی ست اصلش از بیجاپور بوده و در ولیور متولد گشته در خیابان کرناٹک بیچو او نهالی سر بالا نکرده و از گلزمین مدراس مثل او گلی خوش رنگ ندمیده صاحب تصانیف گزیده و کمالات حمیده بود در سنهٔ ۱۲۰۲ وفات یافت طبع نظم داشت این ابیات از وست

غم فراق تو از بسکه کاست جان مرا — عصا زآه بود جسم ناتوان مرا

بستم بطرهٔ تو دل زار خویش را — آخر فگنده ام بسرت بار خویش را

شیخ در خمخانه با هر مست یاری میکند — ظاهرا با دختر رز خواستگاری میکند

انشا میر انشا الله خان در لکهنؤ با سعادت علیخان بسری برده و در زبان فارسی و عربی دستگاه داشت دیوانش مرتب ست غث و سمین بسیار دارد هزل او بیشتر از جد بوده مذهب تشیع داشت این چند بیت از دیوان فارسیش برچیده شد

مشرب رندانه میداریم و میجوشیم ما — با شیم تندمی چون خم هم آغوشیم ما

وه چه خوش باشد اگر آن مست صهبای غرور — خود بگوید دیگر امشب باده می نوشیم ما

تا صدائی آید از بانگ درائی کاروان — همچو گل از فرق تا پا جملگی گوشیم ما
غلطیدن من بر در میخانه ضرورست — بر نکهت می لغزش مستانه ضرورست
از آن فروغ که شد نور آفتاب درست — نمود پیر مغان نسخهٔ شراب درست
زندگانی صبح و شامی بیش نیست — ماحصل از عمر نامی بیش نیست
هیچ کیفیت ندارد سیر خلق — خوب دیدم از دحامی بیش نیست
نگذشته بمجلس دردی کشان اگر — پیر امن تو این همه بوی شراب چیست
ضعف آنچنان که ضبط فغانم نمیشود — این هم نمیشود ز من آن هم نمی شود
آن اختلاط و گرمی صحبت کجا که او — اکنون بسوی من نگران هم نمیشود
ایمن نبود راحلهٔ وادی ایمن — صد قافله را عشق درین راه بگذرزد
افتاد نگاه تو چنان گرم کرانش — پنداشت دل صاعقه بر شاخ شجر زد
لباس اطلس و دیبا چه تحفگی دارد — که سالکان طریقت پلاس می پوشند
ببین بطارم افلاک انجم و مه و مهر — چه دیده اند در آنجا که جمله خاموش اند
بجاه بی تو بزنگ پریده مے ماند — گل شگفته بجیب دریده مے ماند
تو وحی ای تو ای شیخ راست خواهی گفت — شمائل تو بهیچ آفریده می ماند
کج و راست نشستنش نگرید — وضع شمشیر بستنش نگرید
پای کوبان بوجد رفت انشاء — اندرین حال جستنش نگرید
بگاهت رنگ مستی بر در میخانه می ریزد — بانداز ی که صهبا از لب پیمانه می ریزد
صبا دیگ نفس اندر چمن گذار — باعندلیب زمزمه گاهے نکرده ایم
تعظیم ما اگر نکنی خاک بر سرت — خود سیدیم و عالم و مرتاض عالمیم

آزرده تخلص مفتی صدرالدین خان بهادر دهلوی ست استاد محرر سطور بود و شاگرد شاه عبدالعزیز و شاه رفیع الدین دهلوی و مولوی فضل امام والد مولوی فضل حق خیرآبادی

افضل فضلا، واکرم علماست ذکر محامد ایشان درین جریده آوردن نمی شاید لیکن این نامه را
بی نام نامی ایشان در نظر اهل بصیرت و خبرت قبول نیاید دوده ایشان خاندان علم و اعتباراست
در دهلی مولد و منشا یافت و صدر الصدور و آنجا از طرف حکام فرنگ مقرر شد خلق مجسم بود و لطف
مصور در فنون ادبیه ثانی اعشی و جریر ست و در فنون حکمیه ثالث باقر و نصیر باین فضیلت شاعری
از ایران سر نکشیده و باین عظمت ساحری از بابل نرسیده از معاصران و یاران غالب و مومن
وحسرتی بود در هر سه زبان تازی و فارسی و ریخته دستگاه بلند داشت و در معجز بیانی و سحر نگاری

پایه ارجمند این چند بیت از سفینه طبع اوست

آزرده زمن حال شب وصل چه پرسی — نی دل خبرم داشت نه از دل خبرم بود
تو خود انصاف کن ای آشنا دشمن روا باش — مرا در دل تو در پهلو ترا بیگانه در پهلو
باین تقوی درون میکده آزرده را دیدم — صراحی در بغل ساغر بکف پیمانه در پهلو
کو عشق تا به پیشگش آریم گنج علم — آسان دهیم انچه بمشکل گرفته ایم
زاهد بیا و موت شهیدان عشق بین — کین موت نا نه زندگی جاودان رسد
طوبی لک از ملائک حمت خورد بگوشش — هردم ندای ارجعی از آسمان رسد
عالمی کشته شد و چشم تو در ناز همان — صد قیامت شد و حسن تو در آغاز همان
آتش عشق فلک در دل و در جانم سوخت — زانکه از داغ دگر دیده که نتوانم سوخت
روز هجران تو میسوخت مرا حسرت وصل — در شب وصل تو اندیشه هجرانم سوخت
هیچ گه چرخ جفا پیشه نمیساخت بمن — شکر ایزد که ز آه شرر افشانم سوخت
زحمت از بهر عذابم مکش ای نار جحیم — که سراپای مرا انجملت عصیانم سوخت
شرر و دوزخ جانتاب بسی بود و بلند — چون مقابل شده با سینه سوزانم سوخت
برگ و جمعیت دیوان جزا بر هم خورد — جنت از حسن تو و دوزخ از افغانم سوخت
باز آن بستر خارست و همان بالش سنگ — سر شوریده من زانوی یارانم سوخت

بزم افروز شبستان نشدم آن شمعم — بخت خوابیده سر خاک شهیدانم سوخت
دل پرورده بخونناب جگر سوخت مرا — آنکه یک عمر با و ساخته ام آنم سوخت
هرنگه کان بت ترسا بچه در کارم کرد — آتشی بود کزو خرمن ایمانم سوخت
کو نسیمی کز نیشرب وزد و سبز کند — خاست از هند همومی که گلستانم سوخت
گرز آتش سخنی هیچ کمالم نفزود — لیکن آزرده از و جان حسودانم سوخت
حسن کی راه زن کافر و دیندار نبود — آفت سبحه بلای بت و زنار نبود
یا در و زی که جز او هیچ پدیدار نبود — پرده دیده مرا مانع دیدار نبود +
هر دری بر رخم از روضهٔ رضوان بود — خاکش بوی گل از رخنهٔ دیوار نبود
این شر و شور نه در صحبت رندان بود — جمله بدست و مئی حوصله بردار نبود
رب ارنی زلب مستی من سر می زد — لن ترانی ادب آموز طلبگار نبود
مست در گوشهٔ میخانهٔ وحدت بودیم — کار ما باده کشی بود و دگر کار نبود
عشق بی پرده تماشای جمالش میکرد — همچو بیخود زمئی وعدهٔ دیدار نبود +
بود سررشتهٔ کارم بسر زلف سیاه — قصهٔ کشمکش سبحه و زنار نبود +
شکر لله چو بطوف حرمم آورد ند — روی دل جز بطرب خانهٔ خمار نبود
دست تا بند نقابش برسانندم مردم — سعی خوش بود مگر بخت مدد گار نبود
صعبتی بود عجب دوش میان من و یار — صد شکایت بلب و رخصت اظهار نبود
دل خون گشته مدد کرد وگرنه صد جور — خرج یکروزهٔ این چشم تلف کار نبود
گرد غم جز دل ناشاد محلی نگزید — ورنهٔ آیینهٔ ما قابل زنگار نبود
سهل و آسان شده امروز بعهد تو چنین — ورنه دشوار تر از ترک وفا کار نبود
از کساد هنرست این که بهیچم نخرند — جنس تا بود گران ناز خریدار نبود
لطف ساقی بنگر دور بمن آخر کرد — چون مرا حوصلهٔ ساغر سرشار نبود

در دلم آن مژه صد خنجر الماس شکست — زهر چشم تو بآن گریه مددگار نبود
از علاج دل بیمار چرا دست کشید — گر مسیحا بتمنای تو بیمار نبود +
خواهم دم دعا بدعا ناگریستن — شد بسکه بی اثر بدعا ها گریستن
دل قطره قطره خون شده از چشم چکید — تا راج داد مشعلهٔ ما گریستن +
پیشش بضبط گریه بگو شم ز رشک گیر — بر رحم تا نیاورد او را گریستن +
از اشک ریزئ مژه خالی نشد دلم — خواهم چو زخم از همه اجزا گریستن
بی عندلیب خوش نبود ناله در چمن — خواهیم در خزان تبعاً گریستن
واعظ اگر بیاد قدی گریه ناروا ست — باز از چه روست از پئ طوبی گریستن
ای چشم دجله ریز ادب را نگاه دار — این ست در مدینه و بطحا گریستن
رسوا شدن چو برق بود با تپیدنم — ای ابر باگریستن ما گریستن +
دل را همیشه خندهٔ من خون کند چو گل — بشگافدم جگر قلم آسا گریستن
ای دل غمین مباش بالفت که شمع وار — باخنده همعنان بود اینجا گریستن
یارب نگاه بوالهوسم ده که شد مرا — در بزم او حجاب تماشا گریستن

امیر نواب سید محمد امیر علیخان بهادر وزیر سلطان معتمد گورمنٹ رفیع الشان نزیل دار الامارهٔ کلکته ابن سید الدین احمد معروف بشیخ احمد علی بن سید وارث علی اجداد امجاد ایشان از سادات کرام کرمان بوده اند نخستین کسیکه از انها از دار السلام بغداد برخاسته بگلگشت گلزمین هند خرامید قاضی سید نوح موسوی که با فرزند خود سید ابوبکر قدم بدهلی افشرد واز حضور سلطان طقب بشاه و مخون بشیخ المشایخ و متاز ببطای تیول رهبوئ بهار گشت که هنوز بعضی ازان اقطاع باقی ست ایشان نیز بحکم الولد الحر یقتدی بابائه الغر وارث کمالات علمی و علی آباء کرام خود اند و باوصاف گرانمایه متصف و بلطف طبع و حسن صحبت و تهذیب مجلس و سعت خلق و جوهر مردم شناسی موصوف و بمزید اعتبار در سرکار عالیه انگلشیه و شاه اوده داجد علی شاه لکهنوی متوطن مٹیا برج کلکته مفتخر محرر سطور چون بتقریب شرکت دربار رنیبل شاهزاده ویلز لیعهد بجاور انگلستان بماه

ذیقعده ۱۲۹۲ هجری نزول بمنزل کلکته کرد و رخت سفر بکوٹھی عطیه گورنر جنرل بکشاد و با جناب ایشان اولاً بر یکان بشف صاحب بهادر لارڈ پادریان لقا یکدیگر دست بهم داد و خرمیها حاصل شد سپس برخورد و دیگر بر مسکن امارت مخزن لطافت موطن ایشان اتفاق افتاد بعده بر فرودگاه محرر سطور قدم رنجه کردند در هر صحبت و مجلس متین اخلاق را شرح بسیط نمود فیا نامل لطف بجل معانی الفاظ تهذیب پرداختند ترجمهٔ حافلهٔ ایشان در امیر نامه مولفهٔ خودشان مرقوم است و بر دستگاه تمام ایشان در انشا فارسی و املا نظم از قصاید و غزلیات و زیر نامه شاه معلوم این چند بیت مشتی نمونه از خروار است و گلی تازه از گلزار اشعار آبدار ۵

نخل بن انتظار کام دل آور دبار — در چمن روزگار دم زده فصل بهار
فصل بهاری که داد برگ و بری بباد — خار بن از پا فتاد ملک خزان تار و مار
کهنه درخت امید سبز شد و قد کشید — گوش جهان را رسید مژدهٔ فصل بهار
زهره بکرسی نشست بربط شادی بدست — بو قلمون نقش بست نادرهٔ روزگار
زخم زبون را دهن تا نشود خنده زن — خشک کند خون بتن آهوی مشک تتار
برق نگه بر عدو پاک بسوزد چو مو — طرفه که در عهد او نور کند کار نار

بلای عشق را آسان مگیرید — اگر اندک وگر بسیار باشد
چه پرسی حال دور افتاده از یار — که با غم سازد و ناچار باشد
بود آسان ترا زجان در گذشتن — ز جانان در گذر دشوار باشد
ز هر فکرست امیرا مروز آزاد — که صید دام زلف یار باشد

اخگر حکیم اصغر حسین بن منشی غلام غوث فرخ آبادی سلمهم الله تعالی ولادت ایشان روز شنبه سیزدهم محرم ۱۳۰۵ هجری بوده کسب علوم متداوله و فنون رسمیه از هر نوع بخدمت مولوی سراج الدین و مولوی مردان علی و دیگر علما انواع کردند و در اندک فرصت وقت با استعداد ذهن و قوت فکر پایهٔ علم ایشان بلندی گرفت و در فن طبابت دستگاهی تمام بهم رسید

مشق سخن بخدمت مولوی عبداللہ خان علوی کردہ اند درین حین بسلک ملازمان معتمد ریاست بھوپال منتظم اند و بماہوار سہ صد روپیہ و تعلق محکمۂ اپیل و مشورہ ممتاز نثر و نظم ایشان بغایت شیرین و نہایت نمکین می باشد از احباب مکرم نامہ نگار اند این چند ابیات ریختۂ خامۂ بلاغت جامۂ ایشان ست

بہاران ست پر کن ساقیا مینائی خالی را
بود کیفیتِ دیگر ہوائی برشکالے را

مگر بوئی ز مشکین طرہ ات دزدیدہ می آید
نباشد این ہمہ جان پروری بادِ شمالی را

پس از خون ریختن ظالم حنائی پای خود کردی
بنازم سرفرازی را بنازم پایمالی را

نگاہِ التفاتی کن بفریاد و فغانِ من
کہ چشمِ سرمہ سا داند دوائی زار نالی را

خوش آسودیم زیر سایۂ سرو سرافرازش
نگہدار و خدا بر فرقِ من این ظل عالے را

ہوائی درسم پیچیدہ از زلفِ پریشانی
صلائی خیر مقدم ہا ز من آشفتہ حالے را

کیم اخگر کہ آرد در حسابم داورِ محشر
کہ می پرسد دران ہنگامہ رندِ لاابالے را

ساقی پیالۂ کہ کند بیخود مرا
وز بیخودی بعالم دیگر برد مرا

جز نفس پروری نکنم روز و شب عمل
نازم بہمتش کہ چنین پرورد مرا

از دست بر وضعف بدستم نماندہ ست
آن مایۂ قوتی کہ گریبان درد مرا

اخگر ہوائی دلبرِ یکتایم آرزوست
نقشِ دوئی ز صفحۂ دل بسترد مرا

اشک کل کردہ دشت و ہامون را
آب دادیم خاکِ مجنون را

آنقدر شہرہ گشتہ ام در عشق
کہ نگیرند نام مجنون را

چہ نویسیم بنامہ ہای نیاز
یاد از دل ربود مضمون را

ساقیا ساغری کہ از رشکش
خون بساغر کنیم گردون را

بین جلیل اشک تا بسر ما رسیدہ ست
این شوخ دیدہ طفل بسی سر کشیدہ ست

در پیش او بہای نگاہی چہ آورم
کو عالمی بہ نیم نگاہے خریدہ ست

چرا رویم ز کویش بوادئ مجنون — هنوز چون هوس سنگ کودکان باقی ست
سراغ از دل دیوانه نیست در پهلو — تلاش او بکوئی طرهٔ بتان باقی ست
اگرچه آن مه نوگشته مهربان برمن — ولی بدل خطر از کین آسمان باقی ست
هزار سینه هدف کردی ای کمان ابرو — بیا بسوی من اکنون که این نشان باقی ست
خوش ست سیر چمن موسم بهار ولی — بسینه خار ز اندیشهٔ خزان باقی ست
مرا که حضرت[1] نواب کام دل بخشد — جهان بکام دلش باد تا جهان باقی ست
آنکه جانم بلب از دوری وی می آید — سر بالین من غمزده کی مے آید
بلبلان صحبت رنگین چمن مغتنم ست — فصل گل میرود و موسم وی می آید

[1] یعنی نواب شاه جهان بیگم صاحبه

گاه گاهی نگهِ ناگاهے +

اوج تاثیر بلند ست اثر — خوش نگاهان زشما می خواهم
ای شمع رخان ز ما تکبر — نالهٔ زور رسا میخواهم
در دهر نمی خرند ما را — پروانهٔ محفل شمائیم
آشکی گرمی و آه سردی — الله چه جنس بی بهائیم
زین رنگ شناختم که در دل — حالی زاری و رنگ زردی — از عشق مگر تو داری دردی

احمد منشی احمد علی ولد محمد اسمعیل متوطن سرونج که از بهوپال سنتی کروه جانب شمال واقع شده ست خودش در حیدرآباد دکن متولد شده الحال نزیل بهوپال ست اصلش از قوم بوهره بوده با محرر سطور رابطهٔ محبت مستحکم دارد جامع مروت و خلق و سخنوری ست خصوصاً در تاریخ گوئی ممتاز اقران ست تواریخ طبع و تالیف مصنفات این بی بضاعت بسیار نظم کرده و گوی سبقت از اقران برده چنانچه اکثری ازان در اواخر کتب مطبوعه زیب اتمام یافته طبع موزونش بیشتر در نظم قصاید مدحیهٔ نواب شاهجهان بیگم صاحبه فرمانروای ریاست بهوپال و این مسافر گذرگاه هستی صرف وقت میشود و نظم غزل کمتر اتفاق می افتد این دو سه بیت

بحسب ضابطه در اینجا ثبت افتاد ۵

نکشد رنج دست برد خزان — سرو را راستی حمایت کرد
پیش ازین دانش بسی آموختم — کار آمد این زمان دیوانگی
هر چند لباس شرع دارم — اوقات مگر قلندرانه
شیخ زین اعتکاف حاصل چیست — خود بخلوت و انجمن در دل +
من ندیدم یک بنائی منتفع چون قصر یار — اتفاق رفتنم اندر بهشت افتاده ست
نمی ترسم من از روز قیامت — که میدانم شب ما را سحر نیست
روئی پر نور ترا دیوانه ام — من چراغ ماه را پروانه ام
تیری که ز شست او کشاید — جز دل نخورد بجای دیگر
هزار دجله کشیدم ولی نشد زائل — حرارتی که درین مشت استخوان باقی ست
کس از نهاد خودش هیچگه نه برگردد — خلاف حق نروم تا بجسم جان باقی ست
شگفت نیست اگر ره برم بمنزل خویش — برین زمین اثر پای رفتگان باقی ست
امیر ملک سلیمان شکوه والاجاه — درین دیار ز آل نبی نشان باقی ست
مدام بهر ولایش مرا دلی ثابت + — همیشه بهر ثنایش مرا زبان باقی ست
غنیمت ست که احمد چراغ میسوزد — بچار سوی سخن یک همین دکان باقی ست

حرف الباء

بدر حاجر می بدری ست مملو بانوار کمال بلکه مهری بر سپهر بدایع مقال مداح خواجه بهاء الدین بود و شاگرد مجد همگر فارسی ست و در اصفهان می ماند محسنات علم بدیع بسیار بر رشته نظم کشیده و قصیده عربی ابو الفتح بستی را ترجمه موزون مستعدانه کرده و دولت شاه در تذکره خود این

غزل بنام او آورده ۵

با عقیق لب و لعل بدخشان کم گیر — با گل عارض او لاله نعمان کم گیر

سخن سرکشی سرو سهی بیش مگو ✤ قد یارم نگر و سرو خرامان کم گیر
با وجود لب لعل و خط مشک افشانش یا ظلمت مکن و چشمهٔ حیوان کم گیر
وصل آن حور پری چهره گرت دست دهد نام جنت مبر و ملک سلیمان کم گیر

لیکن این غزل در دیوان خواجو کرمانی هم بنظر آمد خدا داند نخلبند شعر شاخ بیگانه را با نخل خود پیوند کرد یا بوالفضولی شعاع غیر را بدیوار زانی داشت یا تواردی دو خاطر بر یک معنی صورت گرفت

بابر ظهیر الدین پادشاه جد اکبر اکفر عمده سلاطین هند بود از غایت شهرت محتاج تحریر ترجمه نیست

طبع نظم داشت این بیت از وست ✤

هلاک میکند م فرقت تو دانستم وگرنه رفتن ازین کوی میتوانستم

بساطی سمرقندی بساط شاعری بر صفحهٔ بلندی گسترد و تلاش معانی تازه میکرد مولوی جامی فرموده که اشعارش خالی از لطافت نیست اما از فضائل نکته دانی عاری بوده بعهد سلطان خلیل بن میران شاه گورگانی در خطهٔ سمرقند ظاهر گردید پور یا باف بود با کمال نخبند معارضه آغاز نهاد

شیخ کمال او را نفرین کرد و همانوقت بمرد ازوی مے آید ✤

از لبت دل نکشم من اگر م جان برود که بسی حق نمک بر جگر من دارد
چون نیست بصد رخانه جایم رخساره بر آستان بسایم
نظر بغیر کنی چون نمیرم از غیرت که کشتهٔ تو شود دیگری و من زنده
خیل خیالش آمد و من در خجالتم کز جوش اشک خانه چشمم چکیده ست
گفتم بنشین یک نفس ای عمر من آخر گفتا چکنم عمر گرامی بشتاب ست
نیلوفرم بچشمهٔ مهر و وفای او در روزگار تر بیتم آفتاب نیست
دل شیشه و چشمان تو هر گوشه بر بندش مستند مبادا که بنا گه شکنندش

سلطان خلیل برین بیت او را هزار دینار صله داد

بنائی هروی معمار طبیعت او بنای سخن بلند ساخته و مهندس اندیشهٔ او طرح معنی دلپسند انداخته

ملای شعراو شاعر ملایان ست مداح علی شیر و سلطان احمد میرزا ست در سنه ۹۲۰ بنای حیاتش
منهدم گردید طرح سخن چنین می اندازد ؎

ترا نه نکهٔ لعل ست بر لباس حریر — شده ست قطرهٔ خون ست گریبان گیر
سخنی سازم و ره جانب کویش نکنم — تا بتقریب سخن چشم برویش نکنم
در چمن گریه کنان بی گل رویت بودم — ماند در سینه چو گل ناخن خون آلودم

باقیا نائینی در عهد جهانگیری وارد هندشد و بنارس را اقامت گاه ساخت و روزگارے بتماشای پری طلعتان گذرانید و در موسیقی ساز مهارت می نواخت در سنه ۱۰۴۰ بعهد شاهجهانی بدهلی آمد در شعر طبیعت روان داشت و سخن فارسیش از آمیزش لغات هندی تاثیر فراوان در آخر عمر احرام حج بر بست و از انجا بایران دیار برگشت و همانجا تتمهٔ ایام حیات بانجام رسانید

نقش سخن چنین می بندد ؎

کی توان در گل مصنوع رخ یزدان دید — معنی از لفظ توان یافت ولی نتوان دید
چون غنچه بسته ام دهن از گفتگوی تو — لیکن چو گل شگفته ام از رنگ و بوی تو
همه را نسبت خاصی ست بنرگس دوست — هیچکس نیست که خود را ز کسی کم داند

بنا صدر الدین رشتی از علماء نامور بود در بلدهٔ رشت از قید هستی برست عمرش بهشتاد رسیده بود ازوست ؎

وعدهٔ وصل سحر را از تو باور داشتم — چشم بر راه تمنا شایت چو اختر داشتم
قطع پیوند ز زلف تو محال ست مرا — عمر باشد که باین سلسله محرم شده ام
چراغ مهر او در سینه مردن نمیداند — گل داغ جنون عشق پژمردن نمیداند

باقی سرخوشی از مصاحبان همایون پادشاه بود ازوست ؎

بردند دلم عشوه گری لب شکری چند — غنچه دهنی سرو قدی سیمبری چند
دیر ست ز بیداد بتان دیر نشستم — باقی چه سراید ز خدا بیخبری چند

بقائی خوارزمی حزین ذکر او کرده ازوست

نمیخواهم که دل در بند آن زلف دوتا افتد — چرا از پهلوی من دردمندی در بلا افتد

بسمل نامش میرزا محمد ست از شعرا قم بوده منه

از خویش رفته اند و بهم گرم الفت اند — کیفیتے بصحبت مستان نمی رسد

باقر میرزا اصفهانی عمدة العلما و زبدة الحکما بود در عشر سبعین بعد الف مراحل این جهان فانی را پدرود کرد ازوست

بگذار بود محو خموشی بدهانم — پیداست چو آئینه ز دل راز نهانم
آوارگیم منزل مقصود ندارد — چون تیر هوائی بنظر نیست نشانم
مپسند ز دیدار تو محروم بماند — از دیده برآید بصد امید نگاهم
روشن میگردد احوال دلم در پیش یار — هر که چون پروانه یکشب میشود مهمان شمع
نه بستم هیچگه از اختلاط دوستان طرفی — بر نگ رشته گلدسته پامال عزیزانم
جان در تنم برقص روانست از نشاط — گویا تو یاد این دل مهجور میکنی
ز عشق آن روز لذت میتوان برد — که داغی را نگهدان کرده باشی

بدیع خلف میرزا طاهر نصیر آبادی صاحب تذکره مشهور تربیت یافته پدر بسر و رست پدر ترجمه پسر در تذکره نوشت عاشق سخن بود و دوستی خود را از خدمت خوبان معانی حاصل نمیداشت و مشق تاریخ گوئی را بجائی رسانیده که محاسب اندیشه از احصاء حدش بعجز میگراید بملک الشعرائی پای تخت ایران رسید و از هفتاد سالگی گذشته در سنه ۱۲۱۳ راه عالم بقا پیش گرفت نقش سخن را چنین بگرمی می نشاند

دارم دلی که دارد هر ذره اش هوائی — چون خرقه گدایان هر پاره ز جائی
کشته ز هر تغافل تا ابد بی نشه نیست — چون گل تریاک تلخی در کفن داریم ما
میکند بیدار احسان دولت خوابیده را — عطسه میسازد سبک مغز گران گردیده را
خط مشکین نیست گرد عارض گلنار تو — هست رحل آبنوس مصحف رخسار تو

بیضا میرزا ابوتراب همراه ذوالفقار خان خلف اسدخان وزیر اعظم خلدمکان بسری برد روزی امیر این مصراع نزد قهوه خوردن گفت ع عرق داغ لاله قهوهٔ ماست ۶ میرزا بدیهه رساند ع نور چشم پیاله قهوهٔ ماست ۶ امیر پنجهزار روپیه صله داد

باذل رفیع خان بن میرزا محمود مشهدی نسب او بخواجه حافظ صاحب دیوان میرسد در دهلی متولد شد و بحکومت بانس بریلی سرفرازی داشت در ۱۲۳۳ بمرد خیلی قوت بیانی دارد و باقتضا تخلص خود فراوان گوهر آبدار ببذل می نماید حملهٔ حیدری او قریب نود هزار بیت مشهور عالم است نقشی از کلامش در نگین صفحه می نشیند ۵

امشب چو شمع ریخت ز هر تار موی ما — هر گریه که بود گره در گلوی ما
ماست جام غبغب و مینای گردنیم — بر دوش میکشند نکویان سبوی ما
چه نشاط باده بخشد بمن خراب بی تو — بدل گرفته ماند قدح شراب بی تو
تو چنان رمیدی از من که بخواب هم نیائی — بکدام امیدواری بروم بخواب بی تو
عشق را با هر دلی نسبت بقدر جوهرست — قطره بر گل شبنم و در قعر دریا گوهرست
تا بسکه شرح غم دل مضطرب احوال دهم — یکبوتر چو دهم نامه پر و بال دهم

بقائی از ولایت خود سری بدیار دکن کشید و با ملک قمی می بود و از انجا در گجرات رسیده با میرزا نظام الدین احمد بسر می برد شعرا و حالتی دارد و چون وضع او هموارست از وست ۵

فریاد که تا چشم زدم تیر خیالش — در دیده فرو رفت و سر از دل بدر آورد
بجای اشک از چشم دل انگار می بارد — همه خون جگر زین ابر آتشبار می بارد
مرغ دل با صید چشم او شکار انداز بود — هر سر مو بر سرم چون مرغ در پرواز بود

بقائی میرزا ابوالبقا نام از سادات تفرش ست بزیور قابلیت و استعداد محلی بوده تذکره بقلم آورده که در روی شعرا عهد شاه عباس ماضی را جمع ساخته منه

کاشانهٔ ما روشنی شمع ندارد — در خانه اگر بود چراغ دل ما بود

نقی

بیکسی غزنوی بوفور فضائل وصنوف کمالات اتصاف داشت بزیارت حرمین شریفین رسیده بهندآمد علم حدیث خوانده بود بجهت کبر سن متوجه وطن شد در ۹۳۳ در منزل اشپاور زمان ارجعی از پیک اجل شنیده بجوار رحمت ایزدی پیوست ازوی می آید ؎

در دیر و کعبه جز بتو مائل نبوده ام — هر جا که بوده ام ز تو غافل نبوده ام
فلک ار سم بهبری نه در دورانِ ما بوده — که دورانِ فلک تا بوده بی مهر و وفا بوده

نامی

باقی کولابی از شعرا عهد اکبر پادشاه بود طبع شعری داشت ازوست ؎

ز فرقت تو گرفتار صد الم شده ام — تو شاد باش که من مبتلای غم شده ام
خوبان اگر ندانند امروز قدر ما را — دانند قدر ما را فردا که ما نباشیم
بچشمگاه خون دل گهے خونِ جگر بسته — منِ غمدیده را بیروی او راهِ نظر بسته
نگردد همچو سرو آزاد در باغِ جهان هرگز — چو نرگس هر که چشم طمع در سیم و زر بسته

نبیل

بیدل میرزا عبد القادر عظیم آبادی در پٹنه از شبستان عدم بصحنگده هستی رسید و در سنه نشو و نما یافت بیشتر در بنگاله بسر می برد در آغاز شباب نوکر شاهزاده محمد اعظم بود وی خواست که بیدل بمدح او پردازد بران ترک تعلق کرده بدهلی آمد و بقیهٔ عمر در نجا بپایان رسانید پیر میکدهٔ سخندانی و افلاطون خم نشین یونان معانی ست کرا توانائی که بطرز تراشی او تواند رسید و کرا یارا که کمان بازوی او تواند کشید عمدهٔ سخن طرازان و شهرهٔ سحر پردازان ست در اقسام نظم پایهٔ بلند و در اسالیب نثر رتبهٔ ارجمند دارد طبع در اکش چه قدر معانی تازه بهم رسانیده و کدام ثمر های نو رس که از نهال قلم نچشانده خلاصهٔ کلامش شراب بیخانهٔ هوشیاران و طلای دستمایهٔ کامل عیاران ست از آغاز شعور تا دم آخر چشم بر سیمای معنی دوخته و چراغ عجبی بر مزار خود افروخته می فرماید ؎

مدعی در گذر از دعوی طرزِ بیدل — سحر مشکل که بکیفیتِ اعجاز رسد

میرزا داد گفته ؎

رساند پایهٔ معنی بآسمان نهم　　بلند طبع شناسد کلام بیدل را

نشئهٔ فقر و فنا جزو و ما غش بود و فروغ روشن دلی نور چراغش اصلش از قوم برلاس ست سوم صفر ۱۳۳۳ بعالم قدس خرامید میرزا معنی آفرین بی نظیر ست اما انشا بطرز خود دارد و در زبان فارسی چیزهای غریب اختراع نموده که اهل محاوره سر بقبولش فرود نمی آرند و اشعار او بطور جمهور نیز فراوان ست اگر صاحب استعدادی از کلیاتش آن اشعار را انتخاب کند نسخهٔ اعجاز دست بهم دهد و خط نسخ بر نسخهٔ سحر سامری کشد غزل و مثنوی و رباعی و قصیده همه دارد کلیاتش مابین نود و صد هزار بیت خواهد بود میرزا را بحر کامل مرغوب تر افتاده درین بحر شائی کرده خالی از عذوبتی نیست از مطالع او درین بحر ست

من سنگدل چه اثر برم ز حضور ذکر دوام او　　چونگین نشد که فرو روم بنجوا ز خجالت نام او

نه دماغ دیده کشودنی نه سر فسانه شنودنی　　همه را ربوده غنودنی بکنار رحمت عام او

این چند گهر از محیط طبع روان او ست

مست عرفان اشراب دیگری در کار نیست　　جز طواف خویش دور ساغری در کار نیست

عبرتی کو تا لب از بدیان بهم دوزد مرا　　خندها بسیار کردم گریه آموزد مرا +

کافرم گر مخمل و سنجاب می باید مرا　　سایهٔ بیدی برای خواب می باید مرا

بر روی ما چو صبح نه رنگی شکسته ست　　گردی ز دامن تپش دل نشسته ست

مالاف همت از مدد عجز میزنیم +　　پرواز ما چو رنگ ببال شکسته ست

تم ست اگر هوست کشد گر بکشت سرو چمن در آ　　تو ز غنچه کم نه دمیده در دل کشا بچمن در آ

پی نافهای رمیده بو مپسند زحمت جستجو　　بخیال حلقهٔ زلف او گره خور و بخت در آ

غم انتظار تو برده ام بر دو جهان تو مرده ام　　قدمی پیش من کشا نفسی چو جان بیدن در آ

نه نوای اوج نه پستیت نه خروش هوش نه مستیت　　چو سحر چه حاصل هستیت نفسی شو و بسخن در آ

بکدام آینه مائی که ز فرصت این همه غافلی　　تو نگاه دیده بسملی مژه وا کن و بکفن در آ

نی نقش چین نه حسن فرنگ آفریدن ست
بهزادئ تو دست ز دنیا کشیدن ست

شکوه و فقر ملک بی نیازی کرد تسلیم
با قبا لیکه دل برخاست از دنیا تعظیم

جمع گشتن دل ما را به تسلی نرساند
از گهر کیست برد شیوهٔ غلطانی را

چه وجود و چه عدم بست و کشاد مژه ست
چون شرر هر دو جهان را بنگاهی دریاب

دل سخت گره شد بخم ابروی نازش
در طاق تغافل همه نقاشی چین ست

کینه در طبع ملایم نکند نشو و نما
فارغ از جوش غبارست زمینی که نم ست

حسن بی مشق تامل نگذشت از دل ما
صفحهٔ حیرت آیینه عجب خوش قلم ست

کس نرفتی بعدم هستی اگر جا میداشت
خلقی از تنگئ این خانه بصحرا زده ست

کاش هجران داد من میداد گر وصلی نبود
شمع تصویریم که از من سوختن هم ننگ داشت

در زیر چرخ یک مژه راحت طمع مدار
آفت شناس سایهٔ سقف خمیده را

آیین نتوان بود ز هواداری ظالم
در راستی افزونئ زخم ست سنان را

ندانم از اثر کوشش کدام دل ست
که می کشند بپا بوس یار گیسو را

ز غصه چاره ندارد دلی که آگاه ست
فروغ گوهر هیش چو شمع جانکاه ست

جهدی که ز کلفت کدهٔ جسم برآئی
هر دانه که از خاک برون جست نهال ست

آنقدر نیست درین عرصه نمایان گشتن
سر موئی اگر از خویش برائی علم ست

موج جنون میزند اشک پریشان کیست
ناله بدل میخلد بسمل مژگان کیست

رشتهٔ امواج را عقده نگردد حباب
آبله در راه شوق مانع جولان کیست

رباعی

تا در کف نیستی عنانم دادند
از کشمکش جهان امانم دادند

چون شمع مقام راحتی می جستم
زیر قدم خویش نشانم دادند

چون سبحه یکدو روز کز باهم نشسته ایم
از یکدگر گسسته فراهم نشسته ایم

هرچند درین مرحله بیتاب و توانم
چون آبله سر در قدمِ راهروانم

چون زخم صبح ندارم لبِ شکایت غیر
همان تبسمِ خود میکنند نمک سودم

شکوه اسباب تاکی زندگانی صفت نیست
تا سری داریم باید در سر برداشتن

گر شد دل از نشاط و لب از خنده بی نصیب
یارب ز چشم ما نشود کم گریستن

شیرازهٔ موافقت آخر گسستنی ست
باید دو روز چون مژه با هم گریستن

گویند بهشت ست و همان راحتِ جاوید
جائی که فراغی نرسد دل چه مقام ست

مرده هم فکر قیامت دارد
آرمیدن چقدر دشوار ست

پیکاران عجوزهٔ دهر یکسر غالب اند
آنکه از مردان بمردی باج میگیرد زن ست

خوارئ دیوان و دهر عزت ما بیش کرد
فرد چو باطل شود سرورقِ دفتر ست

برگ آب سیر برگ برگ این چمن کردم
محملِ داغ ست بیدل آنکه بوئی از وفا دارد

برگ نالم بیدل از بیداد چرخ
خواب من آواز این دولاب برد

چو برگرد و مزاج از اعتباط خود شو غافل
سلامت سخت می لرزد بران سنگی که می باشد

ز دل حقیقتِ رد و قبول پرسیدم
بخنده گفت بیا یا برو که می پرسد

اگر مردی در تخفیف اسبابِ تعلق زن
کز انگشتِ دگر انگشت نزیک بند کم دارد

کج ادایانه بارباب مطالب سر کن
راستی بر دلِ این قوم سنان می باشد

دهر لبریز مکافات ست اما کو تمیز
کم کسی اینجا بحالِ خود ترحم میکند

هرچند کار فردا ست امروز سفت خود گیر
شاید دماغ طاقت وقتِ دگر نباشد

سایه از جلوهٔ خورشید چه اظهار کند
رفتم از خویش ندانم بچه آئین آمد

ای ساغر تهی خالی ازین تشنه سلامی
خوش خیمه بران چشمهٔ کوثر زده باز

وضع فقیری ما ناساز هیچکس نیست
ویرانه ایم اما بسیار خوش هوائیم

چندانکه ز خود میروم آن جلوه به بیش ست
رنگی نه شکستم که بر نگی نرسیدم

نشئهٔ تحقیق ما را شعلهٔ جواله کرد — گرد خود گشتیم چندانیکه خود را سوختیم

بیدل همه تن خاک شدی لیک چه حاصل — در خاک نشستی و بران در نه نشستی

گویند بهشت جای خوبی ست — آنجا هم اگر دماغ باشد

برون چو گردد دامان اعتبار نشین — سرت اگر بفلک سود خاکسار نشین

درین بساط گران خیز همچو سنگ مباش — سبک چو رنگ شو و بر رخ بهار نشین

تمام خانهٔ چشمی ست این تماشاگاه — بهر کجا که نشینی نگاهدار نشین

کم از غبار ته ای بخود رسیدی مشتاق — ز خود برآ بسر و چشم روزگار نشین

کم ظرفیم از غفلت خویش ست وگرنه — دریاست مئی ریخته از جام حبابم

در وصل ز محرومی دیدار مپرسید — آیینه نفهمید که من باکه دوچارم

طپیدم ناله کردم آب گشتم خاک گردیدم — تکلف بیش ازین نتوان بعرض عاکردن

چه پردازم بعرض مطلب دل سخت حیرانم — تو هم آخر زبان حیرت آیینه میدانی

رباعی

هر صبح که در رهای فلک باز کنند — مردم قانون جستجو ساز کنند

قوال فلک بدست گیرد دف مهر — دنیا طلبان پازدن آغاز کنند

بیدل لجی درست گوید وه از وست

می برد هر کس به پیش یار از جان تحفهٔ — ما تهیدستان بیدل شرمساری میبریم

بی بی بیدلی حزین ذکر او کرده خواهر شیخ عبدالله یوانه بود و در هرات بسر میبرد این بیت از وست

روم بباغ و ز نرگس دو دیده وام کنم — که تا نظارهٔ آن سرو خوش خرام کنم

بنائی ملا کمال الدین نامش شیر علی بود و در فضل و هنر امجوبه وقت میر علی شیر از نکته گیریهای

او اندیشه ناک می ماند و همچنین ملا جامی از دغلهای بجائی او آواز وست

زان میخورم شراب که بیهوشی آورد — وز هر چه غیر اوست فراموشی آورد

بعاشق گفتگوئی او ازان نیست — که عاشق راز جان او را دهان نیست
پیکان تیر آن مه کاغشته شد بخونم — شمعی ست گشته روشن از آتش درونم

باقر محمد باقر کاشی سخنور خوش گو راست گفتار بود آزوست + ٭ ٥

روزیکه چرخ خاک وجودم دهد بباد — سرگشته گرد کوی تو گردد غبار من
کدام غم که نوروز زید با دلم عشقی — روم بناز که مسعود روزگار منم

بانی بانی مبانی سخندانی ست و جان جان معانی از معاصران حکیم شفائی بوده ازوست ٥

رباعی

عمریست که تیر فقر را آماجم — بر تارک افلاس و فلاکت تاجم
یک شمه ز حال خویش ظاهر سازم — چندانکه خدا غنی ست من محتاجم

بدیع الزمان بن قاضی شمس الدین محمد اردستانی صفاهانی دیوانش قریب بده هزار بیت دیده شد و با وجود نهایت فضل و تقوی در محبت محمد تقی پسر آقا ملک معروف اصفهانی عمر گذرانیده شعر بسیار رفته و سفته میگوید ازوست ٥

رباعی

هجران تو چشم عقل را اسیل کشد — وز جور تو چرخ جامه در نیل کشد
آن غمزه چو حکم جان سپردن فرمود — جان رخت ز کالبد بتعجیل کشد
ز تغافلت نرنجم که فریب غمزهٔ تو — دهدم چنان تسلی که ترا خبر نباشد
دوشم اندیشهٔ مرگ آمد و هشیار شدم — یاد آن خواب گران کردم و بیدار شدم
خلد را از کف بمینای شرابی میدهم — گر بنانی و او آدم من با بی میدهم

بزمی اصلش کرمی و در شیراز نشو و نما یافت حزین این ابیات بنام او آورده ٥

ز تاب عشق تو زینگونه دوش تن میسوخت — که هر نفس ز تف سینه پیرهن میسوخت
شهید عشق ترا شب بخواب میدیدم — که همچو شعلهٔ فانوس در کفن میسوخت

زآه نیم شب و نالهٔ سحرگاهے — ستاره بر فلک و غنچه در چمن میسوخت
درون سینهٔ من در گرفت آتش عشق — که آه در جگر و ناله در دهن میسوخت

بهرام — بهرام میرزا بن خاقان سلیمان حزین این رباعی را بوی منسوب ساخته ۵

رباعی

بهرام درین خرابهٔ پرشر و شور — تا کی بچنین حیات باشی مغرور
کر دست درین خرابه صیاد اجل — در هر چمنی هزار بهرام بگور

برقی — برقی خواجه غیاث الدین طبعی شوخ داشت باین وجه در استرآباد کشته شد این رباعی از وست

بذگفته رباعی

جانا غم نیکخواه می باید داشت — فکر دل بیگناه می باید داشت
دل از کف عاشقان برون آوردن — سهل ست ولی نگاه می باید داشت

بازاری — بازاری خواجه علی حالش ازین تخلص توان دریافت این رباعی از وست

رباعی

با دل گفتم که ای دل احوال تو چیست — دل دیده پر آب کرد و بسیار گریست
گفتا که چگونه باشد احوال کسے — کو را بمراد دیگری باید زیست

بیخود — بیخود ملا بیخودی نامدار خان جامی صاحب طبع و دیوان بوده در تاریخ یابی کارهای دست بسته میکرد

از وست رباعی

هر کس که دل از مدار دنیا برداشت — عبرت ز شمار کار دنیا برداشت
گویند زمین بر سر گاو ست بلی — گاو ست کسیکه بار دنیا برداشت

بیخبر — بیخبر سید عظمت الله بن سید لطف الله احمدی معروف بشاه لد ها بلگرامی از شعراء صوفیه صافیه و بند کشائی نقاب حقائق و معارف وافیهٔ کافیه طرز کلامش بنگینی ادای خوبان آمد از بیانش بدلنشینی عشوهٔ محبوبان نکهت خلقش سرمایهٔ مختنهاور نگینی حرفش ساز و برگ چمنها بیخبر تخلص بجا میکرد

زیرا که با خبر بیخبر بود تذکره دار دسمی بسفینه بیخبر دران مجلس خود را با میرزا بیدل ذکر کرده کلیاتش
قریب هفت هزار بیت ست میرآزاد در سفری رفیق او بود بخش نامه نگار را بسیار خوش می آید
واز چاشنی درد و شرب شوق و مذهب فقر و فنا لذت خاص لطف می کند در شاهجهان آباد در
سنه ۱۲۴۲ بسراپستان قدس خرامید ساغر عرفان چنین میگرداند + +

سخت نادانی ست هستی ای ز خود غافل برآ — میشوی پابند آخر پیشتر زین گل برآ
ما غریبان آبزیر خاک هم نگذاشتند — صبح محشر میکند فریاد کز منزل برآ
تا توان لیلی شدن حیف ست آهنگ جنون — این چنین کز خویش بر می آئی از محمل برآ
تا کی ای برای صید وحی ببال پا — چشم کسی ببین و بزن بر ایاغ پا
صد کاروان بر و شنیم راه می روند — در تیرگی ست گرچه مرا چون چراغ پا
آنرا که زیر خاک کند چرخ مرده نیست — چندی دران کرد بکنج فراغ پا
عشرت درین زمانه بهین غفلت ست و بس — می نیست گر بکام تو بشنو فسانه را
صبح دیدم ز سرمستی خود می گذرد — یاد م آمد که مخاطب سفری بود مرا
تا کی داری چنین حیران و سرگردان مرا — یکدم ای ظالم بگیر د خویشتن گردان مرا
کی بود با زیچه شادی و غم آئین ما — گردش احوال قربان ست بر تمکین ما
صحبت یاران موزون سرو و گل زیاد برد — غیرت گلزار باشد مجلس رنگین ما
تا کجا بر چیده بندی زلف را از روی خویش — در چمن بگذار تا رقصند این طاؤسها
زیارانِ لباسی کی نماز عاشقان آید — وضو بسیار دشوار ست این تنگ آستینان را
گوئی رضا گزین ز غم خیر و شر برآ — تسلیم کن سر خود و از دردسر برآ
تا کی اسیر هستی موهوم بود نت — دستی بخود فشانده چو آه از جگر برآ
نمیگویم بلندی برگزین یا سیر پستی کن — بلند و پست عالم دیدهٔ هموار کن خود را
اینقدر هرزه چپ و راست دویدن عبث ست — چاک کن سینهٔ خود را سر راهی دریاب

باده گل رنگ و چمن سبز و هوا دریا بار
لذت این همه زاهد بگناهی دریاب

بیخبر بهر چه از خانه برون می آئی
باش فرش در خود بسند جاهی دریاب

این جهان و آن جهان تبدیل جائی هیچ نیست
انچه پنداری بقا آخر بتغییری فناست

گرچه شب در خواب و روز م در قدح نوشی گذشت
انقدر شادم که عمر من بیهوشی گذشت

خواهش ملک سلیمان الهی هست
دولت پاینده در دست تهی هست

قد خمیده پیران بعجز نمیگوید
که عمر بارگران گشت و بر سر افتاد است

هرگز بسیه خانه لیلی نکند میل
در سایه دیوار خود آنکس که غنود است

طفلی که بر احوال شهیدان نظرش نیست
مردیم که از شوخی خود هم خبرش نیست

هرگز فروتنی نگزیدست پیکرت
خاک ره کسی نشدی خاک برسرت

همچو آن شامی که روشن گردد از رنگ شفق
کاکلت از تاب رخسار تو زنجیر طلاست

کس نشان دل گم گشته من نیست نداد
آه و زلف شکن در شکنش چیزی هست

ستم رسیده غمهای دهر می داند
که ماه نو بکف چرخ تیغ عریان ست

این سروها که سر بگلستان کشیده اند
شه شیر بازی قد او را ندیده اند

بر چند حسن از پس صد پرده رو نمود
ناموس پرده ایست که زندان دریده اند

جمعی که طوف کعبه گزیدند بیخبر
بیت المقدس دل خود را ندیده اند

گیتی تا از دست بر دست صوت بگذرد
معنی بیگانه باید کز عبارت بگذرد

هر قدم مژگان گیرائی ست خار این طریق
مردمی باید کزین میدان سلامت بگذرد

بیخبر زین حلقه احباب می باید رمید
بگذرد عمر عزیز و در اطاعت بگذرد

فیاضی ست زجای بلند افتادن
زبیم روز بدی حب جاه نتوان کرد

ز داغ جبهه زاهد گرفته ام عبرت
که در نماز ریا روسیاه نتوان کرد

کنون که پیر شدی از خود ای فلان بگذر
ز قد خم شده چون تیر از کمان بگذر

کسی ز هر دو جهان کی کسی ز خویش رود
نمیروی تو اگر آیمت چنان نگذد

کار دنیا و گرفتاری بود هم رنگ زلف
وا کنی گر عقده بند دگر پیدا کند

خوشا جهان تهیدستی و غریبانش
زوال نیست در اقبال بی نصیبانش

فلک تمام شفق پوش شد چه شام ست این
پرید رنگ مگر از رخ غریبانش

دماغ نازک فقرم ملامت برنمی تابد
همان واکرده دستا راز برای ورد سر کردم

گره ملال کز دل صد چاک ریختیم
بر داشتیم بر سر مقصود در بختیم

بود یم پای سعی دلی از نهیب خار
چون سایه در حمایت دامن گریختیم

تا آمده ست فرد حقیقت بدست ما
سر رشته حساب دو عالم گسیختیم

زاهد از چشم پنهان روغن بادام طلب
سر خشک تو سفالی ست که من میدانم

بارها از سخن خویش بوجد آمده ام
قال را رتبه حالی ست که من میدانم

در دلم زین ره دوری که جهان میداند
بیخبر سخت ملالی ست که من میدانم

آخر ز راه دور سم جهان خبر شدم
رنگ زمانه دیده برنگ دگر شدم

فیض سخن ست این که بهر بزم میرسیم
از بال و پر مصرع برجسته پریدم

بهر تحقیق خود از پیش خدا می آیم
فکر بسیار بلندم ز کجا می آیم

دوش تا رتبه منصور من میدانند
بر سر دار دل کم حوصله غم میکردم

نیم شبنم که گه در باغ و گه در راغ بنشینم
تو گل هر کجا رخصت دهد چون داغ بنشینم

هما بر سند جم می نشانند
اتفی بر سر آن کو نشینم

ز بس صحرای امکان وحشت انگیز ست چشم
در اول دیدنی هیچو نگاه واپسین جستم

ز بسکه تنگ شدم در میان هر دو جهان
رهی نماند که در خود گریختم رفتم

بی نیازی همتی دارد که یزدان واقف اند
ما هم از دست رد خود چیزها بخشیده ایم

کجا تاب رخ خورشید دارد دیده شبنم
تو در بزم آمدی من خویش را سنجیدم و رفتم

عاقبت دل زین جهان پرخطر برداشتم — دیدم افتاد دست در خاک این گهر برداشتم
از خجلت دیروز که آهی نکشیدم — امروز عرق کردم و چون اشک چکیدم
از صف مژگان خونریزش نگاه آید برون — چون سواری یکه تازی کز سپاه آید برون
رند میداند که بیرون آمدن از خویش چیست — زاهد رجعت کند از خانقاه آید برون
عالمی از بسکه غمگین رفت در زیر زمین — وقت آن آمد که جای سبزه آه آید برون
از دو چشم او نگه مستانه می آید برون — بیخود و مدهوشی که از میخانه می آید برون
کی شود یارب که در بزم وصال آن پری — من ز خود آیم برون او از نقاب آید برون
شبنمی اما توانی سیل صحرائی شوی — قطره خود را بجوش آور که دریائی شوی
عقل را در بارگاه حسن هرگز دخل نیست — انتظارت می کشد دلبر که شیدائی شوی
تا توانی هیچ بر تنها نشین و شاد باش — نیست غیر از درد سر گر محفل آرائی شوی
نغز شی در همت والای من خواهد رقیب — آن بود کز قامت دلبر کمر جوید کسی
دلت پر می طپد بر اختلاط صحبت دنیا — مبادا هیچ بر چیدا کنی زین مجمعه سوزا کے

بر همین چند بهان نذارد ساکن اگرچه خالی از دلستگی نبود در سرکار دارا شکوه عنوان منشی گری داشت بعد قتل وی ترک نوکری نموده بشهر بنارس رفت و در آنجا براه ورسم خویش مشغول بوده تا آنکه در ۱۰۷۳ در آتشکده فنا خاکستر گردید شیر خان در مراة الجمال این غزل از تمام دیوانش انتخاب زده ۵

گفتم ز ساده دلی بند دیده مژگان را — بهشت حسن توان بست راه طوفان را
همیشه زلف ترا اضطراب در کار است — چگونه جمع کند خاطر پریشان را
شبی خیال تو آمد بخواب و آسودیم — دگر ز هم نگشادیم چشم گریان را
بر همن از تو سخن بی دلیل میخواهد — که اعتبار نباشد دلیل و برهان را
هرگز کسی نکرد نگاهی بروی ما — کس گرم تر ز اشک نیامد بروی ما

چشم تا بر هم زدم انجام شد آغاز عمر — طی شد این ره آنچنان کاو را بپای برنخاست
آتشکدهٔ سینهٔ ما بر سر جوش ست — خونین مژه بر دیدهٔ ما شعله فروش ست
از ما هم راحت نشنیدست ندائی — عمریست که داغ دل ما نیز بگوش ست
خیال روی کسی جلوه کرد چون خورشید — غرور ظلمت شبهای انتظار شکست

حرف با ـفارسی

پروانه شاه ضیاء الدین برهانپوری از وست ؎

دل سنگین لو را زم کرد آهی چنین باشد — تکلف بر طرف دل را بدل راهی چنین باشد

پردل مرزا محمد تقی اندجانی جوان خوش جبهه و شگفته پیشانی بود و بنا بر کمال دلاوری پردل تخلص میکرد تلاش تازه گوئی بسیار دارد از وی می آید ؎

با خیال سر زلف تو بغلگیر شدیم — سوختیم آنقدر از شوق که اکسیر شدیم
ای بسا سنگ که خوردیم چو مجنون بسر — رائگان نیست که شایستهٔ زنجیر شدیم
قصر تن راست چو ویران شد از آخر دورش — پردلا هر چه والستهٔ تعمیر شدیم
بی نشه دیوانگی او نتوان خواند — مضمون جنون از ورق سادهٔ صحرا
مجنون چو سفر کرد مرا داد خلافت — یعنی که تو ئی صاحب سجادهٔ صحرا

پیامی شیخ عبد السلام از ولایت خود بسیر هند شتافت و بخدمت نظام شاه درجهٔ امارت یافت و در بعض معارک جرعهٔ شهادت چشید این بیت از وست ؎

بزمی که در و روی سخن جانب ما نیست — ایدل کمی از ماست که بسیار نشستیم

پیروی پیرو خواجهٔ آصفی ست در تصویر کشی دستی چابک داشت و از راه صورت پی بمعنی برده رسالهٔ صورت معنی نوشته از وی می آید ؎

بیدرد را شراب محبت کجا دهند — کیفیتی ست عشق بتان تا کرا دهند
دزدیده چون نگاه بآن نازنین کنم — چون بنگرد ز شرم نگه بر زمین کنم

طفل اشکم بره یار سر خویش نهاد | خوش یتیمانه درین ره قدمی پیش نهاد
ناز پرورده چو تاب ستم عشق نداشت | یار را نام جفا پیشه و بدکیش نهاد

پیری درویش علی نام داشت چون بسنی صد سال رسید باین لقب اظهار یافت طبابت و تصوف هر دو میکرد ازوست

منمای بغیر من رخ ای سیم ذقن | کز غایت غیرتم رود جان از تن
خواهم که شوم مردمک دیدهٔ خلق | تا روی تو هیچکس نه بیند جز من

پیام شرف الدین علی نام اصلش از اکبرآباد است در فنون شعر مهارت شایسته و در نغز گوئی لیاقت بایسته داشت شاگرد خان آرزوست دیوان هفت هزار بیت فراهم کرده در عشرهٔ اوسط خامس بعد مائة والف پیام اجلش در رسید و رهگرای عالم بقا شد ازوست

چو آن نسیم که با غنچه میشود گستاخ | بزور بوسه کشایم دهان تنگ ترا
نالهٔ میر قصد مگر گوشش بفریاد من ست | می طپد دل شاید آن بیرحم در یاد من ست
چمن از جلوهٔ رنگین تو انداز آموخت | نکهت گل ز خرامت سبق ناز آموخت
اشک گرمم که رهش دوش بمژگان افتاد | آتشی بود که ناگه به نیستان افتاد
مرا نه از غم مردن بدل گرانی بود | که خصم جانم اگر بود زندگانی بود
ایام زندگی همه با این و آن گذشت | عمر عزیز ما چه قدر را یگان گذشت

حرف التاء

ترابی ملا بلخی خاک پای نازنینان معانی بود و تراب اقدام نوآیینان خوش بیانی قصیدهٔ دارد که بوسیلهٔ آن بزرگ شده شد و عدد ابیاتش چهل و نه باشد مطلعش این ست

گزیدم عمر با چون برهمن کنج کلیسائے | دگر آن به که سازم در حریم کعبه ماوائے

ازوی می آید

بسنگ رخنه شد از بس گریستم بلے تو | ز سنگ سخت ترم من که زیستم بی تو

تراب میرزا ابو تراب بن میرزا محمد طاهر التفات خان ست و آرزو گفته پسر میرزا محمد علی ست و این راجح ست زیرا که آرزو باوی بسیار مربوط و هم صحبت بود در معرکهٔ مبارز الملک در سنه ۱۱۴۳ جرعهٔ شهادت چشید بشیر غبار تخلص میکرد چنانکه در جواب رباعی هجو جعفر میگوید ؎

رباعی

گویند که هجو کرد ما را جعفر — شیرین و لطیف همچو شیر و شکر
صد شکر که انچه عیب ما بود غبار — امروز برای دیگری گشته هنر

این چند شعر از وی آمده ؎

طفل بدخوئی سر شکم من نمی گیرد قرار — خواب آسایش مگر در دامن محشر کند
نکهت گل رساند پیغامی — بید ماغی نداد هیچ جواب

تشبیهی کاشی پدرش گاذری میکرد و او دو سه مرتبه بهندوستان آمده و رفته دعوت اتحاد می نمود در لاهور سر و پا برهنه اوقات بسر می برد اشعار بسیار دارد چنانچه سه دیوان و مثنوی ذره و خورشید از و دیده شد این دو سه بیت از وست ؎

یکی بر خود ببال ای خاک گورستان زشادابی — که چون من کشته زان دست و خنجر در کمین دارد
تو هر رنگی که خواهی جامه می پوش — که من آن جلوهٔ قدمی شناسم
تست آنچنان خوش ست که گوید بروز حشر — من کیستم شما چه کسانید این چه جاست
شد از شهر عراق آواره تشبیهی خداوندا — سیاهان دکن کشتند یا سبزان کشمیرش
کف پا بهر زمینی که رسد تو نازنین را — بلب خیال بوسم همه عمر آن زمین را
ز لب حرارت دل خونم از دماغ چکد — بسان روغن پر شعله کز چراغ چکد

تجلی ملا علی رضا اردکانی بعد تحصیل علوم در سیه بهند آمد معلم فرزند امیر الامرا علی مردان خان گردید باز هوای وطن اصلی او را در حرکت آورد و بصفاهان معاودت نمود و از شاه عباس ثانی قریه از مضافات اردکان در سیورغال عنایت شد بعده در سنه ۱۰۸۳ مصاحب شاه سلیمان

معنوی گردید و بحضور مجلس او مختص شده و بر جادهٔ ذکر علم و تالیف در صفاهان مقیم ماند تا آنکه بمنزل خاموشان شتافت شاعر خوش خیال معنی یاب و بطالع شهرت کامیاب ست دیوان غزل و قصاید دارد مثنوی معراج الخیال او مشهورست این چند بیت از وی بتحریر رسید ؎

خیالش چون شود خمیازه فرمائی بروی دوشم ... لبالب میشود چون هاله از مهتاب آغوشم
گل شگفته بیانگ بلند میگوید ... که ناخن گرهِ دل لب بخموشی آمد
ذرهٔ محمل نشینان وفا واپس مباش ... تا توانی بوی گل گردید خار و خس مباش
هر چه آید در نظر آیینه دار ناز اوست ... کفر و ایمان چون دو چشم زیک داد گردش هست
نفس بر اگر رسد فیضی نصیب دیگر ست ... انچه باز بنوری ماند همین نیش ست و بس
رفت ست ز بیداد تو جور فلک از یاد ... مرهم شده داغ نو تو داغ کهن را
گر در سر کوئی تو ننالم عجبی نیست ... در جای خطرناک به بندند جرس را
تو کشی باده و تجلی آه ... آتش آنجا بلند و دود اینجا
آتشین دم بوعده بسی اضطراب را ... مانند تشنه که به بیند سراب را
چنان مکن که هم آغوش اب کنم گله را ... براه باد گذارم چراغ حوصله را
چه شد که رخ ننمودی و دین و دل بردی ... بروئی بسته حریفان زمند قافله را
هجر جانسوز چه یکروزه چه یکسال یکی ست ... نقطه و دایره و شعله و جوالا یکی ست

تجلی کاشانی از پروردگان و ترتیب یافتگان ملا نظیری نیشابوری ست در اوائل شباب جلت نموده نظیری از فرط محبت اشعار او را که قریب یکهزار بیت ست بعد نظر تدوین نموده در یک مجلد قرار داده از وست ؎

دوا از نهاد گوش برآرد فغان ما ... اخگر بجای نغمه برین تار بسته ام
بر مزار ما شهیدان نی چراغی نی گلی ... هر طرف پروانه و در طوف و هر سو بلبلی

تجلی الاهجی در بند نشو و نما یافته و در آخر حال بجانب ایران رفته

دل زنده تر از پیر خرابات کسی نیست ... جز شیشهٔ می خضر مسیحا نفسی نیست

یک خاطر آسوده در آفاق نمیدم + دیگر تر از گنبد گردون تقسی نیست
تا نماند گریه بسیار در دل آتش خوتم + که گر خواهم برسم داد خوابان جز حسین مالم

ترکمان میرزا عجم قلی شیرازی الاصل در هندوستان تولد شده جوانی خوش رو خوش خو بود و در نظم و نثر خوشگو و او خر ما تهٔ حادی عشر آنجا فی شد این ابیات از وی ست

دل غمگین گرفتهٔ ما را نشاط کی شاید + نه هوای باغ سازد نه فضای کشت مارا
گفتم بتو لیسن نام من بدل + این سخن در دل بجان خواهم نوشت
گوهر و لعلی که چشم ما تو ریخت + حاصل دریا و کان خواهم نوشت
باده نوش از جام وصل یار می باید شدن + مست از کیفیت دیدار می باید شدن
هر چه هست از خویش می باید بجام باده داد + چند در بند سرو دستار می باید شدن
گر دولت نگشود دست از فاقه و مدرسه + بعد ازین خاک در خمار می باید شدن
ترکمان گفتی جواب آنکه صاحب گفته ست + صبح چون روشن شود بیدار می باید شدن

نمی گنجد بظرف جذبهٔ دل اضطراب من + برون از شیشه باشد موج زن جوش شراب من
نگارین شاهد هستی در آغوش طلب باشد + اگر از جلوه برق فنا سوزد حجاب من
گشته ام صید نگاه دلربائے تازه + فتنه انگیزی خرد سوزی بلائے تازه
کرده با عشق آشنا وا ز خرد بیگانه ام + شوخ الفت دشمنی رم آشنائی تازه
بسته ام دل را بزلف سنگدل عاشق کشی + در صلحے زود رنجی بیوفائے تازه
دل تا نیافت نشهٔ عشق تو وا نشد + نشگفت غنچه تا به نسیم آشنا نشد

تائب اصلش از هرات ست اما در بخارا نشو و نما یافته ازوست

وا وزین غفلت پرستیها که هر سوئی سفید + بر کنان توبه من کار صد محتاب کرد

تجرید اصفهانی نامش شریف و شعرش لطیف ست

از بس نشست گرد یتیمی بمو هم + مانند سایه در ته دیوار مانده ام

تنها میرزا عبداللطیف خان شاعر دلپذیر پور فتحوا هرزاده میرزا جلال اسیر ولوانی صوبهٔ پنجاب داشت در اواخر ماهٔ حادی عشر راه آخرت پیمود ازوی می آید ؎

میتوان از ضعف تن فهمید احوال مرا — میکشد این خامه صورت حال مرا
یارم بکنج مکده تنها نشاند و رفت — گفتم که من غبار تو دامن فشاند و رفت
خشکی زاهد شود از گریه رسوا بیشتر — میشود دانه بارش دی جوش سرما بیشتر
آنیس دم در ما نالهٔ گفتگو دارم — نگاه حسرتم و گریه در گلو دارم +
هرگه بزم آن بت بکیش میروم — از خود همیشه یکدو قدم پیش میروم

تاثیر محمد حسن بمنصب و تاریخ حاکم اصفهان سرفراز بود از هر نوع شعر بسیار گفته فکرش بدقایق سخن رسا و بلفظ و معنی آشناست این ابیات ازوی خوش آمد ؎

مهربانانه بمن آن بت محبوب گذشت — لله الحمد که این ماه بمن خوب گذشت
گرچه از یکدگران نیم خود را بنیکان بسته ام — در ریاض آفرینش رشتهٔ گلدسته ام
بشکست چون دل چاره و تدبیر ندارد — چون خشت شود آیینه تعمیر ندارد
بالخت تیره پرسش دل یار کی کند — در شب کسی عیادت بیمار کی کند
از بسکه گرم میگذرد کاروان عمر — هر جا نشسته بر سر آتش نشسته ایم
از بس گدانست عشق تن ناتوان مرا — شد صرف طفل اشک چو شیر استخوان مرا
در هر نظاره و مطلب عاشق روا نداشت — هر عضو او بعضو دگر وا رباتر ست

تقی تخلص نمی شاعر صاحب نمکو بیانی بود ازوست ؎

گه خوشه چین ز لعل و گه دانه در ز خال — چون مور محو دیده بخرمن نهاده ام
مست نازی و بس خانه خرابی داری — از سر کوچه ما میگذری خوش باشه

تقطعاتی قمی از تلامذهٔ میرزا صائب بوده بسیر سند قدم فرسوده در اواخر صدیازدهم جادهٔ آخرت پیموده ازوی می آید ؎

دلم از جوش حسرت بسکه دم در خویشتن دزدد — بر نگ آهوی تصویر رم در خویشتن دزدد
در آغوش خطر دارد سر شکم جسم خاکی را — شکست افتد بدیواری که نم در خویشتن دزدد

تقی حکیم محمد تقی شیرازی از حذاق اطبا و همدم مسیحا بود حزین او را در شیراز دریافته میگوید

در شاعری و سخن فهمی رسائی و باعرائس معانی آشنائی داشت آزوست

بوسش در بزم تو ذوق گریهم بیتاب کرد — آنچه آتش میکند با شمع با من آب کرد
خون دل از پرده ها دیدهام گردید صاف — آتش حل کرده را چشمم شراب ناب کرد
در باغ و بر گرز مکافات آسمه — منشان نهال ظلم کافغان شود بلند

توفیق مولوی محمد توفیق کشمیری در نظم طبعی داشت در عنفوان سالگی او اخر صدر از دهم رو نور دعالم بقا گشت

تیرت از سینهٔ من غمزده آید بیرون — همچو آنکس که ز ماتمکده آید بیرون +

تسلیم خراسانی نامش شاه رضا ست مردی در ویش بوده و در بندر بیگلر بی میبرد

زبال افشانی پرواز رنگ خود ازان شادم — که گاهی از شکست شیشه دل میدهد یادم

تعظیم ملا محمد تقی مازندرانی در جوانی باصفهان آمد بتحصیل علوم مشغول شد و در صحبت شیخ علی حزین بعض مقاصد علمی و مراتب شعری تحقیق نمود سخنش خالی از لطف و صفائی نبوده ست میگوید

مرا سرگشته دارد تا بکی در حضرت کوئی — آهی آتش آهی بجان آسمان افتد
عشق را در سینهٔ اهل هوس نبود قرار — کی گذارد شیر در هر بیشه پهلو بر زمین

تمنا ابوالحسن میرزا از سادات شیراز بود و با نوا سنجان دمساز آزوست

باز چشمم ناتوانی برده از بس شد بزور — کرده دست آئینهٔ رخسار می نمد پوشم بزور
در لباس زندگی راحت سیاهم کرده ست — این قبای تنگ ماتمدیست می پوشم بزور
بسته دارم توام در کوئی دلدار دگر — با قفس رفتم ازین گلشن بگلزار دگر
میکشد از خود تمنا انتقام خویشتن — کرده ام وقف گریبان دست دامنگیر را

توسنی تخلص ای منوہر ولد لونکرن راجہ سانبھرست صاحب حسن غریب وذہن عجیب بود ہندو نژادی ست کہ چون آب حیوان ظاہرش لباس ظلمت پوشیدہ و باطنش بہوای مشرب ایمان جوشیدہ اکبر پادشاہ او را خطاب میرزا منوہر داد ہمیشہ باشعرا اسلام مختلط بودہ وطبع نظم داشتہ اشعارش مدون ست

رباعی

شمع آمد و گفت جانِ من می ترسد — وز من ہمہ دوستان من می ترسد
نا گفتنی ناگفتہ ام در ہمہ عمر — پس از چہ سبب زبان من می ترسد

تمنا مولوی محمد حسین مرادآبادی سلمہ اللہ تعالی معنی یاب سخن آفرین وگلدستہ بند افکار رنگین ست جواہر آبدار سخنش در نہایت تابانی وکواکب منظومانش در غایت درخشانی از شرفاء بلدۂ مرادآباد ست وصاحب ذہن وفکر خداداد از عمری دراز زلف سخن راشانہ میکشید ورخ زیبای عرائس بیانی ومعانی را غازۂ تازہ می مالد شاگرد شیخ مہدی علی زکی ست کہ در اواخر عہد شاہ اودہ مثل او شاعری برنخاستہ ونیز زانوی استفادہ بخدمت میرزا اسدالله خان غالب وملوی تہ کردہ میرزا پسر میرزا شعرا نامدار ہندست واستاد بہادر شاہ پادشاہ دہلی چند سال گذشت کہ از وطن مالوف بسوی دیار دکن خرامید وبحیدرآباد رخت اقامت کشید چون زمانہ دشمن پرور ست واہل زمانہ عموماً دشمن صحبت اہالی وموالی آن الگہ گیر نیفتاد وحسب دلخواہ تعلقی بآن ریاست دست نہ داد ناچار مراجعت بوطن کرد وبر بلدۂ بھوپال کہ سرحد مالوہ دکن ست گذر فرمود نگارندہ سطور در اثنای نزول این بلدہ ومتواصل این ریاست بلدہ مذکور مکرر دست داد چاشنی درد ونداق شکستگی بروجاتم دارد دوسراپایش بحسن اخلاق وجلائل اوصاف ومکارم خصال آراستہ وپیراستہ الحال در مرادآباد بدارالامن انزوا بسر می برد وبامردم دنیا کم اختلاط می باشد درحین تحریر این جریدہ خطی بطلب بعض نتایج فکرش فرستادہ ازین چند گل از گلستان طبع خودارمغان محفل تحریر فرمودہ

غنچه را کجا در طلبش آبله پا را
آتش کند آن گرمی رفتار حنا را

گر زشت چنین ریزش جوهر طپد ایشان
وحشی نگهان دام کنند آینه ها را

نشیمن کرده تا دوش بهار ین استانش را
همادر دام باشد سایهٔ زاغ کمانش را

هر کجا سودای حسن او لطافت گستر ست
میتوان در شیشه کردن چون پری دیوانه را

بفریاد او فتادم قطع شد صحرا نوردیدن
بدامانم بستم در زمین آرمیدن را

گردش چشمش نماید بسر تسخیر ما
اندرین صحرا رم آهو بود در نخجیرها

ذره ذره نه جنون بر سر کار ست اینجا
صد پری شیشه بهر شت غبار ست اینجا

موجهٔ ریگ روان نیست بخاک عشاق
جوش خمیازهٔ آغوش وکنار ست اینجا

چو برق شوخیش دیوانگان را مجلس افروزد
پری رقصان بگرد شمع چون پروانه برخیزد

نگردد محرم تحریر نقش شوخی نازش
طلسم حیرت مانی بود بیرنگ پردازش

چه گوئی حالت زاهد که مدهوشانه می آید
پری هم از سر کوئی کسی دیوانه مے آید

سویدای دل عاشق مگر باشد سپند آنجا
که دود خونچکان از محفل جانانه می آید

موجهٔ غم هر نفس طوفان فریادم کند
ماتمی دارم که مرگ ناگهان شادم کند

در جهان نبود بدست هیچکس معمورییم
خانهٔ عشقم خرابی غم آبادم کند

کند راه گلو از بیخودی گم بسکه آوازم
نمان در پرده‌های ساز مانند نغمهٔ رازم

ز موج دود آهم گرد بامست و می خیزد
بیا و شوخی چشمی بصحرا بسکه می تازم

نباشد دور گر دل بردرد ضبط فغان من
ز جوش نغمه نزدیک ست کز هم بشکند سازم

شور یار بهای من نشست در بزم صنم
از خدا غافل نیم هر چند در بتخانه ام

شحنهٔ مشق جور طفل سخت نادانی شدم
جمع شد مضمون غم چندانکه دیوانی شدم

جفا کن جور کن ظلم و ستم کن کج ادائی کن
بخاطر هر چه داری کن نه ترک آشنائی کن

تعلق از من دیوانه خود یکقلم مگسل
وفا گر نیستت جانان بیا و بیوفائی کن

آشفتهٔ زانم بروای شور قیامت ‌ ‌ ‌ ‌ هنگامه مکن جمع که در برهمیم من ✣
بشوق روئی واز بسکه میگیرد وصفاهرشے ‌ ‌ ‌ ‌ بدست بیخودی آئینه میگیرد دعنبا رمن
نتوان خورد فریب دم پرجوش کسے ‌ ‌ ‌ ‌ شب در آغوش کسی روز در آغوش کسے

حرف الثاء المثلثة

ثنائی خواجه حسین مشهدی از پهلوانان عرصهٔ سخنوری ست و دلیران معرکهٔ معنی پروری از مشهد بسیر هند خرامید و بافیضی و عرفی هنگامهٔ مشاعره گرم کرد دیوانش پنجهزار بیت دارد

این چند بیت از انجاست

روز یکه وقف روی تو کردم نظاره را ‌ ‌ ‌ ‌ دیدم بدامن این جگر پاره پاره را
خوشا خجالت آن عاشقی که در شب هجر ‌ ‌ ‌ ‌ بخوابش آئی و او شرمسار برخیزد
نام قیامت مبر حرف ز محشر مگو ‌ ‌ ‌ ‌ گر دش بالین ببین در شب هجران او
زمان بی مهر گیتی دشمن دولدار مستغنی ‌ ‌ ‌ ‌ مرا بر آرزوهائی ثنائی خنده می آید
خوش آنکه سوی من از ناز یک نظر دیدے ‌ ‌ ‌ ‌ باین بهانه کز نشاختم دگر دیدے

ثاقب میر مفاخر حسین عم میر محمد زمان راسخ بود طبع معنی یاب و ذهن سلیم داشت ساکن سهرند بود و همانجا بگذشت از وست

راه رو را رهنما افتادگیها میشود ‌ ‌ ‌ ‌ هر کجا پائی بلغزد جاده پیدا میشود
ز دستگیری غربت بپاست جلوهٔ من ‌ ‌ ‌ ‌ چو موج ریگ روان گرد راه خویشتنم
اشک چشم سرخ آلودم درین سر گشتگی ‌ ‌ ‌ ‌ شام غربت می برم با خویش هر جا میروم

ثابت میر محمد افضل از آبادی از احفاد میر ضیاء الدین حسین مخاطب باسلام خان خوشتی تخلص بوالاست ثابت نیز آسمان والا فطرتی و سیار فلک بلند فکرتی ست پایهٔ فضیلت در همی محکم داشت و در گفت و فهمید شعر و زبان دانی فرسنگ استاد مسلم کاملان دهلی میزیست اقسام سخن را بتسلط تمام میگوید و بتر زبانی کلک نسخهٔ سحر سامری را می شوید مناقشهٔ او با عبد الرضای

متین صفاهانی معروف ست وی در پایان عمر آستین استغنا بر زخارف دنیا افشانده منقطعانه بسر می برد تا آنکه دامن از غبار هستی برچیده و در سنه ۱۱۵۵ بمردن این ابیات از منتخب دیوان چیده شده

کشد چو صبح وصال تو شمع جان مرا — ببزم شهد پروانه استخوان مرا
شمیم زلف تو از داغ دل برآورده — چو بوی نافهٔ چین موکشان فغان مرا
طفل بیرحمی که می بندد پر پروانه را — گرم صحبت کی کند با خود من دیوانه را
دشنه حاجت نیست خونریز دل بیتاب را — کار با خنجر نباشد کشتن سیماب را
شد محشر صد زخم تمنا جگر ما — شمشیر تو آورد قیامت بسر ما
شفا از لعل جان بخش تو خواهد چشم بیمارت — فرنگی لائق کار خدائی دید عیسی را
تا حنا بر پنجه بستی ریخت خون دیده ام — در فشار دل ید بیضاست این گلدسته را
دل بستهٔ معنی نشود عاشق صورت — از خامهٔ موسلسله بر پای سخن نیست
دور از تو بس دیدهٔ ما خاک بسر کرد — تا نگرد الف خط غبار ست
مردم حلقهٔ زنجیر جنون شیون کرد — شور عشقم اثری در جگر آهن کرد
انار باغ بهشت ست روی خندانش — کسیکه کرد قناعت بآب و دانهٔ خویش
مرد و هر دم قطع اسباب معیشت میکند — هر چه می افتد بدست تیغ قسمت میکند
قسم بصحف گل عندلیب باغ توام — بمرگ شمع که پروانهٔ چراغ توام
صد بار گر توانی مانند نبض جستن — صورت نمی پذیرد از دست خلق رستن
بخانه نه نشستم بغیر خانهٔ خویش — شدم بزنگ نگین سنگ آستانهٔ خویش
غنی چو آتش سوزان همیشه چون حمام — عذاب میکشد از پهلوئی خزانهٔ خویش
شمع افروخته را کس نفروشد ثابت — داغم و گرمی بازار ندارم چه کنم
خواب دیدیم که آمینه معارض بتو شد — میکند صورت این واقعه حیران مارا
چشم بیمار ترا حاجت تعویذی نیست — هیکل ناخن شیرست صف مژگانت

نیست چون سبحه بهم ربط عزیزان جهان — نه یکی ماند ازین سلسله بر جا نه صدی +
همچو گردی که بلند از اثر قافله شد — داد بر باد فنا رفتن یاران ما را

ثبات میر محمد عظیم خلف محمد افضل ثابت باشیوهٔ سخن سنجی سخن فهمی را آشنا و اصل او ثابت و فرع سخنوری او در سماور عین جوانی از جهان فانی در گذشت دیوان خود را که قریب چهار هزار بیت باشد برای اصلاح پیش آزو فرستاده بود لقد فهم و محو و اثبات آن مضائقه نکرد و پاره

از اشعار او در سفینه خوشنویسی می آید

چون شمع تا قتاد ببزمت گذر مرا + — در اشک و آه زندگی آمد بسر مرا
چون دانهٔ عنب که بچسبد ببرگ تاک — از کف نمید هم من بیباک شیشه را
با آنکه همه عمر نرفتم ز در او + — پرسد زمن از نازتر اخانه کدام ست
دیگر چگونه خاطر من وا شود که یار — چون بیندم ز دور گره بر جبین زند
جز محفل تصویر درین باغ ندیدم — بزمی که کسی را بکسی کار نباشد
میکاش چو خمیازه مانند کمان بی اختیار — یا دمی آرد چو خم لذت تیر ترا +

ثمین شیخ غلام حسین بلگرامی جوان خوش طبیعت بود و گاهی فکر شعر نیکو آزوست

از بسکه سودم از سر افسوس کف بهم — دستم رسانده آبلها چون صدف بهم
ز سنگهای جفا مشکن ای پری پیکر — ترحمی که مرا منزل ست شیشهٔ دل

ثانی ملا حسن پسر ثانی نیز شاعر خوشگلو بود جوانمرگ آمد و در همین جا بعین جوانی در خانه گرفتار

با دم اللذات گردیده آزوی می آید

چه آدمی بجهان نیست دل بهر که بندم — کسی ز صفحهٔ خالی چه انتخاب نماید
شاید بی نمک من که شراب نام ست — گر می صحبت او کرد و کبا هم چکنند

حرف الجیم

جامی مولانا عبد الرحمن اصلش از اصفهان ست و مولدش قریهٔ جام نسبش بامام محمد شیبانی

شاگرد امام ابوحنیفه کوفی میرسد در ۱۱۸ متولد شد عالی از کیفیت کلامش مدهوش وجهانی
غاشیهٔ اعتقادش بر دوش استاذ اساتذهٔ این فن و امام ائمهٔ سخن ست سلطان حسین و میر علی
شیراز معتقدان وی بودند تصانیف او در عربی و فارسی مثل شرح کافیه و سلسلة الذهب و سبحة الابرار
و یوسف زلیخا متداول ست گویند مجموع تعداد تالیفاتش به پنجاه و چهار کتاب میرسد شهرت
اسم و رسم وی از بیان حالش مغنی ست نام او درین جریده تبرکا و تیمنا بر زبان خامه آورده شد
کاشف سرالله تاریخ وفات ست پیش ازین کلیات وی نزد محرر سطور موجود بود قدرت الله خان
گویاسوی در تتایج الافکار اشعار بسیار بر نام وی نوشته آن چند بیت حسب ضابطه نوشته می آید

جامی آن به که درین مرحله آن پیشه کنی — که ز مرگ دگران مرگ خود اندیشه کنی
بندهٔ عشق شدی ترک نسب کن جامی — که درین راه فلان ابن فلان چیزی نیست
جان تن فرسوده را با غم هجران گذاشت — طاقت مهمان نداشت خانه بمهمان گذاشت
آه ازان شوخ که بر هر سر راهی که روم — بهر محرومی من از ره دیگر گذرد +
بر من از جور تو هر چند که بیداد رود — چون رخ خوب تو بینم همه از یاد رود
شب دل سوخته آهی ز سر درد کشید — صبح بشنید و همان دم نفس سرد کشید
مرا بکوئی تو خواهم که خانه باشد + — برای آمدن آنجا بهانه باشد
هر چه اسباب کمال ست رخ خوب ترا — همه بر وجه کمال ست کمالا یقفی +
گهی بوسم بمستی پای خم گه دست پیمانه — کنم دریوزهٔ فیض از بزرگ و خرد میخانه
دل بآن غمزهٔ خونریز کشد جامی را — صید را چون اجل آید سوی صیاد رود
مریض عشق بکوی تو تا غبار نشد — ز ضعف تن نتوانست کز زمین خیزد

جلال الدین اکبر پادشاه بن همایون در گاهش مجمع مستعدان هفت اقلیم بود و در الحاد و کفر
گوی سبقت از اهل جاهلیت بربود ترجمهٔ او در منتخب التواریخ بدایونی دیدنی ست و عبرت
گرفتنی طبع نظم هم داشت این ابیات از ست

شبنم مگو که بر ورق گل فتاده ست — کان قطرها ز دیدهٔ بلبل فتاده ست
دوشینه بکوی می فروشان — پیمانهٔ می بزر خریدم +
اکنون ز خمار سر گرانم — زر دادم و درد سر خریدم
من بنگ نمیخورم می آرید — من چنگ نیزنم نی آرید

جهانگیر نورالدین بن اکبر پادشاه از غایت شهرت محتاج ترجمه نیست میل بسوی نظم سخن داشت این رباعی از و آمده ؎

رباعی

ای آنکه غم زمانه پاکت خورده — اندوه دل و سوسه ناکت خورده
مانندهٔ قطرهای شبنم بزمین — جاگرم نکردهٔ که خاکت خورده

رباعی

هر کس بضمیر خود صفا خواهد داد — آیینهٔ خویش را جلا خواهد داد
هر جا که شکستهٔ بود دستش گیر — بشنو که همین کار صلا خواهد داد
دل بد مکن که عمر نماند بهیچ کس + — این یک نفس که خوش گذرد بس غنیمت ست
تا نامه ببرگ گل نوشتیم — شاید که صبا باو رساند
جام می را بر رخ گلذار می باید کشید — ابر بسیار ست می بسیار می باید کشید

جمالی دهلوی جمال باکمال و زبان خوش مقال دارد نامش شیخ فضل الله و جمال خان ست و اصلش از قوم کنبو جمالی در عهد سلطان حسین میرزا بخراسان رفت و جامی و دولتخانی و اکابر دیگر را دریافت و بهند مراجعت نمود و بزیارت حرمین شریفین سعادت اندوخت و در سنه ۹۴۲ متوجه ملک بقا گشت قصاید او بهتر از غزل و مثنوی ست و نعت گفته ؎

موسی ز هوش رفت بیک پرتو صفات — تو عین ذات می نگری در تبسمی

زمین سخن را چنین طی میکند ؎

یاد لبِ تو در دلِ غمگین بود مرا ✦ جان کندن از فراقِ تو شیرین بود مرا
آن جفاکار دل آزار جگرخوار جهان ✦ گرچه کافر نتوان گفت مسلمان هم نیست
میکنم فکری که آن زلفِ دراز آید بدست ✦ دستِ کوته دارم اما میکنم فکری دراز
زلف نگار و تو بلا و سرِ رقیب ✦ این هر سه را که نام شنیدی شکسته به
هر کس که بیند آن لبِ مانند قند او ✦ چون نیشکر شکسته شود بند بند او
گویند زنده میشود اندر نماز دل ✦ محراب ابروئی تو مرا در نماز کشت
بگفتمش که بعشاقِ رحم کن نه جفا ✦ بخنده گفت لکم دینکم ولی دینی
عشق را طی لسانی ست که صد ساله سخن ✦ دوست با دوست بیک چشم زدن میگوید
چون غنچه کند پیش دهانِ تو تبسم ✦ خاکش ز کفِ باد صبا در دهن افتد

جرأت میر محمد هاشم مخاطب بموسوی خان بن میر محمد شفیع در رکاب امیر الامرا سید حسین علیخان بسیر هند شتافت و صحبت اصحاب کمال مثل میرزا بیدل و میر عبد الجلیل بلگرامی دریافت از سرکار آصفجاه بمنصب دو هزار و پنجصدی و خدمت دار الانشا سرفرازی داشت بعده بخطاب معز الدوله و منصب چار هزار رسی بلند گردید میرآزاد وی را دریافته و با هم مجالس مستوفی اتفاق افتاده نسیم سخنش گره کشای غنچهٔ دلهاست و گلریزی حرفش رنگ افروز چهرهٔ مدعا این چند بیت از دیوانش فراگرفته شد

پاس دل گر میتوانی داشت سلطان میشوی ✦ این نگین را گر بدست آری سلیمان میشوی
نه بهر آنکه منزل دور و پا لنگ ست می نالم ✦ دلم را چون جرس جائی تپش تنگ ست می نالم
در دیده ام خیال رخ خوب یار ماند ✦ این نقش بر جریدهٔ لیل و نهار ماند
فارغ از هر دو جهان بندهٔ احسان توام ✦ سرو آزادم و پابند گلستان توام
بسلم کردی و پرمی تپم آزرده مشو ✦ میکنم رقص که در ذیل شهیدان توام
بی بهار خلق شهرت با هنر و مسازنیست ✦ نکهت گل بی شگفتن قابل پرواز نیست

منتهائی کار عاشق از بدایت روشن است — شمع را آئینهٔ انجام جز آغاز نیست

شد صرف سوز عشق بیانی که یافتم — مانند شمع سوخت زبانی که یافتم

منظور از نظارهٔ حسنت شهادت است — از قتل بدترست امانی که یافتم

باز جانان نیز معشوق است باید پاس داشت — بهر این لیلی نباشد بهتر از دل محملی

تا توانی همعنان بوی گل دارد مرا + — از نسیم صبح میجویم سراغ خویش را

از جلوه‌ات آباد شود کشور دلها — از بهر خدا جانب ما هم گذری کن

لذت همه در مناسبتهاست — از شیر دل شکر کشاید +

هوس زخم بمهتاب تجلی دارم + — کاش عریانی من رنگ کتانی میداشت

توان خدنگ نگاه و لبموئی ما افگند — هنوز باتن مجروح نیم جانی هست

آمد اندیشهٔ دنیا بطلبگاری دل — گفتم آن شیفتهٔ بی سروپا حاضر نیست

بخاک میکده رندان مست محترم اند — سبوی می چو مراد بدست برسر شد

تا در فتند از پی روزی بیکدگر — صف بستهٔ اهل حرص چو دندان شانه اند

جدائی میر سید علی ترمذی عمدهٔ مصوران همایون بود و در عهد اکبر پادشاه سعادت اندوز

زیارت بیت احمد گشته این مطلع از وست ؎

حسن بتان کعبه ست عشق بیابان او — سر زنش ناکسان خار مغیلان او

جنونی قندهاری شیفته شاید گهر شاعری بود بعراق عجم رفته و معاودت بوطن کرده پای سفر

شکسته این یک شعر از وست ؎

حلقهٔ ماتم و هنگامهٔ شیون صد بار — به ز بزمی که در و انجمن آرائی نیست

جانی مقلد بخاری جسم جان سخن سرائی ست و استاد معنی پیرائی از ولایت خود بسند آمد

و وطن گزید نغمهٔ سخن چنین سراید ؎

چون گرد باد جائی سرگشته گذر نکردم — کز دست فرقت تو خاکی بسر نکردم

جعفری ساوجی ذوالفقارخان نام دارد شاعر خوشگو و خوش جوست این ابیات از وست

دل رفته و جانم هدف ناوک ناز است — اینها همه از شومئی اظهار نیاز است
گر دل بی تحمل پیش تو پرده در شود — شکوه بی نهایتم باعث دردسر شود
غمزه دوباره باید و طاقت بی نهایتی — تا دل دو رمانده را یکشب غم سحر شود
حرف دشمن مشنو تیغ کش دوست مکش — ظلم از حد مبر امروز که فردائی هست

چاکری شیرازی بلالی مشغول بود شعر بسیار دارد گاهی ابیات عالی از طبعش سر میزند آزوست

هر تیر کزان شوخ بود در دل چاکم — سروی شود و سایه کند بر سر خاکم
تو می بینی مه عید و من ابروی تو می بینم — بلال عید را ایماه در روی تو می بینم

جسمی همدانی دیوانش قریب بنتی هزار بیت بنظر رسیده آزوست

بگریه زادم و باگریه از جهان رفتم — درین دیار چنان کامدم چنان رفتم
مرا گذاشته زینسان منازبر سر غیر — اگر مراد تو جان ست نیم جانی هست
جاوید زنده اند شهیدان غمزه ات — تیغ تو جای عیسی مریم گرفته ست +
مرد ستم نیستی لاف محبت مزن — منصب بط نیستی رخت بدریا مکش
کوشش تدبیر ما مانع تقدیر نیست — چون شدنی میشود زحمت بیجا مکش

جعفر مشهدی در عهد شاه عباس باصفهان تحصیل بسیاری کرده از افاضل دوران گردیده مرد صاحب سخن بود با میرزا محمد وزیر بسر می برد آزوی سے آید

من از وصال هیچ ندیدم بغیر رشک — بیهوده هجر در صدد انتقام شد
اگر بروز قیامت کشید وصل چه شد — وصال یار بایں انتظار می ارزد
عجب نبود اگر عاشق ز چشم یار افتد — طبیب مهربان از دیده بیمار می افتد
دلت گر با ترحم آشنا نبود عجب نبود — بهم بیگانگان را گاه گاهی کار می افتد
چون من کسی بدوری جانان نزیست — با مرگ خویش دست و گریبان نزیست

معذورم از فراق تو جانا نمرده‌ام — خوگرده‌ام بحجران تو لیکن نه سخت است
سوزنده‌تر ز عادت دوزخ شده‌ام من — این شعله مگر عادت خوئی تو گرفته است

جاهی ابوالفتح ابراهیم میرزا ابن بهرام بن شاه اسمعیل صفوی در مزید هوشمندی و فطانت و جامعیت علم و هنر یگانهٔ روزگار بود و هیچ علمی و هنری و صنعتی نبوده که وی را در آن مهارتی تام نباشد شعر را در لطافت و نمکینی بمرتبهٔ کمال رسانیده دیوانش از هزار بیت افزون است

در عهد اسمعیل میرزا در اواخر مائهٔ عاشر بشهادت فائز گردید ازوی می آید

ای ترا غمزه بخونریزی نهانی مشتاق — دل بوصل تو بصد دل نگرانی مشتاق
مریض عشق دوائی بغیر صبر نداشت — ولی کشنده ترا در دلبود درمانش
آن حسن دلربا ست که هنگام دیدنش — بیدست و پا شود دل بی اختیار چشم
بعد از هزار شب که بوصلش رسیده‌ام — جاهی غنیمت ست ازو برمدار چشم
در کنج هجر تا کی هر شب زآتش دل — بریا دعارض تو سوزم چو شمع محفل
دور از نهال قدش هر شب چو نا امیدان — از غصه دست بر سر و زگریه پای در گل
جاهی رود بکعبه جاهی بکوی جانان — هر کس کند زجائی مقصود خویش حاصل
تا آنکه دولت بدشمنی تیغ افراخت — دل دامن دوستیت از کف نگذاشت
این دوستی دگر که هر دشمن را — از بهر دل تو دوست می باید داشت
شنیدم که چشم تو دارد گزندی — همانا که افتاد بر تو گزندی +
گفتی که چرا جاهی مسکین شده خاموش — زو پرس که شاید سخنی داشته باشد

جندبی خلف شاه قلیخان اصلش از اکراد حوالی بغداد ست در هندوستان آمده شهرت بشجاعت یافت طبع خوشی داشته ازوی می آید

من آن نیم که بقاصد دهم نشانهٔ خویش — که سازدش زپی مدعا بهانهٔ خویش

جندوی اصلش از اوس چغتائی ست در اصفهان نشو و نما یافته و هم‌انجا در سنهٔ ۹۱۰ درگذشت

از وست

عاشق و بدنام اگر گشتم دلم باری خوش ست　　عاشقی بدنامئی دارد ولی کاری خوش ست

جعفر بیگ از اکابر اویماق بیکدلی برادر مومن خان وزیر اعلی بود جد مادری لطف علی

آذر ست آزوست

هر شگاف خرابهٔ دهنی ست　　که بمعورهٔ جهان خندد

جدائی از مردم ساده ست در آتشکده این ابیات بر نام او نوشته

گیرم که تو به ازمئ گلگون کند کسے　　با آن دو لعل تو به شکن چون کند کسے

به پیش شمع گریه پروانه سوز نیست دشوارش　　چه باک از سوختن او را که بر بالین بود یارش

جعفر میرزا آصف خان نخلف میرزا بدیع الزمان قزوینی ست در زمان اکبر پادشاه بهند رسیده مورد عنایات فراوان گشت و در اواخر عهدش بدرجهٔ علیای وزارت ترقی گرفت و در زمان جهانگیر پادشاه بمهم دکن مامور گردیده و هنجا در ۱۰۲۱ رخت بدار البقا کشید آزوست

جعفر رهٔ کوئی یار دانست　　مشکل که دگر ز پا نشیند

بنگاهی همه احوال نهان مے داند　　چشم بد دور ز چشمی که زبان میداند

آماده گشته ام دگر از شب نظاره را　　پیوند کرده ام جگر پاره پاره را

بترس از تیر آه من که چون شد گرم جا بیدل　　دل دیوانهٔ من دوست از دشمن نمیداند

ز بدگمانئ او یافتم که عاشق را　　ز جور تا نکشد ترک امتحان نکند

بباد صبا بوی کسی هست که یعقوب　　چشمی که ندارد ببره قافله دارد +

بلبلی وقت سحر گشت هم آواز من　　ناله کرد که نگذاشت مرا با زبن +

جودت غلام حسین بن محمد یدر خان از مردم مدراس ست جودت طبع و ذکا و ذهن داشت

در ۱۱۷۱ در گذشت آزوست

بسکه از نازک مزاجی بید ماغم کرده اند　　می چه دارد تا تواند موج چین پیشانی مرا

از پئی درمان نشد منت کش نازِ طبیب — هر نفس ممنون استغنای آزارِ خودم
نالهٔ ام فاختهٔ سرو قبا پوش کسے — داغ دل آئینهٔ حسرت آغوش کسے
نالهائی اثر و رحم بدلها کمتر — چه رسد آه بفریاد کسے گوش کسے
جودت از شوخی تقریر خجالت دارم — نکته یافته ام از لب خاموش کسے

جودت میرزا محمد ایوب بدخشانی ابعد کسب حیثیات در ریعان شباب بسمت دکن شتافته و در سلک منصبداران عالمگیر پادشاه داخل گردیده در ۱۱۲۵ ندای ارجعی شنیده شاعر خوش طبیعت پاکیزه رویت بوده آروست

بود حلاوت تن پروران ز طول امل + ثبات هستی شان پای بند این تار ست
ز رجعت بشتر باشد صلابت خاکساری را — زبالا سوئی پستی هر که می بیند هراس آید

جامع خواجه سعود کشمیری شاگرد عبد الغنی قبول ست منه

سخن سازی نه آسان ست عمری باید و جهدی — چو شد مویم سفید اشعار رنگینم بیاضی شد

حرف الحاء

حسن غزلوی حسن الاخلاق و نخبة النفس و آفاق بود مسامع روحانیان را بالآلی ناطقه می آسود و وعظ در دلگیر می گفت قصیدهٔ افتخاریهٔ او شهرست که سخن سنجان بسیار بجواب آن پرداخته اند و تا زمان حال سلسلهٔ جواب بر پاست اوله

دانند جهان که قرت عین همیشه رم — شالیسته میوهٔ دل زهرا حیدرم

وفاتش در ۱۰۶۵ بوده دیوانش میسرست اما دل بجهت انتخاب نگرانید این دو طلعه رباعی ازوی نوشته شد

رباعی

هر شب که رخ سپهر گلشن گردد — عالم تاریک چون دل من گردد
صد آه برآورم ز آئینهٔ دل — کآئینهٔ دل ز آه روشن گردد

رباعی

در خدمت کس گزند هم پشت بخم — شاید که زمن بروی نگرداند هم
چون من سر خود ندارم از بیغرضی — پای دگری چه گیرم از بهر دم
گفتم رسد بگوش تو پندم چو گوشوار — آری رسیده ست ولی حلقه در ست

حسن دهلوی معاصر امیر خسرو ست گویا هر دو در خونریزی توامان اند و مصداق ان هذان لساحران در مکارم اخلاق و استقامت عقل و روش صوفیه و تجرید و تفرید و خوش گذرانیدن بی اسباب دنیاوی مثل و کمتر دیده و شنیده شد مرید شیخ نظام الدین اولیاست در شش و فاش اتفاق افتاد قبرش در دولت آباد دکن ست چند شعر ازوی در ینجا صورت ارتسام می پذیرد

کار یکبو د با تو مرا بیشتر بزفت — سر رفت در هوای تو این در دسر بزفت
مرا از زلف او موئی بسند ست — فضولی میکنم بوئی بسند ست
چه لشکر میکشی بر قلب عشاق — صف مغلوب را هوئی بسند ست
گشتم ز فرق تا بقدم حلقه چون رکاب — آن شهسوار من قدم از من دریغ داشت
ز سوار و مدار سر کوئی تو زاهدان — بر سر سبوی باده بجائی عما صا
تو آفتابی و من صبح میتوان دانست — که بیتو من نتوانم نفس برآورون
از خویش برون روز در دوست درون آی — تا گم نشوی گم شده خویش نیابی

نیست چو رویت بگلستان دگر — روی دگر باشد و بستان دگر
یار چه سخت ست دل کافرت — سخت دگر باشد و سندان دگر
از تف عشقت جگرم پخته شد — پخته دگر باشد و بریان دگر
غمزه خونخوار تو خونم بریخت — غمزه دگر باشد و پیکان دگر
گفت اگر عاشق مائی بمیر — عشق دگر باشد و قربان دگر
چشم حسن بین و در و موج خون — موج دگر باشد و طوفان دگر
تن بلوم و کنجی و حریفی و سرودی — غم را که نشان داد بلا را که خبر کرد

مشکل سروکاری ست که بر وعدهٔ معشوق — صابر نتوان بود و تقاضا نتوان کرد
حسن دعای تو گر مستجاب نیست مرنج — ترا زبان دگر و دل دگر دعا چکند
یکسر سودای تو سفید نشد — گرچه موئی بتن سیاه نماند
ای حسن تو به انگلهی کردی — که ترا طاقت گناه نماند

حافظ شیرازی از خواص سکاری ست و بر خال هندویش بخشندهٔ سمرقند و بخارا در سی
از میخانهٔ عرفان کشاده و صلای او در کاسه و لها داده در عهد سلطان محمود شاه بهمنی رغبت
سفر دکن شد و تا هرمز رسیده برگشت شاه ماجرا دریافته هزار تنکه طلا را امتعهٔ هند خریده برای
خواجه شیراز فرستاد و چون غزل وی

شکر شکن شوند همه طوطیان هند — زین قند پارسی که به بنگاله میرود

بسلطان غیاث الدین والی بنگاله رسید خدمت شایسته بتقدیم رسانید در ۸۹۲ حافظ شیراز بخاک
مصلی مدفون شد و خلف خواجه شاه نعمان بهند آمد و در برهانپور وفات یافت قبرش نزدیک
قلعهٔ آسیرست اشعار خواجه در دهنا جاتیان و زمزمهٔ خرابا تیان ست و تمام دیوانش گویا نقطهٔ
انتخاب ست حاجت چیدن ندارد تیمناً این چند بیت حوالهٔ زبان خامه میشود

الا یا ایها الساقی ادر کاساً و ناولها — که عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلها
شب تاریک و بیم موج و گرداب چنین هائل — کجا دانند حال ما سبکساران ساحلها
مرا در منزل جانان چه امن و عیش چون هردم — جرس فریاد میدارد که بربندید محملها
آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف ست — با دوستان تلطف با دشمنان مدارا
در کوی نیکنامی مارا گذر ندادند + گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را
ما در پیاله عکس رخ یار دیده ایم — ای بیخبر ز لذت شرب مدام ما
هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق — ثبت ست بر جریدهٔ عالم دوام ما
چه نسبت ست بزمی صلاح و تقوی را — سماع وعظ کجا نغمهٔ رباب کجا

دلم ز صومعه بگرفت و خرقهٔ سالوس — کجاست دیر مغان و شراب ناب کجا
ندیدمی دوست دل دشمنان چه دریابد — چراغ مرده کجا شمع آفتاب کجا
ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی ست — بآب و رنگ و خال و خط چه حاجت روی زیبا را
بدم گفتی و خرسندم عفاک الله نکو گفتی — جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخارا
ز راز درون پرده ز رندان مست پرس — کین حال نیست صوفی عالی مقام را
عنقا شکار کس نشود دام باز چین — کاینجا همیشه باد بدست ست دام را
ترسم آن قوم که بر در وکشان میکنند — در سر کار خرابات کنند ایمان را
ملک آزادگی و کنج قناعت گنجی ست — که بشمشیر میسر نشود سلطان را
بحسن خلق توان کرد صید اهل نظر — به بند دام نگیرند مرغ دانا را
ندانم از چه سبب رنگ آشنائی نیست — سهی قدان سیه چشم ماه سیما را
جز این قدر نتوان گفت در جمال تو عیب — که خال هندو و فا نیست روی زیبا را
درد مندیم و خبر میدهد از سوز درون — دهن خشک و لب تشنه و چشم تر ما
بشست گر همه عالم بسرم بخروشند — نتوان برد هوای تو برون از سرما
گمان مبر که بدور تو عاشقان مستند — خبر نداری زاحوال زاهدان خراب
بر شمع نرفت از گذر آتش دل دوش — آن دود که از سوز جگر بر سر ما رفت
ای دوست بپرسیدن حافظ قدمی نه — زان پیش که گویند که از دار فنا رفت
باغ مرا چه حاجت سرو و صنوبر ست — شمشاد سایه پرور من از که کمتر ست
از آستان پیر مغان سر چرا کشم — دولت درین سرا و کشایش درین درست
یک قصه بیش نیست غم عشق و این عجب — از هر کسی که می شنوم نامکرر ست
فرقی ست از آب خضر کظلمات جای اوست — تا آب ما که منبعش الله اکبر ست
در راه عشق مرحلهٔ قرب و بعد نیست — می بینمت عیان و دعا میفرستمت

در روی خود تفرج صنع خدا بکن ÷ آئینهٔ خدائی نما میدهد ستت

خوش غم بریز و زغم هجران خلاص کن ÷ منت پذیر غمزهٔ خنجر گذار دست

حافظ شراب و شاهد و رندی نه وضع تست ÷ فی الجمله میکنی و فسوسی نمیگذارد ست

ملامتم بخرابات کن که مرشد عشق ÷ حوالتم بخرابات کرد روز نخست

سرشک من که ز طوفان نوح دست ببرد ÷ ز لوح سینه نیارست نقش مهر تو شست

معنی آب زندگی و روضهٔ ارم ÷ جز حرف جو بار و می خوشگوار چیست

پیوند عمر بسته بمویست هوشدار ÷ غمخوار خویش باش غم روزگار چیست

سهو و خطای بنده چو گیرند اعتبار ÷ معنی عفو و رحمت پروردگار چیست

زاهد شراب کوثر و حافظ پیاله خواست ÷ تا در میانه خواسته کردگار چیست

تا نگشوده گل نقاب آهنگ رحلت ساز کرد ÷ ناله کن بلبل که گلبانگ دل افگاران خوش ست

از زبان سوسن این آوازه ام آمد بگوش ÷ کاندرین ویرانه کس کار سبکساران خوش ست

خواب این نرگس فتان تو بی چیزی نیست ÷ تاب این زلف پریشان تو بی چیزی نیست

دوش باد از سر کویت بگلستان بگذشت ÷ ای گل این چاک گریبان تو بی چیزی نیست

دانی که چنگ و عود چه تقریر میکنند ÷ پنهان خورید باده که تکفیر میکنند

گویند رمز عشق مگوئید و مشنوید ÷ مشکل حکایتی ست که تقریر میکنند

می خور که شیخ و حافظ و مفتی و محتسب ÷ چون نیک بنگری همه تزویر میکنند

دوش دیدم که ملائک در میخانه زدند ÷ گل آدم بسرشتند و به پیمانه زدند

تا بصد خرمن پندار زره چون نزنیم ÷ چون رهِ آدم خاکی بسبکی دانه زدند

جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه ÷ چون ندیدند حقیقت رهِ افسانه زدند

این مشوز عشوهٔ دنیا که این عجوزه ÷ مکاره می نشیند و محتاله میرود

گر بآبی برخ سوختگان باز آورد ÷ ناله فریادرس عاشق مسکین آمد

یا وفا یا خبر وصل تو یا مرگ رقیب
بازئی چرخ ازین گیدوسه کاری بکند

غلام نرگس مست تو تاجدار انند
خراب بادهٔ لعل تو هوشیار انند

بیا بمیکدهٔ و چهره ارغوانی کن
مرو بصومعه کانجا سیاه کار انند

حسن بی پایان او چند انکه عاشق میکشد
زمرهٔ دیگر بعشق از غیب سر بر میکنند

دهان یار که درمان درد حافظ داشت
فغان که وقت مروت چه تنگ حوصله بود

شراب لعل کش و روئی مه جبینان بین
خلاف مذهب آنان جمال اینان بین

بزیر دلق مرقع کمند ها دارند +
دراز دستئی این کوته آستینان بین

بخرمن دو جهان سر فرو نمی آرند
دماغ کبر گدایان خوشه چینان بین +

اسیر عشق شدن چارهٔ خلاص من ست
ضمیر عاقبت اندیش پیش بینان بین

غبار خاطر حافظ ببر وصیقل عشق +
صفای نیت پاکان و پاکدینان بین

زان پیشتر که عالم فانی شود خراب
ما را ز جام بادهٔ گلگون خراب کن +

با بخت خویش وخوی ترا آزموده ایم
با دشمنان قدح کش و با ما عتاب کن

ای پیر خانقه بخرابات شو دمے
غسلی برآر و توبه هفتاد ساله کن +

به پیر میکده گفتم که چیست راه نجات
بخواست جام مے و گفت بادهٔ نوشیدن

عنان بمیکده خواهیم تافت زین مجلس
که وعظ بی عملان واجب ست نشنیدن

بگفن بر صفت رندان نظری بهتر ازین
بر در میکده نیکن گذری بهتر ازین

ناصحم گفت که جز غم چه هنر وارد عشق
گفتم ای خواجهٔ عاقل هنری بهتر ازین

گر بگویم که قدح گیر و لب ساغر بوس
بشنو ای جان که نگوید دگری بهتر ازین

بادهٔ خور غم مخور و پند مقلد مشنو
اعتبار سخن عام چه خواهد بودن +

مطبوع تر ز روی تو صورت نه بست هیچ
طغرا نویس ابروئی مشکین مثال تو

نوشین فرش بوریا و گدائی دخواب من
کاین عیش نیست در خور اورنگ خسروی

دهقان سال خورده چه خوش گفت با پسر — کای نور چشم من بجز از گشته ندروی
دو یار زیرک و از باده کهن دو منی — فراغتی و کتابی و گوشهٔ چمنی
من این مقام بدنیا و آخرت ندهم — اگر چه در پیم افتند خلق انجمنی
بیا که رونق این کارخانه کم نشود — ز زهد همچو توئی یا ز فسق همچو منی
بگوشهٔ بنشین سرخوش و تماشا کن — ز حادثات زمانی رخ شکر دهنی
مئی صبوح و شکر خواب صبحدم تا چند — بعذر نیمشبی کوش و نالهٔ سحری
ببوی زلف ورخت می روند و می آیند — صبا بغالیه سائی و گل بجلوه گری
ز هجر و وصل تو در حیرتم چه چاره کنم — نه در برابر چشمی نه غائب از نظری
هزار جان گرامی بسوخت زین غیرت — که هر صباح و مساشمع محفل دگری
آن جد چشم چه خوش آمد که سحر گه میگفت — بر سر میکدهٔ بادف و نی ترسائی
گر مسلمانی همین ست که حافظ دارد — وای گر در پی امروز بود فردائی

حیاتی بخاری از هرات حیاتی تخلصان که از توران دهرات و خجند بوده اند اشعرست دیوانش سه چهار هزار بیت بنظر رسیده آزوست

ای تیر غمت را دل عشاق نشانه — خلقی بتو مشغول و تو غائب ز میانه
هر کس بزبانی صفت حمد تو گوید — عاشق بسرود غم و مطرب بترانه
حاجی برود کعبه و من طالب دیدار — او خانه همی جوید و من صاحب خانه
گیسو بریدو شد فزون مهر من گمراه را — گم کرده ره واندیلی قدر شب کوتاه را
خاک رهت اشکم اگر باخون بیامیزد مرنج — گویم بچشم خویشتن تا پاک سازد راه را
هنوزم دست بر سر باشد از شوق مئی لعلت — اگر بعد از اجل دوران ز خاک من بسو سازد

حسابی میرزا سلیمان از مستعدان اصفهان و ارباب کمال و عرفان بوده خاصه در فن موسیقی که نادر الدهر بوده شعر در نهایت خوبی میگفت و در دیگر فنون هم دخل داشت اما

بتکمیل سیچ فن چنانکه باید پرداخته طرفا او را و اکان پس کوچه میگفتند خود را بقزوین رسانید
و روزگار خود را بعشق گلرخان می گذرانید دیوانش قریب چهار هزار بیت بنظر رسیده از وست

زین بزم برون رفت و نکو رفت حسابی — کاز رده دل آزرده کند انجمنی را
امشب کسی بحال من ناتوان نبود — تا حال دل بپرس دلی در میان نبود
شبهای هجر را گذرانیدیم و زنده ایم — ما را بسخت جانی خود این گمان نبود
ز فریب وعده امشب ترد دیم چشم بر هم — که شب امیدواری در خانه باز باشد
حسابی یار می آید بآیینی که میدانی — تو او دیدار ارزانی که من از خویشتن رفتم
بر من شبی نیگذرد و کز هجوم رشک — صد جنگ و آشتی بخیالت نمیکنم
این امتیاز از دگران بس که وقت خشم — بر من بود قصاص گناه نبوده را
بیتابیت ای دل همه بهر سنگی بود — اکنون که نگه کرد چرا تاب ندارے
من ای همدم دل شمشیر غیرت خورده دارم — مکن با من حکایت خاطر افسرده دارم
شب او بوده ست و غیر و صحبت می خلوت خانے — من این تحقیق حال از پی بصحبت برده دارم
اگر دیرانه برش بر خاتم معذور داریدم — که پاس عشق بر بنیاد جان افسرده دارم
حسابی رفت و با خود برد این حسرت که او گوید — بحسرت رفته در خاک حسرت مرده دارم
بخانه اش دوم و این کنم بهانه خویشی — که مست بودم و کردم خیال خانه خویشی

حسین صراف اصفهانی محک طلای تازه بیانی ست عیار سخن چنین میگیرد ۵

قاتلی خون مرا ریخت که در روز جزا — نظر از ناز بهنگامه محشر نکند
آلوده گردی ز پی صید که گشتی — غرق عرقی از دل گرم که گذشتی

حاصلی تبریزی زره میساخت و شعر خوب میگفت این مطلع در شیراز ازوست

سوسن ماتم زده لاله خونین کفن — سرخ و سیه گشته اند بهر حسین و حسن

حافظ حافظا علی شاعر خوشگو معنی جوست این رباعے از وی مے آید

رباعی

هنگام سحر که نرگس و لاله شگفت — مرغ سحری بناله و آه بگفت
می نوش که بی نشه بسی خواهی بود — برخیز که در خاک بسی خواهی خفت

حضوری

حضوری قمی عزیز الله نام دارد از استادان سخن و مورخان کهن بود و بشرف حضوری شاه طهماسب صفوی بهره مند گردیده در اواخر سنه ۱۰ در نجف بمرد دیوانش قریب بسته هزار بیت دیده شد این ابیات از وی ست

براه عشق بتان شام بینوائی ما — دل شکسته بود کاسه گدائی ما
بی یار زنده بودن غیرت نمیگذارد — بر مرگ دل نهادن حسرت نمیگذارد
چو شب در فکر آن لبهای میگون افگنم خود را — ز حسرت آنقدر گریم که در خون افگنم خودرا
با تو در خواب دلم عرض تمنا می کرد — در گلو گریه گره بود چو بیدار شدم
حضوری سیرود با چشم گریان از سر کویت — بغیر از نا امیدی حسرت بسیار هم دارد
تمنائی کز و دارد دل امیدوار من — تکلف نیست می ارزد بدرد انتظار من
سر حضوری و فتراک خون چکان بینید — هوائی دیدن چابک سوار من نکنید
با میدیکه شاید غیر هم برخیزد از مجلس — پس از عمری که در بزمش نشینم زود برخیزم
بجرم آنکه نمردم ز ذوق روز وصال — فراق انچه بمن میکند سزائی من ست

حیرتی

حیرتی تونی حیرت افزای دیده وران ست و هر بر لب گذار زبان آوران و بدلنسنج حاضر جواب هزال معرکه آرا بود شعر بسیار در کمال روانی دارد بعضی گفته اند از کاشان ست و نزد بعض از ماوراء النهر مذهب تشیع داشت حزین گفته الحق تعصب او در تشیع نهایتی نداشت شب و روز در تجرع باده بود تا آنکه در گذشت از وی می آید

پرسید کسی بیتو زمن قصهٔ یعقوب — گفتم پدری بود و فراق پسری داشت
بخاک رفتم و از هر چه بود در دل من — بغیر حسرت آن خاک آستانه نماند

میان خلق ستم بین آشکار کن بلطف خود همه کس را امیدوار کن
چو سر نوشت مرا کلک کردگار نوشت خط غلامی خوبان روزگار نوشت
گل بهر حرف همان به که نیندازد گوش ورنه در دل مرغان چمن بسیارست
نظر کن سوی من در میان خلق مباد که من ز هوش دم دیگران نظاره کنند
ماند در زلف تو دل وای بران صید آسیر که بدام افتد و از خاطر صیاد رود
چه شهنهای دران زهر چشم بدیدم باین ده روزه عمر که تهخویشیش
چار ده سال مهی گر بکند اختر عمری است ورنه از بودن صد ساله بتقا فائده نیست
جز من کرند و عاشق از مدگذشته ام آن ترک ست را که تواند عنان گرفت
محنت روز قیامت که عذابی ست الیم کافرم گر چو بلای غم هجران باشد
خیر تی نالد و در دل خود چندان کرد که دل یار بر او آمد و او را بگرفت

حرفی اصفهانی نشو و نما در شهد یافته حرف مورون میگفت و لالی آبدار می سفت و عروس رقاصه وقت را در انشای بستگاه داشت گیلانیان بنا بر طعن در مذهب نزدیده زبان او را قطع کردند با وجود آن چون قلم طاقت لسانش بجان بود در نشئه در شمد فوت کرد و زبان آوری این مقطوع اللسان باید دید ۵

هر طرف نرد آن دو فرهاد دست هزار داد ز دست تو این چه بیدادست
یکدم ستم یکی ز شق رخسارش بین یکه سیگوئی مرو از راه رفتارش بین
دوشینه کرفتی ز برم یار که بودی می باکه زدی شمع شب تار که بودی
یار بر افراخته قامت رسید فتنه ز ارباب سلامت رسید
میرسد آن شوخ خوبان عشق مژده شمار اکه قیامت رسید
نشنه بر سرم کر مرد و هم خاطر شود شادش اجل بشتاب تا با مهربانی شاد خرسندش

سید رفیق تبریزی شاعر خوب و مداح جانزده دوبیت شریف زیادت حرمین شریفین

دریافت و دو بار سیر هند کرده بولایت خود برگشت مدح اکبر پادشاه و امرای اکبری کرده و صله ها گرفته شیخ عبدالقادر بدایونی گوید دیوانش مشتمل بر چهار ده هزار بیت بنظر آمده اما قاش نیک دران بغایت اندک دیده شد ساغر کوثر سخن چنین میگرداند +

چو ریزم اشک از دل آه در دا کو دمیخیزد — بلی چون آب بر آتش بریزد دو بمیخیزد
منم که تیر جفای ترا نشان شده ام — جدا از ان سگ کوشت استخوان شده ام
ز دا آتش ست ز عشقت تن بلاکش من — بآب تیغ تو خواهم نشست آتش من
گر هجو مرا بدشمنی گفت کسے + — من مرثیه اش بدوستی خواهم گفت

میان حیدری و وحشی بزدی مهاجات رکیک بوقوع آمده چه او را بسبب سرایا جمعیتی که از هنر بهم رسانده رفته بود بر وحشی مزیت می دادند حالانکه حیدری در اوائل تاج دوزی میکرد حیدری در اشعار خود مذمت هند کرده میگوید آزاد درین مقام میفرماید اهل ولایت ایران و توران قاطبة با آنکه بهند آمده از حالت گدائی بمرتبهٔ امیری میرسند و از نکبت قلندری برآمده بدولت سکندری فائز میشوند پاس حقوق اصلا بخاطر نمیگذارند و زبان خود را که عمرها بنمک آن خوان احسان هندوستان خورده بانواع مذمت می آلایند اگر هند مطابق اعتقاد ایشان ست چرا از خود بی طلب کسی تصدیع نمیکشند و خود را بشیوهٔ حق ناشناسی و عیب جوئی انگشت نما نمیسازند طرفه آنکه والا تبار هم هندی الاصل اند زیرا که آدم از بهشت در هند نازل شده چنانکه از اخبار و آثار صحیحه ثابت گردیده و چون اولاد او بعد کثرت رسیده از هند منتشر شده رفته رفته اقالیم سبعه را آباد ساختند پس وطن اصلی جمیع بنی آدم هندست انتهی

حسینی میرزا سلطان حسین مالک ملک معانی ست و ناظم کشور شیوا بیانی جامعهٔ عظیم از علما و شعرا مثل جامی رح تربیت کرده خوشم طبع نظم داشت این مطلع از وست

از غم عشقت مرا تن نه جانی مانده ست — این خیالی گشته و آن یک گمانی مانده ست

حسن قندهاری شاعر معمر بود تصویر سخن چنین میکشد

چون نالم کدرین سینهٔ دل‌آزاری هست — راحتی نیست دران خانه که بیماری هست

حسینی مشهدی سخندان بلندسنگاه بود و نوکر شاهجهان پادشاه این مطلع از وست

هیچ دل نیست که سرگرم دل‌افروزی نیست — رنگ خاکستری فاخته بی‌سوزی نیست

حزنی تقی‌الدین محمد اصفهانی شمع شبستان روشن‌بیانی ست و انجمن‌افروز کاشانهٔ سخندانی
از ولایت خود بهند اکبر پادشاه بگلگشت گلزمین هند خرامید و در اثنای راه بخطهٔ لاهور حرف
فنا از صفحهٔ عالم برخواند ازو می آید

ز گرمی جگرم دوش چشم تری سوخت — چراغ دیده براه تو تا سحری سوخت

نماند روغن بادام چشم سپیدم — که پارهٔ دل و پرکالهٔ جگر میسوخت

حزنی ساده دل امروز دگر چون هر روز — لبخندی در دوغ تو تسلی شد و رفت

گر دود دل گردم و بینم که در و جائی هست — غم سعاد الله اگر نیست تمنائی هست

در چمن بود زلیخا و بحسرت میگفت — یاد زندان که در و انجمن آرائی هست

نا امیدم ز تو اما محبت چه کنم — که میان من و او رسم تقاضائی هست

مدعی حاضر و این روز جزا بان ای دل — میتوانی بکسی گفت که دعوائی هست

آسوده ز درد دل فرسوده نگشتم — تا خونگر نشتم بغم آسوده نگشتم

این پاکدلی بین که ز هجران تو صد بار — در خون جگر گشتم و آلوده نگشتم

چون زین نگهم دارد دل بر سر نازست — کنجشک مرا رشتهٔ پرواز دراز ست

نیست یکدم که ز سر حد شهیدان فراق — بسر کوی تو صد قافلهٔ جان نرسد

دوش در بزم تو آزرده و ناشاد که بود — من نبودم هدف ناوک بیداد که بود

دل آبرسا و لوحیهای حزنی خنده می آید — که عاشق گشت و چشم مرحمت از یار میدارد

حجت میرزا مهدی مشهدی سخنور نامی و صاحب دیوان گرامی ست میگوید

دولتی بهتر ازین نیست کز پهلوی او — غیر چون گرد ز هند قبا بر نخیزد

حیاتی گیلانی نفس سوخ پرورش معجزیات ست و نوائی استهزار آویش مفرح ذات با موزونان کاشان جاده مشاعره می پیمود وقتی در گیلان میلی شاعر در حالت مستی شمشیری بر دست راستش زد چون آن حرکت مستانه بود با وجود قدرت از قصاص درگذشت و انتقام نگرفت و از انجا بجاشان رفته بار الخلیفه هند رو آورد و بنزد اکبر پادشاه اعتباری بهم رسانیده سرمایه جمعیت اندوخت و در پایان عمر دامن دولت خانخانان گرفت شیخ معروف بکری در ذخیره الخوانین گفته خانخانان ملا حیاتی را در خزانه بردهر قدر اشرفی که توانست برداشت و فرارش دشوار شد واقع شد آب حیات

سخن از ظلمات دوات چنین می برآرد ؎

بهر سخن که کلکی خویش را نگهبان باشد ۔۔۔ زگفتنی که دلی نشگفد پشیمان باشد
چه بال مرغ گرفتار شغل روزگار این ست ۔۔۔ زمین همچو قدمی وام کن گریزان باشد
تا کی بغیر یاد وطن سر گران بود ۔۔۔ با دوست این چنین و بدشمن چنان بود
ای دل اگر ز دیده بسویت مرغ از دو ۔۔۔ شاید که یار در صدد امتحان بود
چون رشک رقیب خندان کشد عطیدن دل ۔۔۔ کم باد دیده باشد نظر عنایت از تو
بعد مردن تو معلوم شود رنج حیات ۔۔۔ بر سر آن کوفته بنال که بنزل برسد
آید از خاک مزارم بعد مردن بوی درد ۔۔۔ بسکه در هجران او گلهای غم بو کرده ام
تا سر گریبان نشد چاک + ۔۔۔ چه دانی لذت دیوانگی را
از بسکه نوشیدیم بوسه چاک ۔۔۔ این سینه همه بدوختن رفت +
در میان کافران هم بوده ام + ۔۔۔ یک میان شایسته زنار نیست

حیاتی کاشی شاعر شیرین ابیات ست و سیراب چشمه آب حیات در آغاز حال بعقابی تخلص میکرد و نقطه پوش در عشق حراف پسری باخته همراه او از کاشان بقزوین رفت در علم نقطه مرکز دائره نقطه یان بود آخر نقطه را از لوح خاطر شسته سر بخط دین نبوی گذاشت و بدکن آمده در لشکر بسری بر دجهانگیر پادشاه بتکمیل مهمات مقصود تعلق نامه شعر و دعوی او را بنزد صاحب

وسپید سنجید آرزو را در مجمع النفائس در حیاتی گیلانی وحیاتی کاشی غلط افتاده این چند بیت از انفاس روح پرور حیاتی ست ۵

فغان که رنجش جانان بآن مقام رسید — که هر که کرد گنه از من انتقام کشید
در دل من در افزودی و میگوئی مثال — آتشی در جانم افگندی و میگوئی مسوز
خاک کوئی تو ز سیل مژه پر نم کردیم — تا غباری بتواز رهگذر ما نرسد
میتپیم شاد خود را اگر چه می میرم ز جور — تا نیاید رحم در خاطر جفا کار مرا
بهر شوخی کو نداند دوستی در اصل چیست — خلق را با خود حیاتی از چه دشمن کرده
بی لعل تو گر خون رود از چشم تر من — شادم که نیاید دگری در نظر من
ترسم که شود یار غمین غیر شود شاد — ای باد مکن جانب آن کو خبر من

رباعی

بر صفحهٔ آرزو خط انسیان کش — نی وصل طلب محنت هجران کش
خواهی که کس انگشت بحرفت ننهد — بنشین و چو نقطه پای در دامان کش

حشری تبریزی در عباس آباد اصفهان ساکن بود و مبلغی از سرکار وظیفه داشت چون منقطع شد رباعی بمیرزا حبیب الله صدر فرستاد و با او بسر می برد سی تومان در جائزهٔ وظیفهٔ او مقرر گردید رباعی این ست

رباعی

از قطع وظیفه گر کنم شکوه خطاست — آنکس که دهد وظیفهٔ رزق خداست
جان شد گرو روزی و رازق ضامن — دارم گرو و ضامن من پا برجاست

حالتی نام او یادگار ست از طائفهٔ چغتهٔ بود در سلک ملازمان اکبری انتظام داشت صاحب دیوان ست او رهست ۵

نماند آنقدر از گریه آب در جگرم — که مرغ تیر تو منقار تر تواند کرد ÷

بجای رشتهٔ پیراهنت ای کاش من باشم — باین تقریب شاید با تو در یک پیرهن باشم
در نالهٔ زرعنائی آن گل شده ام باز — گل دیده ام امروز که بلبل شده ام باز
صبحی عجبی سر زد ازان چاک گریبان — بیدار شو ای گوشه نشین وقت نماز ست
گر زدرد دل نریزد آب چشم دو نیست — زانکه دود خانهٔ ویران سوی روزن نرفت

حلوائی

حلوائی ملا صادق سمرقندی رتبهٔ اوازان عالی ترست که در شمار شعرا درآورده شود بهندآمده بحج رفت و در شش بوطن برگشت در شعر سلیقهٔ خوب و فطرت عالی داشت صاحب دیوان ست

این بیت ازوست

دل گم شده و نمیدهم کس نشان ازو — در خنده ست لعل تو دارم گمان ازو

حاتم

حاتم کاشی از مشاهیر شعرا کاشان ست پدرش همسر بود او نیز و را و این همین شغل اکتساب معیشت میکرد بسیار سبز چهره و سیاه لون بوده ظرفا او را هندو میگفتند دیوانش قریب هفت هزار

بیت بنظر رسیده ازوست

پیکان ترا آب خورد از چشم تر ما ست — آرایش تیغ تو ز خون جگر ما ست
بر گردن خورشید نهد تاج لطافت — این دست که امروز ز طراز کمر ما ست
بی خاک گشتهٔ خود رخش اگر برانگیزی — چو گرد خیزد و چون باد در عنان بدود
بر گریهای مستی من شب سبوی من — خندید آنقدر که شکم بر زمین نهاد

حدیثی

حدیثی اصفهانی علی حزین گفته کم سخن پاکیزه گوست ازوست

	رباعی

شوخی که ز جور چشم مستش — هر گوشه چو من هزار کشته هستش
ترسم که بکشتنیز دادم ندهند — هر چند که فریاد کنم از دستش
دی آمدی و کرشمه کنان همره رقیب — دستی بسر نهادم و دستی بدیده هم

	رباعی

حکمت قمی از شعراء خریطهٔ جواهر میرزا جانجان ست آزوست ؎

رمیکند ازبسکه زتمثال خود آن شوخ — از عکس رخش تا برخش راه دو ماه ست

حسن بیگ شیدا علی مقیمی ذیولوشش بخط او تخمیناً یکهزار بیت دیده شد در هندرفته پیش خانخانان

عبدالرحیم فوت شد آزوست ؎

برسرکوی تو جمعیت اغیارم سوخت — چه شد آیا فلک تفرقه انداز کجاست

گره بکشا ززلف ازقید جان آزادکن مارا — علم کن تیغ کین یا خاطرغم شادکن مارا

قرار مرگ باخود داده رفتم ازسرکویت — بحسرت مرده ام هرجاکه بینی یادکن مارا

حقی خوانساری عارف دانشمند وشاعرارجمند بود در شعراو شادست آزوست ؎

امشب دل رازهجرنالان دیدم ٭ — جان را باجل دست وگریبان دیدم

قربان سرت دی بکه همره بودے — کامشب همه شب خواب پریشان دیدم

حاذق حکیم حاذق بن حکیم همام گیلانی واقف فن ست ونبض شناس سخن میرزا صائب گوید ؎

جواب آن غزل حاذق ست این صائب — بهار دیدم وگل دیدم وخزان دیدم

مولد حاذق فتح پور سیکری ست شاهجهان بادشاه او را بسفارت نزد امام قلیخان والی توران رخصت نمود و بعد مراجعت بمنصب سه هزاری وخدمت عرض مکرر امتیاز بخشید در پایان عمر در آگره گوشه انزوا گرفت و وظیفهٔ سالیانه او پنجهل هزار رسید و ۱۰۶۷ شربت فنا چشید او هم خامه را باین دوش جولان میدهد ؎

زگردش فلک اسرار مهر و مه شد فاش — بیک کلاه دو سر مشکل ست پوشیدن

شد دشمن من کمال بسیار — چون برخ خوب خال بسیار

ما قدر جوانی چه شناسیم کزاول — تصویر کشان قامت ما پیر کشیدند

بقول من نرسیده ست فعل من هرگز — خوشا کسی که درازست از زبان دستش

نمود فاش بدانسان که گوشها نشنید — سکوت من سخن ها رسیده برلب را

حبیب اصفهانی در عقلیات مشهور زمان بود و تتابع افکار حکما را با معارف اصحاب شهود تطبیق می نمود در عباس آباد اصفهان بجوار رحمت الهی آسود از وست ؎

ور آور بزم رندان تا به بینی عالمی دیگر
بهشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

مسجد خراب کردم و میخانه ساختم
تسبیح را شکستم و پیمانه ساختم

بدل ز خرمنمایان از تو دارم
چه منتها که بر جان از تو دارم

حالتی ترکمان قاسم بیگ نام از شاهسیر قزلباش ست در بلدهٔ طهران نشو و نما یافته در عهد شاه طهماسب در قزوین بملا مشهور شد طبع سلیمی در شعر داشته دیوانش قریب بده هزار بیت دیده شد

از وست ؎

آمد خبر وصل و ز خود بیخبرم ساخت
فریاد که مکتوب تو مشتاق ترم ساخت

آه در شهریکی فتنه خوابیده نماند +
که سر پا زده مژگان تو بیدار نکرد

هر جا حدیث جور و جفای بتان گذشت
بی اختیار نام تو ام بر زبان گذشت

خط بر رخ سپید و لعل لبت جانفزا هنوز
جان میتوان بخط و لبت کردن فدا هنوز

رفت آنکه غصه بر دل تنگم گذر نداشت
عاشق نبودم و دلم از خود خبر نداشت

نی صبر کرد و رستم عشق و نه نی سفر
این درد غیر مرگ علاجی دگر نداشت

روزی بشب رساند عجب بیتو حالتی
هرگز گمان صبر بخود اینقدر نداشت

آوارهٔ که بهر تو از خانمان گذشت
از غیر بهر خاطر او میتوان گذشت

از دشمنان بپرس که در دوستی رواست
آنها که از جفای تو بر دوستان گذشت

صبر از زمن و وفا ز تو این بود و خود بگو
عهدی که روز مهر و وفا در میان گذشت

پی گم شده ز راه روان طریق عشق
با آنکه کاروان ز پی کاروان گذشت

غم تو میکشد م بر رقیب تهمت نه
که بهر کشتن او هم بهانه می باید

افتادگان چو تکیه بدست دعا کنند
صد دور را بقطرهٔ اشکی روا کنند

در آتشم ز شرم گنه وای بر دلم — گر در عذاب من بهمین اکتفا کنند
ز الطاف نهان او شدم اکنون یقین راضی — که گر لطفی کند با دیگران از من نهان دارد
پس از هزار جفا یک دروغ عذر آمیز — بس ست از تو برای امیدواری ما
نهانم میکشی تا بر که میخواهی منی منت — وگرنه من که باشم آشکارم میتوان کشتن
بقا صد جان ندادم حالتی از مژده وصلش — بجرم این زود انتظارم میتوان کشتن
در عاشقی ز هجر نالم که بر دلم — هجران نکرد انچه امید وصال کرد
از تو وفای وعده بنا شد هوس مرا — شادی وعدهای وفائی تو بس مرا
حالتی سوخت دل خلق و گر ناله کمن — یا چنین کن که کسی نشنود آواز ترا
تو کی بوعده وفا کرده ولی چه کند — بخویش اگر ندهد دل قرار آمدنت
قاصد اوقت سخن گفتن بسیار کجاست — تا کجا همره یار آمده یار کجاست
بمن روز جدائی وعدها کردی و می ترسم — که آزار برده باشد استدا هجر از ادات
بعمری یک سخن گر با من آن نامهربان گوید — نشیند بار قیبان عذرها از بهر آن گوید

حقیری اگرچه خود را بشیوهٔ صلاح و فروتنی و تواضع حقیر می نمود لیکن بر تبهٔ شاعری و سلیقهٔ نظم و رست عزیز جهان بود و طریق عاشقی را براستی و درستی می پیمود آزوست

بدوش در مجلس حدیث آن لب میگون گذشت — من ز خود و فرستم ندانستم که آخر چون گذشت
تا گرفتارم بدرد عشق وقت من خوش ست — وقت آنکس خوش که نیاد گرفتاری نهاد
کسی که از تو ستمگر ستم هوس نکند — بخویشتن ستمی میکند که کس نکند
صد نگه جائی که او باشد بهر سو میکنم — تا بتقریبی نگاهی جانب او میکنم
تو بیدو صل فرستند زمان زمان و نیاید — که تا بحسرت بسیار زانتظار بمیرم
آورم پیش تو هر لحظه پیام و گران — گو بیا تا سخن خویش بنام و گران
با وجود بی وفائیهای او — سوخت جانم ز ستائیهای او

حسن میرزا ابوالحسن اصلش از فراهان ست دیوانش ملاحظه شد تخمیناً دو هزار بیت باشد در اکثر غزلیات تخلص ذکر نمیکند این اشعار از وست

خوشم بسنگدلیهای او که در دمرا ۰ دل ار ز سنگ بود طاقت شنیدن نیست
نمیخواهم کسی جز من بیارم سخن گوید ۰ اگرچه قاصد من باشد و پیغام من گوید
تا امیدم گرچه دارد گوش بر فریاد من ۰ زانکه میدانم نمیداند که فریاد من ست
تو مرا سوزی و من سوزم ازین غم که مباد ۰ باد بیرون برد از کوی تو خاکستر من

حیرانی در اصل قمی ست و در سهوان کتخدا شده چندی در کاشان دل بجوانی داده بود قاضی آنجا حکم باخراجش داده صاحب مثنویات و قصاید ست و فالش در ۱۰۳۰ اتفاق افتاده از وست

دوش آتشی که بر سر کویت بلند بود ۰ آتش نبوده آه من مستمند بود
بجر عشق خواهم روز محشر دست خود بسته ۰ که ترسم غافل از من دامن آن نازنین گیرد
صباح عید گر من دست آن نازکبدن بوسم ۰ ز شادی تا بشب آنروز دست خویشتن بوسم

حشمی میر حشمی باشد اصحبت داشته دیوانی بطرز قدیم دارد یک بیت او اندک بامزه ست

موی سر کردم سفید و هیچ کارم سر نشد ۰ دست و پای هیز نم اکنون که آب از سر گذشت

حیران شیخ محمود در تحریر خط نستعلیق و ثلث دستی عالی داشته و در تعلیم خطوط اعلم زیب النسا بیگم بوده سرخوش گوید هیچ است که تقلید ناصر علی راه رود راه اصلی خود را هم گم کرد حیران ست

آهو شنیده ایم ندیدیم جز رمے ۰ نقش جهان بگردش چشم که بسته اند
به نیرنگی دل صد داغ من گردیده پامالش ۰ که رقصد صد چمن طاؤس نقش پا بدنبالش
آن نهال شعله پرور دم که ذوق سوختن ۰ چون رگ یاقوت در آتش دواند ریشه ام

حزین شیخ محمد علی اصفهانی سلسله نسبش بشیخ زاهد گیلانی می پیوندد و در هنگامه نادرشاه از اصفهان رخت بدیار هند کشید و از راه بهکر و ملتان بدهلی رسید و چهار ده سال در انجا منزوی ماند بعده از انجا برآمده چندی در آگره و قصه نمود و از آگره بشهر بنارس شتافت

در علوم عقلی و نقلی پایهٔ بلند داشت و در شاعری و مخنوری مرتبهٔ ارجمند زبان او از غایت صفا آب زلال میماند و کلام او از نهایت آبداری نسب بسلک لآلی میرساند شاگرد محمد سمیع فسائی ست در سنهٔ ۱۱۴۴ بحرین رفت محمد شاه پادشاه برای او سیورغالی مقرر کرد و پس بآن ماوهٔ توکل فارغ بال آسوده حال میگذرانید میرآزاد بلگرامی او را دیده ست میگوید بنارس اول نهاد توطن ساخت الحال در انجا عافیت خانه ترتیب داده چشم بر راه داعی حق ست آرزو برخن وی اعتراضها کرده انتهی میرآزاد دران محاکمه فرموده و هم حسین دوست در تذکرهٔ خود ذکر بعض اعتراضات مع سند آورده و قول فیصل درین باب از مولوی امام بخش صهبائی دهلوی ست دیوان حزین مشتمل بر اقسام سخن ست قریب بست هزار بیت اشعار عربیه هم دارد اما بر تبهٔ شعر فارسی نیست بلکه عربیت او محل نظر ست در سنهٔ ۱۱۸۰ دامن از خارزار جهان برچید و در گوریکه در بنارس برای خود مهیا ساخته بود خواب راحت برگزید برخی را از نتایج طبع او درین انجمن تکلیف ورود داده میشود ؎

نبرد جلوهٔ گل جانب گلزار مرا — می برد نالهٔ مرغان گرفتار مرا
ممنون سپهرم که شکنج قفس او — نگذاشت بدل حسرت بی بال و پری را
کوتاهی پرواز بود لازم هستی — پیچیده ببال و پر ما تار نفسها
در دل تنگ بود جلوهٔ جانان مارا — یوسفی هست درین گوشهٔ زندان مارا
هلاک گوشهٔ دامان بی نیازی تو — بشمع کشتهٔ من منت صبا نگذاشت
نبود لائق حسن این همه بی پروائی — داد دل گر نتوان داد مدارائی هست
بپستان آمدن خون جگر را شیر میسازد — جوان را یکدم اندوه غریبی پیر میسازد
شمع را شعله مسلسل ز دل آید بیرون — آه دل سوختگان متصل آید بیرون
زلف مشکین تو هر جا که شود خالیپا — نکهت از نافهٔ چین منفعل آید بیرون
نیم هجر تو تنها و همنشین دارم — دل شکسته یکی جان بیقرار یکی

رباعی

ساقی قدحی که دور گلزار گذشت — مطرب غزلی که وقت گفتار گذشت
ای همنفس از بهر دل زار بگو — افسانهٔ آن شبی که با یار گذشت

آهِ تو فاش میکند عشقِ نهفته را حزین — وو د دلیل میشود آتشِ ناپدید را
تو خود بپرسشِ من لعل جانفزا بکشا — که قفل خامشیِ عشق بر زبان مهر ست
مژه بر هم نزدم آینه سان در همه عمر — بسکه در دیدهٔ من ذوق تماشای تو بود
باشد بچمن هر رگ گل دام هوسها — رشک ست بآزادی مرغان قفسها
آی وای بر اسیری کز یاد رفته باشد — در دام مانده باشد صیاد رفته باشد
شادم که از رقیبان دامن فشان گذشتی — گوشتِ خاک ما هم بر باد رفته باشد
دلکم ز وعده بر آتش نگندی و رفتی — بیا که سوختنِ این کباب نزدیک ست
ز جوشِ اشک رنگین خامه تصویر را نامم — که هر مو بر تنم مژگان خونبار ست پندارے
ادب مغلوب مستی بود آن ساعت که میگفتم — شمیم گل غبارِ کوچهٔ یار ست پندارے
ز غیرت می تپد دل در جم شیون کنان امشب — سپندی را بآتش پاره کار ست پندارے

رباعی

بی ضامن دهن وام می بایدیست — عنقا را بدام می بایدیست
دندان که معطل ست در کام هست — تا نیکه صباح و شام می بایدیست

حسام محمد اصلش از قصبهٔ خواف من اعمال قهستان ست مقیم جادهٔ قناعت بود طبع موزون وخاطر سخن فهم داشت در شش انتقال کرد از دست

ای عزه بدین سکنِ دو روزه خاکے — بگذار که پیش از تو مقامِ دگری بود
از بهر که خبر جستم ازین رازِ نهانے — فریاد که او نیز چو من بیخبرے بود

حاکم حکیم بیگ خان لاهوری پدرش شادمان خان منصب هفتصدی از خلد مکان داشت

و نا پنجهزاری رسیده و بنوبت دنقاره و علم و رایت امتیاز افراخت و آخر دامن دولت فقر گرفت حکیم بیگیان کشمیر و دهلی را سیر کرده احرام حرمین شریفین بست و بانور العین واقف قصد دکن کرد و در اورنگ آباد وقت آمد و شد با میرآزاد برخورد تحفة المجالس نام تذکره ازوی ست سخنورانی را که دیده و دران درج کرده آزاد نامش مردم دیده نهاد پسند کرد و همین نام مقرر کرد و چون بلباس فقر درآمد بشاه عبد الحکیم ملقب گشت حاکم شاگرد شاه آفرین لاهوری ست آرزو در مجمع النفائس حاکم را و حاکم آرزو را مردم دیده بخوبی یاد کرده

این چند بیت ملتقط از دیوان اوست

حال دلم نه پرسد و زلف خویش گاهے — زان رو که شب نپرسند احوال خستگان را
گر شوم پیر همه عیش شباب ست مرا — چون شود خصم قدمن جام شراب ست مرا
بس بود دستهٔ رزق زین بحر ما را چون حباب — آرزوی دولت بسیار کم داریم ما +
فلک باین تن کاهیده اشک بارم ساخت — هزار شکر که تسبیح ذکر یارم ساخت +
حاکم بر نگ غنچه بگلزار روزگار + — تنگی دل بخنده برون کرده ایم ما
حیرت زده ام غیر خموشی سخنم نیست — یعنی که چو تصویر زبان در دهنم نیست
زاهد بمکن اشعار را وسیلهٔ رزق — ببین زمین سخن قابل زراعت نیست
کی بسر گوشئ زلفت برسد — نافهٔ چین دهن بو دارست
کسی بهجر من زار بر زمین ننشست — نشست نقش قدم لیکه این چنین ننشست
تهمت وزدی دل را بکه بندم آخر — هر کرا می نگرم نام ترا میگیرد

حشمت میرزا امام قلی مخاطب بعماد الدین خان ازامرای محمد شاه پادشاه بود گاهی سخن موزون میکرد از وست

ماجو رکشان نام نگیریم و قرار ا — پرورده درد یم نخواهیم دوارا
ازان در پهلوئی خود مسکنم دل را نگهداری — که بر گرد سر آن کاکل مشکین بگردانم

حسرتی نواب مصطفی خان بن عظیم الدوله سرفراز الملک نواب مرتضی خان بهادر مظفر جنگ
رئیس جهانگیر آباد من توابع دهلی از اولاد صبا باین شغل منوط بوده اکثر عمر در شوق فن سخن بسر برد
و در مراتب نظم و نثر ادای خاص داشت و با پارسی و ریختهٔ طبع او چنان مناسب افتاده که بهر شیوه
سخن خوش و حرف دلکش میگذارد اگر مجموعهٔ منثور و منظوم او به بینی انعمی را سلم داری شاگرد
مومن خان دهلوی ست و در ریختهٔ شیفته تخلص میکرد محرر سطور در زمانه قیام شاهجهان آباد که
که قریب دو سال خواهد بود بتقریب طلب علم در دولت کدهٔ ایشان پای اقامت افشرد و تا بقید
حیات بود بخط و کتابت یاد و شاد میفرمود ترغیب السالک الی احسن المسالک و تذکرهٔ گلشن بیخار
و دیوان شعر فارسی از تالیفات ایشان باقی ست سنسک مذکور در ۱۲۸۴ از دهلی هدیهٔ نزد کاتب
حروف فرستاده و در ۱۲۸۵ بزمانه برگشتگی افواج هند هرگاه تهمت غدر مبتلا شده بحبس افتاد
محرر سطور بواسطه بعض حکام سعی موفور در اخلاص بکار برد و حق تعالی او را از ان عقده کشود نجات
بخشید خطی بحرر سطور تحریر کرد که عبارتش بلفظه این ست خط سامی که در زمان مبتلا بودن مخلص بمنه
بلا بنام صدر الصدور صاحب رسیده بود بر طبق آن صاحب ممدوح آنچنان مساعی جمیله و
کوششهای نبیله فرمودند که صورت نجات مخلص بظهور رسید آری مقتضای محبت های سامی همین
بود این احسان فراموش شدنی نیست اکنون نجات صوری رو داد لیکن نجات معنوی باقی ست
یعنی جائداد وغیره وجوه معاش هنوز مطلق واگذاشت نشده این مقدمه هم باجلاس صدر الصدور
موصوف رسیدن ضرورت افتاد که بآنجناب اطلاع کنم تا بنام شان خط سفارش چنانکه سابق
نوشته اند ترقیم فرمایند و تحریر این معنی که بظهور این امر شکر گزار سامی خواهم شد فضول ست که میان
ما و شما گنجایش همچو امور نیست که یاد از بیگانگیها مید هد ظاهر ست که بار این منت بس عظیم خواهد بود
مورخهٔ یکم شعبان ۱۲۷۰ هجری انتهی چون این خط آمد خطی دیگر بنام مومن علیخان صدر الصدور
ساکن بسندیله نوشته شد و نیز معاش بعد کشش و کوشش بسیار واگذاشت شد و لله الحمد و المنه
حمد الله تعالی فی سنة ست و ثمانین و مائتین و الف الهجریة در ینوقت از اشعار او چیزے

دست بهم نداد این چند ابیات که در خزانهٔ خیال افتاده بود با قطعه نامه فارسی موسومه مفتی محمد صدرالدین خان بهادر صدرالصدور دهلی که وقت مراجعت از حرمین شریفین تحریر یافت اتفاق افتاد در اینجا نوشته شد

ای از نفس خجسته مشکین رقم تو — نسرین کده در جیب و بغل باد صبا را
بوئی تو به نفحهٔ گل عندلیب را — کوئی تو خوشتر از وطن خود غریب را
با حسنش این جنون که تو بینی تحمل ست — ناصح ملامتی مکن این ناشکیب را
بر حال خستگان تو جائی ترحم ست — بیمار میکنی بنگاهے طبیب را +
این مایه کین بمدعیانم نداده اند + — هرگز عدوی خویش نخواهم رقیب را
لطفش بهزم دلکش او حسرتی کشید — چون بوئی گل ببلغ بر دعندلیب را
خنده چه خوش شیوه ست از پس خشم و عتاب — لذت دیگر بود ز خم نمک سود را

برطرهٔ پرشکن چه نازے — آخر ز دلم شکسته ترنیست
آغاز محبت ست ای چشم — هنگام تراوش جگر نیست

فرزون ز لاف کشد خط سبز تو دل را — بدیده بیش خلد سبزهٔ که نوخیز ست
جای رحم ست بران بسمل بسکین که هنوز — نیم جانی بتنش باشد و قاتل برود
بزبان تو هوسناک فرستد پیغام — بکمند تو سلام از دل آزاد رسد
آنکه تلخ از سخن تلخ تو شد عیش مرا — میتوانی که تلافی بشکر خند کنے
حسرتی مرد اگر فائده ات چیست جزین — که دل غیر باین واقعه خرسند کنے
دم جان پرور تو هر چه که دارد دانیم — از ادب گرچه نگوئیم که اعجازی هست
خواجه را شوق نظربازئی و من می ترسم — که درین جمع حریفی قدر اندازی هست
ظلمت شب برقرار و صبح ناپیدا هنوز — حسرتی بیجا سر از خواب عدم برداشتم
مرا بخشیده و گاهی جز بدی نیکی ندیده از من — نمیدانم کدامین جرم ازو برگزیدا زمن

آمی فرض احترام تو از کعبه سوئی هند — نامه — دانی که باز گشت چرا کرده ایم ما +
زان مشرق لوامع قدس از چه روی باز — اندیشه صرف تیره سرا کرده ایم ما
بهر طواف کوئی تو ای معراج فضل — رو جانب زمین زسما کرده ایم ما
ای حج و عمره راز تو دانیم رکن و شرط — زین راه طی مراحلها کرده ایم ما +
ای آگر از تفنن الفت چه دور اگر + — از قبله رو بقبله نما کرده ایم ما
شیخ الرئیس را بتو همسر نوشته ایم — پرسی اگر صواب خطا کرده ایم ما
پور قباد را بتو همپایه گفته ایم — انصاف میدهیم جفا کرده ایم ما
آن منظر شیون صفائی که اکتساب — از شیوهٔ تو رسم وفا کرده ایم ما
آنی که دل بشیوهٔ شیرین ربوده — آنی که جان بذوق فدا کرده ایم ما
مرآة دل بهجر چو زنگ الم گرفت + — از یاد عارض تو جلا کرده ایم ما
جان از فشار درد جدائی چو تنگ شد — از وعدهٔ وصال دوا کرده ایم ما
زان پاره آتشی که دلش مجمر آمده — آتش غبار و آب هوا کرده ایم ما
بر ما مگیر نامه اگر کم نوشته ایم + — وانی که اعتماد صبا کرده ایم ما
در نامه ناتوشتن تو از تو پیش خود — صد گونه عذرها بسزا کرده ایم ما
وین نامه گرچه بعد دو سالی نوشته ایم — اما هزار ناز بجا کرده ایم ما
هم در طواف کعبه ترا یاد کرده ایم — هم آر زوی تو ببنا کرده ایم ما
در کعبه داستان مدیح تو خوانده ایم — وندر مدینه بر تو ثنا کرده ایم ما
هم بهر تو بمرده تمنا نموده ایم — هم بر صفا دعا بصفا کرده ایم ما
هر جائی کان محل اجابت شمرده اند — حق وفا و مهر ادا کرده ایم ما
در ختم نامه عرض دعا گر نکرده ایم — ای حسرتی عذر زیا کرده ایم ما
وانگه دعا بموضع دیگر چه حاجت ست — چون بار ها بکعبه دعا کرده ایم ما

حرف الخاء المعجمة

خاقانی حکیم افضل الدین شروانی حسان عجم و افتخار لوح و قلم ست ثناگستر شروان شاه بود بر هر قصیدهٔ مدحیه هزار دینار صله یافتی جامی او را در سلک اولیا منخرط ساخته گویند در ۵۸۲ بمرد و از جیب السیر معلوم میشود که تا ۵۸۹ زنده بود و در عربیت نیز قدرتی داشت قصیدهٔ غرّی بمدح شروان شاه گفته صاحب ید بیضا در ترجمهٔ وی اطالت بسیار کرده و حاج بودن او نوشته از وی می آید ؎

نقش امید چون تو اندبست — قلمی کز دلم شکسته ترست
تا چشم تو ریخت خون عشاق — زلف تو گرفت رنگ ماتم
بد و میگون لب پسته دهنت — بسته بوس خوش فندق شکنت
بحریر تن و دیبای رخت — به ترنج برد سیب ذقنت
بفروغ رخ زهرا صفتت — بفریب دل هاروت فنت
به نیاز دل من در طلبت — بگداز تن من در حزنت
که مرا تا دل و جان ست بجای — جائی باشد بدل و جان منت
تو بمان دیر که خاقانی را — دل نخانده ست ز دیر آمدنت
از بسکه شنید یا رب چرخ — از یارب من بیارب آمد
همسایه شنید نالهام گفت — خاقانی را دگر شب آمد

خسرو دهلوی خسرو قلزم معانی ست و صاحبقران سواد اعظم سخندانی نمک کلامش شور انگیز انجمنها و سوز سینهٔ او آتش زن خرمنها دختر زادهٔ عماد الملک بود از ملوک عظام و امرا کرام و اعزّ فوق الوصف یافت و دست ارادت بدامن شیخ نظام الدین دهلوی زد و هفت بادشاه را خدمت کرد و در زبان عرب و عجم و هند سخن گفت عدد اشعارش به پنج لک شعر میرسد سخن آفرینی باین قدرت و سرمایگی در ایران و یا هم نزاسته در ۷۲۵ بسرای سرد رخ امید مزارش پایان قبر شیخ

اوست ترجمه حافظ او در بیت است این چند گوهر بی بها از خزانه عامره خسروست

که ره نمود ندانم قبای تنگ ترا — که میکشد ببر آن سرو لاله رنگ ترا
ز کشته پرشده شهر و کشنده پیدا نیست — وبال تنگ تو پنهان شدست چیزی هست
گفتم آنجا مروای دل که گرفتار شوی — عاقبت رفت وهمان گفته من پیش آمد
نیست آن دولت که بوسم پای والایت ولی — پای آن بوسم که در کوی تو گاهی بگذرد
مست آن ذوقم که شب در کوی خویشم دید و گفت — کیست این گفتند مسکینی گدائی میکند +
بیچاره خسرو خسته را خون رنجتن فرمودست — خلقی بنت یکطرف آن شوخ تنها یکطرف
نی جمال آنکه او را از دل خود برکشم — نی دلی خالی که در وی دلبر دیگر کشم
بمحشر گر ترا پرسند خسرو را چرا کشتی — سرت گردم چه خواهی گفت من هم همان گویم
ذوق جفای ناز تو بر من حرام باد — گر من بجز دعای تو کار دگر کنم
تنگ نبات چون بود لب بگشا که همچنین — آب حیات چون رود خیز و بیا که همچنین
من کجا خسپم که از فریاد من + — شب نمی خسپد کسی در کوی تو
ملالتی بجز این نیست آشنایان را — که آشنائی و بیگانه وار میگذری
کشتی که عشق دارد نگذارد بدنیسان — بجنازه گر نیائی بمزار خواهی آمد
تو شبینه مینمائی ببر که بودی امشب — که هنوز چشم مستت اثر خمار دارد
دل بستمت بزلف و ندانستم اینقدر — کز وی چنین دراز شود گفتگوی دل
زین غم که بکس نمیتوان گفت — شبهاست که غمگسار خویشم
خسرو غریبست و گدا افتاده در شهر شما — باشد که از بهر خدا سوی غریبان بنگری

رباعی

آن روز که روح پاک آدم ببدن — گفتند در آنی شد از ترس بتن +
خواندند ملائکان بلحن داؤد + — در تن در تن در آمد آدر تن در تن

از مخالص امیر خسرو ست که بعد تمهید ابر و بهار میگوید ؎

برآمد ابر دُر بخشش اگر زان پایه در غلطد ‌ ‌ ‌ نگیرد هیچکس دستش مگر شاه جهان گیرد

ایضا بعد ذکر محبوب ؎

ندارد روی آن نازک ز گرد ما هیچ آسیبی ‌ ‌ ‌ جگر در سایهٔ رایات شاه کامگار آمد

خواجو کرمانی نخلبند اصول شعراست و سرپلند فحول فصحا در رسم ختان علی سهل بن شاه ابو اسحق شیرازی قصیده گفته طبقی پر زر باو بخشید خواجو بحر و مشاهدهٔ آن شادی مرگ شد مضجع او در تل الکدر بر شیراز ست فوت او در ۷۵۳ بوده اول کسیکه خمسه نظامی را جواب گفت امیر خسرو و خواجوست کلیاتش قریب بست هزار بیت باشد و مثنوی همایون بسیار بصفا قابل مرحبا

گفتهٔ نخل سخن چنین می بندد ؎

آنکه یک خط فراموش نگشت از یادم ‌ ‌ ‌ ظاهر آنست که هرگز نکند یاد مرا +

آن دو هندوی سیه کار کند اندازا ‌ ‌ ‌ همچو زدان بسته در آفتاب انداخته

برین صفت تبکبر زد دستان مگذر ‌ ‌ ‌ اگرچه عمر عزیزی و عمر در گذر ست

سر شک من که بلوح زمین نوشت خطوط ‌ ‌ ‌ محقق ست که او این مقالهٔ ثانی ست

کی برگنم دل از رخ جانان که مهر او ‌ ‌ ‌ با شیر در دل آمد و با جان بدر شود

بقصد مرغ دل خستگان مبگن دام ‌ ‌ ‌ که طائران هوایت کبوتر حرم اند

چشم تو نمی شکیبد از خواب + ‌ ‌ ‌ بیمار همیشه خواب خواهد

چون خاک درت مقام خواجوست ‌ ‌ ‌ دوری ز تو از چه باب خواهد

از آن مرا ز دهان تو هیچ قسمت نیست ‌ ‌ ‌ که نیست نقطهٔ موهوم قابل تقسیم

تو مرا عمر عزیزی و یقین میدانم ‌ ‌ ‌ که چو رفتی نتوانی که دگر باز آئی

خواهد که کند منزل بر خاک درت خواجو ‌ ‌ ‌ لیکن نبود جنت ماوای گنهکاران +

خسرو خواهر زاده میرزا قاسم چغانیست از سفر حجاز بهندوستان رسیده ملازم شاهزادهٔ

بزرگ شد بچیزی نبود نتیجهٔ طبع اوست ۵

ز نورِ عشق بشد خسروی را دلِ جهان روشن ‌ ‌ ‌ که شمع مرقد او میتوان کرد استخوانش را

نیالایند شیرانِ حرم سر پنجه از خونم ✣ ‌ ‌ ‌ سگانِ دیر را ای همنشین زین طعمه مهمان کن

خورشید سیر خورشید علی بلگرامی شاعر معنی یاب است و در زمرهٔ سخنوران انتخاب سلیقهٔ شعر نیکو داشت و صیاد خیال را بصید معانی بری گماشت صحبت شیخ علی حزین دریافته آورده ۵

طفل ست و رمز عشق نفهمد بهیچ طرز ‌ ‌ ‌ ای وای را دلِ بچه مضمون کنیم عرض

بس کینه جوست ترکِ ستمگر بعاشقان ‌ ‌ ‌ آن به که حالِ خویش دگرگون کنیم عرض

دلِ من مائلِ طفلی ست که خواند ‌ ‌ ‌ درس دیوانگی استاد از و

آگه ز بد معاملگی تو بوده ام ✣ ‌ ‌ ‌ روزیکه دل بدستِ تو دادم گریستم

چون نکهتِ گل زین چمن آهسته گذشتیم ‌ ‌ ‌ آگاه نگردید کسے از اثرِ ما ✣

خاکسار نواب شکر الله خان امارت را با فضیلت جمع داشت و جواهر نوادر حقائق انفس و آفاق در رشتهٔ نثر و نظم می سفت این چند بیت از وی ست ۵

آن چشمِ خون فشان ز تو تیغ کشیده گفتم ‌ ‌ ‌ وز زخم آن بهر دل مرهم رسیده گفتم

از حالِ دل چه پرسی چون زلف ابتر او ‌ ‌ ‌ صد جا شکسته افتاده صد جا خمیده گفتم

در وادیِ محبت هر خار غم که آمد ‌ ‌ ‌ در پایِ طالعِ من آن را بدیده گفتم

تلافی همه بیرحمی جفای شما ‌ ‌ ‌ بیک نگاه او اشد زهی ادای شما

جزای خیر دهد پیر عشق را کز صدق ‌ ‌ ‌ دلم سپرد بزلفِ گره گشای شما

گر پا نهی بدیدهٔ خونبار ما ز لطف ✣ ‌ ‌ ‌ رنگین کنیم پای ترا از حنای اشک

تیغ تغافلت همه خونِ سرشک ریخت ‌ ‌ ‌ بر گردنِ تغافلِ تو خون بهای اشک

اشکم نماند بسکه براهِ تو ریختم ✣ ‌ ‌ ‌ آید بجای اشک دلم بر قفای اشک

تسلی از خیالِ زلف چون زنجیر میجویم ‌ ‌ ‌ دماغ آشفته ام بوی از گلِ تصویر میجویم

زبس مضمون عالی بود در آیات حسن او — نبردم پی بمعنی از خطش تفسیر میجویم

خالص سید حسین مخاطب بامتیاز خان صفاهانی حاجی حرم و زائر مدینه بود و بدیوانی صوبهٔ عظیم آباد از طرف خلد مکان مامور در عهد شاه عالم عازم دیار ایران شد و اموال لکوک از نقد و جواهر و اقمشه با خود می برد خدایار خان مزربان سند چشم طمع بر مال او انداخت و کسان خود را فرستاد تا شبی کار او تمام کردند این حادثه در ۱۲۲۰ واقع شد میر عبد الجلیل آه آه امتیاز خان تاریخ یافته دیوانش مطالعه افتاد صافگوست تلاشها هم دارد این چند بیت از وی بزبان خامه ودلیعت میشود ؎

بسائل انچه برآید ترا ز دست بده — نگاه دار زبان را و هرچه هست بده

رسید فصل بهار و زمانه گلچین ست — سپند آتش می شو چه جای تمکین ست

تیره روزی مانع عرض کمالات دل ست — روز شب چون میشود آیینه فرد باطل ست

تو تا از دیده رفتی مانی بینیم خود را هم — جدائی از تو چون آیینه تنها میکند ما را

تا نخواهند شود سبز بهر انجمنے — که نباشد بچمن قدر گل خود رو را

بگوش قاصدی میرفت بیدردان ز نادانی — همه مکتوب میدادند من دادم دل خود را

ای کاش همچو سبحهٔ تسبیح تار عمر — در کربلا گسسته شود گر گسستنی ست

که بشهر آمده کز دیدهٔ حیران امروز — هر طرف می نگرم آیینه بازاری هست

رقیبا من نمیگویم گل و باغ و بهار از من — بهار از تو گل از تو هر دو عالم از تو یار از من

باشتی که لازم ارباب دولت ست — دشنام سید هند بسائل غنیمت ست

نیست بی لطفی جواب نامه گر ننوشت دوست — از زبان خامه ما را یاد نتوانست کرد

دیوانه براهی رود و طفل براهے — یاران مگر این شهر شما سنگ ندارد

همت هر کس بقدر وسعت احوال اوست — آب چندین چشمه از یک چشمهٔ دل میرود

لطف حق را کرد بر ما ظلمت عصیان غضب — آب دریا را شب تاریک آتش میکند

ساقی بیا که فصل خزان رو دمیرسد — ای می تو هم برس که سفر میکند بهار
جناغی را که با اغیار من دلخواه می بندی — اگر منظور دل بردن لبو دمن هم دلی دارم

خلیل

خلیل میرزا محمد خلیل همدانی رشید آبادی زلال فکرش آتش نمرود منشان دار الملک حسد را گلزار ابراهیم ساز د و سوی طبع فیاضش درماندگان بحار غفلت را از بین السطور بکوچه سلامت برد و معانی بیگانه را با خواطر چنان آشنائی میدهد که ابر نیسان قطره را باصدف و مصراع را با بیت آنچنان پیوستگی می بخشد که دست مشاطه قدرت بیت ابروی خوبان را با جبین پر شرف

در مثنه بخدمت عمده سرکار پادشاهی قیام داشت از نتایج طبع اوست + ۵

چشم از گلشن دیدار کسی نگلچین ست — که ز ته جرعهٔ جامش مئی گل رنگین ست
کمر کوه شود خم ز گرانباری عشق — بار درد و غم یاقوت لبان سنگین ست
بوئی زلف تو کند تازه کهن زخم مرا — رشتهٔ دوختن چاک دلم مشکین ست
گل گلزار محبت جگر صد لخت ست — غنچهٔ نورس این باغ دل خونین ست
بدام افتادنی در طالع من هست پنداری — چمیده نهای دل را دیده دام خود سکون دارم
رسیدن تا شهادتگاه او از من نمی آید — که پیش ره ز سیل اشک صد دریای خون دارم

خضری

خضری لاری از شعرا پایه تخت امام قلیخان والی فارس بود و در سنه ۱۰۴۰ راه فنا پیمود از وی ست

نازت بغارت می برد صبر دل ناشاد را — یادت عمارت میکند جان خراب آباد را
بخشم آوردی بصد خون جگر تا در دوست — مژده برهم مزن ای دیده که خوابم نبرد
بنده ام آن می پرستی را که در باغ وجود — شد چو نرگس سبز ترک جام نتوانست کرد
تابوت من آهسته ازان کوگذر رانید — چون نیست امیدی که بیائیم دگر آنجا
میرم از هجر و نخواهم که بمن رام شوی — ترسم از عشق من سوخته بدنام شوی
امشب که جا در انجمن یار داشتم — از شرم گریه روئی بدیوار داشتم
در بزم او کسی به بدی هم نبرد نام + — هر چند گوش در پس دیوار داشتم

فضولی

خواری تبریزی از شعرای مشهور عهد شاه طهماسپ ست شاگرد لسانی شیرازی بود هم در آنجا در سنه ۹۸۴ هجری وفات یافت اشعارش متفرق بنظر رسیده از وست ؎

حسرت دیدار جانان میکشد آخر مرا — آه ازین حسرت که هجران میکشد آخر مرا
بخت آنم کو که خواب آلوده برخیزی شبی — ناله ام نشناسی و گوشی بفریادم نهی
من که انگشت نما بودم ازان کو رفتم — تا دگر تیر بلا را که نشان خواهد بود
از گریه بهر جا که گذشتیم چمن شد — وز ضعف بهر جا که نشستیم وطن شد

فضولی

خاکی ناظم خوش ادا بود و معاصر سلطان حسین میرزا این بیت از وی ست ؎

آتش عشق پس از مرگ نگردد خاموش — این چراغی ست کزین خانه بآن خانه برند

فضولی

خصمی اصفهانی مالک معموره معانی ست و عامر بلاد مبانی وضع در ویشانه داشت بسیر هند شتافت و بوطن برگشت این مطلع از وست ؎

ساقی بده آن باده که از هوش خود افتم — من بار خودم میکشم از دوش خود افتم

فضولی

خیالی میرزا غیاث الدین اصفهانی در تقوی و حسن اخلاق یگانهٔ زمان بود بموزونی طبع از بدایت عمر بشعر و شاعری رغبت نموده غزل و رباعی سنجیده دارد این چند بیت ازان نازک خیال ست ؎

هر که زیبائی جهان ست ز زیبائی تست — حسن هر جا که رود صید تماشائی تست
شمع میداند بشبها محنت پروانه را — قدر عاشق را کسی داند که داغش بر دل ست

فضولی

خضری قزوینی از شاعیر اهل سخن ست طبعی خوش داشته از وست ؎

سر کوی یار خضری بحریم کعبه ماند — که بهر طرف کنی رو بتوان نماز کردن
نامد ز من گناهی و شرمنده ام ز لوتو — پر سیل جنگ داری و هیچت بهانه نیست

فضولی

خضری خوانساری پسر ملا تاجر بود میگوید ؎

بر هم نزنم اگر ببینم — چشمی که در انتظار بازست

تا کی ز بیم خوئی تو آهے که سرد دهم | باز ش عنان بتابم و سر در جگر دهم

خلقی محمد یوسف طهرانی صاف گو بود آزوست

بصد نیاز بروئی تو جان برافشانم + | چو زلف را تو بصد تاب در براندازی

خازن قاسم نام دارد این بیت از وی بگوش خورده

نگاهم را بدام افتاده عکس شعله پردازی | خموش ای همنفس یکدم که در صید پر و بازم

خلاصی از مصاحبان ملا محتشم بود دیوانش تخمیناً هزار بیت بنظر آمد آزوست

بمحشر چون خلاصی سر برآرد از کفن گوید | خدایا شام هجران دیده ام دیگر مسوزانم

خلقی شستری ترانهٔ سخن چنین می سراید

گر کفر پسندی بهوس دین نکنم | ور خار دهی حدیث نسرین نکنم

ور بحر طلب کنی ز پا ننشینم + | تا دست بخون وصل رنگین نکنم

خوشدل مولوی مصطفے علیخان گوپاموی نسبش بعمر بن خطاب رضی الله عنه میرسد اصلش بلدهٔ قنوج ست که وطن محرر سطور باشد از احفاد قاضی مبارک شارح مسلم منطق ست بعد کسب علوم و جمع حیثیات بعهد نواب والاجاه که از بنی اعمام او بود بمدراس آمد و مدرس مدرسه گردید بعده بقضاء دایر سایر ترچناپلی مامور شد سپس قاضی القضاة حکومت مدراس گشت وفاتش در ۱۲۳۴ بوده خوشدل مرحوم تاریخ انتقال ست ترجمهٔ حافله اش در نتایج الافکار مرقوم ست

این ابیات از دیوان اوست

بوسم من بی برگ و نوا برگ حنا را | تا بوسه بپیغام دهم آن کف پا را

چون نیشکر زراستی خویش نگذریم | خوبان جدا کنند اگر بند بند ما +

چگونه روز حساب از تو دادبستانم | خدنگهای تو در سینه بیحساب شکست

دمی نشین بسر من که خواب نزدیک ست | شکستن نفسم چون حباب نزدیک ست

قضا چو خواست پریشان کند مرا خوشدل | فسون عشق بگوشم دمید و هیچ نگفت

من کشتهٔ آنم که قضا را نشناسد — زان بت بفغانم که خدا را نشناسد
گر فتنه خاصیت سرمه جوهر تیغت ✣ — کشتگان تو از آه و نالهٔ خاموش اند
کاش از حال دل غمزدهٔ من پرسی — پیش ازان روز که پرسی ز زبانی نبود
ز گریه ام همه آفاق عالم آب ست — یکی بیا بتماشای اشکباری دل
فلک آسوده بکنج لحدم هم نگذاشت — آسمان زیر زمین بود و ندیدانستم
عمر بوحشت گذراندم تمام — منفعل از نسبت انسانیم
لیل و نهارم گذرد در سفر — دانهٔ تسبیح سلیمانیم

خوشنود محمد رضا علیخان خلف خوشدل مرحوم ست کتب درسیه خوانده و دستگاه علمی بهم رسانیده و در سنه ۱۱۳۱ نوکر نواب عظیم الدوله بهادر شده خدمت افتای محکمهٔ عالیه داشت بعده قاضی بجنور شد بعده بجای پدر قاضی القضاة حکومت مدراس گردید طبع نظم داشت صاف گوست

این رباعی ازوی خوش کردم ✣

رباعی

برخیز ز خواب میرود عمر ز دست — برگیر حساب میرود عمر ز دست
خوشنود دمی بسوگواری بنشین — با چشم پر آب میرود عمر ز دست

خاطری کاشانی در هند بسر می برد و همین جا بملک فنا شتافته رحمه ✣ ۵

با گریه زان خوشیم که آوازه میکند — از آشیان دیدهٔ ما مرغ خواب را

خلیل کاشی نامش محمد باقر ست شاعر ماهر بوده دیوانی قریب چهارده هزار بیت فراهم آورده

یک ناله بیتو کرده ام از روی اشتیاق — از شش جهت هنوز صدا میتوان شنید
گر از دو کون وسعت آرام ماند اشت — بنیاد آشیان بپریدن گذاشتیم

خلیفه سلطان نبیرهٔ اسد الله خلیفه ست وزیر شاه عباس ماضی بود و بعز مصاهرت شاه اختصاص داشته و بعد شاه صفی از منصب وزارت معزول گشته رباعی بشیتر گفته

رباعی

افسوس که عمر گشت بیهوده تلف — دنیا بلعب گذشت و دین رفت ز کف
بیچیده خدا و خلق راضی نشدند — ضائع کردیم پاره آب و علف

خواجه علی

خواجه علی برادرزادهٔ حاجی محمدخان قدسی ست در مشهد پیش نماز بود و دران باب گفته ؎

این پیش نمازیم نه از روی ریاست — حق میداند که از ریا مستثنی ست
اینک خوشم افتاد که در وقت نماز — پشتم بخلائق ست و رویم بخدا ست

خازن

خازن نامش محمد امین ست از سخن سنجان تبریز و گنجینه دار معانی دل آویز ست ؎

بود ز تنگی دل غنچه سان دل جمعم — چو گل شگفتگیم باعث پریشانی ست
گلشن فردوس اگر خواهی مرنجان خلق را — سد راهی چون غبار خاطر احباب نیست

خصالی

خصالی هروی نامش حیدر ست بهند آمده آخر حال خود را در سلک ملازمان شاهجهان پادشاه منخرط گردانید و بخدمت دیوانی صوبهٔ کشمیر سعادت پذیرگردید ؎

چنانکه کاه ربا برگ کاه را برچید — برهنه پای من خار راه را برچید
دل تسلی ز وصال تو نگردد بخیال + عکس گل بوی ز آیینه نبخشد بمشام

خسرو

خسرو از شعرا جونپور ست اشعار بسیار دارد از وست ؎

دیوانهٔ عشق ترا هر رنج راحت میشود — سنگی که آید بر سرش سنگ جراحت میشود

حرف الدال المهملة

دانش

دانش میر رضی مشهدی بن میر ابو تراب شاعر عالیجناب ست و معنی تازه یاب زلال فکرش دکمال صفا و شیرینی منهال بیانش در نهایت نازکی و دلنشینی در زمرهٔ سخنوران عمده اشخاص ست و صاحب طرز خاص الخاص نتائج نوآئینش همه والا نژاد و خوبان معانی مضامینش در خور قرائت وان یکاد احرام خانهٔ خدا بست و مناسک زیارت بتقدیم رسانید و در عهد شاه جهان پادشاه با والده خود بهند آمد و در اشتیاق هند گفت ؎

راه دور پسند پابست وطن دار دمرا — چون حنا شیخ رسیان رفتن هندستان خوش است

قصیدهٔ مدح بعرض پایهٔ خلافت رسانید دو هزار روپیه جائزه یافت بیتی ازان قصیده این است

بخوان بلند که تفسیر آیت کرم ست — خطی که از کف دست مبارکش پیداست

وچندی با داراشکوه بسر برد و بالطاف خاص نوازش یافت شاهزاده را این بیت او بسیار خوش آمد و لک روپیه بهای آن مرحمت نمود بیت این ست

تاک را سرسبز کن ای ابر نیسان در بهار — قطره تا می نتواند شد چرا گوهر شود

بعده دانش در دکن آمده نزد قطب شاه اعتبار تمام بهم رسانید این رباعی در فراق پدر خود گفته که بر لوح مزارش نقش ست

رباعی

دانش مکن اعتماد بر عمر دراز — کاید بزمان کم بسر عمر دراز

گیرم که چو عیسی بفلک برشدهٔ — آید بچه کار بی پدر عمر دراز

و در ۱۰۷۲ بمشهد رفت دوازده تومان تبریزی بطور سالیانه از سرکار باو میرسید و در ۱۰۷۶ در زاویهٔ خاک آرمید از وی می آید

نشد که بوسه بپای هدف چو تیر دهم — گذشت عمر بخمیازهٔ کمان ما را

بوی گل شد فیض بخش ای هوش وقت بیخودی ست — یکنفس بگذار در سیر چمن تنها مرا

گر ز ابرو چین کشاید در دم بسمل بس ست — خون بهای کشتهٔ ما خندهٔ قاتل بس ست

مردم رنجور مرا روز وصل — گریهٔ شادی عرق صحت ست

مرا که خندهٔ گل سر بدر دمی آرد — دماغ گریهٔ بلبل درین بهار کجاست

آبروی دو دمان تاک هم بر باد رفت — دختر رز را عسس صد بار بامستان گرفت

ما و بلبل عرض چاک سینه میکردیم دوش — ناز پرور دهٔ گلستان ز زخم خاری هم مباش

چه سان از قید این صیاد آزادی هوس باشد — که پرواز بلندم تالب بام قفس باشد

چگونه بار بمنزل برد مسافر اشک — که رهزنی بکمین همچو آستین باشد
نمیدانم چه صیادی که زیر تیغت ابرو را — چو چشم و لبران در زیر ابرو خواب می‌آید
مرد دانا بهنر زبده اقران گردد + — میوه رنگین چو شد از برگ نمایان گردد
وگر زلف سیاهش در پی تاراج ایمان شد — بفکر رهزنی افتد سپاهی چون پریشان شد
گر آوندارم بجگر شکر که از من — بر دامن آیینه غباری ننشیند
پس از وفات که یادت کند بخیر غم خویش — چو خون مرده سیه پوش شو بماتم خویش
صبحدم شبنمی بر برگ گل غلطان بناز — یاد دم آمد طفل و دامان مادر سوختم
غم و شادی مساوی دان و با گردون مدارا کن — نه کم از قدح عادت بدر دوصاف مینا کن
درین رنگین چمن چون لاله زرد + — غریبم در میان همنشینان +
نمک شناس اسیران گرانقفس ستند — بنخل خانه صیاد آشیان بستند
روی ماه نو بروی باده گلگون ببین — آب عمر افزا بنوش و حسن روز افزون ببین
در بزم کنم سیر که جائی دگرم نیست — از حلقه برون چون قدح می سفرم نیست
بتا رسازد رین بزم نسبتی داریم — خوش اند اهل نشاط از ضعیف نالیها
پرخدرا از آفت همصحبت دیرینه باش — کاش از اول نبودی شیشه با سنگ آشنا
صفحه دشت بامداد رفیقان طی کن + — چون قلم نی دو سه یاری بسفر نتوان رفت
مشتاب رخ نفسی تا بجای خود باشیم — چو عکس آیینه مازنده از نگاه توایم +
بگذار تا بعکس تو عکس آشنا کنیم + — گلگشت باغ آیینه تنها چه میکنی +
شب عید ست و می بینم قدح در دست همکش — شبستان حنا امشب چراغ روشنی دارد

درگاه قلیخان ترکمانی از سرکار آصفجاه اول بخطاب مؤتمن الدوله و منصب شش هزاری سربلند شد سپس بخطاب مؤتمن الملک و منصب هفت هزاری و ماهی و مراتب ممتاز گردید شعر دانشناد تاریخ دانی و حیثیات دیگر ممتاز بود و در لطیفه گوئی و مجلس افروزی بی انباز میزیست او را

با او ملاقاتها دست بهم داده میگوید چشم بد دور اکثر بجالست و موانست یکدیگر اوقات
خوش میگذرد و بگلگشت بساتین و تماشای ریاحین دماغ شگفتگی آمود می باشد در سنه ۱۱۱۱
بمرض سرسام و دیعت حیات سپرد قبر او در اورنگ آباد است این چند شعر ترا ویدهٔ خامهٔ
فصاحت جامهٔ اوست ؎

شرک محض ست گمانِ من و تو — من و تو نیست میان من و تو

معاشرانه سوالی ز دوستان داریم — برای ما و شما این هوا چه میخواهد

دانا میرزا محمد علی بن ملا محمد سعید مازندرانی مردمی فاضل و شاعر بود در مرشد آباد وفات کرد
چند ورق اشعار بخط خودش بنظر در آمد از انجا فراگرفته شد ؎

تا سینهٔ ما نیست رسا ناوک نازت — کوتهٔ نظری حیف ز مژگان درازت

دل ز من رم کرده و در ابروی جانان مانده ست — یاد من کی میکند در طاق نسیان مانده ست

زان دل ز کشمکش هند پریشان مانده ست — که ز هر رو پیده ما شه بما خوا با نده ست

همت چو بد رشود با دلم چه خواهد کرد — هلال یکشبه ابرویت کتانم سوخت

دوری نامش سلطان بایزید بود و خطاب کاتب الملک خط نستعلیق را در هندوستان
شاید کسی بهتر از و نوشته باشد سلیقهٔ شعر او در نهایت مناسبت افتاده آخر عمر توفیق زیارت
و حج اسلام یافت از وست ؎

گه در درون جانی گه در دل حزینے — از شوخی که داری یکجا نمی نشینی

تا از نظر آن یار پسندیده برفت — خونِ دلم از دیدهٔ غمدیده برفت

رفت از نظر و ز دل نرفت این غلط ست — کز دل برود هر انچه از دیده برفت

دوانی حکیم عین الملک از طرف مادر از نسل جلال دوانی ست بلطف خصائل و حسن شمائل
مخصوص و ممتاز بود طبع نظم داشت و در کمالی کار سیحا سیکرد از وست ؎

در شبِ زلفِ سیاهش خواب مرگم در ربود — بوالعجب خوابی پریشانی که تعبیری نداشت

در کنارم نه نشیند هرگز — طفل اشکم که دویدن دانست
نکند میل دوائی به بهشت — چون گل از باغ تو چیدن دانست

دردی — دردی از اجماعت افشارست زیاده برین جالش معلوم نشد از وست

تو ئی و قوت یکنالهٔ دگر دردی — نعوذ باللہ اگر دردلش اثر نکند

درد — درد دہلوی خواجہ میر محمدی بن خواجہ محمد ناصر از احفاد خواجہ سید بہاء الدین نقشبند بود شناور دریای حقیقت و توحید و شاہ کشور تفرید و تجرید ست در تصوف رسائل بسیار بزبان حقیقت دارد مثل نالۂ درد و آہ سرد و درد دل و شمع محفل در فارسی وارد و ریختہ صاحب دیوان ست در اواخر مائۂ ثانی عشر ہنگامۂ فیضرسانی گرم داشت گوشہ گزین صاحب فقر و قناعت و صبر و تسلیم و تمکین بود در ۹۹ سنہ بعمر شصت و شش سال انتقال فرمود و صل خواجہ میر درد تاریخ ست این چند بیات از وست

لازم نبوده ست زمار و نهفتنت + — آیینه وار باب صفا بوده ایم ما +
ز خود رفتن بهار طرفه دارد تماشا کن — که مثل صبح باشد هر نفس رنگ دگر اینجا
از گردش زمانه نیاسوده ام که هست — مثل فلک مدام سفر در وطن مرا +
آمد خبر ز آمدن او + — من بعد خبر نماند ما را
زندگانی بود دانبس باعث آزار ما — در نظر ها گشته آسان مردن دشوار ما

رباعی

گردیم تماشا چو جهان من و ما — گشتیم درین باد یه مانند صبا
بر هر که نهاد دل بعرفان گوشی — پر بود چو نقاره ز شور دعوی
یادے ز نالۂ دل گم گشته میدهد — هر جا رسد بگوش صدائی جرس مرا
هر کس دو چار شد برخ خود نظر کشاد — گاهے ندید آینه سان هیچکس مرا
بر سر کوئی تو ام یکبار می باید گریست — ابر تا داند که این مقدار می باید گریست
نی دوائی راست می آید نه جان هم میرود — درد بر حال من بیمار می باید گریست

آو دل آزار و دل گرفتار ست — قصه کوتاه ماجرا این ست ✤
چنان بیجان و دل شد در حق خود در دیا قسمت — نه بهر جان دلی سوزد نه جان بهر تن افشانم
اینجا گل زیست چیده باشم شاید — بویش نفسی شنیده باشم شاید
گویند مرا تو خواب دنیا دیدی — از یادم رفت دیده باشم شاید

رباعی

رباعی

این اهل زمانه در دناکم کردند — بی هیچ عبث عبث هلاکم کردند
از چار طرف غبار دلها چندان — برخاست که زنده زیر خاکم کردند
آمروز اگر اشک تو شوید کاغذ — فردا ز تو هیچکس نجوید کاغذ
خود گو با خود حقیقت نامهٔ خویش — زان پیشتر ای درد که گوید کاغذ

رباعی

رباعی

در دل باید همیشه داری اخلاص — پیوسته میان سینه کاری اخلاص
از شرک و نفاق سخت پرهیز نما — مخلص نشوی تا که نیاری اخلاص

رباعی

رباعی

سر سبز نگشت هیچگه دانهٔ حرص — آبا دنگردید گهی خانهٔ حرص
چون ظرف شکسته باز خالی گردد — هر چند که پر کنند پیمانهٔ حرص

رباعی

رباعی

کردی شب و روز کامرانی بالفرض — دیدی همه خیر این جهانی بالفرض
مرگ و پیری دو چار گردد آخر — صد سال اگر زنده بمانی بالفرض
یاد ایامی که مالیل و نهاری داشتیم — با رخ و زلف کسی خوش کاروباری داشتیم
این همه از خویش رفتی در پی کار کسے — ای دل گم گشته ما هم با تو کاری داشتیم
اتفاقاً آمدی امروز و ما از مدتے — گوش بر آواز و چشم انتظاری داشتیم

آمدی و جلوه از دل رفتای بنده نواز — پیش ازین البته در خاطر غباری داشتیم
بدل خیال دهانی که داشتم دارم — بسینه راز نهانی که داشتم دارم
نشد که سوزش دل کم کند بیان مرا — بسان شمع زبانی که داشتم دارم
یقین که او ز جفا دست برنمیدارد — من از وفاش گمانی که داشتم دارم
صدای شهرهٔ واعظ که بس بلند شده ست — رهین گوش گرانی که داشتم دارم
بنیم چه رود و هد من حیرت نصیب را — پیشش چو آینه بدل ساده میروم
خواهم شنید حرف تو واعظ معاف دار — من شیشه در بغل نه پی بادهٔ میروم
برو و واعظ عبث چندان مترسان اهل ایمان را — که می بخشد گنه بی توبه هم آمرزگار من +
کار و بار وعده ها اینجا که برهم داشتی — خاطر اغیار را بر ما مقدم داشتی
درد را اصلا سخن سازی نمی آید مگر + — خوبخود یاد آیدت ربطی که باهم داشتی
بخاطر بگذرد هر شخص را هر وقت یاد او — مگر از بهر آن شوخ ست خاطرها گذرگاهی
چگویم شب چسان در انتظار او بسر بردم — گهی گوشی بر آوازی نگاهی سوی در گاهی

رباعی

چندانکه ز خود برده خدا ها ما را — اسباب بقا گشته مهیا ما را
طاوس بهار آن جهان گردیده — رنگی که ز رخ پریده اینجا ما را
آمی در دما برای خدا جلوه گر شدیم — دیگر هر انچه هست همه از برای ماست
بجلوه گاه تو غفلت حرامی ما را — برنگ نقش قدم چشم غافل افتادست
الهی دیدهٔ تحقیق ده هر یک مقلد را — چو عینک تا بکی هر سو بچشم دیگران بیند
از ما حجاب داشت چو خورشید روی ما — چون سایه جای خود پس دیوار ساختیم
ناسازی مزاج بکس ساختن نداد — چندی بخویش این همه ناچار ساختیم
خود را میان مملکهٔ جبر و اختیار — مجبور بوده ایم که مختار ساختیم

گویند رحمت ست طلبگار بخششی — خود را باین امید گنهگار ساختیم
درد آخر زندگی هم چند روزی کردن ست — دل نی باید ز دنیا اینقدر برداشتن
بیک تغافل از آشفته خاطری رم کن — مژه بهم زن و این بزم جلوه برهم کن
مباد عذر شود بدتر از گناه ترا — خطا چو بیش ز حد ست عذر آن کم کن
بهیچ کار کتب خوانیت نمی آید — ز جمع خاطر خود نسخهٔ فراهم کن
اگر ز نخیهٔ اشک ندامت از چشمت — بشرم غرق شود از عرق جبین نم کن
جراحتی بدلت گر رسیده ست ای درد — تو از گداختن خویش فکر مرهم کن
نیستم ای باغبان مشتاق گلگشت چمن — در بغل از دامنهای دل بو و گلدسته ام
بر شادی دو روزهٔ گل خنده می زند — داغ جگر خراش و غم جاودان ما
سیر چمن بکلبهٔ احزان خود کنم — گل ز دامن ز داغ بهار خزان ما
از داغ الفت ست دل و سینه گلفروش — غیر از متاع درد ندارد دکان ما
رستم کجا بزور ضعیفی ما رسد — کوه غم ست و کاه تن ناتوان ما
مائیم و کنج وحدت و آسودگی دل — ای درد گوشه گیر بدار الامان ما
ز دست گردش افلاک در امانی افتم — مقابل کی شود پیر فلک بخت جوانم را
برو بمجلس غم پیشگان و شادی کن — ز چاک سینه بر آسودگی نخند اینجا
اسیر سلسلهٔ زلف آنکسم که بود — فتاده چرخ بیک حلقه کمند اینجا
به تیغ عشق تو سهل گرفتن آسان نیست — که میکنند جدا بند را ز بند اینجا
حیف ست نظر باین و آن بکشودن — شعله زن آتش هوسها بودن
ای شمع درین بزم ز خود چشم بپوش — تا کی کف افسوس ز مژگان سودن

رباعی

بر بستی خود نه اعتمادی میکن — نی بهر کسی قصد فسادی میکن

چندی اگرت زمانه اینجا دارد — خاکی شود انتظار بادی میکن

رباعی

گر گل نشدی ز داغ دل لاله بشو — در ماه نه برای خود هاله بشو
ای قطره دریغا گوهی سخت بهبند — گر در نتوان گشت بر و ژاله بشو

رباعی

کو عقل و کجا فهم و کرا هیش و هوش — کوران و کران بهم نمایند خروش
چون شمع درین بزم عبث میسوزی — ای ریشخی طبع تو هم شو خاموش

داعی

داعی غواص محیط حقیقت و مجاز بود و از سخنوران نکته سنج شیراز معاصر و مستفیض خدمت شاه نعمت الله ولی ست این ابیات از وست

می بنوش که رنگ نگار ما دارد + گلے ببوئے که بوئی ز یار ما دارد
چو باد خاک تو خواهد بهر طرف بردن — مهل که از تو نشیند بخاطری گردی
صد ره گرم چو شمع سر از تن جدا کنے — از ذوق خنجرت سر دیگر برآورم
بجائی دوستی چندانکه کردی دشمنی باهن — چو بید رد ان بخاطر ره ندادم مهربانی را

دهکی محمد درویش ز سخن را محک بود و ساکن قلعه دهک که در قزوین ست جولاهگی میکرد و گاهے خشت می پخت و دیوان خود را بر میان بسته میداشت و نزد اشکال در محاوره یا اصطلاح از دیوان خود سند پیش می نمود تا روپوش سخن چنین می بافد

بستی چاک کردی پیرهن در بزم میخواران — دری بگشودی از فردوس بر روی گنهگاران
دهن بخنده کشودی میان ز لطف گشاد — بناز گفت مرا هیچ از تو پنهان نیست
بر مثال صورت دیوار بجان ماندام — پشت بر دیوار و روی تو حیران مانده ام
دل نگردد خوش مرا از دوستان دیگران — چون تو اندر زنده بودن کس بجان دیگران
هر روز اختیار جهان پیش دیگری ست — دولت مگر گذشت که هر روز بر دری ست

نایابی

دوست دوست سخن بود و آشنای معنی نوه کهن معاصر سلطان حسین میرزا است
وشاعر رنگین خوش ادا این بیت از وست

بلاست از تو بدل هر زمان جفای دگر　　جفا که بر دگری میکنی بلاے دگر

نایابی

در کی قمی از قم برخاسته باصفهان رفت واز انجا برگشته بقم نشست بست هزار بیت
دارد از وست ؎

چون توان جستن که زلفش گشته دامنگیر ما　　پاسبان در زیر سر دارد سر زنجیر ما
مارا بحر بانی صیاد الفتی ست　　ورنه به نیم ناله قفس میتوان شکست
جنون ز روز ازل بود قسمتم لیکن　　بآنکه دیر رسیدم نصیب مجنون شد
زنده در عالم تصویر همین نقاش ست　　همه را خواب عدم برده و بیدار یکی ست

نایابی

ویری محمد ابراهیم حسین از مردم کابل بود و شاعر قابل در ۱۰۴۰ سنه امر حلهٔ حیات طی نمود این دو
بیت از وست ؎

پوشد همیشه مصحف رو را ز چشم من　　زانسان که روزه ابر ز باران کتاب را
همیشه نعمت شاهان چشیده دام شورت　　نمک بقاعده در شوربای درویشی ست

نایابی

داؤد میرزا داؤد بن میرزا عبدالله متوفی منصب تولیت روضهٔ رضویه داشت و بصابت
و دودمان صفویه ممتاز بود در شاعری دستگاهی وسیع و رتبهٔ منیع حاصل دارد در سنه ۱۱۳۲ در اصفهان
انتقال کرد این ابیات از جملهٔ اشعار لطافت شعار اوست ؎

روشنی از خویش می باشد دل پر نور را　　شعلهٔ شمع از رگ سنگ ست کوه طور را
جام گل کاسهٔ دریوزهٔ بلبل گردد　　بچمن آر د اگر باد صبا بوی ترا ؎
بجز و لا تجزی کند حکیم اقرار　　به بیند ار متکلم دهان تنگ ترا ؎
قرض از مرتبهٔ مردمی انداخت مرا　　بسکه این راه گران بود بسبک ساخت مرا
اگر صاحب سخن کامل شود خاموش میگردد　　گره چون از زبان غنچه وا شد گوش میگردد

ز خط پندداشتم حسنت زاون بیش میگردد — چه دانستم کز این جدوار آخر نیش میگردد

واعی همدانی در اقسام شعرا هر بود دیوانش قریب بده هزار بیت بنظر رسیده آزوست ۵

عمر ابد نتیجهٔ وصل نگار ماست + — آب حیات جام می خوشگوار ماست

پیکان جور تا بدم تیر ان کشید + — زین پاره جگر که کنون در کنار ماست

واعی پسر ضمیری اصفهانی ست و بزم آرای سخندانی این بیت ازوست ۵

آمدی رفت زدل صبر و قرارم بنشین — بنشین تا بخود آید دل زارم بنشین

دانا ملا دانا در معنی یابی تلاش بسیار داشت بعنوان منشی گری در سرکار امیر خان عالمگیری منسلک بود و نظم هندی بسیار خوب موزون می نمود آزوے مے آید + ۵

در عشق ابلهی ست تقلید گفتگو — این راه را چو سایه بپائی کسان مپوی

بر بند سنگ بر شکم از فاقه چون گهر — مفروش خویش را و نگهدار آبروی

درویش کاهن تبریزی بوسعت مشرب موصوف بوده و سلیقهٔ شعر ملایم داشته ۵

رباعی

ای دل اگرت بود شعور و ادراک — چشمی بگشا چو مهر بر عالم خاک

هر لاله نشان ساغری بر لب جوست — هر سایه سیاه مستی افتاده بخاک

دانش مازندرانی نامش ملا علی بود در اوائل جاوید تخلص میکرد از وست ۵

به پیش ما چه زنی لاف زور و بازو را — که میکشد همه کس این کمان ابرو را

ما بذوق گریهٔ مستی باین بزم آمدیم — می بده ساقی بقدر آنکه چشمی تر شود

گذشتن از لب میگون بوقت سبز خط — چنان بود که کسے در بهار توبه کند

دوستاق گرجی نامش بهزاد بیگ ست از جملهٔ منتسبان آستانه شاه عباس ماضی بوده و سلیقهٔ شعر ملایمت تمام داشته آزوست ۵

بزار گردش دوران اگر گردد این چنین از من — بماند روزگاری آسمان گردد زمین از من

بی تکلف چون چراغ روز در بزم جهان　　گیرم از هجرت نمردم کو دماغ زندگی

دستور میرزا حسن علی نام داشته شاعری مشهور بوده در شیرین گوئی دستور منه

زمجنون انچه آید در وجود از نامه آید　　دویدن شیوهٔ سیل ست از دریا نمی آید

دولت هوائی مردم بیمغز می کند　　آخر کلاه بحر نصیب حباب شد +

توئی که گوش بحر فلک نکنی ورنه +　　ز کوه با همه تمکین جواب می شنوم

دستور نامش میر رفیع بوده اصلش از ولایت ایران ست در علم حکمت دستگاهی داشته از دیار خود بهند آمده میگذرانید با میر عظمت الصد بخبر ملاقی شده طبعش بنظم رباعی میل تمام داشته آزوست ۵

در گلشن عشق کز گلش ننگ بود　　صوت همه مرغان بیک آهنگ بود

در سوختگی تفاوتی نتوان یافت　　خاکستر هر چیز بیک رنگ بود

دیده نواب اعزخان ترکمانی در عهد عالمگیری بمنصب چهار هزاری افتخار اندوخت و در زمان محمد شاه بمنصب پنجهزاری و خطاب ترک جنگ سرعزت افراخت و چندی بنظامت صوبهٔ کشمیر هم پرداخت متین کشمیری تذکرهٔ حیات الشعرا بنام وی نگاشته در اواسط سنه ۱۱۲۰ دیده

تماشای آخرت کشا داین ابیات ازوی دیده شد ۵

شیشه دل از اثر نالا شکست　　از نسیمی ورق لاله شکست

گر تو ساقی شوی ای عهد شکن　　میتوان توبهٔ صد ساله شکست

فریاد من از چشم سیاهت بفلک رفت　　این طرفه که از سرمه شد آواز رساتر

تا چشم تو زه کرد کمانی بکمینی　　یک صید نیاسود زمانی بزمینی

درویشا از توابع محمد آباد بیدر بود بدهلی آمد میرزا مظهر او را در سایهٔ شفقت خود گرفت و بمین عنایت و تربیت ایشان مجموعه کمالات شد و در فن سخن رتبهٔ شایسته بهم رسانید

میرزا در حق او میفرماید ۵

مظهر مباش غافل از احوال دردمند — لعلی ست این کج در گره روزگار نیست

از وی می آید

بزخمه خویش ازان کوهکن نکو ریزست — که شور خندهٔ شیرین بکام پرویزست
ز کوی میفروشش نماند آبرو مرا — لب تشنگی فروخت بدست سبو مرا
جان بیکسانه دادم و شادم که عمر ما — بوده ست برمراد تو مرگ آرزو مرا

رباعی

یکچند عتاب و ناز بظاهر کردی — وین عمر دو روزه با خاطر کردی
بعد از مردن زهت بخاکم افتاد — اول با لیست انچه آخر کردی

حرف الذال

ذوالفقار

ذوالفقار شروانی سید رفیع القدار شمشیر جوهردار ست فضیلت را با شاعری جمع داشت و دبیر فلک را طفل ابجد خوان می پنداشت قصیدهٔ رائیه در مدح وزیر شروان گفته و هفت خروار ابریشم در وجه صله یافته شعراء در رنگ جوهر ذوالفقار عزیز روزگار ست

چندی ازان در ینجا اثبات نموده شد

زهی جناب شریفت خلاصهٔ ایجاد — ز بندگی تو گیرد سعادت استعداد
نهفته روئی جلالت ز دیدهٔ اوهام — گذشته پیک نوالت ز منزل امداد
ز لطف و خلق تو گیرد وجود نفع و ضرر — ز مهر و کین تو باشد اساس کون و فساد
ز ذکر تو همه اسرار کلی و جزئی ست — هم از قبول تو دارد قبول استعداد
دولت ز پرتو معنی نفوس قدسی را — بسوی عالم تحقیق میکند ارشاد
عذار روز نگردد نهان ز طرهٔ شب — اگر ز رای تو یابد ستاره استمداد
طرهٔ شبرنگ آن خورشید روئی مه جبین — در فضای نیم روز آورد شب از ملک چین
او ز من دور ست و من نزدیک بینم هر دمش — دیدهٔ معنی ازین بهتر نباشد دوربین

نکهت گیسوی عنبر بیز مشک افشان اوست　　شمهٔ از خاک پائی شهر یار آستین

ذوقی سمرقندی ذوق سخن فراوان داشت و شوق وصال خوبان معانی بی پایان در ایام قل احمد خان ترقی بسیار کرد و بملک الشعرائی سر برآورد کتاب نازونیاز را بنام پادشاه مسجل کرد و انعام وافی یافت جمعی اوباش بطمع آن نقود او را شهید کردند وی پیش از قتل غزلی گفته بود از آن ست ؎

ما از ازل بشیوهٔ منصور بوده ایم　　قاتل بیا که لب بانا الحق گشوده ایم

ما مرهم جراحت هر دشمنیم و دوست　　اما ز خم خویشتن الماس سوده ایم

مگذار تا غافل ازین بیشتر که می ترسم　　گمان برند که این بنده بی خداوند ست

آخر مهر و محبت نه همین سوختن ست　　تا چها بر سر خاکستر پروانه رود

بیتو شب تنهائی زین ذوق که می آئی　　تا کی من سودائی برخیزم و ننشینم

ذهنی ملا حیدر اصفهانی قلعه کشای خیبر ستانی ست و پایه تا زمیدان بیان و معانی از نوازش یافته های خاقان شاه ولی بیجاپور بود و شاعر صاحب مقدور آزوی ست ؎

بحر مرهم عشق تو ام میکشند و غوغائی ست　　تو نیز بر سر بام آ که خوش تماشائی ست

غم چو شد سایه فگن سایه نشین من بودم　　هر کجا پای نهد دامن من بوسه دهم

بعد از وفات بر قلم استخوان ما　　سر بسته نامه ایست بهر [illegible]

ذوقی مصاحب [illegible] امادر کاشان بسر می برد و در [illegible] شیراز ستی سته چندی در زرتشتیان و فارس و عراق سیاحت کرد آخر در قصبه لاهجان بعالم بقا شتافته ذوق سخن سته و شمع افروزان آن میگدیده ؎

بنشینم بخیال تو و آسوده دلم　　کین وصال ست که در پی غم هجرانش نیست

از تو دل بر نکنم تا ز پی من مضطر شده ام　　چکنم در نظرت سخت مکرر شده ام

خاک عالم بسرم گر ز تو شوم روگردان　　گرچه با خاک سیاه از تو برابر شده ام

چه گفتی تو ندانم که در جهان امروز — صحبت تو و دوکس با هم آشنا نگذاشت
یادایامی که بهر خاطر من با رقیب ✣ — بود او را سر گردانیها که اکنون با من ست
آنچنان بیخود و بیزم از جام حسرت نیستم — کان تغافلهای پی پی خبردارم کند
بطور دیگر امروزم نصیحت میکند ناصح — همانا دل ز دستش برده باشد دلستان من
پس از عمری که بهر پیش من یارمی آید — غم دل با که گویم همره اغیار می آید
گناهم را عذابی بایدا زدوزخ فزون تر هم — که سوزندم بداغ هجر فردای قیامت هم

ذوقی اردستانی شاعر مشهور از معاصران حکیم شفائی ست در بدایت عمر کشتی گردی آخر ترک آن پیشه نمود اشعار نمکین دارد و سخن شیرین دیوانش پانزده هزار بیت ست ازکلام اوست

آنگشت مزن بر لب پر حوصلهٔ ما — بگذار که سربسته بماند گلهٔ ما ✣
هر دو بهم زن بنگامهٔ عیش و طرب اند — کز شب جمعه بمرگ رمضان بنشیند
چو خوابم از سر کوی بتان کناره کنم — بدانهائی سر شاخ خود استخاره کنم
نه شکوه ام نه بر گم نه ثمر نه سایه دارم — همه حیرتم که دهقان بچه کار کشت ما را
تماداغ تو در کینهٔ جانم دمے کرد — عمری بهمین مایه دلم تحقیقے کرد
چندان بالم خوئی گرفتیم که آخر — با حوصلهٔ طاقت ما درد کمے کرد
تیر گز انظرت بر من غمناک نیفتد — تیری ست نگاه تو که بر خاک نیفتد
سید ترک من دختجر از نیام کشید — امیدوار یم از حسرت انتقام کشید

ذهنی تبریزی در تبریز حکیم بزی میکرد و شعر خوب میگفت از ست

شب رو مد بر بام آن مه گوش بر دوزان نهم — پنبه بردارم بجای گوش روشن نهم

ذره محمد تقی اکبر آبادی مدتی در لکهنو ملازم شجاع الدوله بهادر بود و شاگرد شمس الدین فقیر است در علم طب دستگاه درشت با خر عمر بکربلا رفته متوطن شد و بجانبی در اوائل نشاء در گذشت

آین رباعی از وست رباعی

گرما بگذشت واین دلِ زار هان — سرما بگذشت واین دلِ زار هان
القصه هزار گرم و سرد عالم — برما بگذشت واین دلِ زار هان

ناتمام

ذوقی میر عبدالواحد بلگرامی سخن شیرینش بگلو سوزی نبات ست و شعر آبدارش بگوارائی آب حیات از یاران میر عظمت الله بخبر بود و او را نسخه الست مسمی بشکرستان خیال مشتمل بر نظم و نثر در وصف حلویات درین نسخه بمناسبت شیرینی ذوقی تخلص میکند ورنه تخلص اصلی او واحد ست چنانکه در حرف واو بیاید آزوی می آید

آنانکه پرده از رخِ لوزینه وا کنند — آیا بود تواضع صحنی بما کنند
نان از تنور بهر مرا جدا شده ست — لازم بود که حق غریبی ادا کنند
درکار خیر حاجت هیچ استخاره نیست — اهمال در تناول فرنی چرا کنند
آنجیر را ز شاخ درخت ارجدا کنید — پنهان ز چشم بدبلبش آشنا کنید
هنگام آن شده که اسیران انبه را — بر کام دل ز محنتِ زندان رها کنید
آورده ام برای شما شربتِ انار — نوشش کنید و مخلص خود را دعا کنید
ببین بسوئی چپاتی بدیدهٔ انصاف — که بی وصال شکر حالتِ نزاران چیست
غرض ز موسم برسات اولهٔ بوندی ست — وگرنه این همه تمهید برق و باران چیست
در تمنای ملاقات شکرای ذوقی — آب گردید دلِ شیر بالفت سوگند
بوندی وگشنهٔ قنوج بیادم آمد — شب بچرخ انجم و مه را چو تماشا کردم

ناتمام

ذکا میر اولاد محمد بن میر غلام امام برادر اعیانی میر غلام علی آزاد بلگرامی ست میر خزانهٔ عامره را بخواهش او از سر پردهٔ قوت بجلوه گاه فعل آورد شوق سخن برعم نامدار خود کرد سلیقهٔ مناسب دارد صاف گو معنی جوست ۵

کشید آخر مرا هم جذبه بگل جانب گلشن — صبا این مژدهٔ دلخواه سوئی عندلیبان بر
تا بسوزد کشتهٔ خود را بداغ تازه — بر مزار غنیه افروزد چراغ تازه

گر رسی تیغ بکف از سر جان برخیزم — پیش پای تو نشینم ز جهان برخیزم
با ئینی که ریزد گرد بر بالای خود فیلے — سیه مست جنون با خاک رهش سرکند بازے
چو قفل بسته کز نوک سوزن باز میگردد — کشاد کار دل از نشتر فصاد میخواهم
حریف وحشتم چون گرد باد دامن صحرا — غبار هستی موهوم را بر باد میخواهم
بر گرفت دل من رعشه گرفت ست ترا — طفلی و کوزهٔ بیسته خدا خیر کند
خواست از شیوهٔ بیداد دهد یاد مرا — خبر قتل کسے گفته فرستاد مرا
سری ست که از بست و کشاد مژهٔ خود — در چشم زدن صبح جهان شام توان کرد

ذوالفقار

ذوالفقار رسید ذوالفقار علی بن سید فرزند علی از قاضی زادگان قصبهٔ نیوتنی ست در ناگپور متولد شده و در بلگرام سکونت دارد و صاحب ذهن رسا و طبع ذی ذکاوت ست در مدح نامزد گاه و میسهٔ عالیهٔ بهوپال نواب شاهجهان بیگم قصائد متعدده پرداخته دیوان مختصری غیر مرتب دارد عمرش درین تحریر این جریده قریب بشصت سال رسیده این چند بیت از وست

هر جگر را تیغ ابروی شما پهلو شگافت — در بر هر دل خلیده تیر مژگان شما
ز حسن خویش تا آراستی بازار عالم را — گران کردی متاع در درهم سرمایهٔ غم را
تامل میکنم بسیار در نظارهٔ رویت — مگر در مصحف روئی تو یابم اسم اعظم را
آی گل بتو این رنگ دل افروز که داد ست — بلبل بتو این نالهٔ جانسوز که داد ست
جانان بتو شمشیر که داد ست ز ابرو — وز موی مژه ناوک دلدوز که داد ست
این حاشیه بر مصحف عارض که نوشته ست — این نقطه بخورشید نگه سوز که داد ست
چو مجنون هر سحر خورشید در صحرا گذر دارد — مگر از خال رخسار صنم سودا بسر دارد
بیا در پردهٔ چشم من ای نور نظر یارے — که مژگان من از بهر تو در دامن گهر دارد
دل من شوق روئی او دارد — ذره خورشید آرزو دارد
ای اجل چند روز امانم ده — کشت من خوشه در گلو دارد

بر آید از قفس تن چو طائر روحم — بشوق می بکند آشیان بطارم تاک
در آن شرابی چو ابجان در تکلم آید — میی ببستان حسن خویش بخوش کرده
گر در چمن گذر فتد آن گلعذار را — حسن دگر دهد بتماشا بهار را
دوش در کوچهٔ جانانه شدم — من ندانم که شدم یا نشدم
بر در کعبه نشستم یکدم — سالها عاکف بتخانه شدم

حرف الراء المهملة

رودکی سمرقندی کاروان سالار شعراست و مقدمة الجیش عساکر فصحا اول کسیکه بتدوین سخن فارسی پرداخت و گلهای بوقلمون را گلدسته ساخت اوست احوالش تذکره نویسان مفصل بضبط آورده اند و در مدینة الترجمهٔ حافظ او نوشته این رباعی در مرثیهٔ ابوالحسن مرادی شاعر بخارا گفته و گوهر بیش بها سفته

مرد مرادی نه همانا که مرد — مرگ چنان خواجه نه کار ستی خرد
جان گرامی به پدر باز داد — کالبد تیره بما در سپرد

رباعی

چون کار دلم ز زلف او ماند گره — بر هر رگ جان ز آرزو ماند گره
امید ز گریه بود افسوس افسوس — کانهم شب وصل در گلو ماند گره

رباعی

رویت دریای حسن و لعلت مرجان — زلفت عنبر صدف دهن در دندان
ابرو کشتی و چین پشیانی موج — گرداب بلا غبغب و چشمت طوفان

رشیدی سمرقندی شاعر صاحب رشد عظیم و خداوند طبع مستقیم بود از سلطان خضر بن ابراهیم خاقان سید الشعرا خطاب داشت در مدینة الترجمهٔ حافظ او و در خزانهٔ عامره ابیات قصائد او آورده اشعار غزل ایراد نکرده این قطعه از وی ست

تو وزیری و من ترا مداح | دست من بی عطار و امینی
تو وزارت بمن سپار و مرا | مدحتی گوی تا عطا بینی

رفیعی میر حیدر معمائی کاشی در شعر بی بدل بود و در معما و تاریخ ضرب المثل از شعرا دولت اکبری ست برای تفسیر مهمل فیضی سورهٔ اخلاص بی بسم الله تاریخ برآورد و در اواخر مائهٔ حادی عشر بدار آخرت شتافت این چند شعر رفیع پایه و بیت گرانمایه ازوی ست

عزم سفر کرد یار ما زمیان نمیرویم | او اگر از شهر رفت ما ز جهان نمیرویم
این صید زبون کیست رفیعی که در کمند | نزدیک بمردن شد و صیاد نیامد
مسخر سازای دل ملک عشق و پادشاهی کن | برو بر تخت رسوائی نشین و هر چه خواهی کن
صف محشر خورد برهم که آیا کیست این قاتل | که میخواهد شهید تیغ او عذر گناه او
دمی وعده داد و نامدنی وعده آمد امروز | هم سوخت زانتظارم هم ساخت شرمسارم
چون شنیدی کز سر کویت رفیعی شد بخاک | هیچ رفتی گریه کردی عزای داشتی
مبادا مست من در خانهٔ بیگانه افتی | همان در خانهٔ من به اگر در خانهٔ افتی
من بتابوت رفیعی رشکها بردم که تو | همرهش گریان ترا از اهل عزا می آمدی
نازک دلم ای شوخ علاجم چه توان کرد | من عاشق معشوق مزاجم چه توان کرد
غم زهر جا که رسد سر زده آید بدلم | چکنم خانهٔ من بر سر راه افتاد ست

رفیع میرزا حسن بیگ قزوینی شاعر رفیع الدرجات و منشی خوش عبارات و ناظم رفیع المقدار و ناثر کامل الاعتبار ست منازل علوم رسمی طی کرده و دستمایهٔ فنون بهم رسانده در شش بهند آمد و بمنصب پنجصدی چهرهٔ اعتبار برافروخت و صلهای گران در بدل مدح شاهجهان پادشاه بیند و خت در عصر عالمگیر بعذر کبر سن از نوکری استعفا خواست و در دهلی گوشهٔ انزوا گرفت و از سرکار پادشاهی وظیفهٔ تعین یافت تا آنکه از وظیفهٔ حیات مستعفی شد پریزادان معانی تازه تسخیر میکنند و لآلی مبانی را در رشتهٔ غزل منظوم میسازد آرزو در تذکرهٔ مجمع النفایس

انتخاب غزلیات او مستوفی کرده این چند بیت سوای آن از دیوانش برچیده شد

ای فلک دیگر برآر از ننگ عریانی مرا — عیب وا نمیستم تا کی بپوشانی مرا
چون نگین با خویش نامم خانه داریم و بس — هیچکس فیضی نبرد از سایه دیوار ما
در موسم گل گر بگلستان برسیدیم — از دست ندادیم تماشای خزان را
لرزد دل و داد نشان زان خم ابرو — رسمی ست طپیدن نفسی قبله نما را
افتاد گیم ساخته از حادثه ایمن — هرگز ندهد تاب سکے پنجه ما را
قد خم گشته ما را بنظر کی آرد — چشم تست که ندارد خبر از ابروها
چو خار بر سر دیوار گلستان منشین — که آتشی نشوانه تو بهره مند آنجا
تا قوت پرواز نداریم و گرنه — عمریست که صیاد شکسته ست قفس را
پروانه را چراغ و مرا داغ شد پسند — هر کس بقدر طبع کند انتخاب را
زینتی دارد اگر دنیا فصیب دیگری ست — سیفر و شد باغبان گلهای باغ خویش را
هنوز در کفم از عمر رفته تاری ست — بدستم از سر زلف تو یادگاری ست
مرا که هست و بگلشن شراب خون دل ست — چه سود ازین که چو نرگس پیاله وارنمی ست
دست ارباب طلب رانیش زد — دامن ارباب دولت خار و اشت
بی همتی نگر که باین قرب آفتاب — تا شد بلند در پی تاراج شبنم ست
تا کی کنم سخن از بیچکس چو مردم چشم — مرا چه باک که عالم پر از سخن چین ست
نه همچو سرو و گلم ذوق گلشن آرای ست — چو نخل ماتم یکدم همیشه تنهای ست
داغ حرمان تو هرگز نرود از دل ما — این وطن سوخته را آب و هوا دیگر ست
خانه پرشیشه را مانع جهان پیدا ست — جمله یکجا نیند دلها را بدلها راه نیست
باغبان از سیر باغت منتی بر من منه — گل بدست آمد مرا اما دماغ از دست رفت
دیگری آرد مرا بیرون مگر از بزم یار — ورنه در پا همچو شمع قوت رفتار نیست

بر من از قهقهه شیشهٔ می ظاهر شد — کز پی خندهٔ کم گریهٔ بسیاری هست
خواستم سبز وصفت در قدم گل باشم — باغبان آمد و خار سر دیوار مرا کرد
تو گر روی ز چمن بلبلان تمام روند — گمان مبر که یکی از هزار می ماند
با من اگر سپهر بود سرگران چه باک — چون پیر گشت یار پدر میتوان کشید
من کفیل از طرف بلبل گلزار که او — گرد آید بقفس یاد گلستان نکند
دل آسمان شود خون ز حسد اگر به بیند — که چو برگ لاله یکجا دو سه آشیانه هست
آنها که خواب راحت بر خود حرام کردند — چون شمع کار خود را یک شب تمام کردند
دل منه بر الفت دشمن که تا گرم ست آب — گرچه میجوشد با آتش لیک با او دشمن ست
خار را آتش توان زد تا نگیرد دامنی — من نمیدانم علاج خاک دامنگیر چیست
نیم بسمل شده مرغی بکف آرم که مرا — در خور حالت خود نامه بری درکار ست
بدام زلف تو عالم تمام در بند ست — کسیکه با زبود دیدهٔ تماشائی ست
صفای آینه را به ز روی آینه دان — که رو برو نشود با کسی که خود بین ست

رازی شیرازی شیفتهٔ شاهد حقیقی و مجازی ست سام میرزا این ابیات بر نام او نگاشته

نشان خون شهیدان عشق میجویند — حذر کن ای سر و منمای دست رنگین را
خوش آنکه شب کشی در و روز بر سرش آئی — که آه این چه کسست و کرا کشته ست این را

رشکی همدانی غواص بحر معانی ست معاصر شاه طهماسب بود شعر دلچسب دارد و خوش او است میگوید

تو ای غافل ز آهم خانه رشکی چه می پرسی — ببین از دود تا دود و از کدامین خانه میخیزد
پدر چو طالع من دید بر سرم زد و گفت — سرت مباد که رسوای خاندان شدنی
رفتم از کوی تو ای خونبجفا کرده بگو — صرف اوقات بآزار که خواهی کردن
رفتم و اندوه هجران ترا بردم بخاک — تا به بینم بیتو حال خفتگان خاک چیست

چه حالت ست که شبها ترا بخواب کند　　فغان من که کسی را بخواب نگذارد
شاید بعد عائی تو گویم حکایتے　　یکبار عرض حال مرا میتوان شنید

رونق یونانی آب و رنگ گلستان روشن بیانی ست نامش میر رونق بود اول سمنه تخلص میکرد آخر همان نام خود را تخلص قرار داد از وست

نمیگویم که چون گل سینه بر باد صبا بکشا　　نزاکت سوخت در پیراهنت بند قبا بکشا

رسا میرزا ایزد بخش اکبرآبادی شاعر عالی فکرت بود و شاگرد شیخ عبدالعزیز عزت و از ثبات خلافت خلافی را شد این رساله بسیار خوب مدلل بر اهین نوشته و مخالفین را زبان گویائی بسته از وی می آید ؎

ژاله ام از تاب منت میگداز د پیکرم　　آب میگردم اگر از خاک بردارد مرا

رضی سمرقندی از ولایت خود بهندوستان آمده و دهلی را برای سکونت برگزیده در شعر طرز خوب دارد و سخن مرغوب از وست ؎

جان را بسوئی دوست خیال عزیمت ست　　این نالهٔ که میشنوی کوس رحلت ست
مردمان گویند فردا میکشی دامان دوست　　حال من اینست تا فردا کجا خواهم کشید
ستاره ایست در گوش آن هلال ابرو　　زر دهنی حسن بخورشید میزند پهلو
هجرت ز وصل غیر خجسته بدمرا　　مرگی نوید مرگ دگر نیست هدمرا
کافر چنین مباد ندانم رضای ترا　　دو دل کدام مسلمان گرفته ست

راقم میرزا سعدالدین محمد شهدی راقم نقوش غریبه بود و ناظم جواهر عجیبه رقوم خامه اش نسخه ارزنگ ست و اشکال ذهنی او تصاویر فرنگ سری بهند کشید و باز از ینجا خود را باصفاهان رسانید و از شاه سلیمان صفوی بوزارت هرات مامور شد بعد و بوزارت مجموع ملک خراسان بلند پایه گشت سخن آفرین و قدردان سخنوران بود و مستعدان خراسان و عراق در ظل عاطفتش میر موسم اردی بهشت می نمودند مثل احسان مشهدی و خطیمای نیشاپوری

وشوکت بخاری بیشتر اشعار او غزلیات ست اگرچه قصیده و رباعی هم دارد و کمتر اندیشه بصید
مضامین تازه چنین مے اندازد ؎

سر کوئی تو بازیگاه طفلان ست پنداری — که تا مژگان کشودم طفل اشکِ من دوید آنجا
مرا بیتابیِ شوقِ تو دارد در بیابانے — که یکدم زندگی رابست اجرِ صد شهید آنجا
لبِ خموش در اظهارِ مدعا کافی ست — سوال ما شد گوشِ ست اهلِ همت را
قبا در بر گل و سوخت داغ لاله تو هم — درین بهار غنیمت شمار فرصت را
جلوهٔ شاهد زیبا نبرد دل ز کفم ✤ — یوسفی در نظر از حسن مثال ست مرا
میکند وعدهٔ دیدار بفردا امروز — یا دانسته که امروز مرا فردا نیست
شهید ناز توام خونبها بس ست مرا — همین قدر که ز قتلم دلت پشیمان نیست
حرفِ سفر مگو که من از کار میروم — نقلِ مکان دور تو از دیده تا دل ست
از تو بدخو اکشیدن یک نگاهِ آشنا — کافری را در فرنگستان مسلمان کردن ست
ز شهر پا نگذارم بیرون نماند مرا ✤ — دماغ لاله صحرانشین که سودائی ست
شکوه از تشنه لبی نیست شهیدان ترا — آب باریک دم تیغ تو دریا خیز ست
همیشه بست و کشاد من از هنر باشد — کلید و قفل صدف هر دو از گهر باشد
نیست ارباب ستم را بهره از رزق حلال — تیغ دایم آب جوده و خون میخورد
برما مگر تو رحم کنی ورنه آفتاب — شبهای هجر را نتواند سحر کند
ترسم تمنیت جاه دوستان نگذرد — که هر مریض امید عیادتے دارد
شاهد دو رازِ عزیزان دگر از عالم چیست — ندارد زندگی عضوی که از اعضا جدا گردد
تشنه چاره لب تشنگی حسرت من — آب تیغ تو مرا گرچه زسر می گذرد
در پرده بود قطره زند نهانی اشک من — افسوس رفته رفته شد این ماجرا بلند
بد مستی شیشه در دست دگر پیمانه می باشد — تو هیدستی ندانی هر که در میخانه می باشد

آمن چون باشم ز صیاد یکه شوخیهای او
دارد م امروز در گلزار و فردا در قفس

تنها مرا چو خامه نگردد زبان بحرف
آیم مگر بهمرسی دوستان بحرف

نی بود کاشکی دلم از سنگ در بغل
تا میگرفت نقش ترا تنگ در بغل

از سفره منع تو کردن نتوانم اما
باش چندان که وداع دل بیتاب کنم

نمیدانم که دیگر از که باید بود ممنونم
کمی در محرمانیهای او بسیار می بینم +

بیش ازین پاس دل بدخوئی آید زمن
گرچه با این دشمن پهلونشین خو کرده ام

نمی باشد لباس دلکشائی غیر عریانی
گره از خاطرم نکشود تا بند قبا بستم

نیم من در شمار بلبلان اما باین شادم
که من هم در گلستان نقش شبنم پرمی زدم

نام وطن نمانده بیادم که عمرها
بی آشیان چو طائر رنگ پریده ام

نشاطم نیست منظور از لباس و دولت دنیا
بقدر سوختن چون شمع دل بر انجمن بستم

شادم که ز فیض ناتوانی
از خاطر دوستان نرفتم

اگر این بست کدورت چمن صحبت را
فیض باران بهاریست زهم پاشیدن

قد خم گشته ام کی طاقت بار عصا دارد
ز پیر پیام اشکل بود زه بر کمان بستن

گر دی بمن ز گوشهٔ ابرو اشارهٔ
آخر بزور عشق کشیدم کمان تو +

بس ست عشرت بلبل گمان نداشت کسی
که نغمه سنجی گلشن بسد بشت پری

تو بیجا پای محکم کرده ای با آنکه میدانی
بقدر سوختن چون شمع جا در انجمن داری

مپرس از عیش ما شوریدگان گاهی در این صحرا
ز داغ لاله می آید بیادم چشم آهوئی

نمیخواهد بظاهر بزم عیشم نغمه پردازی
مرا در پرده گوشست پنهان حسن آوازی

رباعی

ظالم که کلاه گوشه بر میشکند
درویش و غنی بیکدگر میشکند

غافل که دل نازکِ مظلومان است
آن شیشه که کوه را کمر می شکند

چند بچار رنگ عشرتهای الوان رنگین — نیست پرافشانی اینجا غیر دندان ریختن
گره ز ناخن تدبیر کی کشاده شود + — که از کلید غلط بستگی زیاده شود +
بس بود در سفر کعبه مقصد مارا — تو شد ره قدمی چند که برداشته ایم

رشدی — رشدی ظاهرا لاهجی بوده سخنش خالی از لطافت نیست

تا قیامت مژه بر هم نزنم گر دانم — که امید نگهی روز جزا خواهد بود

رباعی

رشدی بنشین بت هوار اشکن — درمان مطلب دل دوار اشکن
از خانه برون سنگ حوادث بارد — تا سر نشود شکسته پار اشکن

روشن — روشن میر محمد هادی بنگالی مشیداساس صاحب کمالی ست طبع سلیم و ذهن مستقیم داشت و در عربی و فارسی و هندی درس میگفت و در صحبتش طلبهٔ علم را در یکهفته سواد روشن می شد

صاحب دیوان ست ازوست

آن رنگ جلوه دوست که محجوب غنچه بود — بیرون چو نور شمع ز فانوس غنچه بود
بر سر دریای هستی نقش آبم کرده اند — یکطرف تعمیر و یکجانب خرابم کرده اند

رضا — ملا رضا اصفهانی پیشهٔ جولاهی داشت بغایت ظریف و لطیف الطبع نکته سنج بود شعرش در کمال ملاحت و استواری ست و ذهنش در نهایت رسائی و هموار عزلها دارد

این مطلع ازوست

ناله پند اشت که در سینهٔ ما جا تنگ ست — رفت و برگشت سر آسیمه که دنیا تنگ ست
خط سیاه بکیفیت لبت افزود + — شراب کهنه چو شد نشه بیشتر دارد

رائج — رائج میر محمد علی سیالکوٹی نقود افکار بین التفات اوراق و نحو را شعار بنسیم توجه او مارج مردی آزاد شرب خوش خلق خوش صحبت بود با میرزا بیدل دوشاه آخرین هم طرح بوده و در وطن خود در امن عزلت و قناعت گرفته قلندرانه بسر برد و هنگامهٔ شعوری گرم داشت

قریب صد سال بزیست و در شهر ۱۰۵۰ بجوار رحمت الٰهی پیوست بسیار شوخ طبع خوش محاوره انجمن افروز بود و در شعر خواندن طرز عجبی داشت عطر زلف سخن چنین می افشاند ؎

شد فزون در آخر حسن تو بی آرامیم — کرد خطر آتش رویت کباب شامیم
ز طرز آن نگاهم طاقت آخر نا توانی شد — مرا چشم سیاه یار افسون جوانی شد
بزیر سایهٔ گم گشتگی سعادتهاست — درین زمانه همائی بغیر عنقانیست
نه غرورست که سر پیش تو افراخته ام — گردنی راست پی تیغ کجت ساخته ام
خوشتر از کنج عدم نیست سلامتگاهی — چند کس پی سپر فوج مه و سال شود
روز وصل از نه بیم هجران تو ام گریان گذشت — آه عید آمد پس از عمری و در باران گذشت
چه سان آموخت بیرحمانه بر فتراک سر بستن — ز طفلی آن شکار افگن نمیداند کمر بستن
اگر باحق نیازی هست حاجت نیست تعمیرے — ستون و سقف درویشان همین ذکر و دعا باشد
اگر این ست آشوب خرام فتنه انگیزت — خروشان دور گیتی از تو چون خلخال خواهد شد

رونقی استرابادی رونقگر ست مسخره بیحیائی پیشه او دگه هزل او بیشتر از جد ست بسیاری از شعراء معاصرین خود را هجو کرده و از ایشان هجو خود شنیده و انصاف تحسین داده سالها در سلک ملازمان اکبر شاهی منخرط ماند و همراه موکب شاهی در سفر گجرات بپای قلعهٔ مالوگذه بمن توابع سرون روز جمعه بست و سوم جمادی الاخره ۹۸۰ سفر آخرت گزید و هما نجا مدفون شد دیوانی دارد قریب بسه هزار بیت او راست ؎

حیات جاودان دارد شهید تیغ بیدادش — مگر در آبگیر آب حیوان داده استادش
از جفائی او نمی نالم که می ترسم رقیب — یا بداند تا شیر فریادم که از بیدادگیست
زبانی گوئی خاصه شرح حالم را که در نامه — ز دست بیخودی حرف از قلم بسیار افتاده
قاصد از آمدنش میکند آگاه مرا — تا کشد جذبهٔ شوقش بسر راه مرا
بود در دست پای او دل گرمم چو آن اخگر — که بردارد ببازی طفل از دست افگند زودش

چنان وقار تو بر کوه پای علم افشرد — که شد ز هر رگ او چشمهای آب روان

رازی نواب عاقل خان ابن شریفش میر عسکری ست از سادات خواف واز عمده خوانین عالمگیر پادشاه بود در ایام شاهزادگی عالمگیر یکی از پرستاران خاص بقضای آسمانی رحلت کرده بود ومفارقتش بر خاطر شاه وشوار میگذشت روز دیگر بشکار برآمد نواب در خلوت بعرض رسانید که باینهمه ملال خاطر در شکار چه حکمت خواهد بود شاه اشارت باین بیت کرد

نالهای خانگی دل را تسلی بخش نیست — در بیابان می توان فریاد خاطرخواه کرد

عاقل خان این بیت خود خواند ؎

عشق چه آسان نمود آه چه دشوار بود — هجر چه دشوار بود یار چه آسان گرفت

شاه بی اختیار رقت کرد و بکرات ومرات سماع کرده یاد گرفت وپرسید این از کیست گفت از شخصی ست که نمیخواهد بحضور حضرت بنام شاعری موسوم گردد تبسم فرمود و نظر تربیت بحال وی بیش از پیش برگماشت تا آنکه بمنصب چهار هزاری رسانید و در هنگام توجه دکن بصوبه داری شاهجهان آباد مامور شد دیوانش عالمی ست پر از یوسف طلعتان معانی دلنشین وسواد اعظمی ست از سیه فامان حروف مشکین بنگین درسته بازار سطورش متاع در وانبار انبار و بر تخته دکان صفحاتش گلهای مضامین رنگین گلزار گلزار هر شعرش زلف معشوقی سراپا نازست هر نقطه خرمن داغ دل عاشقی خانه برانداز وصاف رنگینی کلامش را خامه از قلم نرگس و سیاهی از دوات لاله باید شوشگرفت از رنگ گل وصریر آواز بلبل شاید از رشک نسخه مهر و ماهش ماه و مهر در روساختن از نظاره نزاکت سخنش گل وبلبل در رنگ باختن این چند بیت از نفحات قانون عشق اوست ؎

خشک کنم ز سوز دل دیدهٔ اشکبار را — چند در آب افگنم آئینهٔ نگار را

قبلهٔ مست میکند خانهٔ میفروش را — آنکه بکعبه می برد سالک هوشیار را

چند غم جهان خوری دل چه نهی برین چمن — باد خزان در پی ست جلوهٔ این بهار را

بست گره ز خون دل نافهٔ آهوی ختن — تا بکشاد آن غزال طرهٔ مشکبار را

سرمست جام نیست دل جرعه نوش ما — مستی ماست از نگهی فروش ما
سر چو کشیدم ز جیب عشق گریبان گرفت — پا چو کشادم ز بند راه بیابان گرفت
هر که بکف جام دید دولت جمشید یافت — هر که ز دنیا گذشت ملک سلیمان گرفت
سالها شد که دلم معتکف روئی تو بود — روئی چون قبله نما از همه سو سوئی تو بود
در جهان هیچ دل از وسوسه آزاد نماند — مگر آن دل که اسیر خم گیسوئی تو بود
هر گل تازه که بشگفت سحر رنگ تو داشت — غنچه ناقه چو بشگفت پر از بوئی تو بود
سامری کیست که جان در تن گوساله دمد — ساحری چیست همه فتنه جادوئی تو بود
کشته غمزه تو نیست همین رازی و بس — بس مسلمان بستم کشته هندوئی تو بود
ای حسن ترا هر دم صد جلوه نقاب اندر — صد موج زند دریا هر لحظه حباب اندر
در درد تو مرا در سر چون روح بود در تن — سوز تو در اشک من چون بوی گلاب اندر
تا زلف ترا دیدم در دست صبا پیچان — می پیچم و می کاهم چون شسته بتاب اندر
احوال دل رازی گفتند درین مصرع — در کارم و بیکارم چون مد بحساب اندر
عشق از معموره میخواند بویرانی مرا — عاشق ویرانه کرد این گنج پنهانی مرا
من همی سازم بتو هر چند میسوزی دلم — دل نمیرنجد ز تو هر چند رنجانی مرا
از نظر پنهانی و در دل تو در دل آشکار — آشکارا می کند این در و پنهانی مرا

رافع از شعرای کشمیر و سخنوران دلپذیر است شاگرد ملا ابو الحق ساطع کشمیری بانواب خانخانان مدوران خان بسر می برد ازوی می آید

کفم چو کاسه گدا اب همچنان خالی ست — بآن محیط کرم گرچه آشنا شده ام

نواب هزار روپیه صله بخشید نواب هم طبع نظمی داشت این مطلع ازوست

سحر خورشید لرزان بر سر کوئی تو می آید — دل آئینه را نازم که بر روئی تو می آید

راهب میرزا سید جعفر اصفهانی فیض صحبت دارد و لهذا راهب تخلص میکند در شیوه

شاعری گوئی بیشی از اقران می ربود و زندگانی در کمال صفا و ضیا بسر می برد مجموع
اشعارش پنجاه هزار بیت خواهد بود در ۱۱۶۶ وفات کرد نقش فرنگ چنین می بندد

در چمن چون لب لعل تو گهربار شود — غنچهٔ گل گرهِ خاطرِ گلزار شود
شب ز بیتابیٔ اشک ست دلم بی آرام — دایه در رنج بود طفل چو بیمار شود

رباعی

جان بیتو ز لذتِ خور و خواب گذشت — از ساغر لعل و بادهٔ ناب گذشت
از تیغ تو دل نمیکند قطع امید — لب تشنه نمی تواند از آب گذشت

مدتی شد که درین میکده خمیازه کشم — تا سر دور بمن دختر رز پیر شده ست
راهب از میکده گر پا نکشم معذورم — خطِ میخانه مرا حلقهٔ زنجیر شده ست

گر پیش نهالِ قدِ او جلوه طراز ست — عذرِ گنهِ سرو همین بس که دراز ست
جدا افگند چون نقش قدم زان نازنین ما را — زد آخر آسمانِ بی مروت بر زمین ما را

ضد لاله شگفت از گلِ ما — داغِ تو نرفت از دلِ ما

ز شوقِ وصل تو بر لب رسیده جانی هست — وصیتی ست بیا تا مرا زبانی هست
بده بقیمتِ دل هر چه میدهی که مرا — نه فکر سود نه اندیشهٔ زیانی هست

خوشا فراغت مرغی که آشیان دارد — بگلشنی که نه گلچین نه باغبان دارد
آسوده خاطرانِ چمن را چه آگهی — از نالهٔ که مرغ گرفتار میکند

راسخ میر محمد زمان سرهندی سید والانژاد بود و راسخ القدم جادهٔ استعداد معانیٔ
تازه می یابد و خوبان خیال را در لباس رنگین جلوه میدهد از عمدهٔ ملازمان شاهزاده محمد اعظم
بود و بمنصب هفتصدی سرفرازی داشت و فاتش در دهلی واقع شد راسخ بمرد تاریخ ست

طوطیٔ ناطقه آهنگ کلامش چنین سر میکند

یاد از شام غم بزم خموشان کردیم + مشتی از سرمه گرفتیم و پریشان کردیم
جامهٔ صبر بالای جنون تنگ آمد + انچه از دست برآمد بگریبان کردیم

گلی شگفت که من جام باده نازم — دلی طپید که من نیم بسمل رازم
مئی بجلوه درآمد که عافیت سوزم — شکست شیشه که قربان شوخی نازم
خروش رخته بردل که نغمهٔ شوقم — بسینه تاخته ناخن که زخمهٔ سازم
زپا فتاد تمنا کز آشیانی دورم — طپید دست تاسف که بال پروازم
کدامی نالهٔ شد افسانهٔ خواب پای لطفت را — چو شبنم سوخت چشم انتظار ای نامه بر رحمی
زبوئی مرهم کافور داغم رنگ می بازد — چراغم نازپرورد ست ای باد سحر رحمی

رهی سلطان علی بیگ از خوانین سلاطین صفویه بوده و در وادی شعر رتبهٔ اعلی داشته

این ابیات از وست

آزادیم از دام تو شد فتنهٔ تاراج — مرغان به تبرک همه کندند پرم را
آزخرابی میگذشتم منزلم آمد بیاد — دست و پا گم کرده را دیدم دلم آمد بیاد
پر بهم آورده دیدم برگهای غنچه را — اجتماع دوستان یکدلم آمد بیاد

روحی سید جعفر زنبیر پوری قصبه ایست پانزده کروهی لکنؤ بروزن زنجیر سیدی پاکیزه نژاد صوفی مشرب بود و در توحید مذاقی عالی داشت در عهد شاه عالم بدهلی تشریف برد با صاحب طبعان آنجا مثل میرزا بیدل صحبت داشت در آخر عمر سالها در بلدهٔ لکنؤ با گوشهٔ انزوا و توکل کشید و عرض عمر را بطول مشق فنا خوش گذرانید از دوستان میرآزاد بود سید جعفر در ۱۲۵۴ بخطائر قدس انس گرفت دیوان مختصری دارد عرایض افکارش بر منصهٔ ورق چنین جلوه مینماید

سیر نزول ذات بانسان رسیده ماند — چون وحی آسمان که بقرآن رسیده ماند
گشت چشم تو ولی فتنهٔ قامت باقی ست — نیست آرام بمردن که قیامت باقی ست
آز عدم بیداری دل هست رهٔ آورد ما — آب چشم خفتگان چون صبح باشد گرد ما
چو ماه نو کند جذبه حسن هست هر مویم — بسر خورشید غلطان آید از تحریک ابرویم
ز فیض مفلسی قیمت فزاید اهل جوهر را — لباسی غیر عریانی نزیبد لعل و گوهر را

شگفته جبهه کدام آفتاب می آید — که خنده چون سحر از گرد کاروان پیداست

رحیم عبدالرحیم خانخانان سپه سالار پسر بیرمخان یار وفادار اکبر پادشاه بود و در عصر خود در شجاعت و سخاوت منفرد می زیست و در زبان فارسی و ترکی و هندی کوس یکتائی می نواخت در نتایج الافکار ترجمهٔ او بسط تمام نوشته و سال وفاتش ۱۰۳۵ سنه بعمر هفتاد و دو سالگی نشان داده و الحق صاحب دولتی ست مشهور جهان و عالی همتی ست معروف زمان نسیم ذکر جمیلش با قطار عالم رسیده و شمیم خلق عمیمش در دماغ جهانیان پیچیده در صفت شجاعت بی نظیر و در شیمه سخاوت ابر مطیر در فنون فضائل و قابلیت بی همتا و در ترویج طائفه اهل فضل و کمال انگشت نما فتح گجرات و دکن و سند بر دست وی شده و کارهای بسیار دست بسته از و بر روی کار آمده مقبرهٔ او در دهلی ست طبع نظم داشت از وی ست

شمار شوق ندانسته ام که تا چند ست — جز این قدر که دلم سخت آرزومند ست
بکیش صدق و صفا حرف عهد یکرنگ ست — نگاه اهل محبت تمام سوگند ست
مرا فروخت محبت ولی نمیدانم — که مشتری چه کس ست و بهائی من چند ست
روای حق محبت عنایتی ست زدوست — وگرنه خاطر عاشق بهیچ خورسند ست
ازان خوشم بسخنهای دلکش تو رحیم — که انکی با داهای عشق مانند ست
غمت مباد چه می پرسی از حکایت من — دل ملوطاقت این گفتگو نمیدارد

رباعی

امید دوست نه دشمنی دل آزاری ست — خوی تو نه در خور ستمگاری ست
چشم تو نه بخت ماست در خواب چرا — بخت تو نه چشم ماست بیداری ست

رباعی

سرمایهٔ غم ز دست آسان ندهم — دل بر نکنم ز دوست تا جان ندهم
از دوست بیاد گار دارم دردی — ای درد بصد هزار درمان ندهم

رباعی

سرمایهٔ عمر جاودانی غم تو — بهتر ز هزار شادمانی هم تو
گفتی که چنین واله و شیدات که کرد — دانی غم تو و گر ندانی غم تو

بهای خون من و خون بهای صد چو من ست — که من بخون تپم و قاتلم نظاره کند
نشان یافتن صد هزار مضمون ست — نخواند نامهٔ ما را چو دوست پاره کند
نیم فضول که جویم وصال همچو توئی — بس ست همچو منی را خیال همچو توئی

رسمای محمد ارشد در سواد پنجاب سکونت داشت مردی درویش وضع قانع مشرب بود اما طبع رسا داشت و علم شاعری چنین می افراخت ؎

با مخالف مشربان کم بنشستن خوب نیست — این غلط مجموعه را شیرازه بستن خوب نیست

رباعی

در موسم دی مرا که هستم درویش — فکر نمد گرم ندارد دلریش
در تابش خورشید نشینم دلخوش — افگنده بپا گیهی از سایهٔ خویش

رسا میرزا خان همدانی مولدش حیدرآباد ست نشو و نما در لشکر نواب آصفجاه یافته و از مجلسیان خاص نواب بود و بخدمت انشا قیام داشت در رکاب نواب بدهلی رفت و صحبت صاحب الاله آنجا دریافت بسیار خوش خلق رنگین صحبت بود و عامهٔ میرزائیت بر قامت او دوخته میرزا در را باوی یکجهتی فراوان صورت بسته بود این چند بیت از بیاضش درین سواد نقش می بندد ؎

خود را ز تنگی قفس آزاد میکنم — این مشت پر تواضع صیاد می کنم
در سراپردهٔ دل هر نفس آوازی هست — که درین خانه نهان خانه براندازی هست
بر سم اگر بترش ز هجوم نارسائی — بخیال آستانش من و شوق جبهه سائی
که برد پیام ما را بحریم خوش نگاهان — رقمی نموده ایم دوسه مصرع هوائی
رحم کن ای باغبان گلدسته پیش من میار — مجمع یاران رنگین یاد می آید مرا

بگلشنِ دل پر داغ سیر باد ارم — معاش ازان چمن انتظار من مبرید ✦
نمیتوان بفلک طرح اختلاط انداخت — مرا ز صحبتِ این سفله ننگ می آید ✦
خوبغربت کرده را دیکسی هم عالمی ست — بلبلِ ما در قفس کم میکند یادِ وطن ✦

راغب

راغب جعفرخان پانی پتی نبیرهٔ نواب لطف الله خان و نبیسهٔ نواب شیر افگن خان شاگرد مکین ست و شاعر باتمکین در اواخر سنه ۱۲ ببلدهٔ عظیم آباد وجان بحق تسلیم نمود از وست ✦

دمی دو دور روان بود زخاکستر راغب — امروز چنان سوخت کزان هم اثری نیست
کدام رنج نهان بر سرِ دل افتاد ست — که دم زدن زغمِ خویش مشکل افتاد ست

رہائی

رہائی نامش قاضی عبدالله ست از نبائر قاضی محمد رازی در عهد جهانگیری و شاهجهانی در هند بسر برده منهر ✦

دیدیم اثرهای ترا وقت اجابت — ای ناله ازین بیش مده دردسرِ ما

روزبہ

روزبه ملا شیرازی باز وطن بهند افتاده وهمین جا رو بلوادیٔ عدم نهاده منهر ✦

بملک حسن بخوبی سرامد ست آن زلف — که در نسب زده و جانب بآفتاب رسد

راسا

راسا تخلص منشی احمد علی لکهنوی جامع علوم و اخلاق گزیده بود و در نظم و نثر فارسی فکرش رسا و سنجیده مثنوی نشتر غم و چهار دیوان فارسی ازوی یادگار و دیده طوالش در خوش نویسی سرامد روزگار شوق سخن در ابتدا از طالب علیخان عیشی و محمد حیات بیتاب نموده و مدتی در صحبت آغا نصیبی و ملا علی اکبر شیرازی مستفید بوده و برای تکمیل این فن در عظیم آباد بصحبت ملا ابوالقاسم سمنانی رسیده و با ملا عبدالباقی مینائی و قاضی محمد صادق خان اختر همطرح گردیده پیش حکام فرنگ بعزت سرفراز و بعهدهٔ تحصیلداری ممتاز قبل ایام غدر بهندوستان از ملازمت سرکار انگریزی دل برکنده و بوظیفهٔ اعتر الیهٔ آن سرکار قانع شده در وطن طرح اقامت افگنده بقیهٔ عمر بطاعت و عبادت مشغول ماند و در صحبت ارباب ذوق و وجد گذراند بتاریخ بستم ماه شوال سنه یکهزار و دو صد و نود و دو از هجرت در شهر لکهنو بروضهٔ رضوان شتافت تمید رشید ش

مولوی عبد العلی مدراسی متخلص بفروغ تاریخ وفاتش چنین یافت ؎

احمد علی رسا که بدار البقا رسید — اوستاد شعر من پر ملال بود ✦
تاریخ او نوشت فروغ از سر الم — احمد علی چه صاحب فضل و کمال بود
۱۲۹۲

این تذکره که می بینی بکتابت منشی احمد حسین دخترزاده رسائی مرحوم ست که درین چند مرده خوش نویسان ملازم این ریاست بود ست سلمه الله تعالی

از نشتر غم رسا ؎

مرحبا ساقی میخانهٔ ما — کام بخش لب مستانهٔ ما
مرحبا مرشد ما هادی ما — رهبر مسلک آزادی ما
مستی و شور خرابات از تو — میکده قبلهٔ حاجات از تو
شیشه از عکس تو یک بزم پری — جام از لطف تو در جلوه گری
بهار آمد نویسم نامهٔ پر شوق بلبل را — تو ان عطر گریبان کرد چندی نکهت گل را
جز بیستی بدهر نباشد نشان ما — باشد بزیر سایهٔ عنقا مکان ما ✦
نهفت زلف سیاه تو روی تابان را — بجز دو دان پی تعظیم کرد قرآن را
مشو چون گل پریشان تنگدستی گر شود پیدا — چو غنچه خاطر خود جمع کن تا زر شود پیدا
نگار کشور دیگر نمی فهمد زبان ما — زحال زار ما یارب که باشد ترجمان ما
باوج نظم ما کی میرسد فهم سخندانی — زمین شعر ما شد از بلندی آسمان ما
خاطر شش تنهائی سوزد ز آه سرد ما — رنگ رویش سبز میگردد و زرنگ زرد ما
خدمت بیمار شاق آید چو از حد بگذرد — نالهٔ ما هم تر آمد از دل پر درد ما ✦
اشک خونین تا بسر داریم ما — آبرو از چشم تر داریم ما
عاقبت معشوق عاشق را بگیرد و هم نوا — از شگفتنهای گل آید صدای عندلیب
گو گنهگارم ولی فردوس باشد منزلم — زانکه باشد فطرت بستان برای عندلیب

میکشد جذبِ محبت سوئی دوست
می برد دل نکهتِ گیسوئی دوست

فتنهٔ دوران چه میسازد بمن
زانکه دارم تکیه بر زانوئی دوست

فرصتی ای چشم گریانِ رسا
تا نویسم نامهٔ غم سوئی دوست

بهار خسته دلان زخم خونچکان من ست
کجاست قیس که هم درد پستان من ست

لبِ خموش من او را بگفتگو آورد
که بی زبانی من سر بسر زبان من ست

نی همین شمشیر آن سفاک از بازو گذشت
تیر ظالم تا لبِ معشوق از پهلو گذشت

در کشید نهای تیغ آزردنِ بازو چرا
جان این مشتاق مرگ از جنبشِ ابرو گذشت

دل فدائی خال مشکینِ لبِ دلدار شد
آه یک مسلم زجان در عشق یک هندو گذشت

رمزی که جای حرف نباشد دهان تست
چیزی که غیر نام ندارد میان تست

چشم دیوانهٔ آهوئی کسی ست
عاشقِ نرگسِ جادوئی کسی ست

اینکه گویم سخنانِ شیرین
سخنِ لعل سخنگوئی کسی ست

زهین منت آن قاصدِ جگر سوزم
که بر تو دید لقا خط آشنا آورد

در قلبِ تو جز خدا نگنجد
در چشم تو ماسوا نگنجد

ما را چه گذر بدیدهٔ تو
در چشم تو تو تیا نگنجد

بهر دلی که توئی غم درو نمیگنجد
چه جای غم که درو نام او نمیگنجد

کسی چه وصف کند لعل شکرین ترا
حلاوتی ست که در گفتگو نمیگنجد

راستی های کج ابروئی مرا دیوانه کرد
خوش بیانیهای بدخوئی مرا دیوانه کرد

صرف با من کرد چشمش عرفه النسانیتی
آدمیتهای آهوئی مرا دیوانه کرد

گر مسلمان با مسلمان انس دارد دور نیست
دلنوازیهای هندوئی مرا دیوانه کرد

غم گر نه بجانِ ما نشیند
بیچاره کدام جا نشیند

شهید ناز چه حاجت بآب جو دارد
که آبِ تیغ کفایت بغسل او دارد

گل روی ترا چمن مشتاق — مشک زلف ترا ختن مشتاق
خلق پروانه شمع روی ترا — بلقای تو انجمن مشتاق

عشق در پرده نهان بود نمیدانستم — نیشتر در رگ جان بود نمیدانستم
ز کوه برتر استم بلکه از اوج سما استم — مبادآن ساعت بد کز نگاهِ آشنا افتم
اگر توفیق یاری می نماید زود تر من هم — رسانازسر قدم کرده بپای مصطفی افتم
گر دل دیوانه را سر بتپیدن دهم — هوش ترا ای پری بال پریدن دهم
بدل خیال نگاری که داشتم دارم — هوائی وصلت یاری که داشتم دارم
جان مناسب نبود نذر بجانان بردن — شرم می آیدم از زیره بکرمان بردن
ای دل طریق آشتی از اهل کین مجو — از زهر تلخ فائدهٔ انگبین مجو
ای دیده دزد چشمهٔ سوزن مخواه آب — زنهار مشکنا فذ ز چین جبین مجو
دلم افتاد در چاه زنخ ای عقل تدبیری — ندارد ناله در گوشش گذر ای آه تاثیری
بوقت نزع بر بالینم آمد خانه آبادش — بجان مشتاق نطق دلبرم ای مرگ تاخیری

رضائی شاه رضا خلف بهار الدوله از مردم طهران از اولاد شاه قاسم نوربخش بود و این بیت از وست

بروز وصل ازان خاطر حزین دارم — که دشمن چو فراق تو در کمین دارم

رضائی از سادات رضوی ست مردی نیک طینت درویش سیرت بود اوقات عزیز در تحصیل علم بسر می برد این دو بیت از وست

کار من دور از همه روی تو غیر از آه نیست — بسکه دارم ضعف آهم گاه هست و گاه نیست
دلم نیاید از ان زلف پرشکن بیرون — باختیار نیاید کس از وطن بیرون

رائق حکیم باقر حسن خان مؤلف تذکرهٔ گلدستهٔ کرناٹک از اعیان قوم نائطه بوده و در تصبهٔ اودگیر مضاف مدراس ظاهر گردیده شاگرد محمد باقر آگاه ست فکر بلند و طبع ارجمند

بصاحبت نواب اعظم جاه بهادر شرف اندوز گشته جمعیت خاطر بهم رسانید و در سنه ۱۱۴۹ بعالم آخرت

خرامید از دست

بزاری عرض مطلب کن اجابت گر هوس داری — اثرها در گره باشد دعائی وقت باران را

همین ادائی تو تنها نه آفت جان ست — به پرده چشم ترا فتنه هائی پنهان ست

از تماشای جمالت چه بلا جوشد اشک — حشر طفلان شود انجا که تماشا باشد

کرد بیهوش مرا گردش چشم سیهش — من ازین ساغر سرشار سیه مست شدم

رقعت

راقم محمد حسین قادری ابن نجم الدین حسن خوش نویس ولادتش در سنه ۱۱۲۲ بوده و فیض سخن از خدمت شائق و مولوی محی الدین واقف ربوده و تحصیل علوم عربیه بخدمت مفتی بدر الدوله بهادر نموده

وهم مشق سخن پیش ابو طیب خان والا کرده این ابیات از دست

گداخت شعلهٔ رویت دماغ آیینه را — شکست مستی چشمت ایاغ آیینه را

ز جور چرخ نرستند خوبرویان هم — نگاه کن کلف ماه و داغ آیینه را

بسان خط شعاعی ز تاب مهر رخت — نگه بدیدهٔ من رعشه دار میگردد

رفعت

رفعت محمد عباس بن شیخ احمد شروانی مؤلف نفحة الیمن و صدیقة الافراح نزیل بهوپال و متوطن این دار الاقبال امامی المذهب شاعر خوشگوست در حین تحریر این نامه مهتمم محکمهٔ ترتیب ستوره اهل ریاست ست و قرین هرگونه رفعت عارف فن تاریخ و دیگر فنون و منشی معامله نویس و خوشنویس ست

این چند بیت از شهرستان طبع اوست

حال من آشفته بجانان که کند عرض — درد من رنجور بدرمان که کند عرض

رو داد دل خسته و سوز دل وحشی — جز خامهٔ عباس سخندان که کند عرض

بی نیازم کرد از کون و مکان تاثیر عشق — سیم شد از زیر من تا یافتم اکسیر عشق

قطب شاه وقت بودم آه گشتم خسته دل — حیدر آباد دلم شد جای عالمگیر عشق

من نگویم حال من چونست از مهر بتان — درد مندان نیک میدانند وارد گیر عشق

هست در روی و زلف آن پر نور ... شام و صبح هرات و شیاپور +
چشم جادو زای او از یک نگاه موج وش ... دفتر سحر و فسون بابل و بنگاله شست
امشب از شمع رخ جانانه بزم روشن است ... بر بساطم از پر پروانه خرمن خرمن است
مژده ای یاران زمرگ حاسدان کان ماهرو ... با کمال حسن و لطف امشب در آغوش من است
سوز من از گریه هرگز کم نگردد مثل شمع ... آب اشکم بر سر آتش مثال روغن است
یافت باز ارمجت رونقی از داغ من ... دود مان عشق از نور چراغم روشن است
تا چشم تو آموخت فن فتنه گری را ... در فتنه گری داد سبق چشم پری را
در دیده من به شدنی نیست مسیحا ... بیهوده بخود راه مده دردسری را
مهر و مه و انجم همه گرم گزافند ... وقت ست که آغاز کنی جلوه گری را

رشید مولوی محمد عبدالرشید بن محمد شاه کشمیری جوان نیکو خوشگوست بر اتب علی آراسته و بفضائل کسبی پیراسته بوجه تعلق نیابت محکمهٔ افتای ریاست بهوپال بامحرر سطور آشناست طبع نظم دارد بتقریب تسوید این جریده شعری چند از طبع ارجمندش در ینجا ثبت افتاد

پیوسته به پیش یار دل هست ... گوئی که ضمیر متصل هست
بر دل یار نشد حال دل ما روشن ... عکس آیینه در آیینه نمایان نشود +
صبح از دل نتوان برد غم شام فراق ... زنگ آیینه ز آیینهٔ رخشان نشود
چه می پرسی ز حال من که در سودای آن کاکل ... ز سر افتاده ام در پیچ و تابم پا بزنجیرم

طرفه دیدم پری رخی امشب ... زلف دامی و چشم باداسی

حرف الزاء المعجمة

زلالی خوانساری زلال طبیعتش در مثنوی طوفان میکند و نیستان کلکش درین بحر لآلی شاهوار می افگند سبعهٔ سیارهٔ او زمین سخن را ترصیع کاری آسمان بخشیده و صد بندان خیال را در دائرهٔ حیرت کشیده از عمدهٔ مثنویات او محمود و ایاز ست اما ترتیب نادادهٔ ورق حیات

گردانده فوتش در ۱۱۳۱ واقع شده در بیضا ذکر او بطرز شایسته کرده و از مثنوی او آتش ابیات چند آورده ازوی می آید ؎

می کز وی خرد بی برگ گردد ✣ غم از یک جرعه شادی مرگ گردد
جنون یک قطره از لالای خم او ✣ سر بیهوشی و پای خم او

مرزا ابراهیم ادهم از مثنوی مذکور این بیت انتخاب زده

کواکب میتمودی در زمانه ✣ چو چشم گربه در تاریک خانه

در مثنوی ذره و خورشید گوید ؎

ای ز تو ذره کند خورشیدی ✣ نا امیدی همه دم امیدی
اشک را چهره بخون غلطانی ✣ صبح را از لب خود خندانی
دم ز نامش چو زند نم گل رقصد ✣ ناله در سینهٔ بلبل رقصد

زمانی یزدی مذهب تناسخ داشت و خود را شیخ نظامی گنجوی پنداشت و باین رهگذر زمانی تخلص کرد و این خام خیال را در عالم قال آورد و گفت ؎

در گنجه فرو شدم پی دید ✣ از یزد برآمدم چو خورشید

دیوان لسان الغیب را غزل بغزل جواب گفت و دم بهم صفیری بلبل شیراز زد و دیوان خود را نزد شاه عباس ماضی برد و عرض کرد که دیوان خواجه را جواب گفته ام شاه فرمود خدا چه جواب خواهی گفت کلیات او ده هزار بیت ست وفاتش در ۱۱۷۰ یا ۱۱۷۱ واقع شد غنچهٔ تمامش باین رنگ میشگفد ؎

حکایت از قد آن یار دلنواز کنید ✣ باین فسانه مگر عمر ما دراز کنید
هلاک شیشهٔ در خون نشستهٔ خویشم ✣ که آخرین نفسش عذر خواهی سنگ ست
زبان حال خموشان کسے نمیداند ✣ وگرنه سوسن آزاد در فسانه زبست
یار در کلبهٔ ما دوش ندانسته گذشت ✣ لیک دانسته نپرسید که ویرانه کیست

خاکستر وجود مرا گر دهی بباد — از اشتیاق روبره کربلا کند

زکی همدانی زکی الخلق و زکی الطبع بود و ذهن عالی داشت و گوئی غزل گوئی از اقران می ربود و قوت مدرکه اش خیلی بلند بود و با ملا شکوهی در خدمت میرزا ابراهیم همدانی درس میخواند و فاتش در ۱۰۲۰ یا در ۱۰۲۵ واقع شد ساز سخن بین قانون مے نوازد

ستم کشان محبت دم از فغان بستند — گره ز جبهه کشادند و بر زبان بستند

ترا به نکهت پیراهنی مضائقه نیست — ولی بطالع ما راه کاروان بستند

نیایدم بنظر دیگرے که چشم مرا — بروئی دوست کشادند و از جهان بستند

گر دل از عرض تمنا برادی نرسید — اینقدر شد که ترا بر سر ناز آوردم

لب تو کرد چنان رسم عام احیا را — که میدهد باجل منصب مسیحا را

نه نکهتی ز گلی نه پیامے از خارے — درین چمن بچه دل خوش کند گرفتاری

غرض الم بود از زخم ورنه فرقی نیست — میان چاک دلی و تنگاف دیوارے

اگر حریف بلائی هلاک خویش مخواه — چرا که آرزوی مرگ عافیت طلبی ست

غباری مضطرب بر گرد کویش دیدم و مردم — ازین عبرت که گویا بیقراری گشته خاک آنجا

عشق گل را نیست فیضی مند لیب بیخبر باش — خاک آن در شو که بر روی کسی نکشوده ست

دلم بحسرت آن مرغ ناتوان میرد — که در قفس بتمنای گلستان میرد

چه دور میکنی از بزم ناتوانے را — که چون ز بزم برانی بر آستان میرد

زمانه در معنی یابی یگانه تا نه بود و در بخوری فرزانه آزوست

در دو سه کیفیت پیمانه فرزانگی ست — شیشه آسودگی و باده دیوانگی ست

نی تغافل از تو می بینم نه روی دل بخود — گو چنین ست آشنائی حرفه در بیگانگی ست

آنچه بی روی تو منظور نظر داشته ام — آستین ست که بر دیده تر داشته ام

اشک در راه طلب تخت روان ست مرا — زحمت گام ازین بادیه بر داشته ام

زینتی **زینتی** سید حسن از شعرای عصر شاه عباس بود از موقوفات اصفهان وظیفه داشته خوشگوست

میگوید ؎

از فغان منع دل ما چو جرس نتوان کرد — ناله مرغ قفس را بقفس نتوان کرد
راست کن کار خود امروز که فردا چون تیر — گر م رفتن چو شدی روی به پس نتوان کرد

زائری **زائری** ایرانی ماهر مستعد بود طبع نظم داشت سخن دلپسند میگفت آزوست ؎

خورد ن خون دل از چشم تر آموخته ام — خون دل خورده ام و این هنر آموخته ام
ناصحا چند کنی منع من از عشق بتان — من ز استاد قضا اینقدر آموخته ام
زائری بهر طواف حرم کوئی کسے — صبح خیزی ز نسیم سحر آموخته ام

زیبائی **زیبائی** از اساتذهٔ گرامی و معاصر مولوی جامی ست این بیت از وست ؎

قامت شیوهٔ رفتار چو بینیا دکند — سرو را بندهٔ خود ساز دو آزاد کند

زلالی **زلالی** خوارزمی محیط موج شیرین مقالی ست تحصیل علوم در هرات کرده و شعر نیکو

گفته آزوست ؎

تنها نصیب من غم و درد حبیب نیست — اندر هیچ دور دو غم دل با بی نصیب نیست
نخواهی کرد با و رفا رخار سینهٔ چاکم — مگر روزی که گیرد دامنت خار سر خاکم

زائر **زائر** شیخ محمد فاخر بن شیخ محمد یحیی معروف بشاه خوب الله الآبادی دخترزاده شیخ محمد افضل الهٰ آبادی ست زائر بمصداق فعززنا بثالث زیب سجادهٔ ابوین و فرع آسمان سای اصلین طیبین ست صاحب صفات رضیه و مناقب سنیه آساس محکم مدارج علیا قیاس منتج ولایت کبری میزان عدل نقلیات برهان نقد عقلیات آنچه از احوالش تعلق بمرتبه فضیلت و منصب ولایت دارد شیخ آن در کتاب اتحاف النبلا نوشته ایم شاعری دون رتبه اوست لیکن چون وی صاحب دیوان ست باین رهگذر این صفحه را بذکر او برکت تازه بخشیده شد تاریخ تولدش خورشید ست و تاریخ انتقال زوال خورشید در عمر چهل و چار سالگی

دربدر با پور بمرض سرسام واصل جوار رحمت الٰہی شد بعزم بیت اللہ برآمده بود و جان عزیز را در راه خدا فدا ساخت میرزاد و مع او بسیار کرده و همه بجا نوشته میرزا مظهر میفرمود که بسے ارباب کمال را برخوردم آنقدر که نزد شیخ محمد فاخر رازان شدم هیچ جا اتفاق نیفتاد یعنی میرزا برخلاف وضع خود بملاقات شیخ اکثر می رسید این چند لآلی متلالی از عمان طبع گوهر نشان اوست ؎

بباغ عاشقی از میوهٔ وگل نیست سامانے — کنم بادام و نرگس را فدائی چشم گریانی
آئینه با صفائی رخت رو گرفته ست — گل پیش آن دهن دهن بو گرفته ست
دارم ولی که بر دم تیغ ست راه او — مژگان چشم یار بود سیرگاه او ؎
برمیان برزده دامان زکجا می آئی — مرحبا گر بشکار دل ما می آئے
حب دنیا میفریبد خاطر افسرده را — گوشمالی میدهد روباه شیر مرده را
مور را در غم زلف تو به بیند مارے — عینک داغ دلم از چه کلان بین شده ست
مرا از آمد و رفت نفس روشن شد اینمعنی — که اقبال جهان در دم زدن او بار میگردد
دنیا عزیز کرده دنیا طلب بود — از التفات شوی شود قدر زن بلند
گفتند گور پرستان زیارت زاهد — که زیر گنبد دستار زنده در گور ست
بعد مردن نیز بارم نیست بردوش کسے — همچو رنگ گل عدم پیمایم از پرواز خویش
در گلستانی که مار رنگ تماشا ریختیم — آسمان یک بال بر هم خورده طاؤس بود

رباعی

تا پیرو چار یار اخیار نه — از چار اصول دین خبردار نه
در طبع تو این چهار عنصر باهم — تا هست باعتدال بیمار نه

رباعی

گر تن ببلاهای قضا نتوان داد — از کف سر رشتهٔ رضا نتوان داد

در هر چه نشد نگو چنین باستی — تعلیم خدائی بخدا نتوان داد
بیوفائی کرد یار من بمن ✤ کاش می افتاد کار من بمن

زین العابدین میرزا از شاهزادهای صفوی بوده و در شعر سلیقهٔ مستقیمه داشته منه

اسیر بند غم خانمان نمیدانم — مجاور قفس آشیان نمیدانم
تو میکشی و خیال تو زنده می سازد — مخاوفی بجز این درمیان نمیدانم

زائر داستانی نامش اسمعیل ست نغمهٔ سخن چنین میسراید ✤

ز لیلی لیلئ من دلربائی بیشتر دارد — ز مجنون اندکی دیوانه تر میخواستم خود را

زمانا زرکش اصفهانی در وطن خود بشیوهٔ زرکشی اشتغال داشته و بهند آمده و مراجعت نموده آزوست ✤

انچه از جامهٔ رسوائی ما ماند بجا — آستینی ست که بر چشم تر خود داریم
خوش آرمیده قافلهٔ عمر ما گذشت — گردی نشد ز رفتن این کاروان بلند

زیب النسا بیگم بنت عالمگیر پادشاه ست تولدش دهم شوال ۱۰۴۸ از بطن دختر شاهنواز خان صفوی بوده حافظهٔ کلام مجید بود و از علوم عربی و فارسی بهرهٔ تمام داشته و از انواع خطوط نستعلیق و نسخ و شکسته نصیبی کامل ربوده و همت بر تربیه حال ارباب فضل و کمال مصروف داشته جماعهٔ کثیر از علماء و شعراء و منشیان و خوشنویسان بسایهٔ قدردانیش آسوده بودند و کتب و رسائل بسیار بنام او تالیف پذیرفته و در ۱۱۱۳ در قباب رحمت الهی متواری گشته او خلی جنتی بزیادت یکعدد تاریخ وفات اوست گوینده وی از کمال بیدماغی و عار همسری بتزوج نگرائید و دیوانش بلاحظه در آمد فرصت انتخاب دست بهم نداد سرسری این چند بیت فراگرفته شد ✤

خیز کرشمه ریز کن نرگس نیم مست را — از تهٔ جام جرعه ده ساقی می پرست را
بهر شهادت جهان یک نگه از تو بس بود — گرم غضب چه میکنی غمزهٔ تیز دست را

تاب مده بطره‌ات بر دل هوگرد مزن — بدعت تازه منه قاعده شکست را
علاج تشنگیم کی شود ز آتش عشق — بود برابر یک قطره رود نیل مرا
کجاست جذبه عشقی که از دیار خرد — کند برون بیک ایما هزار سیل مرا
بسنگر به تهیدستی ما کز سر همت — بر سفره حاتم ننشیند مگس ما
از وید شب هجر زلب خون جگر ریخت — شد رشک گلستان ارم مشت خس ما
نرست سبزه شوقی ز خاک هستی ما — نداد اونش ذوقی شراب مستی ما
بهار عمر گرامی بجستجو گذشت — ندید دامن وصلی دراز دستی ما
قطع جفا مکن سند دلبر شوخ مست ما — ترک وفا نمید بدین دل خود پرست ما
ما بخلاف آرزو شیشه دل شکسته ایم — سنگ عبث برد فلک این همه شکست ما
چند دلا آرزو دیدن گلزار را — ضمن قفس گلشن ست مرغ گرفتار را
دل که گرو شد بشوق از غم هجران چه باک — وعده قیامت ست بود طالب دیدار را
کم ز برهمن مشو در روش عاشقی — کز رگ جان میکند رشته زنار را
تخفی اگر نیست ره سوی گلستان چه غم — کس نشناسد ز من سایه دیوار را
گر نیستم آنکه از رحمت گناه عاصیان بخشد — بهر شرمسار بود داغ نجالت رو سیاهان را
میدهم آب از سرشک دیده داغ خویش را — تازه میدارم ببوی گل دماغ خویش را
گر فتم من که مرغ دل گرفتار قفس گردد — چه خواهی کرد آخر شعله آه نهانش را
چو بندد پا سبالش در بر و بیم رو نگردانم — کشم جاروب از دوگان فضای آستانش را
ساقی نفسی بخش دل مرده ما را — از نشئه بده آبی گل پژمرده ما را
عمریست که بلبل بچمن نغمه سرایست — در نیست درین باغ مگر باد صبا را
در رسم عشقت را بیانی دیگر ست — این مدرسه را زبانی دیگر ست
تا بکی سرگرم کار ایجهان — این جهان را هم جهانی دیگر ست

از شراب عشق می سوزد جگر — نقل این می از دکان دیگرست
باز امشب ناله زارم پریشان میرود — سیل اشکم دست در آغوش طوفان میرود
جذب عشق ست آنکه محمل از میان کاروان — بر سر مجنون مجرد در بیابان میرود
تو و بوستان حسنی که نسیم ره نیابد — من و نالهای زاری که بلب گذر ندارد
چنانکه در حرم خاص کس نمیگنجد — درون سینه تنگم نفس نمیگنجد
بهر دیار که فریاد عشق برخیزد — دگر نشستن فریاد رس نمیگنجد
چنان ز اهل قافله در سینهٔ جرس — دارم هزار ناله گره در گلوی خویش
گشتم چنان ضعیف که من بعد بایدم — مخفی بزیر جامه کنم جستجوی خویش
ای ناله بیا همنفس آه جگرباش — رونق ده خونباب دل و دیدهٔ ترباش
ز دطبل رحیل سفرت قافلهٔ عمر — مخفی منشین غافل و در فکر سفرباش
چشم گریانم بیا می از بهار آورده ام — تا فام بوی خوشی از زلف یار آورده ام
دوش بر خاک درت پهلو بستر داشتم — در طواف کعبه بودم حج اکبر داشتم
تا کی بگرفتاری دام هوس افتم — تا چند چو مرغان چمن در قفس افتم
تنگ ست ز بس بر دل من عرصهٔ ایام — خواهم که شوم شعله و در دشت خس افتم
بر کندن بنیاد من ای چرخ چه کارست — من کاه ضعیفم که ز باد نفس افتم
ز صد بگذشتای مخفی بسی شبهای بدمستی — خمار آلوده ام یک صبح هی هی میتوان کردن
پروانه نیستم که بگیرم عدم شوم — شمعم که جان گداز من و دودی نیاورم
در کعبه همین رسم طواف حرمی هست — تا زم بخرابات که انجا صنمی هست
سراپا سوز عشقم بائی تا سر چشم گریانم — گلم داغم بهار شبنمم ابرم گلستانم
بهارستان سودا جلوها دارد تماشا کن — جنونم وحشتم بیتاب بیتابم موج طوفانم

حرف السین المهملة

سعدی شیرازی فرد کامل از افراد اولیا و ثالث رسل ثلاثهٔ شعرا فصحاء ست سخنان نمکینش شور در عالم انداخته و رشحات قلم مشکینش دماغ شش جهت را معطر ساخته اول کسیکه زمزمهٔ غزل سنجیده و دماغ عشاق را رسانی تازه بخشیده اوست اگرچه پیش از وی هم قدما کم قانون غزل نواخته اند اما بی نمک و بی مزه شیخ شور غزل بطرز تازه برانگیخت و نمک برجراحت دردمندان ریخت و لهذا دیوان او را نکمدان شعرا میگویند شیخ در حیات بود که امیر خسرو و امیر حسن در هندوستان غلغلهٔ غزل انداختند و بسوز سینه داغدار انجمنها گرم ساختند سلطان محمد قاآن ناظم ملتان دو مرتبه التماس قدوم شیخ از شیراز کرد شیخ بر نگذر استیلا ضعف پیری و کبر سن نتوانست رسید و اشعار خسرو و تحسین بلیغ کرد بعد زمان این فصحا ثالثه باب غزل مفتوح شد و در هر عصر جمعی طریق اجتهاد پیمودند و حسن غزل را بانواع آرایش افزودند شیخ قصاید و اشعار متفرقه و غزل دارد و در فارسی و عربی هر دو قانون سحر کاری می نواز و در کتب پیشینیان احوال شیخ بروجه تفصیل مرقوم ست لهذا خامه تجصیل حاصل نگرانید و کلیات شیخ نظماً و نثراً شهرت و تیسر تام دارد و در هر دیار و قطر موجود ست تا آنکه ترجمهٔ گلستان او در ین نزدیکی جبرئیل نام شخصی ازاد با مصر بتازی کرد و داد فصاحت و بلاغت داد و نثر را به نثر و نظم را بنظم او انموده وفات شیخ در سنه شش صد و نود و یک اتفاق افتاده لفظ خاص تاریخ انتقال ست صد و دو سال عمر یافته و در مدرسهٔ نظامیهٔ بغداد از محدث کامل ابن جوزی علم حدیث آموخته و اقصای عالم را طی سیاحت کرده و بارها حج پیاده برآورده و بصحبت بسیاری از خاصان حق رسیده و با شیخ شهاب الدین سهروردی در یک کشتی سفر دریا کرده و مدت سی سال بطاعت و عبادت گذرانیده و در آخر ایام زندگانی بشیراز مراجعت نموده این پارهٔ نمک از نمکدان اوست

کمان سخت که داد آن لطیف بازو را ❊ که تیر غمزهٔ قاتل بس ست آهو را

حالتی دیدهٔ گریان بطبیبی گفتم ❊ گفت یکبار ببوس آن دهن خندان را

خبر من برسانید بمرغان چمن ✣ که بهم آواز شما در قفسی افتاده ست
غیرت نگذارد که بگویم که مرا کشت تا خلق ندانند که معشوق کدام ست
مجال خواب نمی باشدم ز دست خیال در سرای نشاید برآشنایان بست
خوابی که دگر حیات یابم ✣ یکبار بگو که گشته ماست
ساربان آهسته رو آرام جان در محمل ست اشتران را بار بر پشت ست و ما را بر دل ست
بخشم رفته ما را که می برد پیغام بیا که ما سر انداختیم گر جنگ ست
گر به تیغم بزنی با تو مرا خصمی نیست خصم آنم که میان من و تو غیبت ست
شب عاشقان بیدل چه شب دراز باشد تو بیا کزاول شب در صبح باز باشد
مرا زمانه ز یاران بمنزلی انداخت که را فضیم نمیدهی کزان دیار آید ✣
پدر که چون تو جگرگوشه از خدا میخواست خبر نداشت که از تو چه فتنها زاید
نفس آرزو کند که تو لب ببرش نهی بعد از هزار سال که خاکش سبو شود
تا جرأتی دل نمیگویم بکس آب چشمم ترجمانی میکند ✣
قاضئ شهر عاشقان باید ✣ که بیک شاهد اقتصا کند
خون صاحب نظران ریختنی ای کعبه حسن خون اینان که روا داشت که صید حرم اند
تا چه خواهد کرد با من دور گیتی زین دو کار دست او در گردنم یا خون من بر گردنش
آزد شمنان برند شکایت بدوستان چون دوست دشمن ست شکایت کجا برم
جان بزیر قدمت خاک توان کرد ولی گرد بر گوشه نعلین تو نتوان دیدن
بر کفی جام شریعت بر کفی سندان عشق هر زمان سنگی ندانند جام و سندان باختن
بیا رزان جهان قلب دشمنان شکنند تر اچه شد که همه قلب دوستان شکنی
گفتی برهم نشین یا از سر جان برخیز برگردسرت گردم بشینم و برخیزم

شیر خان در مرآة الخیال و قدرت الله خان در نتایج الافکار این غزل را بنام سعدی نوشته اند اگرچه در دیوانش یافته نشد

بربود دلم در چمنی سرو روانی ‌ ‌ ‌ زرین کمری سیمبری موی میانی
خورشید وشی ماه رخی زهره جبینی ‌ ‌ ‌ یاقوت لبی سنگدلی تنگ دهانی
عیسی نفسی خضر رهی یوسف عهدی ‌ ‌ ‌ جمشید مرتبه تاج وری شاه شهانی
تنگ شکرینی چو شکر در دل خلقی ‌ ‌ ‌ شوخی نمکینی چو شکر شور جهانی
جادو نگهی عشوه گری فتنه پرستی ‌ ‌ ‌ آسیب دلی رنج تنی آفت جانی
بیداد گری کجکلهی عربده جوئی ‌ ‌ ‌ لشکر شکنی تیر قدی سخت کمانی
در چشم اجل معجزهٔ آب حیاتی ‌ ‌ ‌ در باب سخن نادرهٔ سحر بیانی
بی زلف و رخ و لعل لب او شده سعدی ‌ ‌ ‌ آهی و سرشکی و غباری و دخانی
زمن مپرس که در دست او دلم چون ست ‌ ‌ ‌ از و بپرس که انگشتهاش در خون ست
حرف از دهان دوست شنیدن چه خوش بود ‌ ‌ ‌ یا از زبان آنکه شنید از دهان دوست
دی زمانی بتکلف بر سعدی ننشست ‌ ‌ ‌ فتنه بنشست چو برخاست قیامت برخاست
گر تو خواهی که بجوئی دلم امروز بجوی ‌ ‌ ‌ ورنه بسیار بجوئی دل و نیابی بازم
من آن نیم که حلال از حرام نشناسم ‌ ‌ ‌ شراب با تو حلال ست و آب بی تو حرام
ز ضعف قوت آهم نماند و می ترسم ‌ ‌ ‌ گمان برند که سعدی ز دوست خرسند ست
دی با همه می خرم ز جانم برمی آید ‌ ‌ ‌ دمم تا جان برآید من چو یک همدم نمی بینم
مرا راز ایست اندر دل نخواهم دیده پرورد ‌ ‌ ‌ ولیکن با که گویم راز چون محرم نمی بینم
قناعت میکنم با درد چون درمان نمی یابم ‌ ‌ ‌ تحمل میکنم با زخم چون مرهم نمی بینم
نم چشم آبروئی من برد از بسکه میگریم ‌ ‌ ‌ چرا گریم کزان حاصل برون از نم نمی بینم
آهی صورتت زگوهر معنی خزینه ‌ ‌ ‌ مارا ز داغ عشق تو در دل دفینه
دانی که آه سوختگان را اثر بود ✣ ‌ ‌ ‌ مگذار نالهٔ که برآید ز سینه ✣

سلمان ساوجی سر آمد زمرهٔ شعرا ست و سرخیل طائفهٔ نظما، تا آنکه استاذان سخن

قائل اند که سلمان منا اهل البیت و نقادان فن سخن معترف اند که شاهد کلامش مبرا است
از وصمت کیت و ذمیت تا چهل سال به ثناگستری امیر سن نوبان و دلشاد خاتون او و سلطان
اویس پرداخت و نام اینها را تا بقای ابعاد ثلثه بر قوانقاس خود روشن ساخت آخر الامر
بنا بر کبر سن و استیلا امراض از ملازمت استعفا خواست و در آخر عمر از بصارت معزول شد
باخواجه حافظ شیرازی سلام و پیام داشت و مسودات اشعار خود بفرستاد و فاتش در سنه
ثمان و سبعین و سبعمائة واقع شد این چند بیت منتخب دیوان اوست ۵

یا رب بآب این مژه اشکبار ما — آن سرو ناز را به نشان در کنار ما
شب فراق چو زلفت اگرچه تاریک ست — امید وارم ازان رو که صبح نزدیک ست
دلا ری هوس کشتنم اینک سر و خنجر — تقصیر اگر میرود از جانب ما نیست
گفته باد سحری با تو بگوید خبرم — این خبر پیش کسی گو که شبش را سحر ست
جان چو بشنید که آن جان جهان باز آمد — از سر راه عدم رقص کنان باز آمد
خانه در کوی مغان میطلبیم گفتند — رو که در کوچهٔ ما خانه برانداز نه
آب حیات را لب لعلت روان دهد — باد سحر گهی بهوائے تو جان دهد
سنبلت را تا صبا بر گل بشوش میکند — هر خم زلفت مرا نعلی در آتش میکند
مدتی گردش این دایرهٔ ما را از هم — همچو پرکار جدا کرد و بهم باز آورد
افتاده دوش دل بخم زلف شاهدی — شب بود و ره دراز همانجا فرو کشید
غنچه را پیش دهان تو صبا خندان یافت — آنچنان بر دهنش زد که دهن پر خون شد
تیکشم خود را و لیکن دل بسویش میکشد — موکشان زلفش مرا در خاک کویش میکشد
بیمار و برافتاده نفس دوش سحرگاه — پیغام لو آورد صبا سلمه الله

معد خواجهٔ سعد گل اندام یادان حافظ شیرازی ست و بستادسخن طرازی متصل مرقد ابی در
مصلای شیراز آسوده دست گل بخش چنین بوسید همد ۵

برگ گل نیست که افتاده بطرف چمن ست — پنبهٔ داغ دل بلبل خونین جگر ست
تنم از ضعف چنان شد که اجل حیرت و یافت — ناله هر چند فشان داد که در پیرهن ست

سیفی از امرای تیموریه بود این ابیات از وست

گر میکشی مرا بکشا رخ نقاب چیست — گر قصد جان ماست ترا این حجاب چیست
آمدی ای شمع مجلس اچو گلشن ساختی — پای بر چشم نهادی خانه روشن ساختی

سوالی ملاحسن ساکن ساوه سخنش خالی از لطف و حلاوت نیست این بیت از وست

همچو موی ست تن من ز غمت مهروئی — دل سودا زده ام چون گهری در موئی

ساقی نصیر الدین قزوینی مؤلف گلشن معانی ست و استخوان بندیانی و فاتش در سنه ۹۵۰ بوده

آزوی می آید

سخن کنم بهمه جا ز بیوفائی تو — که تا کسی نکند میل آشنائی تو

ستاره محمد صالح تبریزی از برنیسان اوج گهر ریزی ست در عهد شاهجهانی بهند آمد و با منعم خان قنوجی صوبهٔ بنگاله بسر می برد از وست

اگر اسیر سیه چرده شدیم بجاست — دل شکسته ما موی یاری میخواست
کباب هم میکند در کمی پرستی همت مینا — که گر یک ساغرش کمتر دهی زنار می بندد

سیادت میرزا جلال الدین شاعر مفید و سخنور تمهید ست در سنه ۱۰۱۱ بلاهور سکونت داشت

آزوی می آید

مجو رفعت اگر چون مور میخواهی سر خود را — مکن تقراض عمر خویشتن بال و پر خود را
چو آفتاب لب بام آخر وصلت — رسید بر سر ناخن حنای عشرت ما
کدام ماه جبین دوش مجلس آرا بود — که شمع از در فانوس در تماشا بود
همین نه دل بتقاضایش رود ز کوچه آه — چو عنکبوت دود دیده هم بتار نگاه
ما لذتی حیات ز غفلت نیافتیم — چون نشئه شراب که در خواب بگذرد

ما را جدائی تو پس از مرگ هم بلاست — گریان رود چو ابر ز کویت غبار ما
فلک از اهل دنیا داده خود باز پس گیرد — برات سیل آخر سوی دریا باز میگردد
بشام راه فنا رهنمای خویشتنم + بسان شمع درین ره عصای خویشتنم

رباعی

گردد سپید کامل از موئی سفید — بسیار شود حرص دل از موئی سفید
چون رشته کز پنبه برون آید — طول امل است حاصل از موئی سفید

سنجر میرزا بن نعمت الله دختر زاده شاه اسمعیل بن شاه طهماسپ بوده شعر بسیاری گفته از وست

گر کشت غمزهٔ تو مرا بی سبب نبود — اظهار داد پیش تو شرط ادب نبود
چو می پرسم از و حال دل خویش — بمن زلف پریشان مے نماید

سپهری از بلدهٔ آواره ست از فضلاء عالیشان زمان شاه طهماسپ بوده و در نجوم و ریاضیات دستی داشته دیوانش از ده هزار بیت زیاده دیده شد اشعارش رتبهٔ سپهر دارد از وست

ز بزم وصل تو شب بر نمیتوانم خاست — که بیم هجر تو سر در کنار من دارد
بتان بمن منمائید آتشین رخسار — ترسمی که کهن گبر و نو مسلمانم +
خالت خلیل و چهره گلستان آتش ست — خطت سیابئی که بدامان آتش ست
آسان نگشت روزئی دل کعبهٔ وصال — طی کرده هزار بیابان آتش ست

سیری از مشهد مقدس بوده ست و با شعر و سخن مناسبتی داشته از وست

ز وصال یار روزی نرسیده ام بکامی — که شب فراق از من نکشید انتقامے

سنجر بیگ برادر زادهٔ کاشانی ست و پدر میرزا یان خوش سیمای معانی تخلص هوا رست و گهرش آبدار در سلک ملازمان اکبر شاه انتظام داشت و به ثناگستری او و دیگر شاهزاده ها می پرداخت آخر نزد ابراهیم عادل شاه والی بیجاپور رفت و وی شکسته حالی او را بموسیای لطف و احسان مداوا فرمود در اشعار خود شکایت بسیار از دست روزگار دارد فرمان شاه عباس ماضی

با خلعت فاخره بنام او صادر شد اما پیش از وصول در سنهٔ ۱۲ منشور راجل نامزد او گردید لوائش بنظر امعان درآمد غزل و قصیده و مثنوی یک رتبه دارد این ابیات از غزلیاتش فراگرفته شد

شهر حسن ست بر جانب بازار مرا — تو نخواهی و گری هست خریدار مرا
نه تاب دیدن نی طاقت شکیبائی ست — تو چون نقاب کشی رحم بر تماشائی ست
محققان که ز دریای علم در جوشند — چو کوه تا نکنی شان سوال خاموش اند
آتش خرمن منی شبنم کشت دیگران — دوزخ من چرا شدی ای تو بهشت دیگران
ناخوانده گرچه آمده ام زود میروم — طبع ترا زیاده مکدر نمیکنم ✤
الماس بدل پاشم و نت کشم از خود — من لذت این زخم بسوزن نه پسندم
اگر از دامن محمل کشیدم دست بیتابی — بپائی ناقه افتادم بگرد ساربان گشتم
ما عجز دشمنیم حریفان زبون طلب — ای خون ما بگردن طبع غیور ما
ای غم هجر بیش ازین جائی تو نیست در دلم — یا بگذر ازین سرایا بنما قبالهٔ را
امشب ای همسایه او مهمان من از خود رفته ام — گر کسی احوال من پرسد بگو در خانه نیست
مهر آمد بتماشای تو با تیغ و ترنج ✤ — گو بیا گر هوس دست بریدن دارد
مرا که سینه زمین نمک فروشان ست — دماغ سوزی مرهم بداغ من غلط ست
نیست او را سر آزادی این مرغ اسیر — ورنه صد مرتبه گرداند بگرد سر خویش
این زمان بی نسبتم سنجر وگرنه پیش ازین — دست من در زلف او گستاخ تر از شانه بود
تو خود ناخوانده ای شوق استم بردی ببزم او — نمیدانم که خواهد خواست فردا عذر غیر را
برگ سبزی هم نیاوردی زهی بیطالعی — از گلستانی که هر کس گل بدامن میکند
شرم باد از اهل مجلس سنجر بیقدر را — تا بکی ناخوانده آید چند بی رخصت رود
جمعی که از تقرب او گفتگو کنند — ترسم خجل شوند اگر روبرو کنند ✤
ما هم ز آرزو بشهادت رسیده ایم — خوبان صواب نیست که فکر دیت کنند

تمیگذارد ز دگر نگاهِ گرم در کارش کنم | سخت محجوب ست میخواهم که میخوارش کنم
بی نخت جگر از مژه برگشت سر شکم | شرمنده تر از قاصد گم کرده کتابت
وقت ست که چون صبح ببالین من آئی | شمعِ سحرم یکدو نفس بیش ندارم
تا خن زده ست بوئی گلی بر مشامِ ما | هان ای طبیب هست علاجِ زکامِ ما
یکشب چراغ خلوتِ ما می توان شدن | تا کی چو صبح خنده توان زد بشامِ ما
داغم بنگ خشک شد و زخم بالماس | آگه کن ازین تجربه مرهم طلبان را
حاجت روا نگشت مرا حاصل دو کون | صرفِ چراغ مسجد و شمع مزار شد

سعید اگیلانی مخاطب به بی بدل خان خوش فکر بود و در صنایع لاسیما حکاکی و خوشنویسی ممتاز عصر می زیست و از عهد جهانگیری تا زمان شاهجهانی بدار و گیر زرگر خانه طلائی اعتبارش عیار کامل داشت از وست در مدح شاهجهان ؎

سعید

رباعی

آنی که سریرت آسمان پایه بود | بر ملک جهان عدل تو پیرایه بود
تا هست خدا تو نیز میخواهی بود | زیرا که همیشه ذات با سایه بود

سحابی استرآبادی سحاب گوهر پاش اسرار ست و آفتاب سرگرم افاضهٔ انوار در ارشاد حقائق و معارف بی نظیر افتاده و ارواح معانی را در چار عنصر رباعی بروجه خوب جلوه داده در نجف منزوی بود و از حطام دنیا بحصیری و ابریقی قانع در سنه عشر و الف فنای صوری را با فنای معنوی هم آغوش ساخت هفتاد هزار رباعی گفته از انفاس وست ؎

سحابی

رباعی

با ذات بهر صفت گرایند خوش ست | نغمه بهر آهنگ سرایند خوش ست
از بهر خدا هیچ عمل ضائع نیست | در خلد ز هر در که درآیند خوش ست

رباعی

برخود در صلح و دم نمی باید زد | بیرون از حد قدم نمی باید زد
عالم همه آئینهٔ حسن ازلی است | می باید دید و دم نمی باید زد

رباعی

آنانکه باصل کار نیکو بینند | کار این سو برای آن سو بینند
زانگونه که ردی جامه را خیاطان | این رود و زند و حسن آن رو بینند

سعید نقشبند یزدی نقشبند کارگاه خوش تلاشی ست و صورت آفرین هیولای خوش قماشی میرزا صائب او را بزبان ادب یاد میکند و میگوید ؎

این خوش غزل ز فیض سعید ای نقشبند | صائب ز بحر دل بتامل رسیده ست

سعید اورا صفاهان اقامت داشت و نزد اکابر وقت معزز و محترم میزیست نقش خیال در پرند عبارت چنین می باقد ؎

کس نیست که خارم ز دل ریش برآرد | این خار مگر آتشی از خویش برآرد

سعید محمد سعید قرشی از معمورهٔ ملتان بود و لقب خانی داشت و در عنفوان شباب ملازم سلطان مراد بخش گردیده باحمد آباد گجرات رفت ازوی می آید ؎

مشکل بود بکوی تو دیگر نشست ما | آشفته ست زلف تو بهر شکست ما
چون سبزه در ره تو بجز پا فتادگی | ای سرو من بگو که چه خیزد ز دست ما
فارغ ز دین و کفر شده بعد ازین سعید | ما و سر نیاز و بت خود پرست ما

شیر خان قصیده سینیه او را که در منقبت امام علی موسی گفته و بسیار خوب ست در مرآة الجمال آورده مطلعش این ست ؎

ز بهشت جنت اگر نیستی ولا مأیوس | باین سرای سپنجی چه گشتهٔ مأنوس

سامی میرزا سام بن شاه اسمعیل صفوی در عهد برادر خویش شاه طهماسپ در نهایت عظمت و جلال بسر می برد تذکرة الشعرائی نوشته موسوم به تحفهٔ السامی و در تربیت مستعدان دقیقه

فرونگذاشت آخر محبوس گردیده بقیه حیات در حبس بپایان رسانید هنگام رفتن وقت این وصیت نموده بود که این کریمه را بر لوح تربت من نقش کنند انّ اللّٰه یغفر الذّنوب جمیعاً و این رباعی را هم بکیطرف

رباعی

سامی ز غم زمانه بیغم می باش — با محنت و درد عشق همدم می باش
چون موجب شادی حقیقی مرگست — گر مرگ رسد تو شاد و خرّم می باش

زین صبری مراد از هیچ یاری برنمی آید — ز دست صبر هم دیدیم کاری برنمی آید
ای همچو پری از من دیوانه رمیده — نی با تو سخن گفته و نی از تو شنیده
ای وای بران عاشق محروم که هرگز — صد بار ترا دیده و گویا که ندیده
آزرده شد از چشم من امشب کف پایت — در دا که کف پای ترا چشم رسیده
مرغ دل سامی بهوای سر کویت — در دام بلا مانده و یکدانه نچیده

سالم محمود بیگ از احفاد جهان شاه ترکمان ست و استاد عرصهٔ سخنوری و دیوانش تخمیناً هشت هزار بیت مشحون باقسام سخن و در نظر ست اشعار عالی دلنشین دارد یوسف زلیخا را بغایت خوب گفته و شاهنامه شاه طهماسپ قدری که گفته امتیاز دارد و در خدمت آن پادشاه

بسر می برد تا برحمت حق پیوست

نمیگردید کوته رشتهٔ مطلب رها کردم — حکایت بود بی پایان بخاموشی ادا کردم
بسر زانف مرادی نشدم پنجه کشا — این چه دستی ست که کوتاه تر از شانه بود
نفس بستم ولی از رنگ در پرواز می آید — فغان زین پرده کز وی نغمهٔ آواز می آید
چو خلق دل دگر بر بال مژگان نامه می بندم — که از شوق رخ او نامه در پرواز می آید
ای خوش آن کز بستم عشق تو چون خون گریم — سبب گریه ز من پرسی و افزون گریم
بیازی چون کشد خنجر بقتلم فی زبان ترسم — بود طفل و چو بیند کشته ام ترسد ازان ترسم

سروری کابلی نامش عالم بیگ ست نکات رنگینش گلدستهٔ سرورست و خیالات دلنشینش

سروری

سرمایهٔ حضور در اردوئی جهانگیری بسر می برد و در زمرهٔ خوش خیالان میزیست تهال فکرش

باین رعنائی می بالد ؎

لطف و دشنام تو تسکین دل بیهوش است — آتش از آب چه گرم و چه خنک خاموش است
در رقص دست و پا زدن با اختراع ماست — چون نبض زیر پوست طپیدن سماع ماست
چوگان صفت بمطلب خود پشت پا زدیم — پیوند ما بمطلب ما انقطاع ماست
عذر دست تهی ست خلق کریم — میوهٔ بید سایهٔ بید ست

سلیم میرزا محمد قلی طرشی طهرانی از طبقهٔ اتراک و زمرهٔ نکته سنجان بلند ادراک ست صاحب طبع سلیم و ذهن مستقیم و در سلاست عبارات ممتاز و در نزاکت خیالات بی انباز در عهد شاهجهانی سری بهند کشید و ندیم میر عبد السلام شهدی مخاطب باسلام خان شد و هر دو در یک سال یعنی ۱۰۵۵ یکی در دکن و دیگر در کشمیر رخت سفر بربستند دیوانش هشت هزار بیت باشد حسین دوست پانصد بیت ازان انتخاب کرده در اینجا این چند بیت از دیوان سلیم برارباب ذوق سلیم عرض میشود ؎

مگذار زدستم که گل باغ وفا یم ✲ — بر دست تو شایسته تر از رنگ حنایم
تا چند دیر و کعبه مخوان این فسانه را — همچون کمان حلقه یکی کن دو خانه را
بدست آینه از عکس رخش گلدسته را ماند — ز شانه زلف او هندوئی ترکش بسته را ماند
در قفس رفت چو قمری چمن از یاد مرا — بهتر از سرو بود سایهٔ صیاد مرا
تا سحر امشب شراب ناب می باید گرفت — خونبهائی شمع از مهتاب می باید گرفت
نارسائی بهنر و هم جا همراه ست — جامهٔ سرو ز موزونی او کوتاه ست
جدل از خصم هنر باشد و از من عیب ست — چون رگ لعل ز دانا رگ گردن عیب ست
امشب که زبختم بسوی بزم تو راه ست — چون شمع سراپای تنم وقف نگاه ست
حریر شعلهٔ ما را بآب می بافند — کتان ما بشب ماهتاب می بافند

بعشق خواب طلب میکنی برو ایدل
بکار خانهٔ مخمل که خواب می بافند

صید ما را از خدنگش در دل و جان آتش ست
ناوکِ او را مگر چون شمع پیکان آتش ست

ساقیٔ گلفام صحن باغ را میخانه ساخت
از طرب چون صبح صوفی سبحه را پیمانه ساخت

نیم بلبل که فصلِ گل بگلشن آشیان گیرم
دهم صد گل که همچون شمع یک برگ خزان گیرم

چو بلبل باعث شوریده گفتاری نمیدانم
چو گل تقریب این آشفته دستاری نمیدانم

نتوان نمود نقش ترا آنچنان که هست
آیینه پیش روئی تو چون صبح کاذب ست

سلیم از سر نو حال آسمان پیدا ست
نشان مرکب طفلان رکاب کوتاه ست

سلیم را بری نام پیش او قاصد
بگو کسی بتو بسیار آرزومند ست

چشم تو ز بیماری خود بر سر ناز ست
مژگان تو همچون شب بیمار دراز ست

در تلاش سوختن چون کاغذِ آتش زده
داغهای سینه ام با هم بجنگ افتاده ست

بت پرستان ز کمالی که تو داری در حسن
چون به بینند ترا نام خدا میگویند

نشد درست بهندوستان شکستهٔ ما
نماز بود در و کار دست بستهٔ ما

رشکم ز گفتگوئی تو خاموش میکند
نامت نمی برم که دلم گوش میکند

رنجیده میروی ز سر کوئی او سلیم
چون میشود دنیا ید اگر از قفا کسی

نکند بحلقهٔ آن زلف آبدار انگشت
که هیچکس نکند در دهان مار انگشت

گره کشائی کار مرا هنوز کم ست
بسان شانه اگر باشدم هزار انگشت

بمعنیٔ سخنم نارسیده نیست عجب
نهند بحرف من ار خصم بی وقار انگشت

مقرر ست که از بهر امتحان اول
نهند بر دم شمشیر آبدار انگشت

نمیکنم چندانکه فکر از آشنایان وطن
نیست در یادم کسی کورا تو انم یاد کرد

داغ آشفته بسیار ست در گلخن شوق ما
نسیم پیرهن میگردد و یعقوب میخواهد

چون تو روی کاشیان تبدیل سازو میشود
قالب مجنون تهی لیلی چو در محمل نشست

بزم باده مرو سنے سفینۂ غزلے
سفینۂ بطلب تا توان در آب نشست

تهمان بخانه دیر چو ماند عزیز نیست
کوتاهیٔ زمانه ز عمری دراز ماست

گر سر و بود بجلگه و برزده دامان
منعش نتوان کرد ازینها که جوان ست

هیچکس حال سر ما را نمیداند که چیست
عالمی را چشم همچون صبح بر دستار ماست

دل درون سینه ام میرقصد از حرف وطن
هیچ سازی ناهیان را چون صدائی آب نیست

از یار مصلحت نیست آهنگ شکوه کردن
چون دف بحلقهٔ ما دیوار گوش دارد

سلیم گفت که دارم بطره ات سخنے
بخنده گفت که هندو زبان چه میداند

هیچکس پرورده خود را نمیخواهد زبون
آب و آتش را خصومت بر سر خاشاک شد

اعتباری دولت جمشید را پیدا نشد
تا ک تا از دو دمان خود باو دختر نداد

نیست در ایران زمین سامان تحصیل کمال
تا نیامد سوئی هندستان حنا رنگین نشد

باخبر باش از زبان خود که دانایان راز
از خموشی حلقه در گوش سخن چین کرده اند

جهان سفله اگر داد جرعهٔ آبے
همان نفس چو می آزرا بروئی من آورد

شانه می آید بکار زلف در آشفتگے
آشنایان را در ایام پریشانی بپرس

چو تند باد حوادث شود غبار انگیز
پناه مردم بیدست و پا چو مژگان باش

سفر اول شوق ست بکویت مارا
صید ما زود تو ان کرد که نو پروازیم

چنان قناعت فقر ست سازگار مرا
که چون حباب شوم فربه از هوا خوردن

عهد کردم که گر این بار بکوئی تو رسم
سرمهٔ دیده کنم سایهٔ دیوار ترا

در سروآزاد نوشته در تتبع فقیر اول کسکه تضمین چسپان در مقطع غزل طرح انداخت

سلیم ست میگوید

سلیم امشب بیاد تربت حافظ قدح نوشے
الا یا ایها الساقی ادر کاسا و ناولها

گفت حافظ دیدچون کلک بیانم را سلیم
بلبلی برگ گل خوش رنگ در منقار دارد ست

زبان زد خلق ست که او معانی بیگانه را با خود آشنا میساخت چنانچه ملا واسته گوید ؎

وصفی که نکردی بکلام الله ست ❊ بیتی که نبرده تو بیت الله ست

طرفه آنکه سلیم از دست دیگران می نالد و میگوید ؎

دیوان خود بدست حریفان مده سلیم ❊ غافل مشو که غارت باغ تو میکنند

و نیز میگوید ؎

دیوان کیست از سخنانم تهی سلیم ❊ تنها نه بر من این ستم از دست صائب ست

نام میرزا صائب را تصریح کرده اما بانغ نظران میدانند که صائب خیلی صاحب قدرت بر تصرف عاشاکر با خذ و جر پرداز و متاع بیگانه را بسرمایهٔ خود سازد انتهی بعد و مضامینی که از صائب و سلیم بسایهٔ یکدیگر واقع شده ثبت کرده و گفته مقتضای حسن ظن آنکه اشتراک مضامین را حمل بر توارد کنند و تا محل حسنی داشته باشد چرا در پی محل دیگر روند تفتازانی در مطول گفته حکم سرقه وقتی کرده میشود که اخذ ثانی از اول یقینی باشد والا احکام سرقه مترتب نمیتواند شد و از قبیل توارد خواهد بود و صورتی که اخذ ثانی از اول معلوم نباشد باید گفت که فلان شاعر چنین گفته ست و دیگری سبقت برده چنین یافته و باین سن تعبیر فضیلت صدق را مغتنم و خود را از دعوی علم بغیب و نسبت نقص بغیر محفوظ دارد انتهی و اگر کسی بنظر تفتیش ملاحظه کند کم شاعری را از توارد مضامین خالی یابد چه احاطهٔ جمیع معلومات خاصهٔ حضرت علم الهی ست تعالی شانه خامهٔ معنی نگار تیری بتاریکی می افگند چه داند که صید وا رسته ست یا بال و پر بسته ابو طالب کلیم چه خوب گفته و گوهر این فن سفته ؎

منم کلیم بطور بلندئ همت ❊ که استفادهٔ معنی جز از خدا نکنم

بخوان فیض الهی چو دسترس داری ❊ نظر بکاسهٔ دریوزهٔ گدا نکنم

ولی علاج توارد نمیتوانم کرد ❊ مگر زبان بسخن گفتن آشنا نکنم

میرزا در ج جزوی از اشعار توارد فراهم آورده ذکرش در اینجا ضرورت نیست گر نتیجه که

شاعری جمع دو اوین زبانی را احاطه کرد و دو اوین زبان دیگر را چه علاج میتواند کرد و جامع
السنه مختلفه بودن خود بسیار نادرست در سر و آزاد امثال این نوع خاص هم آورده و نوشته
علما گفته اند که اگر ثانی از اول در بلاغت افزون باشد محمود است و اگر دون او باشد مذموم
و اگر مساوی باشد فضیلت اول راست و ثانی بعید از ذم بشرطیکه آثار سرقه هویدا نباشد
جامی در بهارستان در ترجمهٔ سلمان ساوجی گفته وی در سلاست عبارت و دقت اشارت
بی نظیر افتاده و در جواب استادان قصاید دارد بعضی از اصل خوبتر و بعضی فروتر و بعضی برابر
و در امعانی خاصه بسیار ست و اکثری از معانی استادان بتخصیص کمال اسمعیل در اشعار خود آورده
چون ثانی در صورت خوب تر و اسلوب مرغوب تر واقع شده محل طعن نیست آزاد گوید ؎

شاهد معنی که باشد جامهٔ لفظش کهن نکته دانی گر حریر تازه پوشاند خوش ست

سالک محمد ابراهیم قزوینی سالک مسالک خوش بیانی و مخترع عجائب و غرائب معانی ست
دو بار بهندوستان آمد و برگشت و در وطن بگذشت عبهر سخنش چنین بو میدهد ؎

مهر و کین شوخیٔ چشمان ترا آئین ست این دو بادام یکی تلخ دگر شیرین ست
چه ذوق چاشنیٔ در دو عافیت جو را که شیر هم شکر آب ست طفل بدخو را
عرق سعی محال ست بجائی نرسد ابر دا آبلهٔ دست گهر میگردد
فرصت به پیشدستی قاتل نداده ایم گلگون دوانده بر دم شمشیر خون ما
استخوان من و مجنون بتفاوت بردار ای هما چاشنیٔ درد و فراموش مکن
بی برگیٔ من فکر سر انجام ندارد چون شمع تمام ست بیک ترک کلاهم
چین بر جبین ز جنبش هر خس نمی زنند دریا دلان چو موج گهر آرمیده اند

سوزی میر جمیل سوز سخنش آتش زن دلهای مرده ست و آتش فکرش قندیلهٔ چراغ جانهای
پژمرده تخلص از معموره بخارا بود و مولد و منشاش هندوستان ست نقش سخن چنین میسوزد ؎

بی تامل معنی رنگین نمی آید بدست غنچه هرگز گل نشد تا تکیه بر زانو نکرد

میکشد فولاد را از جذب دل آهن ربا — دلربائیها کسی از قوت بازو نکرد
گر سلامت خواه خویشی در شکست دل مکوش — شیشه چون بشکست کار تیغ و خنجر میکند

سیفی قوام الدین قزوینی شعر عربی و فارسی نهایت سنجیده میگفت حزین در تذکره خود این ابیات بر نام او ایراد کرده ؎

تا چند بسیلی بتوان روی خود افروخت — شمعی که فروغی ندهد چند توان سوخت
هیچکس از کلفت ایام فارغ بال نیست — هیچ روزی نیست کو را شام در پی نیست
در دلم صد حرف تقریرش نمیدانم که چیست — دیده ام خوابی و تعبیرش نمیدانم که چیست
گر به تیرش میزنی گه از تغافل گه بخشی — عاشق بیچاره تقصیرش نمیدانم که چیست

ساقی لطف علی بیگ والدش اسمعیل نام داشت اصلش از طائفه چرکس ست و در سلک ملازمان آستان صفویه منسلک بود خاطر معنی ذخائرش درج لآلی شاهوار و خامه حقیقت آثرش مشاطه عرایس افکار اقتداری تمام بر گفتن تاریخ داشت و تواریخ شایسته بسیار دارد در ترکی هم غزلهای خوب گفته منظوماتش تخمیناً چهار هزار بیت باشد در ۱۱۳۰ در اصفهان رحلت نمود از وست ؎

بسکه با سر وقدرت ذوق و بالاست مرا — دل جدا دیده جدا بر سر سودا ست مرا
در ره عشق تو از بسکه قدم فرسودم — جوش تبخاله لب آبله پاست مرا
سعادت سرمه ساز دو نظر گرد کدورت را — بود از دود مشعل دیده روشن اهل دولت را
بحمد دانش خود در زمانه دانستم — که استراحت دنیا بقدر نادانی ست
دل و دین گشت ویران از نگاه خانه پرداز — دو عالم را بهم زد هیچو مژگان چشم غمازش

سخا میرزا زاهد علی لاری سالها ضابط بنادر فارس بود آخر بهند افتاد و در دهلی نقد حیات از کف داد از وست ؎

در شب هجر تو شرمنده احسانم کرد — دیده از بس گهر اشک بدامانم کرد

سرگذشت شب هجران تو گفتم با شمع — آنقدر سوخت که از گفته پشیمانم کرد
شمه از گل روئی تو به بلبل گفتم — آن تنک حوصله رسوائی گلستانم کرد
خار خار بدل از لاله و گل بود مرا — دل من چون شده فارغ ز گلستانم کرد
زلف او بود سخا حاصل سرمایه عمر — شانه آخر ز کفم برد و پریشانم کرد
گردش چشم تو می در قدح هوش کند — یا دانم تو جان در تن آغوش کند

سالک یزدی ره نورد قلمرو خوش مقالی ست و تیز رو جاده نازک خیالی در شیراز شانه رنگ میکرد آخر بکسوت درویشان برآمده سری باصفاهان کشید و از انجا بولایت دکن افتاد و در خدمت قطب شاه والی حیدرآباد میگذرانید چون طائفه مغلیه را از انجا براورند بدهلی آمد و بملازمت شاهجهانی رسیده در سلک مدحت گزاران منتظم شد سهیل طبعش عقیق سخن را چنین رنگ میدهد ؎

در هوای عشق پرورد دم دل دیوانه را — چون سپند از بهر آتش سبز کردم دانه را
آشنائی کهنه چون گردید بی لذت بود — کوزه نو یکدو روزی سرد سازد آب را
نوای نالهٔ نی میرسد بغارت هوش — تو برق تازی این نی سوار را دریاب
در خور خرج بود دخل ز دیوان قضا — نرود تا نفسی کسے نفسے می آید
زبان هر زه درایان تو ان بند می بست — که پنبه سر به خاموشی جرس باشد

سرخوش محمد افضل از مردم سرکار عبد الله خان زخمی شاهجهانی بود سیفروش مصطبه معانی وقدح گردان انجمن سخندانی عمرها در کوچه شاعری شتافت و صحبت جمعی از صاحب طبعان عصر خود دریافت چنانچه از کلمات الشعرا که تالیف اوست بسمت وضوح می پیوندد شعر با مزه میگوید و مضامین تازه می بندد شاگرد محمد علی ماهر و موسوی خان فطرت ست از یاران شیخ ناصر علی آخر عمر در شاهجهان آباد پادر گوشهٔ قناعت شکست و بتزوج و تاهل پرداخت و لاد تش در ۱۰۵۰ واقع شد عمری دراز یافت و در عشرهٔ ثالث بعد مائة والف بخاک تکدهٔ خموشان

شتافت جام کلامش بگردش می آید و گریهٔ مستانهٔ کلک سرخوش چنین رومی نماید ۵

بجوش آورد پیری بیشتر در عشق خون ما
قد خم کار ناخن کرد بر داغ جنون ما

بتاریکی کسے گم گشتهٔ راخود رانمی یابد
عبث در سایهٔ بال هماجوئی سعادت را

زمین و آسمان در کشمکش فرمانبرت گردد
سرت چون گرد و از مستی جهان گردسرت گردد

نظری بر گل شبنم زده افتاد مرا
آمد از زخم نمک سود جگر یاد مرا

کار چون ناقص افتد دست بردار از کمال
همزبان لال را ناچار باید گشت لال

تعزیر هم بقدر بزرگے مقرر ست
از اسپ تازیانهٔ انسان کلان ترست

زدست و پا زدن بسمل تو دانستم
که بعد کشته شدن هم تلاشها باقی ست

در عدم هم ز عشق شوری هست
گل گریبان دریده مے آید

از خوشهٔ انگور عیان شد که درین باغ
شیرازهٔ جمعیت دلهارگ تاک ست

همواز کس نه بیند آزار
نتوان کف دست خود گزیدن

رباعی

باشے بسر حساب اگر ای همدم
وحدت نخورد ز جوش کثرت برهم

در هندسه ذرا چو مضاعف سازی
هر چند که بشمری نه آید برقسم

تنخواله نیست در شب هجران زتپ مرا
کز فرقت تو خیمه زده جان بلب مرا

هوشیاری را حجاب یار میدانیم ما
بیخودی را بزم بی اغیار میدانیم ما

تیز میسازد بقتل عاشق خود تیغ را
اینقدر هم رحم از و بسیار میدانیم ما

سخنور شیخ محمد صدیق بن قاضی احسان الله عثمانی بلگرامی در صغر سن کلام الله را از بر کرد و این نور قدسی را بچشم دل اقتباس نمود و بعد ورود نزهتگدهٔ حسن شعور در مشق شعر افتاد و چندی این قلمرو را طی کرد و بگلگشت شاهجهان آباد شتافت و با صاحبان طبع آنجا برخورد سیما آرزو را دریافت و از وی اصلاح سخن برگرفت همواره بفکر شعری پرداخت و گوهر

اندیشه را بمیزان سخن می سنجید از وی ست

تا بگلگشت چمن آن سرو قامت میرود — بر سر قمری چه آشوب قیامت میرود
میشود سرمایهٔ ناز آن سپاهی پیشه را — انچه از جنس نیاز من بغارت میرود
بید ماغان جنون از فکر صحرا فارغ اند — از خراب آباد دل طرح بیابان ریختند
در چمن آید اگر آن غنچه لب بلبل ز شرم — زیر بال خود کند چون بیضه پنهان غنچه را

سمرقندی زنی بود از سمرقند سخن شیرین و ادای نمکین داشت این مطلع از وست

شدیم خاک درت گر بدر دمانی ازسے — چنان رویم که دیگر بگرد ما نرسے

سرمد حکیم سعید فرنگی ارمنی بود در عهد طبع دراک تحصیل فنون اشتی نموده بکسب تجارت پرداخت در اثنای سیاحت در شهر ملتینه افتاده بعشق هندو پسری مبتلا شد تا آنکه ترک عورت بر خود بگذاشت ازان باز همواره برهنه زیستی چون خاطر دلداشکوه بجانب مجانین میل داشت صحبت باوی در گرفت تا آنکه روزگار طرح دیگر انداخت و در ۱۰۶۹ه او رنگ خلافت بوجود عالمگیر پادشاه مزین گردید و آوازهٔ خدا پرستی جهان را فرو گرفت رسوم اکبری و جهانگیری برافتاد و بدعتهای مراد بخشی و داراشکوهی یکسو شد از هیبت و زه عدل او خال کافر کیش خوبان در محراب ابرو مستعد نماز گردید و از نهیب محکمهٔ قضا غمزهٔ خون ریز بتان در حجرهٔ چشم جلد نشین و عریانان بلباس فاخر رسیدند و مردم لباسی از لباس هنر مستعار عریان گردیدند هر روز دین مبین را رونقی تازه و هر ساعت ملت بیضا را جلای بی اندازه دست بهم داد سرمد را تکلیف لباس کردند او از فرط مالیخولیا تن بر ضا در نداد لهذا در ۱۰۷۱ه بر تیغ امر شریعت غرا مقتول گردید و مردانه سر بزیر تیغ نهاد و جان داد و سوئی جلاد دید و تبسم کرد و این بیت فرمود

شوری شد و از خواب عدم چشم کشودیم — دیدیم که باقی ست شب فتنه غنودیم

رباعی

سرمد غم عشق بوالهوس را ندهند — سوز دل پروانه مگس را ندهند

عمری باید که یار آید بکنار — این دولت سرمد همه کس را ندهند

رباعی

سرمد گله اختصار می باید کرد — یک کار ازین دو کار می باید کرد
یا تن برضای دوست می باید داد — یا قطع نظر ز یار می باید کرد

رباعی

سرمد که زجام عشق مستش کردند — بالا بردند باز پستش کردند
میخواست خدا پرستی و هشیاری — مستش کردند و بت پرستش کردند

وعمده در کشتن سرمد این رباعی بود که ازان شائبهٔ انکار معراج لازم می آمد

آنکو کرسر حقیقتش باور شد — رباعی خود بهن تر از سپهر پنهاور شد
ملا گوید که برشد احمد بفلک — سرمد گوید فلک باحمد در شد

گویند چند روز پیش از قتل خود این شعر میخواند

عمریست که آن جلوه منصور کهن شد — من از سر نو جلوه دهم دار و رسن را

رباعی

بالای خوشی کز چنین پست مرا — چشمی بدو جام بر داز دست مرا
او در بغل من است و من در طلبش — در دعجبی برهنه کرده ست مرا

رباعی

سرمد اگر ش وفاست خود می آید — ور آمدنش رواست خود می آید
بیهوده چرا در پی او میگردی — بنشین اگر او خدا ست خود می آید

سلطان علی قلیخان از امرای اکبر پادشاه بود درست گوست از و سست

رباعی

ما نند من دل شده دیوانهٔ دیگر

یکبار اگر گوش کنی قصهٔ سلطان ✦ هرگز نکنی گوش بافسانهٔ دیگر

عیسی نفسی کرد ربایی چو نزارم ✦ چون طرهٔ خویشتن پریشانم کرد

از کفر سر زلف خودم کافر ساخت ✦ در سجده روی خود مسلمانم کرد

سهیلی میر نظام الدین احمد از الوس چغتائی ست اباً عن جد رایت حکومت افراشته و خود را وقف صحبت اهل کمال داشته ترکی و فارسی صاحب دیوان ست و این نمونه از شیخ آذری یافته در جنه و سهیل عمرش اوج هستی بحضیض نیستی در آمد از وست

دل چو شکسته شد مران عاشق خسته حال را ✦ سنگ جفا چه میزنی مرغ شکسته بال را

بغربت کس ز حال من نمی پرسد کجا رفت آن ✦ کرمی پرسیدم از حال غریبان دیار خود

گویند روز حشر بپایان نمیرسد ✦ صد روز آن بیک شب هجران نمیرسد

طرفه حالیست کز خلق از من دیوانه بتنگ ✦ من دیوانه بتنگ از دل دیوانهٔ خویش

سائر در زمان شاه اسمعیل صفوی از مشهد مقدس باصفهان آمد و در تکیه چارباغ بسر می برد

این ابیات از وست

گر فتنش سر راهی رسید و هیچ نگفت ✦ عنان کشیده شکایت شنید و هیچ نگفت

بر طبیب مدتی ز درد دل گفتم ✦ گرفت نبضم و آهی کشید و هیچ نگفت

رسید قاصدم از پیش یار و میگوید ✦ گرفت نامه و از هم درید و هیچ نگفت

بهر که خواست دلت باده خوردی و سائر ✦ لب پیاله بحسرت مگید و هیچ نگفت

پر تو عمر چرا غی ست که در بزم وجود ✦ نسیم مژه بر هم زدنی خاموش ست

چون گرفتاری نمی بیند محبت مفسود ✦ که دگر دام نسازند قفس مفرو شند

میتوانها ز گردش حضرت خراب شد ✦ چشم گردباد دایرهٔ اضطراب شد

سائل رازی شهور بهدانی شاعر شیرین زبان ست و ناظم شیوا بیان اکثر اهل استعداد مائل صحبت او بودند و عالی از عالی نبود و دائم در وجد می زیست ریاحت عراق را از بیجان

کرده ومخاصمه ومشاعره نموده هرکس که بکلام او دخل کردی اگرچه بجامی بود میرنجید وازان منزل میرفت ودر ۹۶۰ سنه در یزد جرد داغ بر سر خود نهاد وجان داد آزوست

منم از هجر بتی خونین دل — دور از و ساخته در خون منزل
در غمش دست فرو شسته بخون — در رهش پای فرو رفته بگل
نه شکیبی که نشینم خاموش — نه انیسی که بگویم غم دل
یار بد مهر و رقیبان بد خو — عمر کوتاه و اجل مستعجل
از من افغان و تظلم دشوار — از تو اظهار ترحم مشکل

هر که بیند بدرت گر همه سائل باشد — رشکم آید که مبادا بتو مائل باشد

سوزی

سوزی حسن علی نام دارد اصلش از ساوه ست مدتی در اصفهان بسر برد و در مدرسهٔ آنجا کتابت میکرد تا آنکه در ۹۴۰ سنه بهمانجا وفات یافت آزوست

ببزم غیر آخر آمدم با آنکه میگفتم — نخواهم آمدن جائی که خواهد بود او انجا
کنم نگاه بحسرت بران گریبانی — که از جفائی تو زین پیش کرده ام چاکش
طفل نادانی و هر لحظه خیالی داری — دل بدست تو سپارم نسپارم چکنم
سوزی چه مرگ میطلبی از خدا که نیست — آسودگی نصیب تو در زیر خاک هم
دم آخرست همدم چو روی بجستجویش — بگذار تا بماند بدل من آرزویش

سائلی

سائلی سعد الملک از سادات حسینی ست امام مسجد جامع شهر خود بود از مردم قزوین ست آزوست

شد فاش راز عشق من و کار ازان گذشت — کز بیم غیر پرسر آن کو توان گذشت

سپاهی

سپاهی فاضل بیگ سپاهی خوش فکر بود همراه ایلچی هند بایران رفته با صائب وغیره شعرا صحبت داشته در ۹۷۰ سنه درگذشت آزوست

رسید یار من از گرد راه میخواهم — کمر کشاید و خنجر بمن حواله کند
شد سفید از گریه چشمم بسته شد راه نظر — رشته کی از نیمهٔ نمناک می آید برون

ازان میان که تو داری گذشتن آسان نیست | زد جله گر گذری آب تا کمر باشد

رباعی

افسوس که وقت گل بزودی بگذشت | فریاد که تا چشم کشودی برگشت
بی چشم و خطت بنفشه و نرگس را | ایام بکوری و کبودی بگذشت

نائی **سید میر سید علی** مشهدی در ولایت با میر معز همطرح بود دمشق او را نیز کم از دمشق میر نتوان گفت در اواخر سنه ۹۱۲ درگذشت از فکرهای اوست

در بحر وجود شش جهان نقش بر آب است | با هستی او هستی ما موج سراب است
معماری اقلیم دل ما نتوان کرد | چندان که درو دیده کنند کار خراب است
خوش آن ساعت که بینم در کنار خویشتن جانش را | چو گل وا کرده باشم غنچه بند قبایش را
نیم غافل کند گر جلوه بر خاکم پس از مردن | جواب از دل طپیدن می دهد آواز پایش را
نگارین کی شود دل دریادلان هرگز | حنائی پنجه مرجان ز خون خویشتن باشد

سیرابی ملا سیرابی در عهد جهانگیر پادشاه بهند آمد مرد خوش طبع بود فکر شعر میکرد چون در نظم نواب قلیچ خان دخل کرد نواب برآشفته لب بدشنام کشاد وی سر فرو افگند و می شنید بعده برخاسته عرض کرد که نواب صاحب شعر شما به از نظم شماست آنوست

مژگان من از گریه بسیار فرو ریخت | آخر همه آن نخل که نزدیک بآب است

سیف الدین اسفرنگی شاعری بود سلیم الفطرة عظیم الفکر ده سال عمر یافته و در سنه ۶۵۲ سیف اجل رشته عمرش منقطع ساخته دیوانش قریب دوازده هزار بیت است

رباعی

در دا که ز عمر آنچه خوش بود گذشت | دوری که دلی در دو دنیا سود گذشت
ایام جوانی که بهار خوش بود | چون خنده برق و مهد گل زود گذشت

سلطان پسر شهاب الدین قمی معمائی ست نامش سلطان محمد این رباعی از کلام اوست

رباعی

آن دل که بعیش سرفرازی میکرد — بر هجر نظر به ترکتازی میکرد
دی در خم آن دو زلف پیچ و خمش — دیدم که بخون خویش بازی میکرد

سالم حاجی محمد سالم کشمیری از بمطرحان بیدل و راسخ و شهرت بوده و مج گذارده و در سایهٔ عاطفت شاهزاده محمد اعظم شاه بسر می برد در کشمیر ۱۱۱۹ه آن بقضا در داد از وست

زلکنت نیست گر نطقت تکلم آشنا گردد — سخن گرد لبت صد بار گردد تا صدا گردد

سالم چه فتد قطره بدریا نتوان یافت — ما گم شدگانیم که یا بد خبر ما

از سیاهی میکند نقش نگین پهلو تهی — بر تنا بد سایهٔ مرهم دل صد چاک را

سرآمد کشمیری در لاهور نشو و نما یافته و در سخن شاگرد آفرین ست اوسط مائهٔ ثانی عشر جهان فانی را پدرود کرد از وست

ز عاشق کی دماغت ناله بیتاب بردارد — شکستنهای رنگ گل ترا از خواب بردارد

سودا مرزا رفیع دهلوی در سرکار شجاع الدوله صوبه اوده میگذرانید و در شعر ارد و علم شهرت می افراخت هجو بسیار میگفت طبع رسا دارد در ۱۱۹۵ بکنج عدم خزید منه

بستانم از که زین دو عدو خون بهای دل — دل جرم چشم کوید و چشم گناه دل

یکشب اگر ببزم خودم جا دهی چو شمع — روشن شود بجان تو روز سیاه دل

سازم بچنین مرگ عوض عمر ابد را — سر را چو دهم نزع بزانوی تو بینم

سخی کرمانی سحاب گوهر پاش معانی و گنجینه دار جواهر سخندانی ست اصلش از اتراک بوده از وست

پرده داران دل ز بیم ملاقات هوا — راه در پردهٔ راز تو نفس را ندهند

سروشی نامش مرتضی قلی بیگ ست از موالی شاه سلیمان صفوی بوده منه

بخیه در هر نفس از جامهٔ هستی گسخت — در بر ما زندگی حکم قبائی تنگ داشت

حرف الشین المعجمة

شهیدی قمی ملک الشعرا سلطان یعقوب والی تبریز بود و زمین سخنش یکقلم کنعان یوسف خیز کلاه گوشهٔ موزونی بشعری نمیشکست و هیچ سخن سنج را در میزان اعتبار نمی سنجید ناچار بعد فوت سلطان مجال اقامت ندیده هجرت بدیار هند برگزید و قریب صدسال عمر یافت و مقرب اسمعیل عادل شاه گردید لاقاطعی در تذکرهٔ خود نوشته وی در سرکار گنج گجرات مدفون گردیده محمد عارف بقائی در تذکرهٔ خود نوشته که وفاتش در ۹۳۵ و از تاریخ فرشته ۹۳۶ معلوم میشود تیغ زبانش

خون از رگ اندیشه چنین می چکاند

خوش آن سوار کز پی رفتن سبکدست ما ✦ بتاز یا نه افشاند گرد هستی ما
از رشتهٔ جان جامهٔ جانان نتوان دوخت ✦ کز دل گره بخت برین تار فتاد است
زمانه بر سر آزار است خوی تو دارد ✦ همین سزاست کسی را که آرزوئی تو دارد
چه شد یارب که امشب در دمن تسکین نمی یابد ✦ ز بیتابی سرم میگردد و بالین نمی یابد
از سر کویش شهیدی را مران خونش مریز ✦ دوست را مگذار تا شرمنده دشمن شود
هر شبی تا روز در محراب می باشم ولے ✦ در درون خرقه پنهان ست زنارم چو شمع
چو از برمن بهوائی تو از جهان رفتم ✦ گلی نچیدم و گریان ز گلستان رفتم
مرا گوئی دل گم گشته ات پیدا کن از خوبان ✦ چه تعجیل ست پیدا می شود جائی گمان دارم
تا کی بسر راه تو بنشینم و گریم ✦ بر خاک نشان قدمت بینم و گریم
طفل ست و بر مراد دلم کام بخش نیست ✦ کم بر دبد نهال که آن در پسال نیست
تو برانی که نکو خواه منی اے ناصح ✦ من برانم که مرا هیچ تو بدخواهی نیست
از دل گم گشته ام بسیار می پرسی خبر ✦ گر نه پیش تست این پرسیدن بسیار چیست
خنجر کین بدل من زدن و از سر ناز ✦ دیدن اندر دگری خنجر دیگر زدن ست
ساغری می که ز دست دگری می نوشی ✦ خوردن خون شهیدی ست نه ساغر زدن ست

بر روی ما دری ز قفس میتوان گشود — ما هم ز آشیان بامیدی پریده ایم ❊
دم مرون بچندین اضطراب از بهر جان دارم — تو برباليين نه این اضطراب از بهر آن دارم
نتوان بتو از بیم بد آموز نشستن — آواره شدن به که باین روز نشستن
هر کس بکسے جمنفس و من تو انم ❊ — پهلوی کسے زین دل پر سوز نشستن
چو قمری هر که عاشق گشته بر سرو خرامانش — نمی آید فراهم تا ابد چاک گریبانش
نبستم بزلف یار دل داغدار را — آویختم بجای بلندے چراغ را
بر رخ جامهٔ نظر از دو رد و ختم — پند اشتم تو ئی تو نبودے بسوختم
خوش آن زمان که نکویان کنند غارت شهر — مرا تو گیری و گوئی که این اسیر من ست

شریف تبریزی چهره افروز نکته طرازی و مستفید حاشیهٔ محفل لسانی شیرازی ست حداد بود واز عباد پارسایان اما بری از نهال عمر نخورده در ۹۵۶ جوانه مرگ گرد یازدهمی می آید

کسے بچشم کبود تو کم نمود ارست ❊ — چرا که آیینه را در حجاب زنگار ست
جز خون جگر نبود ز مژگان چه کشاید — زین خار بغیر از گل حرمان چه کشاید
بیخودی کاش گذارد که بمضمون برسم — بعد عمری که ز جانان خبرے می آید
بباغ خوبی آن گل طرفه حسن بی بدل دارد — که در وصف رخش هر غنچه جزوی در بغل دارد
چون شوم کشتهٔ عشق تو چنان کن که اگر — نخل ماتم نشوی نخل مزارم باشے
گو همنفسی تا کنم اظهار غم دل — زان پیش که بندد غم دل راه نفس را
روزیکه دهم جان و فغانی نکند کس — معلوم شود بیکسے ما همه کس را
شمع را دیدم که از راز شب وصل آگاه ست — صبح چون نزدیک شد کارش بیکدم ساختم
انچه دل را بیم آن میسوخت در وهجر بود — آخر از نا سازی جانان بآن هم ساختم
نه اندوه دل تو ساخت جانان چشم فتان را — برای کشتن من داد آبی تیغ مژگان را
آخر عمر شریف ست ای عیار و پیش یار — گو که امروزش مران از در که فردا میرود

یا وفا یا خبر وصل تو یا مرگ رقیب
بازئی چیز ازین دو بدین کاری بکنند

خمار نرگس مست تو تا چه دارد سر
خراب بادهٔ لعل تو هوشیار نشد

بیا بمیکده و چهره ارغوانی کن
مرو بصومعه کانجا سیاه کار نشد

حسن بی پایان او چندانکه عاشق میکشد
زمرده دیگر بعشق از غیب سر بر میکند

دربان یار که دربان در حافظ داشت
فغان که وقت مروت چه تنگ حوصله بود

شراب لعل کش و روی مه جبینان بین
خلاف مذهب آنان جمال ایشان بین

بزیر دلق مرقع کسند بادارند
دراز دستی این کوته آستینان بین

بخرمن دو جهان سر فرو نمی آرند
دماغ گیر گدایان خوشه چینان بین

اسیر عشق شدن چاره خلاص من ست
ضمیر عاقبت اندیش من بیان بین

غبار خاطر حافظ ببر و صیقل عشق
صفای نیت پاکان و پاکدینان بین

زان پیشتر که عالم فانی شود خراب
ما را ز جام بادهٔ گلگون خراب کن

با بخت خویش وخوی ترا آزموده ایم
با بشکنان قدح کش و با ما عتاب کن

ای پیر خانقه ز خرابات شود مه
غسلی بیار و توبه بهفتاد سال کن

بر پیر میکده گفتم که چیست راه نجات
خواست جام می و گفت بادهٔ نوشیدن

خوبان بمیکده خواجه تا نبات زین مجلس
که وعظ بی عملان واجب ست نشنیدن

بلنگ بر صفت رندان نظری بهتر ازین
بر در میکده میکن گذری بهتر ازین

ناصحم گفت که جز غم چه هنر دارد عشق
گفتم ای خواجه عاقل هنری بهتر ازین

گر بگویم که قدح گیر و لب ساغر بوس
بشنو ای جان که نگوید دگری بهتر ازین

بادهٔ خور غم مخور و پند مقلد مشنو
اعتبار سخن عام چه خواهد بودن

مطبوع تر ز روی تو صورت نه بست هیچ
طغرا نویس ابروئی مشکین مثال تو

خوش فرش بوریا و گدائی و خواب من
کاین عیش نیست در خور اورنگ خسروی

دهقان سال خورده چه خوش گفت با پسر — کای نور چشم من بجز از کشته ندروی
دو یار زیرک و از باده کهن دو منی — فراغتی و کتابی و گوشهٔ چمنی
من این مقام بدنیا و آخرت ندهم — اگر چه در پی افتند خلق انجمنی
بیا که رونق این کارخانه کم نشود — ز دهه همچو تو فی یا ز فسق همچو منی
بگوشه بنشین سر خوش و تماشا کن — ز حادثات زمانی رخ مشکر دهنی
می صبوح و شکر خواب صبحدم تا چند — بعذر نیمشبی کوش و نالهٔ سحری
بجوی زلف و رخت می رود و می آید — صبا بغالیه سائی و گل بجلوه گری
ز هجر و وصل تو در حیرتم چه چاره کنم — نه در برابر چشمی نه غائب از نظری
هزار جان گرامی بسوخت زین غیرت — که هر صباح و مسا شمع محفل دگری
آن صد یتیم چه خوش آمد که سحرگه میگفت — برسر نیکدهٔ بادت و فی ترسائی
گر مسلمانی همین ست که حافظ دارد — وای گر در پی امروز بود فردائی

حیاتی بخاری از هرات بسمرقند رسیده از روست

سه چهار هزار بیت بنظر رسیده از روست

ای تیر غمت را دل عشاق نشانه — خلقی بتو مشغول و تو غائب ز میانه
هر کس بزبانی صفت حسن تو گوید — عاشق بسرود غم و مطرب بترانه
حاجی برهٔ کعبه ز من طالب دیدار — او خانه همی جوید و من صاحب خانه
گیسو بریده و شد فزون مهرش من گمراه را — گم کرده ره داند بلی قدر شب کوتاه را
خاک رهت اشکم اگر باخون بیامیزد رنج — گویم بچشم خویشتن تا پاک سازد راه را
هنوزم دست بر سر باشد از شوق می لعلت — اگر بعد از اجل دوران ز خاک من بروید

حسابی میرزا سلیمان از سادات اصفهان و ارباب کمال و عرفان بوده فاضله در فن موسیقی که نادر الدهر بوده و شعر در نهایت خوبی میگفت و در دیگر فنون هم دخل داشت اما

بتکمیل سیچ فن چنانکه باید نپرداخته ظرفا راه ادکان پس کوچه میگفتند خود را بقزوین رسانید و روزگار خود را بعشق گلرخان می گذرانید دیوانش قریب چهار هزار بیت بنظر رسید و از اوست

زین بزم بیرون رفت و نکو فرصت حسابی — کاز رده دل آزرده کند انجمنی را
امشب کسی بحال من ناتوان نبود — زاحوال دل مپرس دلی در میان نبود
شبهای هجر را گذرانیدیم و زنده ایم — ما را بسخت جانی خود این گمان نبود
ز فریب وعده امشب نزدیم چشم بر هم — که شب امیدواری در خانه باز باشد
حسابی یار می آید بآیینی که میدانی — ترا دیدار ارزانی که من از خویشتن رفتم
بر من شبی نمیگذرد کز هجوم رشک — صد جنگ و آشتی بخیالت نمیکنم
این امتیاز از دگران بس که وقت خشم — بر من بود قصاص گناه نبوده را
بیتابیت ای دل همه بهر سنگی بود — اکنون که نگه کرد چرا تاب ندارے
من ای همدم دل شمشیر غیرت خورده دارم — مکن با من حکایت خاطر افسرده دارم
شب او بوده مست و غیر و صحبت می خلوت خانے — من این تحقیق حال از پی الصحبت برده دارم
اگر دیرانه برش بر خاتم معذور داریم — که پای عشق بر بنیاد جان افسرده دارم
حسابی رفت و با خود برد این حسرت که او گوشه — بحسرت رفته در خاک حسرت مرده دارم
بخانه اش دوم و این کنم بهانه خویش — که مست بودم و کردم خیال خانه خویش

حسین صراف اصفهانی محک طلای تازه بیانی ست عیار سخن چنین میگیرد

قاتلی خون مرا ریخت که در روز جزا — نظر از ناز بهنگامه محشر نکند
آلوده گردی ز پی صید که گشتی — غرق عرقی از دل گرم که گذشتی

حاصلی تبریزی زره میساخت و شعر خوب میگفت این مطلع در قریه زوست

سوسن ماتم زده لاله خونین کفن — سرخ و سیه گشته اند بهر حسین و حسن

حافظ حافظ علی شاعر خوشگو معنی جوست این رباعی از وی مے آید

رباعی

بنگام سحر که نرگس زلال شگفت — مرغ سحری بناله و آه بگفت
می نوش که بی نشئه بسی خوابی بود — برخیز که در خاک بسی خوابی خفت

حضوری

حضوری قمی عزیز الله نام دارد از استادان سخن و موزخان کهن بود و بشرف حضوری شاه طهماسپ صفوی بهره مند گردیده در اواخر سنه در نجف بمرد دیوانش قریب بسه هزار بیت دیده شد این ابیات از وی ست

براه عشق بتان شام بینوائی ما — دل شکسته بود کاسه گدائی ما
بی یار زنده بودن غیرت نمیگذارد — بر مرگ دل نهادن حسرت نمیگذارد
چو شب در فکر آن لبهای میگون افگنم خود را — ز حسرت آنقدر گریم که در خون افگنم خود را
با تو در خواب دلم عرض تمنائی کرد — در گلو گریه گره بود چو بیدار شدم
حضوری سیر و دو با چشم گریان از سر کویت — بغیر از نا امیدی حسرت بسیار هم دارد
تمنائی کز و دارد دل امیدوار من — تکلف نیست می ارزد بدر دانتظار من
سر حضوری و فتراک خون چکان بینید — هوائی دیدن چابک سوار من نکنید
با امید یکه شاید غیر هم برخیزد از مجلس — پس از عمری که در بزمش نشینم زود برخیزم
بجز من آنکه نمردم ز ذوق روز وصال — فراق انچه من میکند سزائی من ست

حیرتی

حیرتی قوتی حیرت افزای دیده وران ست و مهر بر لب گذار زبان آوران و بذله سنج حاضر جواب هزال معرکه آرا بود شعر بسیار در کمال روانی دارد بعضی گفته اند از کاشان ست و نزد بعض از ماوراء النهر مذهب تشیع داشت حزین گفته الحق تعصب او در تشیع نهایتی نداشت شب و روز در تبرع باده بود تا آنکه در گذشت از وی می آید

پرسید کسی بیتو ز من قصه یعقوب — گفتم پدری بود فراق پسری داشت
بخاک رفتم و از هر چه بود در دل من — بغیر حسرت آن خاک آستانه نماند

پیست دانی بادہ گلگون مصفا جوہری حسن را پروردگاری عشق را پیغمبری

درغضب آمد بحیث آنکہ امم انبیائت سادر لباسی کز نیاید وصف کرد و حکم شد کہ او را از ممالک
حور و ساحر اخراج نمایند سر آزاد گفتہ الحق در عہد اکبر پادشاہ و جہانگیر پادشاہ و بنی در بنیاد اسلام
راہ یافتہ بود و صاحبقران ثانی از سر نو بسس قوانین شریعت شد و سلطان اورنگ زیب عالمگیر
ستم و این ہر دو پادشاہ حق غلیظی بر اسلامیان ہند ثابت کردہ اند صاحب تاریخ صحیح صادق
گفت و شعار شہید ابد صد ہزار رسیدہ اما خدا داند کہ دیوان مرتب کردہ او کجا باشد و قصاید
زیبای شکل پیوستہ و با وصف قصاید را بسر حد اطناب رسانیدہ و در غزلیات ہم راہ یاوہ گذاری
پی سپر نکردہ اما نزد ہم اختیار زمین سخت ہیچ چیز نیست زیرا کہ در سنگلاخ معانی تازہ کمتر می رود
و ہر چند در تنگنای لفظ معنی را بزور فکر گنجانیدن ہنری ست اما در زمین شگفتہ ایجاد معانی نازہ
و رنگین کردن عالم دیگر دارد دست بسکہ من باین خوش عیاری رواج سید محمد

درین چمن بگل و لالہ شبنم افشاندست کہ خندہ گل این باغ گریہ آلودست
بیک دل کی توان اندیشہ دنیا و دین کردن کہ تواں ہر دو دست خویش او از آستین کردن
گفتن و نا بر لعب تو تحصیل حاصل ست با خضر کس نگفت کہ عمرت دراز باد
فسون گر را بدان خاکی کہ از دی بوی مار آید شناسم بوی زلفت را اگر در مشک تر بینی
ہوایت در سر ہر گنج کرد سر بر دم تنیدست چو شمع از سیب خود ہر دم سر دیگر پدید آرد
شہید حسرت آغوشت ای نازک بدن گشتم بجای موی سر در ماتم ہر بند قبا بکشا
بیا روزی سوی گلشن گذر کن تا شود معلوم سبزہ و گل تیغ و خنجر در نظر بالشہ مرا
تازہ میدارد ہر صبحین صبح داغ خویش را تا قیامت زندہ میخواہم چراغ خویش را
تا در گلشن پیست و گر کس ہر خاک تا کی از ہی تھی سیم ایاغ خویش را
گر ترا کلفت ز خود بدن کنم نمیسم کن با میان اندر آب دارد تا نماند باغ خویش را
گر ترا با ما سر نزاعے نیست ما را ہم ایکہ دل در غم شیرین پسری نیست ترا

آهوی هر چند تیغ و کشین خونیم ما
از صفا شاطه هر ره دشنه سنگینیم ما

کدام مرغ اسیر از قفس صفیر کشید
که بلبلان همه منقار از نوا بستند

مکان بسایه دیوار بود و دولت را
چه تهمت ست که بر بازوی همایستند

صد چاک دلش گشت زاندوه چو شانه
هر دست که محتاج بدست دگری بود

جان من دست من از زلف تو کوتاه بود
بگسست آه اگر سوی گریبان نرود

میرد بسر زده انگه زدر خانه چشم
ذوق آزادی اطفال ز مکتب نگرید

یک بوسه بین گشن که گویم بحلاوت
این میوه نرنجل بر دمشق کرد ارد

شب سیاه و مه پنجه ناخن از انگشت
کسیکه دست بگیسوی یار پنجه زند

اگر نشد کسی از بهار و خزان ما
مانند گلبنی که بویرانه گل کند

مرد آزاد بغم هستی از دست نداد
سرو هر چند که شد پیر قد او خمیده

زلف اگر خم نخمید عدل آمد چرا
نیست چوگان سیه اندر خم چوگان خمیده

شوکت محمد اسحق بخاری صیرفی دارالعباد فصاحت و طلاقی جید فروش معدن بلاغت
سیمگر سخن دست نقادش در نقود معانی متاع روی دست بازارش پذیرش سرانی بود از نخا
هما نجا نشو و نمایافت و بنقادی نظر خداداد نقد سره در سوق نکته سنجی رائج ساخت سالها
در هرات و مشهد بسر برد و روزی میرزا سعدالدین کسی را در طلب شوکت فرستاد دران وقت
بیدماغ بود جواب داد میرزا آزرده شد و گفت یاران بر بینند که با شوکت چه برخورد این وقت
بشوکت رسید متاثر شد و این بیت فرو خواند ؎

منت اکسیر یارا زنده زیر خاک کرد
از طلا گشتن و لیکن میر ما را اس کشید

و چند ساعت همدرا نپشت یارا زد و عمد در دو یکی دیر کرد دسری بصوب اصفهان کشید و بقیه عمر
در دارالامن مزبور بسر آورد و چاشنی هر دو مذاق شکنگ پرور خداتم و است میرعبدالباقی
صفا بانی نقل کرد که من در اصفهان بودم که شوکت بخارائی تشریف بارد هان آورد کتابت

اومی رسید مگاهی اتفاق ملاقات نیفتاد کراورا بی گرید دیده باشم واعزه که باواز مدتها یار
بودند میگفتند که تا اورا دیده ایم همچنان دیده ایم در خزانه عامره گفته اول بار باب کمال
وخوبان عصر بیخورد آخر در اختلاط خلق بر روی خود بست بسیار کم حرف می زد و در دوشنه
یکبار طلب انی افطار می نمود لهذا بتزل جثه او از حد گذشته بود و خود می که از خراسان پوشیده آمد
تا نفس باز پسین تبدیل نیافت و بعد رحلت همان را کفن ساختند شیخ علی حزین در تذکره خود
سال وفات او شنیده نوشته و صاحب مرآة الصفا سلالة گفته مؤلف اکثر مضامین او دعائی
می بندد و معانی و قوی کم دارد چنانچه برناقدان عیار من مبرهن ست گلگشت دیوانش اتفاق
افتاد قدری طلاز دکان این حقیر فی داخل این خزانه عامره نموده می شود ؎

دور از بیگانگی شوخی بروی آشنا بندد — که از وحشت بشام دیده آهو جا بندد
در شام غم خویشش مرا صبح امید ست — گر نقش نگین تیره بود دام سفید ست
از بهر ای سر خروی سعی بیش از بیش کن — چون گل رعنا خزان سازید ست خویش کن
خون من صد بار میریزی و می بندی حنا — نیست دلگیری دمی از کشتن دستن ترا
یکمشت استخوان شدم از بس گرفتدست — چون کعبتین دانع تو از شش جهت مرا
وقت آن شد که بیک چیم از دست برد — چون حنائی سر ناخن شده اعضا بخون
دیده دوا دیده بود ما بسر گردانی — گر دشمن عید مرا سنگ فلاخن گردهست
ماتم دو سرو جهان دست بهم داده اند — خنده که سیمای می گریه مستانه ست
تیغ مرگی نبود سخت تر از خود سینی — پیش صاحب نظران آینه خشت لحد ست
میتوان داد دل از کیج دهن کام مرا — آه زدیم گرچه بسیار ست از کم سخنی ست
قلقلیست جوانی که سوی شیشه شتابان — لقمه در صحت یک شیر گر مگرون نیست
چستی جاوید باشد تا تحرک دارد اشتن — خضر پیر اهن بمرگ خویش بالی بیکند
خود آرائی شیوه عزاداران افکنده دارد پایم — که دستش سوی از تخمه گل رنگ حنا دارد

نیست گوهر هم افزون رنگ میگردد — گر بوش چشم خریدار کند غلطانم
طبع وارسته مذهب آزاده مردان کفری باشد — چرا گیرم تسبیح چند آفرستی دارم
بمردن هم نیفتاده ز بلندی رتبه نامم — بر نگ مرده فیروزه تابوت از نگین دارم

رباعی

درد بهر کسے که ارجمندی دارد — عیش کمن از چو او پسندی دارد
از بس که روی فتاده ایجاد زمین — هر کس بمقام خود بلندی دارد

دل از نظاره گلشن حزین بود مارا — که گوهر این قفس دانشین بود مارا
پسپیده دانه چون گل رعنا بیکدگر — از شهد خنده تو بهار دهان ما

خلم ز نشه ناش ز دست می افتد — بجاے نامه برد هوش ما کبوتر ما
تراب حسن باطن زینت ظاهر چه کار آید — چرا تصویر یوسف میکشی دیوار زندان را

هر گه دارد جلوه رنگین دل مارا برد — بلبل ما را گل تصویر از جا می برد
تشنه ما بین قوت گرفت از ضعف پیها — قدح خنده گشته من حلقه زنجیر من باشد

مے گلاره تنها میکشی هم بزم خویشم کن — مرا دی با غبان تا کی کنی آب از نگاه خود
چسان باشد بدام حلقه آغوش آرامش — محیط شله خط ناکس من زساده دل

عمر شباب رفت می سال دیده کشم — از لب من کی خنان دعواه می آید برون
هزار آفتاب از جیب ذرات غبر بر آید — زلال گوهر از خواره یاقوت سیر شد

بزرگ گذاشته و در ۹۶۰ درگذشته چنانکه سعدی شیرازی موجد طرز غزل است و میرخسرو دهلوی بانی واقع گوئی همچنان میرزا شرف مدون اوست چون نوبت سخن بوی رسید این طرز را بحد کثرت رسانید و دیوانش قریب به هزار بیت است شاید بخشش چنین جلوه میکند

نهان از دو بر خویش داشتم تا شائبه — نظر بجانب من کرد و شهر مسار شدم
دو دیوانه گوش و موم زور و ریش خلق ریا بدم — وز یاد دو گیا آیم و تنهاش بنگرم
چو من پیغام خود با قاصد دل را میگویم — ز بیم آنکه از یادش رود صد بار میگویم
خوش آن ساعت که پنهانی بروی یار میدیدم — چه میگردد اگر نظر سوی اغیار میدیدم
یار بر نخاست چو فتم من بیدل ننشست — عرض آن بود که از بزم کند سیر و نم
پس از عمری که احوال من بیمار می پرسد — نمی پرسد زمن هیچ و از اغیار می پرسد
شرف سوخته در ماتم تب از غیرت — نچنان بی خبر افتاد که گویند و اند
از بسکه بهجران تو دشوار دهد جان — صد بار عزا بر من بیمار گرفتند
هیچ استم نظاره روان دلربا کنم — فرصت نداد گریه که تا چشم وا کنم
هر چند که جان زار و دل از هجر غمین است — غم نیست اگر مصلحت یار همین است
تا دمی که مرا جمله خصم جان شده اند — همه بگشته تمنای شمع یکزبان شده اند
کسان که هیچ نفهمیده اند در همه عمر — بعیب جوئی من جمله نکته دان شده اند
من غافل او بود بخواب ز مصلحت ؛ — گمان خشم از آن بر دو شادمان شده اند
ز شبی بر هم گذاشتم بگوئی یار شدم — مرا شناخت ز آواز و شهر مسار شدم
در سخن بود با غیب رو بر آتش دیدم — گفت چون دیدم احوال تو می پرسیدم
رو هم هرگز بر سر یار تا خوشنود بر خیزم — نگو پیدا من بیدل کجا رفتم کجا خیزم
شب هجر تو یک مرگ از دو رویی یار کی دانم — هنوز این اندک است از دو بیداری کی دانم
افتادن که در عشق تو بگذشت شرف گفت — دارد گذر از جان و ندارد گذر از من

شفائی اصفهانی شرف الدین حسین بن حکیم ملا طبیبی حاذق بود مراحل کسب علوم بسرعت نورسیده وحکمت نظری را بیشتر ورزیده میرزا صائب گوید ؎

در اصفهان که بدر دسخن رسد صائب　　کنون که نبض شناس سخن شفائی نیست

حکیم نزد شاه عباس ماضی با فزونی قرب ومنزلت استیاز داشت بحدیکه روزی در عرض راه شاه را برخورد وشاه خواست که از اسب فرود آید حکیم مانع آمد اما امرا همه پیاده شدند تا حکیم بگذشت هجو برمزاجش غالب آمد میرزا قرادا میگفت شاعری فضیلت شفائی را پوشید وهجا شعر او را پنهان ساخت لیکن در پایان عمر ازین امر نا ملائم بتوبه موفق شد فوتش در رمضان ۱۰۳۷ اتفاق افتاد دزاده طبعش دیوان جد وهزل وچند مثنوی ست مثل دیده بیدار ونکهدان حقیقت ومحضر ومحبت این ابیات از دیوانش ماخوذ شد ؎

در دل در آ تفرج گلهای داغ کن ؎　　از خانه چون ملول شوی سیر باغ کن

خویش را بر قلب غم آخر دل بیتاب زد　　این کستان پاره کوس خصمی مهتاب زد

حاکی تو کو کبر درگاه او دادی کنیم　　مشت خونی بر جبین مالیم وفریادی کنیم

از زبان خنجر کین پرسش دلها مکن　　عالمی را طعمه اشمشیر استغنا مکن

دگر که خانه نشین کرده ست ماه مرا　　که شمع محفل افلاک کرده آه مرا ؎

دیدی که خون ناحق پروانه شمع را　　چندان امان نداد که شب را سحر کند

پرستاری ندارم بر سر بالین بیماری　　مگر آهم ازین پهلو بآن پهلو بگرداند

مگر سینهٔ من شعله بد و نرخ نفروشد　　تا محشر اگر جوش زند جام برآید

بد دوستی تو خصمند عالمے با من　　هزار دشمن و یکدوست مشکل افتاده ست

بمحشرم وعدهٔ دیدار اگر دادی نمی رنجم　　بصال چون توئی را صبر این مقدارمی باید

مرغی چو هائی دل من گشته اسیرت　　شکرانهٔ این صید تهی کن قفسی چند

غافل ز بس شدیم ز کوبش دم وداع　　دل را ز اضطراب همانجا گذاشتیم

از رد و قبول دگرانش چه تفاوت
آن بنده که در چشم خریدار در آید ❊

گفتی که چه شد قاعدهٔ مهر و محبت
رسمے کہنی بود بعہدِ تو برافتاد

شفائی را تا می عمر در راہِ تو می بینم
بکویت میرود یا از سرِ کوئی تو می آید

مائیم و حسرتی کہ علاجش نمیکنند
صد روز وصل از شبِ ہجران درازتر

خاطرم از تو تسلے بنگاہے نشود
چشم لطف از تو باندازهٔ حسرت دارم

آن شیخ کہ از خانہ ببازار نمیرفت
مست ست بمجلیکہ روحانہ نداند

غمِ عالم پریشانم نمیکرد
سرِ زلفِ پریشان آفریدند

نمی ترسید از دوزخ شفائی
غمِ جانسوز ہجران آفریدند

ای در آغوش ملک پرورده بدخوئی مکن
شکرستان زیر لب داری ترش روئی مکن

بخود غمِ تو نگویم کہ بیم رسوائی ست
نہان کنم ز خیالت کہ یار ہرجائی ست

با انتقام ابد آشتی میسر نیست ❊
زبسکہ خوئی تو بر یک گناه می پیچد

تو بہاری کہ دلی نشگفد از پہلوئی او
جامی آنست کہ پہلوی خزان ننشیند

دامنِ دیده نگہدار کہ در مذہبِ ما
دل چو شد کشته دیت از مژهٔ تر گیرند

یک لحظه نپرداخت مراد اور محشر
این شکوهٔ جانسوز بمحشر دگر افتاد

خدا عشقِ مرا از ننگ رسوائی نگہدارد
کہ بد بیتابئ پیرامنِ این راز میگردد

گر نقد جان بہائی وصالت نمی شود
از قاصدِ تو ذوق خبر میتوان گرفت

آن دل کہ نامزد بوفائے تو کرده ام
کاری مکن کہ عربده جوئے دگر شود

تب غمدیده را دلسوزئ شکر زبان دارد
تبسم را مکن شیرین کہ می ترسم بجان افتم

مرا قسمت بہ پنہان دیدنی کردی و خرسندم
کہ بوئی رغبتی می آید از ارزان بہا کردن

شوقی میر محمد حسین از سادات ساوه ست و طرزِ سخن با حلاوه میرزا صائب کلام اورا تضمین میکند و میگوید ؎

جواب آن غزل ست اینکه میر شوقی گفت — چو شیر از دو طرف میکشند زنجیرم

از ولایت خود بکشور هند آمد و شمول عواطف اعتماد الدوله طهرانی جهانگیری گردید و بعد چندی سدهٔ جهانگیر پادشاه لازم گرفت و مدتی با قاسم خان جوینی بسر برد و آخر بولایت ایران معاودت نمود همانجا درگذشت طلای سخن باین چاشنی از معدن طبع بیرون می آرد

در عشق هر کجا که بلندی ست پست ماست — فیروزهٔ حبابی گردون بدست ماست

اسیر عشق و گرفتار قید تقدیرم — چو شیر از دو طرف میکشند زنجیرم

با خیال زلف و رویش میروم با هند شتاب — یک قدم بر سایه دارم یک قدم بر آفتاب

با رقیبان سخن از کشتن من میگوید — کشتن این ست که با غیر سخن میگوید

رباعی

درد اکه فراق ناتوان ساخت مرا — بر بستر ناتوانی انداخت مرا

از ضعف چنان شدم که بر بالینم — صد بار اجل آمد و نشناخت مرا

رباعی

شوقی غم عشق دلستانی داری — گر پیر شدی عشق جوانی داری

شمشیر کشیده قصد جانها داری — خود را برسان تو نیز جانی داری

رباعی

خوبان که بلای عقل و دین اند همه — با اهل وفا بر سر کین اند همه

با ما نه چنان اند که می باید بود — اما چه توان کرد چنین اند همه

رباعی

ترسم که ز حسرت جمالت میرم — محرم نشد ولت وصالت میرم

هر چند که پشم بخیالت زنده — می ترسم از آن که در خیالت میرم

نتوان عربده با چشم تو کردن آری — تواضع گذرا ساند ز خودستان را

محرر سطور ترجمهٔ این بیت بنظم عربی کرده و گفته

وطرفك لا یستطاع حرب بمانعو ید دافع سکران بحسن التواضع

شاپور طهرانی پدرش خواجگی برادر حقیقی میرزا احمد شریف هجری پدر اعتماد الدوله جهانگیری ست شاپور فرهی هم تخلص میکرد قصاید دلفریب دارد و غزلهای دیوان نسیب میرزا صائب کلام او را تضمین میکند و میگوید ؎

صائب این تازه غزل آن غزل شاپور ست که گران میرود آنکس که تو کل دارد

کلیات شاپور بنظر درآمد قصیده بنسبت بدیگر اقسام شعر خوبتر میگوید و داد دقت و نزاکت میدهد دیوانش حاضر ست این چند بیت از غزلیاتش جدا نموده آمد ؎

بشوخی تو سواری بصد رزین ننشست تو تا سوار شدی فتنه بر زمین ننشست

گرچه در حاشیهٔ بزم تو داخل باشم رو خراشیده ترا از صفحهٔ باطل باشم

نه گل چیدم ازین بستان نه نام پاکمن بردم دلی پر درد از غوغای مرغان چمن بردم

تا زکی دلم چو کاسهٔ چینی قدحی را انگشت بر لبم نزنی کز غفلان پرست

قدر زن پست از بلندیهای استغنای اوست ورنه دیوار زن از دیوار کس کوتاه نیست

تا دیدگاه دور که رندان پاکباز بر سر نی زنند گلی را که بو کنند

سینه پر خنجر او زن که شهادت اینجا ناقص ست ار مدد کشته بقاتل نرسد

چو ابر م از پی رفع کدورت گریه می آید اگر بر خاطر باد صبا بینم غبار خود

میرود رقص کنان بردم تیغی شاپور دامنش را بگذارید که کاری دارد

امشب ای همنفسان دور نخواهید از من با دل خسته خود وعدهٔ افغان دارم

گو میا بهر تلافی بسر گشتهٔ خود + به که این صلح بر نجیدن پائی نکشد

هر تبر که چون نیشکر از دست تو خوردم تا آهن پیکان همگی جزو بدن شد

عیب پوش خود نباشم عیب جوئی کس نیم دردمندم درشکست دردمندان نیستم

نعم البدل وعدهٔ صد ساله وصال ست — آن بوسه که نقد از لب پیغام گرفتم
کف غبارم و عریانی ست کسوت من — نیم عبیر که خود را به پیرهن مالم +
روشن نشد ز آتش ما چشم خانه — همچون چراغ گور بویرانه سوختیم
فرصت عرض تمنا کو که در ایام وصل — یار مستغنی و من مستغرق نظاره ام
زین سر که فروشان نتوان باده خریدن — صفرای می از بادهٔ خوناب شکستیم
ورق هستیم از هم بر رانید که من — دیده ام آنقد را اصلاح که باطل شده ام
در بدن تا مأنب جان ناوک مژگان اوست — عیب ناکست از تنم جائی که نی بیکان اوست
از جنون شاپور پوشیده ست صد آلودگی — جیب صد چاک گریبان پردهٔ دامان اوست

شرمی قزوینی جامه زیب نزاکت بود و سوزن قامت مقراض طبیعت بخیاطی شاه عباس بسری برد قامت بسیار کوتاه داشت جامه بخیه چنین میدوزد ؎

تازه میسازم بناخن باز داغ خویش را — آب و رنگی میدهم گلهای باغ خویش را
بجستجوی تو شسته دیده جهان شده ام — ز بسکه سر زده رفتم بخانهٔ همه کس
در وصل دمی میرم از ین رشک که آیا — دست هوس کیست در آغوش خیالش
بیمار ترا کار رسیده ست بجائی — کز مردن او هیچکس آزرده نباشد

شیری لاهوری از ثنا گستران اعظم خان کوکلتاش بود و با راجه بیربر در محاربهٔ افاغنه در سنه ۹۸۴ جاده تشیب عدم پیمود ؎

هر اشک که از چشم من خسته ریزد — طفلی ست که از صحبت مردم بگریزد
چه ای اشک در چشمه از وداع یار میگریی — کجا بودی که اکنون مانع دیدار میگردی

شکوهی همدانی صاحب طبع سلیم بود و شاگرد میرزا ابراهیم طراز سخن چنین می بندد ؎

با بیدلان بباغ جهان هیچو برگ گل — پهلوئی یکدگر همه در خون نشسته ایم
گوهر چون لب لعل تو نیارد بیرون — تیغ خورشید اگر خون بدخشان ریزد

شهید الاهیجانی در سخنوری مسلم بود و بترک و تجرید بسر می برد و راست ؎

شد فشار قبر بر من تنگ چشمی های خلق — انچه در مرگ ست من در زندگانی یافتم

شعیب میرزا جوشقانی از محرران سرکار شاه عباس ماضی بود و بعده مدتی بامر وزارت قیام داشت از وست ؎

لبت ز خنده نمک بر جراحت جان ریخت — نمک ز تنگی جا از لب نمکدان ریخت

زمانه دفتر اوصاف حسن یوسف را — ز شرم روی تو بر دو بیاض کنعان ریخت

چو شب گیرم خیالت را بآغوش — سحر از بسترم بوی گل آید

شهرت شیخ حسین شیرازی اصلش عرب بود در ایران نشو و نما یافته آخر سری بهند کشید و در سرکار محمد اعظم شاه بعنوان طلبات نوکر شد و در عهد شاه عالم با عزاز و احترام بسر می برد و در زمان محمد فرخ میر بخطاب حکیم الممالک سربلندی یافت و در عصر محمد شاه احرام بیت الله بست و بعد معاودت بمنصب چهار هزاری سر افتخار بر فلک چهارم رسانید در ۱۱۴۹ در شاهجهان آباد بمرد شهرت مرد تاریخ انتقال ست از میرآزاد وی از شعرا راست اندیشه و اطبا حذاقت پیشه بود این چند گل از گلزار طبع اوست ؎

کی برای مطلبی دل را صبور ساختیم — ما لوجه الله این آیینه را پرداختیم

نی من شهرت تمنا دارم و نی نام میخواهم — فلک گر واگذارد یک نفس آرام میخواهم

ای گل سر کوی تو جدا از وطن کرد — من خار تو بودم که برون از چمنم کرد

صبح شو تا در فروغت روز عالم گذرد — یک نفس دم را غنیمت دان که این هم گذرد

مرا از لغت زدام آزاد خواهد کرد میدانم — ولی بعد از رهائی یاد خواهد کرد میدانم

مفلسی می آورد از باد دستی حاصلے — هر کجا دیدیم آخر کرد بسیاری گلے

خواب گران مردم بیدار کرد ما را — بدمستی عزیزان هشیار کرد ما را

در خرابهای دل هرگز ندارم مهلتے — در شکست نقد قلب خود ندارم فرصتے

پرتو از خورشید گردم چون قمری خدمت سروی — برای دارم و بر عالم بالاست تخواهش
خیر در بزم شکستم نکند با قاعم ❊ — زانکه من خاصیت ریزه مینا دارم
بر یکدگر زیادتی از بسکه میکنند — این قوم نیستند ازین زیاد و کم ❊
بقاتل هم توان بخشید خون خویش گر مردی — نه کم از حنا ظالم کسی را دستگیری کن
میرسند از بسکه پیش از من بعیب کار من — دوستر میدارم از خود دشمنان خویش را
اهل دولت غلط مست اینکه همه بیدرد اند — هر کرا دیدم ازین طایفه آزاری داشت
آنکه میگوئی که از صحبت گریزانی چرا — در بساطم عمر ضایع کردنی کم مانده ست
بغیر ظلم توقع مدار از ظالم — که نخل شعله اگر بار میدهد شرر ست
کدام واسطه پروانه را شمع رساند — برای مردم گم گشته خضر راه که دید

شادمان از سلطان زادهای قوم گکهر ست ملکسا بنهاد میان ولایت و هندوستان بر مثال برزخی افتاده سلطان شادمان با وجود لکنت زبان طبعی بغایت چالاک داشت و شاهجهان پادشاه با فکرش همواره سرخوش بوده همیشه مورد انعامات فاخره میگردانید

در مدح عالمگیر هم قصاید پرداخت این ابیات از وست

روشن دلان که نقطهٔ خط جام کرده اند — تکرار ساغر می گلفام کرده اند
آنانکه دل بگردش چشم تو بسته اند — قطع نظر ز گردش ایام کرده اند
دیگر مرو بسوی کشتگان خویش — جان داده اند و یکنفس آرام کرده اند
چون شادمان بچاشنی شر تش چکاد — آنرا که از نخست می آشام کرده اند

شاه غریب میرزا از سلاطین موزون طبیعت بود و خوشخیال نازک ادا بست میگوید

بازم بلای جان غم آن ماه پاره شد — ای وای آن مریض که رنجش دوباره شد

شاهی سبزواری وطنی شکرستان خوش کلامی ست و در فن شعر استاد مولوی جامی از وست

هر کس که شبی نشست با او — بسیار بروز نانشیند ه

بر دیده چشم تو بیارش چنان نرگس — کز تنگیه زد بزمین انگار زمین برنتابست

شرف الدین اصفهانی تخلص رعیدل بود و از خویشان شیخ کمال الدین اسمعیل میباشد ه

زیبست باغ چه سود دست مرا بیرخ دوست — کز تن اینجا و دل سوخته جائی دگرست

بیکشب چه صحبت توان داشت با تو — تماشا کنم میخورم راز گویم ه

شاعر از مردم سرکار محمد شاه پادشاه بعنایت شاهی ممتاز بود و بخطاب معنی یاب نشان فرزانه نسبت تلمذ بمیرزا بیدل درست کرده و در تلامذه میرزا فائق برآمده گلدسته خیالات رنگین

چنین می بندد ه

بگلشن چشم شهلا بین چو می آشام میگردد — دکان حسن خوبان تخته چون بادام میگردد

اگر چه داغل بزم وصلے غیر و اتفاق — چرا از صحبت هم چو شاخ چیدندم

شاهدی میر عبد الواحد حسینی واسطی بلگرامی از شعراء موخیه صافیه بود عمری دراز یافته ارشاد را بکاوش همت مانوس زینت نخشید سالکان مناهج حق پرستی را بسر ابستان کبریا رسانید میفرماید در فن غزل شاگرد خواجه حافظ بود و نفائس المآثر گفته میر سلیقه شعر خوب دارد و این است ه

مرد بیرنگ چو اول بصلح آمد و رفت — دمی بلطف نشین تا ز خویش برخیزم

نم هر دیده برائی غسل جانان نبود — ای بسا غسل کز هجر ماتم دوران نبود

راه مردان نبود سر سری ایدل هشدار — رفتن از خویش و بجانبش آسان نبود

شیخ عبد القادر بدایونی در منتخب التواریخ گفته میر طبع نظم بلند دارد در ۱۱۸۱ بعالم قدس رسید

از وی می آید ه

ز گریبانه مرم خراب خواهم کرد — خیال غیر تو نقشے بر آب خواهم کرد

کو تہ بگو قصهٔ زلف تو دراز است — پور اتوان بست درین نامه کهاست

دلی که خوشه ولیسی از برای چیست — مائیم و واسطی و قلم نیز و اسطے است

شکسته ملا محمد صباح کابلی فاضل مستعد صاحب حال بود و در سلسلهٔ عالیهٔ نقشبندیه تلقین
داشت نوکری سپاه گری میکرد این چند بیت از واردات حالیهٔ اوست ؎

با سنگدلان چو کار افتاد — از شیشه دلی حصار کردیم
در روضهٔ دوست دوست کشتی است — بسیار بخود شمار کردیم
سررشتهٔ عمر بود کوتاه — پیوند بزلف یار کردیم
آیینهٔ غبار بر نتابد — از هستی خود کنار کردیم

هوای صبحگاهی ساغر سرشار میخواهد — سواد سرمه شهد دیدهٔ بیدار میخواهد
باسید یکه در گویت بلبان سایه پرور یابم — تنم بسیار میکاهد دلم بسیار میخواهد
شکستی شیشهٔ دل را امید انعم چنان سازم — ترا آیینه می باید دلم دیدار میخواهد

شهید میرزا خادی از مردم حوالی لاهور بود سرخوشی سخن کار او بود و بهر سیاق
بلند پروازی در پیمانه برای او ترجمهٔ دارنگاشته وی در سنه ۱۱۲۵ در گذشته ازوست ؎

اشک خون گرد گل داغ قاتل گردد — بچه امید دل سوخته بسمل گردد
هچو آن مهره که فرزین شود از نیض سفر — هر سر شکی که دران کو برسد دل گردد

شاه میر سید محمد بن میر عبد الجلیل بلگرامی در سنه ۱۱۰۱ بشهرستان امکان رسیده نخبهٔ جامع معقول
علوم بود و مراتب فضائل و کمالات والد مرحوم خصوص عربیت و لغت و محاضرات که در
فنون رایت یکتائی وی افراخت و گوی سبقت از اقران می ربود طبعی وقاد و ذهنی نقاد
داشت و کیف چراغی که از چراغ در گیرد مثل اول جلوه مینماید و عکسی که از صورت شخصی
مانند اصل بظهور آید همرآزاد بلگرامی تلمیذ و خواهرزاده اوست و در مدح وی قصائد پرداخت
این چند بیت از پوشش صورت نسخه پذیرفت ؎

فروغ بالاکش ای ماه سیه خانه ما را — ز نور جلوه خود رنگ کن کاشانه ما را
خبر دیدن بیار از نگاهت ارمغانی — سوم هم تحفه جانان کند نوبهار ما را

اگرچه از سر نو چرخ ناشنیده دارد — دل گر نشود از کف کار ما

نیست در عالم دون غیر هوس کاریت — هست این طول امل رشته زنار تو

گوهر شتم چون حباب و همین دریا یافتم — چشم پوشیدم ازین عالم تماشا یافتم

چشم دل چون نیست بینا دیده ظاهر بیهوده — هیچ نرگس در سیاه‌ابی چراغ بیدار نیست

شود زاهد سکین وظیفه گنج العرش — من سیه‌زه پیر مغان دعای مشتری

شب که در بزم وصالش صحبت مستانه بود — دستمان در زلف مشکینش بجای شانه بود

پیر زادی کز لعب او مرا آشفته تر دارد — هزاران نکته باریک در موی کمر دارد

بجز اشک ندامت نیست حاصل اهل دولت را — صدف از گوهر خود مایه صد چشم تر دارد

شور بیدل عالم از نگه‌دان تو پا بسته — دل نیز کبابی است که دندان تو یابد

گل نشینی در پناه چرخ گر غافل مرو — رخنه دارد تا تمام این گنبد بنا استوار

خط نیست رو نما در آینه عذارش — عکسی ست جلوه پیرا از زلف عنبر فشش

تعیین ترفیق عشق مقام بلند یافت — همواره سیر چرخ کند شهسوار عشق

در باغ دل ما چقدر ریشه دوانید — آن قامت دلجو که تماشای ست بیارک

در دامن از دعوی یکسالگی گریه می‌رسد — زاهد صد سال از مسجد خراب آید برون

گر از چشمه آینه آب خنجرش باشد — که از حیرت طپیدن شد غذاش بسمل را

رشته تقوی گسستم بیملے
بر کمر زنار بستم بیملے
در رخ او دیده وا مرغ دلم از دل
آینه آمد بدستم بیملے

شیخ منشی بهی زائن اورنگ آبادی شاگرد میر آزاد مرحوم بود و تذکره شعرا دارد
ش نامش گل رعناست و دیگر شام غریبان صاف‌گو خوش بلندش ست کشمیری بود جلش
ا هور رست بدش بهوانی براه عسکر عالمگیری وارد دکن گشته در اورنگ آباد
سکونت گزید شفیق در ملک ملازمان عالیجاه خلف ارشد نواب نظام علیخان بهادر منتظم

گر بیدرد اول بامدادان عشر رخت حیاتش بآتشکدهٔ فنا سوخت ازدی می آید

مرضیم بوسه از لبهای شیرین تو میخواهم — توان دادن مرا این شربت دردانگیز را
اگر نگاه تو بیجا دل ما را نربود — که راه طی نشود دار سیاه است درست
خاکیان قدر ندانند سعادت دانند — بال بلبل بچمن مژده جانان گل است
عکس خود دار بدیوان درخشیم من نگین نشست — گفت هی هی دل بیرو گیر چشم این نشست
خون شود آن دل که با جانانه الفت کرد — رفته به جائی که قربان دل آزار نمی شد

رباعی

اخلاص من و تو بیش و کم نتواند — با یکدگر اتحاد بهم نتواند
با آنکه بظاهر دو بباطن یکتا — این نکته بواحد دو حمل نتواند

گرچه ای دوست ندیدم چو تو روئی ترا — دیر از باد صبا میشنوم بوئی ترا
هر که آنجا رود باز نگردد هرگز — هست خاصیت گلزار ارم کوئی ترا
خواجه از گوشهٔ چشمت نگرد لطف شفیق — آرزوئی بازین نیست دعاگوئی ترا
دل من سوخته آتش سودائی تست — لاله دامن صحرای تمنائی تست
با سر زلف تو نزدیک تقاضا نکنم — اینقدر بس که دل رفته من جائی تست
من سپند تو ام ای شعلهٔ جوالحسن — گر تو سر گرم رسی رقص کنان برخیزم

شاه دانش رکن الدین محمود بخاری ست سالک مسالک خداوندی و جامع تصوف و خداوندی بود در شیشهٔ آنجهانی شده است

رباعی

مردان خدا همین هستی نکنند — خودبینی و خویشتن پرستی نکنند
آنجا که مجردان حق آنجا نوشند — خمخانه تهی کنند و مستی نکنند

رباعی

در راه چنان رو که سلامت نکنند　　با خلق چنان زی که قیامت نکنند
در مسجد اگر روی چنان رو که ترا　　در پیش نخوانند و امامت نکنند

نامش

شرف بوعلی قلندر اصلش از عراق ست در پانی پت مضاف دہلی سکونت داشت از مشاہیر اولیا ہند ست وراو اخر سنہ بریاض رضوان شتافت این رباعی از وست

رباعی

آوازۂ عشق با بہر خانہ رسید　　در درد دل ما بخویش و بیگانہ رسید
از درد و غم عشق بہر جا کہ رسیم　　گویند زرہ دور کہ دیوانہ رسید

نامش

شرف یحیی منیری صوفی صافی بود و صاحب کمال کافی معتقد شیخ نجیب الدین فردوسی و مرید شیخ نظام الدین مکتوباتش دستور العمل عارفان و کارنامۂ اصحاب ایقان ست وفات بعہد دولت فیروز شاہ در سنہ بودہ این رباعی از وست

رباعی

چون عود نبود چوب بید آوردم　　روی سید و موی سفید آوردم
چون خود گفتی کہ نا امیدی کفرست　　فرمان تو بردم و امید آوردم

نامش

شریف میر سید شریف جرجانی علامۂ زمانہ و فاضل یگانہ بود از کمال شہرت محتاج ترجمہ نیست دست ارادت بدست خواجۂ علاء الدین عطار دادہ صاحب تصانیف بسیار در علوم معقول و منقول ست وفاتش بعمر ہفتاد و شش سالگی در سنہ اتفاق افتاد این رباعی از وست

رباعی

ای حسن ترا بہر مقامی نامی　　وی از تو بہر دل شدۂ پیغامی
کس نیست کہ نیست بہرہ مند از تو بدے　　اندر خور خود ہجر عدیا جامے

نامش

شرف نامش علی یزدی ست سرخیل فضلا ایران و سرآمد علماء زمان بود خصوصاً در علم معما یکتای روزگار میزیست ظفر نامہ در احوال امیر تیمور تالیف اوست در اواسط مائۂ تاسع

بدار عقبی متوجه گشت آزوست ۵

صبحدم شاهد گلچهره کشائی میکرد — نفس باد صبا غالیه سائی میکرد
بلبل شیفته در بزم چمن شب همه شب — شکوه از محنت ایام جدائی میکرد

شراری عبدی بیگ خواهرزاده ملا کی همدانی ست بعهد اکبر پادشاه بهند آمده مشمول عواطف خسروی گشت و در آخر مائة عاشر درگذشت این دو بیت ازوست ۵

آن ناله که پیچیده تر از زلف نسیم ست — دیریست که در عقدهٔ سینه مقیم ست
غمگین نشود طبع گل از نالهٔ بلبل — فریاد گدا رونق بازار کریم ست

شعله میر سید محمد اصفهانی طبیب ماهر و شاعر ساحر بود در ریعان گفته در ین ایام در اصفهان بحکم وراثت بطبابت اشتغال دارد و بزعم خود بو علی سینا ر الطفل نوآموز دبستان خویش می پندارد انتهی گویم در سنهٔ ۱۱۵۵ مریض موت شده فوت گشت مزاجدان سخن نبض شناس قلم بوزنیگوید ۵

زاهد دهم توبه که مستی نکنم — با دختر رز دراز دستی نکنم
حقا که بزیر تیغ گر بنشینم — چون چشم تو ترک می پرستی نکنم

شمیم میرزا محمد حسین اصلش از گلزار شیراز ست و گل وجودش در گلزمین اصفهان دمیده در زمان نادرشاه بقضای لشکر منصوب بود در سنهٔ ۱۱۵۹ بحکم شاه کشته شد منه ۵

ز سوز عشق تو آنرا که نیم جانی هست — چو شمع تا نفس واپسین زبانی هست

شهود لال بال کمند اصلش از مانکپور مضاف صوبهٔ الهآباد ست در اواسط سنهٔ ۱۱۲۰ بگذشت طبع نکته سنج و نظم گوئی داشته منه

مکن اشک مرا بیقدر ای مژگان تر رحمی — برین طفل غذا پرورده خون جگر رحمی
چو شمع کی بود از سوختن فراغ مرا — فروخت عشق نکویان بدست داغ مرا
بدل پیران قیامت میکند یاد شباب — طاق نسیان جوانی کن قد خم گشته را

شهید مولوی محمد باقر طهرانی از قوم ترک بوده تولدش در احمد آباد گجرات اتفاقی افتاد تحصیل علوم کرد و چ گذارد و خوشنویس شده و در بندر ٹٹہ با شیخ علی حزین برخورد و در اورانگ آباد پا بدامن انزوا کشید بیشتر از خانه برنمی آمد در ۱۱۷۵ انتقال بجوار رحمت الٰہی فرمود از اوست ؎

فرصت نیافت جان که برآید پی نثار — شد مضمحل نفس ز غمش در گلو مرا
کجا غبار ره یار میتوان گشتن — هنوز بر سر خود خاک ریختن باقی ست
چون آیینه ز حیرت خود میدهم خبر — یکبار گر کنند باور و بر و مرا ✣
هزاران فتنه برپا میشود در طرفة العینے — کند گر آشنا با سرمه چشم نیخوابش را
با دل سرد گرم میسوزم — شمع کافور کرده اند مرا

شوقی مولوی غلام غوث گوپاموی از احفاد قاضی مبارک شارح سلم العلوم ست استعداد کتب متداوله فارسی نیکو داشت در علوم آلیه و ادب و عربیت شاگرد خوشنود ست واز یاران صاحب تذکره نتایج الافکار سیر کلکته وغیره کرد بمدراس برگشت و فتی ضلع گنتور گردید در آخر عمر چون مرض از دیاد گرفت قصد حیدرآباد دکن کرد تا انجا چاره بیماری جوید اما بفاصله چهار کروهی حیدرآباد رسیده در ۱۲۳۲ دوحه وجودش بتند باد اجل از پا درافتاد تابوتش را بشهر رسانیده در تکیه بودلی بخاک سپردند قدرت الله خان مولف تذکره نتایج الافکار قصیده در مرثیه اش گفته که در تذکره مذکور مسطور ست از ابیات شوقی ست ؎

سر در برم آر که نازی بازین نیست — گویم سخن بوسه که رازی به ازین نیست
کارم آخر شده از درد و نگشتی آگه — شیشه بشکست و بگوشش تو صدائی نرسید

شائق محی الدین علیخان از اولاد دختری سید محمد گیسو دراز ست در اودگیر متولد شد و بمدراس رنگ توطن ریخت شاگرد مولوی محمد باقر آگاه بود در عهد نواب عظیم جاه بهادر خطاب خانی یافت در ۱۲۴۹ درگذشت از نتایج افکار اوست ؎

زسودا چون بیازارش دلِ پرداغ خود بردم — بگفتا کس نمیگیرد متاعِ عرضه را نیجا
درحجاب زلف کن نظاره روئی یار را — صبح امید از سوادِ این شب یلدا طلب
نمیدانم کدامی شعله رو در سینه جا دارد — که میجوشد شرر از چشم گریانی که من دارم

شجاع از شعرای کاشان ست بنابر هجوی که حاکم کاشان را کرده بود دیگر بخت آخر کرد رفت اکبر
در اصفهان او را در ۹۸۱ بقتل رسانیدند هنده

شریف کاشی شاعرے صاحب قدرت بود شعر باین نوع میگفت

ترا تا رخش میدانِ تغافل زیر ران باشد — سمندِ آرزو را پای رفتن ناتوان باشد

خزان مباش که برگ و بر چمن ریزے — بهار باش که شاخ گلی بیارآرے
بعقل کعبه نرویم بعشق دیر نشین — چراغ هرزه رو و یکقطره خون من سوزد

شاهی از سادات کاپی ست خوش طبع و خوشگو و از تصوف بهره داشته مرید شیخ سلیم
چشتی بود چندگاه در ملازمت اکبر پادشاه گذرانیده و در اواخر با قلیچ خان ناظم کابل بسر می برد

از وست

استغفرالله از دلِ بی چاشنی درد — پیکان بسینه به که دلِ مرده در بغل

شریف خواجگی شیرازی در نظم و نثر قوت کمال داشته و بدرگاه اکبری بسر برده هنده

تاریک باد کلبهٔ شخصے که هر نفس — بر آفتاب خنده ندارد چراغ او
فنا نهایت کردار حق پرستان ست — ولی بعشق تو این شیوه از یقین قدم ست

شعوری از شعرای عالی شعور مشهد مقدس ست هنده

افگنم سر پیش هر که در مقابل نیمش — تا ز چاکِ سینه در آئینهٔ دل بینمش
بی تو چو خون فشان کنم روز وداع دیده را — شربت و لیسین دهم جان بلب رسیده را

شهابی اسمش میرزا خان ست برادر میرزا احسن واهب بوده و بوزارت کاشان قیام داشته هنده

زهر که بد شنوم در جواب خاموشم — درین معامله استاد لب بود گوشم

شگوفی از سخن سنجان جرباد قان بوده واز عمدهٔ شعرا، زمان آزوست ؎

زحرفِ آمدنت خونِ شوق درجوش ست — بیا که دل بعجب لذتی هم آغوش ست
درسوادِ عنبرین آن دو زلفِ خمتاب — رسته بازاری ست کانجا میفروشند آفتاب
چندانکه پائمال شدم برسر آمدم — این ماجرا معاملهٔ آب وروغن ست

شفیع الله از خوشگویان اصفهان ست وتن معنی را جان منه ؎

روزیکه زعصیان قد ما خم گردد — خوش باش که لطف حق مقدم گردد
دانی که چرا جزا بفردا افتاد — چون فاصلهٔ شود غضب کم گردد

شاهجهان تخلص نواب شاهجهان بیگیصاحبه رئیس دلاور اعظم طبقهٔ اعلای ستارهٔ هند والیهٔ حوزهٔ محروسهٔ ملک ریاست بهوپال ست ولادت باسعادتش بقلعهٔ اسلام نگر سه کروهی بلدهٔ بهوپال در ۱۲۵۴ هجری اتفاق افتاد پانزدهم محرم ۱۲۶۳ بعد وفات پدر بعمر شش سالگی بحکم گورنمنٹ عالیه بجای والد خود خلعت ریاست یافت ودر کنار مادر مهربان نواب سکندر بیگیصاحبه مرحومه تربیت هرگونه گرفت وفنون فارسی وخط وکتابت وسلیقهٔ سیاست مدن ونظم ونسق ملک اکتساب نمود دهم شوال ۱۲۷۶ هجری بعمر بست ودو سالگی زمام اختیار ریاست واقتدار دولت بدست مادر گذاشت وخودش اکتفا بولایت عهد ومتوّل خاص خویش نمود ودر ۱۲۸۵ هجری غرهٔ ماه شعبان باستحقاق کامل ازطرف ابوین صدرنشین کاشانهٔ ریاست وادرنگ زیب ایوان مکنت ودولت گردید ودر ۱۲۸۸ هجری بعد اطلاع واستر ضاء گورنمنٹ بعهد لارڈ میو گورنر جنرل متوفی موفق بتادیهٔ سنت نکاح ثانوی با محرّر سطور شد کریمهٔ وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا بتعمیهٔ یکعدد تاریخ این تقریب ست ودر ۱۲۸۹ هجری بماه مبارک رمضان بدربار عظیم الشان لارڈ ناتھ بروک گورنر جنرل هندوستان بمقام ممبئی خطاب درجهٔ اول نیتی وتمغهٔ اشتار ونشان شاهی وسند عهدهٔ گرنڈ کمنڈر اشتار آف انڈیا بدستخط وزیر اعظم انگلستان ومهر ملکهٔ ذی شان حاصل گردید وبمزید اعزاز وفراوان

امتیاز مختص شد و بماه ذیقعده اواخر ۱۲۹۳ هجری بدار الامارة کلکته بتقریب ورود شاهزاده
پرنس آف ویلز نزول عزت و اجلال کرد و بحصول نعمة جدید و تحف نادرهٔ اقلیم فرنگ
ممتاز شد و از جانب ویسرای و گورنر جنرل مذکور و شاهزادهٔ مسطور مورد عنایات بیغایات
گشت نامه نگار نیز درین آمد و شد با همراه بود و در هر بزم و انجمن رفیق بلا اشتباه حال این
ریاست علیا در کتاب حج الکرامه فی آثار القیامه تالیف نگارنده این نامه بروجه اجمال مسجل
مسطور است و در کتاب تاج الاقبال تاریخ بهوپال علی وجه البسط و التفصیل مذکور معترض بذکر آن
درین جریده ضرور نیست مدعا اشارت بذکر جمیلش درین نامه ست که بدونش این چامهٔ دلپذیر نگردد و کیف که بیان محاسن صوری و معنوی و شرح اوصاف حسنهٔ دینی و دنیاوی شیء
تحصیل حاصل ست و محامد انتظام مالی و ملکی و صیانت ضوابط سیاست مدنی و قوت تدابیر
شخصی و فوق و اصابت رای و ثقاوت طبع دین پیرای او علوم هر عالم و جاهل زمان دولتش
گویا عروس دهرست و عصر حکومتش عین خیر و برکت درین آنکه هند جزوی از زیب النسا بیگم دختر
عالمگیر پادشاه کسی بتربیت اهل علم و فضل و اصحاب هنر و کمال باچنین همت خداداد نپرداخته
و پیر فلک را باچنین زیست دراز و عمر عریض نظیرش درین ادوار بگوش نخورده عرب و عجم
بثنای حال و مقالش یکزبان ست و اسود و احمر بدعای عمر و دولتش عذب البیان مجموعهٔ
لطیف از قصاید شعرا از فرس و تازی و هندی در مدحش فراهم آمده و صیت کرم و جودش
غلغله بانطار عالم انداخته طبع و قاد و ذهن خداداد ش برخلاف طبایع زنان این زمان
مناسبتی باسخن دارد و با وجود هزار اشغال مملکت و انعدام فرصت از امور دولت بمقتضای
موزونیت خاطر گاه بیگاه بی اختیار حرفی موزون و سخنی پر مضمون سر بر میزند و این بدان ماند
که در زمان پارسیان و عهد قدیم اسلام زنان عرب عرباً شاعر طبع می بودند و جواهر معانی را
بر شتهٔ مبانی میکشیدند چنانکه اشارتی باین مدعا در دیباچهٔ این نامه رفته ورنه معلوم ست
که درین هنگام که نفس واپسین گیتی ست و کساد بازار فضل و هنر بساط علم و فن از زمرهٔ

مردان مطوی گشته و گرمی هنگامهٔ اهل کمال سرد شده تا بزنان که پای دل بگوشهٔ خانه شکسته اند و از اکتساب فضائل علمیه محروم گردیده چه رسد اتفاق بحث و بخت محض و عزلت صرف ست که در هیچ روزگار چنین کس از طبقهٔ زنان و زمرهٔ نسوان برخیزد این ابیات بطور یادگار از کلامش بنا بر ضابطه در ینجا حوالهٔ زبان خامهٔ مدعا گزار میشود سلمها الله تعالی

شور بختِ من و گفتار رقیب و حسنش — بر سرِ زخم شکستیم نکد اسے چند
سخنِ سحر نوایان صفاهان حالی ست — طوطیِ ناطقه دارد شکرستانی چند
چون بال و پر افشاند چون دام ببرد — صید یکه ز صیاد بریدن نتواند
مشکل مرض ست این که بفریاد رسیدن نتواند — آنکس که بفریاد رسیدن نتواند
چون ز عمد او بپرسم چه بلا جواب گوید — که هزار جا بستم بهزار جا شکستم
پی قدر ناشناسی که برایگان نگیرد — دل بی بهائی خود را بعبث بها شکستم

رباعی

دریافت عطائی کبریائے مارا — در حضرت اوست جبهه سائی مارا
چون عاجزی از پادشهان مقبول ست — نازم که کشد بپادشاهے مارا
ای شاهِ جهان دراز شد عمر گناه — شد نامهٔ اعمال تو چون قیر سیاه
نومید مشو که داد گر بهست رحیم — کوهِ گنهت شود دلوزنِ پر کاه +

رباعی

این عمر دراز صرف عصیان بوده — یکبار ترا نه چشم گریان بوده
با اینهمه اعوجاج بخشش خواهی — گر نیست عمل بیا پشیمان بوده

رباعی

گو بهر گناه موقف قربت باشم — در طاعت حق کمینه همت باشم
نومید نیم که ناامیدی کفرست — هر لحظه امیدوار رحمت باشم

وقتی بتقریب انشاد غزل شیخ سعدی شیرازی علیه الرحمة که در ترجمهٔ شان گذشته بحسب فرمایش ایشان انشاء غزلی در همان ردیف اتفاق افتاد چون خالی از لطف عبارت وحسن اشارت نیست در اینجا ثبت می افتد

دل برد زمن تا جوری شاه شهانی — لشکر شکنی تیغ کشی آفت جانی
خورشید وشی سیمبری ماه لقائی — جادو نگهی کجکلهی حور نشانی
کی مرتبهٔ ناز دری فتنه پرستے — پیمان شکنی جور گری شور جهانی
در مملکت حسن شهِ صدر نشینی — در زمرهٔ خوبان جهان باج ستانی
هاروت فنی ماه رخی یوسف عهدی — عیسے نفسے خضر رهی سحر بیانی
غلمان روشی خلد وشی مست حیائی — کوثر منشے آبِ بقا رطل گرانی
بیداد گری عربده خو جور پسندی — خاطر شکنے تیر قدی سخت کمانی
از حالتِ دل با تو چه افسانه سراید — شوریده سری جور کشی خوار جهانی
مجنون صفتی کوه کنے خانه بدوشی — بیتاب دلی ریش تنی سوخته جانی
نواب نخواهد که بهجر تو بمیرد — ای جان جهان وعدهٔ وصلی وامانی

شهید مولوی غلام امام شهید بن شاه غلام محمد مرحوم از بزرگان قصبهٔ امیٹھی نواح لکهنؤ و مشاهیر شعراء هندوستان ست مداح جناب مصطفی وحاجی بیت الله ومتلقب بعاشق رسول الله صلعم آباء واکرامش همه گوشه نشین قناعت گزین بوده اند کسب علوم متداوله بخدمت مولوے حیدر علی صاحب منتهی الکلام کرده ودر زبان فرس بهرهٔ وافی وکافی اندوخته اگرچه اصلاح سخن از قتیل ومصحفی وشیخ غلام سینا ساحر گرفته اما تعلیم تام از آغا سید اسمعیل بازندرانی یافته وبا آغا سید محمد اصفهانی ومیرزا ناطق مکرانی همطرح بوده ودر هر شاعره گوئی سبقت از سخنوران ربوده از یاران قاضی محمد صادق خان اخترست چهل سال میگذرد که در الٰه آباد بدائرهٔ محمد برکت محشی شرح چغمینی بشرح مواقف وغیره که نیز از بزرگانش بوده اند مقیم آستانهٔ توکل ست بست سال

در محکمهٔ صدر نظامت بر عهدهٔ پیشکاری مامور و از پیشگاه حکام وقت بالقاب اعتبار متعرف
ماند مجملاً در وطن از حیدرآباد هزار روپیه زر راه قرضاً داده بدکن طلبید و از سرکار نظام جاگیر
صد و سی روپیه یلاشر خدست مقرر شد که هنوز جاری است از دکن بحر مین شهر مغفین شتافت و
از حالت راجه گردهاری پرشاد متخلص بباقی برادر راجه مهاراج شد و نواب مهاراج الملک بهادر
بیکنیم هزار روپیه اعانت فرمود تا بمنزل مقصود رسید مجالس میلاد شریف بکرات و مرات
در کرده بیمنه حرسها الله تعالی و بدیار هند از وی یادگار است اگرچه علما محققین را در انعقادش
باکیست و نزد بعضا مذموم است هر چه باشد در قصبات لکهنؤ و اگره و مراد آباد و رام پور و الله آباد
و حیدرآباد زیاده ازین حد کس از مرد و زن بود و اند سالار جنگ بهادر و کلب علیخان بهادر
رئیس امپور و سعید عالم خان بهادر رئیس سونیت و دیگر امرا بانواع تعظیم و توقیرش می پردازند
چنان می باید اکنون عمر شریفش جاوده سپر مرحله هفتاد و پنج است سلمه الله تعالی با همه و بیمه بکمال
وارستگی انفاس عبادت را خوش میگذراند توجه او بسوی تمدین سخن و کلام خویش نیست معهذا
رسائل میلاد شریف و قصاید و غزلیات بیج نبوت رحمة طبع وقادش شهرهٔ آفاق و عالمگیر است
بارها بقالب طبع در آمده و در ای اهل ذوق و شوق گشته علی بهادر رئیس یانده و غیره دیوانش
برده پریشان ساختند در حین طبع این نامه فرخنده آغاز نجسته انجام بواسطهٔ ابو الحامد مولوی
محمد یوسف علی لکهنوی چون طلب ترجمه و اشعار نامبرده شان رفت بالبداهه بعض ابیات بالفعل
بخطاب بخصاصت آیات خوشوقت فرمودند و در نامه بنام شان نوشتند کربی غائبه تحالف
تحریر عبارت تذکره بغایت خوبی و انتخاب بنهایت خوش اسلوبی است حال تجمر طی حضور
ممتنع از پیشتر علوم است که در اثنای تحصیل علوم درسیه قصیده غزلیه که میفرمودند لاناصد الدین
صاحب آزرده و تحسین آن می نمودند بعبارتا کلام فارسی میرزا غالب و مولوی امام بخش
صهبائی احسنت و آفرین میکردند و در خصوصیت با بیان کلام می گفتند خوب پیش بینی است
و بحق علیم الشل از غایت تشنه چون تلمیذ سراج الدین علی ارمان بیخود می گفت

خوش الوانه بهار آرزو ی ما کام روا بنا کاشته بفرستادن بعض مخطوطات بسیار سته بگلبن بوستان
آن بزرگوار را از نظر فیاض رسته بسته عرضه داشتند که اگر شعری ازان پسند خاطر عاطر افتد ذره
نوازش و عاطفت ازش بست والا آب شستن بگلبن و آتش سوختن باید و بعد اطلاع تذکره خود را
سبق تعلیم یک تخته می پنداریم انتهی حق اینست که اگر چه حضور آن عالی اتفاق لقا دیگر
درین عالم صورت بار نبود و قرب و جوار وطن نیفتاده و ما همیشه باستماع فضائل و کمالات آن
جناب شیم اطلال الله تعالی ظلاله و الفت و صفی باخلاص ایشان بسیار ست و نهوار و نظم مرا
ایشان را مقدم بر شعرای معاصرین می پندارد و بانشاد ش خطها رسیده و بنده خطها بایات
چند تجدید طبع از جمله ایشان در نیجا ثبت می افتد و در نوبت بخشش مختصر بسفارش بلاغتش صفوت آرا
فصاحت سمت عرض بیان و معانی ایمان و کامش برای مرده دولان پرستان عالم آرا بیدان

صفه سلم الله تعالی ص

بخشد شکر بکام معانی بیان ما — گویا زبان تو بود اندر دهان ما
نبود کم از نقش دیوار گشته تا سینه ما — عکس ما نیز نگنجید در آئینه ما
چون بوی گل بدوش کسی نیست بار ما — بر دامن صبا ننشیند غبار ما
تا شاد از مزاکت تاب احسان طبع عالی را — حباب از آب دریا پیراهن سازد باد خالی را
در آغوش تصور میکشم ساق ترا هر دم — فرو ریزان بگیرد زین قدح تا هوش خیالی را
مکان جانفزا خالی ز دلدار ست در کعبه — تو در خلوت سرای دل بیا تا من در کعبه
بگیر این قبض کشتی تا پدید آرد دو عالم را — بقدر یاد هم بر من این عقده دو انچون شعر در کعبه
بیک نظاره می باید سراپا آب گردیدن — دلا انچون حباب اندیشه کم کن چشم تر کعبه
خرامان آمد و زد بر دلم از من سر پائی — که چشم از خواب غفلت وا شد و شد چشم تر کعبه
بگیر و شانه کن از خواب چشم من صبا یکشا — پی صید غزالان حرم دام دگر یکشا
بخورشید آتش افگن قفل صبح و ناشتا یکشا — نقاب از چهره تابان بکش بند قبا یکشا

همه شب نامهٔ اعمال خواهند از سبکساران
بیا بهر خدا بر چهره زلف عنبر سا بکشا

اسیران قفس را خصمت سیر گلستان ده
گره از کاکل پیچان خود وا همچو ما بکشا

سراپا مقدم تو شکل شدم چون شبنم غلطان
تو هم خورشید طلعت بر سر بالین ما بکشا

ز غیرت عاشق بهین رشک آرد خدائی را
سایه نیاورد بر زمین قد دلربائی را

خسته دلان ز هر طرف منتظر اند مقدمت
یک نظر دریغ مدار بر همه مبتلائی را

از پی دوا ستانیا پیش تو گرم التجا
جانب آسمان فگن قوس بلا ربائی را

تشنه مراد دل بلب زمزم آورده
زمزمه خوان مدح تو خضر بر همه پائی را

چون ز سر سبیل سلسبیل صبا شود
گر به بهشت واگنی سنبل حلقه زائی را

بوی ز خاک شهدا دست ز دیده نامست
بار شها قبول کن عذر سن گوائی را

آن قوس دستگاه را هست و نمائیست
چون عکس کز آینه جدا هست و جدائیست

گر زنده کند گاه کشته دلان را
طرز نگهش حکم قضا هست و قضائیست

خون بگرم زینت کفش پاسه تو گردید
دانند همه عالم که حنا هست و حنائیست

دل را همه جا جذبه محبت بود از خویش
رهبر نبود دانکه کعبه هست و کجائیست

هم نیستی ما ز هم از هستی ما دید
بخشش و حساب تو هر دو بهم آزمودنیست

نامه ما هست نشانی ز دل بیخبر ما
دیدی نامه که بوقت از دهان خشک خود

شد هم پیر ز جوانی رفت از سر ما
پرید از گل پیشه مرده رنگ و بوی باقی ست

زبان خامه برآورد و بوی صفت کمر
ز خود ز ان دهن تنگ گفتگو باقی ست

دل را بیک کرشمه دلکش گرفت و رفت
سر گرم عشوه آمد و آتش گرفت و رفت

این آهن بدن ز غم تو بوده ست
تیغی فگنده بود ز ترکش گرفت و رفت

گفتم بگذار غنچه‌ٔ گلچین بدان کنند
گفتا همیشه رسم تماشاگران چنین

گفتم چو خوش دست جمال کسان مدار پست
گفتا اگر نظاره‌ٔ حسن بتان کنند

گفتم گزار شراب چه حاصل شود ز پیر
گفتا بچرخ نیلی ازین شیر جوان کنند

گفتم که در قفای زبان کی رعایت است
گفتا بکن که هر چه بگویی چنان کنند

گفتم چو مول لاست قبول لک شود
گفتا ز آسمان که فرشته بدین گمان کنند

گفتم که ملکوتی ما عشق کی رسد
گفتا بپرس لشکر دیو و بدان کنند

تسلیم دولت تو در آستین نهاد زدید
تعظیم دولت غنچه و در آستین زدید

چون از بهر زبان بلبل را نداد پر کلم
نصیب خضر کجا شد ز چشمهٔ حیوان

مسیح گر دو گر دد نداشت چه کسی
که مجلس تو قدرت حسد از دید

فدای آن کف پاکیزه خون بسمل کرد
خجسته دست تو مضمون پیش پا دزدید

مرا بگفت شما را بدو سلام کرد و نکرد
دران دو چشم خنگ کلام کرد و نکرد

مرا بگفت چشمی ز ناز دزدیدم
بخنده چهره عشرت بجام کرد و نکرد

پامال شد و بچو حنا رنگ بر آورد
آخر دل خون گشته ما رنگ بر آورد

از پرده برون آمد از صدر دو شیرنگ
ناز و گل افشانده و از رنگ بر آورد

در بسکه ترا تنگ در آغوش گشیدست
چون برگ گل تازه قبا رنگ بر آورد

چون رشته گهر بسته بنظاره رویت
نازنگی اهل صفا رنگ بر آورد

بسکه مصور فش بشغل پوسه چیدن یافتم
چون کمان پابوسی شیراز خیدن یافتم

وقت سحری شد که قضای آن بت سرکش فتنه جان
جان و دلم فدای سر راه کسی کردم و رفتم

سیر فت سحر قافله بوسه بهاران
من نیز چو شبنم بپوست کردم و رفتم

گل بانگ زدم بر قدم جان چو سپندی — خوش همهوئی همنفسے کردم و رفتم
صد شکر که صید ملک الموت نگشتم — جان را هدف تیر کسے کردم و رفتم
هر جا که ازان لعل شکر خا نخی رفت — پرواز ببال مگسے کردم و رفتم

شهیر حافظ خان محمد خان بن مولوی غلام محمد خان بن حافظ غلام حسین خان رامپوری سلمه الله تعالی شاگرد رشید میرزا اسد الله خان غالب دهلوی ست نثر و نظم بر شیوهٔ استاد می نگارد و با زار سحر سامری میشکند و با وجود شغل ملازمت ریاست بهوپال بلجوا هش فطرت مشق فن سخن مینگذارد و در فصاحت مبانی و بلاغت معانی یاد پیشینیان از خاطر می رباید اکثر قصائدش در مدح نواب شاهجهان بیگم رئیسهٔ عالیهٔ بهوپال و این همچو نیز ست و شطری ازان در اواخر تالیفات محرر سطور مطبوع گشته اعادهٔ آن درین جریده مختصر ضرورت ندارد و مطابق ضابطه بمتی چند زادهٔ طبع بلندش درینجا ثبت افتاد

ای فلک این نه تلافی ست شب هجران را — رنگ در باخته امشب بزبردستی ما
ای شهیر آه ز معراج وصال افتادیم — آسمان اوج فروشی ست بهر پستی ما
بروی خاک عجب اوفتاده هستم — که تا زمانه ورا نگفت برنداشت مرا
جفای چرخ حریف دل شهیر نشد — قضا بدست ستم پیشگان گذاشت مرا
دیدنی جلوه سراپاش و بود برق شتاب — هان و هان چشم سیه بخت پریشان نظری
دوش گلچین گلستان بهارش بودم — گه بگلشن نگهی گاه بدامان نظرے
آینه را در آتش غیرت بسوختم — کش جلوهٔ خریدم و حیرت فروختم
آیگه سراغ من بری در ته پاش پنگری — چون من خاک پائی را نقش کجا مزار کو
طبعم ازین جنون بجنون دگر کشد — راهم ز خار زه بسوئے نیشتر کشد
تمکین فروش یار و چه دیوانگان مرا — این اضطراب دل بسوئی رهگذر کشد
ای ضعف من برای من عمر خضر طلب — تا نالهٔ شهیر ز درد جگر کشد +

تشبیه از کمر نه و نبود کمر ز یار ✣ بیطاقتی مرا بهوائی کمر کشد ✣
هان و هان لیلی مراعات دل لالان نمیس کش برائی تو جرس کردند و محمل ساختند
شهپر لاغرت از رستمی سامے لافد که اندکے زجفائی تو در گمان برداشت
چه نادر باغبان صنع نقش این چمن بندد که وصف او بود بلبل چو منقار سخن بندد
یکی را سرو سان آرد بخلوتگاه آزادی دگر چون رشته بر گلدستهائی انجمن بندد
آیکه چشم بتماشای سراپای تو شد حسن تو دسوسه فرمائی تمنای تو شد
چمن ترا ز دل داغدار هجران کشت فغان که عشق مرا کشت و در بهاران کشت
ز دست دامن خود پاکدامنے بکمر ✣ چراغ عمر جگر تفتگان بدامان کشت
قتیل خنجر بیداد جاهلان نشدم شهپر قطع نگاه سخن شناسان کشت
نه گل نه غنچه نه گلزار رانشان باقیست ز بلبلان خس و خاشاک آشیان باقیست
جدا ز طاقت و صبر و قرار جان باقیست چوره رویکه رهشبگیر کاروان باقیست
بنفخ صور فلک ریختن عجب حرف ست هزار ناله کشیدیم و آسمان باقیست
تو باش و شکوه بی مهری گل ای بلبل ✣ بهار باغ اگر بگذرد خزان باقیست
گمان مبر ز من ای سوز غم که نادارم بیا که مغز اگر سوخت استخوان باقیست
گذشت غالب و رفت از جهان بهادر شاه شهپر باد که نواب قدردان باقیست

له یعنی نواب والا جاه ابوالمظفر سراج الدین محمد بهادر شاه غازی خلد الله ملکه و سلطنته

بیطاقتی و ما و دل مستمند ما ای پر غرور رمابت ما خود پسند ما
سیری بر آسمان و زمین ست ناله را پست از بلندی نشاسد سمند ما
هنگام وصل یارچه باکی ز چشم زخم در آتش فراق بسوزد سپند ما
رفعت در او فتادن استادگان بود پستی بزخ اوج فرو شد بلند ما
آشفته دو زلف محمد شدم شهپر مارا ببام عرش رساند کمند ما
نبود بهر دو عالم بازین دو کار کردن زمن اضطراب دیدن ز تو بیقرار کردن

همه عمر خویش عیشی کرسخن استم ندارند — من و زین پس آه و زاری غم و نگار کردن
ز کجا که سرمه سازد پی چشم یار ما را — که فلک نخواست خاکی سر رهگذار کردن
چو صفا دریغ باشد بکدورتست قانع — که توان شهیر ما را بدلی غبار کردن

حرف الصاد المهملة

صائب میرزا محمد علی تبریزی اصفهانی امام غزل طرازان و علامهٔ سخن پردازان الیراع کلام و مدافع روایات عالیه اقلام امام ایمهٔ معانی و مجتهد علما هندانی ست در خزانه عامره گفته اگر او را در ابع رسل ثلاثهٔ شعر آگویند بجاست و در سرو آزاد دوشیزهٔ ازان صبحی که آفتاب سخن در عالم شهود پرتو افشانده معنی آفرینی باین اقتدار سپهر دوار هم نرسانده و خود میگوید

ز صد هزار سخنور که در جهان آید — یکی چو صائب شوریده حال برخیزد

حامل لوای فصاحت منشا، اعلا کلمهٔ بلاغت نور نجابت از ناصیهٔ کلامش پیدا لمعهٔ شرافت از سیمای بیانش هویدا فوج فوج مضامین برجسته منقاد جنابش خیل خیل معانی بگانه بنده حاضر جوابش ذوق سلیم در حدیقهٔ اشعارش بنو برگردن مسرور و دوحهٔ صحیح در خزینهٔ افکارش بدولت تازه اند و فتن مغرور فکر نیرنگش موجد عبارات رنگین جعبن بسیطش مخترع تراکیب دلنشین زلال تقریرش در کمال روانی لآلی تعبیرش در نهایت غلطانی پایهٔ دقت خیال باوج کمال رسانیده مع هذا اصلا اثر تکلف گرد کلامش نگردیده و این کیفیت در کلام فصحاء دیگر کمتر توان یافت قصیده و مثنوی هم دارد اما مشاطهٔ فکرش بتزئین عروس غزل بیشتر پرداخته و این غزال رعنا را بطرز تازه و انداز خاص جلوه افروز ساخته و از جمله اشراف اوصاف او یکی آنست که باین جلالت شان و رفعت مکان از شعرا هم عصر و قدما هیچ کرا در شعار خود یاد نکرده بتبع زبا نزاکت خم بسکلیس آشنا نساخته پدرش از کدخدایان معتبر تبریز بود عباس آباد اصفهان رفته میرزا در اصفهان نشو و نما یافته و بعد وصول سن تمیز احرام حرمین محترمین بربست و شرف زیارت حاصل اندوخت و با آنکه سنی المذهب بود در میان ایرانیان بکمال احتیاط عقاید دین و حفظ اسرار

علم و یقین مقبول خاص و عام گردیده چنانکه باید و شاید زندگانی فرمود درین عود از
هرمین مکرمین قصیدهٔ در منقبت شاه خراسان انشا نمود بیتی ازان مثبت

عهد خود تازه بسلطان خراسان کردم الحمد که بعد از سفر حج صائب

و در عین شباب آخر عهد جهانگیری متوجه هندوستان گردید ظفرخان ناظم کابل بکمند حسن خلق صید کرد و لوازم قدرشناسی نوعی که باید بتقدیم رسانید بازمیرزا باظفرخان در رکاب موکب سلطانی سری بدیار دکن کشید و از پیشگاه خلافت بمنصب شایسته و خطاب مستعدخان عز امتیاز یافت در ایام اقامت برهانپور پدر میرزا خود را از ایران دیار بهندوستان رسانید تا او را بوطن مالوف برد میرزا پس از گلگشت کشمیر جنت نظیر عازم ایران دیار گشت و تا آخر ایام حیات نزد سلاطین صفویه مکرم و معزز زیست و در مدائح ایشان قصاید غرا پرداخت تا آنکه در شش جهان گذشتنی را بگذاشت و در اصفهان مدفون گشت دیوان میرزا قریب هشتاد هزار بیت بخط ولایت بنظر رسیده و میرزا نتی و سه غزل متفرق بخط خاص بر حواشی آن نسخه قلمی فرموده اشعارش عالمگیرست و مستغنی از ضبط تحریر و ربط تعبیر چند بیت بنا بر التزام پیرایهٔ این مقام می شود ؎

زبان لاف رسوا میکند ناقص کمالان را که رو بر خاک مالد پرفشانی بسته بالان را

نه از روئی بصیرت سایهٔ بال همافتد سیه مست ست دولت تا کجا خیزد کجا افتد

از تماشائی پریشان جهان دلگیر باش والهٔ یک نقش چون آیینهٔ تصویر باش

هیچ همدردی نمی یابم بسزای خویشتن می نهم چون بید مجنون سر بپای خویشتن

رنگین ترا ز حنا ست بهار و خزان ما بر دست خویش بوسه زند باغبان ما

جلوهٔ برق ست در میخانه هشیاری مرا از پی تغییر بالین ست بیداری مرا

دلم بپاکی دامان غنچه میلرزد که بلبلان همه مستند و باغبان تنها

ای برق بی مروت پا را شمرده بگذار هر خار این بیابان رزق برهنه پائی ست

جائی نمیروے که دلِ بدگمانِ ما
تا بازگشتنِ تو بصد جا نمی رود

مرا زیاد تو برد و ترا ز دیدهٔ من
ستم زمانه ازین بیشتر چه خواهد کرد

یکبار سر برآر ز جیبِ قبای ناز
دستِ مرا ببین بگریبان چه میکند

خود را شگفته وار بهر جائے که هست
خونی که بخوری بدلِ روزگار کن

بخوانی دو چشمت حشمِ بلا نشسته
چو قبیله گرد لیلی همه جا بجا نشسته

دلربایانه دگر بر سرِ ناز آمدهٔ
از دلِ ما چه بجا ماند که باز آمدهٔ

می خورد باد دیگران مستانه بر ما بگذرد
در فرنگ این ظلم و این بیداد حاشا بگذرد

دور دستانرا باحسان یاد کردن همت است
ورنه هر نخلی بپای خود ثمر می افگند

آنکه فکرِ چارهٔ بیمارئے دل میکند
نسبتِ خود را بچشمِ یار باطل میکند

عشق سازد ز هوس پاک دلِ عالم را
دزد چون شحنه شود امن کند عالم را

سخت میخواهم که در آغوش تنگ آرم ترا
هر قدر افشردهٔ دل را بیفشارم ترا

از جوانی داغها در سینهٔ ما مانده ست
نقشِ پائی چند زین طاؤس بر جا مانده ست

ز پیری حرص دنیا نفس طامع را دو بالا شد
گدا را کاسهٔ دریوزه از کوزی مثنی شد

که حالِ دردمند ان پیشِ چشمِ یار میگوید
که حرفِ مرگ بر بالینِ این بیمار میگوید

اهلِ کمال را لبِ اظهار خامشی ست
منت پذیرِ ماه تمام از هلال نیست

شب که صحبت بحدیثِ سرِ زلفِ تو گذشت
هر که برخاست ز جا سلسله بر پا برخاست

یاد از نگاه گیر طریقِ سلوک را
در عینِ آشنائی مردم رمیده باش

قدِ نهالِ خم از بارِ منتِ ثمر ست
ثمر قبول مکن سروِ این گلستان باش

تا رخِ از بادهٔ گلرنگ برافروخته
جگرِ لالهٔ عذارانِ چمن سوخته

من کجا هجر کجا ای فلکِ ناانصاف
بهمین داغ بسوزی که مرا سوخته

گریبان چاکی عشاق از شوقِ فنا باشد
الف در سینه گندم زد ذوقِ آسیا باشد

بساغر احتیاجی نیست چشم نیم مستش را
که می جوشد می از پیمانه چشم می پرستش را

درین دو هفته که مهمان این چمن شده‌ام
بخنده لب مکشا روزگار گلچین ست

ای خوبی امید باین دستگاه حسن
این یکدو بوسه گر نشماری چه می شود

رهزنی ست زپاس ادب عشق کمر خان
شب نوبت پرواز به پروانه گذارند

نقش پائی ز فرنگان هموار سازد راه را
مرگ را داغ عزیزان برمن آسان کرده‌ست

مکن اعانت ظالم زساده لوحیها
که تیغ سنگ فسانرا سیاه میسازد

در طلب با بیزبانان امت پروانه ایم
سوختن از عرض مطلب پیش ما آسانتر ست

ز صدق و کذب سخن سنج را گزیری نیست
چو صبح تیغ جهانگیر مادودم دارد

ما حجاب آلودگانرا جرأت پروانه نیست
گر دسر گردیدن ما گرد دل گردیدن ست

صفای سینه مرا در حرم کند قندیل
چه شد برون ز فرنگ آمده ست شیشه ها

نیرنگ چرخ چون گل رعنا درین چمن
خون دل از پیاله ارزمیدهد مرا

صائب ز ملائک مطلب رتبه انسان
آئینه بی پشت چه دیدار نماید

نیست از منصور گر مردانه میگوید سخن
از زبان شمع این پروانه میگوید سخن

جان مشتاقان غبار جسم را صرصر بود
زودتر آخر شود شمعی که روشن تر بود

از سعی کار عشق شود خام بیشتر
پیچ بمرغ بال فشان دام بیشتر

نه آن جنسم که از قحط خریدار بها افتم
همان خورشید تابانم اگر در زیر پا افتم

بهر حالت که باشد گرد گلشن چون صبا گردم
نیم نکهت که از گل در پریشانی جدا گردم

گناه ماست شب وصل گر بود کوتاه
کند بموسم حج کعبه جمع دامن را

شعار حسن تکمین پیشه عشق ست بیتابی
بپایان تا رسد یک شمع صد پروانه میسوزد

دلم هر لحظه از داغی بداغ دیگر آمیزد
چو بیماری که گرداند ز تاب درد بالین را

تا نظر وا کرده‌ام چون شمع در بزم وجود
گریه از هر سر مویم براه افتاده ست

در خورِ پروانه ام بزمِ جهان شمعی نداشت — سوختم از گرمیِ پرواز بالِ خویش را
روشن شود چراغِ دلِ ما زیکدگر — چون رشته‌های شمع بهم زنده ایم ما
پیش ازین برگردِ سر گشتن چنین رسوا نبود — این بنای خام را پروانه در محفل گذاشت
نتوان بکود غمِ دل ما را شکست داد — از فیلِ مست کعبه محابا نمیکند
در فکر زن پیچ که این رخنهٔ فساد — در خونِ گرم غوطه دهد جاے مرد را
سپندی را بتعظیمِ دلِ ما نامزد فرما — که آدابِ نشست و خاست در محفل نمیدانم
دامن کشیدن از کفِ عشاق سهل نیست — یوسف ازین گناه بزندان نشسته است

صرفی صلاح الدین ساوجی چندگاهی در گجرات بود بعده در لاهور آمده بوضع درویشان بسر می برد در سنه ۹۹۹ همراه فیضی بدکن شتافت و از انجا سفر آخرت اختیار نمود صاحب دیوان است

آزوست

گلفروشِ من که خواهد گل بیازار آورد — باید اول تاب غوغائے خریدار آورد
ز راهِ کعبه ممنوعم وگرنه میفرستادم — کفِ پائی برحمت چینی خارِ مغیلانش
با تو رشکم کشد و بی تو جدائی چکنم — میکشم اینهمه از دیدن و نادیدن تو

صانعی از معاصران جامی ست این مطلع از وست

آتشِ دل شعله زد جان عزم رفتن میکند — شمع در هنگام رفتن خانه روشن میکند

صبحی صبح روز سخن ست و شمع انجمن ارباب این فن در عهد جامی بود این مطلع از وست

ماهِ من اشب بنورِ خویش این کاشانه را — ساز روشن ورنه آتش میزنم این خانه را

صرفی شیخ یعقوب کشمیری یوسف کنعان خوش حرفی ست عالم کامل و صوفی مشرب بود اکثر مشایخ عرب و عجم را دریافته و بزیارت حرمین شریفین سعادت اندوخته سند حدیث از شیخ ابن حجر مکی مفتی مکه حاصل کرده و بدرگاه اکبری مقبول و محترم زیسته در سنه ۱۰۰۳ بجانب کشمیر رفت و همانجا مرحلهٔ آخرت پیمود در آخر عمر تالیف تفسیری شروع کرده لیکن اتمامش ننموده

شاعری دون رتبه از دست آزدی می آید

بر سر دار برآورده دهن نرگس را — کز غرور سان چمن نقره فروزد زر دیده ست
برائی عاشق زاری که در کوی بتان افتد — بلائی گر نباشد بر زمین از آسمان افتد

صبوری

صبوری تبریزی ولد قادر بیگ معیشت بزرگری و جوهر فروشی میکرد طبع خوشی داشت وسخن سرسری مسگفت از وست

بسکه در هر طرفی جلوه نمائی دگرست — دل بجائی و گرو دیده بجائی دیگرست
رحم ست بنومیدی آنکس که بمحشر — در نامهٔ او حرف وفائی تو نباشد
بقدر رنجش یک روزهٔ تو مارا هم — شکیب هست ولی روزگار نیگذرد
طرفه حالی ست که عاشق شب هجران دارد — خواب ناکردن و صد خواب پریشان دیدن

صادقی

صادقی صادق بیگ از جماعهٔ افشارست در فن نقاشی ید طولی و در شاعری سلیقهٔ علیا داشته و تذکره در احوال معاصرین خود نوشته آخر بکتاب داری شاه عباس مامور شد و بسبب تنگ حوصلگی و دیگر اوضاع ناپسندیده از بساط قرب دور افتاد از وست

ز غیر با دل پرشکوه پیش یار شدم — گرفت جانب اغیار شرمسار شدم
بگو کرده این وخواسته آنست روز حشر — از من سلام روضهٔ دار السلام را
از جفا هر کس نصیحت میکند یار مرا — میرود بر من گمان شکوه دلدار مرا
گشت دستم شاخ گل از بسکه دارد داغها — یادگار داغ محرومی ست بر سر نیزنم

صفائی

صفائی خراسانی گلگونهٔ عارض نازک ادائی ست بعهد سلطان حسین میرزا بود وسخن را بطرز خوش ادامی نمود

بسکه در سر هوس روی تو دارد دیده — پشت سوی من و رو سوی تو دارد دیده

صادق

صادق شیرازی شاعر فائق وشعرش رائق ابن عم میرزا نظام وست غیب ست مردی وارسته بود واز چاشنی فقر بهره داشته روز وفات خود غزلی گفته بود همان غزل

پیش جناب دانش میخواند در دولتخانه اورا بصله خلعتی و شمشیری مطلا مرحمت نمود و او التماس در تاریخ
فرشته نگوست و غزال این است غزل

هر که از گلزار زندگانی چید و رفت — آمد و بر هستی عمر جهان خندید و رفت
کس ازین ویرانه دیگر دانه حاصل نکرد — هر که آمد پا در تخم هستی پاشید و رفت
سیر معمور جهان با قوی و کار نیست — چون شرر می باید از کار جهانی دزدید و رفت
همچو شبنم میتوان بر روی گل غلطید و رفت — همچو گل گلزار ان بسیار هم خندان نه
از ازل صادق بدنیا میل آمیزش نداشت — چند روزی آمد و با ران خود را دید و رفت

صحیفی شیرازی صاف مجموعه سخن ست و شیرازه بندد رفت تو دکن تا گلکوندکن بالیس
و در سخن دانی و سخن عالی و استه عمرش از هشتاد و سالگی تجاوز کرده این بیت از وست

دلم پیست ز غم بر لبم مزن انگشت — که همچو شیشه می گریه در گلو دارم +

سعید ی خراسانی صید بن جمشیان خیال ست و دام نه فرزندان غزال فرع شجره و سیادت
منتخب سعادت از صفاهان بهند خرامید و در ۱۰۳۵ ملازمت صاحبقران سپاهی گشت
آرزو در مجمع النفائس در تذکره او گفته ان که روزی جهان آرا بیگم بنت شاهجهان

بسیر باغ میرفت سعیدی این مطلع خود برخواند ؎

بر قع ز رخ افگند و بدو ناز بیالش — تا گلشن گل خنده آید بدماغش

بیگم پنجهزار روپیه صله عنایت کرد و قصاید در مدح شاهجهان داد و مثنوی در توصیف کشمیر
و چهارده از غزلیات او بدست آمد این ابیات ازان انتقاط پذیرفت ؎

آینه شکسته بهتر که هیچ نباشد — آیینه شکسته بهتر ز جیب ماه
آشفته بامن ست که خود را درست کرد — فرصت بسی نباشد و قصد جگر مرا
شتاب آورد اگر برهم کدن آئی بابن گردی — کداز آب عرق پرگرد و چاو نخوان را
از هجر نیست گرچه بزاری بتر وصل — بهتر ز هجر از غم هجران غمزدن ست

گر پند خود باش چو شمشاد نزاد تو
تا خلق بود بر بندد رو سیم کشد ست

بشنو ز تو خود عیب خود ایذا چکند دشمن تو
مرزو مه و آئینه تمثال مزاج آمد

انصاف تو ای محنت هجران که چه رفت
هر چند که جان سختی ما با تو وفا کرد

زین گلستان که نیست خار و بوی دلگشا
قسمت غنچه ما نیست که خندد بر رود

بهاری را چه بندی دل که در هر نوبهار گردش
بروئی بستر رنگ خزان بنیاد می آمد

ز چشمش دیده ام هر اک گشتن دل الفضا بیدل
چنان وارث کرا زخون بگذرد در خونبها فتد

رسیده ام بگلستان وصل و تو میم
که گل بشاخ بلندست و باغبان نزدیک

توان بحمت هجران دو صد سپاه شکست
بزور خوانان گوشه گاه شکست

در عشق هر که بست دو پای جنگ ماست
بر روی ما کسیکه در استاد رنگ ماست

ما گر باشیم کز در بزم تو با خلل باشیم
دولت ماست که حسرت کش محفل باشیم

هر که خواهد نظری بجمال تو کند
آفتاب رخ نیابد که کمال تو کند

تنها نگشت بی تو زبانم بکام من
چون رنگ گل شد است شراب جام من

مادر بهر گرسنه کجا پا میکند
آن گل که منع بوئی خود از باد میکند

فیضی دمادم ای ستم تازه کرد دست
هر علی که پیشکشت شد از آن یکیست

قدر ز بیوری او نیست که گیرد بمثال
سایه مرحمت خویش پریشان دارد

کمتر از برگ نباید بود در تخصیص دل
میکند از خود نهالی را که پیوندش کنند

میان آشتی و جنگ هم تعاد قوی ست
تغافل نگه آهسته صدا دادا دارد

تو در رهیچ شهم آئینه دیدی دست نشستیم
با آنکه اضطراب مرا حد رخواه شد

صورت دیوار هم در عالم خود رو دست
هر کسی را بهر مستی بهر گی داده اند

چه بلبل بر گ و نوا از سبک ز بای مگیر
کو زر و بیست چو چینی بدو دستش بر دار

چه گلچین بگلشن شگفت باش فتنه
نگاه جان بنو دار و قطع نظر بها را نو

نقش عشق ست کز خار بنالد بلبل — نسبت هرچه بگلزار ست گل را شاید

هر کجا میگویم از نام تو باشد مطلب — که مرا تندی خوی تو بجائے آرد

در چمن سوختم از رشک که دیدم گل را — همچنین رنگ تباهی تو که در بر داری

شاخ گلست هر طرفی میل کردهست — ترسم دراز دستی ما کند کسے

صائبی خوشنویس شاعر رنگین و سادہ یعنی آفرین ست بشیوہ گفتگوی ہندی بر دماغ صائب

کتاب خانہ خود دیدی بسے پرداختی می باید

در دل گفتم کہ غافل گردم از خواری راہین — گریہ کردم خندہ زد بی اعتباری راہین

صبر کردم ہر کشید و بیخودی کردم رمید — شکوہ کردم سر بخود شد تا ثیاری را رہین

ہزم خود را ہم ازان یک نگاہ لطف سیز — کہ غنیمت ہیند وسے انتظار برخیزد

تا کہ شبہا بخیال تو نشستم روبرو — داشت بیداری من خواب گرانی را بدل

مژدہ از خود بدہ ای دل کہ ز خاموشی من — ازین غیرت کہ پیدا ہم ہا در ادا سخن دارے

صائب امیر محمد صالح اصلش چغتائی ست از احفاد شاہ ملک از امراء تیمور بود بکمالات

از معمولی حالی کردہ در سنہ ۱۰۴۰ در بلدہ بخارا رفوت شد آنروست ؎

روز وصل ست بزن تیغ و بکش نارم را — بشب ہجر مکن بار گرفتار مرا

ہر شب از محنت ہجران تو می میرم زار — یک شب باد سحر زندہ بہ بوسے تو مرا

صائب ہم نواب میر عبد الکریم خان بن مخلص امراء الدولہ اورنگ آبادی آنیز لی نظیر جامع فنون کمالات بود و در شعر فہمی ہم چغتائی میزد و با میر آزاد اخلاص خاص داشت در سنہ ۱۱۰۰ آہنگ آخرت از سر چشمہ شہادت نوشید و در سلک امرا عند ربہم منتظم گردید در سنہ ۱۱۰۱ وارد دکن شد بہ پیوانی دکن رسید کہ بمنصب ہفت ہزاری و خطاب نصرت جنگ و بخدمت صوبہ داری برار سرفراز شد و در اوائل سنہ ۱۱۰۲ بعزیمت و آبرو اوقات عزیز بسر می برد اول و قار تخلص میکرد ثانیاً صائب قرار داد چو ہر تیغ اشعار آبدار خود بر سبیل ان سخن چنین فرمودہ ؎

بگلشنی که تو مست بخشاطرب باشد — چه لازم است که چون غنچه لب بهم باشی
برای در بسر عالمی تو ای صندل — بخلق و چه ملک کست ایکه تب باشی
بانتظار تو آرمیده خانه چشم — چه میشود اگر آنی و چند شب باشی
صد شکر جز تو نیست کسی همنشین دل — ما گنده ایم نام تو در نگین دل
بر خاطر تو راز دو عالم شود عیان — پیش نگاه تست اگر دوربین دل
در گرد انباری بود رغبت که حال از رنگ — می برد بار سبک پست شکیب از جوش
تا نیست بسخن هرزه گر اخوان — کز منقطع نشود از جواب کو کسے
تا نفخت بر دل من بوی نازی کند — با رشتهای مژگان تا فصیده ام

صانع میرزا دوست محمد از زمره سخن سنجان زمان بود و در سرانجام سیاکوٹی مست آزوی جای داشت

بپانی برق همتوان رسیدن در جهان — رود رود و راز دست کبوتر بال و پر شکن

صاحب حکیم کرم حسین از ملازمان عالمگیر پادشاه بود در شاعری حال متوسط داشت

بغایت سعود و فعال و خوش صحبت بوده شعر بسیار گفته و منشآت نفیسه فراهم آورده

از دست

پیوند الفت تو چو تار نظاره ست — تا پشم میرنی بجهان این رشته پاره ست
دل بهر چه در محفل او داشته باشیم — در کعبه چه اقبله نما داشته باشیم
غافل آمد در بزم افشوخ دلی پروا نشست — می طپد در سینه دل تا زخم خنجر دارش کنند
بلبل بگل نشان ده از رنگ و بوی تو — پروانه را چراغ کند جستجوی تو
تا باشد هم بهانه از بهر یار گشت — دل را بجا گذاشته رفتم بکوی تو

صانع نظام الدین احمد بگرامی وهبین نام تاریخ تولد اوست که ۱۱۳۵ باشد جوانی است عفیف

قضا را عنانی بود مذهب و مشرب بهم رعایت حسن بکرام الله دادا در گرفت و عشق بحسن معاشقت

میرزا نوازش علی کرد و صبح علم و ذهن مستقیم داشت آوان کیکه افضیله کرد و شعر درست

انشاکرد ولائی دلپسند بخواهی نظیری آورد اوست در اوائل مائهٔ ثالث حشر کمال اهل
نقش حیاتش از صفحهٔ عالم محو کرد از نوی می آید ۵

نقش اندوهی ندارد مانی پیکار کی کشید — چون نظر بر چشم او انگیزد بیماری کشید
خرقهٔ کشتگان را رنگرز سازد کار پیشه — گر دراو خندد مسیحا این فرنگی را
داغ احسان بر تنا بهمت والای ما — از حنا رنگی نگیرد دست بی پروای ما
هرگز از دور فلک حشرت نمیپاید نشان — هر که شد از شور بختی بادهٔ رسوائی ما
تو جهان امروز را بس ندهٔ اهل نبود — میزند پهلو بعیسی هر که صاحب خر بود
گر ز کین از بانب ما بگذرد دشنه است — در میان ما و یاران صد اسکندر بود

رباعی

ضعف پیری ز بسکه بگداخت مرا — هر کس که نظر بمن فکند نشناخت مرا
از صحبت ما کنون بتان را ننگ است — این موی سفید رو سیه ساخت مرا
با آنهمه از چمن نیاورد سکون بلبل را — رحمی کن رحم کو بایستهٔ دامان گلی هست
آه از آن مرغ گرفتار که در کنج قفس — همرهی نشست و نه انست که گلزاری هست
کسیکه بهره و فا از زمانه می طلبد — پیمان بود که از مفلسی نیاز می طلبد
پیش چشم خود از روی تو فغان زاید — کسیکه منکر صحت بود مسلمان نیست
هیچ بی برگ و نوا نیست ز فیضش محروم — گر ز شبنم نخورد گرفته شکر بخشیده
شادمانی نکند از مرگ خود روشن دان — شمع ما را نه ز لب خندان از رفته
اهل همت را چه باک از خصمی بدگوهران — سنگ نتواند کسی بر شیشه گردون زند
هستی داد بجانان وحدت یک بوسه بخشید — چه سازم گر خدا ناکرده از اقرار برگردد
از تجلی داغ تا پیداست دل در سینه ام — در سواد خویشتن این شهر پنهان گشته است
چرا از عشق خود آگاه کردش صائب — اگر صحبت نمایند دشمن صد ساله من است

صهبائی سرلوی امام بخش دہلوی ساغر کش مصطبۂ سخندانی و پیر مغان میکدۂ معانی است
در فنون و علوم رتبۂ بلند داشت و در فارسی دانی و مہارت درس کتب این زمان
منصب ارجمند در وقت خود در دہلی بی نظیر زمان میرزا ست و مرزا کا بر و امرا را
دار الخلافہ بعزت و اکرام بسری بر د شروح و فوائح و نوائم کتب مغلقہ درسیہ زبان فرس
از وی یادگار ست خصوصاً رسالۂ قول فیصل کہ بطریق محاکمہ در میان حزین و آزر نوشتہ
درآن داد تحقیق و انصاف داده تا مۂ نگار در ایام اقامت دہلی مکرر او را در مجلس مولانا
صدر الدین خان آزردہ دیدہ و در ہنگامہ بر گشتگی امواج انگلشیہ در خانہ خود ش رحیق
شہادت از دست ستمگران نوشیدہ نسبش از طرف پدر بحضرت عمر فاروق اکبر رضی اللہ عنہ
میرسد و از طرف مادر بسید عبد القادر جیلانی رح در تحقیق لغت فرس مصطلحات زبان
دری و تکمیل عروض و قافیہ و استکمال فن سماع زور و زگار بود و دیوان مختصرش در میان

ماضر ست این چند قطرہ چکیدہ ساغر طبع اوست

بہر نظارہ برخ خود ماہتاب را — یک شب بیار چہرہ بر افگن نقاب را
شد جلوہ آفتاب سبیل سرشک من — این برق بست گریۂ چشم سحاب را
بی پردہ دست روی تو آمد فرو ز چین — نتوان گرفت مست آتش گلاب را
تشنہ دلم شکوہ بانی غزہ میکند — کردہ با شوخی بدل مدعی گناہ خویش را
از شعر افشانی آہ خود م مفتون کردہ ام — زور چراغان کردہ ام روز سیاہ خویش را
کا بیدہ ام ز بسکہ من از درد انتظار — بر گشتن نگاہ تو از جا بر د مرا
جوش جنون بجذبۂ آغوش خار داشت — ہر دم بدوش آبلہ پا بر د مرا
من مردہ ام بسینہ تو ہر کس کہ دید — از سادگی بپیش مسیحا بر د مرا
کردم رہ دور از تنک چونقش پا — افتادگی بشہر محبت بر د مرا
ساکم بہ دوش سایۂ قدیست تو — پستی بارج عالم بالا بر د مرا

ز دوستی کی تواند بهره بردارم کرا گویم
که آرامی ندارد طبع جهان شد زور و ما گویم
شبی جهان نگردد بوالهوسی قدم زن
چون صبح بار خاطر عالم نمود ایم
چه گل که در کف پا شگفد ز خار مرا
بعمر رفته تلافی رسیدنی داریم
بشنبول خاطر کونین را نمی ارزم
فلک بماتم یاران رخت عزا پوشد
ز مستی اهل فنا وقت مستی گرست
کرا بشادی لب دوست جرعه نوشی نیست
ز لعل رخ چو گل پرده وا نمی کردم
امروز تا کرشمه لطفش چه میکند
فروغ دیده محفل بغیب دیده کیست
نگاه مستمر و دل بستمو نالان ما
فغان از دو جهان رنگ ناز با دارد
ز کنار من دامن دیده و نهان این چه بلاست
فغان که زود ز جاده خود دم گام نداد
شبی نشد مرا چو به لب آید
دارد تصنعی که نالد دل
مهیا نی اگر بسر رود امروز
عمر تلخم گوارا نمی گردد

این قربت چو دیده و در آغوش جا طلبد
خیز و خزان عالمی از رنگ زرد ما
ای کرد باد با دل صحرا نورد ما
تمکین نداشت هیچ تغنی نگه گرد ما
چنون بفصل خزان میکند بهار مرا
بجستجوی تو دل گشت بیقرار مرا
ز بیکسی بکه آورده در کنار مرا
سپرد داغ دل و چشم اشکبار مرا
رفتن رنگ بود دشت بگمان ما
از بهار داغ تازه ساز این شراب را
دارم خزان رسیده بهار شباب ما
بهت نگذارد بفروغ آب را
نگاه گرم کرا در وی رسیده کیست
جهان خراب می جلوه و نمیده کیست
غبار وحشت دل دامن کشیده کیست
عشق و حسن ازین گونه بهانم خوشت
صرفه شرم مرا بوسه بیجا مرنداد
ای سوز تب دلش تب آید
عمری باید که تا شب آید
تو ان بهر که تیز و گر شب آید
بازندگانی دشمن چشمگیر نیست

هر فتنه کاین گسست عنان از نگاه اوست — در عهد او ست شکوه اگر دون نگر کس
دارم دل دیوانه صد داغ هجران دگر — چشمی و چندین نسخه خواب پریشان دگر
روز مرا صد خلعت شاهی غم در آستین — صبح مرا صد کلفت شام غریبان دگر
دیدم سحر صبای آشفته در بغداد — ساغر بکف شعری بلب اوراق دیوان دگر
خنجر کز شوق پرویش چون نسیم از خویش رفتم — دل خون گشته یا چاکی کشودم در چمن رفتم

صوفی اصلش از چغانی است مدتی سر و پا برهنه در عالم سیاحت کرده تحصیل کمال نموده

آزاد است

حاشا نشد می محبت هجران گشیدی — کس پیش تو نخاست هجران چه کشیدی
صبا بر محمد علی مشهدی بهراب علی مربوط بود و در سخنوری بد نبود خوشگوئی منوط آزاد است

هنگام رستخیز زبان شکوه وا گذاشت — بل طاعتی نگر که همان را شنید و رفت

صهبای نامش روزها بست پرسش از صفاهان بود صاحب سوادات ارد ستان بود وی در عصر شاه طهماسب در سبی جامع اصفهان بافاده مشغول بوده در سوسیقی خطر نیز مهارت داشته در اوایل حال فارسی تخلص میکرد آخر صهبای مقرر نمود صاحب دیوان مثنوی شعر نیکو گفته اهل عراق او را شاهی ثانی گفتند اگرچه دیوانش در میان نیست ابیاتی ازان باقی مانده

از هیچش پیشانی یکدله آزادی می آید

سخن در دل کز دایم بود دست ارم دارد — اگر این نگاه دارد می بتوی سیارم دارد
هجوم غم بود آسان چو با کوه آشنا باشی — مگر از تر کتاز نازت ندانم امتحان کم شد
بیار ساقی شکسته بس از لب تشنه — بوی چین که در آب و گل تو نیست
این بستان نمای گلشن صبری که در چشم — حسرت همی کشد که چرا اینقدر تو نیست
از ما پرسی حال دل ما کی یک زمان — خود را بخیال پیش تو فراموش کرده ایم
در کفار محبت گر شبانی بگو با من — کز من هم دل بهرت بر گفتم فارغ دارم

بریده باد زبان کسیکه دست مرا ... زدامن تو بتیغ زبان جدا کرده

صغیر نامش و شمشاد است از مردم قم بود عندلیب است خوش صفیر و زمزمه گلهای دلپذیر

این اشعار را زدی پسندیده است

دلم ربوده و پیش تو بیکار است میدانم ... تو از من جنس بیقدر بسیار است میدانم

تو دور باش که تا کی کشم ستم از درد دوریت ... آه که میکشد مرا جبر تو در حضور تو

بشکر زنار دان مطلب نگاشته سرخ ... خونی است کز بریدن امید می چکد

تا سر شکم نشد پرده دار راز کسی ... میشود ناله ز ارکان پاسبان برخیزد

وقت رفتنهاست انگشت شهادت تا کجا ... شعله از جان روان شد تا بدامان مرا

صفی زبیده سید محمد از نجف بیادی است از اکثر فنون بهره مند بود زی درویشانه داشت

بزیارت بیت الله مشرف گشته و در کهرسن بیاده بطواف رفته رضه بیه رفت و راشتای راه

دار گشت منه

رباعی

چون نامه جرم ما بهم پیچیدند ... بر دفتر عیبران قلم کشیدند

هیشل ز هر کس گناه او پرسیدند ... ما را بجز شرمساری نبخشیدند

صفی از سادات نیشاپور است در باغ شمشاد تبریز متوطن بوده و بعض اوقات در کردان

باو احتساب اشتغال داشته منه

آنکه دل بر لاف نگاری نبسته است ... آیا چه کرده اند بسر روز خویش

صفائی مشهدی محمد بیگ نام از مستعدان زمان بود گوید بطرز نظم در این طور گفت

اندیشه خال و خط آن سیمبر مرا ... خوش آتشی فروخت که از یک شرر مرا

صفائی هروی ناشی و نوشته است که در بدو گاه گاهی متصف باشعار میشده بعد از آن بوطن

خود مراجعت نموده از بست

عاشقی مایهٔ داد است چه هجران چه وصال — نسرود از عشق بیدل نالهٔ و فریاد بس

صابر اصفهانی از اقربای میرزا صبیان وزیر سلطان محمد صفوی بوده و بکودکی مطبع

القات داشته ؎

نه از زمانه دست گرفتش بلب تا آشنا گردد — سخن را خوش نمی آید کزان بهتر جدا گردد

صعیدی ابیوردی نامش عبدالرحیم است در عهد جهانگیر پادشاه بهندوستان آمده و با بعضی از امرا

بسری برده و شعر خطا صاحب دست بوده ازوست ؎

پیچش زلف تو در دام کشد هشیارا — غمزهٔ تیز تو بر سیخ زند طرارا

وشیانش همه از چشمهٔ دل آب خورند — جگر شیر بود آهوی این صحرا را

صلاحی امیر جلال الدین حسن از اعیان سادات شهر سبزوار است بدرگاه شاه عباس صفوی

منصب صدارت داشته و در سنهٔ از منصب حیات معزول گشت ؎

خدا شکیب دهد این دل پریشان را — که بر شکسته دلان رحم نیست خوبان را

صادق پسر میرزا صالح است در بلدهٔ سبزوار در سنهٔ متولد شده و از علماء بلاد بهند

علم آموخته و در سلک ملازمان جهانگیر و شاهجهان انتظام داشته تاریخ صحیح صادق و جهانگیر

مجا تالیف اوست ازوست ؎

سوی میخانه بتا بید جنون خواهم رفت — باز از عالم اسباب برون خواهم رفت

عاشق ابدیه جز اشک ندیدست کسی — آه خواهم شد و از اشک فزون خواهم رفت

صحبتی از سادات نازندران و علماء ازان بود و در لباس فقر و درویشی زیسته ازوست

خواب عدم کجاست که آسوده فال شویم — فارغ ز بیدلی این هشت کال شویم

صامت اصفهانی آخش صاحبی صادق است در عهد عالمگیر پادشاه بهندوستان

آمده و بزیارت خود و مراجعت نموده و بادراک خدمت صاحبی بخشر گرائیده شاعری خوش فکر و صاحب

دیوان است مناسب ؎

دلشکم گر آن قمر دو پیمانه می کند — خنجر بسنگ سرمه چو آب تیز میشود
شگفتن غنچه بی رنگ و بو را میکند ۱۲ — همان بهتر که بست بی گره دستی نباشد
بسکه بر خود دامن افشاندیم مانند هلال — از قبائی بستگی من یک گریبان وا نماند

صهبا برادر سادات نواده ست در عهد عالمگیر بادشاه بهند آمده و در سلک ارادتمندان منتظم شده

رباعی جز شیر نمیگفت آن دوست ۵

رباعی

زلفان بتان سیدی میخواهم — زین تنگ سا قفنج دیدی خواهم
از کشور هندوستان بیدل عراق — توفیق بسر دو سه سفر میخواهم

صادق ملا تونی سرکاتی بهست آمده و باد گرفته خان بسر برده ۵

چون خم مینا عشرتی بنیاد نتوانست کرد — آبینه گردید و یکدل شاد نتوانست کرد
رحم می آید مرا بر بلبل این بوستان — کز متاع خانهای گل فریاد نتوانست کرد

حنیف چونپوری نامش محمد علیست سخن چنین می سراید ۵

در عشق زاده ام و طبق زار گشت دریغ — خبر ندارد هر که بستم کسی سهراب هم

صفا محمد ابراهیم شیرازی فکر رسا دارد و طبع با صفا از سادات دشتکی بست در سلسله

بساط حیات در نوردید آذر بست در خطاب محبوب ۵

ای پری چهره نگاری که ز آوازه رنگ سپهر — ماه را میکشد افسون نگاه تو بزیر
این چه ظلم ست که ریزی بپیاله غم زهر — که هنوز از زره طفل بود آلوده بشیر
این چه رحم ست که گردید رفاقت تنگ هنوز — چشم نازش بدل فکر خواب نیکرده دلیر
تو نیازست ندارد دل او طاقت ناز — سیلی درد نخورده ست بران سخت گیر
بند از بند تو چون نی نکنم از نالهٔ جدا — سازم از آه دلت را بدمی ناوک تیر

صافی میرزا محمد جعفر اصفهانی طبع ملایم نظم داشت و راه مطلب سفر رو بدار آفت نهاد

از افکار اوست

بوی گل خود بگیرد با جنون شد نخست ‌ ‌ ‌ ورنه بلبل چه خبر داشت که گلزار کجاست

صهبا آقا محمد تقی فی بعد عروج مشار الیه و تمیز نامی سال در وطن بسر خوشی بسر برد سپس رخت سفر بایران بهمان بزم اقامت آراست عمر شمار صهبای نظم گستری ما مدوفاتش در اواسط مائة ثانی عشر دست بهم داده از اوست

شاد م بآسیری که بجز کنج قفس نیست ‌ ‌ ‌ جائی که توان بر سر خس زیر پر انجا

بیچین محرومی عاشق که گل بر شاخ و گلشن ‌ ‌ ‌ نمی ماند بقدر آنکه بلبل آشیان گیرد

صباحی ملا سلیمان کاشانی در ریعان شباب موفق بزیارت حرمین شریفین شده بتعداد نظم ثمالیت داشته و با اقسام فرض عبارت بالسنه مهر سانیده جوانی بخجسته و مردمی فرخنده داده در اواسط مائة ثانی عشر سبل حیاتش بشام ممات مبدل گردید از اوست

مرون بقفس بهتر از آن دست که در باغ ‌ ‌ ‌ از طعنه مرغان گرفتار بمیریم

بیاغ حسن تو آن گلبنم که از گل تو ‌ ‌ ‌ تهی ست دامن گلچین و باغبان هرگز

صوفی تخلص بمولوی فتح علی بنگالی ست مولدش صلاقه چاگلام و از بدو شعور شهر گلشن محل تحصیل وجوه معاش و فنون انعاش او و مقام قیام محلی بعد فاضل ست و نخل از رذائل و هست ناظره و کلام طلق اللسان و در نظم نعوت سرور انبیا صلعم شیوه ایشان را

نتائج طبع اوست

بر لبت آب زندگانیها ‌ ‌ ‌ بر لبم جان فشانیها

بصف مژگان پیش نخل قدت ‌ ‌ ‌ کرده ام کوچ بست خوانیها

بگذار بر بساط قدم از سر اعجاز ‌ ‌ ‌ گاشته اند سجده جبینان بوسه زنی را

تا چند زنی آتش غم در دل صوفی ‌ ‌ ‌ یا رب بچگر شادی آن سرو سهی را

چو سعد باصفی رسد عاقل از بیان برد ‌ ‌ ‌ آنرا زبان خامه بخون دیده نشستها

حرف الضاد المعجمة

ضمیر تخلص میرزا روشن ضمیرست اسمی باسمی بود و پیر تو ذمن وقاد شبستان سخن را فروغ آگین می نمود یکی از اجداد ش از ایران بهند آمد تولد میرزا در هند واقع شد در عهد شاهجهان خدمت بخشیگری و وقایع نگاری و در عهد عالمگیر بدیوانی و امینی بندر سورت مامور بود این رباعی در جنگ عالمگیر با شجاع در کجوه گفته ؎

ای حرز تو سورهٔ تبارک بادا ‌ ‌ ‌ رباعی پیوسته ترا تاج تبارک بادا

بستم زپی شگون فتحت تاریخ ‌ ‌ ‌ دل گفت شود فتح مبارک بادا

ماهی دل زطپیدن بقرار آمد باز ؎ ‌ ‌ ‌ موج پهلو زتلاطم بکنار آمد باز

ضمیری نامش شیخ نظام و وطنش بلگرامست از قدمای این مقام و نکته سنجان شیرین کلام بود شوق سخن پیش گرفته و درین فن رشد بهرسانیده نقوش صنایع و بدایع را بیشتر بکرسی نشانده در قصیدهٔ سفیدون مضاف دهلی بگلگشت نزهتکدهٔ آخرت خرامیده و این سانحه در شته واقع شد دیوانش از قصیده و غزل و رباعی و صنایع شعری قریب پانزده هزار بیت ست کلامش بطور آن عصر واقع شده لهذا درین جریده کمتر گرفته شد ازوی می آید ؎

جز آینه در روی تو دیدن که تواند ‌ ‌ ‌ جز شانه بزلف تو رسیدن که تواند

بس مدعیان گوش برآواز نشستند ‌ ‌ ‌ در نغمهٔ عشق طپیدن که تواند ؎

اشجا که صبا را نبود بار تنگی ‌ ‌ ‌ جان بخش کلام تو شنیدن که تواند

هر گل که بگلزار جمال تو بخندد ‌ ‌ ‌ ای وای بحرز دست تو چیدن که تواند

صد تیغ کشیدند ز هر سو بضمیرم ‌ ‌ ‌ پیوند هوای تو بریدن که تواند ؎

آن ترک شوخ دیده خود از ره و مانیست ‌ ‌ ‌ یارب چنین خراب کن خانمان کیست

از نالهٔ و فغان من آمد بمان بجان ‌ ‌ ‌ آن سنگدل نگفت که آیا فغان کیست

این ره سپر فرا نگرفته خوش نی چنین ‌ ‌ ‌ یارب چنین کشیده سراز بوستان کیست

هر تیر بر دلم که ز دو ابروی او کشید — دانستم از طپیدن دل کز کمان کیست
چون نامهٔ نیاز ضمیری رسید و خواند — پرسید بر سبیل تغافل ازان کیست
چشمم که بود خانه خوش آب و هوای — شایستهٔ آنست که سازی وطن انجا
خواهم که کنم پیش تو در دل خود عرض — لیکن بمقامی که تو باشی و من انجا
تا کرد خریداری خاک سر کویت — از نقد روان داد ضمیری ثمن انجا
یارب بدرت نامه سیاه آمده ایم — واز آتش دوزخ به پناه آمده ایم
هر چند که ما غرق گناه آمده ایم — با قافلهٔ عذر براه آمده ایم ❊

ضیا، حافظ سید ضیاء الله بلگرامی چنانچه در حوزهٔ دانشمندان ورود کرامت آمود نموده در مجمع تلامذهٔ رحمن نیز بطرز موزون جلوه فرموده انتقالش در شنبلا واقع شده نظمش درین ست ونثرش مازعین شعر و انشا دون رتبهٔ آنجناب ست واشعاری که ثبت می شود پرتوی ازان

آفتاب

براه دیده دو رویه درختهای مژه — نشانده ام که خیال تو راه گم نکند

رباعی

ای لطف تو آب بر سر شعلهٔ خشم — چون موم بدست خلق تو خارهٔ دشیم
گویا گردد ادب چو آئی بسخن — بینا گردد حیا چو بکشائی چشم ❊

ضیا دمیزا عطا بر اپوری از تلامذهٔ آزاد بلگرامی درست نگویند و سلیقهٔ شعر مناسب

میدارد از وی ست

حق بود دعوی که ز منصور سر کشید — بیدانشان قیاس باو کرده اند
نقشی ز ابروی تو بر دل نشسته ست — این بیت را چه بر غزل ایجاد کرده اند
بشنو کلام حضرت آزاد از ضیا — دل را برائی یاد تو ایجاد کرده اند
می نامد سخنچه در پیش لبش — چون کسی مضمون کس دزدیده رفت

در آن زمان که بمحشر قیام خواهم کرد ترا بیاد دهی یک سلام خواهم کرد

ضعیفی سمنانی زورآور میدان سخنوری بود و رستم عرصهٔ معنی پروری این بیت از وی ست

بمیرم پیش آن مژگان کز و در وقت خونریزی اجل را دست و پا لرزد بلا در ضبط اضطراب افتد

ضمیری اصفهانی رمال ضمیر یاب بود لهذا شاه عباس ماضی او را باین تخلص نامزد کرد شاعری ست بلند نظرت عالی ضمیر و در بدیهه گوئی و قدرت نظم بی نظیر از فضیلت نصیبهٔ کامل داشته و در کبر سن بتلمذ میر غیاث الدین منصور علم آموخته اکثر دواوین خلف و سلف را جواب گفته منظوماتش صد هزار بیت ست او را گفتند شاعری و رمالی ضمیری تخلص میکند گفت خطا کرده انچه نیک گوید بنام من و انچه بد گویم بنام وی شهرت یابد از وست

گر نه فریب وعدهٔ روز جزا بودی تو سوئی بدن که آورد جان گریزپای را

خوشحال آنکه دیدترا و سپرد جان آگه نشد که هجر کدام و وصال چیست

ای خوش آن منتظر وعدهٔ دیدار که تو برسرش آئی و از شوق ترا نشناسد

فریاد از ان لحظه که در دل دلم آتشوخ پرسد زمن وقوت گفتار نباشد

مشکل شده کارم ز تو در دل دلم این ست آگه نه از درد دلم مشکلم این ست

چه سیاست اینکه گاهی اگرم زحال پرسی بهزار رنگ گردی بصد انفعال پرسی

زخم کاری ست مرا وقت شهیدی بخش باد که تواند دو سه گام از پی قاتل برود

در تماشای جمال او سراپا دیده ام یکسر مو بر تنم نبود لذت دیدار نیست

زبان بستن ز حاجت پیش او شرط ادب باشد که خاموشی گدائی عشق را حسن طلب باشد

عاشق کجا و خواب اگر دیده بسته ام او در دل ست دیده بر و باز کرده ام

سر در جهان نهاد ضمیری مر شک تو ترسم ز جهد یار بعالم خبر برد

چون می بینم کسی از کوی او دلشاد می آید فریبی کاول از وی خورده بودم یاد می آید

ضیا دهلوی مهر منیر روز مشرق سخن و ماه نیر ماه دانق این فن ست ازوی می آید ؎

نشسته در طلب دلربای خویشتنم — چو چشم می پرم اما بجای خویشتنم
بدور حسن او هر کس که بود مجنون شد — منم که گرد وی و هذا مدور گردون شد

ضیا میرزا یوسف عادلی وزیر حاکم گیلان و مازندران بود آخر الامر از کاتبان دفتر خانهٔ سلاطین صفویه شد این شعر از وست ؎

فغان که مرد هنر یاری درین دیار نیست — نشان پای کسی بر سر مزار نیست

ضیا ملا ضیاء الدین کاشانی مردی دانشمند بود و بعد از تحصیل علوم و ریاضت علمیات عالیات توفیق یافته و پیوسته بافاده و تدریس مشتغل بود و شوخی و شعری داشت در وقت فتن بهمات این رباعی گفته رباعی

از خلق زمانه پاکشیدن بهتر — در گوشهٔ عزلت آرمیدن بهتر
زنهار ضیا علاج نپذیرفت کسی — او ضل زمانه را ندیدن بهتر
قلقل می راحت افزای منست — کلمینی یا حمیرای منست

حرف الطاء المهملة

طالب برادر خلف زاده حکیم رکنا کاشی بود و بلبل آمل و ثناء خوش تخیل جهانی معانی بلند و غواص بحر لآلی دلپسند سخن را بمرحمت والای نواز و دو پایه از اقاصی بدایت الفتی بدرجهٔ شعله از آتش شمع محفل سخن ست و آوازهٔ فضایلش را ایش هر انجمن آرزو یان شباب آغاز نامیهٔ جوانی از ولایت خود برآمده و بتزهت کدهٔ هند خرامیده و سری بگلگشت این گلزمین کشیده و چندی نزد میرزا غازی ناظم قندهار از طرف جهانگیر پادشاه بسر برده و بفراوان نوازش اختصاص یافت و بعد رحلت او کرت ثانی رخت بدیار بت کشیده و ایامی با عبد الله خان بهادر ناظم گجرات بسر برده آخر باعتصام ذیل جهانگیری قوی پایه شده و در سنهٔ بخطاب ملک الشعرائی بلند نامی افراخت تاریخ بداونی و دیگر کتب معتبره ناطق اند که اکبر پادشاه از پایه رفیع

دین اسلام افتاده بود تا بجائیکه ملتی تراشید و دین آلهی که آزاد دین الاهی توان گفت نام گذاشت و بعضی رسوم هندوان پسندیده جزو دین خود ساخت مثل آفتاب پرستی و رسم شاهی جهانگیر هم بطریقه پدر ریش می تراشید وقتی طالب احکم ریش تراشیدن شد طالب قطعه گفت

بعرض رسانید و ریش خود را محفوظ داشت قطعه این است

سفر میکنم صاحبا در وطن ۹	چه سر بلکه گردن تراشیدمی
بناخن ندانم ز روی خود	میان شست سوزن تراشیدمی
سر و ریش و ابرو بروت و مژه	بسم هر زمن تراشیدمی
از و این گیاو خاشاک را	ز هر جزو من تراشیدمی
که سنبل چو آرایش دامن است	پی زیب دامن تراشیدمی
چو من را هم خلاق از بهر تو	که موقت رفتن تراشیدمی
وگر نه بایمان ابروی تو	سر از سجده تن تراشیدمی

طالب در عین جوانی از زیبا خاصیت زندگانی برآمد و در عین شباب در ششتهٔ آستین قضا چراغ حیاتش را خاموش کرد طالب در صنعت نظم قصیده گفته و عجب حق این خادم کامل عیار بجا آورده تمام این قصیده در خزانهٔ عامره ایراد کرده بطلاش این است

بان ای نگین آهوی مشکین خطائی	از نرگس مستانه کنی غائله سائی

بیوانش وقت تحریر این جریده بدست آمد فرصت دقائق کرد با انتخاب پرداخته شود گمی چیزی

گلستانش حواله بدست علم میشود ۹

گر من بجای جوهر آئینه بودمی	بی رونما تر ابتو کی رو نمودمی
ای خاک قناعت چو گل بر سرائی	از هر فلکش نیم ترا کاه ربائی
ای چنبر فاخته تو منای جهان نیست	عیب تو همین بست که در کشور مائی
در طاعت اگر شمع هنر نیست ترا نور	گویا تو هم از سلسلهٔ اهل ریائی

جانی گدائی نی کہ بجانیست قدرتت — گہ بر لبِ ما گہ بلبِ ساغرِ مائے

بتن بویا کند گلہائے تصویرِ خیالی را — بپا بیدار سازد خفتگانِ نقشِ قالے را

نقش را بر سر ایں من آرند بعجز — کیں طلسمی ہست کہ مشہور بہ تمکینِ قدم ست

با عجز راند غرا بزمِ عجز عار نبود — ورنہ کس را بمن و بودنِ من کار نبود

آہم کن ای شرم نیز دیدے آنکو — شاید بغلط یارِ من دست بشوید

ای کاش گوش رفتہ احوالِ شہادی چو چشم — تا ہر چہ گفتے از تو نکرِ شنیدے

بسوئی خویشتن از لطفِ گلستانہ کش دستم — کہ من بسیارِ مجمو ہم ہم آغوشی نمیدانم

من کیم کز شرمِ قتلِ من سر انداز پیشی — بسکل خونم گرانی میکند بر گردنش

ملامت کن و فارغ شو از ملامت خلق — کہ نخلِ موم را آسیب تیشہ آزاد ست

بشکر نامِ خلق راندم چرا جواب — ابرم کہ تلخ گیرم و شیریں عوض دہم

تنک چشمیں کہ بگلگوں می سوارش دم — امید ہست کہ سنگِ پرید و را گیرم

ملامتِ شرع خراب ست کار را بہ صلاح — در غار تگری گنبد دستمار خود دانند

مزہ در جہان سخنے منیم — در ہر گوئی و ہان بیمار ست

طبعی قزلباشی مردی طبع بود و شعرای مفلس را کمر بدکانش میرسید لذا ترک طبابت کرد

خود بہرہ بر سانید مند ۵

ز ہم غیر تو انم کہ گرد و مخالش گردم — خیالی گشتہ ام شاید کہ در چشم و دلش گردم

طالب یحیی خان گیلانی و محمد احسن خان صدارت گیلان داشتہ و در ۱۰۵۸ بر ہم سفارت

پیش شاہ عباس بیارشد اگرچہ طبیب بود اما بمقتضای رای العلیل علیل و معالجہ نوشتہ

کرد و از دست خویش جرعہ ماش چشید ۵

خوش آنکہ ہیچ نہ دانند وقت تنگدستی ما — بلای بادہ رسانند مستی ما

طغیلی اصفہانی وی را بہ صفاہان پذیرفتہ و در آن خود و دیوانش سلیقہ بہ ہم رسانیدہ ۵

فردوسی مرو ۱۰

فردوسی مرو ۱۰ ای اسیر جان و دل من عهد پیمان نیستم

طالب آملی ۱۰ طالب محمد علی اصفهانی طبعان جرباد قافی است قانون سخن چنین می نوازد ۵

زبان و دل موافق ساز هنگام دعا کردن یکی انگشت نتوان عقده از رشته وا کردن

طغرای مشهدی ۱۰ طغرا محمد ابراهیم شاعر خوشنویس منشی خط الکشیر ست در عصر جهانگیر پادشاه بود و هنوز

رباعی

ما پای نیاز و آرزو پا می کردیم قطع نظر از تمنا و دعا می کردیم

در راه طلب چو پا نهادیم بشوق کونین بگام اول سعی کردیم

طاهر عطار ۱۰ طاهر عطار شهدی در جوانی این دکان فانی را وداع نموده غالب سخن را چنین بهتر می سازد

از قرب با غبان مکن ما را جدا ای عندلیب ورنه از ما هم درین باغ آشیانی داشتیم

زد دیده ام چو عالم پر آب و من لب خشک فرات عالم و کربلای خویشتنم ۵

طالب تبریزی ۱۰ طالب تبریزی حکیمی بود در نهایت ذکاوت و مهارت از طلازمان شاه عباس ماضی شاه او را بسفارت روم فرستاد او با دلی انگار رسانده از آستانه ولی نعمت رو گردان گردیده رو به تبریز آورده مقرب جعفر پاشا شد چون تبریز تسخیر شاهی در آمد او را گرفته پادشاه رسانید ۵

در فرقت تو زنده ندانم ز سخت جانیم جان از کمال ضعف نیاید بلب مرا

یا رب غمیر و غم عشق در آغوشم بود مرگ صد بار به از زندگی دو روشم بود

طالب داشت تاب نگاه تو روز عرض پوشید مژه دادن جان را بهانه ساخت

طاهر نصیر آبادی ۱۰ طاهر نصیر آبادی از ارباب سیف بوده و شعر و انشا مرتبه قصوی داشته و تذکره شعرا معاصرین خود جمع نموده از ۵

نسیم عطر راحت بر مشامم چیده دست عطسه دماغ عزا لان خطا چیده دست

طاهر بخاری ۱۰ طاهر بخاری مردی زاهد پارسا بود در عهد بابر پادشاه بهرات آمده با شعرا و فضلای آنجا اختلاط کرده این ابیات از وی ست ۵

تا آرزوی لب تو نگوید کسی بسیار غنچه دار جگر خون کند کسی
منعم مکن که هیچ دوائی نمی رسد سعی کن که نصیحت مجنون کند کسی
خلقی ز ما ستم کند و من برین گواه از دل بگویم و بمحبت برون کند کسی
گفتی که طاهر از پی خوبان دگر مرو دیوانه را علاج بافیون کند کسی

طاهر هروی نامش موافق معنی بتمام ظاهری بود و یکی از غلامان شاه عباس بقتش و شهرت رسید
او را بحکم پدر شاه آگاه شد فرمود تا لب و دندان و دیگر اعضایش را موقد می دران حال
این مطلع گفت

آنکه دایم بوس و خلق ما میکرد کاش می آمد و از دور تماشا میکرد
خون شد دلم ز غصه که آن غنچه لعب با دیگران شگفته و با من گرفته بست

طوطی خوش بیان شاعر نیکو سخن معاصر بابر پادشاه بود و از وی می آید

ای ز زلفت روح تو فتنه و آشوب پیر با دو چشمت از شرم رخت شهر نشین
مردم آزاری مفرما تا نگردی عیبناک کار فرمودن نشاید مردم بیمار را

طبیعت شیخ سیف الدین محمد منظور پر کیفیت بود و در قصبه الور از قوابع آگره بسر می برد شاگرد
میر عبد الجلیل بلگرامی بست و صاحب تذکره شعر از دست

چندانکه از مصیبت پیشانی بر کف دلم لبهای صاحبان دو شیشه می در بغل دارم

طالب محسن گیلانی در اصفهان متوطن گزیده بود تحصیل کرده بود و بفنون طبع شاعر

علم شد ابیات لطیفه دار و از معاصران علی حزین بوده ست از دست

صاف از سینه غم تنگ بگذشته سخت پیکان بود دل گیر صید نبود
دل افسرده را آسان بود آگاهی و غفلت نداند دیده تصویر بیداری و خواب از هم
قرین صاف دلان شو که از می صاف نشود هزار سال اگر آب در گهر ماند

طاهر سروت بکنی از اولاد ملوک عبیدیه بود و در فنون و فضائل کمال حاصل کرده

اول بدرگاه شاه اسمٰعیل صفوی اوج گرانی تقرب گشت بوده بوجه مذهب اسمٰعیلیه حال ایشان
مدینه دارالامان بلگرام بود و بعد ازان نظام شاه پیوست و دقایق مهمات سلطنت
پسر شاه دیانت و کاردان ممالک دکن گشت شاه طاهر گفت اگر نیست کنیم که بعد شفا مذهب
اثنا عشری اختیار کنیم هر آینه صحت یابد اتفاقا مستاصل الیه شفا یافت و آن مذهب بر سلطان
و سایر دکنیان غالب گردید شاه طاهر صاحب تالیفات عدیده است مثل حاشیه تفسیر بیضاوی
و شرح تهذیب و حاشیه بر آیات شفا و رسائل متعدده که در رواد ی نظم خصوصا قصیده

قدرت حال بر شمه و فاتش بر سبیل اجمال و اختصار

بیرون ز سیاه خانه ایام چو بودی ۔۔۔ تا کشته نمیشود و قدر نام نمیشوی
بعد از وفات شاهدی بر رو دل رسیده را ۔۔۔ پی کجا برد کسی مرغ بشب پریده را
رو چشمه گر شدی برلب من نمی رسی ۔۔۔ تا لب تو بر نهم جان بلب رسیده را
زد غم او ز عیش زوال ناشاد رفت ۔۔۔ خوبغم کردیم چند انیکه عیش زیاد رفت

طوفان میرزا لطیب اصلش از هزار جریب من توابع مازندران است جوانی بادکار و شاعر
خوشگفتار بود این اشعار آبدار از جوهر طبع اوست

زد رحم نیست کز غم تو آسمان برد ۔۔۔ مرا فتاده بیاد تو دیدازان بر دشت
شد از نالیدن دل غمزه اش غارتگر جانها ۔۔۔ کز ابگینه جرس هزار بشکر کاروان افتد
عقده مشکل من نیست بغیر از دل من ۔۔۔ تا دلم خون نشود حل نشود مشکل من

طالب مولوی شاه وجیه الله عظیم آبادی پدرش حبیب السادات عمده تجار بود وی تحصیل علوم
درسیه کرده دست ارادت بشاه نعمت دهلوی داد و مکرر حج برآورد و دوبار آخر عمر بهمراهی

می برد تا آنکه در ۱۰۲۹ رحلت کرد منه

نمی در دفراقت رود از دل بیرون ۔۔۔ گر دهی بوسه ازان لعل شکر ریز مرا
بی اختیار میکشدم دل بسوی تو ۔۔۔ در عشق تو کجاست بکف اختیار من

طالبی ساده‌ی خوش طبع و شیرین زبان بوده و مدت پانزده سال در سلک ملازمان اکبری انخراط داشته آخر متوجه بیت الله گشته و بهمان بقعه مبارکه طریق آخرت پیمود و از اوست ؎

نمیتوان نفسی بیتو در جهان بودن — چرا که جانی و بیجان نمیتوان بودن

طبقی قزوینی شاگرد حکیم شفائی بوده و در روانی سخن فطرت سلیم داشته از اوست ؎

لذت تنگدلی باد بران شغب حرام — کز پی مدعا سیل شکفتن دارد

تنها بدیده نتوان داد گریه داد — چون ابر باید از همه جا گریستن

شمع مارا تاب بال افشانی پروانیست — جانفشانیها برون انجمن خواهیم کرد

طغرا مشهدی طغرای منشور سخنوریست و فروغ پیشانی قابلیت نهاد او طرح نثر پرطور نو انداخته و اقالیم عبارات را بجلای تازه نظر فریب چو مهر یمان ساخته از ولایت خود بسواد اعظم هند خرامیده و چند در ظل عنایت شاهزاده مراد بخش بن شاهجهان پادشاه بمراد دل کامیاب گردیده و در رکاب او بسیر ممالک دکن پرداخته آخر در کشمیر گوشه انزوا گرفت و همانجا بمقر اصلی شتافت و در نزدیکی قبر ابو طالب کلیم مدفون گردید منشآتش کارگاه زمانه نگین و گلخن خانه چین بسیار غایت شهرت دارد طغرای کلامش باین خوش نقشی صورت می بندد ؎

دلا چو شمع رگ گردنی ملایم کن — ز بهر دادن سرهای خویش قایم کن

کجا زیاده کلام دل بی اتفاق رسد — تا بقدر بانت شود با تیر میاز دکمان

اگرچه ابر سراسر تفاوتی بیک چشم — بسوی دوست مگر سوی خود نگاه کن

خورشان را بسوی همچو تو ان هرزه ای سوار — باد از دف دونی دختر رز را مینا کن

باید چو غنچه خنده زنان از جهان گذشت — نتوان چو ابر بهر دو دنیا گریستن

موی سر کافتد ز سر هرگز نمیگردد سفید — عیش غربت کی کند پیری تصرف در جوان

سایه‌ی طغرا در ایام شباب — پیر چون شد میخورد از سایه طغرا بر زمین

مینا پای ساغر چون سر نهد بسجده — چیزی دگر نخواهد غیر از دعای باران

در سر فصل عمر باید سر جیب غم کشید — تا توانی همچو گل یک فصل خندان زیستن
شاید به بیند انچه باکرد آسمان — از دو دو آه سرد بچشم ستاره کن
ز بعد پرشکست دل بیدلان مخند — چو کودکی که ز بالای نردبان افتد
خوش آنساعت که بزم آرائی برخیزد — خط پشت لب چشم قبح را گرد و ابروی
میان می نیم و چیزی بچشم در نمی آید — بدان ماند که در آئینه باشد سایه موئی

طاهر التفات خان صفاهانی نامش میرزا احمد طاهر است از سلسلهٔ سیرزایان دفتر سلاطین صفویه بود با برادر خود میرزا احمد علی در عهد خلد مکان از صفاهان بدکن رسید نخستین بخطاب التفات خان و دومین بخطاب قسمت خان مورد التفات گردید التفات خان قبلا بفوجداری شیر خان اورنگ آباد و کوه و مضافات گجرات و مالوه و سورت و مضافات صوبهٔ مالوه رسید بدلی سیرفت در نوامی کهرگون رسیده در ۱۰۵۱ بدست رهزنان مشت عیالش انقطاع پذیرفت ذکی الطبع بود و در انشا مستعد و مبتنا بقدرت داشت که سه کاتب در حضور او با سباب کتابت می نشستند هر سه را عبارت خود میفرمود و فقره لاحق برای هر کدام بی تامل بیگفت و ربط کلام از دست نمیداد و با وصف آن خود هم دران حالت بمشغول کتابت می بود گویم درین صنعت مثنا هم انیاز التفات خانم انیقدرست که دران زمان تحریر عبارت فارسی بود و درین اوان تعبیر رنجیده آرد و بسیار اتفاق می افتد که اشغال بکتابت دارم و دو منشی رو برو هم نامه قرطاس می نشینند و احکام مختلفه امور ریاست و سیاست می نویسانم و در تحریر دو عبارت خلط نمیکنم

نمیدهد این چند قطره از سحاب گوهربار طبع روان التفات خان ست

شهید بیکسم پوشیده ام بعد از فنائی خود — برنگ مردهٔ فیروزه نیلی در عزائی خود
شهرت حسن تو شد از گشته دیدار تو — از نسیم بال بلبل بشگفد گلزار تو

طفیل احمد بگرامی استاد میرآزاد روح آفتاب جهان افروز یکتائی ست و در حوزهٔ فضلا سرگرم جلوه آرائی از سادات اترولی من اعمال گنره بود در ۱۱۷۴ اشبستان امکان را روشنی

بخشید و بگجرات و کشمیر و سکاهای دیگر اسیر کرد و هفتاد سال بزیست تدریس یا احیاء علوم پیروانست و عالم عالم خلیفه او از خصایص تلمذ باوی و استادی رسانید در بغداد در ۶۳۲ از دنیا رفت

بقیه بر دو این رباعی از وی است رباعی

گر بوالهوسی نیاز ما هست آموخت — کی آتش سوزدل تو اندر افروخت
چون صورت پروانه فنا نوسمن خیال — گر رشحه گشت و یکدو نرو نسوخت

طغرل آخر سلاطین سلاجقه و خسرو تمام عراق بود از زمان اعتبار ی زمانه امور مملکت در کفایت دیگری گذاشته متروی شد تا باشد که وی باستراحت بزید اما چون سبب سعی برشته سلطنتش شد قزل ارسلان که بندهزاده وی بود خروج کرده و دیار گرفت و سلطنت لاحقه

سپری شد این رباعی از وست

رباعی

دیروز چنان وصال جان افروزی — امروز چنان فراق عالم سوزی
فریاد که در دو فصل عمرم ایام — آزار دوروزی نوبسد این یکروزی

طغانشاه طغانشاه صفوی صفت عدلش لرزه بر تخت نوشیروان افکنده سیاوشان نسب باسعادت نسب گویا داشت و هر دو در سخنوری و سخن شناسی مرتبه بلند دارند این رباعی از وست

رباعی

یکچند بیاد زهر رسوده شدیم — یکچند بیاقوت نرآلوده شدیم
آلودگی نبود در هر رنگ که بود — شستیم بآب توبه آسوده شدیم

طغرائی تبریزی علی بندر لبرنگته انگلیزی ست شغل زرگری داشت و تمام بضاعت خود در هوس کیمیاگری در باخت و کاری نساخت گویا از تاثیر هوای گیلان در این فکر نابسا افتاد و در نثر و نظم رسایل این خیالات بیجا که از قبیل صید عنقاست گرد آورد و تذکره دیوان دارد قریب بست هزار بیت از شعر از سخنوران نامی عصر خود بود این چند بیت

از دیوانش درین تذکره ثبت افتاد ؎

آنکه جان تعبیه در صورت دیوار کند — جلوه کرد که چون صورت دیوار کند
دوری نربت سخت بود سوختگان را — سخت ست جدائے بهم آموختگان را
کس باخبر حال دل غافل تو نیست — تو در همه دلی و کسے در دل تو نیست
با آنکه هست خلوت وصل تو بار رقیب — شد هم تو با هزار نگهبان برابرست
نقشی بر خاک شهیدان آن ازان سرست — که برخیزی و چنین کشته همراه تو برخیزند
جدائے تو تنها کام دل اهل عشق — چنان بود که حسرت سے جوان سیر
محشر بایه رشک دگر باشد رقیبان را — که خواهد از تو ایشان را دمی خاموش بنشینم
تا کس نداند آمدن من بسوی تو — هر بار از ره دگر آیم بکوی تو
بتو عالمے ست عاشق شده ام باین تسلی — که کسی محبت از من بتو بیشتر ندارد
چون فلک خواهد غمی از جان ناشادم برد — آورد پیشم غمی را کان غم از یادم برد

طبعی میر کمال الدین حسین از اکابر زادگان سیستان ست بعراق عجم رفته میگذرانید این

شعر از دست ؎

زود از بزم چنین گله آلود برمخیز — باقی نماند جز نفسے زود برمخیز
از سوز درونم به برون هم اثری هست — گر راه فغان بسته شود چشم تری هست
چندین به پریشانی آن زلف چنانی — در زلف تو از زلف تو آشفته تری هست
هر گشت ز سر منزل امید جدائیست — از بسکه زمین دل ما زلزله دارد

حرف الظاء المعجمة

ظهیر فاریابی سلمانیه فصحاء متقدمین و نقاد و باظهار سحر آفرین ست نظم روانش بر سلاست
ماهین و جواهر بیانش نمونه عقد پروین حسن تقریرش کفیل انشراح خواطر و جواهر تحریرش
ضمان جلاء بصائر سواد دیوانش بدشناط آوری لیالی سناد تشطر دیوانش تابل و زدوی

وزارت القرن رابع قزل ارسلان بود سال وفاتش بروایت دولت شاه ۵۵۵ وبقول صاحب هفت اقلیم ۵۶۳ بوده دیوانش آئینه اصفاء مجلوه گاه پیرایان خوش سیاست کسیکه مطالعه قصایدش میکند میفهمد که قوت ناطقه اینچه مرتبه بست ومخالص خوبی دارد ودر میان ناکامیها شعر انشا لان ست در آنکه سخن ظهیر نازکتر ست یا سخن انوری یا طراوت ترجمه الدین همگر سخن ثانی را افضل گفته وسیرزا بیدل در حق انوری فروع بر سخنیش پاشاش وبر الفاظ او بری وسیر آزاد سخن اول را ترجیح داده وبرخی از نشانیهای او نظم آورده انانجمله این ست ؎

سپیده دم چو زند ابر خیمه در گلزار — گل از سراچه خلوت رود بصحن یار
زاعتدال هوا حکم جاودان گیرد — اگر بنوک قلم صورتی کشند نگار
عروس باغ نگر جلوه میکند امروز — که باد غالیه سای ست وابر لولوبار
کلیم وار ز شاخ درخت بلبل را — فروغ آتش گل کرده عاشق دیدار
هنوز ناشده سوسن زبسته معذور — دراز کرده زبان چون مسیح در گفتار
نهاده نرگس رعنا بخواب مستی سر — هنوز ناشده در چشم او نشان خمار
جهان باین صفت از نزهتی و مجلس شاه — درو چنانکه در اثنای سال فصل بهار
ز خاک مجلس او بوی خلد نشنیده آید — چنانکه گلخت عنبر ز طبله عطار

واز مخالص اوست ؎

ز آتش محنت من گل بدامن گر رهد — تاج دین مفخر احرار جهان ابو الفتح
ور گریبان مه ز دست کافرت گوئی ست — بعهد شاه جهان باز وی مسلمانی
بر سپیدا لاله سان از فراق او هر سحر — بر آسمان میدمند مهر و کیوانش
اگر حضرت خسرو نمیرسد زان ست — که از سپهر برین برتر ست ایوانش
تا کی بغم تو خون شوید دل — رباعی — آزار فراق تو بجان جوید دل
جسم آرد کز آسمان نی بارد جان — بستانی که از زمین نی روید دل

ظهیر در علم حکمت و فلسفه بسیار تعالی بود و چنانچه او را صدر افاضل میگفتند در بادی حال بنیشابور آمده و از اعیان شاه بن موید نوازش یافته پس از اندمان شقاوت و سلوک آن دیار راه عزلت و از انجا حرکت بسوی آذربیجان نمود و بدان پهلوان عقد مراودت گرفته و بخدمت پدر بیت او گماشته بعد فوتش بسایه قزل ارسلان قرار گرفت و آخر از روی حسد با تابک ابو بکر بن جهان پهلوان رجوع آورد و بلوازم اکرام اختصاص یافت شبی در مجلس اتابک این رباعی گفته رباعی

ای در دلها کرده دعای سر تو — سر نیست زمانه را بجای سر تو
باد دشمن تو نیام شمشیر تو گفت — سر دل من باد فدای سر تو

اتابک فرمود تا هزار دینار سرخ بر و نثار ساختند ظهیر در آخر عمر دامن از ملازمت کشیده در تبریز گوشه نشین طاعت و عبادت گشت و در سنه ۹۹۸ در گذشت و پهلوی خاقانی مدفون گردید

منه

عروس ملک کسی در کنار گیرد و چست — که بوسه بر لب شمشیر آبدار دهد
باد آمد و گل بر سر بیچارگان ریخت — یار آمد و مل در قدح یاران ریخت
از سنبل تر دوق عطاران برد — وز نرگس مست خون بیماران ریخت

وله من قصیدة

شرح غم تو لذت شادی جان دهد — ذکر لب تو طعم شکر در دهان دهد
طاوس جان بجلوه در آید ز فرسی — گر طوطی لطیف بحدیثی زبان دهد
جز زلف و چهره تو ندانم که چیست — خورشید را ز ظلمت شب سایبان دهد
آن طاقت از کجا که صدائی ز درد دل — دربارگاه قیصر و صاحبقران دهد
تا بوسه بر رکاب قزل ارسلان دهد — بنگر که فلک چند نشیند زیر پای
نصرت چو چتر راچو همایت ستون دهد — تیغش بکلک صنع بفرق دشمنان ده

دور برگ زعمر عدو مصرع بسل نوروز را بطبیعت فصل خزان رسد

ظهوری ترشیزی ساقی فخار فصاحت و هنگامه ساز انجمن بلاغت بمشرب تکلم خوشگوار
رگ تاک دماغ او و نشئه تجرید پیمانه ادراک ظهور دولت سخن در عهد او بمعارج علیا رسیده و
خیال کلام موزون از زمین تربیت او سر بطارم اخضر کشیده میرزا صائب او را باب یاد
میکند و میگوید

صائب ندانستیم سر و برگ این غزل این فیض از کلام ظهوری بما رسید

ظهوری در زمین این دو غزل دارد و میتی ازان وقت مرا خوش کرد

با خنجر کشیده قضا مثل ساده بود خود را بپیش چشم من کرنگاه از قفا ربود

حق این بست که ظهور او عالم سخن را نوانیست دفتر او سوادستی دارد و شن ساخت خوش بیانی
از دو ضمیر اندوز اقتدار با نگشوده زبانی از دو چهره افروز اعتبار با ساقی نامه ظهوری عجب
دلکش و دارد و بنازک ادائیها دل از دست می رباید مثنوی را بکر حیی نشاندند و تشر از جواهر
زواهر گذرانده نثر اگرچه طرز خاص دارد اما غزلش باین رتبه نیست بعد سیاحت عراق
و فارس عازم گلگشت دکن شده در دار السرور بیجاپور توطن گزید از خوان احسان ابراهیم
عادل شاه الوان نعمت اندوخت و کلام روان را بداعی او شیرین ساخت شاه در صله
ساقی نامه چهار زنجیر فیل پر از نقد و جنس داد و ملک قمی او را بزور کمالات خلی دیده طرح
الفت ریخت و دفتر خود را در عقد ازدواجش کشیده این هر دو سخن آفرین دماغ اتحاد و دوئی
بهم رسانیده دمالیفها بمشارکت فکر تحریر در آوردند میان ظهوری و عرفی مولانات و مراسلات
بود ظهوری مثال برای عرفی بدیه فرستاد چون قابل هدیه نبود عرفی این رباعی نوشت

	رباعی
این مثال که صنعش نمی تقریر است	آیات رعونت مر اتفسیر ست
تا شق نکنی تماشش کشته میرکزو	صد خنده بکار مردم کشمیر ست

وفات ظهوری در ۱۰۲۵ واقع شد شاهد سخن را با شاطگی از سر چنین جلوه ظهور می بخشد

شب از سر مژگان تر رفتم غبار آستانش را
پیشیمانم که کاری یاد دادم پاسبانش را

تغافل پیشه صید افگن این صحرا زمین باشد
که دایم بهر تقریب نگاهی در کمین باشد

نیفتادم چنان کز کوشش افلاک برخیزم
مگر گردد اگر گردون کز خاک برخیزم

همچنان طفل مزاجیم اگر پیر شویم
کوچه گردی ست بجا گر چه ز زین گیر شویم

آزمین چه باک که رسم وفا نمیدانی
بلا ست این که طریق جفا نمیدانی

مدار خویش به جمله بر منید انم
گذشت کار ز طفلی چرا نمیدانی

سعادت ست تشنه تو هر نفس مردن
وکیل خضر منم عمر جاودان مفروست

نیازمود و کم از زور و زر تواند چیست
اگر حریف حضور ست عجز ما اینجاست

تو آدا فهم نه ورنه تغافل نگست
تو سخن سنج نه ورنه خموشی سخن ست

چراغ عاریتی تیرگی زیاده کند
بر بشناسائی شبهای تار سوگند ست

که دیده است چنین صید قدرت آن مژه را
کز زخم خود به از نخجیر لاغر بر نگردانند

خصم کو صبر مرا عجز نفس بشکند
نیستم مرد مداوات محبت سوگند

بلا جان چون نگاه تیز بینان قاصدی خواهم
نشستن بر سر راه صبا از من نمی آید

تکلم گاه عرض حال کوه آهنی بودم
چه دانستم صبا در رهنه سیماب اندازد

خموشی نغمه دارد سخن پرداز میداند
شکسته بینا نگه ساکت بجا کلام میگردد

اگر چه باد را نسبت بخشتی نیست
همین بس ست که بر خاطرش گذر دارد

ز صدر برداشت چشم از مشکبارم قرعه غلطانی
نسیم از شکیبم از سفر کی باز می آید

ز دوق بست پادشاهی اقلیم بی دستی
خوابم که بگذرد ز دلم با شهی بجائی من

تشنه تو نمیداشت اگر آب مروت
خون چو منی را که رساندی به بهائی

نگاه گر پی مژگان نصب شاطگی دارد
وگرنه جبهت از خود رشید و سر آینه گردانند

کرا مرد جوز تو از لطف دلنشین تر نیست
چه اصباح کز تو شوخیش انتخاب کنے

بنفرمی بغل در نیا یه آسا یشش
بدر د خویش هم آغوش کرده مارا

نیست در کیش مروت جائز
رغبت نکنده بلب دزدیدن

هر دم هوس نمک شکنے در زبان ما
مهری هوسکا شش زنی بر دهان ما

پروانه افسرد و ام امید که شمعے
باشعله کند دست و بغل بال و پیم را

چه بیکسیا نه نها د مهری بیالش خشت
بغیر داغ جنون کس نماند بر سر ما

نه تنها نقش نامت بر نگین دل هوس دارم
ازین حسرت عقیقی کرده ام هر قطره خون را

خود را بآب گریه هم سیر یا بباد آه
گر هستیم غبار مصیر نیز زشت

تا کحل گشت چشم مرا نقطه شد داغ
شکوه بیر حمی باد صبا خواهم داشت

بهر در چند گردی لنگ می باشش
من بنا کرده را کاشل نیست

تو خوز خشم هوس خورده تو رسوائیست
بر آر تیغ که فردا گناه ازما نیست

بر باد ده بسیم خاک خود را
بر خاطر او زما غباریست

تظلم می نگنجد از ستمگاری حیاست
تو بی طالع فتادی جرم او چیست

چشم را پرده خود کرده بدین نرسیدم
نیب در گوش نهادن بنشنیدن نرسیدم

سبب داد گنه دست تحی جبین
کرده پیری مدد ایک خمیدن نرسیدم

تمرگ چو سنی اگرچه سهل است
گنجائش لب گزیدنی داشت

زر خاک غیر طوطی بمرگ نزد کسے
بمیرزا دو کر قربان غیرت توشدم

رباعی

بر تابه بجمر خط بیان چیکنم
رم کرده چو صبر م آسیان چیکنم

بیجی ست عظیم زنگ کلفت بیتو
دارد مجلم امید دیدن چیکنم

ظریفی سادهی پیرخاستی سخنوربود و بزرگ جهانی اکثری را از شعرا بدرگاه اکبر پادشاه

میکشید آخر بزیارت حج مشرف گردید و بجا در گذشت آزوست

دیدیم برفتن قدمان سرو روان را — هرچند ندیدست کسے رفتن جان را
در دعشق افزود و بمردی و بشجاعت نماند — وردمندی بود مجنون در جهان او هم نماند
نمیتوان نفسی بی تو در جهان بودن — چرا که جانی و بیجان نمیتوان بودن

ظفر شیخ محمد برهان اورنگ آبادی کتب درسی علی الترتیب تحصیل کرده و استعداد لائق بهم رسانیده و با کتساب عروض عربی بخدمت میرزا دلگرامی پرداخته در اواخر زمانه ثانی عشر

جان بجان آفرین سپردن می آید

بیزم آتشین رویان دل دیوانه گم کردم — سپندی داشتم اما در آتش خانه گم کردم
مبادا هیچکس یابد چو من آواره مجنونے — که از آبادی بیدل افتادم و ویرانه گم کردم
نبود شکوه ز صیاد دل آزار مرا — گرد بهر موسم گل رخصت گلزار مرا
شمع در ماتم پروانه فروشگی گریه کند — مایه سوز بود عشرت بسیار مرا

رباعی

از عمد شعوری پرستم کردند — دیدند ز اهل هوش مستم کردند
در گلشن استبار مثل نرگس — چشم شده و از جام بدستم کردند

ظاهر محمد کاظم سنی باب بیدل بود و ساکن خطه اردبیل بکسب زرگری معاش میکرد و گوهر

سخن نیکو می سفت آزوست

سفای جوهر خوبی زیاده ناب است — لبی که نیست می آلوده لعل بی آب است

ظهیر خباز پسری از لاهیجان بوده آزوست

سال دوست بدین نمی شود آخر — گل بهشت بچیدن نمی شود آخر
یافتم که سرشته در کجا پیداست — که آه من بکشیدن نمی شود آخر

ظهیرا از ساداتست نماند و شعر در بیست صنه

گر بمسجد دل ما گاه بسیحا نرود ۰ چون گدائی کز این خانه بآن خانه رود
در ضمیر تم نور تجلی نبود رخ ۰ خلوت سرای جلوه معشوق مجازی ست

ظهور رمی تبریزی از ستمدان وقت خود بود و این بیت از وست ۰ ۰ ۰

بر شکسته می بری ای دل بگشتگان بخشش ۰ تو هم بقصد خود مهر می شتاب مکن

حرف العین المهملة

عباس مروزی عم رسل شاه شعراء بگه ابوالآباء فضاحت وادل کسی ست که در علم اسلام طرح شعر فارسی انداخت و رسمات النفش سخن را بر دین ساخت چون ابویه ما سوی عباسی بحفظ مرو خراسید عباس قصیده مدحیه غرا بی بلند فلیفه گذرانید این ابیات از وست ۰ ۰

ای رسانیده بدولت فرق خود تا فرقدین ۰ گشته امید و جود تو متصل در عالمین
هر خلافت را تو شایستی چو مرد مرد دید ۰ زین بزدان را تو بایستی چو یزدان را زمین
کس بنخ الا بدان تو نتابد زین شعری نگفت ۰ مر زبان پارسی را هست ازین فخر زین
لیک زان گفتم من این رحمت ترا تا این طراز ۰ گیرد از روح و ثنای حضرت تو زیب و زین

عراقی شیخ فخر الدین ابراهیم بن شهریار همدانی محقق سالک و فاضل لایحه و مرید خواجه زاده شیخ شهاب الدین سهروردی بود در همدان مدرسه عالی و خانقاهی بداشت طلبه علم از دور و نزدیک بقصد استفاده بدو رفتند این ابیات از وست ۰ ۰

نخستین باده کاندر جام کردند ۰ ز چشم مست ساقی وام کردند
چو خود کردند مارا خونخور این کار ۰ عجائب تر چرا با نام کردند

در آخر عمر بحضرت سلطان غازی بشهر دمشق رسید و در ۶۸۸ رخت بستی جاودانی کشید و در پهلوی شیخ محی الدین بن العربی مدفون گردید در وقت نزع جان این رباعی بر زبان راند رباعی

در سابقه چون قرار عالم دادند ۰ ما را گنهی مراد آدم دادند
بر قاعده قرار کار و زان فتاد ۰ نی بیش کسی را نه کمی دادند

آسیب بلبل بیدل ز گل وفا داری ست — ولی وفا نکند شاهدی که بازاری ست
صنما رهِ قلندر رسم و راه من نمائی — که دراز و دور دیدم رهِ و رسم پارسائی
بطواف کعبه رفتم بحرم رهم ندادند — که برون در چه کردی که درون خانه آئی

رباعی

عالم ز لباس شادیم عریان یافت — با دیدهٔ پرخون و دل بریان یافت
هر شام که بگذشت مرا غمگین دید — هر صبح که خندید مرا گریان یافت

رباعی

افسوس که ایام جوانی بگذشت — سرمایهٔ عیش جاودانی بگذشت
تشنه بکنار جوی چندان خفتم — کز جوی من آب زندگانی بگذشت
رفت دل و نمیرود آرزوی تو از دلم — عمر شد و نمیشود نقش تو از خیال من
عراقی از دل و جان آن زمان امید برید — که چشم ست تو از خواب سرگران برخاست
او را چه خبر از من و از حال دل من — کو دیدهٔ پرخون و دل ریش ندارد

عمر خیام صلش از نیشاپور ست در حکمت و ریاضی و نجوم مستعد بود شاگرد امام غزالی ست رباعیاتش شهرت دارد در ۵۱۰ درگذشت از وست

آن خواجه که خویش را همه کو میگفت — وز کبر سخن بچشم و ابرو میگفت
بر کنگرهٔ سرای او فاخته — دیدم که نشسته بود و کوکو میگفت

رباعی

گر گوهر طاعتت نسفتم هرگز — ور گرد گنه ز رخ نرفتم هرگز
نومید نیم ز بارگاه کرمت — زیرا که یکی را دو نگفتم هرگز
از تن چو رود روان پاک من و تو — خشتی دو نهند بر مغاک من و تو
وانگاه برای خشت گور دگران — در کالبدی کشند خاک من و تو

رباعی

بر گیر ز خود حساب اگر با خبرے — کاول توچه آوردی و آخر چه بری
گوئی نخورم باده کمی باید مرد — سیباید مرد اگر خوری ور نخوری

عبید زاکانی فاضل خوش طبع بود و در اکثر علوم مهارت داشت اما هزل بر مزاجش غالب بود این ابیات از وست **رباعی**

ای خواجه مکن تا بتوانی طلب علم — کاندر طلب راتبه هر روز بماند
رو سحرگی پیشه کن و مطرب آموز — تا داد خود از کهتر و مهتر بستاند
ترسم بپرستی رویت چمال مه بجمال — بر دزدی نکهت بویت صبا خبر بشمال
زنده بتیر نظر غمزه ات نشانه مهر — کشته بگوشه چشم ابروت کمان بال
تو ئی که آب حیات از لبت بود سائل — خوشا کسی که کند بالبت جواب سوال
حرام گشته بغیر از عبید در عشقت — بشاعران تخیل نمائے سحر حلال
عبید پیش کسانیکه عشق مے ورزند — شب وصال کمتر ز روز باد شانی ست

عنصری بلخی مالک رقاب سخن طرازی ست و ملک الشعرای پایه تخت سلطان محمود غازی وفاتش در سنه ۴۳۱ بوده این رباعی از وست **رباعی**

گر عیب سر زلف بت از کاستن ست — چه جای بغم نشستن و خاستن ست
وقت طرب و نشاط دمی خواستن ست — کار ستن سرو نه پیراستن ست

عمید دولت ابو القاسم بن خواجه حسن — که هست طاعت او بر سر زمانه فسان
سیاست و کرم خواجه گر بهش فلک ست — کز و سوار پیاده شود پیاده سوار
ز خواجه جود پدید آید و ز گردون بخل — ز آب ابر پدید آید و ز خاک غبار
بایستند بزرگان چو پیش او بر سند — چو وارسند بدریا بایستند انهار
بنقش سیرت او مهر کرده شد معنی — بنام مدحت او داغ کرده شد اشعار

عنبری تبریزی حسن بیگ طبع نظم داشت و شعر خوشی میگفت و در مجالس اکابر اعتبار
داشته و دیوان بابا فغانی را جواب گفته از نظر شاه صفوی جیلی گذرانید شاه برای او
وظیفه سالانه معین فرمود از وست

شادم ز طعن خلق که مرغان باغ عشق — شاخی که سنگ میرسدش آشیان کنند
نکمن در صید گاه عشق پای جستجو رنجه — که صید این زمین خود بر سر صیاد می آید
بی تو مستان ترا باده گلوگیر شدست — آب در حلق اسیران تو زنجیر شدست

عاشقی مرد خوش طبع مجلس افروز بود اصلش از سیستان بوده این شعر از وست

بخیر می گرشب هجران دل خود شاد میکردم — جفا بائی که بر من کرده بودی یاد میکردم
ز فیسان که خاک در شب هجران بسر کنم — مشکل که روز حشر سر از خاک برکنم

عبد العلی در مشهد مقدس مانده و بود میکرد و در سلک خوش صحبتان عهد منتظم بود این رباعی
از وست بدنگفته

ای کاسهٔ تو سیاه و دیگ تو سفید — از آتش و آب هر دو بهره امید
آن شسته نمی شود مگر در باران — وین گرم نمیشود مگر از خورشید

عیسی قاضی صبیح الدین ساوجی فاضل جلیل و عالم نبیل بود بتعلیم شاهزاده سلطان یعقوب
اشتغال داشت از سلطان چندان نوازش یافت که از حیز تحریر بیرون ست بعد وفات
سلطان باغوای حاسدان در ۹۶۲ بقتل رسید دیوان هزار بیت دارد مشتمل بر غزلیات

وغیره از وست

آرزوی دل مشتاق بسوی تو مرا — نیک شد هر دم رهروه نیست بکوی تو مرا
راهم در رون باغ تو دربان نمیدهد — گلگشت را بهانه کن و پیش در بیا
مفرست سوی من خبر خویش کاندم — من میروم ز خویش تو پیش از خبر بیا
هرگز نبود از تو گمان جفا مرا — دیگر بکس نمانده امید وفا مرا

شبی که آن مه بیمهر بنشین من ست — شاره وار بی دیده در کمین من ست
سویش خبر برید که عیسی هلاک شد — کو را بصرفه بانی من آزمون کنید

عارضی فی جز آنکه از اهل آن دیار ست دیگر از حالش چیزی معلوم نشد آنقدر ست

روز وصل طلعم همچو شب هجر دراز — تا کنم شرح ستمها که تو با من کردی

علائی آشنایی مردی فضیلتمند بود از قم و نزد بعض از اهل یزد جرد بوده از وست

مقامش در دل و در دیده دلم راز ان نمیدانم — که با دل در میان ننهاده ام راز نهانش را
شاد ندارم که مرا هر زمان غم ست — دارم غمی که باعث شادی عالم ست
دیروز پریشانی خود را بتو گفتم — امروز پریشان تر از انم که تو ان گفت
نه صبر هیتوان ازین بیشتر توان کردن — نه غیر صبر علاجی دگر توان کردن

عشقی از افاضل عراق و صوفیه فضلا است مرید شیخ احمد اصفهانی شرح قصیده تائیه ابن فارض نوشته این رباعی از وست

رباعی

دل گفت مرا علم لدنی هوس ست — تعلیم کن اگر ترا دست رس ست
گفتم که الف گفت دگر چیز مگوی — در خانه اگر کس ست یک حرف بس ست

محتابی حسن بیگ تکلو از ایران دیار دو بار بهند آمده مردی بود با غور عدیم المحیا با وجود ندرت صلاح و رحق خود اعتقاد درجه قطبیت داشته اما طبعش در مرتبه شعوری درست نبود

در ستایش راجه میر بقتل رسید منه

شهید جلوه یارم بس این سعادت من — که چشم حسرت صد زنده در قفای من ست
اینجا دل پاره می ستانند — اخلاص بچاک پیرهن نیست

مرا بدلق مرقع سپین دوخته دار — که باده نشئه دهد گرچه در سفال بود

عزت شیخ عبد العزیز اکبر آبادی در سلک ملازمان عالمگیری انتظام داشت نظر بکمالات

ذاتی و صفاتی او شاه دین پناه عروج رتبهاش میخواست الاحیات و فاکرد و در ۱۲۵۶

آنجهانی شد آزاد است

گلرخا بسمل تیغ تو از بستر رفت — کرد یاد صدر و جنت یک طپیدن رفت
نیستان صد چمن مذبذا ماتم آزاد است — آن دست چو گل بگریبانم آزاد است
شعلهٔ آهی که کردی سوی گردون رانگاه — در دل سنگین شیرین بیستون تاثیری نکرد
صد ناله بر تخیر و کبک شد زنجیرش — گر زد آن شکار افگن بیباک بر شمشیرش

حاجی عابد عبدالرحیم تورانی بشیتر در شاهجهان آباد بسری برد بخشش عالی از دولت نیست شوق

وافر و ذوق شکار داشت صنه

خون دیدهٔ عاشق کجا آلوده میسازد — کفش پایی کبار نگر حنا دارد و گرانیها

عظیم الشان شیخ علی نظیر ست فرزند دلبند شیخ ناصر علی سهرندی ست بخشش سرمایهٔ سوز

و گداز و بضاعت خنوری میسازد در عهد محمد شاه پادشاه بفراغ خاطر بسری برد در ۱۱۴۶

مرثیهٔ حیات علی گردانیده است

بضارت رفت یارانم گشت یا نجوا شاشد — خدا داند چه پیش آمد دل دیوانهٔ مارا
بود هم شوخ و هم شنگ خود آرامی دل — بجلاوس بود چشم تماشائی دل
دمی از شهر رفتم گوشه پرانداد دام — چو مرگان در سواد چشم آهو خانه دارم

عاشق آقا محمد اصفهانی بخلص دلاویز ست و حرفش در دانگیز و راه اصطلاح نداشت

بدار البقا گشیدانیده است

ز چشمانش کردم خدمتگاری دل — آخر عمر من و اول بیماری دل
گل چون توان کردن کدورتی تماشا — در گلزار بر بند و گلچین در چمن باشد

	رباعی
ای ساقی گلچهره دریابی سه	وی سرو سهی قامت عنابی سه

پرکن قدحی کہ زود خواہی دیدن　　خالی بکنار این چمن جائی ہست

عاجز عارف الدین خان اورنگ آبادی معاش از بخ ست پدرش بعہد عالمگیری وارد ہندوستان شدہ بمنصبی فقتخر گردیدہ وی از کلہ آصفجاہ منصب وجاگیر وخطاب نظامی یافت و در شاہجہانآباد از زندگانی مشست عارف الدین خان عاجز تاریخ مرگ او ست کہ خود گفتہ

از وست

بر مزار خشک تنوان یافت فیض چاکران ہیچ　　کجا کار شراب از نشۂ تریاک می آید

از کس نگشاد ہیچ بیخیال نگاہ کسیت　　استادہ سر منتظر گرد راہ کسیت

برق نسنجد نگہ در دل شرار آئینہ را　　سایہ حال تو سازد دو اضدار آئینہ را

عزت شیخ فضیلۃ الدین ساکن ہنلی مضاف صوبۂ اودہ بود بر جادۂ قناعت قدم مردمی داشت

اواخر مائۃ ثانی عشر از فانی رایگذاشت از وست

نکہت روضۂ رضوان پیام تو کی ست　　دم جان بخش مسیحا و کلام تو کی ست

ہر زمان رفتن تو تازہ بہ مرگم سازد　　رفتن عمر من و طرز خرام تو کی ست

بنشین کز سر ما شور قیامت برخاست　　فتنہ بر پا شدن حشر و قیام تو کی ست

کی ز دست تو بر د جان نسلامت عزت　　دست بردن بسر تیغ و سلام تو کی ست

عاصی نورالدین محمد خان از ملازمان نواب والاجاہ بود تلاش نیکو داشت و بہ بوزولی

طبع مضامین رنگین می بست او در سنۂ [illegible] در گذشت صنہ

تا بمیخانہ نشستست من و تست　　دور پیمانہ بدستست من و تست

جلوہ راست در آئینۂ دل　　شکن زلف کہ شکست من و تست

عشق زین الدین بامی در عنفوان شباب سالکی وارد ہندوستان شدہ تربیت از شاہ محمد پناہ قابل

یافت طبع موزون داشت در اوائل سنۂ [illegible] پا بدامن عدم کشید آزوست

دی میگذشت یار و نپرسید از عتاب من　　گفتم کہ عمر میرود و مرگ در قفاست

نامدار

عذری اسحق بیگ برادر کهتر مؤلف آتشکده است مرد عشق پیشه بود و بخن طراز و غزل انشا

قبای هستی برادر اول نشد چاک کرد منه ۵

نشد گر کار گر زخم تو ای بیداد گر ما را — مخور غم میکشد خود حسرت بسمل دگر ما را

شاد سازید پس از مرگ دل زار مرا — برسر تربتم آرید دل آزار مرا

نامدار

عاشق مولوی سید محمد عبد الودود متقوی اصلش از کاکر مضافات صوبهٔ الآباد است جوانی

بتقریب جاگیر در برهان رخت اقامت انداخت پیش عمدهٔ مدرسین رسد حالی کمکنه و نشست

وی ذوقی ادب بخدمت مولوی امین الله مدرس تکرده استعداد شایسته در علوم عقلیه و نقلیه

بهم رسانید و در مدرسهٔ آمده بتدریج بانتهای معقد رسید این ابیات از دیوان اوست ۵

ازین چینها که دارم هر جبین وقت دگر بینی — بصد لب میکنم تفسیر یک خمیازه پیرایا

نجابت زده ام تا گم نمودم ز فرقتش — بر دعوی ما شاهد ما بهره از دست

نکند صبر این دل نادان — کار با خلق جاهل افتادست

داغ دل از سینهٔ صد چاک عاشق خوش بهین — خنده دیوار بهر دیدن گلزار بس

نجابت

عجاد فقیر از اکابر کرمان و شعرا پاکیزه بیان بوده دقائش در سنهٔ القاق افتاده دیوانش

متداول است منه ۵

تو میندار که هرگز نشنیدم پندت — ای بسا خرقه که هر شسته او زنارست

طاعت ناقص من موجب غفران نشود — راضیم گر همه طاعت عصیان نشود

علمی

علمی لاری شمس الدین محمد در بدایت حال قاضی طرشت بوده بعد حج عنان همت از کون تافت

و در سنهٔ ۹۷۵ وفات یافته از وست ۵

نهاد بر سر زانو سر و نازش میتوان کردن — سخن کوته کنم عمر دراز ش میتوان کردن

عنایت

عنایت الله شیرازی خط نستعلیق بسیار خوب می نوشت و بدرگاه اکبری منصب داشت

کتابخانه ماسور بوده آنروست ۵

خود گرفتم که نیم دوست ولیکن احباط — حرفی از دشمن خود نیز شنیدن دارد

عبدالغنی بهائی در عهد اکبری بسند سیده وگاهی بر سم تجارت وگاهی بر سم ملازمت میگذرانید

از دست

گذشت و آینده در بیغ و هوس ست — عمری که شنیده همین یکنفس ست
سیدان از لست عمر کبی جوان رو — زان پیش که گویند فرو رفت و بس ست

عهدی محمد رحیم نام دارد بهمه اکبری بفوجداری سهرند سر بلند بوده و آخر فرصت خود بسوی کابل کشیده در شاعری طبعی داشته گویند از خواندن اشعار دیگران بنام خود مضایقه نمیکرد

منه

صد آرزو بدل گره از تار موی تست — دل نیست در برم گره آرزوی تست
دیدم آخرست بنشین که رخ تو سیر نیم — کر امید صد تمنا بهمین نگاه دارم
قسم زمانی از کوی آن ماه — تا بوت ما را بانا له و آه
یاران دهدم آرند و گویند — اسکم بند اسکم بند

علی رضا شیخ عبدالعزیز جونپوری و بتصوف دستی تمام داشته اصیانا شعر میگفت تا زور ست

پارستی دل کلک مانی فکرم — اگر بصفحه کشد نقش روی نیکویش
بخور چپ و با تمام نارسیده بجان — طمانگ نفز و رسد آسمان ابروی بیش

عصمتی اصلش از تبریز ست در اصفهان بکسب زرگری اشتغال داشته ازوی می آید

آمد گل و خندان شد و نورد زهم گذشت — گر بیست نگشتم و امروز هم گذشت

علی قلی ازبکان حکیم رکنا بوده و در شعر سلیقه خوش داشته منه

زنهار بلبلان ز دست خسان گلستانرا — بست بگذاشت و جهل مرکب بجوانرا
تسخیر کرد بیم ظالم از شهر و قاده امری — سر انگشتی تواند کرد خالی این مکانرا
نشگفت از سر افتاده دستار بر دارد — بهر زمین که سجده برد آسمان پدید است

عزی فیروزآبادی و طالب املی صاحب تشبیهات بود و شعر هموار انشا میکرد از اوست

شوخیکه مبادا دامنم خون کردن ۵ آمد چو پس از هزار عذر آمدن
بنشست زمانی و دلم با خود برد گویا آمد برای آنش بردن

عنوان محمد رضا از شعرای اصفهان نگارنده تبریز بوده کلامش عنوان صحیفه فصاحت و بلاغت

سجل ملاحت ست صفه

قد تو دیدم و سرو چمن زیاد م رفت زینت مصرع برجسته بر زبان ماند
ز چشم ست اینگاهی میکشایم بی جمال او نگاه از حسرت رویش گریبان پاره میماند
بیاکه هنوز سرمایه حیات مراه دیده مانده نگاهی و بر زبان سخنی

عرفی شیرازی شیخ جمال الدین از شاگردان شیخ حسین بن عبد الصمد بهائی گفته سحر بارود و ماروت عدد شعرای حرآفرین ست و نخبه بلغا فصاحت آئین شاعر گرانمایه ست و ماهر عقده پایه اول کسی از دولت بفتجور رسید بشیخ فیضی آشنا شد آخر در سیانه ناشکر آبها افتاد و بخانخانان مرتبط شده و شعر و اعتبار او روز افزون گردید تا آنکه بحرمی و سوسن سالگی وفا نموده ۹۹۳ در آغوش زمین خوابید عرفی در قصیده گوئی صاحب یدبیضاست اما غالب اوقات چندان خوب نیفتاده و غزل او شیوه اورتند سادات دارد و باعتقاد حکیم صادق پایه مثنوی او کمست دریدبیضا برای وی ترجمه راز نوشته و در نتائج الافکار گفته مذهب تشیع داشت و آله در ریاض الشعراء آورده در مجمع النفائس و قدرت در نتائج الافکار اشعار بسیار از غزلیات او آورده اند از اوست

تا تیز کرد دلبر سیاست نگاه را صد منت ست بر سر عاشق گناه را
چرا نخل نکنند چشم اشکبار مرا که آرزوی دل آورده در کنار مرا
جنس دین را چه کساد آمده عرفی در پیش که بجز مردم زهاد نخرد آن را
گر تخل وفا بر ندهد چشم تری هست تا ریشه در آب ست امید ثمری هست
دانم که شفیق اند طبیبان همه لیکن هم که نه معشوق نهد دشمن دلش ست

تا دم بتو سوگند ستم او که همیچگاه — اگر نشد که چاشنی تازیانه چیست
تا کی کنی بکاخ و دولت دیدار کس — اینقدر بهست که در سایه دیوار کیست
همین بس است دلیل بقای طاعم عشق — که یکشب چشم او در هزار سال گذشت
عشق میگویم و میگریم میزار — طفل ناوانم و اول سبق ست
بشوق دوست چیزارم که در شریعت عشق — گناه بی ادبی و خیال رسوائی ست
پرستم بگذشت بر دجانانه چنین باید — یک جرعه فرا هم کرد پیمانه چنین باید
نادیده جمال او مهرش زدلم نرود — ناکاشته می رود ایران دانه چنین باید
بیا بلا چون بعد ازین کوشش کند — کو عنایت قصد دیده بسیار آمد
دل راچه نسبتی که بدار الشفا برم — این کشته راز سایه تیغت کجا برم
چون زخم تازه و دوخته از خون لبالبم — ای وای اگر بشکوه و شور آشنا لبم
گر کام دل بگرد بمیسر شود زدوست — صد سال همچنان بتمنا گریستن
از یک رسید وعده کشاد نقاب کو — رفتیم تا دریچه صبح آفتاب کو
زخمی شم بن جوش امی گریه هنگام وصال او — که محجوب ست و میاید دلاکم انفعالی او

رباعی

عمری همه فریاد و فغان آمده ام — پر شور بیازار جهان آمده ام
ناکام و سیاه بخت و دلریش و نزار — آنطور که بایست چنان آمده ام

رباعی

عمری مژه ام ست و جهان مستی تو — آخر بچه مایه بار بر بستی تو
فردا ست که دست نقد فردوس بکف — جویای متاع دست دستی تو
زانسان که بماند و شود آسمان زآزارم — هزار سال پس از من جهان بیاساید
خلوت زم بنیاد دمی عالم کرد همیچگاه — از خلوت و وصال تو بیرون نمیرود

طنیان نازبین کہ جگر گوشۂ خلیل — آمد بزیر تیغ و شہید ش نمی کنند
دلم بروشنی آفتاب خندہ زند — کہ از زیارت شہباے تازہ می آید

عبدالقادر بدایونی جامع فنون فضائل بود و در تاریخ نویسی سلیقۂ شگرف داشت کسب کمالات نزد شیخ مبارک پدر فیضی و ابوالفضل کرد و اکثر مشایخ و علماء عصر را دریافت و صحبت داشت پیش امام اکبر بادشاہ بود و چہل سال با برہ و برادر نکو صاحب ماندا و منتخب التواریخ از حال این ہر دو خبر صحیح گرفت صاحب نفحات القدس شاگرد شیخ عبدالقادر سال وفات او سنہ اربع و الف نوشتہ طبع نظم ہم داشت این دو بیت از خود بنظم آورد

سر چشمۂ خضر ست دہانی کہ تو داری — ماہی ست دران چشمہ زبانی کہ تو داری
تصویر ہمہ قافلہ سیر ستم ست — سوئی آن بہ خوبخو — معاذ اللہ ازان ساعت کہ دونیمہ برگردد

عالمگیر بن شاہجہان بن جہانگیر سلطان کشور دین پروری و حصر سپہر عدل گستری بود آفتاب عالمتاب تاریخ ولادت اوست و آفتاب عالمتاب تاریخ جلوس این رباعی از کلام ملا ثابت نظم

اوست رباعی

دیروز پی گلاب سیر گردیم — پژمردہ گلی بدست آتش دیدیم
گفتم کہ چہ کردہ کہ میسوزندت — گفتا کہ درین باغ دمی خندیدیم

گویم در سلاطین تیموریہ کہ مدتی دراز کوس فرمانروائی در اقلیم ہندوستان نواختند بادشاہ این عدل و حق پرستی بنجاست چنانچہ تواریخ نگاران عہد او احوال او مفصل نوشتہ اند رسم کفر را از خاندان دولت برانداخت و در اشاعت احکام شرع و رقبہ فروگذاشت فتاوای ہندی در فقہ و سماجد کشیر و جامی تحانسار در ہندیکی از آثار حسنہ اوست و کلمات طیبات کہ مشہور بر قعات عالمگیری ست عجب عبارت ملیح و اشارت متین دارد

عزت خواجہ باقر شیرازی در سخن طرازان عزتی دارد و در نکتہ پردازان حرمتی از جوانی بشیوہ سخن پردازی اشتغال داشت و در عنفوان جوانی از ولایت بہندوستان آمد و دیگر دیوان او بخط خودش قریب پنجہزار بیت حاضر

در اثنای سخن شامل این چند بیت ازان گرفته شد

زاهد ان را نالهٔ مستانه زهر قاتل است — نعرهٔ شیریست تکبیر فسار روباه را
دل گرم گلبوسوز کز همشب مجلس ارشد — کمقراض از پر پروانه دارد شمع محفلها
چه هرزه‌ها که نکرد است باغبان مراد — نشاند شاخ گلی چون تو در کنار مرا
بگلبوساق مجلس بکوز رطلی نا صبح — که پنبه سرمینا خه بگوش مرا
ز تشنجی که بگل کرده اند روی ترا — توان ز نالهٔ بلبل شنید بوی ترا
عزت بکیسه ندهی آبروی خویش — آب گهر بخاک فروشد کسی چرا
تمکین که پیوسته سر از بال همای چیدم — دولتی نوشتم از سایهٔ دیوار نیکبخت
تو ندای سر بسودای عزیزان ورنه — یوسفی نیست که گرمی نشد بازار تو نیست
تا نشد گم ماه کنعانی بمقصد پی نبرد — وادی گم گشتگی دامان منزل بود دست
گوهر انصاف از درج لبی ظاهر نشد — هر زبان خلق حرف مسبحه تسبیح نیست
حرف نا سنجیده در کیش خردمندان خطاست — تیر روی ترکش دانشور تامل بود دست
تا نباشد غنچه را دل گل آخر نشکفد — گفت امروز بهر عشرت فردا خوش نیست
گر وید برق خرمن دلها خبر دهید — کاین نرگ شعله خوطعت رود و بان کیست
حسود را نتوان کرد از جدل خاموش — مگر بتیغ تغافل زبان بریده شود
آنکه دل داد بسودائی دو عالم عزت — مفلسی بود که یک خانه دو عالم نکرد
بچه امید بجوس پیروی عشق کند — چشمه هر چند ز اندازه بدریا نرسد
حاجت نبود چهره نمائی ز لاله گون کنی — حسن بسته آتش سوزان بپیچید
دلم احرام رفتن از سر کویت نمی بندد — حریم کعبه ایمن صید را دارالامان باشد
تکیه بر کوکب اقبال نمی باید کرد — ماه نقصانی و خورشید روانی دارد
سینه صافان که خاکستر نشین گردیده اند — در فن آئینه سازی هر کدام اسکندرند

گل زخم شهادت باغ بستان تازه میسازد — چرا عزت شهید خنجر قاتل نمیگردد

بحال خسته دلان تا ترا نظر باشد — دعا کنم که مرا در دو بیشتر باشد

اینقدر هم بی از تیر دعا میخواهم — که مرا همچو کمان با تو هم آغوش کند

خدا زچشم تو اسلام را نگه دارد — فرنگ زاده نگاه تو قصد ایمان کرد

بی بهشتی صفتان چند در آتش باشم — دارم از دوری این قوم خدایی که پرس

در بیگاه عشق خریدم فنای خویش — کردم نثار قاتل خود خون بهای خویش

ای مدعی ببال تو چون شاخ گل که من — یک گل نچیدم از چمن مدعای خویش

از بس زمانه در پی غمازی من ست — گشتم چو غنچه قفل در گفتگوی خویش

نشان زخم کسی نیست بر عقیق دلم — زاسم اعظم او نقش در نگین دارم

رجحان بر آب خضر دهم آب دیده را — دلهای مرده را کند احیا گر یقین

دست کسی بدامن خطش نمی رسد — امروز آفتاب بود تکیه گاه او

حاضر ترا ز تو بهیچکسی را ندیده ام — ای غائب از دو دیده مقابل نشسته

گیرم که احولانه کنم سیر قامتش — عمر دیده را زعیش دو بالا چه فائده

ما سر خود را بخصم بیمروت داده ایم — همت اهل کرم مشتاق سائل بوده ست

گر بکار معصیت می آمد آنهم بد نبود — نامه اعمال عزت فرد باطل بوده ست

عبد الله خان اوزبک پادشاه توران بود معاصر شاه سلیمان صفوی و امیر سخندان این بیتها ازوی ست

قسم بآه جهان سوز خود که می سوزم — بآتشی که سمندر حریف دودش نیست

بسنگ رخنه شد از بس گریستم بی تو — ز سنگ سخت ترم من که زیستم بی تو

مبارکباد عید آن دردمند بیکس و کورا — که نی کس را مبارکباد گوید نی کسی اورا

عالمی بخاری مدرس مدرسهٔ معنی شعاری ست از منتسبان امام قلیخان بود این بیت

از وست ؎

این نه تمام موبود بر تنِ پر گزند ما — سوخته ایم و میرود دود و زبند بند ما

عتابی مصاحب عادل شاه پادشاه بود از یاران حضوری می هفت سال در قلعهٔ گوالیار محبوس ماند ه از وست ؎

نمرد شیوهٔ دینی نمرد دنیائی — بهیچ چیز نمانی عجب تماشائی

رباعی

ای شاه ستاره خیل خورشید اقبال — وی از پی سجدهٔ تو گردون چو هلال

ایام تو عید ست دران روزه حرام — بزم تو بهشت ست دران باده حلال

عرشی یزدی طهماسپ قلی بیگ اول عهدی تخلص میکرد بعد ازطی عهد جوانی نظر به بلندی طبع عرشی تخلص گرفت و در خدمت شاه طهماسپ صفوی بسری برد و از ده هزار بیت

از قصاید وغیره انشا نمود از وست ؎

هر کس بزیر تیغ برویت نظاره کرد — زان پیشتر که گشته شود خونها گرفت

با من چرا مضائقه در جور میکنی — چیزی نخواستم که در آب و گل تو نیست

هر خط ای صبا ز چه گردی کنار من — دانسته مگر بجا میفرستمت

هر چند غیر لاف محبت ز مذهبت — ما را امید ها بدل بدگمان تست

خوش آن کسیکه اگر نایدش ز یار پیام — دهد قرار که بر قاصد اعتماد نکرد

گر زنده ایم هیچ بما جای طعن نیست — بوئی ترا ز باد صبا میتوان شنید

ما بی تو دیده از مژه خس پوش کرده ایم — تا رفته نظاره فراموش کرده ایم

گویند عرشی پسری کرده منظر داشت ظریفی او را دیده گفت مولانا این شعر را جهت

مخدوم زاده گفته ؎

تخم دیگر بکف آریم و بکاریم ز نو — کانچه کشتیم ز خجلت نتوان کرد درو

علی شیر نیستان سخنوری ست و مرد میدان معنی گستری و ذوالفقار کلکش تسخیر قلمرو بیان پرداخته و تصرف طبعش آفتاب سخن را از افق غزلی راجع ساخته کوثر سخن در اختیار اوست و سلمان غاشیه بردار او و مجد و طرز الفاظ و معانی ست و مستفید سلسلهٔ مجد دالف ثانی گل وابستگی بر سر داشت و جام استغنا در دست چاشنی گیر مشرب بلند بود و متمسک بطریقهٔ علیه نقشبند استفاده از شیخ محمد معصوم خلف مجدد نموده و در مثنوی زبان بمدح وی کشوده موطن و منشای او سهرند ست ابتدای حال بامیر زا فقیر الله مخاطب بسیفخان بدخشی چون جوهر با شمشیر ملازم بود و در رفاقتش بالله آباد و خرامید و چندی بسیر مجمع البحرین و باغ آتازه کرد و بعد فوت سیفخان بدیجا پور رفت و با ذوالفقار خان بن اسد خان وزیر اعظم خلد مکان موافق شد بلی علی بود ذوالفقاری بدست آورد و آخر الامر از دکن بهندوستان عطف عنان نموده و در دهلی بی نیاز آ میگذراند و همین جا در سنهٔ الف و هجرت الماوی خرامید و در جوار مزار شیخ نظام الدین اولیا مدفون گردید عمرش قریب شصت سال بود اگرچه غزل را باسلوب تازه جلوه داده اما در مثنوی بیضا می نماید هر چند برخی مثنوی گویان براه او رفته اما هیچکس با و نرسید و خط عجز بر بینی قلم کشید کلام ناصر علی در شش جهت عالم سائر و دائر ست و دیوانش از قالب طبع برآمده این چند بیت بنابر التزام نقش بیاض ایام می شود و بنا بر قانون کتاب بسواد تحریر می رسد ؎

باندازِ نگاهی بر دلے پرواد لِ ما را ... بموئی ساغرِ می بست ساقی محملِ ما را
نیست غیر از عشق در دنیوی منِ افسرده را ... شعله بنبش میدهد نبضِ چراغِ مرده را
بریدا ز دل جفایت رنگها نی آ ر زویم را ... چو ماهی در تنم خون شد سفید از زخم نشترها
عمر از کف رفته اما قامتِ آن بیوفا ست ... میتشاند هر که صیاد ست صیدِ جسته را
از آبلهای دل فریاد پرستان ... یک آبله در کام و زبان ست جرس را
هیچو آن عکسی که از آئینه بیرون میرود ... دام راه ما سگ و جان نشد زنجیر ها
تیز میشد زتنگی دل بسکه سینه ام ... چون رشتهای شمع سیکے گشت نالها

آهوان طرز رمیدن زمن آموخته اند
گر بدش چشم سیاه که نظر کرده مرا

بی ورده اند دل غفلت گرفته ام
قفلیکه زنگ بست شکستن کلید اوست

توبه بار انفس باز پسین دست روست
تا چه خیر دیر رسیدی در منزل بستند

تلافی گر کند بیداد چشمت را شکر خندی
چو رنگ رفته می آید بجا خون شهیدانت

چشم پوشیدم تجلی در فضای سینه شد
خوشتر از ضبط نگه شمعی حریم دل نداشت

عشق از پرده برون آمد و آوازم داد
بردار از هر دو جهان دور و بپرداز مرا داد

نه پسندید که بی برگ و نوا آواره کند
جگر لعل و گهر چشم گهرسازم داد

آمتیاز شهر و صحرا داشت از نقص جنون
ورنه مجنون را خرابیهای خود ویرانه بود

یک شهر چشم خوش نگهان فرش راه اوست
آنجا که سر مه کرد کند جلوه گاه اوست

بس بود یک جنبش ابروی تیغ قاتلم
میتوان از سایه شمشیر کردن لسملم

گوارا میست عشرت طبع ناپرهیزگاران را
چه لذت از نشاط عید باشد روزه خواران را

دوشش یک لحظه بخواب آمینه یار شدم
طپش دل چه ستم کرد که بیدار شدم

خوی نازک بدل من چه ستمها که نکرد
شیشه بر شیشه زدن کار چه خارا که نکرد

قد آراخلقتی در عالم امکان نمی باشد
دل تنگی نیاز آورده ام این جا بر زبان را

خود نمائی ست گذشتن ز لباسی که مراست
آشیان گم کرده چون من گرفتارش مباد

انتقام داد خواهان قیامت شد تمام
می فشاند چشم قاتل سرمه بر شورم هنوز

بود و نیاود دین پشت و رخ آمینه بستی
بزرگ آید وجود خویشتن در چشم شاهان را

خشم اهل کرم از لطف بخیلان بهتر
تشنه را آتش یاقوت به از آب بقاست

کلاه سلطنت خسروان شکست نداد
نمیزد نداگر پشت با فقیر انشن ✦

سیر از جهان شدم بگذار غنای خویش
چون اشتهای سوخته گشتم غذای خویش

تو چون در جلوه آئی عزم جان بیتاب میگردد
تجلی بیکند برقی که آتش آب میگردد

مدار دیرت دل تا آب حسن بیحجابش را
که باشد صافی آئینه شبنم آفتابش را

نظر با غافل و عالم پر از کیفیت حسنش
باو حکم پری دیشیده ها رنگ شرابش را

بشوخی بیدلی او با سحر چون مقابل شد
کلامین بی ادب تعلیم فرماشد کبابش را

درین محراکه ای تشنه لب جان داد جز ما
که از شمشیر جانگریبان پاره شد موج حبابش را

بشرح حرف بی صوت ست مژگان شبیه بیش
نمیدانم که داد این سرمه چشم خوابش را

نمانم دل شکیبی کیست لیکن اینقدر دانم
که از شمشیر او رنگی ست موج اضطرابش را

محبت جاده دار و نان در خلوت ولما
چو تار سبحه گم کرد این رو زیر عنابش را

تو چون سائی شوی در تنگ ظرفی نمی ماند
بقدر بحر باشد وسعت آغوش سحابش را

تو ره از کثرت اسباب بر خود تنگ میسازی
مبکره جان چو بوی گل فروریزد نقابش را

بقدر همت را نها شد تکمیل برخوردی کس
نمیدانم افلاک بی چو چب وطناب استاد ست

آزو صد ابروان مژگان باب داده اند
این تیغ را بزهر ستم آب داده اند

از ایتقدر شکست دنیا بهر چیست
این قصر را بهر تو خراب داده اند

پیش از همه شاهان غیور آمده
هر چند که آخر بظهور آمدهٔ

ای ختم رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدی زراه دور آمدی

عالی میرزا محمد تقی خان شیرازی جامع فنون کمال ست و اهجو بعد عدیم المثال قاصمه هوش شکن
ان ریز ست بلکه صور قیامت انگیز پرسش حکیم فتح الدین علم حکیم حسن خان ست که در هند
شاه عالم صاحبقران بهم رسانید میرزا در چند سالگی در صغر سن همراه پدر بشیراز رفت
سب کمال نمود و برگشت و بخدمت شفیعای یزدی تلمذ نمود و در سلک نوکران خلد مکان
ستیاز یافت و در سنه الف بخطاب نصتخان و داروغگی باورچی خانه نعمت فراوان اندوخت
شکر نعمت واجب و اجب تاریخ یافت بعد و خطاب بمقرب خان و داروغگی جواهر خانه نیز یافت

دولت بدست آورد و بعد خلد مکان ملازم محمد اعظم شاه شد و بعد کشته شدنش از شاه عالم بخطاب دانشمند خان سرمایهٔ مباهات اندوخت میرزا محمد در نظم و نثر قدرت عالی و در فضل طبع خالی دارد خصوص در روادی نثر طلسم حیرت می بندد دیوانش مسمی بسخن عالی بنظر در آمد این چند بیت ازان ملتقط گردید

نخواهد کرد ترک بت پرستیها دل ایمم — که چون سنگ سلیمانی ست مادرزاد نامم
کار باطرف جفا پیشه افتاده مرا — که نه یاد دم کند و نی رود از یاد مرا
سوز آبی چو رسد دانه ثمر ساز شود — تا نسوزی نجا شکند تا گرهی باز شود
میکند باز این دل شوریده آزار خودش — من چرا منعش کنم او داند و کار خودش
رشتهٔ حیرانم را نیچ رشتهٔ تسبیح — صد گره بکار افتاد و تا بیار پیوستم
نقش پائی او بهر گامی کند جان در تنم — خاک راه دوست گشتن آب حیوان من ست
یار را در بر گرفتن کے فراموشم شود — کی رود از یاد کس چیزی که از بر میکند
دین و دل کردم بشستم از دست من کشید — در من نماند جز نفس آن هم کشیدنی نست
تیر داغی کز بود هیچ کم از ماتم نیست — میکند سایه بر نخل سیه پوشم مرا
کشت امید مرا نشو و نما معکوس شد — ره بپائین میکشد تخم چو باران دانهام
بیرم وصل او کاش اینقدر هم میشدم محرم — که چون آئینه حرفی از پس دیوار میگفتم
گو کپ سوخته میکرد گرامی مددے — همچو آتش دل سنگ تو جا میکردم
بجائی نامه شمع روشنی دادیم تا صدا — که طومار ی ست شرح سوز و پیغام زبانی هم
از عصائی خویش طفلی را جنیبت میکشم — از رکابش دور رو قت نیسواری نیستم
کاملان را همت بیگانگی از دوست دوست — حاجت گر بوشش پرکار نشد مانی را
رنگ پریده از خجلت گل گرد راه کیست — پنهان میان دیدهٔ نرگس نگاه کیست
گیرد نگه چشم تو شاید بمژگانش — رحم کرده ترا آهوی صحرا ست غزالی

بیاض گردنت از بوسه هر جا نقطه میخواهد
بپستم ساعتی بسیار و بسیار انتخابم کن

هر که پرسد این سخن عمر دوباره چون شود
از برما دمی برو باز بیا که همچنین

خاک ملیح هند نگار عالم است
تخمی که سبز گشته در تخم آدم است

خود نا توان دلی هنر آموز مردم اند
پیران قد خمیده کمان کسب داده اند

قفل زلف خود برونی زار میسازد مرا
آخر آن هندو پسر زنار میسازد مرا

خوش نمی آید دل آسوده محبوب مرا
برشود با هر که گوید پیش او خوب مرا

کجا بر آب بهم خورده صورت بست نقاش
میسر نیست نقش مدعای مشوش را

چو یار محرم بزم شراب کرد مرا
نگاه گرم رقیبان کباب کرد مرا

ز بیش رفت بباد انچه بود در گرسم
چو گل شگفتگی دل خراب کرد مرا

ببین بر آینه سیماب تا شود روشن
که سیکشد غم دیدار بیقراران را

ذره ام امید وار پرتوی از آفتاب
ای سحاب بیمروت میشوی مائل چرا

نمیکند فرزند آخر دعوی مال پدر
میوه از خورشید گیرد رنگ از گل بو و آ

هر که یکبار بکسانی نساند خود را
این محال است که تا خانه نساند خود را

در نشاط آرد وصال دوستان مشتاق را
علقه صحبت نمی باشد کم از جام شراب

نمیشکر بر بند بند خویش نخجیر است
تا بدانی هیچ نوشی در جهان بی نیش نیست

دم شد شیر چو بر سنگ رسد برگردد
سخن تند بآسنگدلان نادانی ست

در نعمت بخت سیاهی دارم و چشم تری
از سواد هند تا سرحد جیحون از من ست

مصیبتی ست ملاقات مردم عالم
ببین که دست ز دنیا بسر سلام شده ست

ترسم آن مهین بدن باشد در آغوش قصب
دیده ام تقویم را امشب قمر در عقرب ست

گاهلی در کار خود مجنون چرا کرد ایتقدر
مردن عاشق بآهی یا نگاهی بیش نیست

فیض را افتاد و لکوهی قناعت یافته ست
سایه بال همانوز سعادت یافته ست

اهل غفلت را بد نیا نیک و بد معلوم نیست — خواب شب تعبیر خواهد یافت چون فردا شود
سوز و سیع و فضه زاد راک عهد تست — ورنه کدام نفع بعمر دراز بود
اهل سعادت از پی امید نمی شوند — بر تیر هیچکس پر و بال همانده
چون دل از کار شد از کام شدم شیرین کام — آخر این شیشه شکستند و بناتم دادند
بیخودی فرصت تصویر بتقاش نداد — جان کشید از تن و جانان نکشیدست هنوز
تخته دشق گدائی چند باشد نان غیر — می شوم شرمنده پیش هر که مهمان میشوم
همرهت یکنفس نگذاشت دل را پیش پا — اینقدر هم لائق بی اعتباری نیستم
بیتو هرگاه تماشای گلستان کردم — همچو گل دامن خود پر ز گریبان کردم
یا بی رنگ زرد نشاط نهان من — چون زعفران یکی هست بهار و خزان من
از جور عشق شکوه کجا بشنود کسی — رنگی که بشکند چه صدا بشنود کسی

عصمتی از طایفهٔ زنان بود و طبع نظم داشت از وی می آید

از پا شکستگان طلب کعبه مشکل است — آن کعبه که دست و به کعبه دل است

عشرت حکیم محمد رضا یزدجردی در بلده خرم آباد از کهنه شاعران بود عمرش از هفتاد سال در گذشته در طبابت ید بیضا داشت از دست

جلوه در دل از ان قامت رعنا دارم — خبری تازه از ان عالم بالا دارم
رگ جان در تنم چون رشته پر تاب میپیچد — نفس در سینه ام چون حلقه گرداب می پیچد
بهر کس دولت دنیا بآئینی اثر بخشد — بهر برجی رود خورشید تاثیری دگر بخشد
فروغ بخت و طالع تا چه باشد طبع کامل را — که یک پرتو بود شمع مزار و شمع محفل را

عالی میرزا محمدی تبریزی در اصفهان نشو و نما یافته قدری از اوقات را بتحصیل صرف نموده ذکاء و شعوری قوی داشت در هیئت و نجوم خاصة مهارت بهم رسانیده و از خدمت افاضل استفاده کرده هر طب و یا بس که بیاشش میرسید حقائق و معارف پیدا نشته

چراغ خانهٔ آیینه روشن شد ز خاکستر
تو هم ای بیخبر یکبار آتش زن بسامانها

بی تحصیل روزی هرزه میتازی نمیدانی
که گندم را سفید از انتظار گشت مژگانها

کلید قفل چون دیدم ز یک آهن یقینم شد
که اسباب گشایش در گره دارند مشکلها

سینهٔ صافان رانی باشد غبار کینه ها
دیده باشی صحبت خاکستر و آیینه ها

ندارد چهرهٔ ام رنگی ز جوش ناتوانیها
چو گل تا راج چیدین رفته ام در نوجوانیها

روز و شب عاقل ز شرم نالهای بی اثر
سر بجای سینه مانند جرس داریم ما

ساقی پیاله گیر که بی نشهٔ شراب
شرمندگی ز روی هوا میکشیم ما

راضیم بر سر گشتن ای فلک کوساعتی
همچو مژگان گرد چشم یار گردانی مرا

هر کرا زین سبحه گردانان تماشا کرده ایم
چون سلیمانی دلی در حلقهٔ ما نارد است

از خوشامد نیفزاید در تنگ ظرفان غرور
شیشها را بی نفس سامان بالیدن نجاست

پروانه را الشمع دلالت کند سیکند
در کاروان شوق همان شوق رهبرست

بر دوش یکدگر این همه بار امل مبند
ای نخل سیر برگ ترا ریشه نازک ست

دانهٔ سبز را با آسیا سخت ست کار
بیغان را گر بش اختر بلای دیگرست

کدام تشنه جگر گرم جانفشانی بود
که آب جدول شمشیر در روانی بود

به پیش آیینهٔ بی غبار شمشیرش
نفس شماری عاشق چه زندگانی بود

بی قامت بلند تو از برگ برگ سرو
در جامه خواب فاخته سوزن شکسته ست

عبث در آرزوی نوجوانان پیر میگردد
کجا در شیشهٔ عینک پری تسخیر میگردد

پیر نیج محال ست بفردوس رسیدن
همواری ره گلشن کشمیر ندارد

یکقلم در آرزوی لعل و مرجان سوختند
دوزخ دنیاپرستان آتش خاموش بود

ز زنجیر تعلق هر زمان آوازمی آید
که گر از خود برانی خانه ما هم در بی دارد

ز بس جام طرب در بزم امکان دیگردد
رسد تا نشئهٔ صهبا دماغم پیر میگردد

فیض آب دیده نتوان یافت دامن تنو — کاشکی زاهد بجای ریش مژگان تر کند
امتیاز گوهر مادر وطن مستور بود — باده آبی بود تا در شیشهٔ انگور بود
میتوان از زود سیر بهای انجم یافتن — آسمان هم یک چراغان اب باد بس
سالها از بهر دنیا حلقه بر در زدم — پشت پا جائیکه باید زد ز غفلت سر زدم
بیاد قامتش چون عشق پیچان رجعتی عاقل — بپای سرو افتادم بشاخ نخل پیچیدم
در شکیج محنت از کسب هنر افتاده ام — چون کمان حلقه خم گردیدهٔ زور خودم
از دل بکوی یار سراغی گرفته ایم — دیوانه را بکوچهٔ باغی گرفته ایم
بیدماغی سیر دیگر برنمی تابد مگر — بادهٔ آتش زنم گلگشت نیلوفر کنم
عبرتا رانشهٔ عبرت فزود از دیگران — رفتگان پیمانه پر کردند و ما صهبا زدیم
خون بط شراب کم از خون خوک نیست — ای پیغمبر جز ز شکار پلید کن
تا کی ز سیر گلشن دامن کشیده رفتن — فریاد نکهت گل باید شنیده رفتن
راه کدام فطرت رسم کدام هوس ست — صد در دو سر خریدن از منصب نیازی

عارف محمد عارف بلگرامی از عنفوان شعور بگلگشت کوچهٔ سخن خرامید و در فن فارسی و هندی کمالی بهم رسانید این چند بیت ثمرات فکرت اوست ؎

نیست معلوم که چشم ز خم من چون می پرد — شاید از مژگان او آمد پیام بوسه

وله

مشو برای کباب بے باقتی محتاج — چو سنگ از جگر خویشتن شرار طلب

وله

چون صریر خامه نبود نالهام را آنقدر — سرمه می سازد بلند آواز فریادم مرا

رباعی

ختم آمد منشور ولایت بر تو — انجام صحیفهٔ هدایت بر تو

تعقیب خلافت تو برجا باشد　　چون بست مدار هر نهایت برتو

عزلت میر عبدالولی بن سید سعدالله سلونی سورتی از مستعدان وقت بود و در معقولات حیثیتی خوب بهم رسانده میرآزاد او را دیده و این چند بیت از دیوان مختصر اوست ؎

نشود مرد کسے کوه گرانے جا برداشت　　رستم ست آنکه دل و دست ز دنیا برداشت

بگذر مژه شوخی یاران عصر تکیه مکن　　که چون معانقهٔ عیدا عتمادی نیست

دلم افسرده خواهد ماند یا وامی شود روزے　　ندانم غنچه ام در دست گلچین یا صبا افتد

سر برنداشت نکهت گلشن ز شرم او　　بوئی گلی نبود که یاد حنا نداشت

خدا ناکرده گر صیاد از دانه رها سازد　　اسیر حلقه بر گردیدنش گردم

غطیما از عظماء شعراء نیشاپور پسر ملا صیدی صاحب دیوان غزل و قصاید و مثنوی مسمی بغوز عظیم ست و فاتحش در سلالا بوده غزل سلسلش در نهایت خوبی ست و شهرت دارد مطلعش اینست ؎

قاصد آمد گفتمش آن ماه سیمین بر چه گفت　　گفت با هجر مه بساز گفتمش دیگر چه گفت

عشقی سید برکت الله بن سید اویس بلگرامی ملقب بصاحب البرکات در ماربره در نسب تو وطن گرفت و همواره چراغ ارشاد می افروخت و احیانا لباس فارسی و هندی بر قامت معنی موزون سیدوخت ریاض عشق نام دیوانی مختصر دارد منظور نظرش ضبط حقائق بود

از وی می آید ؎

بر سر پیر مغان باش و می پرستی کن　　ز لعل ساقی ما جرعه گیر و مستی کن

چشم حیرت پیشه را خار و گل رعنائی ست　　دل خرابی دیده را آباد می و صحرائی ست

چشم دل داریم دیگر از نگاه ما مپرس　　گرد کوی خویش میگردیم راه ما مپرس

خانهٔ دیده شود رشک پریخانه چنین　　گر قدم رنجه کند یار بسر منزل ما

نعروجی تخلص سلطان فیروز شاه بهمنی ست بشوکت و عظمت از دیگر شاهان بهمنیه امتیاز

داشت و آنجا ماندن باو بلند آوازه گشت در ۱۲۵۵ درگذشت این ابیات ازوی ست

کرشمه جنبش آموزست مژگان دراز ترا — ستم کردوست واجب هرزمان تعلیم نازش را
محبت چاک بر دل میزند هرگه که در رزمی — بخود مخصوص دیدم تغافلهای نازش را
مبادا آسیب نقصان بابداز سوز دل ما — بدل چون ره دهد اندیشه زلف دراز ترا

رباعی

در آتشش هزار فکر زائل سوخت — اندیشه بهر خیال باطل سوخت
این نقد خزیده دانست بکوش — تا صرف بجنبهای باطل نکنی

عبد الجلیل حسینی اصلی بلگرامی نسخه جامع اصناف علوم و لوح محفوظ اسرار منطوق و مفهوم جام جهان نمای جلائل صفات و فلک معدن عالم کمالات برهان ساطع ربانی حجت لامعه نوع انسانی ست تقوی آب گوهرش و عرفان بادهٔ ساغرش تلمیذ شیخ علامی تقشبندی سید مبارک بلگرامی شاگرد شیخ نور الحق بن عبد الحق دهلوی بود در فقه و لغت و تاریخ و موسیقی شانی بلند داشت قاموس از اول تا آخر بر لوک زبان او بود از عمدهٔ بلغا زمان محمد شاه پادشاه دستور امرای عظام مثل نواب امین الدوله بهادر انصاری سنبهلی و نواب صمصام الدوله میر بخشی محمد شاه و غیره در تعظیم و اجلال وی بسیار میکوشیدند و سید علی مصطفی صاحب سلافة العصر او دیده و فالش در دهلی بسیاله واقع شده چند ماه در بی میرزا در بلگرام بود عزت آزاد بجهت آشنائی دراز و افسانهای دلنواز از احوالش در خزانهٔ عامره سرو آزاد نوشته اند وحق خدمت چنانکه باید و شاید گذارده و در ربیع وی قصاید غرا پرداخته و در بیاض خود قصاید او را جمع نموده و راجسته جست ذکر کرده حکایت آن همه در این جریده دراز

بخواندنا چار برچند اشعار از کلام بلاغت نظام او اکتفا میرود

نرگس سیران شهنشه با برکات — چرخ از اداب او شد و شیرین حرکات
سند زمین عهد بمشرت مهدش — بارید سحاب ابر بوقت و نبات

Digitized by Google

غمزه و عشوه کو لایق آیا مرا دلست — رو بسوی شب کن اے چراغ پا
نرگس مژگان نگار دیده بیمار تو نخواری — بالا گردانی برگشته مژگانت تماشا کن
بانگ هزار تو ای هزار و لاله و گلشن — ستاد و قصه و یکف در پیاله یاقوت
شاعر شعر را در سواد نامه چنان کرده ایم — صبح محشر سپید داد صفحه کاتب ما
تا نفس مرا شغل انوار بدست است — مدد ما همه شب کاسه گدا در بدست است
از سینه پر سوز من احوال چه پرسی — هر آه من سوخته طومار بدست است
هر اه کز جور دو چشم تو بدل بود — هر گان تو تیر کاهش آن خار بدست است
تا از نی پسر مدد هوش زنی — چشم سیاهش سیاه سرشار بدست است
بیهوش کن غمزه ات از جنبش ابرو — زانرو که کلید در خمار بدست است
آهوش مرا فرق نگاه تو نیست — ابروی ترا قبضه کشتار بدست است
یکدور بکام دل عاشق نزدم چرخ — ساقی فلک جام نگونسار بدست است
زان میر جلیل این غزل چون گهر سفت — گوسار گه از ابر گهر بار بدست است

در قصیده در ذکر تکیه میر سیکهریت

بود در حصن اگره مجلس — هیچ منظوم صنع ابدم
داشت عیشی در کنج عافیتی — خاطر آسوده تر ز صید حرم
نزد سیاه نره او باش — اکبر آباد و قلعه محکم
چون مرا این سپهر پیر بجور — شعار ز دشمن و اوز عالم
خسرو دین پناه شاه جهان — آب و رنگ جهان فضل و کرم
بخشی ملک اجازت داد — تا کشد لشکر ظفر پرچم
آن امیر جماعه و امرا — چون حسین علی بر سر شیم
قرة العین حیدر کرار — شه پر منصه سپه آدم

جود او شهره دیار عرب — تیغ او ضابط بلاد عجم
ناز دوران بستیش بموشب — بالدار بمقش علوهم
میکند با جماعه دلریش — لطف او انچه میکند مردم
غوطه در جود او زند دریا — لطمه از دست او خورد قلزم
هست سیاح جود او بسحاب — همچو مقیاس فرسخ بورم
تیغ او شد بفرق اعدا غرق — همچو حرفی که میشود منعم
در دل خصم او درآید سهم — چون درآید بر اهل خود محرم
باکفش سر بساعد او — همچو دلوی است با رسن منضم
ظفر از فوج او شود پیدا — فتح با تیغ او بود توام
آمد و قلعه را محاصره کرد — همچو انگشت و حلقه خاتم
ز اطراف هم مخالف سرکش — کوششی داشت و ثبات قدم
دست و پا زد درون قلعه بسے — چون نبینی که وا جهد لشکم
کار بر اهل حصن شد دشوار — مرگ منقطع زندگی بسهم
قلعه شد بر جماعه اعدا — از مصیبت چو حلقه ماتم
شد برون آمدن چنان دشوار — که سخن از زبان اهل بکم
از برون هم رهی رسد شب و روز — چون نفوذ نصه ابگوش اصم

و در قصیده مدحیه اصفهان گفته است

شبه بکف او بحر چون تواند شد — که نقص چیزی بود مجرا بالبقا
حباب نیست که بحر از تشبه کف او — کلاه فخر نهد جشن از خوشی بهوا
رسن زنی زده بر بیستان بکشتی — گر و سوال کن چون قلندری دریا
زبیم گشت بجوش محیط نالیدند — گواه اوست برین بیم رعشه اعضا

گرفت خنجر مینی ز دوزد بنشش او — چنانکه خلق ز بهر دش اصلاح میبری
چو او ندیده امیری بهذیب الاخلاق — بعینک بده و محراب پیشت دوتا
مثال وی صعوبه بود بپاکی ذات — نشان عقل نیم لو بلخصه دزکا
صفائی آینه راهی او بود چندان — که می نماید از و انچه رود بصدر فردا
کریم زدست گهربار او بود ممنون — ظفر به تیغ چمن کار او بود شیدا
گره گره بنود نیز در عصب و شکنش — که بند گشته در و جا بجا دل اعدا

ودر مرثیه شهادت امیر الامرا سید حسین علیخان گفته است

آثار کربلاست عیان از حسین هند — زد جوشش خون آل نبی از زمین هند
شد فاتح حسین عمل تازه جهان — سادات گشته از مصیبت غمین هند
نیلی بست زین سفا لعه پیرا هن عرب — وز خون گریه سرخ شد است آستین هند
گیتی چو اسیاه گرد و زرد و دخشم — خاموش شد چراغ نشاط آفرین هند
هنا تخیین مصیبت عظمی ندیده دست — دیدیم داستان شهور رسین هند
از داغ دل ز دیده چو افغان اشک جوش — این است نوبهار گل آتشین هند
ماهی در آب می طپد و مرغ در هوا — از شیون عظیم امیر حسین هند
فرزند مصطفی خلف الصدق مرتضی — کز روی فخر بود بدانش امین هند
رستم نشان حسین علیخان شهید شد — از فجری که بود نهان در کمین هند
آن مقتدری که از تسلم تیغ بارما — تحریر کرد نسخه فتح مبین هند
تیغش بروز معرکه خصم تیره بخت — چون برق می شکافت صفا هنین هند
در باولی کریم و نبا هر عنا یتش — شادابی بهشت برین هم هند
از بهر هر فلک زده عالیجناب او — در تکیه از مادر شه حسین هند
منقاد او شدند ز ان سرکشان دهر — کز داغ ضبط کرد نشان بر سرین هند

هند از شهادتش تن بی روح گشته سست — یعنی که بود او نفس واپسین هند

عالم چو قیر در نظر خلق شد سیاه — افتاد تا ز خاتم دهر آن نگین هند

دل چاک چاک گشت و جگر داغ داغ شد — زین غم که گشت ز هر همه تن انگبین هند

گردون ز اختران همه تن اشک گشته سست — در اعتنا ، ماتم رکن رکین هند

استرجع الملائک و استعبر الفلک — فی هذه المصیبة سبحٰ الدین هند

از دست ابن ملجم ثانی شهید شد — گوئی ز کوفه سست گل ماتمین هند

تا کربلا و تا نجف و تا مدینه رفت — سیلاب خون دیده و آه و انین هند

ای دوستان آل و محبان اهل بیت — غمگین شوید بهر حسین حزین هند

تا حق اهلبیت رسالت ادا شود — بر رغم این جماعهٔ منصوبه بین هند

از کلک من بمرثیهٔ سید شهید — این چند بیت ریخت چو در ثمین هند

رضوان حق چو سبزه قرین ضریح او — تا هست حسن سبز بگیتی قرین هند

سال شهادتش قلم واسطی نوشت — قتل حسین کرد یزید لعین هند

رباعی

نعت خواجهٔ کونین کرد میر جلیل — ز شعر حافظ تضمین مصرع زیبا

شگافت بحر کلیم از عصا تو مه ز انگشت — ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا

عجیب سید قریش بلگرامی برادر خاله زاد حقیقی میر عبدالجلیل مذکور سست خوش خلق و ظریف طبع بود سلیقهٔ نظم داشت اواخر ایام زندگانی همراه نواب مبارز الملک سردار خان توانی جانب گجرات رفت و در ۱۱۷۴ با اسپ غائب گردید و نوعی تو سن را جلو ریز ساخت که گردی از هیچ جا برنخاست عمرش قریب بشصت سال بود در مدح سیدی میگوید

گل همان به که ز گلزار پیمبر باشد — مل همان به که ز میخانهٔ کوثر باشد

گوهر آن نیست که از لطف نیسان زاید — گوهر آنست که از معدن سید باشد

ای خوشا تازه نهالی که بستان شرف — دست پرورده ز زهرا و مطهر باشد

آنکه از جبههٔ او نور سیادت پیداست — عالم افروز ترانه نیر اکبر باشد
در زمینی که بخندد گل حسن خلقش — هر کف خاک بخاصیت عنبر باشد
چشم بد دور ز سیمای حسینی نسبی — چمن آرائی جهان این گل احمر باشد
مدح او را نتوان در قلم آورد عجیب — زانکه از حوصلهٔ خامه فزون تر باشد

عظیم الدین ابن سید نجابت بلکرامی از آغاز سن وقوف بتتبع شعر پرداخت و قماش نظم و نثر را خوب شناخت و بنا بر مناسبت فطری گاهی خود هم سخن موزون می نمود و در فکر بر روی خود گشود و در کوچهٔ تصوف رایت بلندی افراشت همه فور عظیم تاریخ وفات ست این دو سه شعر نمونهٔ فکر اوست

داغ بر دل دارم و چون لاله میرایم هنوز — آتشم اما چو صهبا عالم آبم هنوز
عالمی پروانه شد آن شمع قامت را ببین — در دل شب جلوه صبح قیامت را ببین
خواب بیداری شهم تو عجب معجونی ست — هم آسیمه از سستی و هشیار بها
شرح مسئلهٔ خویش که از کوثر لبت — یک جرعه خونهائی شهیدان نوشته اند

سلطان ولوی عبادت خان در اصل باشنده موقایم گنج ضلع فرخ آباد بود و صاحب فضیلت و سخنوری خداداد
[illegible] بنا بر آن با دلبسر برد و کسب علوم و فنون فرمود و شاگرد مولوی محمد سهیل شهید دهلوی رحمت
و بیعت بها با سید احمد بریلوی مرحوم مجاهد آورد و در نثر و نظم نشانی بلند و مکانتی ارجمند داشت و در فن
طبابت دم عیسی می نمود امام بخش صهبائی دهلوی شاگرد اوست بعد مراجعت از دهلی ملازمت نواب
سید محمد خان بهادر شمس آبادی داماد و وزیر صوبه اوده گزید و در سلک متوسلانش منخرط گردید وفات
او بعد انجام ۱۲۶۲ بعارضهٔ تپ محرق اتفاق افتاد تاریخش بنیاد سخن فنا دست نقش سخن چنین می بندد

شب حیرت چه دانی با دل غمگین که چون کردم — فشردم آنقدر در سینه تنگش که خون کردم
چون سایه تا توانم سر بدر گذاشته ام — از سر گذشته ایم همین سر گذشت ماست
دل گر همه شمع ست نمی بایدم این شمع — من باشم و این سینه و این داغ تو باشد
هر جا ز محبتی سخن هست — وانگویه ببیدل تو باشد

قسمی باصول بردم تیغ — اندازهٔ بسمل تو باشد

بازهوئی نامرادت هوش از سر دیوانه برد — راست گوید خلق هوئی بس بود دیوانه را

آمی قضا این شادی و آرام از بهر که بود — گر چنین سرگشته و ناشاد میکردی مرا

گر بغرض شوق حوادث بود ازایجاد من — بدنبود از سنگ گر ایجاد میکردی مرا

برگشید نهائی دوران اوج داری بیش نیست — همچو نرگس بر سر این دار خوابیدن چرا

عروج نشئهٔ فقرم بجام جم نمیگنجم — بخود بالیده ام یعنی بظرف کم نمیگنجم

من و گل چینی آتشکدهٔ داغ کسے — تماشائی گل و لاله چکار ست مرا

آن دل نمانده ست مرا ای ستمگران — کز بهر غمزهای شما دل گذارش

دل میرود بسوی تو جان هم روان کنم — کی شرط دوستی ست که تنها گذارش

آنکه جان داد بلب صورت بیجانی را — کاشش میدادلی بیدل حیرانی را

همچو گل آتش افسرده ما شعله نداد — تا نجنباند صبا گوشهٔ دامانی را

علوی آن گریه که در روز وصالش کردی — تا چه در کیسه نهادی شب هجرانی را

خود پسندی چقدر بر درد زرابست و اطفل — که شدی چهره بآئینهٔ و آبش کردی

سنبل از حال پریشانی دل با تو نوشت — فرصتت باد سر زلف جوابش کردی

چشم مستت بتبوال دل ما سر فه نداد — ورنه زین قصه چه حاصل که کبابش کردی

علوی خیر طلب قابل بیداد نبود — آنکه آباد تو میخواست خرابش کردی

نخواست غارت دست زمانه باغ مرا — درون سینه نهان داشت عشق داغ مرا

وفا پرست سر کاکل تو ام مگذار — که بوی مشک پریشان کند دماغ مرا

اسیر تلخی نزع ست جان بسمل ما — که زهر چشم بتان می تراود از دل ما

گذشت عمر و رسانید بر وجود عدم — قضا بگردش چشمی که بست محمل ما

نصیب حاصل ما نیست گر همین جز برق — نصیب برق شود کاش جمله حاصل ما

دلم شکست ستمهای زلف او یارب — شکسته‌تر شود آنکس که بشکند دل ما
آشکم رود از دیده و مقدار نداند — این نو قدم اندازهٔ رفتار نداند
گر جیب نماند دست بر نجیر آویز — آن کن که کسی هیچ نکند و بیکار نداند
جان می‌طلبد در بدل نیم نگاهی — نقصان خود و سود خریدار نداند

علیخان میرزا در شعر و انشا بغایت دقیقه‌سنج و نکته‌یاب بود در وطن خود بلده کلبا لکان انتقال نمود این ابیات از وست ؎

لبریز نظاره‌ام گشت دو عالم — از بس تماشای تو با این نگاهم
شب هجر تو در فانوس تن چون شمع کافوری — فروزان آستخوانم شد ز تاب گرمی شبها

علم‌الهدی سید مرتضی عالی برادر رضی شارح شافیه صرف کافیه نحو در عربیت از افاضل زمان بود طبع نظم هم داشت ازوست ؎

آوقات صرف دوستی عیب جو مکن — بازشت روی آینه را روبرو مکن
پیراهن دریده چو گل زینت تن ست — زنهار چاک سینهٔ خود را رفو مکن
بنجیه بر صدف هنرهای هستی خود میزدم — گرد دماغ بستن بند قبا میداشتم

عادل شاه اسمعیل ثانی از اولاد شاه طهماسپ صفوی بود سلاطین اطراف از بیم تیغ خونریزش پا از حد خود بیرون نی نهادند تا بابل ایران چه رسد از بس سفاکی و دیماکی تمال عمر اکثری از جوانان صفویه را بی گناه از پا درآورده تا از دیگران چه توان گفت در ۹۷۳ بی عروض مرضی شبی در قزوین از دست ساقی اجل مسموم شد و تخت خاک را نشین ساخت در مراتب شعر طبع خوشی داشت از وست ؎

شادم بخدنگ تو که ناوک فگنان را — سوئی بدف خویش نهانی نظری هست
چون غنچه چه دانی تو که در خلوت نازی — کز بهر تو چون باد صبا در بدری هست
از خنده پنهانی لعل تو توان یافت — کز حال دل گم شده او را خبری هست

عبرت احمد نام رباب نوازی بود شاگرد میرزا عبدالقادر بیدل ست رباب فکرش همه بر قانون

خیال و ترنم طنبور رخشش از شور عشق مالامال در شاهجهان آباد مقیم بود شعرش بخیال پهلو میزند ؎

غبار کوی او شد سرمهٔ چشم عشقبازان را — بحسرت بسکه سودم چهره بر خاک سیاه آنجا
ببین احسان لبست از گریهای بی اثرها را — که دارد عرض احوال دل بی گاه گاه آنجا
مگر گرمست حسن نازک او رنگ می بازد — توان با حیرت آئینه گشتن عذرخواه آنجا
چو بوی گلچه زیر آسمان خواب فراغت کو — بیک مژگان زدن برهم شکستم قفل این صهبا
ببزم چیدهٔ پروانهٔ حسرت تماشائیم — که از شمع خیال او برآتش میزنم پرها
لب لعل که آتش میزند بر سینهٔ عبرت — بجای اشک از چشم ترم میریزد انگورها
گر نگاهش بخط سوی بیابان افتد — سرمه گون گردد و از چشم غزالان افتد
جز بدرویش کجا سوز محبت یابد — عشق برقی ست که بر خانهٔ ویران افتد
قدر عمریکه نه در راه طلب باشد خشک — گهر است او بخاک سیاه انداختنش

عنایت محمد حفیظ خان بن شیخ الزمان بن شیخ عبد العزیز عزت خوشنویس هفت قلم بود در عنفوان سالگی از خطهٔ لاهور رو بدار و شاهجهان آباد شده در بساولان پادشاهی منسلک گردیده و در کمال استغنا و قناعت میگذرانید ذهنی کی از اهل ذوق این اوقات دیوان شعرش قریب پنجهزار بیت خواهد بود بسیار خوش اوست مشق سخن چنین میکند ؎

کجاست طاقت برخاستن ز جا مارا — نشانده اند برابست چو نقش پا مارا
دگر گرفته ز سر مینا کلاه راه — درخون توبه رنگ ندارم گناه را
درخم بجز توام انچه کرد از دل بیاد — مشت خاکی زپی دیده دشمن باد
زخلق سونگانی ابا فیت رستند — که در بروی خود از سنگ چون شرر بستند

عارف شاه محمد شیرازی اوستاد شیخ علی حزین بود و فاضل پر تکلف گاهی طبعش بانشا شعر مائل میشد ابیات غرا و رباعیات آشنا بذاق عرفا دارد چند بیت طراز حاشیه

این دفتر سیاه شود

ز شوق منصب پروانگی در بزم او شب — طپید نهالی دل در سینهٔ من بال و پر گشاد
نمیسوزد چراغ و میچکد تا صبح حیرانم — که چون داغ دلم را در شب یلدا میسر شد
قانع ز دیدنت بشنیدن نمی شود — هرگز شنیده کو که کند گوش کار چشم
عاشق کباد اینهمه طاقت در انتظار — یک شب مباد تا بصبح قیامت نمیرسد
لب تشنه سهیل فروزان لعل یار — سیراب از عقیق یمن نمی شود
با لیس از تزلزل بالقوه بدنماست — پرواز چشم بال پریدن نمی شود

عباس ثانی خلف شاه صفی پادشاه عالیمقدار بدین آئین مطلع از دست

بیاد قامتی و پای سروی گریه سر کردم — چو مژگان برگ برگش را بآب دیده تر کردم

عرفی میر حسن بن سید اولاد حسن قمی براه کلان اعیانی محرر سطور رحمه الله تعالی

ستودی عرش خدائی و سلطان عالمک مبانی و معانی ست سپهر والای سخن را نیر اعظم و
جهان آفرینش معنی را جوهر اول برتری بخش پایه دانشمندی میخه گرانمایه ارجمندی آهنگ
چمستان رنگین بیانی و در دانی شکرستان شیرین زبانی خضر چشمه حیوان بلاغت کلیم طور صفا
فصاحت گوهر یکتای بحر پاکیزه گوهری آخر سعد سپهر فرخنده اختری در علوم عقلیه و نقلیه
پایه رفیع داشت و در فنون نظم و نثر مرتبه منیع در زبان فرس و عرب یدبیضا مینمود و در آن
قصاید طولانی از هر جنس چون نظم میفرمود درین دور آخر که عمر علم و هنر کم بهره و خزان
فضل و کمال ست معنی آفرینی باین قوت طبع و جودت فکر کمتر بود و حضور ادراک و ذکاوت ذهن
وحدت فهم در قطری از اقطار جهان بگوش نخورده و سپهر دوار صاحب کمالی باین قدرت
و اقران و امثال او هم ترسانده و در عنفوان جوانی بعمر سی سال و دو ماه و نیست روز چراغ
حیاتش خاموش گردید و احرام حرمین محترمتین بسته بود و در بیرون دهلی گجرات رسیده و در
امسال بمنزل رحمت عاصی رفت عنقریب شاه عباس ثانی خلف صادق شاه صفی

عرشی علی گهر احسن ... در طفیل مصطفی منصور باد
رخت بر بست از جهان تا کی بهشت ... زیر طوبی همنشین حور باد
گفت هاتف از پی تاریخ او ... با امام المتقین محشور باد

از نتایج طبع آسمان پیوند و ثمار شجر خاطر ارجمندش قصاید و رباعیات و غزلیات چند در تاتاری و فارسی ست که بعد این سائر محرر سطور از اوراق باو برده یکجا فراهم ساخت شاعری دون تبعه ادست زیرا که در حوزه دانشمندان داخل و با فضلا و اهل الله و اهل بود بنا بر التزام این جریده طرفی از سخنش درین صحیفه حوالهٔ زبان خامه و بیان ساده میشود

ای کلکت نام تو پر هر زبان افتاده ... گوهر قصد و در جیب دهان افتاده
آب در رنگ حسن آذر در بر روی حیا ... ساز و برگ عشق در جیب خزان افتاده
غنچه را گویا نمیسازد بگاه نگفت ... خار راه در معرض عقد اللسان افتاده
گل چه گلبانگ ثنایش در نمیسم میزند ... بلبل از ذکرش چه آتش در دهان افتاده
در خط جادو نگاهان نزهت یکران نگند ... حیرت نرگس بچشم بیدلان افتاده
آه گردون سیر در نشو و نمای مهر و کیست ... در سرشت لاله داغ شعله سان افتاده
عقده های غنچه بی امداد ناخن وا کند ... واز گهر با عقده بر آب روان افتاده
جذبهٔ عشق ترا نازم که در یک موج او ... عقل پیر ماند و صد در لامکان افتاده

در قصیده در نعت نبوی میفرماید ؎

بیا عرشی بپیشم گر حریف همنفس خواهی ... سخن مدحت طراز آنکه بخشد تاج و دارائی
معین فرمانروای کشور دلهای نورانی ... ابو القاسم محمد ابن عبد الله بطحائی
صبا گر از گل لقمه داد نکهت رهگذر گردد ... پر و از بوی گل چون هوش بلبل رنگ حیرانی
حدیثش گر از آموزد آو چند لیب آید ... فغانش میکند در چشم گل ایجاد شیدائی
شگفتی نیست گر تعبیر و زکامه چو هر اول ... کند با مصحف نسبت نسخ و ارسم آبائی

شها شهسوارا تقصیر عصیان ببر ز نیستانم
که دور افتاده ام از دولت با مجنون شیدائی

نگاهی کن کز اهل هندوستان دعوی بهتر دانم
بدانسان کز دل عاشق برون آید شکیبائی

یارب چکنم چون شمشیر زبان را
کز معرکه پرداخته دیدیم جهان را

عرشی صفت اندازه ثنای بیان نیست
تا ساز کنم زمزمه مرغ جنان را

هر موج بیانی که ز دریای دلم خاست
تا ساحل لب آمده بر تافت عنان را

خون گشته ام اما لب من ناله سر نیست
چون لاله بدل خفته ام آهنگ فغان را

تا چند شراری بدل و سینه توان داشت
یارب مددی دیده و خونابه فشان را

از سنگدلی مرغ ستم پیشه توان یافت
کو از پی ایجاد ستم بسته میان را

چون شمع مزار روشنی طبع بالاست
با سوختنم هست سری کون و مکان را

گنجینه نگهداشتنم خوش تماشاست
همت نگذارد دلم مهر دهان را

فریاد که این کودل ما نم نگذارند
تا سر بمه کنم فلک و پیر مغان را

این زمزمه ها کز مدد طبع طرازم
گویند که روح القدس آموخت فلان را

تا لب ندهم آتش دل را بنوا و معانی مست
کز دل نتوانم بلب آورد بیان را

هر نکته باریک که در سینه نهفتم
نشتر شد و در داد خراشید رگ جان را

بر ناز کی خاطر من خشم گران ست
بر گیر الهی ز من این بار گران را

گر دون همه آشوب بلا بر سر من ریخت
نشنید باز پای خلق و بند طبل امان را

قصد هم جا که گریبان میزنم
بر چراغ شهر و دامان میزنم

آدمی کو بر سر بزم نشاط
خنده بر سرو چراغان میزنم

بس سبکسر دم بدم فکر خویشتن
از پی عیش و نشاط بزم عشق

اشک گلگون چون همی بارید پیهم
فال گلگشت گلستان میزنم

چون بهستاد آورد رام عنانی دل
ساغر گردون گردان میزنم

سنگ و آتش را نمیدانم بهم جنگ
طعنه بر گیر و سلمانی میزنم

یاد مژگان دلاویزش بهم کرد
نشتر غمزه بر آن میزنم

بید مجنون تحفه ماتم میشود
تا بدین دریا بدان میزنم

چشم زخمی در گمان نبود نوشتا
بر سر هنگامه پیکان میزنم

بر دل دیوانه سوزم مرهم خشتی
سنگ بر بخت سلیمان میزنم

پا بدامن گلم راه معنی می روم
دست چون دم در گریبان میزنم

تا بدین خورشید روی آن خورشید وش
چون سحر چاک گریبان میزنم

میزنم بر باد دست از کشتن خویش
یا بر اوج کبریا پیکان میزنم

هر دو عالم در دم تحقیق مسلم
از سعادت جوش غلطان میزنم

مهر طراز هم نفس هر دو زبان
گر بجا زد گه بصفاهان میزنم

از حصیر بوریا مسند طلب از خود
فقر را بر تخت سلیمان میزنم

نشتر من تا بشیر مادر گیتی نخست
طالع اهل کمال از نیک و بد بنوشتم

نشئه صهبای ما تا هست در ساغر بود
گل بشکر خند و بلبل در خروش و نالیان دارد

دوست دارم شهریاری را که بیگانم فتاد
لیک میدانست کاین بیچاره جانان دارد

گر ندانم نیز دانسته اگر گوئی تواند
این دو حرف مبهم معقد چرا کار جهانی را رود

شمع بر خاک من سوخت حاجت نبود
آه بر مرقد من سرو چراغان دارد

لشکر یاس مرا بر سر دوش رای ست
غنچه در پوست چو سرباز بگریبان دارد

چون باد صبا از در گلزار بر آید
دانم که نکوئی تو بمن نامه بر آید

حرفی که ازان لعل شکربار برآری
غلطی زده در چشمه کوثر بدر آید

ای گریه تو هر آتش ما را دم آبی
تا کی نفس از سینه ما چون شرر آید

هر سحر نتوانست بنظاره در آورد — آن جلوه که ما را ز خود رفته و نظر آید
آتشی ز دوگرمی بهنگامه ام رخت مرا — دود آه من سیه کرد و افتر بخت مرا
در راه اتحاد نه بدست و سیم ما پا — تو میروی زما و نه خود سوی ما و سیم ما
چون عاشق میشود دشوق کار را چار و ناچار — گریبان چاکی گل را نباشد غیر گریبان
گشتم ز نیرنگ آه شعله دامن تا چند — بر رنگ شمع ابغا فسوس موعظتی تا چند
بیا رباده که آتش زنم بکعبه و دیر — بیا که طرح جنون نو در اندازیم
ز خویشتن بدر آمد بوی گل عرشی — آبی نو تازه کرد بمن آتش دل را
درد اگر بسر منزل جانان نرسیدیم — عشق چه بلا سحر در افسانه دمیدی
عشق چو دلبر کند گر سلسله از پا فتاد — نوبت درد و دلم چون بصدا در آمد
دل ویرانه من طاقت رنجور نداشت — یار ب آرامش دل را ز کجا می آیم
دامن هر خس و خاشاک گرفتست — عرشی امروز که پایه بکعبه می آید
پیش از ین کین گنبد چرخ فرومایه نبود — عرشی دل که بود دوست کون و مکان
هر شراری که ز دل بر شود و سر کشد — قد سیان بر آسمان پرند و اخته تخته
گر ز خدا تهمت خمازه نباشد — از بازنگاه غلط انداز نباشد

چشم تو با یاس عشق سر ایه ٭ از ضعف مگر طاقت گفتار ندارد
دل بردی و در سینه من جوشته داغی ٭ افروخته بر شعله پروانه چراغی
از زلف تو کاهیدن ما پایه برآید ٭ کز مار توان برد بگنجینه چراغی
بلبل بقفس از غم گلشن بفغانست ٭ در گوشه عزلت توان یافت فراغی
عشق از ستم تیغ تو بسر داشتنام ٭ کز گفته مقتل مرا طرز نیاز آموزد

دل از ان بت نظری میخواهد ٭ شیشه ما مست بما را گستاخ
چشمک شوخی بشنام تو کرد ٭ بوسه ابا لب گویا گستاخ
گرمی عشق سوخت حاصل ما ٭ آتشی شیشه ست یا دل ما

چون بمشتری برغبت کیوان بودم ٭ عرش زپایگاه بسم السعادتم
آنی یاد جبار تو من آشفته دماغم ٭ از ساسا از لفت پریشان کی بودی
تر گس دیده ست زخاک مزارمن ٭ ای سرو نهال چمن انتظارمن
از خاطرهای یاد مبا گل بنمی شود ٭ سوز دگر بود بچراغ مزارمن
گر اضطراب نیست بزار مرا چه نیست ٭ شمع عشق ترا وضعت طپیدن نیست
فهمید شیرین دلان نکته خوان نکات ٭ شور لبهای متان هم از نمکدان ثبات

خطا منشی سید فضل حسین شاعر خطا از سادات قصبه جایس بود تحصیل علم در لکهنو نمود و تلاش معاش برآه نگشتین در بهوپال آمد چندی نوکری و سرکاری نواب مرحوم و مغفور کرد بهادر گذرانید و بعد رحلت نواب مرحوم عزیز در محرابیان نواب سراج الملک بهادر و نواب شمس الامرا بهادر و نواب شجاع الدوله فتح الملک سپه تراب علیخان بهادر سپه سالار جنگ بعزت بسر برد و در ۱۲۹۵ جان بجان آفرین سپرد از یاران مرحوم است

بود کز جوانش در جوف الوا گذشته ٭

گشاده چشمه پیروی تو در عالم نظر بستم ٭ بایں بستن گشادن رنگها نانت خوبتر بستم

سر بیا نشانی مژگان او و داد جانان — دل آسوده را بر هم نوک نیشتر بستم
طلب خون جان بگذر زمن و ز تیغ عریان — ببین من زین الماس بر داغ جگر بستم
چه پیام ست تا ز خیر کردم ربط با ز لعلش — همون دست و لب کشاد و من بند و گر بستم
کجا ای دست گردد دامن از خونی جهان — کز من چو ذرات الفت با جفا جوهر بستم
بدست خیره داد و حشت نامه بهر خنا بستن — خنا بر پنجه مژگان من با خون جگر بستم
چو پیر هفت دانا بست تا دستان نا کرد فلک — بروی سیه از دل جگر ناز ک بر بستم
دل آرامی نامه فتم از خود در جواب او — دل مشتاق را بر بال مرغ نامه بر بستم
خطا کرد و دام با جبر شوق ما من چشم خوان — کز من وقت دعا خود در دعا را در بستم
دل نمیدانم چه شد دلبر نمیدانم چه شد — گشته برقی جلوه گر دیگر نمیدانم چه شد
فتنه خیزی فتنه انگیزی بلا پیمانه چشم — امشب احوال دل مضطر نمیدانم چه شد
بارگیر یا نم سری میرفت پنهان خنجرو — خون روان دیدم ولی لشکر نمیدانم چه شد
عشق را سودی جهان و زد و انشا نمیدانست — باده می ریزند جا ساغر نمیدانم چه شد
ایکه می پرسی حطا را من چگویم حال او — نیم جانی داشت بر بستر نمیدانم چه شد

نخلیم منشی فاضل عظیم سمین بدار و دلوی فاضل بود در آباد می ست کرد و من نیز قلیل بود
بست با اهل فرنگ ما فرستاده شد و ما نیز بمرد عریست و منطق و فلسفه دانی
او عرب الفعل ست و علیم از شعرا مشاهیر قصبه مذکور بوده طبع نظم نیکو داشته در بست که

مثل کعبه پیچ شان گزید آن پیاده ست

بزم عیش ست ساقی داد و لبری میدهد — فرشته با فته دل بود جان پری میدهد
دران زمان که زافت بود دامن نشان — نگاه او خبر از فتنه گستری میدهد
ستم او جان من با یک شب نگفتش — بزم عیش و داغ بستگی میدهد
فدای شوخی او یم که شب مرا بر بود — قسم بجان خود از بنده پروری میدهد

عارف عارف علی شاه آزاد وجاهت ظاهر و حسن باطن و ظلاقت لسان و عذوبت بیان معید و لها میفرماید و در افلس زی درویشان نظافت طبع و لطافت مزاج آزادانه زندگی می نمود باین همه گاهی دست طلب بروی کسی دراز نکرده و سلطنتهای پیشرا مدتی فرونیاورده آصلش از اکراد خراسان از عمائد دولت محمد شاه پادشاه ایران بوده در عین کامرانی و ریعان جوانی جذبه از جذبات ربانی او را در کشید آز زخارف دنیویه و تعلقات خویش دیگانه دامن چیده پای تجرید بر جاده سیر و سیاحت عرب و عجم نهاد حتی که گذرش بشهر حیدرآباد دکن افتاد آنجا سالک علی شاه نعمة اللهی را دیده و گردیده حلقه ارادتش در گوش عقیدت کشید مدتی اوقات عزیز را مصروف ریاضت و مجاهده نفس نمود و پس از گشت سیر و سیاحتی در اکثر امصار هندوستان مدتی در لکهنو اقامت گزید و در سنه ۱۲۵۰ هجری بدار البقا شتافت و در تکیه خود در محله چوک مدفون گردید

اگرچه در طریق سیر تا چند پا بتن رفتم
ز هر شهر و دیار آخر بکوی لکهنو رفتم

قصیده ایست لاجواب قصیده سندیله را مقام دلنشین می شمرده اند بنابر طلب خاطر

دانشوران را بسی بر سینه تابان میکند

کو می عشق ست خاک سندیله
آب حیوان است خاک پاک سندیله

در گمان هیچ شهر و دیار
نیست همسر خاک سندیله

تا قیام لکهنو اکثر اوقات شبانروزی در منزل مولوی محمد یوسف علی صاحب که از شرفای آن حدود و از اکابر آن دیار بود بصحبت گذرانیده و مکالمه گرمی داشتی و او را از دوستان صادق الولا انگاشتی بالجمله طبعی موزون و فکری موجد مضمون داشت دیوانی ضخیم مشتمل بر هرگونه نظم یادگار گذاشت فنهائی بلبل شیراز را بانضباط و ربطی در آهنگ تضمین سروده گوئی ابیات حافظ محتاج معمار دیش بوده انشاء امثال این غزل پیشتر کرده از عروس

دار الرحیل بر کمال عرفانش دلیل ست

چو گل از این چمن با چاک چاک پیرهن رفتم
عزیزان بر شما این گلشن از زانی که من رفتم

بکام دل دمی هم بر نیا سودم که چون لاله
بصد حسرت سراپا داغ داغ از این چمن رفتم

همه جمع محبان جمگی خیل حریفان را
خدا حافظ که من بیرون ازین دیر کهن رفتم

سراز پا باز سر هرگز ندانم اینقدر دانم
که دل پر سوز چون شمع لگن زین انجمن رفتم

بیمن همت پیر مغان یکسر ز میخانه
بکوثر کامران و کامگار زخم شکن رفتم

لبی هم با شکایت وا نکردم از وفاداری
بدلتنگی همانا غنچه سان بسته دهن رفتم

تاریخ ارتحال آن مسافر اعلی علیین شب نهم رمضان سنه الف و مائتین و اربع و ثمانین ست
متقدان نعشش را دست بدست از لکهنو بسندیله بردند و بگلزمینی که در زندگی بالایش سرخوش
می نشست زیر خاک سپردند از وست

ما دمی و رهبر ما غفلت و گمراهیٔ ما
جهل و نادانی ما علت آگاهیٔ ما

قوت ضعف بصر بین که بعین دریا
خشک لب و رطاب آب طپیدماهیٔ ما

عار فاپستی دیوار رساندیم بخاک
چکند سرکشی سیل بکوتاهیٔ ما

سودا زده زلف بتان ست دل ما
شوریده و سرگشته ازان ست دل ما

صبح عیش ست شام ماتم ما
عید میجوشد از محرم ما

غیر این آدم ست آدم ما
عالم دیگر ست عالم ما

نوجوانی بخاک میجویم
بی سبب نیست قامت خم ما

می پرستی ست مذهب عارف
حضرت خم امام اعظم ما

حضرت عشق قبله گاه من ست
راست گویم خدا گواه من ست

غیر او نیست در جهان موجود
واین دوئی علت نگاه من ست

جانبازی کار بوالهوس نیست
پروانه سوختن مگس نیست

ابروی تو دلکش ست اما — بر طاق بلند دست ما نیست
رفتن کوش مشکل افتاده ست — بسکه دل بر سر دل افتاده ست
با درد بساز کین دوائی بازین نیست — پهلو بمرض ده که شفائی بهازین نیست
نازم ببر که در برخویشت کشیده بود — بوسم لبان خود که لبت را گزیده بود
با عشق هر آن کو که سری داشته باشد — باید جگری شیر نری داشته باشد
شور عشقت زسر رود نرود — مهرت از دل بدر رود نرود
باز رفتن سوی وطن باید — سفر از عالم بدن باید
تا بکی پا بگل فرو مانیم — خیز کز گل برون زدن باید
دشمن جان خویشتن خویشیم — قطع الفت زخویشتن باید
نمیگرداندم رواز بلادل — خوشا دل یارک الله مرحبا دل
مستانه سوی قبلهٔ حاجات میروم — موسی بطور و من بمناجات میروم
نوبهار آمد صلای همدمان باید زدن — دمبدم خم خم شراب ارغوان باید زدن
عارف الطلق نداند میکشی با اهل حال — خلق شیرازی باشیرازیان باید زدن

از مخمسات اوست بر غزلهای حافظ شیرازی

منم که گشته ام آواره دشت وصحرا را — منم که می نشناسم همی زسر پا را
اگرچه نیست کسی را بدم زدن یارا — صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را
که سر بکوه بیابان تو داده ما را

شب وصال که بزم طرب بیارائی — زرنج فرقت وهجران خنک بیاسائی
زروی راحت والطاف مهر فرمائی — چو با حبیب نشینی و باده پیمائی
بیاد آر همدمان باد پیما را

هوا مسیح نفس گشته در نمکاریست — بهار عاشقی و موسم هواداریست

کنون که هر طرف از جوش لاله گلزاریست　　بنال بلبل اگر با منت سر یاریست
که ما دو عاشق زاریم و کار ما زاریست

ساز طرب بساز و مهیا دوتمام ست　　سعن چمنم جای ولب حوض مقام ست
امروز که کارم همه بر وفق مرام ست　　گل در بر و می بر کف و معشوق بکام ست
سلطان جهانم بچنین روز غلام ست

ز پیر باده فروشم نصیحتی یاد ست　　بگوش دل شنو از من که پند او ستاد ست
ترا که دست رسی بر عمل خداداد ست　　بیا که قصر عمل سخت سست بنیاد ست
بنوش باده که بنیاد عمر بر باد ست

رها ز بند علائق بدر ز قید قیود　　بکار و بار جهان هیچ بر ز بود و نبود
نه بد دلیش ز نقصان نه خوشدلیش ز سود　　غلام همت آنم که زیر چرخ کبود
ز هر چه رنگ تعلق پذیرد آزاد است

گاه بر جلوهٔ خورشید نظر وا میکرد　　گاه در آینهٔ ماه تماشا میکرد
من چگویم که چسانم تو دانی بالا میکرد　　سالها دل طلب جام جم از ما میکرد
انچه خود داشت دگیگانه تمنا میکرد

باغ چون مه و با قامت چون سرو روان　　غیرت طوبی از شاخ همه حوران جنان
بخرامیکه بقربان کندش عارف جان　　باز دارد سر دل برون حافظ یاران
شاهبازی بشکار گهی می آید

عزیز خواجه عزیز الدین ابن خواجه امیر الدین والدش کشمیری مولد و منشا لکهنوی مسکن و مدفن و این عزیز الکهنو مولد و موطن طبعش موزون فکرش تازه مضمون ذهنش باجوت آشنا کلامش چون نامش عزیز دلها در آغاز شباب بسودای ابکار افکار جنونی عسیر البر بسرش بپیچید و بعد زمانی بشرف زیارت حضرت طب القلوب صلی الله علیه و آله وسلم در عالم رؤیا

مرتش صحبت انجامید مثنوی ذو بحرین و ذو قافیتین مع التخمیس بطرز سحر حلال الهی شیراز
بر رسائی کمند اندیشه اش گواه و از نظم بدیعة المتعلمین بآهنگ تحفة العراقین مشهور فصاحت
و بلاغتش در افواه آز مثنوی ذو البحرین او است

ای ز تو اندر سر من شورها — نام تو هست اختر منشورها
گر سر تحمید تو دارد کتاب — بر در توحید تو آرد کتاب
یافته از لطف تو جان بایزید — آتش قهرت بود آن بایزید
در رهِ احمد قدم از سر دهش — طاقت رفتار هم از سر نهش
از پس پرده شده تا رونما — برده دو عالم همه را رونما
علم وی از دفتر و درسی نبود — یک قلم آن از بر و سینه بود
نیم شب آن آیینه افروز مهر — کرد از اینجا سوی حق روز مهر
جوهر گل مانده شد و بر در خست — یک تنه از سدره خود او بر درخت
ساقی ازان چشمهٔ حیرت فزا — وه سر من نشئهٔ وحدت فزا
گوش کن از بلبل رنگین نغم — قصهٔ عیش و طرب آگین نغم

غاز بدیعة المتعلمین او است

ما ئیم و ثنای صانع پاک — روشنگر ذره ذرهٔ خاک
یا قوت گری و کان نوازی — دین حقه و مهر بر طرازی
بر دور نهاد طرح افلاک — ز دهر سکون لشقهٔ خاک
آن حقه پر از حقائق او — این شقه پر از شقائق او
ز دهد حق عشق احمد بندگان چیدهٔ خود را — بخاصان شاه می بخشد می نوشیدهٔ خود را
همه مصرست داغ از رشک همتا بیکه من دارم — ز لیخا کور شد در حسرت خوابیکه من دارم
نه گلچین را بدا مانست نی در جام ساقی را — بیارد دوست در دل آتش و آبیکه من دارم

هر کسی محو رخ شوخ خود آرائی هست
وای بر من که مرا کار بخود رائی هست

چند دلتنگ بغم خانه هستی باشی
خیز و زین خانه برون آی که صحرائی هست

با این رحمت بیچشم کم بینان عصیان پناهانرا
جمالی هست در شکین نقاب این روسیاهانرا

ز چشمم پرس حال جلوهٔ آغاز حسن او
صبوحی کردگان دانند قدر صبحگاهانرا

بود پیمانها لبریز و جانها بر لب از حسرت
که کج دار و مریز آموخت یار کج نگاهانرا

ز شب کوری گریزی نیست در ره پیش پا باشد
چراغ از نقش پای رهروان گم کرده راهانرا

ندارد حاجت تصدیق خون کشتگان او
باین حسن و جمال از کس نخواهد حق گواهانرا

چاک کن جامه هستی که شود او پیدا
تا گریبان ندرد گل نکند بو پیدا

لطف در جلوهٔ لیلی منشان نیست کنون
یا دو وقتیکه شب از دیدن آهو پیدا

بحق جستم امان دیدم که جانب دار دلدار است
به بت بردم پناه آن هم به بی رحمی دل یار است

اگر صد کوه هم باشد بآسانی توان کندن
ولی یکبار دل برکندن از وی سخت دشوار است

جماعتی که با خفای راز میکوشند
هزار زمزمه گره در گلوی خاموشند

بر آ ز پردهٔ احوال حبیب و دامان بین
تو مهوشی و تماشائیان کتان پوشند

لعل لبت بمردهٔ صد ساله جان دهد
چشم عنایت تو بآهو زبان دهد

آن پرتوی که از مه و خور زد دره خلیل
اکنون مرا فریب ز روی بتان دهد

جان بغم تا ندهی وصل بجانان نشود
شرط عشق ست که تا این نشود آن نشود

جائی رحم ست بگم طالعی برهمنی ✦
که رخ خوب ترا دیده مسلمان نشود

لطف را نازم که پیش از در و فکر چاره کرد
تا ک راحق آفریدا نگه مرا بیخواره کرد

با جهانی در عرش یک جان دو قالب داده ایم
سینهٔ ما چاک شد هر کس گریبان پاره کرد

بر هم زنیم هر دو جهان از فغان دل
من بعد ما و لب و گنج نهان دل ✦

جان در بدن خوش ست و بصد شادمانی چشم
خوشتر ازین همه که تو باشی میان دل

محملی میرفت چون مجنون دمار از خود زدم | کعبه آمد در نظر لبیک در صحرا زدم
ز مهر لاف زنم سینه پر ز کین دارم | نماز میکنم و بت در آستین دارم
مپرس بنده درگاه کیستم که مرا | تو ان شناخت ز داغیکه بر جبین دارم

نام و نسب

عاصم منشی عبد الحلیم مکنّی بابی العاصم بن مولوی عبد الکریم مولدش کلکته ست بکسب علوم ضروریه پرداخته و مشق سخن بحلقهٔ شعر و شاعری آغا احمد علی مرحوم ساخته نه سال ست که که باشاد منشی همزبان ست و جوان شیوا بیان سخن را نیکو میگذارد و با اکابر عصر رابطه معرفت دارد و سیکه محرر سطور در سنه ۱۲۹۲ هجری وارد دار الامارة کلکته گردید همراه مولوی محمد شاه صاحب آمده ملاقات کرد جودت طبع از رویش پیداست و ذکاء خاطر از حرف حرفش هویدا این چند بیت از وی ست

مرا پسند ای صیاد بی پروا بنا کامی | با سید بهاری بسته بودم آشیانی را
دل که گه نالد و گه شورش و فریاد کند | نکته این ست بهر رنگ ترا یاد کند
تا که خو کرده ام در دیم طبیبا بگذار | زخم بر به شدن زخم کهن می آید
هر کس بشیوهٔ دل مسکین حزاب کرد | سهل ست در طریقت یاران حساب دل
بچندین زخم ای ظالم دلم شاد ست پنداری | تو همچون خود جهانی از غم آزاد ست پنداری
بهر رنگی که میخواهد سخن افروز میگردد | در اینجا عاصم دیوانه استاد ست پنداری

عزیز

عزیز عبد العزیز خان نبیرهٔ حافظ الملک نواب حافظ رحمت خان بهادر نصیر جنگ والی روهیلکند ست ده ساله بود که پدرش نواب سعادت یار خان در سفر حج جان بحق سپرد وی بعد وفات پدر کتب درسیهٔ فارسیه و معقولات اکتساب کرد و در سنه ۱۲۹۲ هجری موفق بحفظ کلام مجید گشت طبعش با سخن ملایم افتاده شاگرد عبد الملک ممتاز خواهر زادهٔ نذیر الدین حسن شائق ست در حین تحریر این مقاله رونق بخش بلدهٔ بانس بریلی ست برادر مرحوم او رادید و با محرر سطور اتفاق ملاقاتش نیفتاده از وست

وباهر

وباهر سطور اتفاق ملاقاتش نیفتاده از وست

بر درش از خاکساری کامران خواهم شدن — پائمال او چو سنگ آستان خواهم شدن
آه از روزیکه تو بر غیر و من بر جان خویش — مهربان خواهی شد و نامهربان خواهم شدن
تا نکهت گل بوئی ازان زلف شنیدست — بست ست براه طلبش محمل غنچه
شهرت طلبان گوشهٔ عزلت نگزینند — نکهت نشود منزوئی منزل غنچه
کم مکن رتبهٔ خود در هوس جام شراب — طوطی طبع مگردان مگس جام شراب
ساقیا حیف که با اینهمه ظرف عالی — شیشه سر باز زد از ملتمس جام شراب
کاش در آتش می سوخته گردد تن من — جسم کاهیده شود خار و خس جام شراب
گنه توبه کند هر که بمیخانه عزیز — دست او چست بگیرد عسس جام شراب
محیط عشق تن فقر آشنائی من ست — بجای موج دران نقش بوریائی من ست
چگونه بال کشایم بسیر سنبل زار — هوائی زلف کسی رشتهٔ بپائی من ست
ستم چه کار کند گر ستم کشی نبود — جفائی تو همه ای ظالم از وفائی من ست
مپرس از من دل داده مطلب و مقصود — که هر چه آرزوئی تست مدعائی من ست
عیان ز گریهٔ بی اختیار من شد راز — اگر چو شمع بسوزی مرا سزائی من ست
بحال خویش نگریم چگونه چون شبنم — که در تجلی نور رخش فنائی من ست
عزیز کی شنود لحن عندلیب آنکس — که محو نغمهٔ طبع سخن سرائی من ست

تعلیم سید محمد حلیم از دودمان نواب عبداللطیف طرفدار صوبهٔ بنگال ست والد ماجدش سید محمد عباس الهٰ آبادی فی الحال مهتمم بندوبست مساحت ملک محروسهٔ بهوپال ست در سخنگوئی طبع سلیم دارد اصلاح سخن از عبدالعزیز خان عزیز نبیرهٔ حافظ الملک نواب حافظ رحمت خان بهادر نصیر جنگ والی روهیلکند گرفته در حین نگارش این تذکره ملازم این ریاست ست

این ابیات نتیجهٔ فکر صائب دست

کاستم از رنج و شوقم زپهلو میگریخت — خار دامن گشتم و دامان یار از دست رفت

بنگر ای زاهد چه خوش طرح کنشت افتاده است — توده توده دل بجای سنگ خشت افتاده است
نیست بر سطح زمین این نقش پای آن نگار — بر جبین خاک طرح سرنوشت افتاده است
بر راه زخم سینه من چشم دوخت است — از انتظار راه به نگهدان خبر کنید

حرف الغین المعجمه

غضائری رازی بعضی بغین معجمه ضبط کرده اند و بعضی بعین مهمله در ریحانه تحقیقش کرده گویند پیش کاسه گر بود آزمداحان سلطان محمود غزنوی ست در مدح او قصیده مفتاد و هفت بیت نظم کرده دران قصیده میگوید

اگر کمال بجاه اندرست و جاه بمال — مرا بعین که به بینی جمال را کمال
مرا دو بیت بفرزو شهریار جهان — بران صفت به غنیر عنبر شکین خال
چه گفت حاسد ناکس که بد مگال بست — ز راه باطن و در آشکار نیک مگال
دو بدره یافتی از نعمت و کرامت شاه — غنی شدی دگر از جور روزگار منال
بلی دو بدره دینار یافتم تمام — حلال و پاکتر از شیر دایه اطفال

غزالی مشهدی تقریب این خیال رام او دو وحشیان فکر دام او چون در دکن کار بش رونق نگرفت بجانب خان زمان خان که از امرای اکبری بود و حاکم جونپور خرامید و در مدح او غزا را آسودگی جا گرفت و اشعار آبدار در مدح او موزون ساخت از انجمله نقش بدیع ست که هزار بیت ست بر هر بیت یک اشرفی صله یافت دران میگوید

خاک دل آمیزش کدورت نشناسد — شبنم از عشق بر و رنگ نیاسد
دل که بان رشته غم اندود شد — بود کبابی که نمک سود شد
بی اثر نعمه چه آب و چه گل — بی نمک عشق چه سنگ و چه دل
چند زنی قلب سیه بر محک — سنگ بود دل چو ندارد نمک
ذوق جنون از سر دیوانه پرس — لذت سوز از دل پروانه پرس

آنکه شرر تخم نجاتش بود — شعله به از آب حیاتش بود
سبحه شماران ثریا گسل — مهرهٔ گل را نه شمارند دل
غفلت دل تیرگی جوهرست — خاک بران اهل که بد گوهرست
آهن و سنگی که شراری در وست — خوشتر ازان دل که نه یاری در وست

وبعد مقتول شدن خان زمان خان روبآستان اکبری آورد و بعواطف دارائی وخطاب ملک الشعرائی تحصیل مباهات نمود اشعارش نود هزار بیت ست در گجرات در نسخهٔ از دشتکده دنیا البحر ائی عدم رسیدن چند شعر از کلام غزالی ست ۵

رخ را نقاب زلف گرهگیر میکنی — بر ماه رستاخیز نخجیر میکنی
بسکه دارم دل یکی با عاشقان در بند — گر کشم یک آه صد جا میشود آتش بلند
رقیب دامن ازان در شک سن مالید — که رنگ بر رخ عاشق نمی تواند دید
چه میسوزی بداغ دوری خود ناتوانی را — که چون فانوس شب استخوانی در بدن دارد
حزن بوبرانه غم مردم و هر سو خفلان — سنگ در دست که دیوانه کی آید بیرون

رباعی

آنانکه درین بزم می ناب زدند — بیدار نگشته تا ابد خواب زدند
از هستی ما بین نمون ست چو موج — نقشی بست وجود ما که بر آب زدند
ما از مرگ خود نمی ترسیم اما این بلاست — کز تماشائی بتان محروم می باید شدن
خفتگان خاک یکسر کشتهٔ تیغ تواند — هیچ دشمن نیست شمشیر اجل را در میان
ما باده ایم و گرد گریبان ما خم ست — داریم نشه که دو عالم در و گم ست
می عرق آلوده ساخت چین جبین ترا — فتنه ز سر آب داد خنجر کین ترا
جان دادم و فارغ شدم از محنت هجران — یعنی که ز شبهای دگر بهترم امشب
بباغ سبزهٔ نوخیز دل نوا نه آمد — عجب خطی ز حریفان فرسته باز آمد

غروری شیرازی غرور سخن در دماغ داشت و بادهٔ شورافگن در ایاغ مزاج گستر صاف بیرنگ کتابدار شاه عباس ماضی صفوی بود غرور بلبلان خوشگو بنوا نجی خود چنین میشکند ؎

در فراق دوستان آخر زناچیزی نماند — هرکه رفت از هستی ما پارهٔ با خویش برد
مکن خورشید را از کوی خود دور — گل پژمرده هم در بوستان هست
باید که تو برنگردی از من — سهل ست که روزگار برگشت

غروری کاشانی مرتع نشین سند سخندانی ست بهند عبور نموده وظاهر اهمین جا از دار غرور بسرای سرور انتقال فرموده شاعر خوش نوا ست آزوست ؎

نازک نهال من که خوشم با خیال او — قامت کشیدن ست گران بر نهال او
در عهد جمال تو نگیرند زگل آب — عکس تو بهر آب که افتاد گلاب ست

غنیا تا حلوائی شیرازی شاگرد نظام دست غیب ست وشاعر لبی عیب آزوست ؎

زبوستان وفا بوی خوشدلی مطلب — درین چمن گل سیراب چشم گریان ست
بروز هجر گرمی بیش بینم از خیال او — بلی خورشید در روز قیامت گرم تر گردد

غماز سمرقندی سخن ساز سنجیده وغماز معانی پسندیده ست آزوی می آید ؎

آورد شبی جذبهٔ سنبل سوی باغش — در هر قدمی لاله بره داشت چراغش
پروانه کند از پر خود پردهٔ فانوس — گستاخ مباد اگه رسد دود چراغش

غباری قاسم خان اردستانی واقف شیوهٔ سخندانی بود و ملازم اکبر پادشاه آزوست ؎

ز راه آه تیرش در دل دیوانه می آید — چو باران که از روزن درون خانه می آید

غنی ملا محمد طاهر کشمیری از قبیلهٔ اشنی ست شاگرد ملا محسن فانی کشمیری چون طبع بلند داشت در کمتر روزگار حیثیتی شایسته بهم سانید و آخر بغواصی بحر سخن افتاد و جواهری که بنقد جان توان خرید بیرون آورد میرزا صائب کلام او را تضمین میکند و می فرماید ؎

این جواب آن غزل صائب که میگوید غنی — یاد ایامی که دیگ شوق ما سرپوش داشت

غنی انسانی طبعی مجبول بود و باوصف این دستگاهی نگفته خاطر بسروی برد از نیجاست که غنی تخلص میکند مدة العمر در شهر خود گذرانید و در ۱۱۰۰ از عالم سفلی برچید دیوانش بنظر رسید و ازین است و از قماب طبع برآمده مطبوع خاطر سخنوران گردید و ازینجا چند بیت بنا بر مناسبت

انتخاب

عاشقان را بنبش مژگان مشهر اکشت — عالمی را اضطراب نبض این بیمار گشت
سیلی غمزه ی تا نکشت اهل زمانه ✤ — چون مهره شطرنج مدوخانه بخانه
تا توانی عاشق معشوق هر جائی مشو — میکند خورشید سرگردان گل خودرو را
سایه گر سایه کوه است سبک میباشد — کسب تمکین نکند سفله ز ارباب وقار
با تو نرمم ولی از رمز فیض عاجزم تو — موم در زیر نگین خالی است از نقش نگین
آنکشته شدان پا بعاشق نشود زرد — این داغ بپیشانی سیماب نماند
در دم صبح قیامت میگوید — که قضا نامه دهد آنوقت که دامن گیرد
نیست چون عود ندیدم هوس قیمت خویش — خانه ام ساخته از بیکسی رنگ بود
خاطر اهل از غبار لشکر غم جمع نیست — هر دم آن زلف پریشان شانه بینی میکند
تسلیم هوسی باد و ندیدیم رخی یار — مانند سر دوی که رود سوی آفتاب
تخمی چو سایه مرغ پریده در هوای شوق — اگر بخاک نیفتم نیفتم از پر و بال
چشم کرم مدار ز شاهان که جز خدا — آیینه خلق نیست که زنگار میدهد
حسن بهر سبزه خط سبز مرا کرد اسیر — دام همرنگ زمین بود که صید افتادم
تا بهر راحت بسایه گردان نشست — بشنود گوش از برای خواب چشم افسانها
میکند بین ناتوان نگاه آن شوخ ✤ — زیم آنکه بگوید ناتوان بین است
از کنارم دختر رز کرد پنهان تا مبادا — کاین دمی اکنون غنی با طفل اشک اقتادیست

شعر نوی میر محمد خان بعلو قدر و مرتبت مشهور است مجلس او هیچگاه خالی از فضلا و شعرا نمی بود و

وباوجود اشتغال باموور ملکیه گاه گاهی بشعری پرداخت و باکبر پادشاه میگفت که افتخار زمان شماست که چون منی دران موجود ست دیوانی بزرگ ترتیب داده ازوست ؎

درجوانی حاصل عمرم نبادانی گذشت — انچه باقی بود آن هم درپشیمانی گذشت
ای جوان جز تخم نومیدی نکشتی در جهان — موسم پیری رسید و وقت دهقانی گذشت

غربتی حصاری صاحب دیوان ست وبقدری طالب العلمی کرد و در ماوراالنهر در سنه الف باهزار حسرت درگذشت اندی می آید ؎

مختصر بود حدیثی زلبش فهم نشد — خط بگرد لب او حاشیهٔ مختصرست
دهان یار بامن دوش مزی کرد پنهانی — که من سرچشمهٔ آب حیاتم هیچ میدانی

غیرتی شیرازی مدتی درهند بود و بعده بشیراز رفت ازوست ؎

بقتل غیر هم راضی نیم زیرا که میدانم — اجل زیر هلاک از خنجر جلاد من برده
هلاک خنجر آن قاتلم که خون مرا — چنان برنخیت که یک قطره بر زمین نچکید

غباری بیشتر عمر در استرآباد بسر برد و در راه فقر و فنا سلوک داشت خط غبار خوب می نوشت لهذا غباری تخلص گرفت معاصر جامی ست وشاعر نامی ازوست ؎

دی چو پیش آمد بنا زآن لبری عنا مرا — من زشرم اوراندیدم او زاستغنا مرا
بیخبر بودم زدی سنگ جفا ناگه مرا — از برائی دیدن خود ساختی آگه مرا

غزالی هروی مردی ظریف لطیف بود و اشعار برجسته طرح مینمود ازوست ؎

غم از هرجا که درماند فتد در جستجوئی من — بلا از هرکه سرگردان شود آید بسوی من
چاره این دل صد پاره نکردی رفتی — جان من جان مرا چاره نکردی رفتی

غالب میر جلال الدین از سادات زیدپور من اعمال لکهنوست قریب هشت هزار بیت گفته ملازم نواب شجاع الدوله بهادر صوبهٔ اوده بود در اواخر سنه ۱۲ درگذشت ازوست ؎

ببزم مست نه صهبای ناب در مینا — پری زشرم رخت گشته آب در مینا

چشمش کہ بخونریزی عشاق سری داشت — میکشت یکی را و نظر بر دگری داشت

غالب شیخ اسد اللہ دختر زادۂ شیخ محمد افضل الہ آبادی ست اصلش از جونپور بود جد کلانش سجادہ نشین شیخ محمد افضل جونپوری استاد علامۂ عصر ملا محمود صاحب شمس بازغہ بود غالب بانتساب افضلین تفاخر داشت جوان سعد شایستہ بود و ہمیشہ رگ خامۂ سخن ریز را نیشتر اندیشہ میکشود میرزا داور دیدہ بود داد از ایام حیات بدہلی آمد و در ۱۲۶۳ھ از لباس زندگی

مستعار عاری شد از افکار گہربار او ست

دلی دیوانہ دارم کہ خاموشی ست تقریرش — بر نگ زلف خوبان بی صدا افتادہ زنجیرش

گذر از کوچہای تنگ کہ صاحب پا خانہ را — نمی آید برون از خانۂ نقاش تصویرش

سیر مہتاب و چندان کند آرایش حسن — سایۂ زلف بر خسار تو زلف دگر ست

پی بفکر آن دہان از یاد ابروی برم — تیغ قاتل رہبر و ملک عدم را جادہ ست

ز بیاری نیفتد تا بہر جا سرمہ را نازم — عصائی آہنوسی داد از و نالک چشمش را

غازی خواجہ معین الدین از ماوراء النہر ست در سرکار محمد معظم خلف عالمگیر بخدمت قورچی گی سرفراز بود فکری عالی و سخنی برجستہ داشت انموذجی از آن این ست

شوق بر صفحۂ دل نقش خوش یار کشید — سرمہ در دیدۂ ما حیرت دیدار کشید

شکوۂ اہل جہان جملہ ز اغیار بود — دل ما ہر چہ کشید از ستم یار کشید

عرق جبہۂ او را نتوان گفت عرق — گرمئ مہر گلاب از گل رخسار کشید

غازی قلندر مشرب اصلش از صفاہان ست مادر سمنان نشو و نما یافتہ درویشی صاحب تجرید بودہ و بسیاحت بسر بردہ از و ست

محبتم کہ فراموش کردہ از من — وفا شدم کہ بگردد ولت نمیگردم

تمام دردم و پیش تو شکوہ سر نکنم — تمام آتشم و در دلت اثر نکنم

غلام نبی متخلص بغلام بن سید محمد باقر بلگرامی ہمشیرزادۂ میر عبد الجلیل بلگرامی ست

در صفائی ذکا و علو فطرت و انواع قابلیت یکتای زمان بود و در فنون عربی و فارسی و هندی ممتاز اقران خصوصاً در شعر هندی کوس انفرادی نواخت و در موسیقی و ساز هندی نقش مهارت میزد در رفاقت نواب صفدر جنگ وزیر در معرکهٔ جنگ با افاغنه مفقود گردید و چون عنقا بسر منزل بی نشانی آرامش گزید و این سانحه در ۱۱۶۳ھ واقع شد میرزا مظهر جانجانان فن هندی از وی گرفته این چند بیت از وی یادگار است ؎

همیشه در دل خود یاد زلف او دارم — فسونگرم که چنین مار در سبو دارم
از خرام او دری بر خویشتن وا میکنم — عالم بالا درین عالم تماشا میکنم
آخر از تیرگی بخت نگین کام گرفت — کز لعل لب او بوسه به پیغام گرفت
دوزخ عشاق باشد بی رخ جانان بهشت — باغ بی گل میشود ماتم سرای عندلیب
داد از دست نگاه تو که هنگام وصال — چون تغافل دهد از دست حیا سازد کند
خط ز لف تو رخ بزور گرفت — جای مار این هجوم مور گرفت
تا نمک ریخت بر جراحت من — لب شیرین یار شور گرفت

رباعی

آنها که براه بی‌هراسی شده اند — در خلق علم بحق شناسی شده اند
در یاب که این خاندان جهان — در ترک لباس خوش لباسی شده اند

غریب سید کرم الله برادر میر نوازش علی فقیر بگرامی ست جوانی خوش سیما و نورسی از ریاض آل عبا بود دوانواع قابلیت آراسته و بتهذیب اخلاق پیراسته و بحکم وراثت از مذاق صوفیه صافیه کامیاب بود و در سلیقهٔ شعری کامل نصاب اکثر برد و اوین سخن سنجان زمن عیوب نموده و اشعار فراوان در خزانهٔ خیال فراهم آورده در ۱۱۶۹ھ رخت بعالم سرمدی کشید این چند بیت از وی می آید ؎

بسکه دود ناله‌ام در سرش پیچیده ست — همچو فانوس خیالی آسمان گردیده ست

لعل با آن سرخی پان و زن پاسنگی نداشت — دل بمیزان تامل هر دو را سنجیده ست
بعد عمری آشنا شد دلبر نامهربان — میتوان دانست قدر آشنا فهمیده ست
بعد مردن هم بامید وصال آن پری — چشم من در خود نگاه واپسین دزدیده ست
کرد یاد نگه شوخ تو بیمارم مرا — داروئی نیست بجز شربت دیدارم مرا
بسمل افتاده ام از تیغ فراقش شاید — دل طپیدن برساند بدر یارم مرا
نیست شخصی بی گرفتاری درین گلشن مگر — سرو را دیدم که آزاد آمد و آزاد رفت
نمیدارم خیال همکلامی با لب لعلش — بگوش خویش نام خود شنیدن آرزو دارم
آه این سرگشتگی از طالع من کی رود — من ز طفلی خورده ام در کاسه گرداب شیر
بیک دزدیده دیدن خشک مغز بیمغز میسازد — نگاهش روغن بادام باشد ناتوانان را
چنان بشیوهٔ دیوانگی شدم مشهور — که یار نیز مرا دیده مرحبائی گفت

غلام مصطفیٰ بن سید عبد الله بلگرامی صاحب مشرب عالی بود نشئه فقر و درویشی دوبالا داشت همواره بشیوهٔ سپاهگری کسب معاش ضروری میکرد و نفل و اثر دون زده شد بزیر فی الجمله جولان میداد همراه نواب مبارز الملک سربلند خان توپی در جنگی که بسواد احمد آباد با راجهٔ مارواد واقع شد جرعهٔ شهادت چشید و با وجود نقص اثری از جسد شریف او گل نکرد

پیش از شهادت رباعی گفته بود

	رباعی

در خلوت ما ورای ما یاری نیست — یعنی که بعرش و فرش اغیاری نیست
ما را روح مجرد یم ز آلایش مرگ — ما را بجنازه و کفن کاری نیست

سلیقهٔ او در انشاء رباعیات بسی مناسب افتاده و در رباعیهای حقائق و معارف از منبع طبعش جوشیده هر رباعی او موجه ایست از بحر عرفان و ترانه ایست از پردهٔ لامکان هر نکته اش تازیانه دلهای آگاه ست و پرتوی از شعلهٔ انا الحق دیوان رباعیاتش مدون ست و

ومذاق فقرش از کلماتش مبرهن ۴ رباعی

این هفت فلک که چون حباب اند ترا — تا در نگری همه دو آب اند ترا
تو پادشهی ولی ز خود بیخبری — پانه بمه و خور که رکاب اند ترا

رباعی

هان حال رجال را بیازی مطلب — ناساخته کار را بسازی مطلب
از آتش عشق تا نسوزی یکسر — توحید حق از سخن طرازی مطلب

رباعی

هر نشئه که هست از می ناب من ست — جنت همچو زباغ شاداب من ست
کس را چه خبر ز رتبهٔ عالی من — چون عالم بحث هستی خواب من ست

رباعی

ما عاشق ذاتیم صفاتی دگر ست — بیرون ز جهانیم جهاتی دگر ست
ما واجبی ایم ذکر واجب گوئیم — افسانه نویس ممکناتی دگر ست

رباعی

از دیدن روی تو رسیدم در خود — یعنی که جمالت همه دیدم در خود
صد شکر که از شوق تماشائی رخت — چون برق طپیده آرمیدم در خود

رباعی

هر کس ز خود بهار و باغی دارد — در گلبن تاریک چراغی دارد
تو غره مشو که ماهی دریائی — غوک لب جوئی هم دماغی دارد

رباعی

آن فرقه که خویش را ولی میدانند — بیچاره عوام را بخود منجوانند
الله و رسول بر زبان میرانند — چون در نگری خلیفه شیطانند

ستر ابقدم چو دیده می باید شد یعنی کہ بخود رسیده می باید شد
چون شیشہ پر شراب با صد مستی بر طاق بلند چیده می باید شد

رباعی

بر شست غبار خویش آبی زده ایم یعنی کہ ببزم جان شرابی زده ایم
خفاش میاکہ بر در خانہ خود هر جا گلیخ آفتابی زده ایم

رباعی

وقت ست کہ دل ز دهر برکنده کنیم چون لاله و گل برین چمن خنده کنیم
در خلوت خویش توبه دنیا را عریان همه تن شویم و شرمنده کنیم

غیبی بہ میرزا احسن از اعیان کرمان بود و با حدت شعور طبعی شگفته داشت و در شعر با سرمد همعنان تازه در کلماش بسیار ست در علم سیاق شهره آفاق بود مدتی بوزارت گرجستان دران حدود

بسر بردو باز با صفهان آمد این دو بیت از وست ؎

خار این گلزار بودن گلستان سازد مرا باز مین همواربودن آسمان سازد مرا

منه

بر سر اپای وجود خود خط باطل بکش در ریاض زندگی چون سرو بیحاصل مباش

غفلتی فتی اکثر اوقات در کاشان بسر برده در عهد سلطان حسین میرزا هنگامه صوت و سماع گرم داشت و تخم سخن چنین میکاشت ؎

امروز هر که بود ز ما سر گران گذشت دوشت مگر ترا گله بر زبان گذشت
یار و رقیب را بهم این همه لفت از چه شد شرم رقیب برطرف تندی خوی یار گیر

رباعی

وحشی و برادرش چه خلوت کردند در ملک سخن ترک خصومت کردند
هر شعر که در کهنه کتابی دیدند بردند و برادرانه قسمت کردند

دل خونین مبادا دور زان گلگون قبا افتد شرر میرد دمی کز آتش سوزان جدا افتد.

غضنفر حسین واسطی بلگرامی شاگرد صافی ست در فارسی و عربی استعدادی مناسب داشت

در ۱۱۲۲ بعالم بقا خرامید آزوست ؎

چون دود جا بچشم کند گریه آورد تا خط عنبرین تو دیدم گریستم

بسینه داغ تو پوشیده می برم در خاک باین امید که شمع مزار خود باشم

غالب میرزا اسدالله خان دهلوی مخاطب بنجم الدوله دبیر الملک نظام جنگ بهادر از سخنوران نامی شاهجهان آباد و صاحب قوت فکر خداداد است موجد مبانی خوش و مخترع معانی دلکش شیوه پیشه سخن پروری شهریار عرصه معنی گستری در نثر و نظم طرز خاص دارد و ترکیب دلنشین ابداع می نماید بسیاری از معاصرانش قائل بکمال او در نثاری و نظامی اند و جمعی از اقران بر طرز و ادای کلام او اعتراضات کرده اند چنانچه از ملاحظه قاطع برهان واضح برهان چون صبح روشن میشود و اما شک نیست که قدرت او بر اصناف سخن از نثر و نظم بیش از دیگران است قصاید و مثنویات و غزلیات و رباعیات دارد اما مخالص قصاید خوب واقع نشده و قصیده بهتر از غزل می سراید غالب قصاید او در مدح حکام فرنگ رؤسا و اکابر هندوستان ست از وظیفه خواران بهادر شاه پادشاه دهلی ست مذهب شیعی داشت چنانکه خود هم میگوید ؎

غالب نام آورم نام و نشانم پرس هم اسدالله ام هم اسدالله ام

و هیچوقت خود را از شرب مدام و گردش جام معاف نمیگذاشت زبان فارسی نیک تر میداند و از ایراد الفاظ عربی حتی الامکان گریزی نماید مهر نیمروز و دستنبو و منشآت و جز آن از کتب فارسیه یادگار اوست محرر سطور در ایام اقامت شاهجهان آباد مکرر او را دیده و تقریر جادو تاثیرش گوش کرده و غزلها از زبان او شنیده قصیده و غزل بسرعت تمام میگفت و طرز خود را در سخن سنجی از دست نمیداد احیانا شعر ریخته اردو هم میگفت دیوان مختصری در ریخته دارد دیوان فارسی او بوجه طبع دائر و سائر ست مجموع ابیاتش ده هزار و چهار صد و ست

و چهار بیت ست و هر یک از روی شوخی تاثیر و خوبی تقریر پیرایهٔ گلوبند اسهل آویزهٔ گوش دل ست لفظ غریب تاریخ ولادت اوست و فاتش در ۱۰۵۵ بوده تتبع کلام ظهوری و عرفی شیوهٔ مرضیهٔ اوست و استفاده از سخن طالب و حزین راه و رسم دیرینهٔ او بنا بر التزام چند گهر شاهوار از صدف طبع او در اینجا بسلک بیان کشیده می آید ۵

خاموشی ما گشت بد آموز بتان را — زین پیش مگر نالهٔ ما اثری بود فغان را
در طبع بهار این همه آشفتگی از چیست — گوئی که دل از بیم تو خون گشته خزان را
بر طاعتیان فرخ و بر عشرتیان سهل — تا زم شب آدینه ماه رمضان را
فرمان در دتا چه روائی گرفته ست — صد جا چو نی بناله کمر بسته ایم ما
هر جاست ناله همت ما حق گزار اوست — حرزی ببال مرغ سحر بسته ایم ما
بیک دو شیوه ستم دل نمی شود خرسند — بمرگ من که بسامان روزگار بیا
بلاک شیوهٔ تمکین مخواه ستان را — عنان گسسته تر از باد و نو بهار بیا
بهانه جوست در الزام مدعی شوقت — یکی بر غم دل نا امید وار بیا
وداع و وصل جدا گانه لذتی دارد — هزار بار بر و صد هزار بار بیا
[illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible]
وه کز پیش ان بیاید بوس کسی خواهد بسید — [illegible]
بگذیتی شد عیان از شیوهٔ عجز خط ارما — ز پشت دست باشد قماش دونی کار ما
نشستن بر سر راه تحیر عالمی دارد — که هر کس میرود از خویش میگردد دوچار ما
نهال شمع را بالیدن از کاهیدن ست اینجا — گذار جوهر هستی ست غالب آبیار ما
اجازت داد پیش کید و حرف از زور دل گفتم — پس از دیری که بر خود عرضه دادم داستانی را
حیا سنج ما آئینه شهرت یار ست — شد جاده بکوشش نفس باحنت زما

طول سفر شوق چه پرسی که درین راه
چون گرد و فرو ریخت صدا از جرس ما

حوران بهشتی که ندارند گلابی
بر خویش فشانند گر از نفس ما

ندانم تا چه برق فتنه خواهد بخیت برچشم
تصور کرده ام بگسستن بند نقابش را

چه دود دل چه خون رنگ سرچشمه آه مستی
خیالم شانه باشد طرف و خواب پریشانش را

بشبها پاس ناموست ز خویشم بدگمان دارد
ز شور ناله می ریزم نمک در دیده دربانش را

رسید نهای منقار هما بر استخوان غالب
پس از عمری بیادم داد راه و رسم پیکانش را

لشکر غم تو بوده ست تعبیه در سرشت ما
نسخه فتنه می برد چرخ ز سر نوشت ما

دل تاب ضبط ناله ندارد تو ای را
از ما مجوی گریه بی های های را

مردم ز فرط شوق و تسلی نمی شوم
یارب کجا برم لب خنجر ستای را

غالب بریدم از همه خواهم که زین سپس
کنجی گزینم و بپرستم خدای را

آمی لذت جفای تو و رفاک بعد مرگ
باجان سرشته ست سرت عهد و پارها را

چشم بر تازگی شور جنون دوخته ست
در خزان بیش بود مستی دیوانه ما

مد مدبوی کباب از نفس غیر و خوشم
می شناسم اثر گرمی پنهان ترا

حالة آیینه راز ست چه پیدا چه نهان
تاب اندیشه ندارد سی بنگاهی در یاب

داغ ناکامی حسرت بود آیینه و صل
شب روشن طلبی روز سیاهی در یاب

چون کشد می کشدم رشک که پیوند دهم
از لب خویش اگر بوسه رباید چه عجب

طره او همه و پیراهن چاکش نگرید
اگر از ناخنه جمعه نگراید چه عجب

بذکر مرگ شبی زنده دلی خوش بود
گرت فسانه غالب شنیدن ست مخسب

عمر یست که می میرم و مردن نتوانم
در کشور بیداد تو فرمان قضا نیست

دست نگر چاره افسردگی دل
تعمیر بانداره ویرانی ما نیست

در گر نالد و دادی دل رسکاره کیست
جانی که نمیرد دبشر این سیاه کیست

ما با تو آشنا و تو بیگانه ز ما ؛ آخر تو خدا که جهانی گواه کیست
بیخود بوقت ذبح طپیدن گناه من ؛ دانسته دشنه تیز نکردن گناه کیست
ظالم تو و شکایت عشق این چه ماجراست ؛ باری بمن بگو که ولت داد خواه کیست
در خون دگر نشست بلور و برق عتاب تو ؛ این تیرگی بطالع مشتاق گیاه کیست
گر نمک سود کمتی ز خشم دلم ؛ سود ز خمست زیان نمک ست
ناز سرمایه دیگر ز تو یافت ؛ نمک خوان تو خوان نمک ست
بیخود رسید فش از ناز بسکه دشوار ست ؛ چو ما بدام تمنائی خود گرفتار ست
خم شنیدن و بختی بخود فرو رفتن ؛ خوشا فریب ترحم چه ساده پرکار ست
ز آفرینش عالم غرض بز آدم نیست ؛ بگرد نقطهٔ ما دور هفت پرکار ست
تا زم نگه شرم که دلها ز میان برد ؛ زانسان که خود آن چشم فسونساز چنان ست
همدم که ز اقبال نویدم اثرم داد ؛ اندوه نگاه غلط انداز ندانست
سر گرمی خیال تو از ناله باز داشت ؛ دل پاره آتشی ست که دودش نماند ست
ز گلفروشش نتامه ز اهل بازار ست ؛ تا پاک گرمی رفت را باغبانم سوخت
بذوق خلوت ناز تو خواب گشت تنم ؛ قضا بصرفه در چشم پاسبانم سوخت
وجود او همه حسن ست و مستیم همه عشق ؛ به بخت دشمن و اقبال دوست سوگند ست
بهیم آنکه مبادا بسیرم از شادی ؛ نگوید ار چه بمرگ من آرزومند ست
پیوسته و بد بادهٔ ساقی نتوان خواند ؛ همواره ترا شدبت و آزر نتوان گفت
آن راز که در سینه نهان ست نه عطاست ؛ بردار توان گفت و بمنبر نتوان گفت
کشته را رشک کشته دگر ست ؛ من و زخمی که بر دل از جگر ست
قفس و دام را گناهی نیست ؛ ریختن در نهاد بال و پر ست
بر دل نازک دلدار گرانی نکند ؛ خواهش ما که جگر گوشهٔ ابراهیم ست

بیتو گزیده‌ام سخنی این در و بسنج — بگذر از مرگ که وابسته بهنگامی هست
شعر غالب نبود وحی و نگویم و لیک — تو و یزدان نتوان گفت کز الهامی هست
گیرم ز داغ عشق تو طرفی نبست دل — اینم نه بس بود که جگر روشناس کیست
لازم بکوی غیر زبیتابی نسیم — کاندر امید وارمنی بوی لباس کیست
گیرم که رسم عشق من آورده‌ام بدهر — ظلم آفریدهٔ دل حق ناشناس کیست
صحن چمن نمونهٔ بزم فراغ تو — با دسحر علاقه ربط حواس کیست
آنکه بی پرده بصد داغ نمایانم سوخت — دیده پوشید و گمان کرد که پنهانم سوخت
بخت مندهد کام دل غمزده غالب — گوئی لب یار ست که در بوسه لئیم ست
غالب اگر نه خرقهٔ مصحف بهم فرو نخست — پرسد چرا که نرخ می لعل فام چیست
رضوان چو شهد و شیر بغالب حواله کرد — بیچاره باز داد و می شکبو گرفت
به بند پرسش حالم نمیتوان افتاد — توان شناخت ز بندی که بر زبان افتاد
من آن نیم که تبانم کنند دلجوئی — خوشم ز بخت که دلدار بدگمان افتاد
حدیث می بدف و چنگ و رسمیان آریم — کنون که کار بشیخ نهفته دان افتاد
بکوئی یار ز پا افتم و کنم فریاد — بدان دریغ که دانند ناگهان افتاد
غریبم و تو زبان دان من نه غالب — به بند پرسش حالم نمی توان افتاد
مژدهٔ صبح دهین تیره شبانم دادند — شمع کشتند و ز خورشید نشانم دادند
رخ کشودند لب هرزه سرایم بستند — دل ربودند و دو چشم نگرانم دادند
برقی بفشار آرم و ابری بترانم — زان دشنه که اندر کف جلاد بجنبد
هفت آسمان بگردش و ما در میانه ایم — غالب دگر مپرس که بر ما چه میرود
دوش کز گردش بختم گله بر روی تو بود — چشم سوی فلک و روی سخن سوی تو بود
دوست دارم گرهی را که بکارم زده اند — کاین همانست که پیوسته در ابروی تو بود

مردن و جان بتمنای شهادت دادن — هم ز اندیشهٔ آزردن بازوی تو بود
هست تفاوت لبی هم ز رطب تا نبید — لذت دیگر دهد بوسه چو دشنام شد
می بزها دلکن عرض که این جوهر ناب — پیش این قوم بشو را به زمزم نرسد
هر چه بینی بهمان حلقهٔ زنجیری هست — هیچ جا نیست که این دایره با هم نرسد
باید زمی هر آمینه پرهیز گفته اند — آری دروغ مصلحت آمیز گفته اند
پرده داران بهانی و ساز فشارش دادند — ناله سیخواست که شرح ستم ناز دهد
هر نسیمی که ز کوی تو بخاکم گذرد — یادم از ولولهٔ عهد سبک تاز دهد
بجنگ تا چه بود خوی دلبران کاین قوم — در آشتی نمک زخم دلفگار اند
نه زرع و کشت شناسند نی حدیقه و باغ — ز بهر باده هوا خواه ابر و بار اند
ز وعده گشته پشیمان برای رفع ملال — امید وار بمرگ امید وار اند
ز روی خویش و منش نور دیدهٔ آتش — برنگ و بوی جگر گوشهٔ بهار اند
نازم فریب طمع که غالب ز کوی تو — ناکام رفت و خاطر امید وار برد
داغ دل ما شعله فشان مانده به پیری — این شمع شب آخر شد و خاموش نکردند
خیال یار در آغوشم آنچنان بفشرد — که شرم اشکم از شکوه های دوش آمد
خدایی شیوهٔ رحمت که در لبالب خصم — بعذر خواهی رندان باده نوش آمد
بجان نوید که شرم از نیامدنه بم رفت — بعیش مژده که وقت وداع هوش آمد
مپرس وجه سواد سفینها غالب — سخن بمرگ سخن رس سیاه پوش آمد
تا دگر زخم بناسور تو انگر گردد — هدیه از کف الماس فشانی بمن آر
گیرم ای بخت هدف نیستم آخر گاهی — غلط انداز خدنگی ز کمانی بمن آر
یارب این مایه وجود از عدم آورده تست — بوسه چند هم از کنج دهانی بمن آر
دل را نه غم گریه بیرنگ بجوش آر — اجزای جگر حل کن و در چشم ترم ریز

گیرم که بافشاندن الماس نیرزم
مشتی نمک سوده بزخم جگرم ریز

سبوچه دهمت هر سحر زمی غالب ✤
خدائی را ز سر کوچه مغان برخیز

ز لکنت می تپد نبض رگ لعل گهربارش
شهید انتظار جلوه خویش ست گفتارش

غالب ز جفائی نفس گرم چه نالے
بیدار کن شمع شب تنهائی خویشم

سوخت جگرتا کجا رنج چکیدن دهم
رنگ شوای خون گرم تا بچه مین دهم

تا بکی صرف رضاجوئی دلها باشم
فرصتم باد کزین پس همه خود را باشم

گاه گاه از نظرم مست و غزلخوان بگذر
ورنه بر عهده من نیست که رسوا باشم

هوش پرکار کشائی ورق بیخبری ست
گم شوم در خود و در نقش تو پیدا باشم

حسرت روئی ترا حور تلافی نکند
از تو آخر بچه امید شکیبا باشم

دگر نگاه ترا مست ناز میخواهم
حساب فتنه ز ایام باز میخواهم

گذشتم از گله در وصل فرصتم بادا
زبان کوته و دست دراز میخواهم

زمانه خاک مرا در نظر نمی آرد
ز نقش پای تواش سرفراز میخواهم

وکیل غالب خونین دلم سفارش نیست
بشکوه تو زبان را مجاز میخواهم

ز وعده دو زخیان را فزون نیاز اند
تو قعی عجبی ز آه آتشین دارم ✤

جواب خواجه نظیری نوشته ام غالب
خطا نموده ام و چشم آفرین دارم

بیا که قاعده آسمان بگردانیم
قضا بگردش رطل گران بگردانیم

گهی به لابه سخن با ادا بیامیزیم
گهی ببوسه زبان در دهان بگردانیم

نهیم سر بیکسوی و باهم آویزیم
بشوخی که رخ اختران بگردانیم ✤

اگر بر خود نمی بالد ز غارت کردن هوشم
مرا و را از چه دشوار ست گنجیدن در آغوشم

مرنج از وعده و صلی که با من در میان داری
که خواهد شد بذوق وعده دیگر فراموشم

جنون مستم بفصل نوبهارم میتوان کشتن
صراحی بر کف و گل در کنارم میتوان کشتن

بجرم آنکه دستی بپایان برده ام عمری
بکوی میفروشان دخمارم میتوان کشتن

تغافل ها همی یارم زنده دارد ورنه در پیشش
بجرم گریه بی اختیارم میتوان کشتن

جفا بر چون منی کم کن که گر کشتن هوس باشد
بذوق مژده بوس و کنارم میتوان کشتن

بیا بر خاک من گر خود گل افشانی روا نبود
بباد دامنی شمع مزارم میتوان کشتن

منت معذور دارم لیک با نامهربان آخر
برین جان و دل امیدوارم میتوان کشتن

فرجام سخن گوئی غالب بتو گویم ✤
خون جگر مت از رگ گفتار کشیدن

رشک سخنم چیست نه شهد هوس است این
تلخابه سرجوش گداز نفس است این

اسی نالهٔ جگر در شکن دام میفشان ✤
سرمایهٔ آرایش چاک قفس است این

تقویم اثر چند بعسر دگر ستش
نازم منی بیش چه بلا زود رس است این

لب بر لب و لبر شحم و جان بسپارم
ترکیب یکی کردن صد ملتمس است این

خود را بکه سنجم که بدین پایه کسی نیست
بل راستی خویش میتوان کردن

ستم بجان نخ آزمایش میتوان کردن
توجمع باش که ما را درین پریشانی

شکایتی ست که با خویش میتوان کردن
سر از حجاب تعین اگر برون آید ✤
چه جلوها که بهر کیش میتوان کردن

اگر بقدر وفا میکنی جفا حیف ست
بمرگ من که ازین بیش میتوان کردن

چه مژده سعی دهم مژده سکون خواهد
زبوسه پا بدرت ریش میتوان کردن

لب دوخته شکوه ز خود فراموشم
انشاخت قدر پیش پنهان شناختن

نازم دماغ نازندانی زسادگی ست
کشتن بظلم و کشته احسان شناختن

رنج قضا ست همت آسان گذار ما
قهر خدا ست خاطر مشکل پسند تو ✤
ای مرگ مرحبا چه گرانمایه دلبری
چشم براز تو دور نکویان پسند تو

غالب بپاس [illegible]
[illegible]
[illegible]

جنون الفت میچ خودی دارد تماشا کن
شکست صد دل از رنگ خویش پیدا ست

بلب چه خیزد از انگیز و عدهای وفا
بدان شست بخانی که داشتی دارے

تو کی ز جور پشیمان شدی چه میگونی
دروغ راست نمائی که داشتی داری

عتاب مهر تو از هم شناختن نتوان
خرد فریب ادائی که داشتی داری

خراب بادهٔ دوشینهٔ مسرت گردم
ادائی لغزش پائی که داشتی داری

بگرد گار نگر و یدی و همان بفسوس
حدیث روز جزائی که داشتی داری

جهانیان ز تو برگشته اند گر غالب
ترا چه باک خدائی که داشتی داری

غالب هوای کعبه بسر جا گرفته ست
رفت آنکه عزم خلخ و نوشاد کردے

از سینهٔ من که مستلزم خون بست
جز تیر تو کس جان بسلامت نبرد

رباعی

آن مرد کز زن گرفت دانا نبود
از غصه فراغتش همانا نبود

دارد بجهان خانه و زن نیست رو
نازم بخدا چه او توانا نبود

رباعی

ای آنکه براه کعبه روئی داری
نازم که گزیده آرزوئی داری

زینگونه که تند میخرامی دائم
در خانه زن ستیزه خوئی داری

رباعی

بازی خور روزگار بودم همه عمر
از بخت امید وار بودم همه عمر

بیمایه بفکر سود ماندم همه جا
بی وعده در انتظار بودم همه عمر

رباعی

تا چند بهنگامه سلامت باشے
تا چند تماشگاه اقامت باشے

آنی که بناله شب غمم را طرفی
حیف ست اگر منکر قیامت باشی

غضنفیت محمد اکرم پنجابی سنتی زاده قصبه کنجاه از متعلقات گجرات شاه وولا بود در عهد عالمگیر
پادشاه بخدمت نواب مکرم خان بسر می برد صیاد آهوان معانی تازه بست و دام گستر معانی بی نیاز
نیرنگ عشق مثنوی او شهرت و قبول تمام دارد و در چستی عبارت و نزاکت اشارت فایق بر
مثنویات شعراء نامدار است ترکیب دلنشینش معجون فرح خاطر نازک خیالان ست و تضمین رنگینش
عزیز دلهای آشفته حالان سمر خوش در تذکره خود چه حرف خوش گفته که غضنیت از خاکیان
هند غضنیت ست در اواخر مائه حادی عشر نقد حیاتش غضنیت دست اجل گردید دیوانی هم سوای
انشا و مثنوی دارد این چند بیت از اوست

نگردد قطع هرگز جاده عشق ازو دیدنها — که می مالد بخود این راه چون تاک ز بریدنها
بیا و داغهای کهنه دل دارد تماشائی — بود طاوس اسیر چمن برگشته دیدنها
وحشتم پر زور و طاقت زیر دست افتاده ست — همچو موج از خود و کار من شکست افتاده ست
طاقت برخاستن چون گرد من کم نماند — خلق میداند که میخورد ست مست افتاده ست
کرده ام از مهر لب نقد بیانها در گره — بسته ام چون غنچه سوسن بانها در گره
زخلق آزرده گشتم دیدنش و خویش حاصل شد — غبار خاطر آخر توتیای دیده دل شد
جنونم کرده گل از گردش چشم دلارامی — بچوب گل نمی ماند علاجم چوب بادامی
گهی بصحرا روید گهی بشکیها — مگر ز چشم بیاموخت این دورنگیها
درین بساط بود بی سبب حریفان را — بسان مهره شطرنج خانه جنگیها
باین شوخی ندیدم رنگ اشک بیخ محزونی — تو در دل بوده ظالم همانا کرده خونی
بوسه بی ادبم آنقدر آورد بهجوم — که لب لعل ترا فرصت دشنام نداد
نظر بروئی که شد آشنا که میگردد — بگرد خویش چو گرداب دیده ترما
از ببازار کست قدر دلربائی او — گل شیشه شکسته بود زیر پائی او
مستم از ان نگاه که آید بروز حشر — بوی شراب از دهن داد خواه او

تو رفتی و نمک خوان دیگران شده — کباب دل شد ازین میزبان نواز یها
از بس خیال من شده لبریز جلوه اش — هر جا که سر بسجده نهم نقش پای اوست
یار آمد آنزمان بر سر که در تن جان نماند — بخت شد بیدار هنگامیکه ما را خواب برد

حرف الفاء

فردوسی از دهاقین طوس بود باغبانی فردوس نام باغ ساخته عمید والی طوس میکرد لهذا فردوسی تخلص گرفت اقدم فصحاء اول رسل ثلاثه شعراست فحل استادان این فن و ضد بد ماهران سخن بود با مر سلطان محمود غزنوی شاهنامه نظم کرد چون سلطان بوجه رفض در صله او کوتاهی کرد وی هجو سلطان نمود و گفت ؎

درختی که تلخ ست او را سرشت — گرش در نشانی بباغ بهشت
ور از جوی خلدش بهنگام آب — بیخ انگبین ریزی و شهد ناب
سرانجام گوهر بکار آورد — همان میوه تلخ بار آورد

گویم انگبین و شهد کی ست پس صد جا حشو باشد قبرش در طوس ست و وفاتش در سنه یاشانزده و چهار صد هجری ست نظامی گنجوی خود را تلمذ او می پسند دو زلالی خود را اعلام نظامی میگیرد و شک نیست که زبان گبران را خوبتر می شناخت و بهجو مجوسیان چنانکه باید بپرداخت

بلنعم ما قیل ؎

دلش گبر و جان گبر و گبرے زبان — ز گبران بگیری زبان قصه خوان

محمد صادق الفاگفته که فردوسی این بیت بی مثل نوشته ست ؎

بدنبال چشمش یکے خال بود — که چشم خودش هم بدنبال بود
بهم بست مور البصد پیچ و تاب — گره داد شب را پس آفتاب
بیا بگوی که پرویز از زمانه چه خورد — برو بپرس که کسری ز روزگار چه برد
گر او گرفت ممالک بدیگران بگذاشت — ورین نهاد خزائن بدیگران سپرد

رباعی

دوشش از سر لطف بنده پروردن خویش — بنمود طریق مردمی کردن خویش
جرمم همه عفو کرد و دستم بگرفت — خندان خندان فگند در گردن خویش

رباعی

تا چند نهی بر دل خود غصه و درد — تا جمع کنی سیم سفید و زر زرد
زان پیش که گردد نفس گرم تو سرد — با دوست بخور که دشمنت خواهد مرد

فرخی

فرخی سیستانی رستم سیستان سخن بست و میدان این فن رشید و طواط گفته فرخی در عجم چو متنبی در عرب بست مداح ناصر الدین چغانی حاکم بلخ بود در جائزهٔ قصیده چهل و دو اسپ بخشید

این بیت از آن قصیده بست

چون تو از بهر تماشا بر زمینی بگذرے — هر گیاهی زان زمین گردد زبان افتخار

سپس بدرگاه سلطان محمود پیوست و جاهی عظیم یافت پیوسته بلبست غلام با کمرهای زرین عقب او سوار میشدند

فطرتی

فطرتی کشمیری صاحب فطرت بود و بلند فکرت و جایزه این دو بیت از اکبر پادشاه دوازده هزار روپیه انعام یافت

قسمت نگر که در خور هر جوهری صفاست — آیینه با سکندر و با اکبر آفتاب
او کرد گر معاینهٔ خود ز آینه — این میکند مشاهدهٔ حق در آفتاب

فروغی

و نزد صاحب صبح صادق این هر دو بیت از منظوری ست لیکن روایت نخستین قوی تر ست

فروغی از روشن ضمیران خطهٔ کشمیر و عندلیبان این گلشن جنت نظیر ست در صفت شاهجهان آباد و باغ حیات بخش مثنوی دارد ازوی می آید

گر دولت آرزو کند آن گهر یگانه را — رقص کنان بآب دهد هیچو حباب خانه را
لاله را هم با چمن دل صاف نیست — ما دل یاران عالم دیده ایم

آنکه در رفتن شتاب تیر دارد عمر تو چون کمان بهر که عیاری شقش خاند را

فارغی سید شیرازی برادر شاه فتح الله یکمر تبه بهندوستان آمد در جفر و اعداد صاحب استعداد میزیست و منظور نظر بیرمخان گردید و آخر سده اکبری لازم گرفت آزوست

در هجر ساختم بحیات خود ای اجل نتوان در انتظار تو هم بیش ازین نشست
هر سنگ کز برای تو ام دشمنان زنند گر دآرم و تحفه برد و ستان برم

فهمی میرشمس الدین کرمانی در علوم ریاضی دستگاهی عالی داشته و در عهد سلطان محمد منصب صدارت رسیده این رباعی وقت رحلت گفته رباعی

خواهیم ازین جهان فانی رفتن در زیر لحد بنا توانی خفتن
در گوش زمین ز بیوفائی فلک حرفی بزبان بی زبانی گفتن

فهمی کاشی کرپاس فروش بود و در شاعری مشار الیه بزیارت عتبات عالیات سوفی گشته آزوست

قانع بخیالی شدم از دیدن رویت بی منت پا میگذرم از سر کویت
فهمی طهرانی سفر کرده و جهاندیده و بهندوستان آمده و بولایت رفته طبع نظمی داشت اروست

دل را با حتمال پیامش دهم قرار هر چند این محال میسر نمی شود

فهمی سمرقندی خوش طبع بود و بهند آمده و بولایت برگشته آزوست

تا خاصیت باده بمن پیر مغان گفت از لوبه پشیمان نچنانم که توان گفت
ز موی عنبرین چون برتنش پیرایهنی دیدم لباس کعبه اش پنداشتم بر خویش پیچیدم

فائض ملا محمد نصیر ابهری مورد فیض واهب و شاگرد رشید میرزا صائب بخت درست جزو کشی نموده فی الجمله بتحصیل مقدمات علمیه پرداخت لطوار عجیبه داشت و در مجلس آرائی بنظیر میزیست از یاران ملی حزین بود و نود سال عمر یافت در ایام محاصرهٔ اصفهان در سنه ۱۱۳۴ باجل طبیعی در گذشت این چند گهر از کان طبع اوست

قانع

فارغی

فهمی

فهمی

فهمی

فائض

گردون درکینه میزند جو رنگ‌گر — جانان غم دل نیخور و طور نگر
مطرب حرفی نمیزند حال به‌بین — ساقی قدحی نمید هد دور نگر
شور بلبل میدهد یادم که مستی پیشه کن + عکس گل در آب میگوید که می در شیشه کن
اوقات عمر بسکه بغفلت گذشته ست — شرمندگی زصورت دیوار می کشم
گداز دماه را آخر تمنای ضیا کردن — به پیش چون خودی سخت ست عرض مدعا کردن
نمیخشانم بروی بستر او گل ازان ترسم — که سازد گردش رنگ گلی از خواب بیدارش
با ما بگردشی چکند روزگار ها — ما دیده ایم گردش چشم تو بارها
آن فرصتی نبود که خاری زپا کشم — در پای من زگرمروی سوخت خارها
مشاطه سرمه میکشد آن چشم مست را — تا بیشتر سیاه کند روزگار من
عمرم بسر رسید و بسویم گذر نکرد — شد موسم خزان و نیامد بهار من
نظر کن از شگاف سینه تا داغ جگر بینی — توان از رخنهٔ دیوار کردن سیر باغ من
گر شب دوش بطول از غم آغوش گذشت — لیک زلف سیهش آمد و از دوش گذشت
نه همین شمع بسر کرد کف خاکستر + شب هم از ماتم پروانه سیه پوش گذشت
قماش برگ گل و آن عذار آل یکی ست — زهر چه جلوه کند حسن را مآل یکی ست
من آزرده ام چه منت احسان کس کشم — پایم اگر زپیش رود باز پس کشم

فرموده قزوینی بکسب عطاری قیام داشته و عطر سخن از گلبن فکر چنین میچکانیده

در فراقت زان نمی میرم که نا دیده بر لبت — کان ستم نادیده روزی چند با هجرم شناخت

فضل علیخان ایران زاست در عصر فرخ سیر دیوان صوبه لاهور بود و در عهد محمد شاه منصب چهارهزاری داشت در تاریخ قدوم آصفجاه بدین گفته

صد شکر که ذات دین پناهی آمد — رونق ده ملک بادشاهی آمد
تاریخ رسیدنش بگوشم هاتف — گفت آیت رحمت الهی آمد

فرزند فضل علیخان

فسونی یزدی سیدی قصه خوان بود طبعش بشعر مناسب افتاده در سلک ملازمان اکبر پادشاه انتظام داشت این شعر از وست ؎

کرد تعظیم فسونی بغریب دگران ۰ ورنه آن بی سر و پا لائق تعظیم نبود

کشتهٔ غمزهٔ جانان نهد چشم بهم ۰ دم آخر شده حیران برخ قاتل خویش

مردم از غم سخن از رفتن خود چیدند ۰ این نه حرفی ست که گوی و شکر خند کنی

بعد از هزار وعده که یکبار رو نمود ۰ آن هم ز بیم غیر زمانی نبود و رفت

فسونی محمود بیگ شاعر افسون طراز خطهٔ شیراز ست اما در تبریز نشو و نما یافته از زادگان شاه عباس ماضی بوده و بهند آمده در سلک ملازمان اکبری منسلک گردیده بعده در ملازمت شاهزاده پرویز بن جهانگیر شاه در بلدهٔ الٰه آباد در ۱۰۲۷ هجری جادهٔ بادیهٔ عدم در نوردید و دیوانش متداول ست ؎

خواب راحت شد از آن دیده که دیدن دانست ۰ رفت آسایش از آن دل که طپیدن دانست

دلم از گرمی خوبان و گریماند ۰ غنچه را که بزر نقدش بکشایند

فیضی اکبر آبادی طوطی هندوستان سخن گستری ست و ملک الشعرا و درگاه اکبری و در طبقهٔ سلاطین تیموریه اول کسیکه باین خطاب تحصیل مباهات نمود غزالی مشهدی ست که از پیشگاه اکبر باین خطاب نامور گردید و بعد رسیدن آواز صحرائی فنا بمرغزار بقا شیخ فیضی باین لقب بلند آوازه گشت و در عهد جهانگیر طالب آملی و در زمان شاهجهان ابو طالب کلیم همدانی باین خطاب سکهٔ تفاخر زدند آفاق زدند فیضی ملک قمی و ظهوری را دیده و صحبت هم گیر افتاده و شیخ عبد القادر بدایونی در منتخب التواریخ بذکر شعرا و ترجمهٔ او مفصل نوشته و سخت بد گفته و حق بجانب اوست تاریخ وفاتش

خالد فی النار ست امیر زا صائب او را بخوبی یاد کرده و گفته

این آن غزل که فیضی شیرین کلام گفت ۰ در دیده ام خلیده و در دل نشسته

کتاب نلدمن چهار هزار و دو بست بیت ست هر بیتش طعنه بر بیت ابروی خوبان میزند و هر

شعراو رونق بازار گرمخان می شکند در حمد گوید ؎

فکر تو بدل خیال بگداخت | اوج تو ز مرغ بال بگداخت
دانا که سخن بکنه او بست | بر کنگر شعله تار مو بست
این مرحله گرچه دلنشین ست | هشدار که بادش آتشین ست

و در نعت گوید ؎

آن مرکز و در هفت جدول | گرداب نشین موج اول
خاکی و بر اوج عرش منزل | امی و کتاب خانه در دل

دیوانش بی مزه اما متضمن اصناف شعر ست و در حین تحریر این جریده حاضر چند بیت از غزلیات او فراگرفته شد ؎

نماند گریهٔ شب وصل بیقراران را | سهیل طلعت آن ماه برو باران را
خبر برید شب عید پیر مصطبه را | که راست میکنم امشب قصوری شبه را
با قامتش سری ست من تیره بخت را | مانند هندوی که پرستد درخت را
تنها نه سینه ام ز تف اضطراب سوخت | در دل شکیب خون شد و در دیده خواب سوخت
فیضی کجا و قطع نظر از بتان هند | از کافر آفتاب پرستی نمیرود ؎
اگر سری نکشم سوی بیخودی چکنم | مرا ز همدمی خود ملال میگیرد
مژگان مپوش چون قدم از دیده میکنی | مردان ره برهنه نهادند پای را
آنچه بفیضی نظر دوست کرد | مشکل اگر دشمن جانی کند

رباعی

بر ما چه زبان اگر صفا ایجاد زد | مشتی خاشاک لطمه بر دریا زد
ما تیغ برهنه ایم در دست قضا | شد کشته کسیکه خویش را بر ما زد
رنجیده خون جگر از چشم ما | کل انار تیر شمع بما ؎

حسنی تمام داده ام آن ماه پاره را
مه کرده ام بزور تو جبستاره را

سر و سودای تو نگذاشت دل و دین ما را
عشق دزدی ست که با خانه برد و کالا را

آزرده دلان در خم امید نمانند
مرغان بهشتی نشناسند قفس را

خالی نکنیم ساغر از می
در مذهب ما خلا محال ست

دلم از داغ تازه می سوزد
باز در خانه آتش افتاده ست

فیضی از آسمان منال که او
از تو آشفته روزگار تر ست

مشکل که سیل دیده بگردش در آورد
طوفان نوح می طلبد آسیای ما

کعبه را ویران مکن ای عشق کانجا نفس
گه گهی پس ماندگان عشق منزل میکنند

ای عشق رخصت ست که از دوش آسمان
بر دوش خود نهم علم کبریای تو

تا چند دل بعشوهٔ خوبان گرد کنم
این دل بسوزم و دل دیگر ز نو کنم

گر سیه این چنین شود چشم تو بر هلاک ما
از پس مرگ عاشقان سرمه کنند خاک ما

در هوس شکر لبی فیضی خسته داد جان
روح قدس به بین که شد واسطهٔ هلاک ما

خال منما کشتهٔ آن نرگس مستانه را
کس نیندازد به پیش مرغ بسمل دانه را

گر بدانی قدر لذت یکتائی را
بدرود عالم ندهی گوشهٔ تنهائی را

هست هر ذرهٔ از ریگ روان مجنونی
که ز سر کرده قدم بادیه پیمائی را

فیضی احسنت ازین عشق که دوران امروز
گرم دارد ز تو هنگامهٔ رسوائی را

کدام ساقی بدست گرم خون ریز ست
که بوی می بدماغم ز بوی خون کم نیست

امشب وداع یار ز مرگم ملامت ست
شام وداع نیست که صبح قیامت ست

دل بخوی تو گرفتار و تو بی پروا ست
از کبا بم خبری گیر که آتش تیز ست

دل خوبان شهر مائل تست
سنگ آهن ربا مگر دل تست

دل من در کف طفلی ست که از بیخبری
بلبلش مرده بکنج قفسی افتاده ست

خاک هستی همه بر باد فنا رفت ببین — آب فرعون چه شد و آتش نمرود کجاست
قربان آن تغافل و آن پرسشم که دوش — فریاد من شنیدی و گفتی فغان کیست
یارب ز سیل میکده طوفان رسیده باد — بتخانه که خانقهش نام کرده اند
خاک بیزان ره فقر بجاے نروند — گوئی این طائفه اینجا گهری یافته اند
در کمر بهله نه آن ترک پری روزده بود — بیدلی دست هوس در کمر او زده بود
می نشینم پهلویش در بزم گر مستی مگر — سر بزانو نیم نیمش یا تکیه بر دوشم کند
چون وصل بتان قسمت عشاق نمودند — در طالع ما بوسه بپیغام نوشتند
وصلت چو عمر رفته میسر نمی شود — یکبار شد میسر و دیگر نمی شود
غمت مباد چه می پرسی از حکایت من — دل تو طاقت این گفتگو کجا دارد
شربت ذوق بران مردم بیدرد حرام — که بکیفیت معجون هلال نرسند
وا امان فتنه برزده از بهر قتل من — طفلی که از حجاب برخ آستین نهد
تو باده باد گران خور که بر لب هوسم — بس ست قطره خونی که از کباب چکد
رویت افروخت از مهتاب امروز — طرفه گرمست آفتاب امروز
شدیم خاک ولیکن ز بوی تربت ما — توان شناخت کزین خاک مردمی خیزد

فغانی شیرازی طراح طرز تازه بیانی و معاصر ملا جامی ست مجذوب و صاحب حال بود و شعر او نزد مولوی درجه قبول و استحسان یافت مرشد مهوسان کیمیا طلب ست نقد عمر گرامی ببازار تلاشش صرف کرد وحشی و عرفی و شنائی و رکنا سبع و شفائی بتتبع طرز او بیدند و نیز اصحاب اند کی آن شیوه را تغییر داده اجتهاد بطرز خاص نمودند مشهور بابا فغانی ست و امیر شورش خدائی بتقرب سلطان یعقوب تبریزی مخصوص بود بعد فوتش بجانب بیرو رفت و در شرب خمر دعوی پیدا کرده و در پایان عمر بمشهد مقدس شتافته موفق بتوبه و انابت شد و در سنه ۹۲۵
هنان سفر بخاک جاویدتا فت آزوی می آید

بروز حشر فغانی ز بازپرس مترس — تو بیکسی و غریبی ترا که می پرسد
نسخهٔ سحر سامری کاغذ توتیا شود — گر بکژ شمه سرمه سای را
غایت دلشکیری ست آنکه چو طائر جرم — بر نبرد ره دهی رند برهنه پای را
دیوانهٔ ترا هوس عشق باغ نیست — در گلشنم مخوان که مرا این دماغ نیست
برما چگونه سایهٔ مهر افگند همای — کین استخوان سوخته در خور زاغ نیست
من عاشقم مراست پریشانی دستم — معشوق را چه شد که حضور و فراغ نیست
زین انجمن فغانی دیوانه چون رود — یک لاله چون برنگ تو در هیچ باغ نیست
خوبی همین که شیوه و ناز و خرام نیست — بسیار شیوه هاست بتان را که نام نیست
شب هست تا همه جوی می ایاغ کجاست — چه تیرگی ست درین انجمن چراغ کجاست
پا بسترافتم و مردن کنم بهانهٔ خویش — بدین بهانه مگر آرست بخانهٔ خویش
مقصود صحبت ست ز گل ورنه بوی گل — انصاف گر بود ز صبا میتوان شنید
چه باشد عاشقی خود را بنهما مبتلا کردن — بصد خون جگر بیگانه را آشنا کردن
ز گرد راه خوبان میفشاندم دمن تقوی — چه دانستم که خواهم روزی آنرا توتیا کردن
فغانی کمترین بازیست در عشق نکورویان — جفا از بیوفایان دیدن و نامش وفا کردن

فکری سید محمد جامه باف از حضار سادات شهر مقدس مشهد بهند آمده و شوق نظم رباعی داشته تا آنکه بمیر رباعی شهرت یافته و در سنه ۹ بعالم باقی شتافته آزوی می آید رباعی

آن شوخ که جا در دل ناشاد گرفت — مانند زمانه خوبه بیداد گرفت
آتش بجهان زدن ز آهم آموخت — خون ریختن از چشم ترم یاد گرفت

رباعی

چون گردش چرخ را مداری نبود — در رفتن و ماندن اعتباری نبود
خواهم که چنان روم که از رفتن من — بر خاطر ماندگان غباری نبود

رباعی

تا کی جگرم ز غصه خون خواهد شد — روز و شبم اندوه فزون خواهد شد
روزم بخیال اینکه تا شب چه شود — شب در غم آنکه روز چون خواهد شد

فائق نامش امینا بوده از خوشگویان خطهٔ صفاهان ست

تا خیال لب او شمع شب تار من ست — خواب شیرین نمک دیدهٔ بیدار من ست

فصیح اکبر آبادی میرزا نادر الزمان نام داشته واز مردم ممتاز بوده آزوست

عمر بگذشت و نیاسود دل از ناله دمی — کاروان رفت همان بانگ درا می آید
شد از دمیدن خط صید وحشی چشمش — بدام سبزه توان کرد صید آهو را

فصیحی تبریزی عاشق پیشه بود و بعلوم رسمیه مناسبتی داشته آزوی می آید

از سوز محبت چه خبر اهل هوس را — این آتش عشق ست نسوزد همه کس را
کردم بداغ عاشقی او دل نشان ترا — کز من چو گم شوی بشناسم بآن ترا

بقد رطاقت خود هر دلی غمی دارد — دل من ست که اندوه عالمی دارد

فیضان آقا ابراهیم شاهجهان آبادی شاگرد سالک کشمیری ست استعداد لائق و طبع فائق داشت و در فن موسیقی مهارت رائق در ۱۱۴۴ آهنگ مقام اصلی نمود ساز فکر چنین نوا میدهد

شد چاک بسکه سینه ز زخم هوس مرا — هر جا فتاد سایهٔ من شد قفس مرا
نصیبت گر بود همچون صدف رزق از سما ریزد — چو قسمت نیست روزی از دهن چون آب سا ریزد

فوجی میرزا احمد مقیم اصلش از خطهٔ شیراز ست چون همواره نوکری سپاه گری میکرد فوجی تخلص قرار داد فکری و رکمال پختگی داشت مداح و ندیم مجلس خان زمان بهادر بود و او اخر شباب شوق زیارت حرمین شریفین در سنگیر او گشته رخصت گرفت و بعد تادیهٔ حج و عمره بوطن رفت مدتی قلیل درین دار بیوفا مقیم مانده مسافر ملک بقا شد از نتایج فکر اوست

بی وصف تو ای سلسله پیوند بیانها — کوتاه ز دامان جنون دست زبانها
در وادی شوق تو نیابیم دلیلی — برخاسته زین مرحله چون گرد نشانها
یوسف صفتان در صف بازار نکوئی — از گرمی سودای تو در بسته دکانها
آنها که بعقل از تو نشان می طلبیدند — پیراهن مهتاب نمودند کتانها
طاق ابروی بتی افگنده از طاق دلم — چندروزی گوشهٔ محراب می باید گرفت
جای امنی دلنشین بر ساحل این بحر نیست — خانه در کوچهٔ گرداب می باید گرفت
پرتو خورشید برق خرمن کیفیت ست — فیض خواهی صبح را در خواب میباید گرفت
صاف دل در ناتوانی زندگانی میکند — همچو صبح از پهلوی پیری جوانی میکند
برنمی تابد گل این بوستان رنگ هوس — آرزو بر خاطر عاشق گرانی میکند
با خود حکایت از لب خاموش میکنم — خود نغمه می سرایم و خود گوش میکنم
عمریست مست مشقم و اوقات خویش را — صرف نصیحت خرد و هوش میکنم
فوجی چو خاک رهگذر از پا فتاده ام — با سایهٔ تو دست در آغوش میکنم
صبح ست و چمن مست ز بوی گل صدبرگ — نرگس قدحی خورد بروی گل صدبرگ
داغ جگرم تازه ز جام می زردست — این لاله خورد آب ز جوی گل صدبرگ
آگاه نباشد ز شکست قدح من — بر سنگ نخورد دست سبوی گل صدبرگ
دارد سر همچشمی خورشید جمالت — خالی بود از مغز کدوی گل صدبرگ

فطرت میر معز از سادات موسوی و از منصب داران عمدهٔ عالمگیر پادشاه بود و مدتی خدمت دیوانی صوبهٔ بهار داشت تا آنکه در سنهٔ الف نقد جان را بدیوان قضا واصل گردانید گاهی هوسی هم تخلص میکند این ابیات ازوی ست

بخط جام محضر کردم آخر پارسائی را — ز تار موج می شیرازه بستم جزو و تقوی را
نقاب از چهره بردار و زحیرت ساز خاموشم — چراغ خلوت آمینه کن منقار طوطی را

خون بخشم از دل صد پاره آن خو دکام ریخت — ساقی ما از شکست شیشه می در جام ریخت
جلوه کردی که افتاد آفتاب از طاق چرخ — دستی افشاندی که مهتاب از کنار بام ریخت
طائر ما را چه داری در قفس کین ناتوان — هر پری کاورده بود از آشیان در دام ریخت
یافت فطرت از نگاه او حلاوت کام جان — حسن را نازم که قند از شیره بادام ریخت
راز گر فاش شد از ساده دلیها چه عجب — عکس زر اندر بغل آیینه پنهان کردند
همه جا یک روانست زاهد و شد سنگ — شهر را اهرمن اطفال بیابان کردند
در شبستان ازل شمع یکی بیش نبود — بزم را از پر پروانه چراغان کردند
در سرم شوق تو افتاد چو بابل بقفس — هر بن موئی مرا از خم نمایان کردند
نخ بستند بگوهر سخن فطرت را — کس مخر بود متاع هنر ارزان کردند
جز ترک عشق با تو ستمکاره چاره نیست — آخر دل ست جان من این سنگ خاره نیست
موسوی گر خویشتن را می کشی وقت ست و — صبح هم روشن شد و آواز پائی بر خاست
تیغ مژگان بلعف نرگس مستانه گذشت — چشم زخم عجبی از من دیوانه گذشت
نه تو تنگدست چشمی نه من از نظاره مفلس — ستمست بر نگاهم مژه بر انقاب کردن
نگاه حسرت اشب بمژگان آشنا کردم — برنگ خامه نقاش رنگین گریها کردم

فرید شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر از اولیا کبار و اتقیای ابرار و صوفیهٔ نامدار بود مادرش دختر وجیه الدین مجندی ست این ابیات را حسین دوست در تذکرهٔ خود بنام وی ایراد کرده

دوشینه شبم دل حزینم بگرفت — رباعی — واندیشهٔ یار نازنینم بگرفت
گفتم بسر و دیده دوم بر دراو — اشکم بدوید و آستینم بگرفت

رباعی

شب نیست که خون دل غمناک نریخت — روزی نه که آب روی من پاک نریخت
یک شربت آبخوش نخوردم همه عمر — تا یار ز راه دیده بر خاک نریخت

فریدون حسین میرزا بطاهر از سلاطین خراسان ست بفنون فضائل آراستہ این ابیات ازوست ؎

شوخی کہ دائما دل او مائل جفاست — عمر عزیز ماست چہ حاصل کہ بیوفاست
نرگس از شیشہ و چشم تو دمی زند — گویند مردمان کہ عجب کور بیحیاست
[illegible] دل خیال فریدون نمیکشی — میدہد دل قوی کہ کس بیکسان خداست

فرخ سیر بن عظیم الشان بن معظم شاہ بن عالمگیر این رباعی ازوست کہ در حال محبوسی بود

رباعی

دل ست جنونست شرابش مدہید — خوکردہ بآتش ست آبش مدہید
ہرکس کہ از احوال دل ما پرسد — آہی بلب آرید و جوابش مدہید

فراقی قاضی ابوالبرکات شاعر شیطان صفات بود در جہانی وہ معاشی نظیر نداشتہ ازوست ؎

شوخ و بیباک و ادا فہم غزلخوان شدہ — بہر دل بردن عشاق چہ طوفان شدہ
نازنین چمن ستم از بلبلان زار کیست — ولی بزاری من نیست از ہزار یکی
[illegible] من این بیدادہا کاین نیلسما [illegible] — کافرم گر ہیچکس در کافرستان میکند

فاطمہ [illegible] آرہستہ بیا وقت لیلیان نیست — یاران ہمہ از نشاط حال ہمہ پیچند
اسباب فراغت ہمہ مہیا ست — بشتاب کہ جز تو ہرچہ می بایست

رباعی

ای از تو وفا و مہربانی نایاب — بی عیش تو لذت جوانی نایاب
وصل تو حیات جاودانی لیکن — یابند و آب زندگانی نایاب

فرخ حسین لاہوری سخن سنج معنی یاب ست از شاگردان فرخ سیر بود شعر نیکو دارد

شب که بی رویتو دل جز گریه و سازی نداشت — ناله چون مرغی در آب افتاده پروازی نداشت
دل که هر شام از هوسها تازه سامان میشود — چون سرای رهروان هر صبح ویران میشود
با سر و سامان چنین بی اعتبارم کرده اند — چون امام مسجد بیرون از شمارم کرده اند

فائض میر شرف الدین حسین از مردم سمنان بود و بخوار جمند در سلک منصبداران عالمگیری

فائز بوده از وست

حسرت نگه نکرده چشم سیاه کیست — شور جنون صدای شکست کلاه کیست

رباعی

ای در پی مال و جاه سرگشته مدام — طبع تو ز فکر بیش و کم تیره چو شام
رمزیست لطیف بشنو و خوشدل باش — بیش از قسمت مخواه پیش از هنگام

فرقتی ابو تراب بیگ مولدش جوشقان و منشاش کاشان ست از قافیه سنجان عتبه شاه عباس ماضی بود و گوئی سخن از همداستانان می ربود از تحال او در ۱۱۲۶ اتفاق افتاد نهال

گلکشن چنین ثمر می افشاند

مجنون ترا هار زعریانی تن نیست — پروانه پر سوخته محتاج کفن نیست
چه شد اگر مژه بهم نمی توانم زد — که لب بلب نرسیده ست هیچ دریارا
چو جاده ئی که از بهر فسون لبها بجنباند — با فسونم زند چشمت بهم هر لحظه مژگانرا
سیاه بختی ازین بیشتر نمی باشد — که مجلس دگران روشن از چراغ من ست
ز بیتابی لبی شب گر دو گویت تا سحر گشتم — سحر گه چون دعای بی اثر نومید برگشتم

فارسی شریف نام داشت در حسن خط و تصویر بی نظیر بود طبع پسندیده دارد و صاحب دیوان ست این چند بیت از وست

مرا بناله در آرند شب روان عمت — که از شعاع آن نور طی راه کنند
شرر به ناله بغربال ادب می بیزم — که بگوش تو مبادا رسد آواز درشت

زین عشق بگو نین صلح کل کردیم — تو خصم باش زما دوستی تمامت کن
دل اگر بر جهند یا بمشاش برسان — بوئی هجران که بخون دلم آمیخته بود
آنی فرودست تهی تا پند در بازار عشق — قیمت هر جنس پرسی نخجلت از کالا بری
توفیق در طریقت ما پای مردیست — ما دوست را بحالت دیگر شناختیم

رباعی

عشقی دارم که دین و ایمان من ست — وردی دارم که میر سامان من ست
گر عشق جدا شود ز من می میرد — گوید که شریف فارسی جان من ست
جنس کساد شکر را نرخ ازان بلند شد — کز طرف دیار غم قافله نمی رسد

فراری گیلانی ولد ملا عبد الرزاق ست بانواع فضائل از شعر و خط و طالب العلمی آراسته و بصفت فقر و انکسار متصف صاحب دیوان ست آین اشعار نتیجه طبع اوست

چه باک گر همه عالم شوند لیلی دوست — که میل خاطر لیلی بسوی مجنون ست
از پی رنج من فلک طبع خلیل میدهد — لقمهٔ آتش ار کنم بخت سیه گلیم را
روشن شدم ز آتش عشقت بسان شمع — هم بر مزار خویش غریبانه سوختم
از امتداد هجران شادم که میتوان کرد — بیگانه وار یاوی آغاز آشنائی

فضلی شاگرد شفائی ست از سرکار امام قلیخان والی شیراز وظیفه معین داشت از دوست

خونابه فرستند بهم چشم و دل من — چون کاسه که همسایه بهمسایه فرستد
حل میکنم سیاهی چشم از پی مداد — تا در لباس نامه به بینم جمال دوست

فردی تبریزی این شعر از وی یادگار ست

قاصد بنام من غم خود گفته پیش او — من شاد مان که درد دلم را شنیده ست

فغفور میر محمد حسین لاهجی در فن طبابت و شعر و خوشنویسی ممتاز زمان بود شاه شور فصاحت و سرو نقش طراز ان قلمرو کتابت ست در آخر ایام زندگانی ملازم شاهزاده پرویز بن

جهانگیر پادشاه شد و اشعار خود را بمدحت او موشح ساخت و در بلدهٔ الٰه آباد سنه ۱۰۲۰ چنین حیاتش
بر سنگ فنا خورد دیوانش قریب چهار هزار بیت بوده ست نقاش فکرش باین حسن تصاویر سخن میکشد ۹

فلک از شب بکام رند در آشام میگردد — عسس کو خواب راحت کرده اشب جام میگردد
در عشق چو سبابه بتسبیح شماران — صد عقده به پیش آمد و از انگشتم
سر شوریده بسامان نتوان باز آورد — این نه دستار پریشانست که از سر بندند
آین قوم خود نما که نه بینند عیب خویش — آمینه کاش در گرو تو تیا کنند
میرسد نازت ازان چشم که چون غنچهٔ گل — سر مژگان تو از طرف کله میگذرد
ملاحت تو گواه ست و شور بختی من — که بی نمک نه سرشتند خاک آدم را
خسم که جلوهٔ برقی کند شکار مرا — بدام شعله کشد دانه شرار مرا
بوعده گرد بدم عمر خضر طے گردد — در اولین قدم راه انتظار مرا
بیا که تا تو گرفتی کنار از آغوشم — گرفته حسرت آغوش در کنار مرا
خیال قد تو دائم بچشم تر دارم — چنین نهال نروید ز جویبار مرا
ز بیم دور باشش غمزهٔ تو — نگاهم در پس مژگان نشیند
دل تنگ از سر شک دیده خونابه نشاند — شبنم غنچه را هرگز گره از کار نگشاید

فتحی از روستائی فاتح ابواب خیال بندی ست و در جمله شاگردان [illegible]

میرزا صائب سخن او را تضمین میکند و میفرماید ۹

این جواب آن غزل صائب که فتحی گفته ست — از فراموشان مباد آنکس که ما را یاد داد

وفاتش در ۱۰۲۵ واقع شد گوید بر سخن چنین در سلک نظم میکشد ۹

هزار نکته من گفت چشم غمازش — چو سرمه خورده که بیرون نیاید آوازش
بدیده اشک شود در همون دل ما را — ستاره شمع شود در هروان دریا را
خوش صبا که شبنمی ما را بوستان تست — وگرنه طاقت باغبان نیست

می آید از حدیث تو بوی نیاز و ناز گوئی زبان بلبل و گل در دهان تست

فصیحی از اعیان سادات هرات و آینهٔ نقش پذیر حسن صفات بود خواننده افسون فصاحت نوازندهٔ قانون بلاغت عیسی نفسی بود مجمر فن و نقاد جواهر سنه بازایخن میرزا جلال اسیر گوید

آنانکه مست فیض بهارند چون اسیر نه جرعه از جام فصیحی کشیده اند

چون ماه پادشاهی شاه عباس ماضی ۱۰۳۱ سواد افروز هرات گردید فصیحی باریاب ملازمت گشت و صحبت او دلنشین شاه افتاد و شاه او را همراه خود بعراق عجم و مازندران برد و یواشش خوش محاوره ست اما مضمون تازه بندرت دارد این چند بیت نتیجهٔ طبع رسای اوست

زلبوان در دبستان زلف یار شدم نه صید دوست که صید دل نگار شدم

امشب از شعلهٔ آهم جگر غم میسوخت بر من و زندگی من دل عالم میسوخت

چند به عشق بمدیست میان من و یار که اگر مهر نروم او بطلب نمی آید

دی قاصد یار آمد و مژگان تری داشت از یار مگر مهر بما کم خبری داشت

نقش پای تو بسر کوی تو دیدم مردم که چرا غیر من انجا دگری می آید

رمزیست خط دوست که چون پی نمی بریم آب سیه بچشمهٔ خورشید بر آید

گهی کز ناز کی بار تبسم بخون غلطم که امروزش بدشنام آشنا کردم

رتبهٔ حسن بلندست چه حاجت بنقاب بهر منع نگهی کز مژه کوتاه ترست

هزار بار تو خونم خورده ام که نام ترا بلب نیاورم اما تم بنام تو بود

خویش را بر لوکه چشمان مژگان سیم کیشان زدیم آنقدر زخمی که دل میخواست در خنجر نبود

ناز هر قاتیم ضم یعنی نه شهد ناب مرد طبا نچه خوردن بال مگس نمیم

خار ترسم که تازه زباغم برید اند خرم بوستانم و مرده و آتشم

تو بهار ان نه ئیم گل عیشم مضر یب که من این نالهٔ زار از دل خرم دارم

مختصر دستی که مارا بود صرف جام شد گر خدا روزی کند دستی دگر بر زانم

خاک آن کوئی فصیحی ز جبین بر نچه مکن　　از مه و مهر بیاموز جبین سائی را

فرج الله ملا شوستری تازه داغ نشئه زرد رسی و انجمن افروز سخن عربی و فارسی ست در سلافة العصر احوال او را بالطمطراق نوشته و میرزا صائب مکرر او را در مقاطع یاد کرده

از انجمله این ست ؎

همین ز خاک فرج کامران فشد صائب　　که فیض هم بظهوری ازین جناب رسید

از وطن مالوف بسیر ممالک و کن خرامید و نزد قطب شاه والی حیدرآباد منزلت و ثروت تمام بهم رسانید پرستاران سخن را چنین تسخیر میکند ؎

سخن که دانهٔ انگور آب می سازند　　ستاره میشکنند آفتاب می سازند

در هوائی بادهٔ گلرنگ بیتابیم ما　　سالها شد کز هوادار ان این آبیم ما

آزره بانگ هرزه درایان نمیروم　　کی میدهد فریب صدائی جرس مرا

گر ز یر سپهر بیم عجب نیست که دریا　　در زیر حباب ست و فزون تر ز حباب ست

همیشه میخورم از خود شکست پنداری　　که نیمهٔ ز دلم شیشه نیمهٔ سنگ ست

فیاض ملا عبد الرزاق لاهجی الاصل قمی الموطن صاحب کتاب گوهر مراد شاگرد حکیم صدرای شیرازی ست و در عقلیات و نقلیات دستگاهی عالی بهم رسانده و جلو اندیشه را بسمت سخن طرازی نیز عطف ساخته دیوانش محتوی بر قصاید و مقطعات و غزلیات و ساقی نامه و دیگر انواع شعر قریب سه چهار هزار بیت بنظر رسیده باده سخنش چنین رنگ میدهد ؎

سودئی زلفش میکشد آشفته سامانی مرا　　میکند تکلیف هندستان پریشانی مرا

کز اد ماغ که از کوی یار برخیزد　　نشسته ایم که از ما غبار برخیزد

اثر ندیده دل از حرف مهربانی تو　　چو شمع تا بکی این گرمی زبانی تو

سنگ بالین کن و انگه مژهٔ خواب ببین　　تا بدانی که چه در زیر سر مردان ست

هزار حیف کند ارباغبان باین نرسد — که وقف مشهد بلبل کند گلستان را
قتل همه کن حرام بر خویش — تا خون منت حلال باشد
قسمت ما زین چمن باری تعلق بود و بس — سرو را ناز م که آزاد آمد و آزاد رفت
دریاب این اشاره که شاهان نامجو — نام بلند خود بنگینی سپرده اند
هر کس که زخم کاری ما را نظاره کرد — تا حشر دست و بازوی او را دعا کند
یک زخم دگر جان مراد ر اضطراب افگند — نمیدانم چسان معذور دارم قاتل خود را

فطرت میرابوتراب شهدی از ولایت خود بهمند خرامیده و در حیدرآباد در سنه ۱۰۶۱ ایساط حیات در نوردیده تربت او در دائره میر محمد مومن استرآبادی ست که گورستان ایرانیان ست و مردم بسیاری ازان ولایت دران بقعه خوابیده اند بر لوح مزارش کنده اند که این رباعی را دم آخر بنظم آورد و رباعی

فطرت بتو روزگار نیرنگی کرد — ناخواخت بمهر و خارج آهنگی کرد
آن سینه که عالمی در و میگنجید — اکنون ز تردد نفس تنگی کرد

فرصت از تو پچیان شاه سلیمان صفوی ست اسمش محمد بیگ ایرین شعر از وست

صبح شد صبح که تا کام تمنا بخشند — می بیاخنده بگل گریه بمینا بخشند
چو قاصد هم ز پیام تو بیقرار کند — طپیدنم دل استاده را سوار کند

فقیر میر نوازش علی بلگرامی مشاطه طبع همایونش در انجمن صوفیه جمال عرفان می آراید و درین محفل برسم از روئی پریزادان معانی میکشاید اکثر سایه التفات بر سر سخن موزون میگستر د و این خانه زاد مورونی ژاد را آغوش فکر عمیق می پرورد اشعار او از قصیده و غزل و رباعی مدون ست و در سنه ۱۱۲۶ البرستان قدس خرامید این چند ثمر از شجره ذهن اوست

خاک گردیدیم و از ما آه سردی بر نخاست — خانه هستی زپا افتاد و گردی بر نخاست

در حضور شمع جان بیصرفه میسازد نثار
از نثار عشق چون پروانه مردی برنخاست

نیست از موج حوادث همچو خس پروا مرا
جنبش گهواره باشد موجهٔ دریا مرا

آزادگی ز رنگ تعلق شکستنست
از خود برون چو آمدی تصویر جستنست

از نسیم سخن تندرهم می شکند
شیشهٔ نازک دل لبکه شکرستان دارد

چهرهٔ یار از شراب ناب روشن میشود
شمع حسن گلرخان از آب روشن میشود

کجا پنهان شود از ترک چشم یار نخچیرش
که آید از کمان همچون قضای آسمان تیرش

که دارد در جنون چون غنچه سامانی که من دارم
بود حرف دریدن جیب و دامانی که من دارم

نیست از دور فلک کس را امانی عشرت بجام
هست ناممکن شراب از ساغر واژون زدن

تا کی چو گرد باد کشی سر بآسمان +
چون جاده تن بخاک ده و آرمیده رو

از یار پیام دغلی را چکند کس
این در خوشاب علی را چکند کس

بلبل منشان قدر شناسند چمن را
در باغ دماغ جعلی را چکند کس

قبای عقل کز پود غمت تنگ افسوس
اگر ز عشق نشد پاره صد هزار افسوس

برون ز حلقهٔ زلفش قدم چگونه زنم
که پای همت ما را گزیده مار افسوس

در وجودیم ولی رو بعدم میداریم
در گلو این رگ جان رشتهٔ حبل الوتین ست

ز پرفشانی مرغان روح شد روشن
که در نشیمن تن راحت قفس هم نیست

گرچه بر بستم فقیرانه دام سعی مال و جاه
احتیاج آب و نان آخر شکارم کرده ست

فارغ جلیسی بیگ تبریزی مشهور بعلامی از شاگردان خواجه افضل الدین ترکا اصفهانی است
در فرمانت نادر دور روزگار بود بهند آمده باکبر پادشاه می بود و در مراجعت بایران در لاهور زبانه

فوت شد از وی مے آید ۵

با ه و نالهٔ شب خواب پاسبان دزدم
گرانی سرش از خاک آستان دزدم

تو تا بچند خوری خون خلق و من تا کے
اثر ز نالهٔ دلهای ناتوان دزدم +

رسید کار بجائی که بعد ازین من هم — نه نالم از دل ویران شکوه از زبان دزدم
تف برق تجلی خلق را در خانمان افتد — گر این آتش مرا بیرون ز مغز استخوان افتد
گر جان سپرد ذوقی حیات ابد گرفت — از هیچ کشته قاتل ما شرمسار نیست
خاکسترم نماند که بر باد برده هم — آه این چه شعله بود که در جان من گرفت

فرصتی ابو تراب بیگ پسر میرزا علیخان همدانی وزیر کاشان اول کاتبی و آخر فرصتی تخلص میکرد اشعارش هزار بیت بنظر رسیده مرد بسیار هموار درست گو بود از وست

هر قطره که از دیده گریان من افتاد — سیلی شد و در خانه ویران من افتاد
بر یاد سر زلف تو آهی که کشیدم — برقی شد و در خانه ایمان من افتاد
گلشن داغ و نسیمش آه سردش شعله آتش — بیا ساماں بستان محبت را تماشا کن
باز کارم بجگرکاوی مژگان افتاد — نوبت خنده ما هم از لب گریان افتاد
دل مجروح ازان خنجر مژگان دارم — گریه گرم ترا از خون شهیدان دارم
ترک او کرده ام اما ز خمار لب او — حال میخواره ای از توبه پشیمان دارم
شاد مانم ز پریشانی دل زانکه مدام — خبر از طالعت دلهای پریشان دارم
لب پر از آه و درون پر ز خیال رخ دوست — در قفس دود نی و در سینه گلستان دارم
دیده نرگس از زمین سر کشیده سر زند — سوسن چمن گر انگشتی نرگس سرسای را

فائق مولوی سید خیر الدین اصلش از امام نام مقام من متعلقات بلخ ست وی در مدرس متولد شد شاگرد مولوی محمد باقر آگاه ست مرد شاعر طبیعت بود در حیدرآباد دکن معاش تلاش کرده دران دیار بخوبی بسر برد و در ۱۲۴۲ ودیعت حیات بجان آفرین سپرد از وست

فوج طفلان سرشک ست روان از رهٔ چشم — مگر از سینه برون شد دل دیوانهٔ ما
آخر رساند تشنگیم تا بجو مرا + یعنی ز آب تیغ تو تر شد گلو مرا
مظهر رحمت حق جرم سیه کاران ست — سر کشد روشنی صبح ز جیب شب تار

ماجرای بر دلِ زارم گذشت از آبِ چشم — مشت خاکی بود آن هم رفت در سیلاب اشک

فقیر شمس الدین عباسی دهلوی از اولاد شاه محمد خیالی بود هر چند فقیر تخلص میکند اما باعتبار سرمایهٔ استعداد خداداد از اغنیای زمان بود و در انشا و شعر و علم معانی و بیان و جز آن از فنون فضل و کمال و زباندانی فارسی ممتاز اقران میزیست از اعیان بلدهٔ دهلی بود در ۱۱۵۱ متولد شد در مبادی عشرهٔ خامسه بعد مأته والف در لباس فقر در آمد و معنی تخلص خود را جلوه شهود بخشید و سری بدر کشید و پایان عمر در آگره گوشه انزوا گرفت این چند حرف از دیوان اوست

برای نازنینی میکشم نازِ جهانی را — ببوئی یوسفی گیرم سرِ ره کاروانی را

یار نشناخته قدرِ دلِ بی کینهٔ ما — کاش میدید رخِ خویش در آئینهٔ ما

نالهٔ مرغِ قفس می برد از کار مرا — که ازین پیش دلی بود گرفتار مرا

باغبان گو ندهد ره بگلستان تو ام — بس بود جلوهٔ خارِ سرِ دیوار مرا

ز رفتنم خبری نیست همدمان مرا — چو بوئی گل نبود گر دکاروان مرا

خوش ست جان که بود صرف یار جانی ما — دگر برای چه کار ست زندگانی ما

همیشه تیر نگاهش بسنگ می آید — گران بخاطر یار ست سخت جانی ما

ز صاحب خانه مهمان را بجز دشنام میباید — تماشا کرده ام بسیار این مشقِ منقش را

دلت شرکِ خفی دارد بعشقش چاره کن زاهد — بصر افش بده تا بشکند این قلب و کش را

من نه از خود میروم و بنال او — سایه را سر گشته دار د آفتاب

همتِ عالی بزینت سر نمی آرد فرود — چرخ اطلس فارغ از نقش و نگار افتاده ست

نیستم آگه ز تاراج تو بر یاران چه رفت — اینقدر از خود خبر دارم که دل در سینه نیست

فقیر را ز سعادت همین قدر کافی ست — که منتی بسرش سایهٔ همانگذاشت

روز فراق رفت و شب وصل هم گذشت — آخر ز پیش چشم من این بیش و کم گذشت

آخر کشید تیغ جفا بر سرِ رقیب — داد از وفای دوست که دشمن نواز بود

دوش از کوچه یار بعد نازگذشت — همچو کاکل بقفا دشت پریشانی چند
ظاهرا سوخته با دل شیدائی — میرسد بوی کبابم بمشامم جائی
قدر هر چیز بخلدش بتوان دانستن — حسن محبوب تو میخواست چو من رسوائی
تو نالهٔ چند دهی خویش را بیاد کسی — دلا نمیرسد اینجا کسی بداد کسی
بر خاطر حیائی تو هر لحظه بگذرد — شرمنده ام ز شوخی طرز نگاه خویش

فرد سید اسد الله بگرامی ذهن وقاد و طبع نقاد داشت و به قائق سخن خوب میرسید و نثر خوب می نوشت و چاشنی تصوف بلند داشت از همنشینان میرآزاد بود در عین شباب مبتلای امراض مزمنه شده حیات چند روزه در نهایت بی حالی گذرانید و در ۱۲۸۶ھ رخت بدار الشفای آخرت کشید این چند بیت از مسودات او بدست آمد

نگاه شوخ چشمم هر طرف بیباک می افتم — نریزد آبروی من اگر بر خاک می افتم
بیالایش بوسه ز رنگ حنا سرخی دو بالا شد — دلم خون شد ز حسرت این عجب رنگ بر پا شد
دلا او ران صف عشق کشتهٔ خویش اند — نه هر که تیغ ببندد سپاهی داند
کسیکه دولت اقلیم نیستی دریافت — شکست آینهٔ دل سکندری داند
تو دلبعالم تجرید با لباس مگر — بریدن از دو جهان ست قطع جامهٔ ما
عروس مقصدم شاطگی ز ناخنه اخواهد — وگرنه این حیا پرور دکس محرم نمیداند

فیض مولوی فیض احسن بن خلیفه علی بخش بن خلیفه خدا بخش قریشی حنفی ساکن سهارنپور مضاف دار الخلافه دهلی حافظ قرآن حاجی بیت الله در آغاز عمر از والد ماجد خود علم آموخته و فقه و اصول و معانی و منطق از علماء رامپور برداشته و تکمیل فلسفه و ادب بخدمت مولوی فضل حق خیرآبادی فرموده و قدری حدیث از شاه احمد سعید مجددی دهلوی و فن طب از حکیم امام الدین خان دهلوی اکتساب نموده شوق تالیف همیشه در سر دارد در بیضاوی و مشکوة و جلالین و حاشیه شرح و حاشیه نوشته و کتابی در انساب و ایام عرب نگاشته طبع نظم

هم دارد مثنوی روضهٔ فیض و چشمهٔ فیض و صبح عید و دیگر اشعار و قصاید ازوی یادگار است
در نظم عربی کار از شعرای عرب پیش می برد و درین فن بیضا می نماید و در غزلیات فارسی
نیز خوشگوست این چند بیت ازوی ست سلمه الله تعالی که خود انتخاب کرده بفقیر ارزانی فرمود

زاهد برین منازکه دنیا گذاشتم — این همت من ست که عقبی گذاشتم
چون پای خود بدامن راحت نمی کشم — آسودگی بنقش کف پا گذاشتم
شرم آمدم که شکوهٔ درد جگر کنم — دست طبیب و پای مسیحا گذاشتم
مطرب دگر سیاکه سر چنگ و دف نماند — ساقی برو که ساغر و مینا گذاشتم
کارم خراب بود که میکردم آرزو — خود رام شد چو حرف تمنا گذاشتم
چون لذت خلش بدعا میکنم طلب — خار شکسته را بکف پا گذاشتم
جز یک گلیم کهنه دگر در برم نبود — آن هم بکم همت والا گذاشتم
این ست فیض صحبت پیر مغان که بانه — زهد و صلاح و توبه و تقوی گذاشتم
مزاجم نازک و یارم همه گوش و عدو گویا — مپرس از من که چونم خانه بر نوک سنان دارم
یک نظر بر رخ پاکش انداز — گوش گل مال و بخاکش انداز
بتکلیف هجوم درد جانکاه — کشید آهی بیانگ نرم ناگاه
چه درد آه امگاهش سینهٔ ریش — مرید کامل عشق ستم کیش
بدل نشتر بجان خنجر شکسته — نمکدانها بزخم تر شکسته
چه آهی زادهٔ سوز جگرها — نمک پروردهٔ فیض اثرها
چه بانگ نرم بانگ خندهٔ گل — صدای اضطراب قلب بلبل

فقیر نامش مولوی اکبر علی وطنش نواح دهلی فی الحال در کلکته و اطرافش فقیرانه میگذراند

خامهٔ زبان و زبان خامه سخن سنجی چنین میگرداند

بکوی او تپان در خاک و خون بین هر طرف دلها — همی جوشد تماشا چار سو زین رقص بسملها

چه خندی از شکستِ توبه ای پیمان شکن برمن — که من گر توبه بشکستم تو هم بشکستهٔ دلها
ترا پا چیر تم افسون عشقم جسم بی جانم — جنونم وحشتم افسانه ام خوابِ پریشانم
سپند آتشم پروانه ام شمعِ جگر سوزم — شرارم شعله ام برقِ طپانم آهِ سوزانم

فروغ مولوی عبدالعلی بن محمد مصطفیٰ مولدش بلدهٔ چتورست مضاف ملک مدراس والدش خدمت عدالت دیوانی وخطاب خانی داشت خودش در ۱۲۸۵ھ وارد بلدهٔ لکهنؤ شده کسب حیثیات کرد و در علوم عقلیه ونقلیه دستگاهی مناسب بهم رسانید نظم ونثرش طبعی محض ست باکتسابش نپرداخته درین تحریر این نامصحح مطبع نظامی کانپورست بیشتر اشتغالش بتاریخ نویسی کتب مطبوعه باشد برای بعض مولفات نامه نگار هم تاریخها گفته ومیگه باه ذیحجه ۱۲۹۲ھ هجری عطف عنان از سفر کلکته کرده وارد کانپور شدم بلقاء یکدیگر خط وافر دست بهم داد این چند ابیات ثمرهٔ شجرهٔ طبع لطیف اوست

سنبل ز زلف پرشکنِ یار شد خجل — گلبرگ از نزاکت رخسار شد خجل
با لعلی لب ودُر دندان پر صفا — لعلِ یمان وگوهر شهوار شد خجل
زین پیش دم آه رسایم اثری داشت — کان شوخ ستمگار ز دردم خبری داشت
امروز که پژمرده نمود ست رخ او — دی شب گل رخسار تو رنگ دگری داشت
رحمت آه دهم گر دل صد چاکم را — آتشی در زنم این کالبد خاکم را
وسعتِ عالم ایجاد همه غرق شود — گر کنم مویه گر این دیدهٔ نمناکم را
ببین و گلشن ایجاد همه گل سبحه گردانست — بذکرش تر زبان نوکِ سر هر خار می بینم
ز زلفِ تو بود دام روان گل وبلبل — خالِ تو بود دانهٔ جانِ گل وبلبل
با ما سخن از شمع وز پروانه مگویید — ما نیم ز سودا زدگانِ گل وبلبل
زان روز که شد مدح طرازِ لبِ لعلت — سرخ آمده منقار و زبانِ گل وبلبل
رمزی که جای حرف نباشد دهان تست — چیزی که غیر نام ندارد میان تست

وصل تو چاره بخش دل بیقرار ماست — در سود ما شکسته دلان کی زیان تست
پاره پاره بود دار دل بطپیدن ندهم — قطرهٔ خون دل از دیده چکیدن ندهم
تار هر موی دلاویز تو ام تار نظر — دست مشاطه بزلف تو رسیدن ندهم
لبهای تو گلبرگ که لعل یمن ست این — بهر دُر دندان تو دُرج دهن ست این
جان باخته بینند چو در دشت جنونم — گویند که قیس آمده یا کوهکن ست این
هر نفس باشد بچشم من رخ نیکوی دوست — هر زمان دارد بلبم تکرار گفت و گوی دوست
با سیاه و سرخ دهر اصلا ندارم هیچ کار — شام و صبحم بگذرد در ذکر زلف و روی دوست

رباعی

داریم تمنای رسیدن آنجا — کز شوق بود بسر دویدن آنجا
جائیکه بود پای تو ما را از سر — هست آرزوی رخت کشیدن آنجا

رباعی

ما چاره خود از تو بخواهیم چرا — از خویش بسوی تو نپویم چرا
چون شد رسن لطف تو در گردن ما — خود را سگ کوی تو نگویم چرا

رباعی

هر غنچه که گل نمی شود آن دل ماست — راهی که بپایان نرسد منزل ماست
صبحیکه بوصل شد بسر حصهٔ غیر — شامیکه بهجر سر کشد حاصل ماست

حرف القاف

قاسم خان

قاسم خان جوینی قاسم مائدهٔ فصاحت و ناظم جواهر بلاغت ست در دولت شاهجهانی بمنصب پنجهزاری و ایالت صوبهٔ بنگاله امتیاز یافت و در ۱۰۴۲ه در بندر هوگلی باجل طبیعی درگذشت مستجمع اخلاق کریمه و فضائل عظیمه بود در نماز تهجد تقید داشت خواهر نورجهان بیگم در حبالهٔ نکاح او بود هر سال دو لک روپیه بمستحقان میرسانید رایت سخن باین شکوه می افراز د

نمونهٔ جرس بیدلم صدا نکنم ✽ ز بس شکسته دلم لب بخنده وا نکنم ✽

ز آه از هجوم گریه برآواز بسته ایم ✽ خون خورده ایم تا ره غماز بسته ایم

ز شوق مهر رویت بسکه دل بیتاب میگردد ✽ بهر سو چشم من چون چشم اسطرلاب میگردد

سرافراز ست شمع از دولت شب زنده داریها ✽ خوشا بینائی چشم که شب بیخواب میگردد

از ذوق جور و لطف تو مارا کشد بباغ ✽ گه آرزوی خار و گهی آرزوی گل

خوشبوی تر شود گل و خوش نشه تر شراب ✽ هر گه ببوی باده شود جمع بوی گل

بعد ازین در عوض اشک دل آید بیرون ✽ آب چون کم شود از دجلهٔ گل آید بیرون

عشقت آمد پی دل بردن و در خانه نیافت ✽ زد از خانه مفلس بخجل آید بیرون

بسکه آزرده ام آزرده نخواهم کس را ✽ در دلم میخلد آن خار که در پائی هست

مرغ بر شاخی نیم ای باغبان بالم ببند ✽ عندلیبم سایهٔ گلبن قفس باشد مرا

دل از زلفت برون افتد چو از می رخ برافروزی ✽ که مرغ از آشیان افتد چو شب از نظارهٔ آتش

قدسی حاجی محمد خان مشهدی جان سخن پروری ست و روح معنی گستری حج خانهٔ کعبه برآورد و بسیر هند آمد و بتقبیل عتبهٔ شاهجهانی منتی برلب گذاشت و در دیل ثناطرازان انخراط یافت عبد الحمید در شاهجهان نامه و شیر خان در مرآة الخیال ترجمهٔ او بتفصیل نوشته اند مثنوی و قصیدهٔ قدسی خوب ست لکن غزلش چندان رتبه ندارد و در نشاه دلاهور بجا فله سهال انتقال کرد و تنخوان او را بمشهد رسانیدند چند بیت غزل که خوب ست تذکره نویسان برده اند ما بعد تصفح دیوان این چند

بیت اختیار افتاد ✽

زود بکردم من بی صبر داغ خویش را ✽ اول شب میکشد مفلس چراغ خویش را

در جلوه گری مثل تو کس یاد ندارد ✽ نادر بود آن پیشه که استاد ندارد

در مجلسی که یاران شرب مدام کردند ✽ نوبت بما چو آمد آتش بجام کردند

اینجا غم محبت آنجا جزای عصیان ✽ آسایش دو گیتی بر ما حرام کردند

هرچه با زلف تو میماند دل از من می برد
روز عمرم در تمنای شب یلدا گذشت

غم هجوم آورد من در فکر بی سامانیم
میزبان خجلت کشد هر چند مهمان آشناست

عیش این باغ باندازهٔ یک تنگدل است
کاش گل غنچه شود تا دل ما بگشاید

گر دست شام هجران گیرد گلوی شب را
مشکل که تا قیامت از صبح دم برآید

عشق چون قسمت رباب معیشت میکرد
لاله داغی ز میان بر دکه داغم دارد

تاب هجران شرابم نیست تا وقت صبوح
پیشتر از صبح میخندد گل پیمانه ام

یکدامن گل رخسار تو نظاره کنم
که زهر حلقه ز لفت گل دیگر پیداست

تا چشم باز میکنم از پیش رفتهٔ
چون شمع کاش در ره بودی نگاه من

با آمدنت رفتن شب دوش یکی بود
گویا که ترا صبح بخورشید غلط کرد

بیگانه آشنا نما تو
بیگانه نمای آشنا من

نفس ز سینه چنان بیتو میکشم دشوار
که گوئی از دل خود میکشم خدنگ ترا

ز چاک سینه ام دل میکند نظاره رفتش
چو مرغی کز قفس بیند بحسرت آشیانش را

قراری اصلش از گیلان و نامش نورالدین محمد برادر حکیم ابوالفتح گیلانی ست و در خدمت احمد خان ناظم قزوین بهمرهی برد و از فضیلت و شاعریت بهرهٔ کافی داشته و در بنگاله بسلطان صاحب

در نوشته آزوی می آید ۵

مردم از نومیدی و شادم که نومیدی ز تو سخت
سختی جان کندنم امید واران ترا

نادر و تاب و دماغش دل بیتاب ای کاش
که نهان بار سفر بندد و غافل برود

من از جفاش نترسم ولی ازان ترسم
که عمر من بجفا کردنش وفا نکند

از امتداد هجران شادم که میتوان کرد
بیگانه وار با او آغاز آشنائی

آنکه بمن از همه دشمن تر ست +
کاش ز من دوست تری داشتی

تا نخواهد پیش او عذر گناه خویش را
لال میخواهم ز بان عذر خواه خویش را

قاسم انوار از طایفهٔ صوفیه بوده ترجمهٔ احوال و نفحات و ریاض و غیرها مذکور است و نوبت حج پیاده پا گذارده و در هرات بتلقین ارباب یقین مشغول بوده و چندی در سمرقند گذرانیده و در شش صد و چهار جام داعی حق را لبیک اجابت گفته آنست

سر بلندی بین که دائم در سر سودای اوست — قیمت هر کس بقدر همت والای اوست
لن ترانی میرسد از طور موسی را جواب — این همه فریاد مشتاقان ز استغنای اوست

قنبری ابیوردی در خدمت عبد المؤمن خان اوزبک بسر می برد منه

ناخن ز غم بسینه زدن پیشهٔ من ست — فرهاد کوه عشقم و این تیشهٔ من ست

قربی از سادات گیلان بوده خط نستعلیق بسیار خوب می نوشت آنست

اشک گلرنگ روان نیست ز چشم تر ما — گشته لبریز ز خوناب جگر ساغر ما

قائمی آملی بولایت دکن رسیده میگذراند و بصوم دهر و قیام لیل قیام داشت اسدا

قائمی تخلص گزیده

قائمی تا بکی ز حسرت عشق — نخل عمرت چنین بود بی برگ
دو سه روزی که زنده خوش باش — نتوان مرد پیشتر از مرگ

قاسمی شیخ ابو القاسم انصاری گازرونی از فضلای کامل انصاب و شعرای دقیقه یاب بوده کتاب سلم السموات تالیف اوست ناظم تبریزی گوید بعد از وفات او در جمع دیوانش اقدام نمودم مجموع دو هزار بیت باشد

هرگز گلی شگفته نگردد بروی ما — ره گم کند نسیم چو آید بسوی ما
در کار ما شکست نه از سعی دشمن ست — خود بر زند بسنگ ملامت سبوی ما
از سخن پرور دلکش هنجون صدف هر گوش را — قفل گوهر ساز یاقوت زمرد پوش را
در جواب هر سوالی حاجت گفتار نیست — چشم گویا عذر میخواهد بلب خاموش را

قوسی شستری شاعری بوده صاحب حسن خط و قبول نظم و مدتی در صفاهان بسر برده

از تو دل برکندم و بستم بدلداری دگر　　قسط آدم نیست جائی و گیرو یاری دگر

قسمت ملا علی نقی قمی معمار بوده و بدست چپ کار را راست کرده از وست ؎

تو کن بشکست دل ما عهد کهن را ؛　　مگذار که آنت بمیان فاصله بسیار

قاصد از شعرا بخارا بوده نامش ملا اسدست بعید سخن چنین میکند ؎

ز رشک آنکه هر چشم آن بی باک می افتد　　نگاه من بخود دزدی چیده و بر خاک می افتد

قابل محمد پناه کشمیری در بیاض خود نوشته از شعرای این روزگار ست در شاهجهان آباد میگذرانند

و فکر سخن تلاش مینماید و با بعضی از آشنایان فقیر مرتبط ست ؎

قابل درین زمانه ز آدم نشان مخواه　　چندین هزار سال ز آدم گذشته ست

تا کی تأمل شد بوحدت مرد خاموشی فن ست　　یک سخن را از دو لب گفتن مکرر گفتن ست

قانع سید مرتضی سیوستانی سیدی فاضل و جوانی قابل ست کتب درسی بر وجه احسن تحصیل

کرده و در فارسی دستی خوب بهم رسانیده در بیاض خود نوشته که با فقیر بسیار مرتبط ست هرگاه

در سیوستان اقامت داشتم اشعار خود را بنظر این نحیف میگذرانید از وست ؎

ای لب رنگ بافت از پیچ و تاب ما　　لغزید کوه از اثر اضطراب ما ؛

هرگز زمانه گزند بوری نمیرسد　　مرهم نهند بداغ گلستان ماهتاب ما

در اولین قدم بعدم رخت میکشد　　در تنگنای گور تنگیده حباب ما ؛

بجمعیت دمی در دیده خونریز من بنشین　　که بیخوابم کف پای خیالت را اضابندم

کی رود از دل خیال یار بر تمکین ما　　عکس او در دیده آینه مردم میشود

قایم محمد قایم چاندپوری شاگرد رفیع سودا ست و در فارسی صاحب طبع رسا در اوائل سنه ۱۲۰۰

بخاوتکده عدم مقیم شد از وست ؎

آنانکه با حلاوت در دلو خو کنند　　زخمی بدل زنند و نمک آرزو کنند

شب که اندازم بهم آغوشی او یاد کنم　　خویش را تنگ ببر گیرم و فریاد کنم

قادر شیخ عبدالقادر اصلش از قرمل مضافات غزنی ست و مولدش هندوستان و مثل هندی
بی مثل بود و در طرز تازه نوبهار چمن سخنوری در سرکار سلطان محمد اکبر بعنوان منشی گری لبرمی برد
در مدت قلیل پایهٔ تقرب بجائی رسانید که بجز وادی صفحه و چوبدستی قلم حاجبی در میان نماند این
چند بیت از وست

سر نوشتی نیست جز خجلت جبین ساده را — چین پیشانی ست موج آب و آزاده را
حاصل از سجاده گر بر دوش باری بر دوش ست — میتوان بر داشتن قادر سبوئی باده را
سواد دیده غمدیده خال عنبرین او — شکست خاطر نازک دلان چین جبین او
بچندین دستگاه حسن از هر یک بلند آمد — بنازم دستگاه ابروئی بالانشین او
بهر تیغی که زد بی اختیار از شوق اندازش — لب هر زخم واشد در ادائی آفرین او
نخست دل شکسته گل نوبهار اشک — آه کشیده سر و لب جوببار اشک
یکدست شعله گل شده در دست داغم — داغست لاله از چمن لاله زار اشک
گه آب از دو دیده چکد گاه خون دل — دیدیم رنگها ز خزان و بهار اشک
پرتو مهر فروغی ز بهاران گل ست — صبح گردی ست که افشانده دامان گل ست
حسن و عشق آئینه چهره احوال هم اند — ناله مرغ چمن نبض پریشان گل ست
طپش داغ بود گر می بنگامه دل — آتش افروز چمن جنبش دامان گل ست
ناله دل اثر شوخی آشفته دلی ست — نکهت غنچه رگ خواب پریشان گل ست
جام گل در پی تکلیف قدح نوشان ست — غنچه در زیر بغل شیشه سامان گل ست

قطب خواجه قطب الدین بختیار کاکی اوشی سر خیل جماعهٔ فقرا رسیده و سر آمد زمرهٔ اولیا
گزیده و سالار قافلهٔ صوفیه آرمیده دست از نهایت شهرت محتاج ترجمه حافله نیست در کتب
تواریخ و سیر حالش مفصل نوشته اند دیوان شعر هم دارد سخن باین نوع سدید میگذارد

ای بگرد شمع رویت عالمی پروانه — وز لب شیرین تو شوری ست در هر خانه

من بچندین آشنائی میخورم خون جگر — آشنا را حال این ست وائی بر بیگانه
قطب مسکین گر گناهی میکند عیبش مکن — عیب نبود گر گناهی میکند دیوانه

دارائی

قادری شاهزاده دارا شکوه بن شاهجهان پادشاه اورنگ نشین کشور خوش بیانی ست و سر برآمای ملک سخنوری بانی مرید ملا شاه خلیفه شاه میر لاهوری ست در ۱۰۶۹ بزمان اشتداد مرض حبس بول اعلی حضرت رتق و فتق مهمات جهانبانی بقبضهٔ اقتدارش درآمد و با شاهزاده اورنگ زیب معرکهٔ جنگ و جدال قائم شد و شد انچه شد تا آنکه در ۱۰۶۹ کارش باتمام رسانیدند و در مقبرهٔ همایون پادشاه زیر خاک سپردند این قصه را در نتایج الافکار مفصل حوالهٔ خامه و قلم گزارکرده ازوست ه

خاطر نقاش دلقه پیرهنش جمع بود — چون بزلف او رسید آخر پریشانی کشید
تا دوست رسیدیم چو از خویش بریدیم — از خویش بریدن چه مبارک سفری بود
بشکست دل آبله از گردش پایم — در کار من آنهم گرهی بود که وا شد
هر خم و پیچی که شد از تاب زلف یار شد — دام شد زنجیر شد تسبیح شد زنار شد

قادری

قادری پانی پتی شاعری بوده نادر روزگار ادای معانی قادر منه

آنانکه می بروی گل و ارغوان خورند — از باغبان زیاده غم گلستان خورند
جهان چیست ماتم سرائی درو — نشسته دو سر ماتمی رو برو
جگر پارهٔ چند بر خوان او — جگر خوارهٔ چند مهمان او

قانونی

قانونی میرزا ابراهیم چون قانون خوب می نواخت لهذا قانونی تخلص گرفت و در اکثر علوم و فنون دستگاه داشت نویسندهٔ نامی بود و معاصر جامی این رباعی ازوست **رباعی**

تا لعل تو دلفروز خواهد بودن — کارم همه آه و سوز خواهد بودن
گفتی که بخانه تو آیم روزی — آنروز کدام روز خواهد بودن

قانعی

قانعی از مردم عهد جامی ست و سخنور گرامی آزوست ه

یارم زغمزه تیر و زابرو کمان کشید ❊ از روئی خوب هرچه رسد میتوان کشید

قدسی معاصر سلطان حسین میرزا بود شاعر نیکو اداست آزوست ؎

ایکه منعم میکنی از دیدن آن گلعذار ❊ حالت دل را نمیدانی مرا معذور دار

قدیمی محرم شیوهٔ ندیمی ست نقارچی بود و در هر وزن طرح اشعار می افگند از وست ؎

بی جمالش دیدهٔ روشن چه کار آید مرا ❊ روشنی در دیده از دیدار یار آید مرا

آه ازان ساعت که ناگه در رهی پیش آیدم ❊ مدتی باید که تا دل بر قرار آید مرا

قیلان بیگ از قورچیان سلاطین صفویه بود معاصر جامی ست طبع نظم داشت صاحب دیوان ست آزوست ؎

گر آن کوچک دهن حرفی بزرگی گفت میزیبد ❊ که دریائی فراخ آید برون از چشمهٔ تنگی

در نگ چیست اگر با منت سر جنگ ست ❊ بیا که شیشه را نیز عاشق سنگ ست

نیرود نگهم بیتو تا سر مژگان ❊ زبال سر نکشد طائری که دلتنگ ست

قسمت محمد قاسم مشهدی شاعر بلند همت بود در طلا کوبی مهارت داشت طلای سخن را چنین عیار میگیرد ؎

چه واقع ست که با غیر صد سخن داری ❊ به پیش من چو رسی مهر بر دهن داری

قوسی تبریزی چله کش زاویهٔ نکته انگیزی ست میگوید ؎

نیست از ضعف سرم گر بقدم پیوسته ست ❊ این کمان را دو سر از زور بهم پیوسته ست

قاسم اردستانی در شیوهٔ سخن بسیار کامل فن بوده و بصفاهان بسر می برد و همانجا وفات در ۹۸۶ اتفاق افتاد ازوی ست ؎

کی سیب آن ذقن بکسی رائگان دهند ❊ سیبی ست آن ذقن که بپویند و جان دهند

از راه دیده میگذرد پاره های دل ❊ مانند برگ گل که بآب روان دهند

سوز دل گر همه از عشق مجازیست خوشست ❊ عود هر چند بود خام چو سوزی خوشبوست

قاسم

قاسم میرزا قاسم ابن میرزا مراد دکنی از امرای جهانگیر پادشاه بود سخن خوب دارد از وست

بلندی نگه از دیدن تو بر میگشت ✦ که هر دو چشم بقربان یکدگر میگشت

دل و دماغ ز وصلت چو شاد میکردم ✦ سرم بگرد دل و دل بگرد سر میگشت

قدسی

قدسی محمد اقدس علی حزین ذکرش کرده و این ابیات بنام او آورده

نیم در بند آن کز خانه کی جانان برون آید ✦ براه انتظار افتاده ام تا جان برون آید

انصاف بین که ساقی مجلس بدور ما ✦ می آنقدر بجام نریزد که بو کنم

خواهم ز مشام دگران بوی تو دزدم ✦ میل دل شان از خم ابروی تو دزدم

تا خوش نکند غیر مشام دل خود را ✦ از باد صبا نکهت گیسوی تو دزدم

چون باد ازان میرسم آشفته که خواهم ✦ نقش قدم بوالهوس از کوی تو دزدم

قتیلی

قتیلی قاسم بیگ از امیرزادگان افشاریست در کرمان متولد شده بسیار عاشق پیشه بود در ۱۱۸۹ جرعهٔ شهادت چشید از وست

بالکم از کشته شدن نیست ازان می ترسم ✦ که هنوزم رمقی باشد و قاتل برود

قتیلی آن صبر و شکیبی که بآن می نازی ✦ بنمایم بتو چون یکدو سه منزل برود

مرا ست بخت زبونی که بیوفا طلبست ✦ نمیشود که ترا نیز بیوفا بکند ✦

خدا بشکوه زبان من آشنا گردد ✦ من و شکایت آن بیوفا خدا نکند

قتالی

قتالی از مردم مشهدست بعلائی مشغول بود این رباعی از وست

	رباعی
گر جان طلبی ز من فدا خواهم کرد	دشنام اگر دهی دعا خواهم کرد
هرگز نشود کز تو بگردانم رو	هر چند جفا کنی وفا خواهم کرد

قتیل

قتیل میرزا محمد حسین بن درگاهی مل قوم کهتری بود اصلش از لاهور ست بر دست محمد باقر مسلمان شده مذهب تشیع اختیار کرد سیر دهلی نموده و بکالپی آمده مصاحب عماد الملک گشت

بعده در لکهنؤ آمد و تا آخر حیات همانجا بنهایت جمعیت خاطر بسر برد آسودگان لکهنؤ نسبت تلمذ بوی درست میکردند بر کتب درسیه فارسیه از نظم و نثر عبور کرده بود و انشا بفصاحت می نوشت در قواعد فارسی و ضوابط این فن رسائل مستعده دارد مثل نهر الفصاحة و شجرة الالمانی و چار شربت و جز آن عبارت عربی هم می فهمید اشعارش خوش اوست اما معنی تازه کمتر طلوع یابد بود و از اساتذه زمانه خود شمرده می شود بهر چند در خور این رتبه نبود و فاتش در ۱۲۱۲ اتفاق افتاده ازوی می آید ؎

منم که ناله بمرغان گلشن آموزم — بروی خاک بسمل تپیدن آموزم
در ره عشق دلم شد هدف تیر کسے — زخم من به شدنی نیست ز تدبیر کسے
چکنم من بچه سان کشته نگردم که خدا — خون من کرده حلال دم شمشیر کسے
چند بیداد آشنا دل طپیدن آشنائی را — قوت پا ده ای خدا مرگ شکسته پائی را
صد بار بلب جان حزین آمد و برگشت — یارب که گرفت ست گریبان تمنا را
کس ندیدست در آفاق نبیداد کسے — آنقدر جور که من میکشم از یار کسے
فتنه قد اینچنین آشوب رفتار اینچنین — میتوان از خود گذشتن گر بود یار اینچنین
خبر آمدن لشکر خار ست برشت ✦ — خیمه آبله گر دست دهد بر پا کن ✦
یک پهلو و صد خنجر یک سینه و صد پیکان — در مقتل مظلومان این ست نشان ما
قتیل ناتوان در خون طپیدن آرزو دارد — اجازت ده بقتلم نرگس مستانه خود را
دیدم نشسته بر سر راهی قتیل را — او داند و دلش که چه دید و چرا نشست
یکو جب جائی بکوئی تو ز خون پاک نبود — کشته بر شته طپان بود و گر خاک نبود
به از قتیل ترا هست راز دار کسے — که جان بلب رسد و لب بشکوه وا نکند
بیدار شد از غلغله طرز خرامت ✦ — هر فتنه که خوابیده در آغوش زمین بود
کسی خود را اسیر رد و دری تا کجا دارد — نهادم بر گلو خنجر که همت کار ها دارد

هر صبحدم که نور بیابد ز آسمان ۴ یاد آیدم کشودن بخت قبای تو
چون آبی کز دل فواره در گلشن برون آید سن بیدست و پا هر دم ز جا خیزم بپا افتم
نه دشمنی سر نعشم نه آشنائی هست عجیب واقعه و طرفه ماجرائی هست
روا مدار شکست دلی که میگویند خدائی نام در نخانه که خدائی هست

قدرت محمد قدرت الله خان گوپاموی مؤلف تذکره نتائج الافکار در نسب صدیقی و در ارادت نقشبندی ست در تذکره خود نوشته که اسلافم از بلاد عرب سر بمالک هند کشیدند و رفته رفته ببلده قنوج رنگ اقامت ریختند و از انجا یکی از اجداد در اواخر سلطنت غوریه در گوپامو مضاف لکهنؤ طرح سکونت انداختند ولادت فقیر در ۹۹ سنه الف بوده انتهی و علی هذا وی قنوجی الاصل ست و هنوز در گوپامو محلهٔ اهل قنوج مشهور ست و از سادات و شیوخ معمور گوپامو محرر سطور ست کتب درسیهٔ فارسی را کسب نموده سلیقهٔ مناسب بهم رسانیده و شوق سخن در خدمت خوشدل کرد و مرید شاه نصیر الدین سعدی بلگرامی ست و مدتها این منصبی شاغل

امتیاز داشت نقش سخن بر صفحهٔ فکر چنین میکشد ۵

صیاد رخصت چمنم گر نمیدهد سیر هزار باغ بود در قفس مرا
آه از این سوز و گداز یکه بدل میدارم همه تن سوخته این آتش خاموش مرا
شاید از مقدم جانان خبری می آرد طفل اشکیکه بصد شوق دوانست مرا
فارغ بعدم بوده ام از فکر جهانی آورد درین دهر تماشائی تو مارا
بس اشک شرربار که از چشم ترم ریخت مژگان زد و چشم همه تن آبله پوش ست
قدرت سر یکه داشت بقربان تیغ او افگند و خوش نشست که باری بدوش داشت
قدرت چسان نصیب تو آسودگی شود یکجان و صد هزار بلا در قفای اوست
دل ستمزده در وصل یار می نالد چو بلبلی که بفصل بهار می نالد
در کنج قفس خوش باسیری گذرانم درکار تو آید اگر این مشت پر من

دگر طرفِ کلهٔ شکسته بی باکانه می آئی سرت گردم بتاراج کدامی خانه می آئی

قاسم دیوانه مشهدی در آغاز جوانی از اصفهان بهندآمد شاگرد رشید صائب ست در دهلی رخت بوادئ خاموشان کشید دیوانش بلاحظه درآمد کلامش انچه رطب ست بسیار بلند و نازک واقع شده و باداهای سحرآمیز دلهای ارباب ذوق . بوده آین چند بیتش پیرایهٔ تحریر می پوشد

میطپد دل در برم از شوخئ سیارهٔ چشم داغم می پرد می آید آتشپارهٔ
میشود هرچند نیکو یار بدخو می شود ناز چون بر خویش بالد چین ابرو میشود
لب خموش و شکوه در دل چارهٔ ما کردئ ست مانده در منزل کلید و قفل در واکردئ ست
قاتل دو کار در حق ما کرد روز قتل دستم گرفت و خون مرا پایمال کرد
چون نسخهٔ دقیق بنزدیک کم خرد از دیدن تو آینه را خواب میبرد
فسرده دل همه شب اعضای من شمرد چو مفلسی که زر دیگران حساب کند
کار مژگان تو از گوشهٔ ابرو آید برکمان تو چرا منت ترکش باشد
بی مشقت نبود قطع تعلق قاسم رشته هرچند ضعیف ست گسستن دارد
خدا داند که سر از دیده یا از دل برون آرد زمژگان شوخ تر خاری که من در پای خود دارم
درین چمن ثمر نخلهای پیوندم فتاده ست بشاخ دگر رسیدن من
باش هموار که آسیب درشتی نکشی صافئ آینه بیکار کند سوهان را
لبش نگشید مرا و خاموشش آرزو یم کرد کبودئ لب او سرمه در گلویم کرد
عقدهٔ خاطر من شد گره جبههٔ او بکجا کاشته ام دانه که جا می روید
رنگ از چهرهٔ گل شوق پریدن دارد میتوان یافت که آن شوخ حنا می بندد
غم در سینهٔ افسرده دلان بیقدر ست آب چون باگهر آئینهٔ شکستن دارد

قاسم ارسلان اصل او از خوست نشو و نما در ماوراالنهر یافته شاعری شیرین کلام و بحسن خط و لطافت طبع مقبول خاص و عام و بشیوهٔ بسط و نشاط آراسته و بصفت حسن

اختلاط و ارتباط پیراسته بود صاحب دیوان ست باین چند بیت از وست

با آنکه هست خلوت وصل تو با رقیب — شرم تو با هزار نگهبان برابر ست
لفظ و معنی بحال من گریند — بیتو چون روئی در کتاب کنم
گریان چو سبه بمنزل احباب گذشتیم — صد مرتبه در هر قدمم آب گذشتیم

قیدی شیرازی اسیر زنجیر نکته طرازی ست از مکه معظمه بملازمت اکبر پادشاه رسید و معاً در پایهٔ قرب جا یافت آخر مرد و شد طبعی بغایت خوش داشت این ابیات از وست

متاع شکوه بسیارست عاشق را همان بهتر — که جز در روز بازار قیامت باز نکشاید
زبیزبانی خود خوشدلم که روز وداع — شکایت تو نیاورد بر زبان رفتم
ای قدم ننهاده هرگز از دل تنگم برون — حیرتی دارم که چون در هر دلی جا کرده
گو بمیرم من و غیری بود داغش نرسد — سازبان گرم حدی باش که محمل برود
کدام مرهم لطف از تو بر دل ست مرا — که جان گداز تر از داغهای حسرت نیست

قبول میرزا عبد الغنی کشمیری فاضل ممتاز بود و سخن سنج معنی نواز ترک منصب شاهی نموده در شاهجهان آباد بلباس درویشانه بسر می برد در ۱۰۳۹ پیمانهٔ هستی او لبریز گردید شاگرد میرزا داراب جویاست و با ملا شاه بدخشی قرابت داشت شعله آوازش چنین می بالد

بهر حالت که می بینی ز غیب سرکشی پاکم — چو لالهٔ باده گرد عالم آبم همان خاکم
نهان کرده ست صیاد من از راه فسون دامے — چو تخم عشق پیچان دامها در دانهٔ خالی
نه لازم ست شجاعت نه شرط احسان ست — بکام هر که فلک گشت خان دوران ست
قبول بسکه کنی خویش را ز وصلش گم — ترا نشسته بپهلوی یار نتوان دید

قابل سید عبد الله بلگرامی در زمرهٔ فضلا معدود ست و در گروه شعرا محمود در ایام خلافت شاهجهان آباد در ۱۰۳۱ جان بجان آفرین سپرد اشعارش بتاراج حوادث رفت این یک بیت بدست آمد

مگر بسرمه اثر کرد ضعف طالع من ؎ که بی عصا نتواند بچشم یار رسید

قمر الدین اورنگ آبادی قمر ساطع اوج عرفان ست و مظهر اتم نور یزدان مرج البحرین جمع و تفریق بود و امام الحرمین تقلید و تحقیق در خزانهٔ عامره دستانی از حال خیر مآلش سراسیمه و گفته اند یشه را بصوب گفتن شعر متوجه نمیساخت زیرا که این شیوه دون مرتبهٔ او باشد این یکدو بیت از انفاس گرامی اوست ؎

در فقر من نباشد از کین و مکر نامے ویرانه ام ندارد با خود دوی و دامی

مشت خاکم دست و دامان تو شد گر بیفشانی فتد بر پائے تو

لقمهٔ دونان رساند در گلوئی خویشتن شست اول هر که دست از آبروئی خویشتن

حرف الکاف

کلامی اصلش از چغتاست در سند بسیار بوده و با ملا نیازی دائم بحث و جدل داشته چندگاهی در آگره می بود شعر بر دش مردم ماوراء النهر میگفت از وست ؎

نشین بچشم کلامی ز روئی لطف دمی که گوشه ایست مصفا و آب بی رنظرست

بستم بخیال سر زلفت ره گریه لیکن نتوان آب بزنجیر نگهداشت

کاتبی نیشاپوری استاد فن و پهلوان پائی تخت سخن ست الحق سنگ زوری بر داشته که یلان عرصهٔ فصاحت دست او بوسیدند و کمان زبردستی کشیده که تهمتنان کشور بلاغت بتواضع او خمیدند وجه تخلص آنکه در خوشنویسی دستی داشت در هرات و شروان رفته و در آخر عهد باستر آباد آمده پای اقامت افشرد و در موضع طاعون بعلت طاعون در گذشت دیوانش ازهر نوع سخن سرمایه ست این چند شعر ریخته طبع بلند اوست ؎

هجرت فزود در دل من کو جائی تست بیش ست زحمت از همه جا پای تخت را

دل ز زلفش تا جدا افتاد دارد پیچ و تاب ور سفر و اند مردم قدر جائی خویش را

کاتبی را غم خود داد دهم بیارے ؟ گفت این توشه ره ساز که وقت سفر ست

از تنم چون جان و دل بُردی چه اندیشیم ز مرگ
ملک ویران گشته را اندیشهٔ تاراج نیست

در هجر قاصد تو را ندهم ز سوز نشان
درد و رنج از رسول امید شفاعت هست

ای دل امشب در درون سینهٔ سوزان مباش
رخت بیرون کش که آتش در سرا افتاده است

اگر رکاب تو بوسد فلک مگرد ایمن
میاد پای تو از حلقهٔ رکاب برد

من از ثلاثهٔ غساله دیده ام بسی
که زاهدان بهزار اربعین نمی بینند

باحتیاط گذر از شکارگاه جهان
گمان مبر که ترا از کمین نمی بینند

گناه بخشی آن چشم آهوانه نگرد
که خون من بسگ آستانه می بخشد

دنبال تیر تست مرا جان بروز قتل
چون وارثی که در صدد خونبها رود

پای بریده نه وا ز مژه دام پاک دار
زانکه در پا نره خار چو نماک بود

تفرج ار طلبی شاهراه دل مگذار
که شهریار ازین رهگذار میگذرد

تیری زد و چشمت طلبد این دل گستاخ
فرما که زنجند و ازو در گذرانند

پرسی رخی بشکر خنده قتل مردم کرد
چو گفتمش که مرا هم بکش تبسم کرد

آنکس که مرا کشت بهر دستی چند
کاش از پی تابوت من آید قدمی چند

شادم ز نشانهای کف پای نگارت
مانند گدائی که بیابد درمی چند

هست در کوی تو هر ساعت تماشائی دگر
مردن آنجا به که بودن زنده در جائی دگر

ای فلک تا کی نمائی جامهٔ اطلس بمن
گر گدا گشتم چه شد بسیار دیدم زین قماش

زیکسو غمزه ات از یکطرف پر خون دلی دارم
بدستی تیغ و دیگر دست مرغی بسملی دارم

چند منت کشم از هجر پی کشتن خود
گو اجل تا که من از منت هجران برهم

ای دل اگر آید اجلت بر سر آن کو
تو زنده بمان بنده بجای تو بمیرم

همه تن جان شوم و بر تو فشانم چون شمع
گر گذاری ندهی بر سر بالین تو ام

تا نباشد از تو رندان را غبار خاطری
خاک چون گشتی زمی نماک می باید شدن

رباعی

آنکس که ترا شناخت جان را چه کند — فرزند و عیال و خانمان را چه کند
دیوانه کنی هر دو جهانش بخشی — دیوانه تو هر دو جهان را چه کند

رباعی

در رشتهٔ بندگی خطاها کردیم — با دوست چو دشمنان جفاها کردیم
چندانکه همه خلق جهان کرده گناه — ما خالم نفس خویش تنها کردیم

کمال اصلش از خجند است در تبریز بسر می برد از صوفیهٔ عهد میران شاه بن تیمور لنگ بود مولوی جامی فرموده اشتغال و تکلفات شعری جهت ستر حال بود و در ایراد اشکال و تعقید بحور و قوافی تتبع حسن دهلوی میکرد از نجبت او را در حسن میگفتند میان وی و خواجه حافظ شیرازی مراسلات بود گویند صحبت کمال به از شعر اوست و شعر حافظ به از صحبت او وفاتش در سنهٔ بوده این دو سه بیت از دیوانش فراگرفته شد

دمی ز دیدهٔ پرخون نمی روی بیرون — از آن سبب که تو طفلی و خانه رنگین است
تو رو دیوانه شد هست از هوس بالایش — میرود آب که زنجیر نهد بر پایش
خضر خطت ندیده مثال لبت در آب — هر چند گرد چشمهٔ حیوان برآمدم

دو چشمت از دل و دین هر چه داشتم بردند — تو نگری که بستان نشست مفلس شد

کمال اسمعیل اصفهانی ملقب بخلاق المعانی است از کملاء فصحاء و صنادید بلغاء است صاحب جاه و مکنت بود و همواره بسلر انگشت دست احسان گرد از کار ستمدیدان میشود و در سنهٔ وفات یافت این رباعی در منزع گفته

دل خون شده رسم جانگدازی این است — در حضرت او کینه نیازی این است
با اینهمه هم مسیح می آرم گفت — شاید که مگر بنده نوازی این است
دل بر من نگبد گرنه بر عهد کهن — آسان نتوان عزیزان گردد

رباعی

آنکس که ترا شناخت جان را چکند — فرزند و عیال و خانمان را چکند
دیوانهٔ کنی هر دو جهانش بخشی — دیوانهٔ تو هر دو جهان را چکند

رباعی

در رشتهٔ بندگی خطا ها کردیم — با دوست چو دشمنان جفا ها کردیم
چندانکه همه خلق جهان کرده گناه — ما ظالم نفس خویش تنها کردیم

کمال اصلش از خجند ست در تبریز بسر می برد از صوفیهٔ عهد میران شاه بن تیمور لنگ بود مولوی جامی فرموده اشتغال او بتکلفات شعری جهت ستر حال بود و در ایراد امثال و اقتباس بحور و رنگ تتبع حسن دهلوی میکرد از نیجهت او را ذو حسن میگفتند میان وی و خواجه حافظ شیرازی مراسلات بود گویند صحبت کمال به از شعر اوست و شعر حافظ به از صحبت او و فاتش در سنهٔ بوده این دو سه بیت از دیوانش فراگرفته شد

دمی ز دیدهٔ پرخون نمی روی بیرون — از آن سبب که تو طفلی و خانه رنگین ست
سرو دیوانه شده ست از هوس بالایش — میرود آب که زنجیر نهد بر پایش
خضر خطت ندیده مثال لبت در آب — هر چند گرد چشمهٔ حیوان برآمدت

دو چشمت از دل و دین هر چه داشتم بردند — تو نگری که بستان نشست مفلس شد

کمال اسمعیل اصفهانی ملقب بخلاق المعانی ست از کملاء فصحاء و صنادید بلغاء ست صاحب جاه و مکنت بود و همواره بسر انگشت دست احسان گره از کار مستمندان میکشود در سنهٔ وفات یافت این رباعی دم نزع گفته

رباعی

دل خون شده رسم جانگدازی این ست — در حضرت او کمینه بازی این ست
با اینهمه هم هیچ نمی آرم گفت — شاید که مگر بنده نوازی این ست
دل برین گفتند گزوده منه کاین دولاب — آسیائی ست که بر خون عزیزان گردد

جان دادن و نفس زدن او همه یکی ست مانند صبح هر که درین راه صادق ست

کمال چشمه سار شیرین مقالی ست و جرعه ستان میکدهٔ فیض لایزالی در ۸۰۰ وفات کرد این بیت از دیوانش چیده شد

از جگر تیر بتان را سپری می باید هر که عاشق شود او را جگری می باید

کوکبی ماوراءالنهری اختر اوج خوش کلامی ست و معاصر جامی آزوی می آید

بر خت هر قطرهٔ خون بر سر مژگان مرا مشعلی باشد فروزان در شب هجران مرا

گله در پیش صبا زان گل رعنا کردم بود در دل گرهی غنچه صفت وا کردم

کاکائی قزوینی بقال بود تره می فروخت و باین وتیره کسب معاش میکرد آذر در آتشکده ذکر او کرده و گفته لفظ کاکا معلوم نیست که اسم ست یا لقب یا تخلص بهر حال سخنور سنجیده گو بود در ۹۰۰ رحلت نمود از وی ست

هر کس ز صحبت تو نصیبی برد بقدر من نیز از نصیب نیم رشک می برم

وعدهٔ قتلم بفردا آن پری پیکر دهد باز می ترسم که فردا وعدهٔ دیگر دهد

مجنون تو با اهل خرد یار نباشد غارت شده را قافله در کار نباشد

کافی اردبیلی این بیت از وست

در دیاری که تو ئی بودنم انجا کافی ست آرزوهای دگر غایت ناانصافی ست

کمال الدین حسین فانی توفیق استفاده از بسیاری علماء اعلام دریافته کاشف معضلات اوائل وحلال غوامض مسائل بود در معقولات قسطی وافی حاصل نموده بغایت خوش تقریر ونیکو تحریر بود و بصیقل اندیشه زنگ از دلهای سخن سنجان زدوده اشعار بسیار دارد معدودی ازان درین صحیفه نوشته میشود

ز استغنا تغافل در شکارم کرد ازین غافل که صید لاغر من در کمین صیاد ها دارد

گرد کلفت در دلم از لبس نخود پیچیده ست ناله ام چون گرد باد از سینه می آید برون

زدوستان گرامی جدا فگند مرا — زبیوفائی دوران بیدار میرسس

کاظما تبریزی همیشه بشیوهٔ معلمی اوقات در کاشان گذرانید و باین تقریب بکاشانی مشهور شد و شعر بسیار خوش سلیقه ست این اشعار از وست

باکم ز ننگ نیست که مستم گرفته اند — داغم از ینکه شیشه ز دستم گرفته اند

این مرغ دل که در قفس سینه من ست — آخر مرا بخانه صیاد می برد

کاظم قمی شاگرد حکیم سعید خان ست آزوی می آید

یک نالهٔ مستانه ز جائی نشنیدیم — ویران شود آن شهر که میخانه ندارد

اشکم ز ضعف بر سر مژگان نمیرسد — این خوشهٔ شکسته چسان دانه پر کند

بجستجوی تو از بس برون شدم از خویش — چو عمر رفته امیدم بباز گشتن نیست

کامی سبزواری مردی زود رنج تنگ حوصله بود بهند آمده مدتی با خانخانان بسر برده بوطن برگشت از وست

تا هست بوی از گل و مل بخودی بجاست — نیمی ز میفروشم و نیمی ز باغبان

کم رزق را ز نعمت قارون چه غائمن — بر گنج خفته مار و همان خاک می خورد

کوکبی قباد بیگ گرجی غلام شاه عباس ماضی بود آخر الامر چون کوکب سیار بر منازل دکن گذر کرد و در حیدرآباد ساکن شد و در سنه ۱۰۳۳ در ظلمتکدهٔ فنا تا پدید گردید

هر چه همرنگ بمشوق بود معشوق ست — نقص عشق ست که پروانه بمهتاب نسوخت

با کائنات کردم ازان دوستی که یار — در هر دلی که جلوه کند در دل من ست

کاظم حکیم کاظم تونی از ولایت خود بهند آمده و اعتبار تمام بهم رسانیده صاحب مثنوی ست

نگه ز روی تو هر لحظه دست بند گلی ست — چو گلفروش که جا بر در چمن دارد

هر چند سیر کردم جائی چو دل ندیدم — با صد جهان کدورت بازاین خرابه جاست

کامل ملک سعید خلخالی بیشتر اوقات در شیراز بسر برده و در سنه ۱۰۱۶ داعی حق را لبیک

اجابت گفته ازوست رباعی

من قاعدهٔ رحمت او میدانم — من عادت آن بهانه جو میدانم
چشم کرمش مآل حسن گنه ست — من طرز عطائی او نکو میدانم

نامی — کریما پسر کوچک ملا قیدی نیشاپوری ست در شاعری مقامی ارجمند داشته ازوی می آید

جلوهٔ سرو قبا پوشی دلم را برده ست — چند روزی شد که در پیراهن خود نیستم
فیض و بیداری بهم دست ارادت داده اند — چشم تا از خواب میمالی سحر در خدمت ست

نظیری — گنجی از گوهر سنجان جرد باد قان ست تلاش نیکو دارد

یاد دهان تنگ تو کردیم و سوختیم — عمر عزیز ما چقدر مختصر گذشت
گنجی ز سر نیگذرد آب تیغ یار ✤ — من بارها گذشته ام این آب تا گلوست

خسرو — کاسب از سخنوران یزدست کسب این فن چنین میکند ✤ ✤ ✤

چون مه چارده از گوشهٔ بامش دیدم — نگران بود بجائی و تمامش دیدم

شفیع — کاشفی سید احمد کالپوی فخر ساکنان ملکوت و نخبهٔ عالم ناسوت صاحب کرامات ظاهره وعلامات باهره بود وصالش در ۹۸۰ اتفاق یافته منه

چگونه راز نهان ماندم که در بغل ست — ز زخم تیغ تو خصم دهن دریدهٔ من
زخم دلم بهیچ دوا به نمی شود ✤ — الماس را برای دوا میتوان خرید

عرفی — گم گو کشمیری حافظ عبد الرحیم طالب العلم مستعد بوده شاگرد سرخوش ست در دکن بارودی عالمگیری رفته همانجا در اواخر ۱۱۰۰ رحلت کرد ازوست

گرفته زخم دلم در دهن خدنگ ترا — بلذتی که کند طفل شیر خوار انگشت
نه نرگس ست عیان بر سر مزار مرا — سپید شد بر بهت چشم انتظار مرا
نه عینک ست که بر دیده دارم از پیری — برای خط جوانان دو چشم من چار ست
چون سایه همرهیم بهر سو روان شوی — باشد که رفته رفته بما مهربان شوی

چون تار عنکبوت ز هجر تو شد تنم — در گوشهٔ خرابه ازان ست مسکنم
بتا ز گشت جهانی بت ستمگر من — هنوز بر سر ناز ست ناز پرور من
ز گیت باران بلا بر تن غم پرور ما — چه بلا ها که نیاورد فلک بر سر ما
آشک من طالب آن نرگس جادو باشد — همچو طفلی که دوان در پی آهو باشد
ز خضر عمر فزون ست عشق بازان را — اگر ز عمر شمارند روز هجران را
گاهی بگوش زنده دلان نغمه رسان — زان پیشتر که بانگ برآید فلان نماند

کلیم ابو طالب همدانی کاشانی استاد قیامت کارست و تخته کن دکان سخنوران روزگار خامهٔ سحر شکن او عصاست بلکه آستین ید بیضا اقسام سخن را در کمال خوبی بکرسی بیان نشانده و بیشتر غزلیات را یکدست بهم رسانده عارج طور معانی ست و مقتبس نور سخندانی و در جمیع اسالیب نظم قدرت بلند دارد و همه جا داد مستغنیان سخن میدهد او را اخلاق المعانی گفته اند دو بار بکشمیر هند شتافت و تمتعی وافر برداشت آخر دست بدامن دولت شاهجهانی زد و در ثنا گستران قوائم سریر خلافت رتبهٔ سر حلقگی بهم رسانید و بخطاب ملک الشعرائی بلند آوازه گشت فوت او در ماه ذیحجه ۱۰۶۱ وقوع یافت و در کشمیر نزد قبر محمد قلی سلیم مدفون گردید کلیم آتش

سخن از مخمل قلم چنین بیرون می آرد

دل دامن مجاورت چشم تر گرفت — با طفل اشک صحبت دیوانه در گرفت
در چمن چو گل نشنود فغان مرا — کجاست برق که بردارد آشیان مرا
یک بیک وعدهٔ او را همه دیدیم کلیم — نیست یک وعده که شرمندهٔ صد فرد نیست
کلیم بوسه چه خواهی باین تهیدستی — ازان حریف که دشنام را گران ندهد
زان چشم ندیدم که نگاهی بمن افتد — بیمار عجب نیست اگر کم سخن افتد
نه رحم کرد که خون دل خراب نخورد — غرور او ز سفال شکستهٔ آب نخورد
دماغ بر فلک و دل بزیر پای جهان — ز من چه میطلبی دل کجا دماغ کجا

گر قفس تنگ ست از بیرحمیٔ صیاد نیست
صید از ذوق گرفتاری بخود بالیده ست

سر برتن صدف نبود ز انکه روزگار
یکجا هیچکس سر و سامان نمیدهد

کباب حسن تو ام قدر خط نکو دانم
ز سایه ذوق نکرد آنکه آفتاب نخورد

اغنیا بهره ز اندوخته خود نبرند
که همین تشنه لبی قسمت دریا باشد

مژه را داد ز کف چشم تو در آخر حسن
ترک مفلس چو شود تیغ ببازار برد

دوستان نازک مزاج و لبسی نازک دماغ
چون کسی اوقات صرف پاس خاطر ها کند

بتان ز صحبت هم میکنند کسب غرور
ترا با آینه هم آشنا نمیخواهم

دشنام و بوسه هر چه عوض میدهی بده
حاشا که با تو بر سر دل گفتگو کنم

چون رشته گلدسته بگرد همه خوبان
گردیدم و یک یار وفادار ندیدم

از ادائی خارج هر کس خجالت میکشم
با کمال بیدماغی من وکیل عالمم

نهال سرکش و گل بیوفا و لاله دورو
درین چمن بچه امید آشیان بندم

مکشای زبان به زخودی را چو بینی
زنهار که شمع شب مهتاب نباشی

اگر از عیش جوانی نشدم در ره عشق
همچو آن عید که بر مردم زندان گذرد

یکنفس فرصت صد حرف گره در خاطر
وای گر گریه نیاید بمددگاری دل

خنده بر بخت زنم یا بوفاداری دوست
گریه بر خویش کنم یا بگرفتاری دل

عشق چون تیغ کشد بر سر بیچاره کلیم
کیست جز داغ که آید بسپرداری دل

با من آمیزش او الفت موج ست و کنار
روز و شب با من و پیوسته گریزان از من

عزتی دیگر بود در گوشهٔ صحرا مرا
میگذارد هر کجا خاری ست سر در پا مرا

تمتعی نبرد اغنیا ز نعمت خویش
که باغبان نشناسد که سیر گلشن چیست

چه میتوان ز پریشان تیره روز گرفت
کلیم دعوی دل را بر لف یار گذاشت

اشک آدرد چشم از نخت جگر نتوان شناخت
طفل خود سر بود در رنگ همنشینان برگرفت

طبعی بهم رسان که بسازی بعالمی
تا همتی که از سر عالم توان گذشت

بدنامی حیات دو روزی نبود بیش
گویم کلیم با تو که آن هم چسان گذشت

یک روز صرف بستن دل شد باین و آن
روزی دگر بکندن دل زین جهان گذشت

شوقم ز بسکه ساخته امید وار تو
بیوعده انتظار بهر رهگذر کنم

وقت وداع او من دیوانه خراب
با هر که روبروئی شوم گریه سر کنم

بیشود اول ستمگر کشته بیداد خویش
سیل دائیم بر سر خود خانه ویران کرده ست

چو شمع عمر طبیعی شبی ست عاشق را
بقتل سوختگان اینقدر شتاب چرا ست

ای جرس تا کی از ناله گلو پاره کنی
کس درین بادیه دیدی که بفریاد رسید

اگر جدا از تو می را حلال میدانم
خدا به تیغ تو خون مرا حرام کند

رود آرام زعمری که بهجران گذرد
کاروان از ره نا امن شتابان گذرد

کلیم از دست بیداد که نالم
بکشت ما گزار لشکر افتاد

از دلم تا دیده ویران شد ز دستانداز اشک
میرود آبادی از راهی که لشکر میرود

عمر کم بر جان گوارا کرد بار زندگی
روز کوته مایه آسایش مزد ور بود

زود دریافت آنکه ز اسرار جهان شد آگاه
از بستان برود هر که سبق روشن کرد

پارهٔ موم بدست انقلاب روزگار
رونخواهم ساخت هر صورت که خواهد رود بد

بخت بر اهل سخن کار ز بس تنگ گرفت
قفس طوطی خوش لهجه ز آهن باشد

مردمی می زید الحق چشم بیمار ترا
خود باین حال و بحال خستگان وا میرسد

در محفلی که تازه درائی گرفته باش
اول بباغ غنچه گره بر جبین زند

در حقیقت تنگدستی مایهٔ دیوانگی ست
در چمن بید از غم بیحاصلی مجنون بود

خیال آن لب خندان بخاطر غمگین
بسان آب بقا در سرای فانی بود

چنان مکن که کلیم از درت بپا بشکند
شکسته دل شده باری شکسته پا نشود

تا بدیدار تو شد دیدهٔ بستان روشن — سرو را گفت بشکرانه که آزاد بود ؛
بخانه چند نشینی سری به بستان کش — چو چشم خویش دمی باده در گلستان کش
در جهان طالع خاکستر صیقل دارم — خود سیه روز هزار آینه روشن کردم
خود نمائی شیوهٔ من نیست چون دیوار باغ — گل بدامن دارم اما خار بر سر میزنم
بسان شمع کس آواز گریه ام نشنید — با شک خویش اگر تا صباح غلطیدم
ز شوق شاهد معنی همیشه همچو دوات — براه عالم بالاست چشم حیرت من
معشوق خورد سال در آید بقید ضبط — سروی که قد کشید ز بستان برآمن
عیش گر هم رود بدی تلخی اندوه نیست — همچو نور روز یکه واقع در محرم میشود

کشفی مولوی شاه سلامت الله بدایونی نزیل کانپور شاگرد قتیل و فاضل عدیم المثیل و واعظ خوش تقریر و شاعر جاده و تحریرست محرر سطور بارها او را دیده و لطف وعظ او دریافته در زمرهٔ علماء خیلی خوش صورت نفیس سیرت بود عمر دراز یافت طبع نظم داشت دیوان شعر مرتب دارد و شعر خوب می نویسد ابیات این ابیات از مصرع طبع اوست

امید بوی تو از نو بهار بود مرا — وگرنه با گل و گلشن چه کار بود مرا ؛
دزدیده ام ز بهر تو در سینه دمی چند — وقت ست اگر رنجه نمائی قدمی چند
کشفی فسانه گوئی که امشب ببزم دوست — مردم تمام گوش برافسانهٔ تو اند
دهد ز بسکه غم گلرخان فشار مرا — پر د چو رنگ گل از پیرهن غبار مرا
ز بسکه در شب هجران گداختم چون شمع — جز اشک گرم نمانده ست در کنار مرا
دمیکه صورت خوب تو آفرید خدا — گهی بروی تو نگه سوی خویش دید خدا
با طرز دگر میفگنم طرح بیان را — بسم الله عشق تو کنم مدفغان را
کشفی شده ام پیر نو د ساله ولیکن — در آب و گلم ریخت قضا عشق جوان را
از ضعف به نیمره فتادیم — گوئیم چه بخت نارسا را

سرزلفش رقیب روسیه دارد بکف کشتی — عنان اختیار من بدست دشمن ست امشب
وفای عهد تو تشبیه با کمر دارد — شبیه وعده وصل تو از دهن پیداست
کشتی مرید پنجهٔ میفروش گشت — سجاده را فروخته جام و سبو گرفت
بنزع از سر کشتی مخیز ای بی رحم — دمی نشین که ملاقات واپسین این ست
امشب طرف دل رخ آن آفت جان است — یاران نظری معرکهٔ ماه و کتان ست
اول بسر قتل من افتاد درین بزم — تیغ نگه ناز تو هم مرتبه دان ست
چون ابر درغم تو بهر جا گریستم — گه بر در تو گاه بصحرا گریستم
شعلهٔ عشق بتان در مغز جان داریم ما — انچه دارد شمع در دل بر زبان داریم ما
چند بوعده بشکنی خاطر ناشکیب را — رخصت دلدهی بده نرگس دلفریب را
حسرت بدل افزود تماشای تو مارا — رسوای جهان کرد تمنای تو مارا
بچرخ خیمه زند آه عاشقانهٔ ما — رسد بعرش برین نالهٔ شبانهٔ ما
بچهره برفگن این زلف عنبر آسا را — بنفشه زار کهن عارض سمن سا را
ناوک زن دل جنبش مژگان که باشد — خونریز جگر غمزهٔ فتان که باشد

کوکب میرزا احمد علی بن میرزا محمد علی خلف میرزا احمد بیگ طپان دهلوی جوان نورسیده ست وچاشنی سخن را نیکو چشیده واز چند سال با پدر بزرگوار خود مجاورت مدینه منوره گزیده وشوق سخن بخدمت والد نامدار خود نموده از فن عروض وقوافی بهره دارد درین روزها دارد کلکته ست این ابیات از وست

کوکب ببلاغ دهر بلندست شان ما — آن بلبلم که چرخ بود آشیان ما
گفت در غلط آن ماه منجم کوکب — کاین ستاره شود آخر قمر اندکاندک

حرف کاف فارسی

گرامی خلف وشاگرد میرزا عبدالغنی قبول کشمیری ست رعناطرز خوش مقالان وکلاه

گوشه شکن نازک خیالان بود در شاهجهان آباد قلندرانه میگذرانید و بکهنه شراب تازه گوئی
دماغها را میرسانید وفاتش در ۱۱۳۵ واقع شد ع رندی عجبی ازین جهان رفت + تاریخ بهمت
طوطی ناطقه را در گویائی می آرد ؎

خون عشاق بران گردن سیمین باشد — چون بیاضی که پر از معنی رنگین باشد
همچو آن شمعی که روشن میکند صد شعرا — سوختم تا در غم او عالمی را سوختم
ندیدم یک نظر آسایشی از نیش مژگانش — مگر در خواب چون مخمل به بینم روی بالینی

گلشن شیخ سعد الله دهلوی از فقرا شعرا ست منشا خیالات رنگین و مصدر اشارات
دلنشین بود از دشکده دنیا رم و در تجرید و توکل ثابت قدم از نسل اسلام خان وزیر
گجرات احمد آباد بود از اولاد زبیر بن عوام رضی الله عنه از برهانپور برآمده رحل اقامت در
دهلی انداخت و در ۱۱۴۱ متوجه روضهٔ رضوان شد دیوان سیر ضخامت دارد شاهد سخن باین
رعنائی برگ بیان می نشاند ؎

بچشم خویش نگر سحر سامری این ست — نظر بآینه کن شیشه و پری این ست
گشتم شهید تیغ تغافل کشیدنت — جانم ز دست برد غرالانه دیدنت
بدقت میتوان فهمید معنیهای نازاو — که شرح حکمت العین ست مژگان دراز او

گلخن قمی مرد مستعد بود خواهرزادهٔ شهیدی و نهایت تندخوی بود در عراق و فارس
وجز آن مشهور بدرشت گوئی شد این ابیات از دست ؎

شب به تنگ آمد ز نالهام خلقی که این فریاد چیست — زان میان یک کس نمی پرسد که زید و کیست
آه مردگان خاک یکی سر بدر کنید — بر حال زندهٔ بتر از خود نظر کنید
هر چند شب آزرده تر از کوی تو آیم — پیش از همه کس روز دگر سوی تو آیم

گرامی شاملو حسن بیگ در عهد شاهجهانی بهند آمده خوشگو بوده از دست ؎

بخاطر میرسانی هر کجا گم گشته ئی داری — همین از خاطرت جان گرامی من فراموشم

یار می آید و هنگام نثار ست مرا — یکدم ایجان گرامی مرو کار ست مرا
مست آمده بودم خبر از بام و درم نیست — یاران ره بیرون شد از این خانه کدام ست
در آور سینه و دل را خلاص از سوز هجران کن — خلیلی میتوانی آتشی بر من گلستان کن
نیم روز از تو چون بوی تو برگردد تو نیگردم — اگر روزی فراموشم کنی سرد گریبان کن
بوی تو با نسیم بهار آشنا نشد — گلها شگفت بند قبای تو وا نشد
چو شمع شکوه گرامی ز غیر نیست مرا — هر انچه دیده ام از چشم خویشتن دیدم

گلشنی از سادات کاشان ست در هند بجوانی آمده و ثروتی بهم رسانیده و در سنه ۹۷۲ در گذشته از وست

ناصحا تعلیم قتل من مده جانانه را — شمع میداند که چون آتش زند پروانه را

گرسلمی میر عبد الرحمن وزارت خان اصلش از خواف ست در عهد عالمگیری بولایت شایسته مصدر خدمات بایسته بوده آخر کار مخلوع شده در سنه ۱۱۲۲ در مرحلهٔ آخرت بهبود خوشگو ست

از وست

شد فصل گل و دامن ساقی نگرفتیم — هنگامهٔ مستی به بهار دگر افتاد
برعکس بود خاصیت زعفران عشق — تا رنگ خود در آینه دیدم گریستم

گلشن علی جونپوری انصاری شاگرد ثابت و فقیر و رفیق نواب شیر افگن خان و واله و حزین ست در قصبهٔ ماهل مضاف جونپور بدامن انزوا پاکشیده در اواخر سنه ۱۲۰۰ رخت بعالم بقا بست از وست

لاله در دشت نشانی ست ز مجنون که هنوز — داغهای غم او بر دل صحرا باقی ست
دلم از اختلاط یار با اغیار می نالد — که چون بلبل به بین پهلوی گل خاری می نالد

رباعی

شام آن بت مه طلعت خورشید غلام — آمد بنظارهٔ مه نو بر بام

او را بفلک نظر مرا بر رویش آن شوخ هلال و یدو من ماه تمام

گوهر محمد باقر خان از اکابر مدراس و اعاظم قوم نائط بوده نظم آبدارش سلک گوهر بی بهاست و جواهر اشعارش در نهایت لمعان و صفا در سرکار نواب والاجاه اعتبار تمام داشت و بحصول قربه بطور سیورغال سرفرازیت می افراشت و اواخر سنه ۱۲ گوهر حیات خود را بسلک فنا کشید از وی ست

با بر ریشه روانید سیل زاری ما منسب ببرق رسانید بیقراری ما
میتوان رفت بقربان کماندار ی او تیر او شیوه دلجوئی ما میداند
آواره عرج و نزدولم براه دوست چون گرد باد سر بهوا سینه بر زمین
بیچاک سینه امن لعلی یار میخندد فغان که بر گل زخم بهار میخندد

حرف اللام

لطف الله مولانا نیشاپوری جامع دانشمندی و سخنوری بود و از مشرب فقر چاشنی برداشت معاصر امیر تیمور بود باقی ترتیب داده در انجا بسر برده با مردم کم اختلاط بود و در سنه از دنیا برفت و نزد بعضی در سنه وقت وفات تنها بود این رباعی در دست او بر پاره کاغذ نوشته یافتند

دی شب ز سر صدق و صفائی دل من رباعی در میکده آن روح فزائی دل من
جامی بمن آورد که بستان و بنوش گفتم نخورم گفت برائی دل من

لطفی شیرازی از تربیت کردهای میرزا بایسنغر بود شعر نیکو میگفت آزوست

تحمل دل پر درد خویش را نازم که از جفای تو بیرحم در شکایت نیست
ز سوز سینه فریاد از دل ناشاد برخیزد بلی در خانه گر آتش فتد فریاد برخیزد
بآن زلف و رخ و بالا بهر جا بگذری آنجا همه سنبل دمد گل بشگفد شمشاد برخیزد

لذتی ملا مهدی علی شاعر خوش ادا رنگین نوا ستآزوست

بصد خون جگر پرورد م این دل را کشد دشمن چه سازم چون کنم با دشمنی کز خانه بگریزد

لسانی شیرازی شیوا زبان نکمین بیان بود معنی رنگین با عبارات دلنشین آمیخته و باده گلرنگ در شیشهٔ شیرازی ریخته در سنهٔ ۹۴۱ از دنیا سپری گشت دیوانش پنجهزار بیت است و لسانی میگوید

وقت کشتن ز من قاتل بدست آمد مرا ✤ آخر عمر آرزوئی دل بدست آمد مرا
بیا که گریهٔ من آنقدر زمین نگذاشت که از فراق تو خاکی بسر توان کردن
نه در پئی تو توان آمدن ز بیم رقیب نه بی تو ره بدیار دگر توان کردن
کرم بجور و جفا میکشی نمی رنجم که مست حسنی و اینها باختیار تو نیست
هزار میوه ز بستان آرزو چیدم یکی بلذت پیکان آبدار تو نیست ✤
کرده ام عهد که تا صبح قیامت ندمد از سواد شب گیسوئی تو بیرون نروم
همای طاوس بهشت ست خیالش کی سایهٔ او در دل ویران من افتد
بیقمان چون آب در گلزار میگردند و من می نشینم گوش بر آواز بلبل میکنم
کسی از بیکسی با سایه تاکی در دل گوید سیه بختِ دگر با من درین ویرانه بایستی
پای سگان کوئی تو آزرده میشود ✤ زنهار شیشهٔ دل ما بر زمین مزن
جز ناله انیسی دل بیمار کسی نیست آنهم نفسی هست ز ضعف و نفسی نیست
شد یم پیر ز بار غم تو رحمی کن بما که رحم نکردیم بر جوانی خویش

لامع میرزا انور پسر نصیر اهدانی ست صاحب ذهن لامع و فطرت ساطع بود و بخدمت امرا رسید خود مقرب و محترم میزیست از وست

گذشتی بر مزارم شورشی انداختی رفتی کف خاک مرا صحرای محشر ساختی رفتی
سر راه وصل حق با شد تلاش اعتبار قطره را دریا نگردیدن ز کوتاهی ست
خط باطل میکشد بر صفحهٔ اعمال خویش مد آهی هر که از دل در دمِ مردن کشد

لائق حکیم بلخی از خوش تلاشان وقت خود بود از وست

دل دامن زلفت بکف آورد بصد سعی دانست که در دامن این شب سحری هست

لائق میر محمد مراد جونپوری در عهد عالمگیری مدتی بخدمت سوانح نگاری لاهور سرفراز بود بشوق ملاقات میرزا صائب از هند تا اصفهان پیاده رفت میرزا بدیدن او تمام پیش آمد و بوثاق خویش جا داد و شعر او را پسند کرد با میر عبد الجلیل بلگرامی رابطهٔ خاص داشته این

رباعی از وست

زان لحظه که نیچه ات بدامان حناست — صد رنگ هوس شگفته در جان حناست
دست تو ز مصحف جمال تو بود — پنج آیت متصل که در شان حناست

حرف المیم

مسعود بن سعد سلمان همدانی از کبرا شعرای متقدمین ست از دولت آل ناصر ریاض الحشر ناضر گردیده و در دیار هند بحکومت محالات امتیاز داشته بمشیر مصاحبتش باشاهزاده محمود بن سلطان ابراهیم بود تا آنکه هنگام حبس او زیاده بیست سال خودش نیز محبوس شد او را سه دیوان ست عربی و فارسی و هندی از وست

رباعی

ابرم که ز دیده اشک رانم همه عمر — آبم که بر اگان روانم همه عمر
خاکم که بخواری شب آرم همه روز — سنگم که بسختی گذرانم همه عمر

مجیر بیلقانی از عظمای متقدمین ست امیر خسرو دهلوی او را بر خاقانی ترجیح میدهد و مشکلیت که خاقانی از وی طرز سخن اخذ کرده بآستانهٔ سلطان طغرل السلجوقی محترم بود دیوانش متداول ست

این رباعی از انجاست

گل میخندم از باد بر آشفت و بریخت — وز حالت خود حکایتی گفت و بریخت
بد عهدی عمر بین که خونین دل من — سر بر زد و غنچه کرد و بشگفت و بریخت

مراد قزوینی شاعری خوش بیان سیف زبان بوده در قزوین بامر معرفی قیام داشته و در سنهٔ ۹۳ کاتب قضا بجل حیاتش در نوشته از وست

رباعی

ای مولوی از کبر و ما شت گنده — هر گه که کند بر تو سلام این بنده
چندان حرکت بکن که از روی قیاس — معلوم شود که مرده یا زنده

محوی میر غیث الدین همدانی اصلش از اسد آباد دست مدتی در نیشاپور بسکونت داشته از ولایت بنزد بنگله هند آمد و چون بر آورد و بظل عاطفت خانخانان بسر می برد در سنه در گذشت

از وست رباعی

هر فصل دی از عقب تو زی دارد — هر جا شر زی ز عشق سوزی دارد
صبری صبری دلا که این شام فراق — هر چند شب من ست روزی دارد

رباعی

محوی بهوای دل نوائی نزنی — در کوچه کس در سرائی نزنی
بیگانگی تمام عالم دیدی — زنهار که حرف آشنائی نزنی

مفید اصلش از بلخ ست از خطهٔ توران بهجوا و شاعری کم بر بسته در عهد شاهجهانی بهند آمد و اوائل جلوس عالمگیری در ملتان بر شحنهٔ آن بقضا در گذشت از وست

رفو زیاده کند زخم دیده ترا — بچاک سینهٔ من بخیه موج سوهان ست
تمام روز و شبم صرف راه غفلت شد — فغان که عمر چو مخمل مرا بخواب گذشت
گره از دل کشودن گر ز دست چاک می آید — بچندین عقده خود بیرون چرا از خاک می آید
از هیچکس غبار غمی نیست بر دلم — مانند غنچه خود گره خاطر خودم

معنی کشمیری اگرچه قوت سامعه نداشت اما بناطقهٔ ارجمند گوهر معنی در رشتهٔ نظم نیکو تر میکشید از وست

صدای دل طپیدن از شکست رنگ می آید — زبان خامشی در پرده رسوا میکند ما را

میرزا ابو الحسن شیرازی بعهد بهادر شاه خطاب قابل خان یافته و با آفرین لاهوری

ربط داشت در عهد جهاندار شاه و محمد شاه ممتاز ماند ملاقاتش با میرزا مظهر جانجانان بود در عشرهٔ
سادس مائهٔ ثانی عشر درگذشت ازوست

در گریه فغان کردنم از بسکه هوس بود — هر قطره که از چشم ترم ریخت جرس بود
مرا هم با غبان محتاج سیر باغ میداند — نمیداند که سامان چمن در آستین دارم

مشتاق میر سید علی اصفهانی از خرد سالی مشق سخن کرده و در اواسط عشرهٔ اولی عقبی پیمود

ازوست

کاش بیرون فتد از سینه دل زار مرا — کشت نالیدن این مرغ گرفتار مرا
آخرم دوست نگشتی تو و داغم که چرا — دوستان را بخود از بهر تو دشمن کردم

مصیب شیخ قطب الدین خلف زائر الله آبادی ست تحصیل کمالات در خدمت پدر بزرگوار
و دیگر علما عصر پرداخته از اکابر زمانه شد و حج گذارده و در مدینهٔ منوره در سنهٔ ۱۱۰۷ جان در باخت

ازوست

مردیم و هنوز بر لب من — چون شمع فسرده دود آهست
بلبل با غبان همیروت سرگران دارد — که این بی خانمان ماتم چرا در گلستان دارد
گاه در میکده گاهی بحرم سیر کند — یار غار تگر دین ست خدا خیر کند

محفوظ خان بهادر شهامت جنگ فرزند ثانی نواب سراج الدوله بهادر بوده بعلوم عقلیه و نقلیه
دستگاه داشت و در اتباع شریعت ممتاز میزیست نواب آصفجاه نظر عنایت بحال او میگماشت
و نواب والاجاه والی آرکات بحفظ آداب و تقدیم خدمات او تا حین حیات می پرداخت در سنهٔ ۱۱۹۳

بخلد برین شتافت ازوست

کنار ه گیر به پیری ز وصل مه رویان — که پرده دار حریفان شب جوانی بود
در هوای گیسویش مانند موئی گشته ام — از برائی من عصائی از گل سنبل کنید

مبتلا مردان علیخان مشهدی الاصل ست شاگرد مولوی وجیه الدین جونپوری در نحو و فقه

وخط نستعلیق و نسخ دستگاه کامل داشت و عبدالرضا مستعین را دریافته و تذکره موسوم بخجسته بنگاشته و او اخر سنه ۱۱۳۱ مبتلای مرض اجل گردید آزوست ؎

حیف که رفت یار من بی سبب از کنار من — دست نمیتوان گرفت عمر گریز پای را
با آنکه شد غبار من از آسمان بلند — آگاه نیستم که دلم خاک راه کیست
چیرا اجل زسنگ کمینی پار میگشتمه ؎ — نمیگذاشت غم او گر استخوان مرا

مهربان مولوی شاه عبدالقادر فخری جلیش از سادات رضویه نیشاپور ست شاگرد میرآزاد بلگرامی ست کتب فارسی گذرانیده و استعداد علمی خوب بهم رسانیده و فهم تند داشت و شعر خوب میفهمید جامع علوم و اهل تصوف و کمال بوده در مدراس ساکن شد و نزد نواب والاجاه محترم میزیست وفاتش در ۱۱۳۴ اتفاق افتاد در سیالپور مضاف مدراس مدفون گردید و لقصوف صاحب تالیف ست آزوست ؎

خسته آن گردش چشم پرنمش رحمت طبیب — میتوان کردن شبی گرد سرش قربان مرا
شب که پیچید بر لبسودائی سر زلف کسی — هر نفس کز دل برآمد نالهٔ زنجیر داشت
دمبدم صبح و بامید وعده جان بلبم ؎ — چو شمع مدت عمرم در انتظار گذشت
علاج تار هائی ساز از مضراب می آید — شکستم ناخنی در دل گره از نالهٔ وا کردم
نه من باغ بهشت از عالم ایجاد میخواهم — قفس واری مکان از خانه صیاد میخواهم
همدم دیرینه می باشد موافق با مزاج — درد بوئی کهنه طبع آب میماند بجا
نیست در گل شوخی بوئی که در عطر گل ست — فیض پاکان از گداز دل دوبالا میشود
محتاج چراغی نبود دشت غمبا . م — چون کاغذ آتش زده خود شمع مزارم
داغ حسرت یا فروغی باش از چشم ترم — زندگی از آب چون یاقوت دارد اخگرم
عشق دامن زد بروی آتش دل مهربان — آبیاریهای چشم تر نمیدانم چه شد

میر محمد تقی خواهرزاده خان آرزوست در ریختهٔ گوئی فرد زمانه خود بود در لکهنؤ نزد آصف الدوله بها در میگذرانید در فارسی هم دیوانی قریب دو هزار بیت گذاشته و اوائل سنه ۱۱۳۰ آنجهانی

شعار از وست

گفتم آن آتش سوزان سر طوبی چه شد ۔۔۔ دل اشارت بجگر کرد و که اینجا افتاد
گر بایین نگین خرامی بگذری از طرف باغ ۔۔۔ سرو را شوق تماشایت برفتار آورد

منت میر قمرالدین مشهدی الاصل دهلوی الموطن در لکهنؤ بسر می برد بوسیلهٔ مدح گوئی بخدمت غازی الدین خطاب ملک الشعرائی یافت آخر بحیدرآباد رسیده ده هزار روپیه صله یافت سنهٔ هزار و بیست و یک از وی یادگار ست در کلکته بعمر چهل و نه سالگی در ۱۲۲۰ درگذشت از وست

نقدی بکف نبود بجز آب دیده ام ۔۔۔ آن هم ز دست رنجت بیتابی سبو مرا
پر از اسباب کلفت شد جهان جائی نمی یابم ۔۔۔ که بار خاطر غمدیده را یکسو نهم آنجا
رسم دیوانگی از حلقهٔ گیسوئی تو خاست ۔۔۔ شور محشر ز خرام قدو بوئی تو خاست

ماجد امیر الملک علی حسین خان بهادر نبیرهٔ نواب والاجاه بود فاضلی از اکابر مدراس مثل او برنخاسته و شاعری باین خوبی بزم سخن نیاراسته بیجده ساله بود که در ۱۲۱۰ درگذشت از وست

بی اختیار گریه مستانه میکنم ۔۔۔ در کف بسان شیشه نباشد عنان ما
شبنم مشک از موج هوا چون نافه می آید ۔۔۔ پریشان کرد شاید شانه آن زلف معنبر را
تاب پرواز نمانده ست ز ضعفم صیاد ۔۔۔ عبث از قید قفس میکنی آزاد مرا
چه حرف میزند آن چشم سرمه گین یارب ۔۔۔ که هر که رفت بجز مش خموش می آید

ماجد نکند کسی پسندم ۔۔۔ خود نقطهٔ انتخاب خویشم
می خورده و باده بود هموارهٔ کی ۔۔۔ واکردنی ست بند قبا یارهٔ کی

مختار سیف الملک فرزند ثالث نواب والاجاه ست با وجود سرمستی مصطبهٔ امارت نشئهٔ شوق شعر و سخن در سر داشت و بصید غزالان معانی بدام مبانی می پرداخت در ۱۲۱۰

جهان فانی را وداع کرد دیوانی مختصر از و بنظر رسید این ابیات از انجاست

من نمیدانم چه افسون خوانده در گوش آب ۔۔۔ بحر در فریاد و حیران دیده گرداب ها

از بس گداخت کاهش هجر تو جان ما — بیمغز هیچونی شده هر استخوان ما
زمو ز پیچ و تاب زلف او را شانه میداند — زبان ناله زنجیر را دیوانه میداند
به نیم غمزه توانی که قتل عام کنی — نعوذ بالله اگر غمزه را تمام کنی

مکین میرزا محمد فاخر دهلوی نشئه فقر در سر داشت و جامه تجرید در بر متابل نشد شاگرد میرزا عظیمای اکسیر ست باحزین ملاقات کرده و در فتنه احمد شاه درانی بلکهنو آمده و در ۱۱۷۳ رخت سفر بدار آخرت بربسته از وست

گه چون سبو بمیکده بردوش من درآ — گاهی چو می بشیشه در آغوش من درآ
باده آخر شد و زین میکده رفتیم برون — شیشه تا گشت تهی پر شده پیمانه ما
که بیار محبت را مهر زانو نگرداند — مگر در تو زین پهلو بان پهلو بگرداند
رقیبان گوش برآواز و در نازند من ترسان — سخن گفتن چه مشکل بود شب جائیکه من آیم
در کوی یار طرفه تماشا بود مکین — رسوا شود کسی و تماشا کند کسے

معجز غلام محی الدین مدراسی آرکاتی نظر بتحصیل کمالات گذاشته و بکسب استعداد در علوم سررشته سخنوری بدست آورده معلم نواب عظیم الدوله بهادر بود شاگرد مولوی محمد باقر آگاه ست وفاتش در ۱۲۲۹ رو داده از وست

بهر که می نگرم جام دل بکف دارد — نگاه ست که امشب بباده پیمانی ست
از جگر چاکی عشاق بتان بیخبرند — خبر چاک گتان از دل مهتاب مپرس
بیهوده دست و پا چه زنی در رهِ طلب — مطلوب تست جلوه گر اندر کنار دل

مصحفی شیخ غلام همدانی ساکن امروهه مراد آباد بود در لکهنو بسر می برد در فارسی تخلص اردو سخن نظم میکرد تذکره مختصری در ذکر شعراء فرس ترتیب داده و در ۱۲۴۵ قدم براه عدم نهاد

از وست

جانم بلب و وقت شمار نفس ست این — بنشین نفسی چو نفس باز پس ست این

بر بیکسی کشتهٔ تیغت نظر افگن — در خاک کنون طعمهٔ مور و مگس ست این
چون نقش مرا از سر کویش گذر افتاد — انگشت بدندان شد و گفتا چه کس ست این

فاضل معزی

معزی نیشاپوری گویند سه شاعر در سه دولت مرتبه یافتند که مثل آن در هیچ عصر نشان ندهند رودکی در عهد سامانیان و عنصری در عصر غزنویان و معزی در زمان سلجوقیان شب عید سلطان با ارکان دولت هلال عید میجست ناگاه اول چشم سلطان بر هلال افتاد خیلی شاد شد و با شارهٔ انگشت دیگران را هم دلالت نمود معزی بر سبیل ارتجال این رباعی بعرض رسانید

رباعی

ای ماه کمان شهریاری کوئی — با ابرو آن طرفه نگاری کوئی
نعلی ز نخل زده از زر عیاری کوئی — در گوش سپهر گوشواری کوئی

وفاتش در ۵۴۲ بوده این رباعی هم از وست

رباعی

گر نور مه و روشنی شمع تراست — این کاهش و این سوز من از بهر چراست
گر شمع توئی مرا چرا باید سوخت — ور ماه توئی مرا چرا باید کاست

فاضل مجدالدین همگر

مجدالدین همگر نسبش بکسری نوشیروان میرسد همگر فوگر را میگویند و این حرفه باولدیت کسری منافات ندارد که بنجبا هم حرفه را یاد میگیرند همگر معاصر شیخ سعدی بوده از اتابک خطاب ملک الشعرائی یافت همگر تا رنفس چاک پیراهن دل چنین رفو میسازد

دگر چه چاره کنم عشق یار لشکر کرد — به تیغ قهر دل خسته را مسخر کرد
دگر بواسطهٔ زلف عنبر افشانش — نسیم عشق دماغ مرا معطر کرد
بباد داد مرا آتش هوائی کسے — که طعنه خاک رهِ او بر آب کوثر کرد
ز هر چه کرد دل من مرا ملامت خاست — جز آنکه محمدت شهریار صفدر کرد
گفتم که چراغ دودهٔ باشی — افسوس که دودهٔ چراغی

رباعی

یک عمر چو باد در بیابان گشتم — یکچند چو قطره محو عمان گشتم
گشتگی زلف تو آمد یادم — همسایهٔ آفتاب تابان گشتم

میر حاج از سادات جنابذست در قصاید میر حاج و در غزل انسی تخلص میکرد و بنقاب از چهرهٔ لیلی طلعتان معانی میکشود از منظومات اوست لیلی مجنون مطلعش این ست

ای عشق ترا جهان طفیلی — مجنون تو صد هزار لیلی
زین سینه هر نفس آه جانگداز آید — چو آتشی که نشیند دمی و باز آید

مجبی لاری از تلامذهٔ علامهٔ دوانی ست و جامع فضیلت و سخندانی در سلک شعرای سلطان یعقوب انتظام داشت و تا زمان شاه طهماسپ صفوی در قید حیات بود توفیق زیارت حرمین شریفین یافت و مثنوی فتح الحرمین کاشت بر قصیدهٔ تائیهٔ ابن فارض مصری شرحی نوشته از انفاس اوست

بهر تو ام کشنده تو آسیه نمیکنی — ای سنگدل چه آه نگاهی نمیکنی
از برای تو بهر کس که شدم تیغ سخن — تو با و یار شدی دشمنیش مانده بمن

چون من از رشک نمیرم که چو آیم بر تو — پرسی اول ز من سوخته حال دگران

محمود سلطان محمود شاه بهمنی قرآن نیکو میخواند و خط خوب می نوشت نوزده سال و نه ماه و بست روز سلطنت کرد طبع نظم داشت این ابیات اوست

عافیت در سینه کار خون فاسد میکند — خصمتی با دل که از الماس نشتر میخورم
خضر بدنبود است در بیع متاع عافیت — میروم این جنس را از جای دیگر میخرم
آنجا که لطف دوست دهد منصب مراد — بخت سیاه و طالع میمون برابرست

محتشم کاشی در خیل سخن سنجان صاحب احتشام ست و در زمرهٔ ناظمان استاد عالیمقام مثنوی مختصری در مدح خانخانان دارد و مرثیهٔ حسین بن علی رضی الله عنهما بسیار خوب گفته

وبدایت بدعت ماتم ونوحه حسین از اهل بغداد در ۳۵۲ بحکم معزالدوله دیلمی رافضی ست

موت او در سنه هزارم بوده این چند بیت از دیوان اوست

بصد اندیشه افگند مشبم آن تیز دیدنها — در اثنای نگاه تیز آن لب گزیدنها
من خود ای شوخ گنهگارم ومستوجب قهر — با من امروز مدارائی تو بی چیزی نیست
تو که داغ تیره روزی نشمرده چه دانی — شب تار محتشم را که ستاره میشمارد
تو ای طبیب ازین گرمتر گذر رقدری — بران مریض که کارش زچاره میگذرد
وامان سعی برزده بر هلاک من ✤ — اول هلاک برزدن دامنت شوم ✤
برغم من تو با اغیار صبح وشام میگردی — اگر من میشوم رسوا تو هم بدنام میگردی
سرشک حسن ست نگاهی که تو داری — ترکش کش او چشم سیاهی که تو داری

از مخالص اوست بعد تمهید خزان

نیندیشد زخون مردم آن مژگان گرانبارم — که رمح موشگاف اندر کف شاه جهان ارزد

مائلی از موزونان تبریز فارس ست میل طبع آزمائی داشت وتجمع معنی در زمین سخن میکاشت این دو بیت از قصیده اوست

ای کار جهانی شده از جور تو مشکل — مشکل که رود نقش ستمهای تو از دل
لرزد ز جفائی تو دل دوست جهانی — چون مرغ ستمدیده عاجز دم بسمل

مروی خواجه حسین شاگرد ملا عصام ابن حجر مکی ست در شعر وانشا سلیقه نغز داشت بهند آمده در سلک امرا همایونی وا کبری منسلک گردید و در سنه ۹۹۹ رخصت وطن حاصل کرد چون بکابل رسید دست اجل آستین او را کشید جانب عدم پرداز مروی این ابیات مروی ست

باز زدست خویش کن طره مشکناب را — شانه زلف شب بساز پنجه آفتاب را
نموده روی بخواب ربوده ست مرا — غریب واقعه رو نموده ست مرا
در دمندیم سر کوی بلا منزل ماست — شکن زلف بتان طرز شکست دل ماست

ملک قمی ملک قلمرو فصاحت و مالک ازمه بلاغت مشهور سخن سرایان و معروف نکته پیرایانست
در صغر سن بمشق شاعری افتاد و از قم بکاشان آمد و ایامی در انجا انجمن سخن گرم داشت
آخر متوجه قزوین شد و بعد چهار سال سری بدیار دکن کشید و در بیجاپور دامن دولت ابراهیم
عادل شاه والی انجا گرفت و جوهر قابلیت ملاظهوری مشاهده کرده دختر خود را در حبالهٔ نکاحش
در آورد فیضی در عرایضهٔ خود باکبر پادشاه از احمدنگر نوشته در بیجاپور شاعر خاکی نهاد صافی
مشرب اند و در شعر رتبهٔ عالی دارند یکی ملک قمی که بکس کمتر اختلاط میکند و ثروتی دارد
دیگر ظهوری که بغایت رنگین کلام ست و در مکارم اخلاق تمام انتهی وفات ملک قمی در ۱۰۲۷ سنه
واقع شد دیوان غزل مختصری از و بنظر آمد خوش لفظ ست اما معانی تازه کم دارد و تشبیه که
رکن رکین فصاحت ست در کلام او بسیار کم واقع شده این چند جواهر از خزانهٔ ناطقهٔ

اوست

دلم ز داغ غمت صد هزار جایش ست — کسیکه دوست بود با تو دشمن خویش ست
آزین مرنج که بیداد کار محبوب ست — اگر وفا نماید ستیزه هم خوب ست
اگرچه مجلس مستان تهی ز غوغا نیست — ولیک صحبت شان خالی از تماشا نیست
مده رخصت که ریزد خون مردم چشم فتانت — که ترسم در صف محشر رسد دستی بدامانت
بروز حشر شهیدان چو خون بها طلبند — تبسمی کن و خاموش کن زبان همه
با حتیاط مئی عافیت بساغر ریز — که سنگ تفرقه خصم پیاله داران ست
پیام مست عمدان داشت سقمی — که قاصد دست بر نبض خبر داشت
صلح کردیم من و غیر درین بود صلاح — زانکه جنگ من و او باعث رسوائی تست
صد ستم دیدی ملک یکبار سر کن شکوه — نیستی شرمندهٔ لطفی زبانت لال چیست
عاشق بهوس گر سر و کاری میداشت — جا در حرم چو نو نگاری میداشت
ای کاش ملک بوالهوسی می آموخت — تا در نظر تو اعتباری میداشت

آو بهلاک من خوش و من ببقای عمر او — قاعدهٔ وفا نگر یار چنان و من چنین
ز خون خویش بر آن قطره می برم غیرت — که گاه قتل بدامان قاتل افتاده است
غرض این بود که از ذوق بمیرم ورنه — این ستمدیده سزاوار پیام تو نبود
خاریم و در برابر آتش نشسته ایم — ما را اگر رسد مددی از صبا رسد
تا چند غم سود و زیان پرده بر انداز — تا هر دو جهان را بفروشم بیگانه ایم
ندارم قوت رفتن بکویش بخت آنم کو — که گوید نا توانی داشتم او را چه پیش آمد
دو شینه مهی بودی و امروز هلالی — آزردن یک روزهٔ ما خوش اثری داشت
بماند کز سوزشی پروانه ز دلان گرفتاری — وفای شمع را نازم که میسوزد سراپایش
سازند لخت لخت درون فسردگان — وانگاه بر جراحت دلها نمک زنند
آب شمشیر شهادت شست گرد اختلاف — گبر و ترسا و مسلمان کشتهٔ یک خنجر اند
خون چکان ست ملک تیغ ستم می ترسم — که پی آخر بدر خانهٔ قاتل برود
دوش کردی حذر از هم نفسیهای فلک — خوب کردی که عجب سینهٔ سوزانی داشت
آزان بوعدهٔ وصلم امیدوار کنند — که انچه هجر نکرده ست انتظار کند

مسیح حکیم رکنا کاشی مسیحا و مسیحی تخلص میکند شاعر لیست عیسی نفس در تشخیص مزاج سخن بود درس خادم طبیعت سخن روح آفرین قوالب کهن میرزا صائب نامش بتعظیم برده و گفته ؎

این آن غزل حضرت رکناست که فرمود — پای ملخی پیش سلیمان چه نماید

در فن طبابت نیز ید طولی داشت و آثار تخلص خود بظهور میرسانید سالها از مصاحبان شاه عباس ماضی بود شاه مکرر منزل او را بپرتو قدوم خود برافروخت آخر مزاج شاهی منحرف شد حکیم کم التفاتی شاه مشاهده کرده از ولایت برآمد درین باب گوید ؎

گر فلک یک صبحدم با من گران باشد سرش — شام بیرون میروم چون آفتاب از کشورش

و خود را بدار الامن هند کشید و در آستانهٔ اکبر پادشاه بآسودگی میگذرانید و تا زمان شاهجهان

معزز زیست در ۱۱۴۱ بنا بر کبر سن التماس رخصت مشهد نمود و درین رفتن توفیق زیارت حرمین شریفین یافت و بایران دیار برگشت او را نظمی گوید ؎

میان همنفسان خواستم مسیحا را — هزار شکر که دیدم حکیم رکنا را
سفینهٔ سخن از ورطه بر کنار آمد — گذر بساحل ایران فتاد دریا را
کهن شراب جوان نشئهٔ طبیعت او — نوید عمر طبیعی دهد اطبا را
زمی مباد تهیدست ساقیی که رساند — بپایبوس صراحی پیالهٔ ما را

و بعد زیارت روضهٔ رضویه بجاذبهٔ حب الوطن متوجه کاشان گردید و فاتش در ۱۱۶۶ واقع شد کلیاتش قریب بصد هزار بیت است مجموع سخن چنین مرتب میسازد ؎

اگر خواهی که سنجی زور فقر و سلطنت باهم — بچینیهای فغفوری بزن کشکول چوبی را
سبزهٔ پامال هست در زیر درخت میوه دار — در پناه اهل دولت هست خواری بیشتر
در هجر کیدو روز صبورم که از فراق — چون شاخ نو بریده ندارم خبر هنوز

رباعی

هرگز نشدم بسوزنی بار کسی — وین دیده ندوخت چشم بر تار کسی
صد شکر که در جهان نیستم هرگز — تحت الحنکی بزیر دستار کسی
راست گویم جرم آن بر چشم نمناک من ست — گر بپای عاشقی خاری درین صحرا خلید
پروانه صفت اول شب ساز بلا کم — چون شمع مرا دم بسحرگاه مپندار
پیش کسی که شکوه برم از جفای تو — او هم بجانب تو شود چون خدای تو
در بزم عاشقان چو برآرم ز سینه آه — چون هیزمی که دود کند دودرم افگنند

ماهر شیخ محمد علی اکبرآبادی از ماهران فن و ساحران سخن ست در اصل هندو پسر بود معتصم دامن دولت دارا شکوه مخاطب بمرید خان انجام کار ترک علایق دنیوی گرفت و خود را بپایهٔ والای درویشی رسانید و تا دم واپسین پای استقامت افشرد از انفاس او ست ؎

در عشق جز بمرگ نباشد فراغ ما ✤ غیر از کفن که پنبه گذارد بداغ ما ✤
مرا دیوانه دار و طرز حاشق مهربان طفلی ✤ که برگ گل نمیخواهد زند دیوانهٔ خودرا
در کوی خود به تیغ جفا میکشد مرا ✤ جانم فدای او که بجا میکشد مرا
دلم بحلقهٔ زلف از تعلق آزاد ست ✤ قفس خلاص کند مرغ رشته بر پا را
گر یکنفس ز پای نشیند رود ز دست ✤ جز گرد باد کس نشود همنفس مرا
چون صدف گر قطرهٔ آبی شود حاصل مرا ✤ از گلو تا بگذرد گردد گره در دل مرا
گهی حریر خوش آید گهی پلاس مرا ✤ قرار نیست چو سوزن بیک لباس مرا
طاعت ما غافلان هرگز نیاید در حساب ✤ کی رقم در نامهٔ اعمال گردد فعل خواب
بعشق همچو خودی یار مبتلا شده ست ✤ بلای عاشق بیدل یکی دو تا شده ست
تصویر خیالت ز دلم محو نگردد ✤ عکس تو در آیینهٔ من نقش نگین ست
چه شد که ساخته بیگانه عشقت از خویشم ✤ بس ست اینکه مرا با تو آشنا کرده ست

همچو مردن خطری در پیش ست ✤ چه قیامت سفری در پیش ست
پیری که زمان ناتوانی ست ✤ خاکستر آتش جوانی ست ✤
تا را حلاوتی نبود از جهان تلخ ✤ هستیم در جهان چو زبان در دهان تلخ

من از بیتابی پروانهٔ فانوس میسوزم ✤ که در پیراهن یار ست و گرم جستجو باشد
خون ما شمع صفت زینت دوش و بر ماست ✤ این نه خونی ست که در گردن قاتل باشد
همچو خورشید گزندی نرسد حسن ترا ✤ چشم بد هم برخ خوب تو حیران گردد
آی گل مشو شگفته و بر خویشتن مبال ✤ از جامهٔ که هفتهٔ دیگر کفن شود ✤
ز داغ عشق تو حاصل شود سیه روزی ✤ چو دود دهٔ که ز نور چراغ میگیرند ✤
نسبتی هست دل تنگ مرا با دهنت ✤ بگشا لب بسخن تا دل من بگشاید
هرگز دل از نگفته مکدر نمی شود ✤ حرفی ست خامشی که مکرر نمی شود

آرام ابد سید هد اکسیر شهادت — سیماب صفت مضطرب کشته شدن باشم
شب دا غهاز وعدهٔ جانانه سوختیم — صد شمع از برای یک افسانه سوختیم
یار بود از من و امسال ازان دگرست — تا نصیب که شود سال دگر صحبت او

میلی هروی میرزا قلی از اتراک بود و جسن و خلق مستحسن داشت و از رموز عشق آگاه بود و طبعش در نظم شگفته و دلخواه صاحب دیوان ست طرز و سلیقهٔ شعر آنچنان دارد که اگر چندی دیگر زنده میماند اکثری را از خام کاران زمان او دل از سودای شعر سرد میشد سالها در خدمت نوروز خان بود و در مدح او قصاید دارد آخر میگوینه که بحمیت بدگمانی بفرموده خان مذکور چیزی در کاسهٔ او کردند تا از هم گذرانیدند و فات او در مالوه شد این اشعار ازوست

بسکه هر دم بفریب از ره دیگر گذری — هیچکس بر سر راه تو دگر ننشیند
نه آشنا و نه بیگانه نمیدانم — که اختلاط چنین را کسی چه نام کند
بیقرار ست دل اندر بدن کشتهٔ عشق — دیگر از یار ندانم چه تمنا دارد ✣ ✣
امتحان نام نهد دل ستمی گر تو کنی — خویش را چند باین حیله شکیبا دارد
جان بعزم رحلت و من شاد زنیمعنی که دل — درد چندین سالهٔ امید درمان یافته
در فراقت زان نمی میرم که نا امید وصل — کین ستم نادیده روزی چند با هجرم نساخت
منم از زخم دل آن نیم جان صیدی که بر خاکش — ترحم میکند صیاد و بسمل میکند زودش
یار خواهد که بمرگم شود آسوده و من — شرمساری برم از محنت جان کندن خویش
منم و دل خرابی بتو می سپارم اورا — بچه کار خواهد آمد که نگاهدارم اورا
دم آخر ست دشمن بمنش گذار یکدم — که بصد هزار حسرت بتو میگذارم اورا
ساز دخموش تا من حسرت فزوده را — گوید شنوده ام سخن ناشنوده را
بطعنه وعدهٔ وصلی که داد غیر مرا — ز سادگی سبب انتظار من شده ست
بمانا در میان با غیر حرف قتل من داری — که سویم گوشهٔ چشمی در اثنای سخن داری

بوقتِ گفتگو یم روئی برتابی و من خود را
دهم تسکین که شاید گوش برآواز من داری

پس از عمری چو بنشینم بصد تقریب در بزمش
سخن از مدعای من کند تا زود برخیزم

میا بپرسش من چون امید صحت نیست
بحال مرگ مرا دیدن از محبت نیست

بغایتی هوسِ گفتگوست با تو مرا ✣
که تاب خامشیم با وجود حیرت نیست

تو با رقیبی و میلِ تغافلی داری
تغافلی که کم از صد نگاه حسرت نیست

مینمایم خویش را وابسته از سودای او
تا فریبِ عشق من کم سازد استغنای او

چه شد که میگذری وحشیانه از میلی
مگر بتازه کسی را شکار خود کردی

ببالینِ تو آن عیسی نفس می آید ای میلی
که از شوقِ قدومش مردهٔ صد ساله برخیزد

کسی اگر سببِ وصل یار من شده ست
ز سرگرانیٔ او شرمسار من شده ست

غافل بمن رسید و وفا را بهانه ساخت
افگند سر بپیش و حیا را بهانه ساخت

تا از جفای او بر هم خون من بریخت
بی رحم بین که ترس خدا را بهانه ساخت

در پهلوی اغیار بهر سو نظری داشت
گویا ز نهان آمدنِ من خبری داشت

غایتِ ناکسیم بین که باین رسوائی
اگر از یار بپرسند مرا نشناسد ✣

بخت بد بین که بمیلی نکند غیر جفا
خرد سالیکه وفا را ز جفا نشناسد

ز دیدنِ تو دلم لذتی برد که فلک ✣
نعوذ باللہ اگر فکر انتقام کند ✣

بی اعتبار پیش تو خلقی بجرم عشق
بیچاره میلی از همه بی اعتبار تر

ز بدگمانیٔ خود شرمسار خواهی شد
مباش اینهمه در بند امتحان با من

ز ره دلیم مکن جان بخدنگش میلی
دست و پائی زن و از عمر دمی لذت گیر

شب که ببزم خویشتن دید من خراب را
رفت برون ز مجلس و کرد بهانه خواب را

دلکم ز دست تو آسوده ست و میدانم
که غیر پی نبرد لذتِ خدنگ ترا

چون کنی دو رم نگاهی کن ز بهرِ احتیاط
رشته می بندد بر پای مرغ دست آموز را

با آنکه بپرسیدن ما آمده مردیم	کآیا زکه پرسید در خانهٔ ما را
با غیر نشینی و فرستی ز پی ما	آنرا که نداند ره کاشانهٔ ما را

منظهری کشمیری صاحب دیوان ست از طرف اکبر پادشاه در وطن خویش بخدمتی متعین بود از وست

فدای آینه گردم که دلستان مرا — درون خانه بگلگشت بوستان دارد

محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی سرآمد اولیاء کرام و صوفیهٔ عظام بود و مذهب حنبلی داشت ماورای کمالات علمیه و عملیه دیوان شعر فارسی هم دارد این ابیات از وست

گر بیائی بسر تربت ویرانهٔ ما	بینی از خون جگر آب زده خانهٔ ما
شکر لله که نمردیم و بدیدیم بدوست	آفرین باد برین همت مردانهٔ ما
محی از شمع تجلی جمالش میسوخت	دوست میگفت زهی همت پروانهٔ ما
زهی بدوست ندارم هیچ رهگذری	بگوشه ساخته ام چون نهال بی ثمری

معین الدین سنجری چشتی زبدهٔ اولیاء و قدوهٔ اصفیاست از غایت شهرت محتاج ترجمه نیست دیوانش بلاحظه در آمد این چند بیت از انجاست

ز پیش خویش برافگن نقاب دعوی را	ببین بدیده صورت جمال معنی را
آمی ترا بر طور دل هر دم تجلائی دگر	طالب دیدار تو هر لحظه موسائی دگر
من چگویم که مرا ناطقه مدهوش آمد	بر دلم ضابطهٔ عقل فراموش آمد
نکتها دوش دلم گفت و شنید از لب یار	که نه هرگز بزبان رفت و نه در گوش آمد

مجدالدین بغدادی از کبار اولیاست مرید شیخ نجم الدین کبری بود این رباعی از وست

رباعی

فردا که شود مدت عالم کم و کاست	سرها همه از خاک برآید چپ و راست
بیچاره و تن شهید من غرقه بخون	از خاک سر کوی تو خواهد برخاست

فاضل محمد غزالی

محمد غزالی طوسی سرحلقهٔ دانشمندان و سردفتر زمرهٔ کاملان بود مصنف کیمیای سعادت و احیاء علوم الدین و دیگر تالیفات نافعه ست پنجاه و چهار سال عمر یافت و در ۵۰۵ هجری رحلت کرد از وست ؎

ما جامه نمازی بشراب خشم کردیم — وز خاک خرابات تیمم کردیم
شاید که درین میکده ها در یابیم — آن یار که در صومعه ها گم کردیم

فاضل

ملک مشهدی در منتشبان شاه عباس ماضی منسلک بود این ابیات از وست ؎

اگر بسیر چمن میروی قدم بردار — که همچو رنگ حنا میرود بهار از وست
از اول عمر میتوان یافت — کین فتنهٔ آخر الزمان ست
میا از خانه بیرون کو چها بیت الحزن باشد — نمیخواهم ترا بیند کسی گو چشم من باشد

فاضل

ملک طیفور اندجانی در عهد شاه طهماسپ بود و بقزوین آمد و بعشقبازی و هرزه گردی میگذرانید از وست ؎

امروز صبا گر ره یار ندارد — شاید که دران رهگذری چشم تری هست
تو وعده آمدنت میدهند هر روزم — تو فارغی و من از انتظار می سوزم
نالهٔ من شده گر باعث درد سر تو — دست دل گیرم و بیرون روم از کشور تو

مشفقی هروی در بخارا متولد شد و در عهد اکبر پادشاه بهند آمد از وست ؎

ز مستی داشت قصد کشتن من چشم شهلایش — قدش برخاست بهر غارت و زلفش فتاد در پایش

فاضل

مانی شیرازی بتقرب شاه اسمعیل صفوی مخصوص بود قبرش در سرخاب ست در وقت شهادت غزلی گفته مطلعش اینست ؎

مرا بجور بکشتی طریق داد این بود — ز بادشاهی حسن تو ام مراد این بود
همیشه داغ غمم بر دل حزین بوده ست — گلی که چیده ام از عاشقی همین بوده ست
کسیکه بهر تو میرد چرا غمش باشد — که چون تو سرو قدی نخل ماتمش باشد

منصف

بر کاکلت گره مزن ای سرو ناز من — کوته مساز رشتهٔ عمر دراز من

منصف طهرانی عادل شاه دکن سخندانی ست در زمان شاهجهان بادشاه بهندآمده بوطن برگشت ازوی ست

بازشتی عمل چکند کس بهشت را — ماتم سراست خانهٔ آیینه زشت را

همچو کوه از خاکساری بر زمین چسپیده ام — میتوان دریافت از افتادگی روز مرا

تا کی صدای گریه رسانی بگوش خلق — یک کاسه آش می پزی و شور میکنی

مسیب

مسیب خان خواجهٔ دیوان دوفن نظم و موسیقی مهارت تمام داشت از اعاظم امرا تکلو بود در دولت شاه طهماسپ صفوی خدمات شایسته کرده و در حق دا قین تظلم روا داشته ناگاه از دیوان قضا بسیاست رسید و مردم از آزارش نجات یافتند این بیتها ازوست

گذشت عمر و ز غفلت من آنچنان هستم — که هیچ توبه نکردم که باز نشکستم

رباعی

آراسته آمد و چه آراستنی — دل خواست بعشوه و چه دل خواستنی

بنشست بمی خوردن و برخاست برقص — هی هی چه نشستنی چه برخاستنی

محمد بیگ

محمد بیگ دغستانی لالهٔ کوهسار سخندانی ست ملازم شاه عباس ماضی بود و شاعر معنی آشنا ازوست

چنانچه سایه شود محو درمیان دو شمع — ز جا روم چو بآیینه روبرو گردد

مفلسی

مفلسی تونکر معمورهٔ سخن ریی ست از سادات مشهد بود ناگاه جذبه باو رسید دیوانه گردید ازوست

ای ورق رخ ترا سیم یکی ولام دو — وز رخ و زلف تو مرا صبح یکی و شام دو

گفت که بوسه از لبم نسیه و نقد چون خری — گفتم اگر کرم کنی نقد یکی دوام دو

مسلمی

مسلمی جوانی ابدال وش بود و صاحب سخن خوش این مطلع ازوست

خال و نقد دلم از دیدهٔ روشن کشد — همچو دزدی که متاع خانه از روزن کشد

مشتری مهر سپهر سخن گستری ست از شعرا نامور ستر آباد ست و معاصر جامی از وست ؎

ساقی اگر میم نهد در هوای گل — دست من ست و دهن ساقی و پای گل

مومن عبدالمومن شاعر خوش سخن ست بر مزار جامی مجاور بوده از وی ست ؎

درد اگه در د عشق تو گفتن نمیتوان — این درد دیگری که نهفتن نمیتوان

ملا محمد برادر کوچک مولانا جامی بود و میفرمود مصطبهٔ نیکنامی از وست ؎

بام برآ و جلوه ده ماه تمام خویش را — مطلع آفتاب کن گوشهٔ بام خویش را

رباعی

این باده که من بیتو بلب می آرم — نی از پی شادی و طرب می آرم

زلف سیه تو روز من کرده سیاه — روز سیه خویش بشب می آرم

مجنون مشهدی قیس وادی سرمدی بود از خوشنویسان نامی معاصران جامی ست میگوید ؎

بوعظ میروم و زار زار میگریم — بدین بهانه ز هجران یار میگریم

مجتبائی شیرازی ماهر آئین نکته طرازی ست و شاعر مشاعرهٔ نکته پردازی این دو بیت از وست ؎

سرود مجلس عشاق آه و افغان ست — در و پیالهٔ لبریز چشم گریان ست

خیال بوسه بران گردن بلند مبند — لبی که میرسد انجا لب گریبان ست

مقیم میرزا مقیم کتابدار صفاهانی صاحب طبع بود این اشعار از وست

بسکه ز آمد شد پیغام چک خون نیاز — از دلم تا بدل یار خیابان گل ست

از تو ای نالهٔ بر شکیم که در غایت شوق — پیشتر بر سر آن کوی رسیدی از ما

مدهوش میر مبارک خان اصفهانی از آدمی زادگان حویزه در زمان شاه سلیمان بوده شاعر سراپا هوش و طراح سخن پرجوش و خروش ست میگوید ؎

عشق آن روز بسر حد کمال انجامید — که پدر عاشق فرزند شد و عار نداشت

ملا هبی تبریزی از صحبت حاکم تبریز رنجیده بشیراز رفت و از امام قلیخان والی انجا رعایتها دید از وست ؎

سوخت جانم حسد خار سر دیواری — هم بصحرایش سری هم بگلستان نظری

نمیگویم که بر بالای چشمت نیست ابروئی — ز بار حسن خم گردید شاهین ترازوئی

میر حمله منصب میر بخشیگری شاه جهان پادشاه سرفراز بود آخر ترک اختلاط کرده خانه نشین شد و این بیت گفت ؎

کناره جوئی ازین بیشت استخوان شده اند — سگان آن سر کو خوش مزاجدان شده اند

میم شاه میم شاعر سلیم بود از مریدان شاه برکت الله ساکن ماهره در دهلی میگذرانید و با میر آزاد بلگرامی رابطهٔ آشنائی داشت از وست ؎

خواستم دست ز صحرای جنون بردارم — خار دامان بگرفت آبله در پا فتاد

آنکه از دیوانگی مست و خرابم کرده ست — حلقهٔ زنجیر از موج شرابم کرده ست

مسلسل نخلهائی دل بدامان ست از چشمم — بدست مردمان تسبیح مرجان ست از چشمم

معنی محمد مسیح بن اسمعیل مسیح مهد فصیح مهد بود از اجل تلامذهٔ آقا حسین خوانساری ست در اصفهان بزم آرای اولی الالباب بود و شمع محفل زمرهٔ احباب تا آنکه رحل اقامت بشیراز انداخت در علوم عقلیه نمونهٔ یونان بود شیخ علی حزین ترجمهٔ او در تذکرهٔ خود بتفصیل نوشته و قصیدهٔ مرثیهٔ خود که در حق وی گفته آورده در عربی مسیح و در فارسی معنی تخلص میکرد از این چند بیت از وست ؎

شمعی نزد از دست تو بر سر گل داغی — روشن نشد از پرتو حسن تو چراغی

غم نیست اگر دل غم بسیار ندارد — این بسکه بمن عیش سروکار ندارد

از شرم گل روئی تو چون رشتهٔ گوهر — از دیده نگاهم عرق آلود برآمد

همین بس ست که می بایدم جدا ز تو زیست — دگر حکایت شبهای انتظار مپرس

سرشک نیم شب چون گوهر مقصود میگردد — باین امید من هم دانهٔ بر خاک میریزم
گر فتار تر اچون جوهر شمشیر از حیرت — سخن از ناتوانی بر لب اظهار می پیچد
ز عذر کردهای معنی خجالت بیشتر دارم — بخود تسبیح من از شرم استغفار می پیچد
بکشب بکام شوق در آغوش خود مرا — میخواستم زدور تماشا کنم نشد ✦

محمد گیلانی بفضائل حمیده آراسته بود و بفنون عدیده پیراسته در شاعری مسلم اقران و مشکل پسندان هر دیار ست میرزا صائب گفته اگر چه شعر کم دارد اما آنچه دارد منتخب ست آزوست ✦

دل روشن بتقریب هوس عشق آشنا گردد — اگر خواهد که آب آتش شود اول هوا گردد
طمع خواری قناعت سربلندی با رمی آرد — بسر گل تا توان بودن چرا کس خار پا گردد
نی بکار خویش باشم نی بکار دیگرے — چون چراغ روز میسوزم مرا این زندگی
بر تربت شهید تو ای گلعذار نیست — شمعی که رشته اش رگ ابر بهار نیست

ماهر محمد سعید گیلانی رشتی علی حزین او را در رشت که وطنش بود در حالتی که عمرش از هشتاد سال در گذشته بود دیده شوری در دماغ داشت و همچنان سرگرم شاعری بود و با آنکه اعمی شد منظومات کتاب ضخیمی بنظر در آمد اشعار سنجیده روان بسیار داشت آزوست ✦

شب وصال نبود آنقدر که دامن یار — بدست دل دهم و دامن سحر گیرم ✦
در بزم سخن خنجر مژگان بتلنیم — خاموشم و خون میچکد از تیغ زبانم
فوارهٔ آتش شود م آه جگر سوز — بر داری اگر مهر خموشی ز دهانم ✦
عمریست که در انجمن وصل تو چون شمع — می سوزم و یک حرف نیاید بزبانم

مختار ملا مختار بهاوندی ستوده اطوار آرمیده روزگار بود از تلامذهٔ علی حزین ست آزوست

کی بگذشتن آرزوی وصلش از دل میرود — روح من چون سایه از دنبال قاتل میرود
بتو پر تو خورشید آشنا نشوے — فریب خوردهٔ این گرد آسیا نشوے
مرا ز آتش و آب این نصیحت ست بیاد — که با مصاحب ناجنس آشنا نشوے

مائلی قلیچ خان بیگ از الوس شاملوست از اقربای علی قلیخان ایشک آقاسی شاه عباس ماضی از جانب او داروغهٔ اگکه ری بود و او را شیخ الاسلام حکام میگفتند از وست

نسیم صبح بر مجروح نیش ست — حریر جامه بر بیمار بار ست
نوا در گوش محزون بانگ نوح ست — شکر در کام غمگین زهر مار ست
گهر در چشم محنت دیده سنگ ست — سمن در پای ره گم کرده خار ست

مقیمی حسن بیگ از طرف پدر ترکمان و از طرف مادر از اقربای جهان شاه بود این اشعار از وست

مرا افتاد در دل آتشی از جای کز غیرت — نمیخواهم که چشمم غیر بر خاکستر م افتد
ندارد بیم از هجر تو جان درد فرسودم — که میدانم که درد اشتیاقت میکشد زودم
نهان شود ز نجلت چو بیندم قاصد — ز بسکه گفته دروغ از زبان یار بمن

رباعی

افسوس که اهل خرد و هوش شدند — وز خاطر یکدگر فراموش شدند
آنانکه بصد زبان سخن میگفتند — آیا چه شنیدند که خاموش شدند

محوی عبد العلی نام و ایران کسب کمالات کرده و در ۲۰ سنه بهند آمد و از میرزا رستم صفوی التفات بی غایت یافت و در ۲۵ سنه قدم در کوچهٔ خاموشان گذاشت از وست

خواهم ز بتان شعلهٔ داغی بلمد برد — این هم دل من نیست که با من نگذارند
رهی در پیش دارم کاخر عمر ست انجامش — بهر جا مرگم آسایش دهد منزل نهم نامش
صفیری سر نزد در هیچ حال از من مگر وقتی — که در دام آمدم صیاد غافل را خبر کردم
بوی گلی نمیرسد آه مگر ز بخت من — خواب گرفت در چمن قافلهٔ نسیم را

معروف تبریزی طبع نظم داشت این شعر از وست

وقت اجلم ناله نه از رفتن جان ست — از یار جدا میشوم این ناله ازان ست

معلوم محمد حسین بیگ تبریزی خوشگوست میگوید ؎

جواب نامه‌ام ازلب زجانان دیر می‌آید — جوان گر میرود قاصد بکویش پیر می‌آید

موالی اصلش از قصبهٔ تون ست شعر بسلیقه میگفت آزوست ؎

بسویم یک نظر ناکرده رخ برکشید از من — نمیدانم چه بدکردم نمیگوید چه دید از من

مجدالدین دایه در مراتب سیر وسلوک پایهٔ عالی داشت و دلش از خیالات غیر خالی در ۹۵۴ در بغداد وفات یافته و در مقبرهٔ شیخ جنید مدفون شده آزوست ؎

هر سبزه که در کنار جوئی رسته ست — گوئی زرخ فرشته خوئی رسته ست

تا بر سر لاله پا نخواری ننهی — کان لاله ز خاک ماهروئی رسته ست

رباعی

صحرا بگل ولاله بیاراسته اند — در عیش فزوده وز غم کاسته اند

در خاک عروسان چمن خفته بدند — امروز قیامت ست برخاسته اند

مسرور آقا رضی در کمال آرام وآهستگی ونهایت بی تعلقی و وارستگی بسر می برد طبعش خالی از امتیازی نیست ازوست ؎

ای ساکنان کوی خرابات همتی — من میروم بکعبه شما را دعا کنم

فیضی عجبی یافتم از صبح به بینند — این جاده روشن رهٔ میخانه نباشد

مخلص میرزا محمد قمی اصلش از قریهٔ فراق ست طبع موزون داشت اما اشعار مست کم دارد آزوست ؎

گل احسان بروی تو نسبت بهیچ کسی — تو شمع آفتابی و او شعلهٔ خسی

گفتی که از من انچه نشنیدی بکس مگو — حرفی نگفته‌ام که توان گفت با کسی

مشرفی قمی نوکری مشرب بود آخر ترک تعلق کرده بنای شعر نهاد و شاعر مذهب گردید آزوست ؎

گردند شهیدان تو چون روز جزا جمع — معلوم شود وسعت صحرای قیامت

مفرد اوقات بنعلچی گری میگذرانید واز شوق نعل در آتش بود آخر الامر بخدمت امرا میل کرد و نزد آقاخان وفات یافته آزوست ه

بیخود از زمزمه مرغ گرفتار شدم — دیگری یاد تو میکرد و من از کار شدم

مومن یزدی شاگرد میرزا جان شیرازی ست در انواع کمالات یگانه و با خواص آشنا و با عوام بیگانه آین رباعی از وست ه

مومن ببدی نیست کسی مانندت — وین طرفه که خلق نیک میخوانندت

یکچند چنان بدی که خود میدانی — یکچند چنان باش که میدانندت

میرزا مقیمائی بخاری نصیرآبادی جوانی بود در کمال مردمی و درویشی و در نهایت دلنشینی وصافدلی مداح شاه سلیمان صفوی ست این مطلع پیش او خواند و پسند افتاد ه

پریشان نیست ما را خاطر از بی برگ و باریها — چو گل یک غنچه دل داریم و صد امید واریها

وی در عهد خلد مکان بدکن آمد و در عصر فرخ سیر سیف الدوله عبد الصمد خان ناظم لاهور پیوست و صد سال عمر یافت و در ۱۱۳۱ له در گذشت صاحب دیوان ست تازوی می آید ه

پی نبردم چمن شوخی نیرنگش را — غنچه گردیدم و گل گشتم و بو گردیدم

مخلص اشنه رام چهتری لاهوری الاصل ست مخاطب برای رایان شاگرد بیدل و منزلی آرزو در ۱۱۶۶ له قالب تهی کرد وکیل اعتماد الدوله قمر الدین خان وزیر بود ازوی می آید ه

ز حال بلبل مسکین ندارید اطلاع اما — بپای گلبنی دیدیم مشت استخوانی را

با بلبلان شریک فغان میشدم ولے — نگذاشت فصل گل بچمن باغبان مرا

بگلشن چند سروی دیدم و فریاد سر کردم — که یادم داد رنگین صحبت یاران بوزنرا

برد سودای سر زلف تو از خویش مرا — سفری دور و دراز آمده در پیش مرا

گر دهد آینهٔ غیرت احوال تو بس — آرمیدن همه گر خاک شوی دشوار ست

متین شیخ عبدالرضائی اصفهانی صاحب رائی رزین وسخن متین ست سلسلهٔ نسبش بمالک اشتر میرسد مردی درویش سیرت قانع مشرب بود خلق وشکستگی بدرجهٔ کمال داشت وصحبتش همنشینان را سرمایهٔ سروری افزود از معاصران میرآزاد بلگرامی ست ترجمهٔ او در خزانهٔ عامره بتفصیل از انشای متین مرقوم ست بالواب شجاع الدوله بسری برد وفاتش در ۱۱۸۵ واقع شد ازوی می آید

چون شمع صرفه نبود کسی زکین ما ۔ آتش زبانه میکشد از آستین ما

چشم او اظهار دل از بیم رسوائی نکرد ۔ وز دهان ما نمیکند چندی متاع برده را

خاطر ما را زچرخ امید جمعیت خطاست ۔ باغبان کی بسته می بندد گل پژمرده را

تدبیر عقل مانع دل بردن تو نیست ۔ از پاسبان خندق بود ورزو خانه را

آندک ای خاره امداد که سر بیجه من ۔ صرف در چاک گریبان شد و دامن بایست

همه را روز جزا تاب سوال ست وجواب ۔ نتوان با تو سخن گفت قیامت این ست

هر لحظه مکش سر بزبان آوری ای شمع ۔ فردا ست درین بزم که نام من و تو نیست

آز گداز غم نبار خاطرم اکسیر شد ۔ شیشهٔ تن را دل خاکی گل حکمت گرفت

آدم از روز ازل خورد فریب شیطان ۔ هر کرا او بازی شیطان نخورد آدم نیست

بدل نقش ولای سرور آخر زمان باشد ۔ عقیق من بنام خاتم پیغمبران باشد

میرزا معز الدین از تبار زادهٔ عباس آباد اصفهان ست با ابراهیم شاه برادر زادهٔ نادر شاه صحبت او گیرا افتاد وچون نوبت سلطنت بابراهیم شاه رسید میرزا مختار کل گردید وبتقلب روزگار بحیدرآباد آمد باآزاد ربط تمام داشت در ۱۱۸۵ در اورنگ آباد رحلت کرد ازین ابیات ازوی ست

چشم از نسیم دارم شاید ببو نگاری ۔ آرد بدیده من از کوی او غباری

در خیال تو چو از خواب گران برخیزم ۔ همچو آئینه سراپا نگران برخیزم

شادم ز قرب و بعد که تا قطره از محیط ✤ دوری نکرد و باز بنیامد گهر شد ✤

مرشد یزدجردی مرشد سالکان جادهٔ سخن ست و صاحب تلقین مرتاضان این والافن از وطن خود رهگرای شد در قندهار جاذبهٔ التفات میرزا غازی عقال پای او گردید و در آن عتبه کرسی نشین عزت گشت و مرشدخان خطاب یافت و بعد شهادت او بار دوی جهانگیری واصل شده با مهابتخان بسر می برد در سنهٔ ثلثین والف از لباس عنصری برآمد زبان خوبی دارد و سخن بقدرت میگوید دیوانش محتوی بر اقسام شعر ست این چند بیت از طبع بلند اوست ؎

گیرم که روز حشر سر از خاک برکنم ✤ آن دیده کو که جانب قاتل نظر کنم

من آن مرغم که گریاری نمایدبخت ناسازم ✤ بود تا گوشهٔ بام قفس معراج پروازم

طرهٔ دلبر نیم تا کی پریشان زیستن ✤ چشم عاشق نیستم تا چند حیران زیستن

کاش اجزای وجودم همسفر از یکدگر ✤ تا دو روزی جمع گردم زین پریشان زیستن

بسیار ز حد میگذرد گرمیٔ مجلس ✤ دل سوختهٔ در پس دیوار نباشد

بی سبب مرشد ز طور من شکایت میکند ✤ اینقدر آخر نمیداند که من دیوانه ام

جوان زبسکه شد از فیض ابر عالم پیر ✤ شکوفه ریزد از شاخ بر سر نخجیر ✤

همان بر نگ گل افتد بخاک سایهٔ گل ✤ زبسکه لطف هوا کرد در زمین تاثیر ✤

هوا چنان بر طوبت که از زبان تا گوش ✤ هزار جا بزند ریشه نالهٔ شبگیر ✤

چنان ز لطف هوا گشت طبع آتش تر ✤ که شعله چون می گلرنگ بگذرد ز حریر

راهی پشیم بسی نشیب ست و فراز ✤ رباعی ✤ کز انجامش خبر ندارد آغاز

چون نالهٔ زار عاشقان پست و بلند ✤ چون وعدهٔ وصل گلرخان دور و دراز

مطیع تبریزی طوطی بی بدل و مطیع استاد ازل ست میرزا صائب مصراع او را تضمین میکنند و میفرماید ؎

جواب آن غزل ست این که گفته ست مطیع ✤ کلید کعبه و بتخانه در بغل دارم

مطیع تجارت پیشه بود و از دیار خود بسیر هند خرامیده روزگاری مهنا داشت طرهٔ اشعارش
پیرایهٔ عارض ورق میشود ؎

آهے که مرا از دل پر درد برآید — چون شاهسواری ست که از گرد برآید
چون وسعت عدم در خیال مے آید — ز تنگنای وجودم ملال مے آید

میر محسن رضوی مشهدی از افاضل عهد اکبر پادشاه ست گاهی بشعر طبع آزمائی میکرد
از وست ؎

نخواهم مهربان با خویشتن در پیش اغیارش — که می ترسم که غیری بیند و گردد گرفتارش
دل برد زمن سروقدی غنچه دهانے — رسوای جهان ساخت مرا تازه جوانے

موچی قاسم خان بدخشی از امرا ذوفنون بود شعر را خوب میدانست و میگفت در منتخب التواریخ
گفته مثنوی در تتبع یوسف زلیخا مشتمل بر شش هزار بیت دارد آخر عمر ترک نوکری کرده و
استعفا نموده گوشهٔ عزلت گزید و چه خوب کردی اگر از شاعری نیز استعفا گفتی
وفات او در آگره در سنه ۹۷۹ اتفاق افتاد ازوست ؎

خمار بادهٔ غم چند دارد در سر گران مارا — بیا ساقی و از غمهای عالم وارهان مارا
ساقیا تا کی زدوران شرح بدحالی کنیم — شیشهٔ پر کن که یکساعت دلی خالی کنیم

میر معصوم پسر میر سید معمائی کاشی و برادر میر سنجر ست صاحب ذهن ثاقب و همطرح
ابو طالب کلیم و میرزا صائب بود با حسن خان حاکم هرات بسر برد و در عهد شاهجهانی قصد هند
کرد و در نواحی بنگاله افتاد اعظم خان ناظم بنگاله میرزا با عزاز و احترام پیش آمد و لوازم
قدرشناسی بتقدیم رسانید سکهٔ سخن باین خوش عیاری رواج میدهد + ؎

مرا کشایش خاطر نه از گلستانست — کلید قفل دلم برهٔ بیابان ست
آنکه همراه موافق ز جهان میطلبے — آنقدر باش که عنقا ز سفر باز آید +
خراب همت خویشم که صبح چون گردون — گر آفتاب بدستم فتاد شام نماند

نام قاصد چون برآمد قالب من شد تهی — مرغ روح من جواب نامهٔ دلدار بود
حرام باد معصوم ذوق عشق اگر ❊ — بغل کشاده در آغوش نیشتر نرود
آن خال عنبرین که نگارم بروزده — دل می برد ازان که بوجه نکوزده
کسیکه گلشن کوی ترا وداع کند — اگر بگلست گل برخورد وصداع کند

مخلص سید احمد از عالی تلاشان خطهٔ کاشان ست قیاس صحیحش منتج مضامین تازه وکلام ملیحش مفید حلاوت بی اندازه مردم هموار نیکو خصال بود وطبعی سخن آشنا ومیلی مفرط بشعر داشت حزین گوید اشعار خوب دارد وسلیقه اش در شعر قصوری ندارد لیکن چون از سرمایهٔ دانشمندان عالی بیت اگر او را تربیت فاضل فیض گستر فرا رسیدی ونفس او را کیفیتی حاصل آمدی از فارسان مضمار سخن گستری گوی بردی سیاهٔ بعض قصایدش محمد مومن خان شاملو او را از کاشان باصفهان طلب فرموده رعایت نمود مدتی دران شهر بود وبار اقم آشنا وانیس شد تا آنکه وداع جهان بی بقا نمود انتهی دیوان غزلش بنظر رسید سیر تماشش از تنگی فرصت اتفاق نیفتاد چند بیت عجالة الوقت فراگرفته شد

کرد بیجا دلم از طرهٔ جانانه جدا — دست مشاطهٔ آهی شود از شانه جدا
نظر بنامهٔ این خاکسار نیست ترا ❊ — دماغ خواندن خط غبار نیست ترا ❊
چه لازم در مقام بحث با دشمن میان بستن — نمی باشد سلاحی بهتر از تیغ زبان بستن
چگونه خواجه باسم سخا علم گردد — که چون سوال کنی حاتم اصم گردد
باسانی نکردم قطع راه زندگی مخلص — بسی افتادم و برخاستم از خواب بیدارے
تا چون قلم سخن بزبان دگر کنیم — چون کار ما بحرف رسد گریه سر کنیم
این خواری که بر سر کوی تو میکشم ❊ — هرگز نشد که نقل بجای دگر کنیم
قدرت بیجا نشد مشهور در عالم بر عنایتی — تخلص نیشتر شهرت کند از نام موزون را
چون گرفتی بیت شاعر وخطا ستی مکن — تا کسی مضطر نباشد کی فرو شد خانه را

هست تا محشر بپای بیگناهی یک قدم — امن بودن میکند نزدیک راه دور را
بیگانه وار میگذری از سواد چشم — ای نور دیده حب وطن از دل تو نیست

منظفرخان از شعرا و مرآة الخیال ست شیرخان توصیفش بسیار کرده و این دو شعر ازوی آورده ست

جلوه ده بار دگر قامت رعنائی را — شعله در جیب بکن عیش تماشائی را
گره زلف کشاد و کمر طیش ببست — تا فرامش کندم حرف نمی آئی را
چه شود گر ز کرم بر سر طور نگهم — محو دیدار کنی موسی بینائی را
اگرت هست مظفر سر پابوسی یار — دگر از دست مده دامن رسوائی را

حسن را هیچ من از کرده پشیمانی هست — هر کجا جلوهٔ زلفی ست پریشانی هست
خاطر نازک من بار تغافل نکشد — تا بدست نگهت خنجر عریانی هست
عندلیب گل رخسار تو گردیم کز و — خانهٔ آئینه را نیز گلستانی هست
بخنده سر زند غنچهٔ دهن بی تو — زبان نشین نکند بلبلی سخن بی تو
تو و نشاط می و یار و عشوهٔ و مطرب — من و سرشک و غم و خنجر و کفن بی تو
چنین که ناله در آغوش کردهٔ مارا — کدام زمزمه در گوش کردهٔ مارا
سخنوران همه گویای حسن و عشق تو اند — چه حکمت ست که خاموش کردهٔ مارا

محمد مسیح کاشانی از فضلای نامدار خطهٔ کاشان بود اشعار فارسی بسیار گفته از انجمله این چند بیت ست

بلبل بگل نشان دهد از رنگ و بوئی تو — پروانه با چراغ کند جستجوئی تو
رفتی ز بزم و رنگ بر خسار ما شکست — همچون حباب شیشهٔ دل بی صدا شکست
ناله دامن بچراغ دل پروانه زد — باد نگذاشت چراغان کنم این صحرا را
از بسکه دلم در ره شوق تو نفس سوخت — از ناله من زمزمه در کام جرس سوخت

موسوی خان

موسوی خان میرزا معزالدین محمد از اجلهٔ سادات قم و چراغ دودمان امامیهٔ مقیم ست و صفهان دو سال در حلقهٔ درس آقا حسین خوانساری تلمذ نمود و جادهٔ عقلیات و نقلیات نوردیده خود را باقصی حد و کمال رسانید در سنهٔ ۱۰۸۲ به تشریف بهندوستان آور و خلد مکان بتزویج دختر شاه نواز خان صفوی وسلف ساختن با خود فرق عزتش برافراخت و بدیوانی مجموع ممالک دکن کامیابی اندوخت سال تولدش سنهٔ ۱۰۵۰ و سال وفات سنهٔ ۱۱۱۰ بوده اول فطرت تخلص میکرد آخر موسوی قرار داد و خطاب خانی همه بر تخلص گرفت این چند شعر از سحاب دیوانش میکلد

چو زیاد تو فکری دل ناشاد ندارد — این شیشهٔ می غیر پریزاد ندارد
بناشد آشنائی در جهان غیر از می ناب — اگر در خانهٔ خود نیستم در عالم آیم
تو تو بایم کنند شرابی بجام کن — ساقی عیار ناقص مارا تمام کن
بدل افگند آتش باز زلف عنبرین موئی — چراغی نذر این بتخانه آور دست هندوئی
چه خوش باشد که بنشایم بپردیش چشم گریانی — کشم در رشتهٔ نظاره مروارید غلطانی
نظر بر گریهٔ مستانه گردوش میکردی — شراب جلوه در ساغر آغوش میکردی
تیره روزم پستی اقبال معمار من ست — چون نگین روی زمین سر کوب دیوار من ست
شراب با گل مهتاب نشه بیش دهد — لبش ز خندهٔ دندان نماربود مرا
با هیچ مسلمان نظر رحم ندارد — ششیر نگاه تو مگر کار فرنگ ست
اینکه از بی سخنی کشت مرا چیزی نیست — زنده ام کرد بیک حرف قیامت این ست
در قتل ما نکرد کمی انتظار تو — کوتاهی که بود ز عمر دراز بود
نمیباشد نگین قیمتی را نقش در طالع — هنر هر کس که دارد در جهان گمنام میگردد
ندارد با بزرگان چهره گشتن صرفهٔ فطرت — که کهسار از جواب هیچکس ملزم نمیگردد
مژده از زخم نوی گر بشهیدان ندهند — بچه امید سر از خواب عدم بردارند

دران صحرا که بودم آگه از ذوق گرفتاری — غزالان را نشان پای خاکستر صبا دادم
همت ما صفحهٔ تقویم را یک سر نوشت — گر سیه روزیم وقت عالمی از ما خوش است
در فکر آن دهانم و در یاد آن کمر — چون من بروزگار دگر هیچکاره نیست

مظهر میرزا جان جان دهلوی بن میرزا جان از بنجا وجه تسمیه توان دریافت مظهر فیض الٰهی و مشرق صبح آگاهی شاه سند فقر و فنا و مقیم آستان توکل و استغنا جامع فضیلت و مخمور نیستی و باقتضاء هم خود روح الروح معنی پروری نو عروس مقال را بمشاطگی ذهنش طرز تازه و تصویر خیال را بتردستی فکرش حسن بی اندازه شعلهٔ آوازش آتش زن خرمنها و شوخی اندازش شورانگیز انجمنها علوی النسب هندی مولد حنفی مذهب نقشبندی مشرب بود در عشرهٔ اولی مائة ثانیه بعد الف متولد شد نشو و نما ظاهری در آگره یافت و تربیت باطنی در شاهجهان آباد وفات وی در سنهٔ ۱۱۹۴ واقع شد دیوان شعرش بوجه طبع دائر و سائر است این چند بیت حسب ضابطه

ازان ملتقط گردید

باغبان رو بمن آور که ثنا خوان توام — چون صبا باد فروش گل و ریحان توام
همچو سیلاب روم گریه کنان جانب دشت — منکه جاروب کش گور غریبان توام
طرفه شمعی تو که چون صورت فانوس خیال — متصل گرد تو میگردم و حیران توام
آنکه روز و شب بلا گردان دیدار خود ست — داغ همچون آفتاب از دست رخسار خود ست
پشت پائی بر جنازه زد مرا از خاک دوست — از پی آزار من ناحق در آزار خود ست
خدایا آتش سودا ز سر تا پای من گیرد — اگر عریانیم چون شمع نام پیرهن گیرد
هنر در کار باشد عشق را چون پا بسبک آمد — درین ره تیشه باید که دست کوهکن گیرد
ازان پیراهن خود چاک میسازم که می ترسم — گریبانم بمحشر آید و دامان من گیرد
ازین عالم مجرد میروم چون بوی گل مظهر — که ترسم حق عریانی گریبان کفن گیرد
نسب درست کند گر کسی بزاری ما — همین بس است پس از مرگ خیر جاری ما

کو نبیا رخصتی تخمی گر چه تن مرا ۵ بالید چون نگین بمنت سخن مرا ۵
وا گذاشته ست و با تو این مرگ با من سرگران دارد ترا بر نعش من چون دید گفت این مرده جان دارد
سوز دل از هر بن مویم نمایان کرده اند این جفا جویان مرا سر و چراغان کرده اند
سحر عید گل و غاشور بلبل در چمن دیدم به نیرنگ فلک بسیار همچون صبح خندیدم
نیاز مشهد پروانه شمع خواهم برد اگر وصال تو این بار رو نمود مرا ۵
مبادا بلبل دیگر پس از من آشیان بندد تو ان آویخت از شاخ بلندی آشیانم را
چشم بر چشم چو افتاد گرفتار یهاست حلقه بر حلقه چو افزود دگر زنجیر ست
عکس رنگ پان نمایان ست از پشت لبت این بدخشی از کجا در سبزوار افتاده دست
هیچکس بر جامه زیبان قتل من ثابت نکرد گر چه خونم چون سجاف سرخ دامنگیر بود
نداشت هستی من تا عدم سر موفرق کمر تو بستی و من مفت از میان رفتم
مبین آئینه گردی زخمی تیغ نگاه خود ضرورت ای پسر از زحمت سیقی حذر کردن
جز تو در دیده من کس نگذارد قدمے شهره دارد که درین خانه پری میباشد
بتان اگر چه ندانند قدر منظر ما خدا گواه که دیوانه سخت مغتنم ست
کسی دادِ محبت از کجا خواهد بدین طالع که برق رنگ گل برداشت از شاخ آشیان ما
قضا از شهد ما شست خونی وام میگیرد که تا رنگین کند هنگامه روز قیامت را
نگیرد با من اهل تعلق رنگ از نظر بازی تصرف نیست هرگز در دل آئینه صورت را
بجائی سنگ طفلان پارهائی شیشه باید زد چو منظر میزاد دیوانه نازک طبیعت را
بناکردند خوش رسمی بخون و خاک غلطیدن خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را
نشستم عاقبت چون آفتاب از هرزه گردیها سیه کردم بانک چشم پوشی روئی دنیا را
ز عشق او بداغی کی تسلی می شوم منظر که غرق سوختن چون شعله میخواهم سراپا را
بر اهل استقامت فیض نازل میشود منظر نمیدانی تجلی گرد کوه طور میگردد

قفس کی سد راهِ وحشتِ ما میتواند شد ۔ ولیکن رحم بر تنهائی صیاد می آید
دماغش نشکفد تا خون عاشق را نمی ریزد ۔ انار خنده او از جلال آباد می آید
چو آن طفلی که جنباند سر زنجیر مجنونی ۔ مرا از دست او هر عضو در فریاد می آید
ز یکسو بوی گل و ز یکطرف پیغام یار آمد ۔ من آن دیوانه ام کز هر دو سوی من بهار آمد
باز خواهم گله از جور تو بنیاد کنم ۔ زیر دیوار تو بنشینم و فریاد کنم
گر سر رشته تقدیر بیاید بسم ۔ عوض عشق عذابی دگر ایجاد کنم
نه خوش کردم گل رنگی نه بوئی یاسمن بردم ۔ همین چاک جگر چون شعله با خود دوکفن بردم
میتوان داد بما خدمت خیاطی خویش ۔ که ببالائی تو عمریست نظر دوخته ایم
نصیب من نشد در خواب هم دیدار یار من ۔ بلی این بود مزد دیده شب زنده دار من
شعر نازک براین سنگدلان نتوان خواند ۔ نیست این کار کم از شیشه بکهسار زدن
در بند نوبهار نباشد جنون من ۔ چون خم تمام سال ز ندجوش خون من
خدا حافظ از بن سیل رباط کهنه منظر ۔ مبادا آستین از دیده نمناک بر داری
ای محبت چقدر خانه برانداز خودی ۔ دل که آرام گرفت بود خرابش کردی

محب سید غلام نبی بلگرامی جوانی صاحب سیف و قلم و در صف بزم و رزم پیشقدم بود تیغ زبانش جوهر دار حسن بیان و سنانش سپلر صفحه میدان دواوین سخن سنجان نو و کهن را سیر کرد و با خوشگویان عصر مثل حزین و متین و تحسین ملاقات نمود در ۱۱۶۵ ه بزخم تفنگ نقد زندگانی

در باخت چند بیت از محب عجبان سخن ملتمس میشود ۵

دل از مژگان و خال و خط چشم او خدا دارد ۔ که ترک چشم او مستانه شمشیر و سپر دارد
ببزم می پرستی عشرت رندانه شب کردم ۔ نقاب شیشه وا از چهره بنت العنب کردم
ز فیض نیست برون سیر بینوائی ما ۔ بفرق خار نهند گل برهنه پائی ما
بسکه از دیوانگی باشد لباسمان کار ما ۔ سنگ طفلان گل زند در گوشه دستار ما

ز سبزه بیخ او کز دگل بجا ماند دگر — بپای دل ز سر نو خلیده خار دگر
قدم برون نگذارم ز آستانه خویش — شدم چو جوهر آئینه نقش خانه خویش
ز من نگار بیا پیام گفت و نگفت — بسینه دست نهاد و سلام گفت و نگفت
مقام صید دل خود ز یار پرسیدم — نمود کاکل پر حلقه دام گفت و نگفت
سپر ز تیغ نگه را بدست مردم چشم — بعاشقان جهان قتل عام گفت و نگفت
ببین که ساقی کوثر محب صادق را — اشاره کرد سوی حوض جام گفت و نگفت
آمشب ای شمع درین بزم بناز آمن — آفرین باد که پروانه نواز آمن
غیر محراب دوابروی بتان سجده مکن — عشقبازانه اگر بجده نماز آمن
جرس شوق درین دشت بجنبان از دل — گر تو با قافله عجز و نیاز آمن
قصهٔ شوق مکن در شب هجران کوتاه — اگر ای شانه ازان زلف دراز آمن
هیچ جز وصف علی نیست بشعر تو محب — آفرین باد که خوش مدح طراز آمن

محزون سید برکت الله بلگرامی جوان شایسته و دانشمند بایسته بود الکنز بدواوین و کتب فارسی وارسیده و اخذ آداب و مشق سخن از میرنوازش علی نموده ازو می آید ؎

دمی یک بوسه از لعل لبش میخواستم — خط برون آورد آخر کرد مارا لاجواب
با گناه و زحد فزون محزون مباش — رحمت از کردگار میخواهم

میر مرادی مدتی در مرو ساکن بود و بعزم حج بیت الله از انجا حرکت کرد در تبریز فوت شد این شعر از وست ؎

گفتم از وصل کنی شاد مرا گفا بگشتی — این نشد ترسم ازان روز که آنهم نشود

مهجور مخاطب بمرشد قلیخان میرزا لطف الله ایرانی اصل سورتی مولد در خدمت آقا حبیب اصفهانی بتحصیل علوم پرداخت بسبیل تجارت جانب بنگاله رفت نواب شجاع الدوله ناظم انجا جوهر قابلیت او دریافته صبیهٔ خود را در عقد ازدواج او در آورد او از بارگاه سلطانی

سالها بمعونه داری ملک او دلیسه فرق امتیاز نداشت و آخر بدکن رفته در سنه [illegible] در حیدرآباد بسر می برد تا آنکه در سنه [illegible] مسافت زندگانی بپایان رسانید در شعر زبان خوب دارد و مضامین تازه هم می بندد این چند بیت از دیوانش فراگرفته شد

کو ساقی می تا دمی از هوش خود رهم شتم — مانند سبو دست در آغوش خود نشستم
پشت فلک بخاک رساند غرور ما — کهسار را کند کمری سنگ زور ما
بسان شیشه ساعت رفیق کار پیدا کن — بیک ساعت زمین و آسمان را زیر و بالا کن
باشد دو جهان قایم ازان ذات یگانه — بر پا چو کمان ست بیک تیر دو خانه
تعجب نیست بد طینت اگر حاجت روا گردد — که زخم کهنه را خاکستر عقرب دوا گردد
ز دودمان کی بخود در ماندگان را کار بکشاید — گره امکان ندارد باز از انگشت پا گردد
زان نسبتی که هست بسنگ آبگینه را — ای سنگدل شکست من آخر شکست کیست
بگلزار محبت رشته گلدسته را مانم — که عمرم جمله صرف اجتماع دوستان گردد
سر از مضمون آن زلف سیه بیرون نمی آرم — که در چشم تو مکتوب مرکب خورده می آید
تسکین دل ز صحبت روشن دلان طلب — آیینه بیقرار ز سیماب مے برد
چرا بسر نرود زود دفتر ایام — که خود بخود ورق این کتاب میگردد
میفریبد ما زنینان را بهر صورت که هست — کاش چون آیینه من هم جوهری میداشتم
چون درختی که زهر شاخ دهد ریشه بخاک — در بحود تو ز هر عضو زمین گیر شدم
منم آن مست که گر می ندهد دست بهم — بفشارم لب ساقی و به پیمانه گسلم
رتبه شخص فزاید ز صفای باطن — چون نگینی که گذارند ورق در ته او
درین چمن بچه امید خوش کنم دل را — چو نخل موم ندارم بخود گمان اثرے
بیندار از ضعیفان کار سنگین بر نمی آید — که کوهی میشود صورت پذیر از خامه موئی

مشرقی میرزا ملک مشهدی در نظم و نثر هنر نشان بدایع آثار ست و مشرق فراوان انوار دیده

در خراسان با حسن خان شاملو گذرانید آخر باصفهان شتافت و در سلک منشیان شاه عباس ثانی انتظام یافت خان مذکور در رفاقت او غزلی گفته ازان ست

تا مشرقی از کنار من رفت — از مشرقم آفتاب رفته

دیوان مشرقی ملاحظه افتاد مضامین خوب در قصاید تلاش کرده این چند بیت از غزلیات او برچیده شد

نمیگویم که آتش رنگ یا گل او بگرداند — الهی آن گل آتش طبیعت خو بگرداند

دوستان بوئی می از خرقه ما مے آید — نکهت یوسف ازین کهنه قبا می آید

همچو خورشید قدم بر سر دنیا دارم — عالمی در تتبع آبله پا دارم ✤

پر توشمع رخی افتاده در کاشانه ام — سوختن یا قوت شد خاکستر پروانه ام

دل ز ابشیم گل داغی نرساندیم — پروانه خود را بچراغی نرساندیم ✤

چو عندلیب مدارم بآه و نالہ گذشت — چو گل تمام بهارم بیک پیاله گذشت

غیر را با یار دیدم مشرقی — کاش با خود خنجری میداشتم

باغبان چون غنچه نرگس مرا در خواب دید — تا بحسرت در کدامین بزم چشمی وا کنم

تا کعبه آیم و رشک آیدم بخود ناصبے — که از زیارت دلهای خسته مے آید

کار دوباره عیش بتاراج دادن ست — می را ز خم بجام کن و در سبو مکن

مطلب از اضطراب بمقصد رسیدن ست — از شیشه تا بلب نرسد می رسیده نیست

نه در بهار نشاطی نه در خزان المے — فلک مرا بچه امید در قفس دارد

نه ز خم خار کشیدم نه بوی گل دیدم — ز عندلیب شنیدم که نوبهاری هست

آب حیات تعیشت جان داد مشرقی را — هرگز کسی ندارد جان دادنی چنین یاد

مومن میر محمد مومن استرآبادی آبا و اجداد او نزد سلاطین ایران معزز و مکرم بودند و خود نیز تا بست و پنجسال وکیل شاه طهماسپ بود آخر سری بدیار دکن کشید و نزد قطب شاه

اعتباری بهم رسانید و در جمیع علوم متداوله تجرد اشت اعلم علمای عصر بود و شعر را نیکو میگفت
این اشعار از وست ؎

شاد مانی ست بندهٔ غم ما — عالم دیگر ست عالم ما
جنبد اعشق و رستخیز بلا — ای خوشا روزگار درهم ما
شکر درد تو چون کنیم که هست — داغ بالای داغ مرهم ما
شاه اقلیم درد و غم ماییم — ملک بحران سواد اعظم ما
نمک آن دو دیدهٔ خوش نمکی ست — کم ز کوثر مگیر زمزم ما
ید بیضای وصل کو که فراق — گشته ثعبان آتشین دم ما

خدارا او رهان از شوخ بختی دلفگاری را — که من بر یاد شوقت داده ام خوش روزگاری را
ز شهد ناگوار چرخ کام عافیت سوزد — بحمدالله نصیبم کرد زهر خوش گواری را
چه عهدی بود عهد وصل جانان بهر جانبازی — دریغا ماند استیما ایدل قدر فرصت را
فدای رسم عادت سوز خود گردم که در عیدش — عجب ویرانه دیدم سرای رسم و عادت را
بشارت گر ز من بتیابی سر زدانو بگذر — پریشان داشت طرح وضع محبت مغز طاقت را
اگر این ست سوء من صحبت هجران که من دیدم — بزرگش خون خورد بیرون میا بگذار جرات را
خوشم که بر دل من عشق مرهم نگذاشت — مرا به بلهوسیهای خویش و انگذاشت

منیر ابوالبرکات لاهوری صاحب طبع متین و نظم و نثر دلپذیر ست در منشات خود گفته من بی خانمان که در قلمرو سخن وطن گزیده ام صد هزار بیت بلند بنیاد نهاده ام شرحی که بر قصاید عرفی نوشته متداول ست در عهد شاهجهانی با سیف خان ناظم الله آباد البسر می برد در ۱۰۵۴ و در آگره رخت حیات بر بست نعش او را به لاهور نقل کرده زیر خاک سپردند طبع منیر سواد سخن را

چنین روشن میکند ؎

قدم برون نهد ماه من ز منزل خویش — بود چو صورت آئینه زیب محفل خویش

تهی قدان که گرفتار جلوهٔ خویش اند — چو نخل شمع دوانند ریشه در دل خویش
بناز گفت که آیم شبی بخواب تو من — درین خیال همه عمر من بخواب گذشت
برنگی کرد آن گل رشک گلشن خانهٔ ما را — که می پرسند از بلبل رهِ کاشانهٔ ما را
کس ایمنی از آفت همسایه ندارد — هر شعله که برخاست ز دل در جگر افتاد
در چمن آن سرو رعنا در کنار ما چو گذشت — آب از رفتار ماند و گل ز رنگ و بو گذشت

مومن

مومن حکیم محمد مومن خان دهلوی مومن کامل و شاعر قابل بود همیشه پریزادان معانی را برام مبانی صید میکرد و سخن در فارسی و ریختهٔ هر دو می سرائید از شعرای نامور شاهجهان آباد و صاحبان استعداد خداداد است در سالی که نامه نگار بنام نهاد طلب علم وارد آنگاه مذکور گردید چند ماه پیش از رسیدنم مومن سخت حیات بغفران کده آخرت کشیده بود از وی می آید

پی برده ام ز کثرت هم بزمی مسیح — جان میدهد بران لب جان پرور آفتاب
دل گرفتند و ز دلدار نشانم دادند — انچه بردند ز من بهتر ازانم دادند
بت ز میگذرد و تا کجا تیے کنمش — کند ز من گلهٔ تا شکا تیے کنمش
هم تاب وصل نیست من بی نصیب را — خود دشمن خودم نشناسم رقیب را
ای مرگ ترا جان شده مشتاق تر شب — سوی تو خود آید تو نه آئی اگر امشب
وصل ست اگر شمع کشم چهره میفروز — از سایهٔ خود نیز حذر میکنم امشب
سر بخشش اگر ای داور محشر داری — مومنم مومنم از گبر و مسلمان دریاب
با کفر و آستان کلیسا ترا چه کار — مومن بدین بهانه نشستن برای کیست
فریب لطف نهانی نخورده کس چون من — ز بزم راند و نشستم بر آستان گستاخ
مومن آهنگ حرم کرد ز بیداد بتان — بس بجان آمده شاید دو سه منزل برود
با ناتوانی که کفن از دست رفته بود — چاکی زدم بجیب که از کس رفو نشد
کو دست که یکبار زنم بر دل دشمن — آن دشنه که صد بار زدم بر جگر خود

پامال ندامت شدم از طعنهٔ بلبل — دیگر نزنی گل بسر خود بسر خود
جانم بلب رسیده و چشمم براه تست — دارم ز عمر رفته امید وفا هنوز
مردم و شکلش آسان کردم — رحم بر بازوی جانان کردم
گر پای نازنین تو رنجد میا میا — از دور بر جنازهٔ مومن نماز کن
عصمت طعنه بتقدیس ملائک میزد — بتمنای قبولت همه تقصیر شدم

رباعی

سو من چه شدت که رنگ زردی داری — دل سوخته که آه سردی داری
این نالهٔ دل خراش میدردمی نیست — در دی داری و سخت دردی داری

رباعی

عشقی خواهم که جاودانی باشد — یاسی خواهم که کامرانی باشد
عمری خواهم که به تر از مرگ بود — مرگی خواهم که زندگانی باشد

رباعی

یارب نظری بچشم خونبارم کن — رحمی بدل سوختهٔ زارم کن
گر در خور آتشم بدوزخ مسپار — یک شعله ز برق طور در کارم کن

نشی لاله فتح چند برانپوری قوم کایته طبع نظم دارد و خوشگوست آزوی می آید

نیست آسایش بمنزل جان از خود رسته را — هر قدم دام ست نقش پا شکار خسته را
بسکه از شرم تو در پرواز رنگ گلشن ست — رشتهٔ نظاره بندد در هوا گل دسته را

مهری زنی بود که در صحبت نورجهان بیگم بسر می برد و با لباس فکر در های مضامین آبدار می سفت این اشعار از وست

حل هر نکته که از پیر خرد مشکل بود — آزمودیم بیک قطره می حاصل بود
خواستم سوز دل خویش بگویم با شمع — داشت او خود بزبان هر چه مرا در دل بود

در چمن صبحدم از گریه وزاری دلم — لاله سوخته خون در دل و پا در گل بود
انچه از بابل و هاروت روایت کردند — جادوئی چشم تو دیدم همه را شامل بود
گفتم از مدرسه پرسم سبب حرمت می — در هر کس که زدم بیخود و لایعقل بود
دولتی بود تماشای رخت مهری را — حیف صد حیف که این دولت مستعجل بود

مجذوب

مجذوب مولوی عبدالاول بن قاضی عبدالباری سلمه از گرامی زادگان دیار کلکته ست مشق سخن بخدمت آغا احمد علی مرحوم کرده واز همعصران در نظم سخن گوئی سبقت برده جوانی فرخنده حال ست وشاعری نازک خیال این ابیات از وست

جلوه افروز کلیسا و حرم یکسان ست — حل نشد مسئله کفر و مسلمانی شمع
تن من جلوه گر حسن تو شد جانم سوخت — برق آهی زدلم سر زد و سامانم سوخت
همنشین تیر گی بخت سیاهم بنگر — آنکه یک عمر با و ساخته ام آنم سوخت
صد هوا در دل گرفتم غنچه دل وا نشد — گلبن نورسته خاک مزار کیستم
دل و صد مرحله شوق تو یک گم نظری — ای بقربان تو صد دل نظری بهتر ازین

رباعی

در بزم جهان عبث نشستند همه — آنانکه بلند ند به پستند همه
بستند بدنیا دل و هنگام سفر — جز بار گناه بر نه بستند همه

حرف النون

نظامی

نظامی گنجوی استاد آفاق ست وسرآمد مثنوی گویان بالاتفاق چمن فصاحت را بهمین تربیت او بهار ها ست ومتاع بلاغت را بطفیل ترویج او روز بازار ها مخزن اسرار بنام بهرام شاه وخسرو شیرین بنام طغرل ارسلان وسه کتاب دیگر بنام سلاطین موشح ساخته اشعارش از غایت شهرت محتاج ذکر نیست در مدح نبوی گفته

امی گویا بزبان فصیح — از الف آدم و میم مسیح

با تو پدید میکنم حال تباه خویش را تا تو نصیحتی کنی چشم سیاه خویش را

نظامی عروضی سمرقندی ساقی شراب دیر سالهٔ است وصاحب مجمع النوادر (؟) چهار مقا
در عهد او دو نظامی دیگر بودند میگوید ؎

در جهان سه نظامیم ای شاه که وحید زمانه ایشانند
من یکی بنده پیش تخت شهم وآن دو در مرو پیش سلطانند

نظام الدین استرآبادی از سرفرازکردهای سلطان تکش بود سلطان را یکبار بسعایت
حساد عزم بر قتل او مصمم شد فرمود سر او را بریده بدرگاه آرند وی مال بسیار صرف کرد تا
او را زنده بحضور آوردند چشم سلطان چون بروی افتاد خواست که موکلان را بدعوی از
حکم سیاست فرماید میرفی البدیهه این رباعی عرض کرد

من خاک تو در چشم خرد می آرم عذرت نه یکی نه ده که صد می آرم
سر خواسته بدست کس نتوان داد می آیم و برگردن خود می آرم

سلطان را بسیار خوش آمد و سر و چشم او را ببوسه داد و از خون او درگذشته تمام اسباب مجلس او
بخشید باجمله وی نظام ولایت معانی ست وقیام مملکت سخندانی شاخوان اهل بیت رسالت
وستایشگر خاندان سیادت بود در سنه ۵۲۱ بگذشت دیوانش محتوی بر قصاید وغیره است در نسیب
قصیدهٔ نعت گوید ؎

کسی ز محنت شبهای ما خبر دارد که همچو صبح نهان داغ بر جگر دارد
چو خس فتاده بخاکیم لاکن آب سرشک امید هست که ما را ز خاک بردارد
درین مقام زپست و بلند چرخ مرنج کز آفتاب زحل جابلند تر دارد
کند مشاهدهٔ غیب آنکه کحل بصیر ز خاک پای رسول نکو سیر دارد
مجرمان را چه تفاوت ز گناهان عظیم که شفیعی چو شه سند بطلب دارند

نصیبی مولدش گیلان ست اما در تبریز بحلوا فروشی میگذرانید و بشهد سخن پرده گوش

سامعان راشیرین میساخت آخر الامر ندیم سلطان یعقوب ترکمان شد و هم در تبریز جادهٔ

عقبی پیمود از وست

وقت کشتن دامن قاتل بدست آمد مرا — آخر عمر آرزوی دل بدست آمد مرا
شد چو مهمان من آن شمع شب افروز امشب — کاش تا روز قیامت نشود روز امشب
شبها تو خفته من بدعا گر تو دو رباد — آه کسان که بهر تو در خون نشسته اند
جمعی بتر ز لل که مباد اروی از بزم — خلقی بسر راه که از خانه برائے
بسیار میل وصل مکن زانکه این شراب — مستی زیاده بخشد اگر کم خورد کسے
دل پیش تو دیده بسوئی دگر انم — تا خلق نگوید که بسویت نگرانم

نجمی کشمیری شاگرد قاسم گاهی دستارهٔ سپهر آگاهی از کشمیر بماوراء النهر رفته قصیده در مدح سلطان اسفندیار پرداخت این ابیات از انجاست

چو باز صبح برآمد ز جانب خاور — تو اخت طبل زراندو و باز دارد سحر
ز آشیان جهان کرد زاغ شب پرواز — عقاب چرخ زبیضا نمود بیضهٔ زر
بصنع ایزد بیچون چو بیضهٔ ققنس — همائی روز برآورد سر ز خاکستر

نوعی خیوشانی عندلیب خوش آواز و گلفروش گلشن راز ست نواهای نوع بنوع بگوش یاران میرساند و گلهای رنگارنگ بدامن خریداران می افشاند بعد انتقال شاهزادهٔ دانیال بعروهٔ دولت خانخانان تشبث نمود و وصلها ستاند و بزر سنجیده شد این قطعه از ساقی نامهٔ اوست قطعه

بده ساقی آن ارغوانے بنفشه — که ریزد خرابان بپایان رسیده
بگردان زره عمر گذشته را — چو شاه نجف روز شب گشته را
بخور مجمره سوز آه شعله بار من ست — شراب شیشه شکن اشک بیقرار من ست
زان پیش که صبح از شب امید برآید — بکشا دهن شیشه که خورشید برآید

نوعی اصفهانی اتوکشی میکرد در عهد اکبر بهند آمد صاحب دیوان ست آزوست

مشاطه خون مکن جگر مشکناب را — نشتر مزن بشانه رگ آفتاب را

بمن هنوز دولت در مقام بیزاری ست — شدم هلاک هنوز ت سر ستمگاری ست

کسان که موسم گل توبه از شراب کنند — بقتل خود همه پیش از اجل شتاب کنند

نوعی آن پادشه حسن بدادت نرسید — داد کن داد که بیداد ترا نشنیده ست

نظیری نیشاپوری فروغ بیانش نظیر صبح نیشاپور ست وسواد دیوانش بالاتر از گیسوی حور نظیری فیروزه وار از نیشاپور بر آمده در هندوستان همین جوهر شناسی خانخانان نامی آورد و بجلدی قصاید مدحت صلات گرانمایه اندوخت و بحرمین شریفین رفته بعد معاودت در گجرات احمد آباد رنگ توطن ریخت در آخر روزگار زندگانی عنان نظم تراشی بصوب طرز گفتار صوفیان وحدت گزار منعطف ساخت و دستگاهی در علوم تفسیر و حدیث از خدمت مولانا حسین جوهری بهمرسانید و در ۱۰۲۳ بمحلوتکدهٔ عدم آرمید این چند بیت از دیوانش انتخاب افتاد

دل در امید مرهم واین آبوان ست — ریزند بر جراحت ما مشک سوده را

از پی آشوب ما در زلف دارد شانه را — شورش زنجیر در شور آورد دیوانه را

حسن بنیاد محبت بر پریشانی نهاد — تا نشورد خاک را دهقان نریزد دانه را

حور و جنت جلوه بر زاهد دهد در راه دوست — اندک اندک عشق در کار آورد بیگانه را

در خور اگر نیم می لعل فام را — ای کاش ترکنند بمی شام ما را

قسمت چنین فتاد که ترکان مست او — ور دور ما بطاق نهادند جام را

کم از تم که زود بدیدم ز آفتاب — در خانه بختم این شمر نیم خام را

مور یم و بر گذار سلیمان فتاده ایم — در راه پائمال شود کاروان ما

نگاه گم شده بر راه کوی یار مرا — گسسته عقد گهر گریه دکان مرا

دلا سیلاب خون را از نگاهی میده بیرون که امشب سوده ام بر دیده خاکستر نشان را

ز خار خار محبت دل ترا چه خبر ✤ که گل بجیب نگنجد قبای تنگ ترا
کجا ز خنده عاشقانه که در جلوه گاه حسن صد چاک دل بتار نگاهے رفو کنند
رسوا منم وگرنه تو صد بار رو در دلم ✤ رفتی و آمدی و کسے را خبر نشد
بر من نکرد مرحمتی پیر میفروش ✤ تا بر سر خمش نشکستم سبوئے دل
بر صوفی بی وجد و بال ست عبادت بر شیشه که خالی ست زمی سجده حرام ست
تو بخویشتن چه کردی که بما کنی نظیرے بخدا که واجب آمد ز تو احتراز کردن
جز نام صنم نقش مکن لوح جبین را تا چپ نکنی راست نخوانند نگین را
بی عشق عقل راهنری در دماغ نیست بد سوز دآن فتیله که از شعله داغ نیست
شرم می آید ز قاصد طفل محجوب مرا بر سر راهش بیند از ید مکتوب مرا
دگر خدا بر دای دل سر کجا دارے که یکدو روز شد آتش بزیر پا دارے
جرم من ست پیش تو گر قدر من کم ست خود کرده ام پسند خریدار خویش را
میگریم و از گریه چو طفلم خبری نیست در دل هوسی هست ندانم که کدام ست
بمهربانی او اعتماد نتوان کرد که تازه عاشقم و خاطرش بمن صاف ست
این نامه های تازه ز حرمان عهد ماست عنقا بروزگار کسے نامه بر نشد
تو ان ز نامهٔ من یافت اشتیاق مرا عیار شوق باندازهٔ سخن باشد ✤
بتیغ عشوه برم جان که دست ناز مرا اهانت ست که خود بر سر متاع آید ✤
دولتی بود که مردیم بهنگام وداع آنقدر زنده نماندیم که محمل برود
تو کار خود بغمزهٔ معشوق واگذار بیطاقتی مکن که نکویان نکو کنند
مسافران چمن نارسیده در کوچ اند شگوفه میرود و شاخ بار می بندد
نازم باین شرف که غلام محبتم ✤ لاف نسب ز نسبت آدم نمیزنم
گر در خدمتت عمر لیست می بندم چه شد قدرم برهمن میشدم گر اینقدر زنار می بستم

کنم با باده بدستی که سودائی و گردارم
بساقی تلخ میگویم که دل جائی دگر دارم

مرا بسیاده دلیهائی من توان بخشید
خطا نمودهام و چشم آفرین دارم

بوی یار من ازین دست و خامی آید
گلم از دست بگیرید که از کار شدم

آنکه رحم از دل برد تاثیر فریاد منست
آنکه نسیان آورد خاصیت یاد منست

آن شکارم من که لائق هم بکشتن نیستم
شرم می آید مرا از آنکس که جلاد منست

کار دشوار نظیری گریه می آرد که او
شاد از تدبیرهای سست بنیاد منست

نهانی پرده نشین حجابه سخندانی ست خوش ادا با صفا بود آزموده

خواهم که بآن سینه نهم سینهٔ خود را
تا دل بتو گوید غم دیرینهٔ خود را

همچو من برخ خوبان نظر پاک انداز
هر کجا دیدهٔ آلوده بود خاک انداز

نظام الدین خوانساری در حسن صورت و مهارت موسیقی و حساب از نوادر عهد بود فکرش بشعر آشنا و بمعارسا بود این ابیات زادهٔ طبع اوست

بعشق آشنا پرور هوسم بیگانه می آید
بروای آرزو از دل که صاحب خانه می آید

عنان گشتگی موج در کنار من ست
ترا گمان که بدست من اختیار من ست

نقی شیخ علی از شعرای معمورهٔ کمره و مروج نقود سره و فصحای سحره ست اکثر اوقات فکر بصید معانی می انداخت و وحشیان خیال را در دام مبانی بند میساخت دیوانش مشتمل بر اخبار شعر بنظر آمد قصاید غرا دارد ثنا گستر اعتماد الدوله بود در ۱۰۳۱ وفات یافت این غزل از صحرائی

فکرت اوست

چندان دلم ز پرسش چشم تو شاد نیست
دانم که بر تو اضع مست اعتماد نیست

کشت چو سوی چمن بی قدت ملال مرا
گر د چو مار سیه سایهٔ نهال مرا

کمتر شراب لطف که پرشد ایاغ ما
روغن چنان مریز که میرد چراغ ما

کردی سفید چشم نقی را ز انتظار
این بود پنبه که نهادی بداغ ما

هنگام وداع عشق میکنم تو عهد دیرین را — چو بیماری که وقت مرگ ایمان تازه میسازد
عاشقان ماهی بعجز و ناتوانی داشتند — کو بکن آخر بزور این قوم را بدنام کرد
نقی در گریه آورد اضطراب عشق جانان را — که زور آتش سوزنده آب از چوب تر گیرد
من شکسته آن چشم که در عین تکبر ❊ — با هیچ سنی در صدد ناز در آید ❊
رفتی و خموشم که در آغاز مصیبت — ماتم زده یک چند بشیون نبرد راه
نقد دل و دینی و نگاهی بتقریب حیا — سر بپیش افگنی و چشم ببالا نکنی
نیست در عشق دلی شاد شهیدی که چه دید — پادشاهی ز غلامی پدری از پسری
وای بر جان خلائق اگر آرند بمحشر ❊ — عوض روز قیامت شب تنهائی را
گوه می کندند وقتی از پی تدبیر تو نهل — یاد آن دوران که عاشق قوت تدبیر داشت
دست و پای میتوان زد بند اگر بر دست و پاست — وای بر جان گرفتاری که بندش بر دل است
از قتل ما چه سود بر بستاب زلف — ما را ضمیم حاجت این هیچ و تاب نیست
گفتم کرا دهم دل ازین دلبران شهر — خندید زیر لب که ارادت مقدم ست
رحمی بحال خویش نقی کاین شکاریان — وقتی کنند رحم که تیر از کمان گذشت
قربان آن لبیم که بخشش نکرد میل — با آنکه هر سوال مرا صد جواب بود
کشور عشق ست اینجا عدل شاهان رسم نیست — خون مظلومان خداوندان این کشور خورند
قاصد مرسان مژده بدل زود مبادا — کم حوصله از لذت پیغام ببیرد
جان را دون نقی خوبند قاتل سرگران آرد — نمیدانم بجز تسلیم در سبل چه میباشد
تو می آئی و هر دم مضطرب دل میجهد از جا — چو دام افتاده مرغی بر سر شمیاد می آید
حسن در پرده محال ست که ماند پنهان — غنچه گل گردد و گل نیز ببازار آید
دل دود و پی آن دارد و اشکم در پائی — طفل سیمی ست کمن گز پی دیوانه رود
نقی که میخورد اکنون بلا شتم سولند — کسیکه خورد ستم عمر ها ببای من

نکهت محمد یوسف برهانپوری شاعر خوش سلیقه و موجد اشعار انیقه بود از نژاد طائفه چک باشد که پیش از عهد اکبری سلاطین کشمیر بود ند از پیشگاه محمد شاه پادشاه مخاطب بمخنوخان

بود این دو بیت از وی ست

نگردد رفعت دنیای دون بی کشمکش حاصل — بگردون خیمه را چندین طناب افتد که برخیزد
بتغیر من که بتن نقش بوریا دارم — اتو کشیده که دارد قبای عریانی

نظام دست غیبی شیرازی نسق ملک سخن طرازی و نظام قلم و نکته پردازی ست در عنفوان سی سالگی دنیای پنجروزه را وداع کرد و این سانحه در ۹۳۰ واقع شد خواجگان حافظیه شیرازند

سحاب کلکش باین آبداری گهرهای افشاند

دلم را عشق گرداند بگرد چشم پرکارش — چو آن مرغی که گرداند زکسی بر گرد دیدارش
ز دنیا یکسر موغم نباشد اهل دنیارا — که دلگیری نباشد از قفس مرغان دیدارا
گر فلک با من هم آغوشش نماید دور نیست — باغبان بر چوب بندد گلبن نوخیز را
چشم چون بر عشوه گر اول بسوئی خویش دید — پاره خود خورد ساقی ساغر لبریز را
دل که افسرده شد از سینه بدر باید کرد — مرده هر چند عزیز ست نگه نتوان داشت
من آنم غم که باشد آشیانم سایه برگے — تواند جنبش بادی مرا بر خانمان کردن

نظیر مشهدی عندلیب بهارست عدیل طوطی شیرین گفتار در ۹۳۰ احرام بیت الله بست و از انجا بتوجه هند گشت و بشهر بیجاپور رسید و در سلک مقربان عادل شاه انخراط یافت آبوان معانی را

باین قسم شکار میکند

نگذاشت ز سامان تهم ضعف جدائی — چندانکه نگاهی شوم و از مژه افتم
در سلسله بال فشانان هوائے — خم ناشده از نامه من بال و پری نیست

نادم لاهیجانی سرخروئی معرکه شعر است اما از شکست نفس نادم تخلص میکرد و صدر آرای مجالس فصحاست لکن از فروتنی در صف آخر می نشست الکن طلیق اللسان بود و قصب السبق

از ایشان مضمار زبان آوری می ربود از دیار خود بممالک دکن افتاد و بعد چندی بصوب بنگاله خرامید و از انجا بعظیم آباد حرکت کرد آخر باصفهان معاودت نمود و همانجا مرحلهٔ آخرت پیمود ریحان سخنش در سرزمین ورق چنان سبز میشود ؎

دیگر عبث اگر دل بسوئی یار نباشد — احرام کم از بستن زنار نباشد
هرگز این طفل مزاجی نرود از یادم — گر بتا بوت روم شوخیٔ گهواره کنم
باعث جلوهٔ گل دیدهٔ بیدار من ست — بلبلان شور برآرید که خوابم نبرد
هنوزش رنگ طفلی هست گل چیدن نمیداند — بدامن آشیان بلبل از گلزار می آید
بهر طرف که فرو هشته زلف بخرامے — گمان برند که صیاد دام بردوش ست
نام من هرکه برد باعث بدنامی تست — رفتم از خاطر خلقی که تو از یاد روی
دلم در وصل از تاب رخ جانانه میسوزد — فروزد گر چراغ تیره بختان خانه میسوزد

نادم هراتی سرخروی معرکهٔ سخنوریست از وست ؎

در خانقاه وحدت ذکر مخالفت نیست — چون تار سبحه کیحرف از صد دهن برآید

نذری از طائفهٔ شاملوست بیشتر در عراق بخدمت امرا بسر برده این رباعی از وست

رباعی

نذری که ببزم وصل ساغر می زد — لاف یاری بتو ستمگر می زد
دستی که بدامان مصالت زده بود — دیدم که نشسته بود بر سر می زد

نزاری از اهل قهستان ست از شعرای پاکیزه بیان و فصحاء بلاغت عنوان بود جامی در بهارستان در ترجمهٔ خواجهٔ حافظ شیرازی گفته سلیقهٔ شعری نزدیک ست بسلیقهٔ نزاری وفاتش در سنهٔ ۷۲۱ بوده دیوانش بیست هزار بیت خواهد بود ازوی ست ؎

آوازه در افتاد که تائب شدم از می — بهتان صریح ست من و توبه کجا کے
از دوست قاصدی که پیامه آورد بدوست — انصاف میدهم که کم از جبرئیل نیست

رباعی

در مذهب عاشقان قراری دگرست — در سنّت عشق را خماری دگرست
هر علم که در مدرسه حاصل کردیم — کاری دگرست و عشق کاری دگرست

ناظم هروی عمدهٔ ناظمان جواهر معنی و زبدهٔ علی بندان عرایس سخندانی است در خدمت عباس قلیخان بن حسن خان شاملو اعتبار عظیم داشت برهان استعدادش مثنوی یوسف زلیخاست که یوسف سخن را از چاه زندان وار بیرون آورده و بمصر بلند پایگی برده بر تخت نشاند سنبل شعرش کاکلی می افشاند

خواهم که ز خویش بدر علی زد بیایی کنم — تسبیح تازیانه گلگون مے کنم
ز سیر باغ و زندان بر نیاید کام سودایم — نه شاخ سنبلی بر سر نه زنجیریست در پایم
کنی تا چند خواب ای مست غفلت نالهٔ من کن — سر مینای دل بگشا دماغ دیدهٔ تر کن
پیالهٔ می از ین شیوه آبرو دارد — پرستگیری افتادگان ز پا منشین
قطرهٔ آبی کف خونی شد و بر خاک ریخت — آدم خاکی چه طرف از عالم ایجاد بست
بیقراری عضو عضوم را بکام دل رساند — زخم تیغت بر تنم چون ماه نو سیر شد
بسکه از بی اعتباریهای خود شرمنده ام — آنچنان سوی تو می آیم که گویا می روم

نسبتی تهانیسری از شعراء عهد عالمگیر پدر آزرده در مجمع انتقاش نوشته که دیوانش قریب پانزده هزار بیت بلاحظه در آمد در اواسط سنهٔ بدار البقا آرمید آزردی می آید

جدا ز ما دل ما را بزیر خاک کنید — باین ستمزده در یک مزار نتوان خفت
سینه روزن چکنی چون ز رهم خواهی رفت — گر تو همسایه شوی خرمنه بدیوار خوش ست
من سیرم و بوالهوس نمیرد — اینها گل امتیاز عشق ست
باور نمیشود که کسے این دل خراب — معموره بوده ست که ویرانه کرده اند
دل بردی و نالهٔ بکردیم ز هر سو — فریاد بر آمد که کسی دل ز کسے برد

می آمدی و چشم تو بر چشم من افتاد — زانگونه که مستی بزند سینه بسینه

نجیب کاشانی نامش نور است بزازی میکرد آزوست

جور فلک کشد دلم گر زغمت رها شود — دانه ز برق چون رهد طعمهٔ آسیا شود

نامی سبزواری سخندان نامی و معاصر جامی در فن انشا و خط نستعلیق دستگاه داشت آزوست

لاغر بخطت نافه زهی بی سر و پائی — غماز سیه کاسهٔ ما در بخطائی

نسبت فارسی در عهد شاهجهانی بهند آمد و با جعفر زتلی (جهانگیر بهدر لیس) بسر برد این شعر از وست

جان عزیز است ولیکن بسخن جان نرسد — حیف بر جان سخن گر بسخندان نرسد

نظام خراسانی از فضلا عهد امیر علیشیر بود آزوست

بدو رو می توام بت پرست میگویند — چگویم ای بت من هر چه هست میگویند

نویدی شیرازی سروش عالم نکته طرازی ست بسیار خوش فکر بود زمزمهٔ کلامش نوید

لطافت میدهد

نه بین گل بچمن عاشق گسستهٔ اوست — دل خوبان همه یک دستهٔ گل بستهٔ اوست

ندهد نور چو بر دیده بمالم دستش — شمع ایخانه سر انگشت حنا بستهٔ اوست

نویدی سمرقندی طبع نظم ارجمند داشت آزوست

بشکر خنده ترا تا دهنی پیدا شد — عاشقان را بتو راه سخنی پیدا شد

چو آب زندگی هر سو که آن آرام جان گردد — سر راهش چو گیرم از ره دیگر روان گردد

ناصح میرزا عرب تبریزی نکته طراز ممتاز ست و در سخنوران نامی سرفراز سخن او شنیدنی و جرعهٔ جام او چشیدنی میرزا صائب گوید

این جواب آن غزل صائب که ناصح گفته ست — تا لب ساغر بخون من گواهی میدهد

در عباس آباد متوطن بود و بشیوهٔ تجارت اشتغال داشت سواد کلامش سرمه در چشم ورق میکشد

بسر مهرام نگردید چشم جادویش — که از ده میل سیاهی رمید آهویش
در زندگی بمرگ کشید ست کار ما — خواب گران ماشده سنگ مزار ما
در حقیقت دل بی زخم ندارد مغزے — پستهٔ را که نباشد لب خندان یوچ ست

رباعی

نادان غلطش زستی راه خوبست — بی قدریش از پستی کالای خودست
بر مرکب چوبین چو شود طفل سوار — خوش راهی و بد زاهیش از پای خودست

ناصر تخلص نواب نظام الدوله ناصر جنگ شهید خلف نواب آصفجاه والی حیدرآباد دکن شاگرد میرآزاد بلگرامی و امیر دین پرور صدل گستر نامی بود دشق سخن کرده و بغواصی فکر از بحر سخن گوهر آبدار برآورده این چند بیت ازوی ست

کدام گل بچمن گوشهٔ نقاب شکست — که شبنم آینه بر روی آفتاب شکست
ای دل ز زلف یار مدد میتوان گرفت — سر رشتهٔ ز عمر ابد می توان گرفت
گر بیخودی بمیکده فال سفر زند — از چشم مست یار بلد میتوان گرفت
ای شوخ هوای مفگن تیر نگه را — این ناوک بیداد بکار جگری کن
مرنجان خاطرم جانان مزاج نازکی دارم — تو گر از حسن مغروری من از عشق تو مغرورم
از گل گوشهٔ دستار بخود میلرزد — قد او تازه نهالی ست که من میدانم
ای یوسف عزیز در آغوش من درآ — بوئی خوشت رسید تو هم در وطن درآ
نه امروز ست نالهٔ من قفس آهنگ آزادی — درون بیضه میکردیم مشق پرفشانی را
نگاه انتخابی میکنی بر من سرت گردم — تو ای جان از کجا آموختی این قدردانی را
در کمنفس چو صبح بتاراج رفته ایم — دریافتیم چاشنی نوش خندرا
با همیکسان بود آمیزش روشندلان — برخورد آئینه بریک جوهر شت وخوب را
تلخ روئی را مذاق خنظل و زنخ بود — رنگ ایمان ست پیدا چهرهٔ کفار را

نمیدانم چه باشد از گلستان نفع گلچین را
که میسازد روان از چشم بلبل اشک خونین را

ناسکبر و حان اسیر جسم خاکی نیستیم
همچو بوی می برآید از خم افلاطون ما

ناصرا از همنوائی بال کبوتر فارغم
می برد تا یار رنگ رفته مکتوب مرا

آمی که در آمد نِ خویش حجلهٔ داری
گر شب ماه نیائی بشب تاریا

آمدی دیوانه از صحرا بشهر ✦
زخم سنگ کودکان جلدوئی تست

ناصرا زبس بود مخمور نگاه مست او
جای صندل المائی می بر جبهه مالیدن گرفت

سحر که پرتو حسن تو از نقاب گذشت
عرق ز جامهٔ زرین آفتاب گذشت

بسیل هیچ میسر نشد بجز خجلت ✦
هزار بار ازین خانه خراب گذشت

موسم پیریست بیا ای عصا
دست ما و گردن مینا خوش ست

فرمان بوسه گر ز خطش بر گرفته ام
حکم جدید از لب خندانم آرزوست

خانقاه و مسجد و تجانه را کردیم سیر
هیچ جا کیفیتی چون خانهٔ خمار نیست

کی بود دربار هنر تاجر متاع خوش قماش
آنکه یوسف میفروشد کاروانی دیگرست

نیست در هیچ سری خواهش سودا ورنه
این زمان هم بهمان یوسف بازاری هست

در محفل سپهر ندیدیم امتیاز ✦
بر آفتاب و ماه زحل را تقدم ست

رشتهٔ عمر ابد شاید بدست آورده ست
هر کسی بر مرگ دشمن شادمانی میکند

اینهمه تعجیل ها در کشتن عاشق چرا
عاقبت پیش تو روزی جانفشانی میکند

ناصر کسیکه معترف سهو خود نشد ✦
فرزند خاص حضرت آدم نمی شود

نظام نواب عماد الملک نبیرهٔ نواب آصفجاه طبع نظم داشت این اشعار از وست

ز جوش اشک کن دامن مژگان آلی را
که در هر دم نباشد اعتباری سخت خالی را

فلک بسیار بی لطف ست تو ان جستا زو راحت
تو ان انداخت از طاق دل این مینای خالی را

بتکین پیش می آئی تکلف میکنی با من
فراموش کرده ٔ هنگامه ها ئی خورد سالی را

ندوزند اهل دانش دیده بر بازیچهٔ دنیا — که جا در بزم طفلان ست فانوس خیالی را
لطف تو نیست معتبر تا کرم است تازهٔ عشق — چند سحر بود شکوه بند نو خریده را
رفته بودم که دلی خوش کنم از سیر چمن — بلبلان مغز مرا سخت پریشان کردند
وا بکیدم عقد عمری ازان شمشیر شد — تیغ کج گر راست پرسی ناخن تدبیر شد

ندیم کشمیری همطرح غنی بود و مبرا از کبر و منی آزدست

ذوق مردن بود اندک چو هوس بسیار ست — خواب کم رو دهد انجا که مگس بسیار ست

نجیب نورالدین محمد کاشی باصفهان آمده بوسیلهٔ آشنائی میرزا ابراهیم مستوفی الممالک اشتها یافت و صاحب منزل و سامان شده سکنی اختیار کرد تا آنکه بمرض فالج درگذشت و درسخن از اقران و اشباه خود کمی نداشت بلکه بطرز شاعری آشنا تر بود و این ابیات ازوست

نفروخت ست کس بتر از و متاع حسن — خود را بهر و ماه چه سنجی که سنگ تست
من نقد دل بدست تو جاهل نمیدهم — تا ضامنی بمن ندهی دل نمیدهم
عجب دارم که ابر رحمتم تو نوید بگذارد — که من عمری بامید کرم تقصیر ها کردم
نی نالهٔ ماند در دل و نی آه در جگر — دیگر مرا بخاطر تو آورنده کیست
دارم تهی بجلوهٔ دل سنگ آب کن — از عکس خویش آینه عالیجناب کن

نصرت دلاور خان ناصر اصلی او میر محمد نعیم ست وطن اسلافش سیالکوٹ از توابع لاهور پدرش عبدالعزیز در سلک نوکران خلد مکان منصب دو هزاری داشت و وی ابتو جداری راجور از توابع بیجاپور مقرر بود آخر کار با نواب نظام الملک بسری برد و بمزید احترام اختصاص داشت در ۱۱۳۹ بسر ابستان بقا خرامید نصرت اقسام شعر خوب میگوید و مضامین مرغوب می بندد

دیوانش مرتب ست این بواقیت ازان بمعدن استخراج میشود

بسکه میدارد حیا در پرده محبوب مرا — دین بیگانه داند محتسب مکتوب مرا
مژگان هم نیاید در لدار بی نقاب ست — کی خواب میتوان کرد در خانه آفتاب ست

بی ابروی تو از نظرم نور میرود — این تیر بی کمان چقدر دور میرود
تحفه که بیک درد صد دوا بخشند — چه میشود دل مارا اگر بما بخشند
نیست ممکن که برد میتو دمی خواب مرا — میزند دست بپهلو دل بیتاب مرا
چشم پوشیده توان کرد سفر — چقدر راه فنا هموار است
شیشهٔ ساعت بود آیینهٔ دنیا و دین — گر یکی آباد گردد دیگری ویران شود
بر زمینی که او بنا نشست — خاک بر سر گر آسمان نشود
بقبی رسیدیم از ترک دنیا — نشد انچه از دست از پشت پا شد
روز بدیاری نمی آید زیاران دیده ایم — سایه هم در زیر پا گم میشود وقت زوال

نورالحسین فرزند میرآزاد بلگرامی ست گاهی بحکم ارث شعر نظم میکرد از دست

بی انیسی آمدیم از خانهٔ دنیا برون — چون شرر تنها سفر کردیم از خارا برون

پسرش امیر حیدر نبیره میرآزاد هم طبع نظم داشت و موزونیت از جده و پدر بارث مانده بود

این ابیات از وست

نمی بینم از و بیدادگاهی مهربانی هم — بحالم سخت دشوار ست مردن زندگانی هم
رود دولت زارباب غنا آهسته آهسته — که زائل میشود از مس طلا آهسته آهسته
بزرگان را بود دایم بکف سررشتهٔ تمکین — گذار دنیل ورفتار پا آهسته آهسته

حاجی میر محمد حسین مصقلهٔ فکرش زنگ از آیینهٔ خاطر نازک خیالان میزداید و سحاب طبعش غبار کدورت از ساحت ضمیر صافی مشربان میرباید و اصل از اندجان بود و خودش بدهلی متولد شده و در عهد فرخ سیر بمنصب مقصدی و دیوانگی گوالیار رسیده و هماجا در ۱۱۳۲ ازورق حیاتش بگرداب فنا افتاد طوطی سخنش چنین میسراید

در خیالت همچو گل آغوش دل وا کردنی ست — پرده از روی تماشائی تو بالا کردنی ست
در لباس عاریت جانی که داری از تو نیست — گر توانی دست بکشا کین گره وا کردنی ست

تی نه ذاب آ . زوست حال دل خزین بپرس — بیچو حباب از هوای شکنه سوئے ما
میروم از خویشتن اما نمیدانم کجا — می برد ذوق طپیدنهای دل سوئی کسے

نجات میر عبدالعالی از سادات اصفهان ست و پدرشان شاه سلیمان صفوی با آنکه عمرش از هشتاد گذشته طبع جوانش شگفته تر از گلزار و طرب افزاتر از خنده نوبهار بود کلیاتش قریب به ده هزار بیت بوده باشد این چند بیت از دیوان اوست

سحر که از تف دل آتشم بجان میسوخت — ز قصه الم شمع را زبان می سوخت
ز گرمیهای یار خود من دلریش میسوزم — چو شمع انجمن از نور شمع خویش میسوزم
آمی ز بدسالهاست که شرمنده توام — گر عاشقی امان بدهد بنده توام
آسوده جان شدم ز دم واپسین نجات — آخر کشیدم آن نفسی را که خواست دل
در موج شعله حال لب یار را ببین — این کافر مخلد فی النار را ببین
یکشب سری بخانه ما بیکسان بکش — گریان بر و زما در و دیوار را ببین
گفتند سخت عظیم ست بچشم تو نجات — وسعت رحمت حق را تو چه پنداشته

نثاری تبریزی مرزی آرمیده و حریفی جهاندیده بود شعر بسیاری دارد از اوست

فغان ازان که برم نانشسته طعنه غیر — بیاد ش آید و بی اختیار برخیزد
رحم بمن میکند و شمن تکلف برطرف — من حریف اینقدر بی اعتبار می نیستم

نسبتی از شعرای مشهد رضوی ست مدتی در آذربیجان ساکن بود آخر در آردبیل مدفون گشت از اوست

میرفت و عالمی نگرانش ولی کسے — رشکم بدل فزود که تا بم نظر نداشت
غائب ز دیده ناشده جان داد نسبتی — بیچاره تاب هجر ازین بیشتر نداشت
می نگذری زمان زمان روز وصال سوئی من — تا شب هجر سوزدم مسرت هر نگاه تو

نافع قمی طباخی میکرد آخر طبعش بآن راضی نشده خود را در سلک موزونان در آورد این

اشعار او خوش آمد

با هر که حرف دوستی انشا میکنم — خواهیده دشمنی ست که بیدار میکنم
یک سررشته وجود و سر دیگر عدم ست — نیست فرقی میان این چه حدوث و قدم ست

نذر کسی ابوالکارم ابهری در هجرت بشیراز گذر میکرد و آخر بقندهار رفت و در ۹۳۰ بعمر شصت سالگی

درگذشت و در نظم طبع خوشی داشت از وست

تیری که افگنی اگر از دل خطا رود — دل تیر را نشانه کند و نقطا رود

نامی میر معصوم خان ترمذی وارد هند گشته متوطن بهکر شد و از طرف اکبر پادشاه بسفارت

پیش شاه عباس ماضی والی ایران رفت و با شعائی و فکری و او حدی بزم صحبت گرم ساخت

و در ۱۰۱۵ در بهکر بمرد از وست

امشب سوز سینه خوشم مهلت ای اجل — فاشاکنم سوخته همان آتش ست

چون گریهٔ من دیدنشان کرد تبسم — پیداست که این گریهٔ من بی اثری نیست

نامی مولوی حاجی تراب علی خیرآبادی عباسی کتب درسیه از معقول و منقول بخدمت سید ابوالواحد

و مولوی غلام امام گذرانیده و مشق سخن پیش میرزا قتیل کرده و بکلکته رفته برفاقت حکام طبقه

سیر ایران و عراق عجم نموده و بدکن آمده مدرس مدرسهٔ کمپنی شد و بزیارت حرمین شریفین

مشافهته وقت مراجعت در مقام پتن ۱۲۱۸ سفر آخرت گزید از وست

سحر از جنبش شاه بگلگشت چمن — یاد مه آمد و رشک قیامت بکوی کسے
هر زمان دست کشان می برود جانب عشق — از پی سجده بطاق خم ابروی کسے
نیست از بخت بد چشم امید انگه بود — دست در دست و سرم بر سر زانوی کسے

نصیبی گیلانی از وطن خود به تبریز رفته بشیوه خلوا فروشی قیام داشت با بافغانی از جائی

سخنش محفوظ گشته بلایت سلطان یعقوب رسانیده و فاتش در ۹۴۴ بوده از وست

دلی دارم خراب از التفات چشم بیماریش — همه از جور می ترسند و من از لطف بسیاریش

خوش آنکه دو افتاده نا گهان بیار خود رسد دستی که بر سر سر زند دور گردان یار آورد

نسیمی سینی شیرازی صاحب فضل و حال بود و او را قصه مسلوخ ساختند از پوست

دست رنگین ز رقیبان بدندیش بپوش تا ندانند که خون دل ما میخوری

نور جهان بیگم دختر خواجه ایاس و متخلص بجهانگیر پادشاه بود و شاه با بر فرط محبت و عشق که باو داشت تمام مهام مملکت هند بقبضهٔ اقتدارش داد و مشیت امور سلطنت بفکر و تدبیر او میشد نور جهان زنی شاعر طبیعت خوش مذاق حاضر جواب عالی دماغ بود این ابیات ازوست

کشاد غنچه اگر از نسیم گلزار است کلید قفل دل ما تبسم یار است

نه گل شناسد و نی رنگ و بو نه عارض و لعل دلی که بحسن او گرفتار است

دل بصورت ندهم تا نشود سیرت معلوم بندهٔ عشقم و هفتاد و دو ملت معلوم

زاهدا هول قیامت مفکن در دل ما هول هجران گذراندیم و قیامت معلوم

بقتل من اگر شاها دلت خوشنود می گردد بجان منت ولی تیغ تو خون آلود میگردد

ناطقی نیشاپوری داماد ملا قیدی ست بسیار خوش ناطق عالی طبع بود با حکیم شفائی مشاعره و معارضه کرده و بطالف مرغوبه حکیم را مغلوب ساخته ظاهرا بهند آمد و با قدسی صحبت داشته ازوست

خارم ولی گلاب ز من میتوان کشید از بسکه بوی همدمی گل سرشته ام

ناطق گل محمد خان مکرانی از موزونان زمان حال و شاعران شیرین مقال ست از دیار خود سری بهند کشید و شطری از عمر در بلدهٔ لکهنؤ بسر برد و بمدح محمد علی شاه و امجد علی شاه و امراء دولت قصاید فراوان پرداخت درین نزدیکی او ان شاعری باین ذهن رسا و فکر آسمان پیما از ولایت باین مملکت رسیده گل محمد خان ناطق مکران تاریخ وفات او ست که مطابق ۱۲۶۴ هجری می شود جواهر سنگه جوهر شاگرد ناطق دیوان مختصری از سخن او فراهم

آورده وجوهر منظم نام تاریخی گذاشته این چند گهرلی بها از بیت المال طبع او زیور بیان کرده می شود ؎

زکام از نکهت گلهای باغ خلد می آید
دماغ عندلیبان قفس پرورده اورا

نمیدانم شهید تیر مژگان که شد ناطق
کفن از پرده های چشم کردند آهوان اورا

خون صد توبه بریزیم و محابا نکنیم
عفو قاضی شده در محکمهٔ داور ما ؎

فارغ از آفت ما باش که ما خصم خودیم
ز آهن تیشهٔ فرهاد بود خنجر ما

گرچه بلبل کلبهٔ از خار و خس باشد مرا
گشتنی باشم اگر گلشن هوس باشد مرا

تا چه آید بر سرم از دست بر دعا فیت
گر نه بیدادت ز شفقت دادرس باشد مرا

آهنین دل نیستم یارب چرا در زاه عشق
ناله بی تاثیر مانند جرس باشد مرا

بعد قتل من خدارا از خونم شوی
اینقدر رحم از تو ظالم ملتمس باشد مرا

کی میسر میشود مرغان باغ خلد را
این فراغتها که در کنج قفس باشد مرا

در دو عالم بد دولت نگراید هوس ما
بر شریت دنیا ز پیچ و خم پس ما

جان باز داجل گر بچکاند بکاشش
یکقطره ز زهر آب گداز نفس ما

هر مرغ که پرزد بتمنای اسیری
اول بشگون کرد طواف قفس ما

حرف هوس بوسه چو تجاله گره ماند
از گرمی صحبت لب ملتمس ما

زندانی دل بسکه شد از دهشت خویت
کرده ست فراموش ره لب نفس ما

فریاد نگوئی که بگوشش نرسیده ست
ناطق بتغافل زده فریاد رس ما

حکم غسه یارست که ما زنده بمانیم ؎
در زود نمردن گنه از جانب ما نیست

ما امت عشقیم بجز حسن پرستی ؎
پیغمبر ما گفت دگر کار روا نیست

نگذارد بکمیدن لبت آنغمزه بلی
نیش ز نبور پناه عسل ز نبور ست

قسمتم بود که بستی سر من بر فتراک
ورنه ظالم ز تو این رحم بغایت دور ست

نی غم و هر درونی غم ایامی هست
ای خوشا دیر که خوش گوشه آرامی هست

منکه مستم زمی عشق چه دانم که بدهر
شورش کفری و هنگامهٔ اسلامی هست

دام برچین زره ای کنگرهٔ قصر بهشت
مرغ دل صید تماشای لب بامی هست

منم آن پیر که از سلک مریدان من مست
هر کجا زیر فلک میکده آشامی هست

سینه ام را بنسیم پر تیری دریاب
که درین تازه چمن غنچهٔ دل نامی هست

آز بسکه طالعم به تنزل نهاد رو
آتش ز شمع تر بتم اندر کفن گرفت

گر خضر کامیاب شد از چشمه رشک نیست
داد از کسیکه کام ز چاه ذقن گرفت

رفتم به پیش داور محشر بداوری
او نیز جانب بت بیباک من گرفت

چگونه جان بسلامت برم ز سفاکی
که بر درش ملک الموت بسمل افتاده ست

جرس بنالهٔ ما نم مقلد دل کیست
که ناقه بیخود و لیلی ز محمل افتاده ست

گذشت موسم و فرستند همرهان و هنوز
سفینهٔ من مسکین بساحل افتاده ست

بکف تیغ جفا باز آن وفا بیگانه می آید
شفاعت پیشگان رحمی که بیرحمانه می آید

درون قفسیدهٔ عشق که ام یارب که آه من
برون از دل بسامان صد آتشخانه می آید

سرایت کرده امشب نکهت زلفش چنان بزمم
که بوی مشک از خاکستر پروانه می آید

خبر گیر ای امام شهر از کیفیت زاهد
که از مسجد صدای گریهٔ مستانه می آید

لبت اگر به تبسم نمک فشان نشود
دل و جگر بچه امید کس فگار کند

سبک ز دل هوس عشرت جهان برخیز
مشو بخاطر ازین بیشتر گران برخیز

بزن بجوش چنان گرم کاتش ست آتش
شتاب از سر این شعله چون دخان برخیز

فراغ کنج قفس از فضای باغ مخواه
سراغ دام کن ای مرغ ز آشیان برخیز

گرفت روی زمین را سرشک گلگونم
تو نیز ناله بتسخیر آسمان برخیز

دمید صبح و گل از رخت غنچگی برخاست
تو هم بذوق صبوحی ز پرنیان برخیز

ستاره گر نبری سوی تست پیشانی زن
قدح گرفته بکف همچو آسمان برخیز

بگیر صومعه را هدف ستاره صفت
وهی بدیر نشین می‌کش و جوان برخیز

سزای تست که گشتی اسیر غم ناطق
که گفته بود ترا گر دماغ ان برخیز

بخیابان چمن بسمل از ناز خرام
چند خمیازه بقد تو کشد آغوشش

شد ابا لب قدح عمر من زار و نزار
که قدح وار نهم لب لب می نوشش

ای عزیزان وطن دست بشویید از من
کشتهٔ هندم و سبزان گلابی پوشش

ناطق آن طفل کنون حرف تو کی گوش کند
باش تا خط سیه فام بمالد گوشش

ناطق ابنای روزگار کراند
خود بنه گوش بر فسانهٔ خویش

خموشی ترجمان عرض بیداد ست ظالم را
زبان در سر نه خوابانید زان تیغ تیالیش

الهی جذبهٔ بیداری بخت نژندم را
فلک تا چند دارد کوچه پیمائی رگ خوابش

صفر رای آسمان کاشب بپرخاشت نیان بستم
پر و سوفار و پیکان باز بر تیر فغان بستم

دو اورد ستم اکنون در گرد و یاد دورانی
که از سر هم کافور بر زخم کتان بستم

بفرمان ادب دوشش زبی خوابی نگان او
گلو تا صبحدم افشردم و راه فغان بستم

ز رشک آخر چسان بینم که خون دیگران ریزد
بطفلی آنکه شمشیرش من اول بر میان بستم

دو و بق زد بقدم تیغ و من زاندیشهٔ جنبش
نگاه عجز پوشیدم زبان الامان بستم

خوش آن غیرت که چون آهنگ گلگشت چمن کردی
بگلشن پیشتر رفتم نگاه بلبلان بستم

بشاخ گل نشیمن ساختن بر بلبل ارزانی
که من در چنگل شهباز خونریز آشیان بستم

حدیث لذت لعل حلاوت دستگاه او
بشهر افگندم و شکر فروشان را دکان بستم

صبا از جانب ناطق سلامی خاک مکران را
که من چون غنچه دل در گلشن هندوستان بستم

رفتم که باز سجده بران آستان کنم
خود را شریک غالب هفت آسمان کنم

هم ناصبور کرده مرا عشق و هم غیور
هم قاصدیت فرستم و هم قصد جان کنم

تا آمدم بشهر و بجودم تب غمت ۰ گردش بسیر کوچهٔ هر استخوان کنم
خلقی ز دست بردِ فغانم بجان رسید آفاق را بمیرم و دار الامان کنم
ناطق ز طوف کعبه نشد کام من روا رفتم که باز سجده بر آن آستان کنم
ساقی آن می که چو یک رشحه ازان نوش کنم همه او گردم و از خویش فراموش کنم
میکند کسب صفا دُر ز سویدای دلم بسکه اندیشهٔ آن صبح بناگوش کنم
چه بهشت ست که بیخود شوی از بادهٔ بیخ چارهٔ خود ز تو از حسرت آغوش کنم
تا بکی شکوه ز بیمار من انشاء الله مر ترا امشب ازین بار سبکدوش کنم
کی بود کی که ز نقشِ قدم پاک سگت تربتِ ناطق خون ریخته گلپوش کنم
چند رانی سخن از مهلتِ قتلِ ناطق این نه حرفی ست که تو گوئی و من گوش کنم
شمع از سوختنِ خویش شکایت میکرد وا نمودم دل سوزان و خموشش کردم
بدلِ مرده نه بخشید حیات آبِ خضر زنده از خاک درِ باده فروشش کردم
یاد آن طالع فرخنده که دشنامم داد طلبِ بوسه اگر از لبِ نوشش کردم
دیگر بران سرم که گدایانه بر درت خود را ستم کشِ سگِ دروازه بان کنم
تا قتل عام طائفهٔ خور می کنند درد ترا بکشور دل حکمران کنم
آخر بگوشهٔ قفسِ تست جائے من بر شاخسار سدره اگر آشیان کنم
یارب سعادتیکه جبینِ نیاز را من بعد وقف سجدهٔ آن آستان کنم
نیم بسمل بهلم یکدو نفس تا که بگور حسرتِ لذت بسیار تپیدن نبرم
هست از شوخیٔ پرواز من آگه صیاد نیست بیجا شکند گر بقفس بال و پرم
کو غارتی که جبهه و دستار شیخ را بفروشم و تهیهٔ رطلِ گران کنم
دارم امید جائزهٔ نیم جرعه زاهد چرا نه مدحت پیرِ مغان کنم
همه از بام و درش ظلمت عصیان ببرند چون بطاعتکدهٔ شیخ سیه کار شدم

بخطِ ساغرمی خط غلامی دادم ❊ فارغ از کش مکش سبحه و زنار شدم
خواب دیدم که خورم آبِ حیات از دستش تیغ می راند بخلقوم چو بیدار شدم
بان درین ره زمن آموز شنا را که زدم غوطه در قطره و از بحر پدیدار شدم
گر خلد در دل یاران منافق چه شگفت گل بدم از اثرِ صحبت شان خار شدم
توبه از باده در ایام جوانی کردم اولِ مستی من بود که هشیار شدم
چه توان کرد بقسمت که ز قسمت ناطق تو شدی زاهد و من رند قدح خوار شدم
بیک پیمانه ساقی کرد مدهوش آنچنان دوشم که از محفل حریفان چون سبو بردند بردوشم
خدا وشت آنطرف زعدم بال میز نم ای بیخبر بگیر ز عنقا نشان من
یاران بفکر هم وغافل که هر نفس خمیازه میکشد نمک زخم جان من
ای بوالهوس که دوختنا دیده بر رخش غیرت بگیر از مژه خون فشان من
بیرون میرود ز دلم مهر مهرخان گو چرخ و صد چو چرخ شود خصم جان من
خون هزار موعظه بگردن گرفته ست صد آفرین بجرأت گوش گران من
جان برلبم بفهم نیاید بیان من کس جز چراغ صبح نفهمد زبان من
صد پاره باد دل که ببزم تو از طپش صد پاره کرد پرده راز نهان من
در دل تنگم زگرد غم بیابانی ببین در بساط قطره سامان طوفانی ببین
در شب هجرت ببزم سینه ام یکره خرام از دل پرداغ من سر و چراغانی ببین
آخت بهر کشتنم تیغ جفا و زد بغیر ❊ از وفا برگشتن برگشته مژگانی ببین
سلطنت گر میل داری خاکساران را نواز خدمت موری کن و خود را سلیمانی ببین
از سفرها باز آوناطق را زدردِ فرقتت پای تا سر همچو شبنم چشم گریانی ببین
بوالهوس سخت ز دلداغ محبت ببرت امتحانش دو سه روزی بجفاکاری کن
دوش گوشه میخانه مکن زاهد شهر تو بمحراب نشین مشق سیه کاری کن

کیمیا سازکریمی تو ولیکن چکنم — که مس من نگشت منت اکسیر کسے
سرگران میگذرد یار ز اغیار امروز — کرده تاثیر مگر نالهٔ شبگیر کسے
مرغ جان از قفس کالبد ما ناطق — کرد پرواز ولیکن به پر تیر کسے

رباعی

ناطق چو بلا بد بهر بد فال شدی — دور از وطن و عیال و اطفال شدی
شاعر شدنت بهر فلاکت کم بود — کای خانه خراب باز رمال شدی

بر سر بام بیا گوشهٔ ابرو بنما ✤ — روزه داران جهان منتظر ماه نوانند
استخوان ریزهٔ مجنون منگن پیش سما — کین تعلق بجناب سگ لیلی دارد
پردهٔ چشم خود ای فانگان فرش کنید — که بسیر چمن آن سرو روان می آید
رهین منت خوئی توام که هر نفسم ✤ — بجنبش ستم تازه شرمسار کند
چنان تاثیر بگرفت از نگاه مست او تیرش — که بوی باده می آید ز خون زخم نخچیرش
پیاله بر کفم و محتسب ز دیر گذشت — رسیده بود بلائی ولے بخیر گذشت

نیّر نواب محمد ضیاء الدین خان بهادر دهلوی بن فخر الدوله نواب احمد بخش خان بهادر والئ فیروزپور جهرکه از یکهٔ سخندانی و پادشاه ملک معانی و معانی ست در فارسی نیّر و دارد وی ریخته رخشان تخلص میکند امروز دهلی بوجود باوجودش در ناز ست و زمرهٔ شعراء باسخن تمکینش دمساز علاوه قرب قرابت نسبت تلمذ با میرزا اسد الله خان غالب درست دارد و در انشاء نثر فارسی و انشاء نظم دری فیض سخن از عرش برین می ستاند محرر سطور در حین طلب علم که بدهلی وارد شد مکرر او را دیده و با فرزند مرحومش شهاب الدین خان سرشتهٔ الفت بهم رسانیده حیف که آن نوجوان باغ قابلیت خدا داد در زمانهٔ عذر رهند جفا آباد از لباس حیات مستعار عاری گشت پدر بزرگوارش هنوز رونق انجمن آن شهرست واز فضائل صوری و معنوی بهره در آین چند بیت او بنا بر ضابطه در ینجا ثبت افتاد ؎

مکن هلاک که شادم بنارواییٔ خویش
بروی من مکن اچشم اعتیار مرا

نمود تیره چو شب رویی روشنان سپهر
بخاک سائی سر نخوت غبار مرا

کنی نه گر قدمی رنجه خنجرے بفرست
مخواه در شب هجران تهی کنار مرا

کشود گر خم زلفی دلی دران بستم
که داده اند درین جبر اختیار مرا

خوش می برد بخواب عدم قصهٔ مختصر
افسانهٔ درازیٔ شبهائے تار ما

جام شراب برکف و نوشین لبے ببر
دیگر ز حق مگو که ترا التماس چیست

نیرنگ انقلاب گر نگفند از رخش نسیم
وجه بباد دادن هوش و حواس چیست

ننشاند ز سوز جگرم دوش بر خود
خواهم که نخجر بشگافم جگر خود

چون آمده ایم از عدم آسان بود اکنون
پیمودن راهے که بود پی سپر خود

روخشم مکن هرزه چه بندی پی قتلم
بر دیده وران عرض کن اول کمر خود

شکسته طرف کلاه و کشوده بند قبا
چه بیخودانه بت میگسار مے آید

بعرق ریزیٔ بیفائدهٔ بخیه گران
همچنان ز خم جگر خنده زنان ست که بود

روش دهر یک گونه نباشد نیرنگ
نه چنین بود که هست و نچنان ست که بود

این سر شوریده برخشت لحد خوش آمید
شد فرو در دسری کز بالش پرداشتم

کرد خاکستر سراپائی مرا سوز درون
شد غلط چشمی که من از دیدهٔ تر داشتم

آندم که بخش چشم و دهان کرد روزگار
خندید ان از تو بوده و از ما گریستن

هان ای چشم قیس نه خارج از حیاست
بر مرقد مطهر لیلی گریستن

زین پس بضبط کوشم و سوزم بسوز اشک
فرسوده شیوه ایست همانا گریستن

تا زنم آتشی بچرخ آه مرا شرار کو
تا دهم این جهان بباد دیدهٔ اشکبار کو

تا تو ستیزه آوری من رهٔ عجز بسپرم
جور ترا کران کجا شوق مرا کنار کو

نواب مخلص مجرسطور رقم این مرا بورست نام اصلی او صدیق بن حسن بن علی حسینی بخاری

قنوجی ست بیشتر دریوزه گر کوچه فضلا و ریزه چین مائده مفسرین علما و محدثین نبلا و ست
در بدایت شعور گاهی ماهی بر آستانهٔ سخن می نشست و گوش بر آواز و چشم در راه کلام موزون
میماند چند گاه ست که آیینهٔ ضمیر را از صور خیال غیر پرداخته و از بیت سخن با بیت الحزن یعنی
ماتمکدهٔ هستی خود ساخته این گستاخ شوخ چشم کیست که با وصف کج مج زبانی پهلوی شیخ ایمان
نشیند و با وجود تنک سرمگی در بازار سیر متاعان دکانی بر چیند عمرها در جلو دل دیوانه گشت
و بجائی نرسید سالها در پی کاروان ناله افتاد بمقامی سر نکشید اما از انجا که گل را از خار و دل
را از خمار و فلک را از غبار گزیر و گریز نیست باین دستاویز حرفی چند از ترجمهٔ مستمند خویش
بر یاران بزم مهربانی عرض میدارد ورود این آواره دشت ایجاد و سر کن و بر کن بزن
کون و فساد از شبستان عدم در بزم وجود نوزدهم جمادی الاولی روز یکشنبه سنه یکهزار
و دو صد و چهل و هشت هجری دست بهم داد موطن و منشای او محلهٔ شیخ پوره واقع بلدهٔ الهٰ آباد
قنوج از سرزمین میان دو آب گنگ و جمن ست و نسبش بسید جلال الدین بخاری مخدوم جهانیان
جهان گشت بسلسلهٔ صحیح میرسد و منتهی بامام زین العابدین بن حسین سبط شهید کربلا رضی الله عنه
میشود و عشیرهٔ او هنوز بسادات بخاری شهرت دارد تحصیل علوم متداوله از چند اساتذهٔ مشایخ
عصر خود کرده از انجمله علوم دانشمندی را در حوزهٔ درس صدر الافاضل مفتی محمد صدر الدین خان
بهادر صدر الصدور دهلی متخلص بآزرده بپایان رسانیده و فاتحهٔ فراغ خوانده و از خدمت
ایشان بعد اکتساب منطق و حکمت و فقه و علم ادب بطاقه سند حاصل نموده و سرمایهٔ فنون
درسیه بدست آورده و علوم ملیهٔ شرعیهٔ دینیه از تفسیر و حدیث و فقه سنت و اسماء رجال
و احکام بر مولانا شیخ حسین بن محسن انصاری قاضی حدیده مرتب گذرانیده و موفق بحصول
اجازت بر طریقهٔ انیقهٔ محدثین کرام ادام الله تعالی اقبالهم شده و نیز سند دواوین اسلام
از معاجم و مسانید و صحاح و جوامع و جز آن از مولانا محمد یعقوب دهلوی برادر مولانا محمد اسحق
دهلوی نزیل مکهٔ معظمه رحمهما الله تعالی حاصل نموده و استجازت ثالث از شیخ معمر مولوی عبد الحق

بن فضل الله ساکن قصبهٔ نیوتنی رحمه الله تعالی بست آمد و همگی مشایخ و اساتذه در حق وی ادعیهٔ
نافعه بر زبان برکت ترجمان خود شان گذرانیدند نمیدانم که این همه رفعت صوری و معنوی
و مزیت دینی و دنیاوی که حاصل روزگار من ست ببرکات انفاس قدسی اساس این بزرگوار است
و هرچند این اسانید و مسانید و اجازات صحیحهٔ شریفهٔ فضیلتی بزرگ ست و باین نوع که مرا حاصل شد
کمتر کسی را دست بهم داده باشد لیکن بعد طی این مراحل شطری از عمر گرانمایه در سروکار مطالعهٔ
اسفار و صحف کثیره از هر جنس بگذشت و قلمدهٔ حقیقی بایمهٔ هدی که عبارت از زمرهٔ اهل حدیث و
اثر ست حاصل گردید و ملاحظهٔ مصنفات ایشان بابی عظیم از فهم و هدایت و درایت بذل کشود
و نفع بی نهایت در هر باب بخشود خصوصاً مؤلفات حضرت شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام
حرانی و تصانیف حافظ متکلم محمد بن ابی بکر بن قیم جوزی و نتائج طبع بدر ملت منیر سید محمد اسمعیل بن
امیر یمانی و مجامیع قاضی القضاة محمد بن علی شوکانی قدس الله ارواحهم و هریکی از ایشان در عصر
خود یگانهٔ دهر و مجتهد زمان بود و تقلید احدی جز اتباع ادلهٔ صریحهٔ کتاب و سنت نمی نمود این بندهٔ
شرمنده نیز درین رائی صواب نما همعنان ایشان ست و در مقام استقامت بر اتباع دلیل
بحمد اعلی و بمکان رفیع الشان محمدی مشرب سنی مذهب نقشبندی طریقه ست اگرچه هنوز دست
بیعت بدست کسی نداده ست و چراز که کوثر شارع علیه السلام آبی از سرچشمهٔ خضر راهی نخورده قدر
مدة العمر اوراد پنج سفر پیش آمده یکی سفر لطلب علم و درین حرکت نواح وطن مثل فرخ آباد و کانپور
و دهلی را پی سپر کرد و بقدر مقدار از خمخانهٔ علم ساغر صهبای صاف کشیده و از دُرد جام بر دل
ناکام آرمیده دوم سفر لطلب معاش و درین سیر بلدهٔ بهوپال را اولاً و بلدهٔ ٹونک ثانیاً
گلگشت کرد اقامت ٹونک هشت ماه بیش نبود و دل دران وشتکده نچسپید صرف بپاس خاطر
منیر الدوله مرحوم والی انجا چندی پای اقامت افشرد و باز رخت بدار الامان بهوپال کشید و
درینجا بتاریخ سنت نکاح با دختر مدار المهام محمد جمال الدین خانصاحب بهادر نائب ریاست پرداخت
و این اول عقد من ست و دو پسر و یک دختر بهم رسیدند و در ضمن این آمد و شد بلاد دیگر را

مثل میرزاپور و جبلپور و هوشنگ آباد و جز آن ملاحظه کرده باندور همراه نواب سکندر بیگم صاحبه مرحومه والیهٔ بهوپال رفت و برگشت و بعد انتقال ایشان دو رخجسته نواب شاهجهان بیگم صاحبه رئیس اعظم دلاور طبقهٔ اعلای هند سایهٔ عاطفت بر سر این الکه انداخت سوم سفر حرمین شریفین زاد شرفها پیش آمد و در سنه یکهزار و دو صد و هشتاد و پنج هجری شوق زیارت مکهٔ مکرمه و مدینهٔ منوره که از مدتی دامنگیر دل درد منزل بود و هجوم آورد و بحصول دستوری از آقای ما و مولای محل حجاز همیمنت طراز بر بست و مسافت بر و بحر نوردیده خود را با ماکن مقدسه رسانید و چون

نیاز بر آستانهٔ بیت الله مالید

جمال کعبه مگر عذر رهروان خواهد ۔ که جان خسته دلان سوخت در بیابانش

و چون از مناسک حج فارغ گشت رو بمدینهٔ منوره آورد و غبار عتبهٔ رسالت را کحل الجواهر چشم فؤاد ساخت

ز بعد کعبه نظیری زیارت ماکن ۔ که دلبری نکمین ست در مدینهٔ ما

و یک اسبوع در جوار خیر البشر صلی الله علیه وسلم گذرانیده صرف عنان بسوی ام القری نمود و از انجا براه حیدرآباد سری بدیار بهوپال کشیده و درین آمد و شد کتب بسیار از علوم قرآن و حدیث مطالعه کرده و کتابت نمود و بشترا کرده و بر روی دریای شور بدست خود نسخها نوشت که در کتب خانه ام موجود ست در حین حضوری خود پیش باب بیت الله نذر ملتزم مکرر دعا کرد که ای خداوند زمین و آسمان از معاش سد رمقی بیش نمیخواهم آن هم بر وجه حلال و بی منت رجال و آنچه منتهای آرزوی من ست حصول رتبهٔ کمال در علوم دینیه بیما تفسیر و حدیث ست این هر دو علم را چنانکه من میخواهم و چنانکه تو خواسته باشی باین هیچیز کس هیرس ارزانی فرما و آزین حین بیمعاش که دران مبتلا بوده ام و ازین ضیق قلب که از ناروائی صحف دین و دواوین احکام شرع مبین که نقد وقت دارم برهان نگر حق تعالی دعای این بندهٔ شرمنده عاصی پر معاصی خود را اجابت کرده باشد که باین روزا قبالم رسانیده و از تنگنای حسد و حقد ابناء زمان رهائی

هر چه تمامتر بخشید

ای خدا قربان احسانت شوم　　این چه احسان ست قربانت شوم

بعد معاودت از سفر حجاز میمنت طراز چون ورود بلدهٔ بهوپال که خال رخ هفت کشور اقبال ست دست بهم داد اول باهتمام مدارس این خطه باز بخدمت امیر الانشائی حضور رئیسهٔ معظمه مامور و بخطاب خانی نامزد شد و پا بپایه عاج معارج ترقی دولت گردید تا آنکه بسببی برنیامد که بسابقهٔ ازل و تقدیر عزوجل اتفاق عقد ثانی با رئیسهٔ موصوفه شد و باین رهگذر اولاً بمنصب نیابت دوم این ریاست سربلند شد و ثانیاً در همان نزدیکی زمان از نیابت بعالیخطاب نواب والاجاه امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بهادر سرمایهٔ امتیاز اندوخت تاریخ این عقد خیر مهد که در سنه دوازده صد و هشتاد و هشت هجری صورت بست بتمیئهٔ یکعدد کریمه و اخری تحبونها ست و بوجه این انتساب اقطاع هفتاد و پنجهزار روپیه سال از محال بریلی مضاف ریاست بهوپال رعایت شد درین حین نزیل بهوپالم و قرین صد گونه اقبال و الحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات هر چند بجای خود گوشه گزین و خاطر حزینم اما در چشم ظاهر بینان صورت پرست متکی اریکهٔ ریاست و صدر نشینم تدبیر مصالح عباد و منافع جملهٔ رعایا و برایای این الکه بدست او سپرده اند و بی خواستهٔ او

باین کاروبار دشوار برنداشته

بار جهان بر دل آن نازنین　　سینه چنین نازک و بار چنین

او سبحانه که مبدی این تکوین ست انجام مجاری انیمهٔ امور بخیر کناد و اوج و موج این پنجی سرا را حجاب بصر بصیرتش از صعود معارج دار بقا نگرداناد سفر چهارم سفر استحصال تمغای نیکنامی و بلند پایگی رئیسهٔ عالیه بود که در سنه ۱۲۹۰ از محمیهٔ بهوپال و محروسهٔ این دار الاقبال بعیت یکدیگر و جمعیت لشکر بسوئی بندر ممبئی حرکت و سیر اتفاق افتاد و بعد ورود انجا لارڈ ناتهبروک گورنر جنرل و ویسرای کشور هند که نوواردین این مملکت بود بحکم ملکهٔ انگلستان کوئن وکتوریا تمغای نیٹی درجهٔ اول با پایهٔ این منصب ساخته ولایت انگلند و علم عالی پرچم و خطاب گرنڈ کمنڈر اسٹار آف انڈیا باسند

خطاب موشح بدستخط ملکهٔ معظمه و وزیر اعظم انگلستان ارزانی داشت ولقب پرنس دلاورِ اعظم طبقهٔ
اعلای ستارهٔ هند بخشید و تتبهٔ صاحب خطاب اندر مجمع رؤسا و هند که حاضر جلسه بودند بیان
مراتب عزت و شرف و مزیت خیرسگالی و علوهمت در انتظام ملکی و مالی دو بالا گردانید و عقد این محفل
سرور منزل خاص ازبرائی همین عطیه بود تا پایهٔ رفیع رئیسهٔ معظمه را بر اقران و امثال وی جلوهٔ
امتیاز بخشند درین سفر میمنت اثر اتفاق گلگشت ملک گجرات صورت بست و بلدهٔ سورت
و احمد آباد بدید رو عمارت آن دیار و اقطار بچشم اعتبار ملاحظه افتاد سفر پنجم رحلت بسوی
دار الامارهٔ کلکته ست که در ماه ذیقعدهٔ ۱۲۹۲ هجری همپای رئیسهٔ معظمه دست بهم داد مدت
این سفر خیر اثر دو ماه و چهار روز بود درین گلگشت ملاحظهٔ مجامع ملوک و امراء و حکام برطانیه
و دیگر اکابر بلده بروجهٔ تفصیل و اجمال صورت بربست و با میر تراب علیخان سرسالار جنگ بهادر
وزیر ریاست حیدرآباد دکن و نواب امیر علیخان بهادر وزیر السلطان و دیگر اهالی و موالی
ملاقات گردید و مشاهدهٔ امکنهٔ رفیعه و بساتین منیعه و شوارع مستقیمه و انهار و جداول سائله
اتفاق افتاد و با گورنر جنرل و شاهزادهٔ انگلستان مکرر رسم ملاقات و اتحاد مودی گردید
نام اصلی لارڈ بیرنگ ست و اسم شاهزاده پرنس آف ویلز و درین آمدوشد اتفاق گذر بر سر وقت
بلاد دیگر هم طوع قدم شد و در بنارس و الهآباد و کانپور یک یک اسبوع توقف افتاد و معاینهٔ
بلاد و اهالی و دیار و گلزار آنجا نموده مراجعت بسوی بهوپال کرده آمد سه سفر اول بضرورت
کسب علوم و حصول روزگار بود و دو سفر ثانی به تبعیت رئیسهٔ نامدار ــــــ ؎

سفر سفر که چنین یار غار در سفرست تو بخت بخت سفر دان و کار کار سفر

اکنون بعد ازین اسفار پای توطن در بهوپال شکسته ست و رنگ اقامت درین محروسه
ریخته تا منظور نظر کبریائی او چیست و چشم آرزو بر اختیار سفر ششم آخرت که هیچ فرد بشر را
ازان گزیر و گریز نیست دوخته تا کی بیکی از دو حرم محترم مکی و مدنی بپای شوق طی مراحل
کرده بقیهٔ انفاس مستعار و حیات ناپایدار را در زاویهٔ عافیت و گوشهٔ قناعت بسر برد

وقاصد اجل مسمی را نزد ورود مسعود لبیک اجابت گفته کلمهٔ توحید بار تعالی گویان ومغفرت
ارحم الراحمین را جویان ازین خاکدان فنا سری بدار الامان بقا کشد واز حضیض ناسوت
اوج گرای لاهوت گردد عمر لیست کی همگی همت خود را با وجود علائق فصل خصومات وعوائق
رتق وفتق مهمات وقف شغل علم ومطالعهٔ صحف دین ودواوین ائمهٔ اسلام واشاعت مسائل
شریعت حقه وتدوین تفاسیر صحیحه وسنت مطهره داشته ام ودل رنجیده وخاطر اندوه آرمیده وجان
شمیده را از ملاحظهٔ زشت وخوب جهان وجهانیان وشیوهٔ جور وستم واندیشهای نابایست ابنای
زمان برداشته ودر رنگ دانشمندان معاصر که در شکست یکدیگر میکوشند وافزایش جاه علم ودولت
اقران را بدیدهٔ کوتاه بین نمی توانستند دید چشم پوشیده انفاس گرامی واوقات عزیز را بکجرکت
ارادی یا قسری در سر کار وبار خدمت قرآن کریم وحدیث شریف بسر می آرم این صحیفهٔ موزون
که در رنگ سبزهٔ بیگانه در چمن تالیفات شرعیه این جور کش زمانه دمیده ست وچون آب روان
در پای سبزان گلشن دین وایمان آرمیده محض بولولهٔ سوزوگداز قدیم از آتشکدهٔ دل بتاب
چون دخان سر بالا کشیده وبرای احماض مذاق خواطر آشنا وبیگانه همچو چاشنی بر مائدهٔ الوان نعمت
بهم رسیده ورنه درین هنگام که قوی بضعف گرایده وجوش شباب مبدل بذبول شیب گردیده
خود مرا سری باین سودا نیست وکیف که امروز در بزم بجای گلبانگ میخواران دعای دینداران است
وعوض هو وهای مستان تهلیل خدا پرستان ؎ بجای نغمهٔ نی صوت دلکش حافظ ؎ بجای
جرعهٔ می بادهٔ محبت دوست ؎ نهال عمر تنکمایه بچهل وچهار سال کشیده وآفتاب زندگی مستعار
بلب بام فنا رسیده ودل از کرده منفعل وخاطر از آورده خجل وجان ناتوان از پیش آمدهای
آنچنان وجل گردیده وهوا وهوس جوانی وپیچ وتاب بالاخوانی وولولهٔ عنفوان شباب فانی
مضمحل گشته وطبع کلیل از وداد وضاع زمان وزمانیان ونظارهٔ تغیرات بی پایان جهان
وجهانیان وگم شدگی مدارج ایمان وشکستگی ساز وبرگ عرفان وبهمرسی اسباب فسق وفجور
وسرسبزی اهل نفاق وزور بر خود تنگ آمده ارحم الراحمین بر بندگان خود ببخشاید وخاتمه

کار و بار این بی سر و پا را بخیر گرداند و پروانه بی پر و بال را بشعلهٔ دیدار فیاض الانوار خویش برساند هر چند میخواهم که پای خامه را خاییدم و سر گردانی او را در وادی خیال نه پسندم اما ذوق فطری را چکنم که میخواسته بر سخن طرازی می آرد و با حرف پر مضمون معنی موزون شناسا میسازد بیشتر چاویده خامهٔ حق نویس صواب گذارش دفاتر گرانمایهٔ تفاسیر و طواسیر بلند پایهٔ احادیث ست در لغت عرب و فرس ریخته و با وجود طبع نظم سخن موزونش در غایت قلت و نهایت ندرت واقع شده گویا گاهی جرعه ازین میخانهٔ هوش افزا بکام جان نکشیده و بوئی ازین گلزار پیرایه بدماغش نرسیده و کیف که ؎

قافیه اندیشم و دلدار من گویدم مندیش جز دیدار من

این چند خزف پاره که در پنجا بر بساط سخن پریشان کرده بتقریب تسوید این نامه درین نزدیکی در رشتهٔ نظم کشیده و بمیزان وزن سنجیده و نغمهٔ تازه در طنبور دمیده تا نگویند که از گهرهای شاهوار دیگران انبار ها فراهم آورده و دانهٔ شعر فهمی و سخن سنجی داده و از خود حرف موزونی بر زبان خامه و بیان نامه نگذارده ناچار ابیاتی چند درین جریدهٔ ارجمند گزارش میکند و سفیر از شگاف قفس دل دردمند بیرون میدهد ؎

گویند که دلدار برد در سر ما با او نکنم تا نکند میل بسر ما
آتشکدهٔ عشق بتان ست دل من پرهیز که برقی نجهد از شرر ما
صد طعنه کند بر هوس باده پرستان تلخا به سر جوش گدازد جگر ما
من محو تجلی سراپای نگارم آئینه نیارید به پیش نظر ما
درمان دل زار بود نیم تبسم دیریست که خون میچکد از زخم ترا ما
جان دادهٔ ریحان رخ تازه نهالم در پای چمن دفن بکن بال و پر ما
هر نقش که از پای نگارست بگلشن چاکی ست بجیب هوس رهگذر ما
پروردهٔ نازیم بسلطان کرهٔ عشق سیمرغ مگس دارد و رمد از نظر ما

در عشق رسیدیم بجائی من و نواب — پروانهٔ و بلبل شده اند رزگر ما
رفته بودم که دمی خاطر خود شاد کنم — در چمن جلوهٔ گل بر دو زسر هوش مرا
ای صبا رحمی بمشت خاک من کن — از سر آن کو نبرد ارے مرا
وعدهٔ وصل مرا آنشوخ برفردا فگند — دیر می آید قیامت کشت هجرانش مرا
بو صلی زنده گردان کشتهٔ شبهای هجرانرا — امیر الملک والاجاه صدیق الحسن خانرا
تر دامن آمدم برد اور بروز حشر — فرمو دیک زمان بنشیند در آفتاب
قرابه میکشم و دل نمی شود خرسند — مگر بیاد بدانديش رفته ام یا رب
دل ما ند زمن جدا همیشه — گوئی که ضمیر منفصل هست
ادب بگذاشتم گفتم بستی — شمیم گل غبار کوئی یار ست
هر چند که محنت بدلم سر مصون ست — این نیست که رسوا نشوم بوی جنون ست
تا دلم ذائقه گیر شب هجران شده ست — مرگ با زندگیم دست و گریبان شده ست

غزل

مرنج جانم اگر رفت و امتحان باقی ست — هنوز از تن من مشت استخوان باقی ست
بخاک رفتم ولیکن ز تاب آتش عشق — هوای سجده بران خاک آستان باقی ست
منال بلبل بیدل اگر شدیم ز باغ — که کنج دام زمن وا ز تو آشیان باقی ست
گرفت سیل سرشکم بساط روئی زمین — کشیم آه که تسخیر آسمان باقی ست
بکنج دام و شکنج قفس چرا نالم — که گرچه پیر شدم همت جوان باقی ست
خراب گشت اگر مسجد ریا منزل — اسیر غم نشوم در گه مغان باقی ست
ز من نماند بجز نام و آن وفا دشمن — هنوز بر سر جور ست کامتحان باقی ست
شگفت چیست اگر زخم دل شود ناسور — تبسم لب لعل نمک فشان باقی ست
بیا بیا که ز جان نگار در غم هجر — چو آفتاب لب بام یک نشان باقی ست

بزیر تیغ جفا نیم بسمل بگذار ✤ تپیدنِ دلِ بیتاب ناتوان با قیست
اگر بوعدهٔ وصلی دمی نوازش کرد چه سود بیم شبِ هجر میچنان باقی ست
جفای یار اگر اندک ست بسیار ست بیک نگاه بسی چشم خونچکان باقیست
بزیر سایهٔ زلفش نمی توان خفتن ✤ صدای گردش دولاب آسمان باقیست
بیکدو بوسه دلِ مضطرب نیاساید ✤ تلافیِ شبِ عمهای بیکران باقی ست
فریب رای عزیزان کجا خورم که مرا حدیث سید کونین بر زبان باقی ست
گمان مبر که زبونِ بتان شود نواب برای نصرت ایمان شه جهان باقی ست
پیمان وصل و صدمهٔ جانکاه هجر یار مردن نداد و زیستنم هم نمیدهد ✤
گریه و آه مرا مبین و گوید رقیب ✤ این خرابات چه خوش آب و هوائی دارد
گر دمی بر سرِ مجنون چه بلا می آید جرسِ ناقهٔ لیلی بصدا می آید
غرض آنست که جانم برود بر سرِ ذوق ورنه محرومیِ من در خور پیغام نبود
کجا از سودهٔ صندل صداعم به تواند شد علاج درد سر از انویِ آن دلستان داند
صبا نوید وصال که میدهد امشب که جان ز فرط مسرت به تن نمیگنجد
نسیم دوست گذر کرد بر سرِ نواب رسول امت خود را بجا نوازش کرد
من وکیل از طرفِ دل که اگر دست دهد دولتِ وصل شبی شکوهٔ هجران نکند
نقابِ زلف گر از رخ نبردار دروا باشد که آب زندگی دائم وطن در تیرگی دارد
بکوی یار سپر بند مشت بال و پرم دعا که کرد که در جنت آشیان باشد
علاج درد جدائی بمرگ آسان ست اگر امید وصالِ تو در میان نبود
نگاه مهر ستمگر چه جائی تهمنیت ست خدا کند که درین لطف امتحان نبود
آنکه نگهِ خلطش بر صف شاهان نزند کی نظر سوی دلِ خستهٔ نواب کند
بذوق جلوهٔ حسنش دل ستمدیده زچشم آینهٔ چشم گر سنه دارد

من اگر سوختم از آتش رخ چیست عجب ❊ سوختن شیوهٔ آبائی پروانه بود

ولبر من که همه خوبی عالم دارد ❊ اینقدر هست که آئین وفا کم دارد

بعد عمری که بیک بوسه دلم شاد کند ❊ می شناسد که جوانمردی حاتم دارد

کاش جانی ز سر نو بمن مرده دهد ❊ ناز نینی که دم عیسی مریم دارد

بودم امشب در فراقش اضطرابی تازه ❊ دست گر بر داشتم از دل نهادم بر جگر

از کنج قفس نیست مرا هیچ شکایت ❊ آزاد مکن در چمن خویش نگهدار

کی نسیم چمن خلد فریبد مارا ❊ منکه در کنج قفس منت صیاد برم

جذبهٔ حضرت گل بر در گلشن ما را ❊ بلبلان مژده که ما نیز بگلزار رسیدیم

تنها نه همین جان و دلم در تب و تاب ست ❊ چون کاغذ آتش زده یک شهر شرارم

بر زخم دلم ریختن ملح چه سود ست ❊ ای کان نمک چسپ باین سینهٔ ریشیم

چو من پیغام خود با قاصد آن لستان گویم ❊ مبادا دیگری فهمد بطور چیستان گویم

مپرس از ماجرائی دیده و آه جگر دوزم ❊ امیر الملک والاجاه عشق خانمان سوزم

غزل

خواهم که شوم باده ز گل بوئی تو دزدم ❊ گلچین شوم از سنبل ترموئی تو دزدم

بلبل بچمن در طلب گل بفغان ست ❊ گلبانگ وفا از لب خوشگوی تو دزدم

خوبان جهان را نبود شیوه بجز جور ❊ غمخواری عاشق مگر از خوی تو دزدم

آسایش جاویدستانم ز رخ تو ❊ عمر خضر از کاکل هندوی تو دزدم

از سرو سهی در چمن و هر لب سد رشک ❊ انداز خرام قد دلجوی تو دزدم

طرز نگه از دیدهٔ آهو بربایم ❊ از مشک ختن نکهت گیسوی تو دزدم

ظلمتکدهٔ رائی گذارم بعزیزان ❊ انوار سخن از رخ نیکوی تو دزدم

تقلید مذاهب قفسی بیش نباشد ❊ گلزار حدیث از سر مشکوی تو دزدم

غزل

دگر ز نو دل بیتاب داغ میخواهم — ز چرخ باده غم در ایاغ میخواهم
بزیر تیغ ستم میکشی و من از ذوق — برای زنده نمردن دماغ میخواهم
گذشتم از گله جور و شکوه هجران — کجاست دولت وصلت سراغ میخواهم
برو رقیب که من بهر فرصت وصلش — حضور خاطر و کنج فراغ میخواهم
ورای شب تقلید تیرگی آرد — ز نور سنت بیضا چراغ میخواهم
بکنج رای نباشد فضای غم اثر — گذشته از قفسش سیر باغ میخواهم
بابرو باد نباشد مرا غرض نواب — برای دور صراحی دماغ میخواهم
درد دل را تو توانی که کنی گوش ولے — از من این قصهٔ جانسوز نیاید گفتن
تا صبح مرا دیده براه قدمت بود — از حال شب هجر من زار چه پرسے

قطعه

دلیل شرع بود چار چیز میگویند — یکی کتاب خدا و دگر حدیث رسول
سوم قیاس چهارم وفاق مجتهدان — ولیک در نظر امتحان جمله فحول
قیاس ما و شما در مراتب احکام — خصوص نزد تصادم بحجت منقول
بهیچ چیز نماند که فضلهٔ رائی ست — کشش قبول نسازد بجز ظلوم و جهول
وجود هیئت اجماع خود بلے مشکل — باحتجاج نیرزد به پیش اهل نقول
قیاس فاسد و اجماع سنے اثر آمد — بجز دو نوع نخستین نباشد اصل اصول

رباعی

نهاد اهل حدیث ست اتباع سنن — صبای رائی نیابد گذر درین گلشن
کجاست صاحب تقلید گو بیاو ببین — بهار این چمن و خار زار رائی من

رباعی

فرداست که گویند حساب از من و تو | ناطق بعمل شود کتاب از من و تو
تقلید کسان سود نبخشد آنجا | پرسند ز سنت و کتاب از من و تو

رباعی

در جملهٔ ملل افضل ملت بهتر | یعنی که طریق اهل سنت بهتر
زانجمله عصابه حدیث نبوی | در سنتیان باهمه قلت بهتر

رباعی

صدیق حسن بلاست سرمستی تو | خود نیست برابر ست با هستی تو
بی نقد عمل کس نفروشد جنت | هیهات هیهات از تهیدستی تو

رباعی

هرچند گنه کنم پگاه و بیگاه | نومید ز رحمتش نباشم والله
گر هست نجات عالمی از ره عدل | بخشیده شوم بفضل انشاء الله

نور نور حدقهٔ سعادت نور حدیقهٔ سیادت چشم و چراغ شبستان این روشنگر شمع انجمن اولین ثمر شجرهٔ وجود گلبند این گلشن بخت جگر نور بصر سید نور الحسن بارک الله فی عمره وجعله جبرافی کل علم وفن پرتو اختر مولد اسعدش صبح بست ویکم ماه رجب سنه الف و مأتین و ثمانیه وسبعین از هجرت سید المرسلین تافته و دم نغمه سنجی عندلیب این خامه گلبن وجودش با آبیاری فصل بهار پیرای گلستان ایجاد و تکوین و خیابان پانزده سالگی ساز و برگ نشو و نما یافته تمام تا ریخیش نظیر حسن باشد طبع سلیم و ذهن مستقیم دارد و بخدمت مولوی آلهی بخش صاحب فیض آبادی مولف تحفهٔ شاهجهانی و مدرس اعلای مدرسهٔ سلیمانی بکسب فضیلت و درس شرح جامی و دیگر فنون آلیه مشغول ست هرچند باشتغال تحصیل علوم عقلیه و نقلیه و فضائل اصلیه و فرعیه از شعر و شاعری ممنوع ست لکن بسنجیدگی فطری و موزونی ازلی با این حداثت سن احیانا سخنان برجسته از زبانش موزون و مطبوع بر آید انموذجش این ست

نگه دزدیده می بینم بسوی ترک چشم او — که صید ناتوان دل دارد و تاب خشم او
تن بیجان مرا عیش ابد می بخشد — یک نگه از تو بود هم اثر آب حیات
پایم شکست و منزل من کوی یار شد — منت نهاد بر سر من پا شکستگی
عارضش در زیر زلف او بود — آفتابی در میان سایه
آمید وصل تو در هجر زنده میدارد — وگرنه مردن همچون منی چه دشوار است
کجا تاب تماشایش دل دیوانه میدارد — که ترک چشم او با خویشتن میخانه میدارد

نساخ مولوی عبدالغفور خان بهادر بدین تخلص متخلص جوهر ذهن رسایش باعراض انواع علوم و فنون مختص از ارشد تلامذهٔ ضیغم و وحشت والدش قاضی فقیر محمد مرحوم وکیل عدالت و برادرش مولوی عبداللطیف خان بهادر در فرمانروائی فرنگ عظیم المنزلت طبع نساخش خط نسخ بر نظم و نثر اقران کشیده چشمهٔ فیضش لبسان قند پارسی مرغوب دل شاهدان عشرت گردیده مولدش دار الحکومت کلکته یوم عید الفطر سنه الف و مأتین و تسع و اربعین و بکسب علومش مدرسهٔ همان بیت الریاسته نزهت آئین درین اوان از جانب سرکار انگلشیه بعهد کلکٹری و مجسٹریٹی ملک و مال ضلع جهانگیر نگر ڈها که را منصرم و ناظم و زبالش بدین نسق

نغم مترنم

خدایا جوهر قاتل بده تیغ زبانم را — پئی حاسد دم شمشیر کن طرز بیانم را
چنان خامل بعشق آن دهان و آن کمر گشتم — که در عالم نمیداند کسے نام و نشانم را
پس از قتلم پئی تشهیر اگر آن مه کمر گوید — بپای مور باید بست جسم ناتوانم را
دل پژمردهٔ نساخ داغ گلرخی دارد — بهار تازه باشد در بغل نخل خزانم را
کجا مرغ دلم باشد اسیر دام پروا ها — فما جدت لنفسی بدنیا ها و عقبا ها
تو محویت بروی و کاکلش هر داغ را گویم — اذا بدرتم فی الدیاجی ام محیا ها
رهائی از سلاسل گر دهد دشت جنون یارا — کنم چون دامن صد چاک خود دامان صحرا را

اگر گویم حدیثی زان دهان ناپدید او — کشم در شبکهٔ فکر رسائی خویش عنقا را
بینی تو نخلی ست زباغ ید بیضا — ای خال رخت چشم و چراغ ید بیضا
هر سو که رست از گل ما — آهی ست که خاست از دل ما
با تو شکایت غم هجران گناه من — با من بیان وصل رقیبان گناه کیست
از خنده تو غنچه خندان گله دارد — وز گریهٔ من ابر بهاران گله دارد
ای از خیال عارضت دارم گلستان در بغل — وز یاد زلف پرخمت صد سنبلستان در بغل

مطلعی مرصع که بسی دو طریق توان خواند

بازوی او شاخ سمن چشمان او تیغ قضا — گیسوی او مشک ختن مژگان او تیر جفا

رباعی

از وحشت دل که هست صحرا صحرا — آبست روان ز دیده دریا دریا
از سوزش دل چه برنگارد خامه — این چوبک خشک را چه یارا یارا

رباعی

شد سجده به پیش بت نمازم یارب — برباد شد این عمر درازم یارب
عفوم نکنی وگر پناهم ندهی — ای وای کجا روم چسازم یارب

رباعی

گل در غم روئیتو قبا را بدرید — سنبل ز خم موئی تو بر خود پیچید
شد غرقهٔ خون لاله از رنگ رویت — چون سرو قدت تو دید آهی بکشید

رباعی

نساخ بگلبه ام که جانان آمد — در کالبد مردهٔ من جان آمد
در مستی وصل شد برابر شب و روز — خورشید جهانتاب بمیزان آمد

رباعی

از میکده ساغر شرابی بمن آر — یاقوت وشی لعل مذابی بمن آر
دل سرد شد از خمار تا گرم شوم — ای ساقی مهوش آفتابی بمن آر

رباعی

واسوخت صفت عذر ابعدارت مضمون — نامه ده بهشقت دمن نازل افزون
بلعل شکر فشاند شیرین فرهاد — یکبوسهٔ شبرنگ تو لیلی مجنون

نادر تخلص مولوی سید نجم الدین حسین خلف سید فخر الدین زاد و بوش قریه ایثه در ضلع نصیر آباد تولد در علوم متداوله و شعر سخن مولوی ثناء سلامت الله کشفی مرحوم اورا اوستاد طبعش موزون است کلامش خوش مضمون ؎

در بزم مرا بی نشست آهنگ نوا نیست — تا کل نبود بلبل من نغمه سرا نیست
رخسار یارم میکشد زلف پریشان بر گل — بنگر شب دیجور را خورشید تابان در بغل
من بلبلم ولی بگل شعله سر خوشم — پرشاخ نخیل طور بود آشیان من

نجف مولوی علی نجف خلف مولوی حکیم علی احسن قاصر باین تخلص تخلص و باحداثت سن با نواع فضائل مختص هر چند درین زمان جاگیر خطهٔ کلکته ست مگر زاد بوم نژادش رامپور و در نکته سنجی و بذله گوئی از مشاهیر رامپور است والد مرحوم و حسین علیخان از شاگردان نامدار غالب دهلوی زاندوی مشق سخن نموده و راندک مدتی بهمگنان طبع رسا گوئی سبقت از اقران ربوده ؎

نتائج فکر اوست ؎

مبادا عاشق خود گرد و باشد قسمت من — دلم را شوق خود آرائی او در گمان دارد
منه بر سینه پای خویشتن قاتل پس از کشتن — که همچون سنگ مقتولت بدل آتش نهان دارد
ترا نرگس بیاد چشمهٔ تو حیران بر آمده — سنبل بجستجوی تو پریشان بر آمده
ترسم که کارخانهٔ عالم کند تباه — آهی که امشب از دل سوزان بر آمده
آن دجه سوختم تمنای وصل یار — هر داغ سینه سر و چراغان بر آمده

نامی منشی محمد حسن ابن محمد بخش متوطن باندہ سخنگوئی نغز گفتار ست درین نزدیکی در وطن خود بشغل وکالت و مختاری بسر می برد و دم شاعری میزند بر عایت ضابطہ بیتی چند از فکر رسایش نوشتہ آمد آزوست

دلم محراب کعبہ ابروی جانانہ میداند — عجب ترا نکہ چشم مست را میخانہ میداند
شبانگہ گرد بالینم نشاندہ حال من پرسد — مگر درد دلم را خوشترین افسانہ میداند
دل وحشی شناسد غمزہ ہای چشم مست او — بہم راز دل دیوانہ را دیوانہ میداند
اگر روشندلی خواہی ز ساقی جام جم برگیر — کہ راز ہر دو عالم را بایک پیمانہ میداند
ببزمش رفتن و حیران نشستن ابلہ دانائی — چہ حاجت عرض مطلب را کہ خود جانانہ میداند

نوشش تخلص منشی گنج منوہر لعل ساکن بھوپال پدرش بمنصب نظامت این ریاست ممتاز بود خودش جوان سعادتمند و از مقتضیات شباب بی گزند ملازم ریاست و متوسل این دولت است از محرر سطر اصلاح نثر و از حافظ خان محمد خان شہیر اصلاح نظم گرفتہ و سلیقہ شایستہ در ہر دو ہنر بہم سانیدہ اگر ہمبرین منوال چند گاہی مشق سخن کند در اقران امتیاز نمایان بہم سانند این

ابیات ازوست

مردگان از خاک میخیزند بنگاہ خرام — جلوہ محشر بود سرو خرامان ترا
حسن زیبایت ترقی کرد و در شوقم فزود — میشوم قربان مسی مالیدہ دندان ترا
از غم ہجران تو زارم خدارا رحمتی — تا مگر بیمار تو سیب زنخدان ترا
بیش ازین مپسند بر ما جورای ظالم بترس — خود ازان روزیکہ ما گیریم دامان ترا
تا کی در شغل آہ و نالہ آری شب بروز — نوش تاثیری نہ بینم آہ و افغان ترا
بلبلان را شور شی در سر فتاد — نغمہ زد ہر گہ لب خوشگوئے تو
جان فزاید در تنم یعقوب وار — نکہت پیراہن خوشبوئے تو
عاشقان را کردہ بے پرواز خلد — لطف گلگشت ارم در کوئے تو

از مسلمانان دل و دین شد مگر دیده و اند آن کاکل همچو سنبل تو

حرف الواو

وجدان میر معصوم مخاطب بعالی نسب خان خلف الصدق میر محمد زمان راسخ سرمست واجد مبانی رنگین و خازن گنج معانی شیرین ست دیوان ضخیم قریب بست هزار بیت فراهم آورده توطن لاهور اختیار کرد شصت و چند سال عمر یافت و در ۱۱۸۰ جان بجان آفرین تسلیم نمود این نظم شعله فکر اوست

جان جا نصرت بستان دل اسکندر طلب نیست یک شیشه بود و شکست چه لوئی من جلب نیست
دلی بیار و بمیخانه عاشقانه در آ بگو که شیشه فروشم باین بهانه در آ
نه در بند فقیری شو نه میل دولت کی کن سفر در پیش داری ساعتی بنشین وطن کن
بسیر باغ اگر میروی آن طفل وحشی را هم بگل از بسکه هم رنگ ست در گلزار گم گردد
چو نکهت پیرهن گل صید و فا یم کردی ز قفس گر تو رها گردم تو گردم
گردش پهلو بهین در خواب هم آرام نیست کاه آسایش نمیدانم که در دنیا گرفت
نه من شهرت تمنا دارم و نی نام میخواهم فلک گر واگذارد یک نفس آرام میخواهم
دل از من تا پذیرفتی گاهی میتوان کردن نگویم قیمت آئینه ده انعام میخواهم
فروغ طبع بخشیدی الهی اوج همت ده بسیر عالم مهتاب پشت بام میخواهم

واله علیقلی خان داغستانی نسبش بعباس عم آنحضرت صلعم میرسد بهند آمد و بتدریج از زمان بمنصب هفت هزاری رسید واله در اصفهان در ۱۱۰۲ متولد شد و در هنگامه نادرشاه سانحه عجیبی او را پیش آمد یعنی خدیجه سلطان دختر عم او با او نامزد شده بود این هر دو در مکتب با هم درس میخواندند و سبق عشق از بر کرده بنسبت لیلی و مجنون بهم رسانیدند چون افاغنه باصفهان مسلط شدند غلام محمود خان او را بنکاح خود آورد بعد نادرشاه بنی نکاح او را تصرف کرد پس در زمان نجف قلی بیگ حاکم یزد در آمد و بعد کشته شدن او صالح خان قاتل نادرشاه بادی نکاح بست

سپس میرزا احمد وزیر اصفهان در حبالهٔ نکاح خود آورد و بعد قتل وی خدیجه سلطان ارادهٔ هند کرد و در اثنای راه فوت شد والده در هندوستان همه وقت شور او در سر داشت و اشعار بسیار

در فراق او گفته این بیت از آن ست

از گلشن حسن تازه سروی ننشسته بشاخ او مدروی

میرآزاد والده را در لاهور دیده در ترجمه حافظه او در خزانه عامره نوشته در سنه ۱۱۷۵ هجری در شاهجهان آباد وفات یافت حیات سپهر در مرض موت قریب حالت احتضار در فکر شعر رفت مولوی عبد الله کشمیری گفت کدام وقت فکر شعر ست کلمه باید خواند و ایمان تازه باید کرد

و غضب آمد و این رباعی خود که سابق گفته بود بخواند

گر جان رود ز تن نخواهم مردن ور خاک شود بدن نخواهم مردن

گویند علی قلی بمرد این غلط ست او هام تو مرد من نخواهم مردن

این چند بیت از وی ست

جانان بسر مزارم آمد آخر مردن بکارم آمد

در دیده جای نیست خشک ست گردی که ز کوی یارم آمد

از زور زش جفایش دل را چو سنگ کردم با یار آهنین دل سامان جنگ کردم

در دشت عشق مجنون دنبال ما ندارد با آنکه من درین ره صد جا درنگ کردم

بیتابی خوابش هر دم شمع زبان خاکستهٔ خود بستر انداز

گر بیخواهد برای خستهٔ خود بستر انداز

چون شمع قصهٔ شوقم با تمام نرسید دمید صبح و مرا با تو گفتگو باقی ست

توشه از بخت دل و دیده ترمی بندد عاشق از کوی تو چون رخت سفری بندد

تا شب زندگی سر آمد کوتاه نشد فسانهٔ دل

رمز بیان حسن العلم کسے چو من پروانه طبع تم که ز بانداز آتشم

آب حیات و کیمیا عمر دو بار دو وفا این همه میرسد بهم یار بهم نمیرسد

بسر ببیع دلم جنگ خریداران بین این متاعی ست که بر دوکرد و بازار تو بود

بتقریب مرض عشقبازی والهٔ اغستانی نسخهٔ بفرح دلکشای این بیماری دریجا ثبت می افتد
این نسخه را اطبای حکمت اساس وحکما مزاج شناس از روی قانون عقل وادراک تالیف
نموده اند دوخسته دلان بیمارستان عشق را بتناول آن ترغیب فرموده نسخه این ست
سنبل الطیب زلف گل سرخ رخسار عنبر اشهب خال مشک سیاه کاکل ابریشم مقرض خط
لعل یاقوت لب مروارید ناسفته دندان صندل سفید پیشانی پرنیان سیاه شان ابرو بادام چشم
پسته دهن مرجان گوش آب سیب ذقن ورق نقرهٔ بدن نیشکر سفید سینه حجرالیهود دل
مرجان پنجه قندق سرانگشتان شقتور ساق این اجزا را از دکاکین رسته بازار حسن تفحص نمایند
وبعد ترتیب وتالیف آن عرق بید مشک خوی رخسار را باقدری شکر خنده اضافه کنند وهاون
نرم خوی گرم آهسته پخته سازند وگاه وبیگاه بقدر دست بر بکار برند مداومت آن نشاط تمام
آورده نور چشم وسرور دل بیفزاید ودماغ جان را تازه دارد ودر قلب وضعف حول را زایل
سازد وسودائی خام را از سر بیرون برد نسخه دیگر تخم خرفه سیاه خال انچه بهم رسد
بنفشه خط انچه برآید سنبل زلف انچه بنظر آید عناب لب دو دانه مروارید ناسفته دندان
سی ودو دانه قرص نیلوفر بقدر احتیاج شربت خاکشیر تخم شاهتره آنقدر که در حوصلهٔ گنجد تخم خطمی
وشنام مقداری که تلخ نشود تخم نیلوفر تغافل آنقدر که بکار آید مشک تاتار انچه انگیسو بهرسد
مجموع این ادویه را کوفته بیخته با شیرهٔ تخم مهت در دیگ تحمل کرده بجوشانند تا بقوام آید وآب
از چاه زنخدان کشیده با عرق گل رخسار نیم کرده بهت ضعف گلقند گفتار رطیب زنخدان بقدر
احتیاج آمیخته بنوشند غذا کبوتر دل گرفته با تیغ غمزه کشته ودر تیرمژگان کشیده با تش سازگاه
کباب کرده تناول فرمایند که تقویت بسیار دارد فائده این دو نسخه مرض عشق که تمت بحمد
یافت درمان درد عشق مجازی ست که نزد جمعی از کارآگاهان مذموم ست ونزد برخی از یاران
الفت صوری محمود گویند عشق مجازی بمنزله بوی ست از میخانه عشق حقیقی ومحبت آثاری

بشابه پرتوی ست از آفتاب محبت ذاتی اگر این بونشمد بآن میخانه نرسد واگر این پرتو نیابد
ازان آفتاب بهره نستاند وچنانکه جمال آثاری که متعلق عشق مجازی ست ظل و فرع
جمال ذاتی ست همچنین عشق مجازی که ظل وفرع محبت حقیقی ست بحکم المجاز قنطرة الحقیقة طریقیه
وصول بدان وسیله حصول آنست زیرا که چون مقبلی را بحسب فطرت اصلی قابلیت محبت ذاتی
جمیل مطلق بوده باشد وبواسطه تراکم حجب ظلمانیه طبیعیه در حیز خفا مانده اگر ناگاه پرتوی از
نور آن جمال از پرده آب وگل در صورت دلبری موزون شمائل متناسب الاعضا نمود گیرد
آیینه دلش بران اقبال نماید و در هوای محبت او پر و بال کشاید اسیر دانه خال وشکار دام
زلف او گردد و از همه مقاصد و مطالب روبگرداند بلکه جزوی مقصود و مطلوب دیگر نداند و شعله
آتش عشق و شعله شوق در نهادش افروخته گیرد و حجب کثیفه که عبارت از انتعاش حرکات
دل ست بصور کونیه سوخته پذیرد غشاوه غفلت از بصر بصیرت او بکشاید و غبار کثرت از آیینه
حقیقت او بزداید دیده او تیز بین شود و دلش حقیقت گزین نقش واختلال حسن سریع الزوال
را دریابد و بقا و کمال جمال ذوالجلال را ادراک نماید و از ان بگریزد و درین بیاویزد و سابقه عنایت
استقبال او کند و جمال حقیقی بر وظاهر شود و آن را باقی و ماسوای او را فانی بیند

راستی فتنه انگیز ست سرو قامتت نیستی ماجز دروغ مصلحت آمیز نیست

وچون عشق و محبت را با شراب صوری مشابهتی تمام ست لاجرم الفاظ و عبارتی که در عرب
و عجم باز اد آن موضوع ست برای عشق و محبت استعاره میکنند مثلا تسمیه آن براح و مدام
و می و باده بوجوه عدیده و جهات سدیده ست از انجمله آنکه می را در جایگاه اصلی خود که جوف خم ست
واسطه قوت جوشش و شدت غلیان بی محرک خارجی میل بجانب ظهور و اعلان مینماید
همچنین محبتی که در تنگنای سینه عشاق و سویدای دل هر مشتاق مستور ست بسبب غلبه استیلا
باعدم باعث برونی مقتضی انکشاف و متقاضی ظهور ست و از انجمله آنکه می را تا حد ذاته شکلی معین و صورتی
خاص نیست بلکه اشکال و صور او بحسب صور و اشکال ظروف ست پس چنانکه در خم بشکل مدور

خمر ست و در سبو بصورت تجویف سبو و در پیمانه بهیئت درون پیمانه همچنان محبت حقیقی مطلقست
و ظهورش در ارباب محبت بحسب ظروف قابلیات و ادوات استعدادات ایشان باشد
در بعضی بصورت محبت ذاتی و در بعضی بصورت محبت اسمائی و صفاتی و در بعضی بصورت محبت
آثاری بر اختلاف مراتب جلوه کند و این تفاوت بحسب تفاوت مواد قابلیت و استعداد هر قابل
و ستی دست و از انجمله عموم سریان مست چنانکه اثر شراب صورت در همه جوارح و اعضای
شارب او جاریست حکم شراب محبت در جمیع مشاعر و قوی صاحبش ساری یک موئی بر تن او از
ابتلای محبت نرهد و یک رگ بر بدن او بی اقتضای سودت نجهد چون خون در رگ و پوست او
راه کرده ست و چون جان بیرون و درون او را منزلگاه خود گرفته از انجمله آنکه می و عشق شاید
و صاحب خود را هر چند بخیل و لئیم باشد جواد و کریم میسازد و ثمره اول بذل دینار و درم
موجود ست و ثمره ثانی بذل کل مافی الوجود و از انجمله آنکه هر ست می و ست عشق بیباک و لاابالی باشد
و از صفت جبن و ترسناکی خالی و در مخاوف دلیر ست و در مهالک از جان سیر اما شجاعت او از
مغلوبی عقل اخرین باشد و دلیری این از غلبه نور کشف و یقین آن بهلاکت دو جهانی کشد
و این بخیالات جاه و مالی و از انجمله آنکه شارب می و صاحب عشق متواضع باشد چه مستی عشق و سکر
محبت نازنینان را از پیشگاه ترفع و سربلندی بآستان عجز و نیازمندی اندازد و عزیزان جهان را
از اوج عزت و کامگاری بحضیض ذلت و خواری افگند و از انجمله افشای اسرار و اظهار اضمار
این همه اسرار اذواق و حقائق اشواق و رموز توحید و کنوز مواجید که بر صفحه روزگار و لوح
لیل و نهار ماند ست ثمره گفتگوی متجرعان جام سلسبیل محبت و نتیجه قیل و قال متعطشان
شراب زنجبیل معرفت ست و از انجمله آنکه ارباب این احوال را شیوه بیهوشی و ستی و خلاص
از قید هستی و خود پرستی ست اینقدر باشد که مستی محبت کمال شعور و آگاهی بمحبوب ست و ستی می غایت
جهالت و نهایت غفلت و ضلالت از هر مطلوب این دوران را طریق عذاب و وبال نماید
و آن نزدیکان را علو مدارج قرب و وصال افزاید و از انجمله آنکه هر چند بیشتر پوشند در جستجوی

آن بشیر کوشند و چند انکه افزون خورند رنج در طلب آن افزون برند نه مست آن هوشمند
گردد و نه حریص این خرسند از انجمله آنکه پرده حجاب رسم و طبع از میان برخیزد و پاس ناپسا
و دهشت زوال پذیرد و چون سکر محبت استیلا یابد مجب ازین همه رو برتابد و بر بساط انبساط
نشیند و دامن از هر چه ضد اوست بر چیند و لهذا احدی از شعرا ربع مسکون چه عرب و چه
عجم بلکه بسیاری از اهل علم و علم و اصحاب ولایت و همم که طبع موزون و خاطر بر مضمون داشتند
الا ماشاء الله تعالی از تعریف شراب و شاهد فارغ نبوده اند و از ذکر زلف و رخ آسوده نبوده
و از یاد خد و دو قد و دهان نمود و عود قطع نظر نفرموده سخنهای سعدی و خسرو و نظامی
شنیده باشی و کلام منظوم سنائی و عطار و جامی دیده و آیشا نزاد ادای این معانی بلباس
صورت و گذارش این الحاظ بر زبان الفاظ اراده باشد از انجمله آنکه آدمی در بدایت حال
بواسطه اعمال الآت حس و خیال از محسوسات پی بمعقولات می برد و از جزئیات بکلیات سیر
پس ادراک معارف معانی جز در ضمن صور و مبانی مانوس نفس و مالوف طبع او نمی باشد اگر
جاده خلاف آن سپرد بحیل که قوت فهم ادراکش نکند و توانائی دریافتش نیارد ؎

هر چند ترا رائی جفا کاری نیست | در سینه تمنای دل آزاری نیست
بی پرده بسوی عاشق خود مگذر | کش طاقت آنکه پرده بردارنی نیست

از انجمله آنکه ادای معانی بلباس حقائق جز اهل معنی دیگری بهره ورنمی تواند شد و در لباس
صور نفع عام و فائده تام باشد بسیارست که صورت پرستی را بمناسبت آنکه بعضی معانی
بلباس صورت موصوف شده باشد باستماع آن میل افتد و جمال جمیل حقیقی از پرده صورت
مجازی پرتو اندازد و فهم او را تیز تر گرداند و سر او را لطیف سازد و وی از صورت گریخته
و بمعنی آویزد و از سبب بمسبب رسد و از معلول بعلت انجامد ؎ دلیل عشق حقیقی
عشقهای مجاز ✦ بآفتاب رسد شبنم از نظارهٔ گل ✦ از انجمله آنکه هر کس و ناکس محرم اسرار
حقیقت و واقف اطوار اهل طریقت نیست پس بنا بر ستر و اخفای آن احوال و واردات

الفاظ و عباراتی که در محاورات اهل صورت و مجاز در مقاصد ظاهری مستعمل و مشهور اند استعاره کنند تا جمال شاید آن معانی از دیدهٔ بیگانگان دور ماند و از نظر نامحرمان مستور

وی شانه زد آن ماه خم گیسورا بر چهره نهاد زلف عنبر بورا
پوشید بدین حیله رخ نیکورا تا هر که نه محرم ست نشناسد او را

از انجمله آنکه اذواق و مواجید ارباب محبت و اسرار اصحاب معارف که بلسان اشارت و دبان عبارت مذکور نمیگردد تاثیرش در دل سامعان و نفوس عاشقان زیاده تر باشد نسبت بدیگر کلمات و لهذا بسیاری ازین طائفه را باستماع یک بیت عربی یا فارسی یا هندی که مشتمل بر وصف خال و زلف خوبان و غنج و دلال محبوبان میباشد یا بر ذکر می و میخانه و ساغر و میفروش و پیمانه حال متغیر گردد و شور در نهاد می افتد که مثل آن در شعاری و عبادات

نگاری دست بهم نمیدهد

خوشتر آن باشد که سر دلبران گفته آید در حدیث دیگران

اما جمعی از محققان خدا بیست و بالغ نظران کارآگاه که بحقائق مدارک شرع شریف رسیده اند و انجام و آغاز مجاز و حقیقت بمیزان اعتبار سنجیده این طرز و شیوه و هنجار را نه پسندیده و مصرف انفاس گرامی و اوقات عزیز خود را در سراین کار و بار ضائع شمرده بلکه حاجب و مانع از وصول بطریق نجات دانسی و نشاط اخروی باقی دیده اند و لهذا اگر جمعی قلیل قیام باین کار کرده جم غفیر از علما و اولیا خصوصا اصحاب کتاب آسمانی و مرد اولین حدیث پیغمبر آخر الزمانی بمراحل بعیده از ین جنس گفت و شنود گریخته اند و خود را آلوده این اضافات مجازیه بی اعتبار به خویش نکرده تا آنکه اگر یکی ازین آلاف بمقتضای طبع موزون بنظم سخن پرداخته با تعریف حسن و بیانی کاری نداشته و شک نیست که پایه رفعت این گروه با شکوه از ان جماعه عشق پژوه بالاتر است و چنانکه حقیقت را بر مجاز شرف امتیاز حاصل ست همچنین ایشان را بر آنها مزیت کامل بوده ست در مرآة الخیال نوشته عالمگیر پادشاه در اوائل ایام سلطنت خود حکم کرده بود که دیوان

خواجه حافظ شیرازی را مردم از کتابخانهای خود برآرند و علمان ممالک محروسه تعلیمش بصبیان
و اطفال نمایند با آنکه همیشه این دیوان معرفت ترجمان در مطالعه خاص آن سرحلقهٔ اهل اخلاص
می بود چون بعضی مقربان از سر این معنی استکشاف کردند و استفسار نمودند فرمود همه کس را
قدرت بر فهم رموز این کلمات طیبات و کنوز این معارف هدایت سمات حاصل نیست لیکن که
ارباب غفلت بر ظاهر عبارت حمل نموده در ورطهٔ بیباکی و عصیان فرو روند و برای شرب خمر
و استعمال سکر و شاهد پرستی دستاویزی بدست آورده بهاویهٔ خذلان منهمک گردند انتهی حاصله
و شک نیست که مفاسد امعنی بیشتر از مصالح اوست چنانکه اثم خمر بیشتر از نفع وی باشد
فصل عشق را از کتاب اغاثة اللهفان و حکم عشقبازی نسوان و مردان را از فتاوای
هدایة السائل دیدنی ست و این شرک شیرین و کفر تمکین را گذاشته بست بدان حبّ آلهی و مودت
رسالت پناهی زدنی ست و مجاز را بحقیقت عوض ساختنی و صورت را بمعنی فروختنی تا کرا باین
مقام رفیع و مکان منیع فواند و از عشق فانی بمحبت باقی برند و اما معنی عشق از روی لغت
پس در صحاح گفته العشق فرط الحب وقد عشقه عشقا مثل علمه علما ورجل عشیق ای کثیر العشق
وعن یعقوب والتعشق تکلف العشق قال الفراء یقولون امرأة محب لزوجها وعاشق انتهی ودر قاموس
نوشته العشق والمعشق کمقعد حب المحب لمحبوبه او افراط الحب ویکون في عفاف وفي دعارة
او عمی الحس عن ادراک عیوبه او مرض وسواسي یجلبه الی نفسه بتسلیط فکره علی استحسان
بعض الصور عشقه کعلمه عشقا بالکسر وبالتحریک فهو عاشق ومي عاشق وعاشقة وتعشقه
تکلفه وکسکیت کثیره وعشق به کفرح لصق انتهی واما ماهیت وعلاج اوپس در سدیدی نوشته

ونوع آخر من المالیخولیا یقال له العشق وهو مرض وسواسي شبیه بالمالیخولیا یعتری للعرب
والبطالین والرعاع قال صاحب المجمل الرعاع سفلة الناس ونقل صاحب عنوان السعادات
عن بقراط ان العشق طمع یتولد في القلب ویجتمع فیه مواد من الحرص فکلما قوي ازداد صاحبه
في الاضطراب وشدة القلق وکثرة السهر وعند ذلک یکون احتراق الدم واستحالته الی السواء

والتهاب الصفراء وانقلابها الى السوداء ويحدث من طغيان السوداء الفكر وتزداد ان تكون الندامة ونقصان العقل ورجاء ما لا يكون وتمنى ما لا يتوجى يؤدي ذلك الى الجنون فحينئذ ربما قتل العاشق نفسه وربما مات غما وربما وصل الى معشوقه فمات فرحا ولذلك الفعل المضعف وسببه افراط الفكر في استحسان بعض الصور والشمائل وربما لم يكن معه شهوة فحينئذ اي مع المعشوق بل كان المطلوب مطلق المشاهدة والوصال لا للمباضعة والنكاح وهذا الصنف من العشق لا يعتري للبطالين ومن يجري مجراهم بل للعارفين وكبراء النفوس وكثيرا ما لا يطيق هؤلاء ان ينظروا الى المعشوق زمانا فكيف يتصور في شانهم ذلك وقد ينتقلون من هذا العشق المجازي الى الحقيقي بالرياضة وصفاء النفس فيرتقون الى مدارج العارفين البشاشين الذين لا التفات لهم الى هذا العالم بل طلبهم وقصدهم غايات افكارهم معرفة الحق الاول مبدع الكل اله كل عقل ونفس عز سلطانه وعظم برهانه وعلامته غور العينين وجفافهما اي بغير دمع لا عند البكاء ومن الجفن لسهر وكثرة ما يتصعد اليه اي اجفن من الابخرة اي يكون جميع اعضاء العاشق ذابلة سوى العين فانها تكون مع غور مقلتها كبيرة الجفن وذلك لترقي الابخرة الى راسه لسهره الكثير مع ان حركة الجفن ضاحكة كانه ينظر الى شئ لذيذ او يسمع خبرا سارا ويكون نفسه كثيرا لانقطاع والا سترداد وتتغير حاله الى فرح وضحك والى غم وبكاء عند سماع الغزل ولا سيما عند ذكر الهجر والنوى ومن علاماته ايضا قوله وسهر وهزال ونفس الصعداء كما ذكرنا وان لا يكون بشمائله نظام للخلط الفاسد ولان الارواح تتوجه الى الخارج تارة والى الداخل اخرى وتعرف معشوقه اذا اخفى عشقه فان معرفة معشوقه احد سبيل علاجه بوضع اليد على نبضه وذكر اسماء وصفا فايها اختلف النبض عندها اختلافا شديدا شبيها بالمنقطع وتغير لون الوجه ودل انه هو تلك المعرفة تكون تامة اذا جرب مرارا كثيرة قال الشيخ فانا قد جربنا هذا واستخرجناه كما في الوقوف عليه منفعة وقال صاحب الملل والنحل ان بقراط قد جرب هذا فصادف حقا العلاج لا شئ كالوصال اي لا علاج انفع من الوصال ان اتفق وتيسر فان لم يتفق على الوجه الخير

فليتامل فان كان سبب العشق هو احتراق المواد واجتماعها في الدماغ والقلب فيشغل بالمرطبات والمنضجات والمستفرغات وان لم ينفع ذلك فبتسليط العجائز التي تبغض المعشوق اليه قال الشيخ فان هذا عملهن وهن احذق فيه من الرجال الا المخنثين فان المخنثين لهم ايضا فيه صنعة لا تقصر عن صنعة العجائز وذلك بمحاكاة قبيحة واستهانة به اي بالمعشوق مع تدابير المايخوليا فان كان العاشق من العقلاء تنفعه النصيحة والعظة والاستهانة والاستهزاء به اي بالعاشق وتخيله الفاسد والتصوير لديه ان ما به ضرب من الجنون والوسواس وذلك مما ينفع نفعا عظيما وربما اعترى ذلك قوما اخرين اي غير العاقلين فلا تنفع النصيحة بالنسبة اليهم بل الوصال والتدبير الذي للوسواس ويجوز ان يكون قوله هذا عطفا على قوله هو يعتري للعرآب والبطالين ومن المسليات الصيد والاشتغال بالعلوم العقلية وكذلك الاشتغال بالعلوم الشرعية والمحاكاة فيها اي في الاشياء التي تتعلق بابتلاء العشاق بالمعشوقين ونحوها وكثرة الجماع ولو مع غير المعشوق لان الجماع وخصوصا الكثير منه يستفرغ به المني الغليظ المتراكم لان الغرض ان العاشق عرب ويتحلل به الابخرة الفاسدة واللعب والسماعات المقصودة منها اللعب كالتي بالخيال واما التي يذكر فيها الهجر والنوي فكثيرا ما يهلك عشقا قال الشيخ واما الصيد وانواع اللعب والكرامات المتجددة من السلاطين وكذلك انواع الغموم العظيمة فكلها مسل انتهى وخلاصة بيان شيخ رئيس در تعريف مرض عشق وعلاج وى در فن اول از كتاب ثالث از قانون نيز همين ست كه سديدي ذكر كرديم اگرچه در بعض الفاظ في الجملة اختلافي هست اندعباث در ينجا بقصد عدم تكرار نقل نكرديم ودر شرح اسباب وعلامات ودر ذكر عشق چنين نوشته ومنها اي من انواع المايخوليا العشق وهو مشتق من العشقة وهي نوع من اللبلاب يلتف على الاشجار فيجففها يسمى هذا المرض به من جهة التشبيه لانه يجفف صاحبه ويذهب عنه رونق الحياة قال الشاعر ٥ قد العشق ماخوذ من العشق الذي هو اذا التف بالقصبان جففها قال الشيخ من العرب في الفصل الثالث والعشرين من احوال العشقة و

اللبلاب التي تلتف على شجرة العنب وامثالها فهو يلتف بقلب المحب حتى تعميه عن النظر
الى غير محبوبه وقال ارسطاطاليس هو عمى الحس عن ادراك عيوب المحبوب وسببه
الهام النفس بالمحبوب وعلامته البهوت لاستغراقه في خيال المحبوب واتصال الفكر في
شمائله فيبقى ساكتا لا يعقل من امره شيئا والنسيان لذلك فلا يمكنه ان يتلقى الاشياء
التي يدركها بالحفظ والقبول ولغلبة الجفاف على الدماغ والاطراق اي انحناء الراس
الى تحت وذلك لان الانسان متى يريد ان يتخيل شيئا يطرق راسه بالطبع يطلب بذلك
ان يميل الارواح الى البطن المقدم الذي هو موضع الخيال فيقوى تصرف هذه القوة والعاشق
لا ينفك عن تخيل المحبوب واستحضار صورته ولانه يريد بذلك ايضا ان يجتمع حواسه في
تخيله ولا يتفرق من الالتفات الى كل جهة وحالة شبيهة بالماليخوليا من لزوم الغم وحب
الوحدة والسكوت وقلة مباشرة الاعمال وغور العين لقلة الروح النفساني المالي لها بفرط
التحليل لاتصال الفكر ولقلة الغذاء ولكثرة السهر ويبسها اي ذهاب طراوتها ورونقها
لقلة الرطوبات التي بها نضارة الاعضاء وظهوره فيها للطافة بنيتها من غير هزال فيها
لكثرة ارتفاع الابخرة الغليظة اليها لسبب السهر المستلزم لعدم الهضم وكثرة حركتها
لاشتغال الروح ويكون فيها غنج ودلال كانه ينظر الى شئ لذيذ او يسمع خبرا سارا وذلك
لاستقرار شكل المحبوب وشمائله في الخيال حتى صار نصب عينه ولا شئ عنده الا من
ذلك واختلاف النبض كنبض صاحب الهوى لان الطبيعة تتوجه الى تخيل المحبوب واستحضار
صورته والتفكر فيه فتنصرف عن النبض الى ان تشتد الحاجة ثم تتوجه اليه وهكذا ينتقل
من احدهما الى الاخر ويحدث الاختلاف اولان العاشق دائما بين اليأس والرجاء فاذا غلب
عليه الرجاء صار نبضه مثل نبض المسرور عظيما لينا الى ابطاء وتفاوت واذا غلب عليه
اليأس صار نبضه مثل نبض المغموم صغيرا ضعيفا متفاوتا بطيئا وتنفس الصعداء اي
يكون نفسه كثير الانقطاع والاسترداد اما الانقطاع فلانصراف النفس والطبيعة الى

تخيل المحبوب والتفكر فيه واما الاسترداد فلشدة الحاجة الى نفض البخار الدخاني بسبب تراجع الروح الى القلب قال روفس علامة للغموم يبس البدن والسكوت وقلة النشاط للعمل قال ابن التلميذ بهذه العلامات يحصل جنس العلة وهو الغم وبكتمان سبب الغم تتخصص سيما اذا انضم معه قلة مبالات المريض بقول الطبيب ومساهلته فانه يدل على انه عارف ببدائه ولا يمكنه ان يبديه للطبيب اما لكونه في ولاية غيره من والد او مالك او للاستحياء من الناس او لغير ذلك فاذا اتفق مع هذا ان يتغير حال العليل في نبضه ونفسه ولونه مما يسمعه او يراه فاعلم ان له تعلقا بذلك الشئ وبهذا الوجه فهم جالينوس امر المرأة العاشقة فانها كانت مستهينة بكل ما يسأل لها عنه فاذا اتفق ان ذكر رجل فتغير لونها ونبضها فذكر رجل آخر فلم يتغير ثم اعيد ذلك الرجل الاول فعاد التغير فقضى بعشقها له ويعرض هذا في اكثر الامر للمخنثين والمغرلين اي المحدثين مع النساء والمختلطين معهما من الرجال والفراغ من الامور المهملة كما قال الحكماء النفس ان لم تشغلها شغلتك لانها لا تكاد تفترساعة عن تدبير فان شغلتها بالامور النافعة اشتغلت بها والا اشتغلت بمثل هذه الامور التخييلية الفاسدة ولهذا لا يكاد يتمكن في المنغمسين في الجد والمرهقين بالفقر الى الضروريات والحقيري الهمم من الرجال والنساء فان ارباب الهمم العالية لانكاد انفسهم تتعلق بالدنيا وما فيها فكيف بتلك الرذائل الوهمية التي لا اعتداد لها عند العقل الصحيح وعلاجه ترطيب المزاج لان هذا المرض وان كان من عوارض النفس لكن البدن ينفعل عنها ايضا بدوام السهر والفكر وقلة الطعام وغيرها فينبغي ان يعالج النفس والبدن بترطيب البدن بالاستحمام بالمياه العذبة والتمريخ بالادهان المرطبة والتوسع في الاغذية وسائر ما ذكر في علاج ما يخوليا من المرطبات وذلك لئلا تجف ابدانهم فيصيرا الى ما هو شر منه واشتغال النفس بالاشغال الشاغلة التي تنسى المحبوب كاستماع الاغاني والمزامير والاحاديث والاسمار وحكايات الزهاد والنظر

الی البساتین والمزارع الزهرة ومباشرة الاعمال المهیجة للخصومات والمنازعات لیشتغل افکارهم بذلک ویکثر اهتمامهم بغیر المعشوق وینفعهم السفر الصید ونحو یفهم بغتة احیانا وفی الجملة ینبغی ان لا یترکهم فارغین والجماع بغیر المعشوق ینقص من العشق ویزیل الفکر فیه ینشط النفس ویشغلها بغیره ویباید فع عن الدماغ والقلب الابخرة الردیة المنفصلة عن المنی ویکسر عادیة المواد المحترقة التی تحصل فی العاشق من دوام الفکر والسهر والجوع وغیرها انتهی وتمام این بحث باماله وما علیه در کتاب نشوة السکران من صهباء ذکر الغزلان که درین جزو زمان ریخته خامه آشفته بیان در تازی زبان گردیده ذکر کرده ایم وابو اسحق ابراهیم بن تمیم قیروانی در کتاب المصون فی سر الهوی المکنون برای عشق نامها ذکر کرده از انجمله این ست شغف[1] مقت[2] وجد[3] کلف[4] اشف[5] تیم[6] جوی[7] دنف[8] صبوة[9] صبابت[10] کرب[11] کآبة[12] شجو[13] خلابه[14] بلابل[15] حسوات[16] تباریح[17] سدم[18] غمرات[19] وهل[20] شجن[21] لاعج[22] حزن[23] کمد[24] الشاب[25] وصب[26] لذع[27] حرق[28] سهد[29] ارق[30] رقت[31] جزع[32] خوف[33] هلع[34] طهف[35] حنین[36] تحرق[37] این[38] اسکان[39] تبل[40] شبابه[41] تجلد[42] لوعه[43] تفجع[44] فتون[45] شجون[46] مس[47] جنون[48] لمم[49] خبل[50] رسیس[51] بلبل[52] داء مخامر[53] ضنا[54] عقل[55] مختلس[56] نفس محتبس[57] لب مسلوب[58] دمع مسکوب[59] علق[60] غرام[61] هیام انتهی واز انجمله ست دمعة باکی ولوعة شاکی بلکه هر لفظ که دران معنی سوز وگداز باشد ومودی مضمون سودا ورسوائی بود صالح آنست که برای عشق نام باشد ابن ابی طاهر از علی بن عبده آورده که هیچکی خالی از صبوت وعشق نباشد مگر آنکه در اصل خلقت ناقص افتاده یا منقوص البنیه بوده ست یا برخلاف ترکیب اعتدال واقع شده ولهذا شعبی این بیت بسیار میخواند ؎

اذا انت لم تعشق ولم تدر ما الهوی ... فانت وعیر فی الفلاة سواء

ودیگری گفته ؎

ولا خیر فی الدنیا ولا فی نعیمها ... وانت وحید مفرد غیر عاشق

وبعضی گفته ؎

وما تلفت الا من العشق مهجتي وهل طاب عيش لامرء غير عاشق

و دیگری گفته ؎

ولا خير في الدنيا بغير صبابة ولا في نعيم ليس فيه حبيب

و بعضی گفته ؎

ماذاق بؤس معيشة ونعيمها فيما مضى احد اذا لم يعشق

و دیگری گفته ؎

واني لاهواها واهوى لقاءها كما يشتهي الصادي الشراب المبردا

و بعضی گفته ؎

كفى حزنا بالهايم الصب ان يرى منازل من يهوى معطلة قفرا

و دیگری گفته ؎

عجبت لمن يقول ذكرت الفي وهل انسي فاذكر من هويت

و بالجمله اگر باب پنجم از کتاب گلستان سعدی شیرازی خوانده باشی دریابی که این عشق خانه برانداز و مرض جانگداز بلائی عام و ابتلای خواص و عوام بوده ست و هیچکی از اهل دل و صاحب علم و عمل الا ماشاء الله ازان نیاسوده ع تو خود چه آدمی گر عشق بیخبری ؛ لیکن اینقدر هست که پیش ازین عشاق بر ذکر محاسن معشوق و نظر بر روی او اکتفا میکردند و گذشتن ایشان در کوی محبوب و شمیدن بوی او غایت تمنای بود و هر چند انیعنی هم از مقاصد شریعت حقه فی الجمله اجنبیتی دارد چه مقصود از خلقت بشر و آفرینش این نوع بزرگ حب محبوب حقیقی و عبادت خالق و فاطر عالم ست نه عشق بنی آدم گوینده در نیمقام چه خوش گفته ست ؎

غیر حق هر چه دلت را ربود سد راه تو همان خواهد بود

و سعدی فرموده ؎

دلا رامی که داری دل در و بند وگر چشم از همه عالم فرو بند

واز بنجا ظاهر شد که صرف عشق در بارهٔ غیر محبوب مطلق اضاعت وقت وقلب موضوع ست ولهذا در قرآن کریم آمده وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ پس اگر کسی آفرینش او بر قلق و اضطراب آمده اگر بمرتبهٔ محویت جمال ذوالجلال نرسد و گرفتار رنگ و بوی مظاهر گردد بر وجهیکه دامن جانش آلوده عصیان نگردد و این مجاز موصل بحقیقت شود فضیحت ست بخلاف جمعی که این درد و سوز را درمان بوصال محبوب کرده اند و این بیتابی و تپیدگی را غایت مطلوب دانسته چه این صریح ظلم و ستم بحق ست ولهذا میر حسینی در عقیقه بخوش کلام بر زبان رانده رباعی

خوبان زمانه جملگی سیم طلب — عشاق فتاده در طمعهای عجب
افسوس که از گردش دوران دو رنگ — در حسن حیا نماند و در عشق طلب

وصفی حلی گفته ؎

يقولون لي بالله ما انت صانع — اذا زارك المحبوب قلت انيك

دیگری گفته ؎

حدثنا عن بعض اشياخنا — ابن بلال شيخنا عن ثور يك
لا يشتفي العاشق مما به — بالضم والتقبيل حتى ينيك

وقیس بن ملوح گفته ؎

فوالله لولا خشية الله والحيا — لعانقتها بين المقام وزمزما
وما حرم الرحمن خلوا وكافا — وما حرم الرحمن خلوا وكافا

واین نوع شیفتگی واین طرز آشفتگی در واقع نوعی از قوای حیوانیه و شهوات نفسانیه ست نه افعال انسانیه زیرا که محبت صادق و مودت واثق همان ست که دران خیال فاسد بخاطر عاشق نگذرد و جز جوش درون و شنیدن مضمون و دیدن روی دلستان طلب دیگر برنخیزد و در نه داخل در فنون جنون و اقسام بلخولیاست کما تقدم ولهذا نفطویه درین محل چه خوش سخن فرموده و داد فریاد پرستان داده ؎

كم قد خلوت بمن اهوى فيمنعني ... منه الحياء وخوف الله والحذر
وكم ظفرت بمن اهوى فيقنعني ... منه الفكاهة والتجميش والنظر
اهوى الملاح واهوى ان اخالطهم ... وليس لي في حرام منهم وطر
كذلك الحب لا اتيان معصية ... لا خير في لذة من بعدها سقر

عتبی درین محل لطیفه سنجیده گفته که مردی بعض عرب را گفت ما ینال احدکم من عشیقته اذا خلا بها قال اللمس والقبل وما شاکلهما قال فهل یتطاول الی الجماع فقال بابی وامی لیس هذا بعاشق هذا طالب ولدا انتهی گویم نیل لمس وقبل از عشیقه نیز مرتبه نازل ست و درجهٔ عالی صبر و عفاف و قناعت بر ذکر باشد یا احماض بعض اوقات بانشاد اشعار زیرا که هر چند سودن و بوسیدن از صغائر ذنوب ست نه کبائر جرائم لیکن از سر سال نفس در امثال این احوال منجر بفساد مآل میگردد و از عشاق مجازی این زمان کمتر کسی باشد که طالب وصال محبوب و نیل مطلوب نبود اینچنین کس که ذائقهٔ محبت در دل داشته باشد و پابند سلسلهٔ آداب و محبت بر طریقهٔ اصحاب دل بود در صد هزار یکی هم نتوان یافت امروز هر که هست که دعوی عشق با کسی میدارد غرض وی از محبوب استحصال وصال یا استجلاب استعه و اموال ست لاغیر بلکه اگر بنظر غور نگرند دریابند که درین دور آخر خود وجود عشق و محبت اگرچه بر طریقهٔ مجاز بود یافته نمیشود و اینکه دیده و شنیده می شود فسق بحت و غرض صرف و اظهار غیر واقع و اضمار مخالف اظهار ست پس بس ؎ عشق نبود انکه در مردم بود ؎ این فساد خوردن گندم بود ؎ و از ینجاست که ثوران این مرض در اهل دول و جاه و اصحاب فراغت و فرصت بسیار ست و در مغالیس و محاویج که دست رس بمقاصد خویش ندارند کمتر و نادر بلکه معدوم و مفقود ست چنان قحط سالی شد اندر دمشق ؎ که یاران فراموش کردند عشق ؎
و اگر این عشق که آنرا افسق نام کرده ایم جائی باشد که انجا حصول مطلوب میگنجد و نیل مقصود دست بهم میدهد تا هم غنیمت صحت زیرا که بر وجه شرعی اگر تا یار رسد مضائقه نیست اگرچه

اگرچه بمرتبهٔ سافل و درجهٔ نازل واقع ست قیامت این ست که مصرف این عشق درین
روزگار پرآزار از نسوان متجاوز گشته بمردان افتاده ست که هیچ راهی برای سلوک این
جادهٔ ناهموار و طریق دشوارگذار بر روئی کار نیست و اگر معالج بالفرض مسیحا باشد از الدین
مرض باین درمان نتوانستن کرد این بلا ناگهانی و آفت آسمانی آفریدهٔ او باشان ایران زمرهٔ
مردم صفاهان ست و لهذا دواوین و مجامیع فارسیان را دیده باشی که در تشبیب و تغزل خود
چه ستمها که بر جان ایمان نکرده اند و کدام خونریز ست که بر دودمان انصاف روا نداشته و
بدولت این ناپاک دینان و تاک پرستان این داء عضال بسیر گلزمین هند و سند خرامیده و در
حدود دلهای مسلمان زادهای غفلت منش که از علم شریعت و احکام ملت بی بهره محض افتاده اند
ریشهٔ اقامت دوانیده و در زوایای خواطر ایشان بکشاده پیشانی آرمیده اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُونَ

هر خس و خار که در راه نمودی دارد آخر ای باد صبا این همه آوردهٔ تست

پیش ازین اطوار حب آلهی را برای تسلی خاطر آشفته و دل شکسته در پیرایهٔ سخن نظم جلوه
میداده اند و بر الفاظ ساغر و مل و رخ و زلف تعریج نمیکرده اند تا آنکه گروهی از نفس پرستان
دین دشمن و بوالهوسان شیفتهٔ شاهدان سیمین تن بر ظواهر این مبانی قناعت نموده و از
معانی قطع نظر فرموده هنگامهٔ عشقبازی و جان سپاری آراستند و خلقی بسیار را از بی بصران
و زنان گل اندام بدام معشوقی گرفتار ساخته و این فسوق و فجور را در چشم هوی پرستان جلوه
استحسان داده از جا ربودند و بنا بالیتها راه نموده مبتلای آلام دنیا و آخرت فرمودند
و لوح دلها را از نقوش عرفان و توحید رحمان پاک شسته جادهٔ دوزخ جاویدان پیمودند
و بتقلید پیرمغان میکدهٔ کفر و کافری عزازیل راضی به تنها روی در هاویهٔ سقر نشده گروهی را
از همجنسان و ابناء نوع خود نیز همراه بردند و رفیق طریق وادی آتش گردانیدند ضلوا
فاضلوا و شک نیست که اگرچه نیات سلف درین شعر و شاعری بحسن خواهد بود و قوت بین
مفاسد در خواطرشان مخطور نشده لیکن اینقدر انهماک درین کار و پا بیداری و استغراق

اوقات و انفاس گرامی درین افکار خالی از لغزش ناسزا و کردار غیر زیبا نیست گو در حق همه اشخاص گمان این فسوق معتبر نباشد هنوز گروهی از خدا پرستان ست که شغل باین فن دارد و ذره از خلاف حق بر زبان و بیان ایشان جاری نمیشود و ارتکاب محذوری و فعل محظوری از ایشان صورت نمی گیرد لکن قلیل ما هم حکم هر شی بر اکثرست نه بر اقل پس صرف وقت در انشاء شعر و انشاء نظم اگر بقدر ربع در طعام و نحو در کلام باشد و مقصود ازان احماض خاطر مستهام و تسلی دل ناکام بود مضایقه نیست و اگر عوض جمیع اشغال مستحسنه و افعال بایسته و احوال شایسته و اصلاح ظاهر و باطن بقوارع شریعت حقه و اوامر و نواهی ملت صادقه همین سودای جنون در سر و پیرایهٔ مالیخولیا در بر ست محل عبرت و مقام غیرت باشد تا کرا فهم وضع هر شی در موضع اوارزانی فرمایند و از مزالق افراط و تفریط رهائی بخشیده بر شاهراه یقین و عرفان بگذارند و باحوال زندگان فنا اساس و فانیان بقا اقتباس نظر بصیرت اورا و اکشایند ؎

رباعی

دنیا خوابی ست کش عدم تعبیرست — صید اجل ست گر جوان و پیرست
هم روی زمین پرست و هم زیر زمین — این صفحهٔ خاک هر دو رو تصویرست

الٰهی لطفی همراه کن که از کشمکش اندیشهای تباه براه نجات افتم و از حیص بیص کردار پست و همت زبون برکران صواب آیم ؎

دولت اگر همه می ساختی — عمر بدین تیره نپرداختی
در دلم آید که گمنه کرده ام — کین ورق چند سیه کرده ام

اللہ بس باقی ہوس

واقف شیخ نور العین خلف قاضی امانت اللہ ساکن بتالہ من توابع لاہور طبع بلندش تحسین خواه و فکر ارجمندش قابل بارک اللہ عمری خدمت سخن کرده و در تصحیح زبان کوشیده اگرچه کتب تحصیلی هم کسب نموده اما لذت شعری بر مذاقش غالب آمده میگفت شبی در رویا این مصراع

واقف

بخاطر رسید ع جام طرب بدست تو لبریز داده اند بعد بیداری این پیش مصراع بهم رسانیدم
و خنده اختیار رندی بر نگ گل ✤ و نیز میگفت این مصراع بخاطر رسید ع امی چه غمست
بکف از رنگ مناز و دنیا پشش ماه فکر مصراع دیگر کردم تا این پیش مصراع بهم رسانیدم
ع دل ز دستم بشبستان غمت گم گردید ✤ دیوانش سیر خجالت ستان اشعار از انجا
فراگرفته شد

نکشد یار از غرورم را — کشتن خویش شد ضرورم را
خواهم سعادتی ز طواف قدم برم ✤ ورنه چه حاصل ست ازین مشت پرم را
آنقدر یادی که زخم کهنه مانو شود — آرزوزان خانهٔ مشکین رقم داریم ما
نشنیدم نافه گر از نکهت زلفت دم زد — اعتباری نبود گفتهٔ سودائے را
در نظر چون سایهٔ شمشاد می آید مرا — سرپائی یار سودن یاد می آید مرا
ای هم آواز ان وداع عندلیب من کنید — بوئی گل از جامهٔ صیاد می آید مرا
آه از خشکی طالع که درین فصل بهار — سیل تشریف نیاورد بویرانهٔ ما ✤
گر بزگاه بود این دل پریشان را — خدا زیاده کند عمر زلف جانان را
تو آمدم بدام تو زد دم چه میکشے — بگذار یکدو روز بکنج قفس مرا
چند روزی شد ز کویش رفتم و یاد نکرد — گرچه یاد آرند اکثر تو ز دنیا رفته را
خجل ز اجمعم شرمسار از چشمم ✤ — نه عندلیب نه پروانه کرده اند مرا
یارب زدود آه کدامین سیاه روز — آن زلف در بهشت پریشان نشسته ست
خامه را احوال ما تقریر کردن مشکل ست — زانکه او را بر زبان زخم ست و ما را در دل ست
برمن چرا بروگریبان من دریده گذشت — بداد کوتهئی دست من رسیده و گذشت
نی جیب من دریده و نه دامان من کشید — ما را درین بهار نیامد بکار دست
ز هر کسی بجهان یادگار سے ماند — بکوئی یار ز ما هم غبار می ماند

نرگس او کاه کاه از سر مه دنباله دار — با سیه روزان خود لطف زبانی میکند

دلم از کوچه آن زلف هراسان گذرد — همچو مجروح که از مشک فروشان گذرد

غم چه استاده تو بر در ما — اندر آیا رما برادر ما

دل از غرور بمن وانمی شود نفسے — ز پهلوئی تو مگر این دماغ پیدا کرد

قسمت ببین که از لب شیرین نو خطش — حلوا بدیگران و بما دود و میرسد

تو را که گفت که مائل بسیر بستان باش — بنوش یکدو سه جامی و خوه گلستان باش

همان بهتر که من از آستانش زود برخیزم — چه لازم بعد روزی چند ناخشنود برخیزم

آغشته بخون میروم از کوی تو بیرون — میخواست دل من که باین رنگ برآیم

تو خوابیسی بکس مکتوب لیک از بد گمانیها — چو برخیز د کبوتر از سر بامت بردهشم

من نمیگویم که مجنون باش در صحرا نشین — شهر هم بد نیست لیکن فارغ از دنیا نشین

سر رود ان کز هوسناکی سر سودای من — تا آب رفته باز نیاید بجوئے من

شود سالک ز بند خود رها آهسته آهسته — رود از دست چون رنگ حنا آهسته آهسته

نخواهم تند چون سیلاب گفتن سر گذشت خود — کنم پیش تو عرض ماجرا آهسته آهسته

تلاش وصل این سیمین بران آخر گدایم کرد — شدم مفلس ز فکر کیمیا آهسته آهسته

ای آنکه سوز میطلبی از مزار ما — از مرقد منور پروانه غافلے

وحشی دولت آبادی روزی چند مرغ رو وحش در وحشت آباد عالم خوشگو نیما نود در سنه ۹۶۳ از قفس بدان پرواز نمود از وست

قرب تا حاصل نشد دوری ز جانم بر نخاست — اتحاد شمع برق خرمن پروانه بود

بی لطفی و ملال تو دیدم که سوختم — وحشی بگو که از تو چه تقصیر آمد و بمنکر

آتش بجگر زان رخ افروخته دارم — وین گریه تلخ از جگر سوخته دارم

در دام غمت تازه فتادم نگهم دار — من عادت مرغان نو آموخته دارم

وحشی بدل این شعله سوزنده چو فانوس — از پرتو آن شمع برافروخته دارم
صبر خواهم کرد وحشی بر غم نادیدنش — منکه خواهم مرد گو از حسرت دیدار باش
بست زبان شکوه ام این بس سخن کشادنش — عذر عتاب گفتن و مژده لطف دادنش
مصلحت دید چنین صبر که سویش نروم — بنشینم بر پیش بر سر کویش نروم
دیدنش مصلحتی لیک دریغا کو تاب — کز یک امروز بنظاره درویش نروم
ز نیستان کرشمه نیگذرد خوشتر ازین — کی ملتفت شود بجواب سلام من
من واله و تماشای گلستان کسے — بنسیمی شده خورسند ز بستان کسے
در نظر نعمت دیدار حسرت نگران — دست تا بسته و دهان شده پر خوان کسے
وحشی از شوق تو جان داده تو باشی زنده — زندگی بخش کسی نیست کسی جان کسے

ولی داشت بیاضی واقف ذوقی و میلی تمام داشت و اسوده گنج مرتاضی حاصلش از قناعت و فراغت نظم طبع خوشی داشت معاصر شاه طهماسپ بود و وفاتش در ۹۵۵ واقع شد صاحب دیوان است

و شاعر رفیع الشان آنروست

کاش در بزم تو غیرت نبدهد راه مرا — تا حسرت کشد لعنه بخواه مرا
گفتم ناشکیبم و مده راحلیست بیداری — بشوخی سر برآوردی و رسوا ساختی ما را
هلاک میشوی اینک دمے منگفتم — کش که جام قریب ست ناچشیده و بشت
دل که هر دم ز نرگست صد بیهوشش منظور ست — گر تسلی بنگاهی نشود معذور ست
بصلابت گله را میکند و رنه — فدای تست اگر صد هزار جان دارد
درماندهٔ احوال خودم این چه جواب ست — فارغ بگذر طاقت نظاره که دارد
چندین چه شکوه تو انم از دل ستمگر کرد — که هر چه در حق من غیر گفت باور کرد
یاد آن آغاز رسوائی که یار از دیدنم — شرمگین میگشت و من روی حجابی داشتم
دل بحر وصل دیدار نهم به که ز دور — همچو حسرت زدگان آیم و نظاره کنم

هزاران آه ازان خوارمی کچون میلزد از بزم ‌ ‌ ‌ بامید شفاعت جانب اغیار میدیدم

بهر تو شنیده ام سخنها ‌ ‌ ‌ شاید که تو هم شنیده باشی

شهرت زده ام کرده بعشق دگرای کاش ‌ ‌ ‌ پرسند که غیر از تو بعالم دگری کیست

با زد و سیتیت بهره ام این ست که در شهر ‌ ‌ ‌ یک دوست ندارم که بجان دشمن ما نیست

تا صد ره بزم رفت که آرد خبر از یار ‌ ‌ ‌ باز آمد و اکنون خبر از خویش ندارد

خوش آنکه باو دهم شرح مشکل خود را ‌ ‌ ‌ بگریه فشتم و خالی کنم دل خود را

والهی از سادات بلدهٔ قم بود برادر طفلی از طایفهٔ شاملو شیفته شده گوش و بینی خود بداد و

ازوست

حلق خشکی ز تلف سوختن دل دارم ‌ ‌ ‌ دم آبی طمع از خنجر قاتل دارم

گه کنم آرزوی بوس و گهی میل کنار ‌ ‌ ‌ یک کف خاک و صد اندیشهٔ باطل دارم

چاک پیراهن یوسف که گل تهمت بود ‌ ‌ ‌ خنده بر سستی تدبیر زلیخا میکرد

واعظ میرزا احمد رفیع قزوینی پایه تعریفش ازان رفیع ترکه بسلم قلم توان رسید و شرفه توصیفش ازان بلند ترکه بمال اوراق توان پرید لآلی منظومانش در کمال خوش جلالی و جواهر منثورانش در نهایت بیش بهائی حجت کمالش کتاب ابواب الجنان ست که باتفاق جمهور کتابی باین خوش بیانی در باب مواعظ ترتیب نیافته مطالعهٔ دیوان واعظ طبع را در اهتزاز آورد این چند غزال رعنا از خرمن زار دیوانش بخرمش می آید

از زبان کلک نقاشان شنیدم بارها ‌ ‌ ‌ بی زبان نرم کی صورت پذیرد کارها

اینقدر طول امل ره میدهی در دل چرا ‌ ‌ ‌ مصحف خود را باین خط میکنی باطل چرا

آزاده بهر ابهی کس بند نگردد ‌ ‌ ‌ خاصیت سروست که پیوند نگردد

حرفی اگر بعاشق بیتاب می زند ‌ ‌ ‌ شرمش طپانچه بر گل سیراب می زند

سر بر درون آورد عکس از رزوزن آیینه گفت ‌ ‌ ‌ فیض صحبت میتواند سنگ را آدم کند

بیگانه‌وار در جهان کز دو چشم مردم اند ۔۔۔ جز ترش رویی نه بیند شربت از بیمار ما
روزگار آخر ستمگر راستگلش میکند ۔۔۔ شیشه میسازد مکافات شکستن سنگ را
اگر خورشید خسار تو در پیش نظر باشد ۔۔۔ چو ماه نو ز پیری سیر دم سوی جوانیها
ز ابنای جنس خود بجذر باش زانکه آب ۔۔۔ با آن سرشت پاک بآیین دشمن است
آزاد نیستند بدولت رسیدگان ۔۔۔ گردیده پای بند نگین تا سوار شد
گر تهی دستی مزن لاف محبت صائب ۔۔۔ چیست باعث کز دختان بید مجنون میشود
صد حیف که ما پیر جهان را نادیده نبودیم ۔۔۔ روزی که رسیدیم بایام جوانی
ظاهر آرائی مباشد شیوه روشندلان ۔۔۔ میرد آتش ز برای جامه خاکستری
ما از شکست خویش غم یار دیده ایم ۔۔۔ این باغ را ز خانه دیوار دیده ایم
عرق ناکرده پاک از محفل ما شد نگاریها ۔۔۔ درین گلشن سبک برخاست از شبنم بهاریها
زبان بسته گلو یهان را زدل باشد ۔۔۔ حصار خانه ویران چراغ خاموشی است
تدبیر دلکشائی بما هیچکس نکرد ۔۔۔ این فکر را بدامن صحرا گذاشتیم
دور رود راز شهر سفر بیخودی مرا ۔۔۔ گویا بهوش زلف تو از هوش رفته ام
امشب کشائشی ز نو بچشم جمع را ۔۔۔ واعظ گرفته اوج مگر رود آه تو

وحید میرزا که محمد طاهر قزوینی یگانهٔ عصر بود در فنون و علوم و نظم و نثر گوی از همعصران می‌برد دفتر نویس دربار شاه عباس ماضی بود آخر مجلس نویسی شاه که عبارت از وقایع نگاری باشد سرافراز گردید و آخر بالامر بوالا پایه وزارت متصاعد گشت شیخ علی حزین ترجمهٔ او در تذکرهٔ خود بسط تمام نوشته در دیوان غزل قریب نیمی هزار بیت از وی بنظر در آمد سر سری چند بیت

برچیده شد

نور معشوق ار بدل در دلم از یار افتاد ۔۔۔ عکس خورشید ز آئینه بدیوار افتاد
مرا ز صحبت اهل دل چه باک می باشد ۔۔۔ که در دهان نجیس حرف پاک می باشد

چو نی نیم بدی از خصم خود دو رهر میکوشم
ز آب سرد دایم چون سفال گرم میجوشم

ناقصان را جور میباشد گوارا تر ز لطف
آتش سوزان به از آب بست خشت خام را

سیم و زر دنیا پرستان را منافق میکند
پشت و رو باشد یکی آئینهٔ بی سیم را

دل اگر میگویم از طفلی نمیدانی که چیست
آنچه روز اول از مادر بردهٔ آن را بده

آگه کسی از ناخوشی زادهٔ خود نیست
از تلخی گفتار خبر نیست زبان را

بر میوهٔ رسیده زدن سنگ ابلهی ست
زنهار از سوال مرنجان کریم را ✤

مرا بریختن خون خود مضائقه نیست
کسے اگر بتو گوید چرا چه خواهی گفت

چون نمیرم یار میگویند عاشق میکشد
من نه تنها عاشقم بر دوست خود هم عاشقم

بود خاصیت آب بقا خوئی ملایم را
که از دندان زبان را زندگانی بیشتر باشد

بشاهان سیر سد از زیر دستان فیض پنهانی
بنای خانه را از خشت زیرین محکمی باشد

چو دولت یافتی خوئی بدت فرمان روا گردد
که در وقت سواری دست بر پیراهن عنان باشد

بزر پاشی بود شهور خورشید جهان اما
ز پاشیده را پیوسته در دامان خود دارد

در وصل دلم وا نشود بسکه ضعیفم ✤
از رشته تار یک گره در بر کشاید ✤

نیایم در شمار اما بسان رشته گوهر
در شتان را بزمی آشنائی یکدگر سازم

در سر کوی بتان همچو سخن در دل لال
هر طرف روی کنم راه بدر نیست مرا

بگلشنی که رخ دوست بیحجاب شود
ز شرم غنچهٔ گل شیشهٔ گلاب شود

لبی که زمزمهٔ خواستن بود سازش
صدای ریختن آب دست آرایش

چو لاله روزن گلچین بود گریبانم
حدیث زشتم و نیکو نوشته اند مرا

هر جا دلی ست در پی چشم سیاه تست
عالم تمام زیر نگین نگاه تست ✤

از هم چو باز شد مژه ام خون دیده ریخت
گفتی مگر که بخیهٔ زخم زهم گسیخت

ما طائران شوقیم آرام نیست جان را
بر بال خود نهادیم بنیاد آسمان را

چرخ را آرامگاهِ عافیت پندا ستم — آشیان کردم تصور خانهٔ صیاد را
هرچند که خودگم شده ام راه نمایم — در قافلهٔ عشق تو آوازدرایم ✤
چون شاخ که از میوهٔ بسیار شود خم — از بار هنر بر دل خود نیز گرانم ✤
آهی را ز دل چه آمدهٔ بر سرِ زبان — بیرون نمیرود ره ازین کوچه بازگرد
زبارِ منتِ احسان دریا ابر نیسانی — کند افغان چو مجروحی که زخمش آب بردارد

وحید ملاکلوج در زمان شاه اسمعیل در عرصهٔ سخنوری داد مردمی داده دیوانش هفت هزار بیت دیده شد و با آنکه عامی بوده از مساعدت بخت و درستی سلیقه سخنش خالی از عیب ست

فاضل

از وست ۵

محال ست اینکه عاشق را شود یکگام دل حاصل — تمنا بر تمنا بشکند تا جان برون آید
گر میسر نشود بوسه زدن پایش را — هر کجا پای نهد بوسه زنم جایش را
من مست می عشقم و او مست می ناز — من بیخبر از خویشم و او بیخبر از من ✤
توان بخواب رخت دید لیکن از خجلت — چگونه روی تو بیند کسی که خواب کند

واضح میرزا مبارک الله مخاطب بارادت خان از دودمان امارت ست در عهد جهانگیری بمنصب میر بخشگیری دم مباهات میزد و در زمان جلوس شاهجهان بوالاپایهٔ وزارت مترقی گشت و بصدر قلیل بایالت دکن و خطاب خان اعظم فوز عظیم اندوخت در ایام حکومت جونپور موافق ۱۰۵۸ سنه مرحلهٔ آخرت پیمود دیوان واضح بنظر درامد آین چند گل ازان چمن چیده شد ۵

فاضل

عارف از و پرست ولی او نمی شود ✤ — آیینه رو نما شود و رو نمی شود ✤
ز مقراضِ فنا نورست شمعِ زندگانی را — بود آبِ دمِ شمشیر صندل سرگرانی را
چه الفت ست بزلفِ تو بیقراران را ✤ — بلی سیاه پسند ست سوگواران را ✤
موجم و وحشت کند محرومم از ساحل مرا — در طپیدن رفت از کف دامن قاتل مرا
در عالم دل باختنِ خویش رواج ست — عمریست که ویرانه ما وقف خراج ست

بجیب صبح زخورشید گلفشانیهاست ۔۔۔ بجام پیر مُغ ما باده جوانیهاست
براه او چه دریازیم نی دینی نه دنیائی ۔۔۔ دلی داریم واندوهی سری داریم وسودائی
واضح بهیچ راه دلم وانمی شود ۔۔۔ این قفل زنگ بست شکستن کلید اوست
بر مراد دل خود بال زدن نقصان ست ۔۔۔ وقت آن خوش که مراد قفس انداخته ست
گرچه آزادم ولی جانم فدائی دیگریست ۔۔۔ گرد سر گردانده صیادی مرا سرداده ست
رشک فرمائی دلم نیست بجز عیش حباب ۔۔۔ یافت یک پیرهن هستی و آن هم کفن ست
بیخود شدم آفت مینای ادب بود ۔۔۔ ساقی کرم افزود که در نشئه کمی کرد
فتنه‌های جهان قابل دلبستن نیست ۔۔۔ اینقدر بسکه دمی خاطر خود شاد کنند
گله اصاف به از عفو غبار آلود ست ۔۔۔ هست دوزخ گنهی گو بهار انگیزند
بهار وقف صبا گل بکام گلچین باد ۔۔۔ که ما بکنج قفس طرح آشیان کردیم
بکاغذا نگری پهیده ام یعنی دل خود را ۔۔۔ مباد اگریه بر حالم کنی امی نامه بر رحمی
نشان سیر ما رست عمر رفت بیاد ۔۔۔ ز نقش پای صبا رنگ غنچه پیدا ست

رباعی

در گنجفهٔ دهر شهان عالم ۔۔۔ در صف رعیت اندنی بیش و نه کم
حکمی دارند زان جهان دار شدند ۔۔۔ چون حکم نماند گشت بازی برهم

واحد میر عبدالواحد ترمذی بلگرامی صاحب طبع لطیف و ذهن شریف بود و بجلیهٔ مکارم اخلاق و جمائل اوصاف سراپا آراستگی داشت اختر نجابت از جبین مهینش میدرخشید و عطر خلق محمدی از گل عنصرش می تراوید شعر بزبان فارسی و هندی میگفت و جواهر ز واهر بشقب اندیشه می سفت در موضع راهون از اعمال لاهور در معرکهٔ جنگ با کفار آن نواحی جرعهٔ شهادت چشید و این واقعه در ۱۰۳۲ واقع شد صیاد فکرش وحشیان معانی فراوان صید کرده اما از عوارض روزگار مقید رشتهٔ شیرازه نساخته لهذا اکثری ازان به پرواز آمد برخی از اشعار که در بیاضها مثبت بود

درین سواد سفیدی سیکند ؎

امروز بجبین تو چین دیده ایم ما ✦ صد رنگ نازرا بکمین دیده ایم ما ✦
گر بود ره یکقدم بی رهنما دورست دور بی اجل نتوان رسیدن گرچه منزل زیرپاست
اگر ز دل شکستن بلبل نه هنوز طرف کلاه خود مگر ای گل ندیده
عمری ست در رخ تو تماشائی خود یم آئینه ست بسکه ترا از صفا جبین
نباشد از گدا ز دل محبت نامه ام خالی چو بگشائی سر مکتوب من طوفان شود پیدا
نیستم مختاج خضر از فیض سوز خویشتن اخگرم خاکستر خویشم به از آب بقا

رباعی

تا کی بهوا و حرص مائل باشی زان ره که بریدنی ست غافل باشی
اکنون که گذشته را تلافی خواهی از خنجر انفعال صیقل باشی

والا اسلام خان بخشی جد محمد افضل ثابت نامش میر ضیاء الدین حسین بود طبع موزون داشت این شعر از وی ست ؎

دستی پیدا کن ای صحرا که امشب در غمش لشکر آه من از دل خیمه بیرون می زند

وامق محی الدین بگرامی ذهن درستی داشت و با کتب فارسی اشتغال مینمود و حقیقتی بهم سانده و شوق سخن از میر نوازش علی کرده و در اواخر سنه ۱۱۰۰ درگذشته ازوی می آید ؎

گر به بینی تو مرا بر سر راهی گاهے چه شود گر بنوازی بنگاهی گاهے ✦ ✦
بسکه وا ماندهٔ هجرم ز خدا میخواهم وصل هر روزه اگر نیست بماهی گاهے
یاد روزی که گذر داشت بکویش وامق بود با او نظر لطف تو گاهی گاهے
بسکه حیران تماشائی تو گردیدم نماند در چراغ دیده ام چون دیدهٔ بسمل فروغ
سحری که رفت جانان بر کاب او نرفتی بر و از تن من ایجان بچه کار خواهی آمد
ز دیدن سر کوئی تو شاد شد وامق مسافر ست و نگاهش بمنزل افتاده ست

ظالمان از جنس مردم نیستند آدم مگو　　در حقیقت آدمی خوار از مداراین گفتار ها

وفائی سلطان اسمعیل عادل شاه پیوسته با علما و فضلا صحبت میداشت و مراعات ایشان واجب می شناخت حلیم و کریم و سخی بوده از علو همت هرگز بدخل و خرج مملکت وامنمیرسید و طریقهٔ عفو و اغماض را دوست میداشت و دروکولات و بلبوسات میکوشید و هرگز فحش بر زبان جاری نمیساخت هیچکس از سلاطین دکن بلطافت و متانت او سخن نگفته آن چند لآلی از خزانهٔ طبع اوست ؎

دلِ خوبان ز قیدِ مهر آزاد است پنداری　　مدارِ دلبری بر جور و بیداد است پنداری
مرا صد محنت از عشقِ تو بر دل میرسد هر دم　　دلِ ویران عاشق محنت آباد است پنداری
ز هجرت آتشی دارم بدل کز بهر تسکینش　　نصیحتهای سرد زاهدان باد است پنداری
دلِ ریشِ وفایم آشنان خو کرده با نیشش　　که پیکانش بجائی مرهم افتاد است پنداری
آسی وفائی منال از ستمش　　که ستم نیز غایتی دارد

وقوعی محمد شریف نیشاپوری الحادش از هر کس که در زمان اکبری بآن اشتهار داشت زیاده بود و بمناسخ مائل بلکه عازم و جازم آن وی ست ؎

در زیر زخم تیغ تو عمداً خمی طپم　　شاید ز نا توانی خویشت خبر کنم
از غم افتادم بحال مرگ بنگام وداع　　تا شوی آگه که در هجران نخواهم زیستن

وحشت عبدالواحد از نبائر امام غزالی ست و در قصبهٔ تهانیسر نشو و نما یافته بآزادگی طبع سروی بوده و در چمن روزگار و در عالم واستگی نخلی بود فارغ از غصان حوادث این دار بیدار و در آخر سنه ۹۹۵ درگذشت این ابیات از وی ست ؎

برنگی شورش آلود ست از یادِ تو آرامم　　که شد چاکِ گریبانِ نگین بیتابیِ نامم
شهیدِ تیغ هر گانم تماشا میتوان کردن　　قیامت سبز گردیده ست بر گردِ در و بامم
سیه بختی پیامم یک جهان برقِ بلا دارد　　بود گر در خرام صبح محشر جلوهٔ شامم
بگو وزدیدن از عالم تجرد خانه سیخواهم　　ز مژگان و انگردن طرح این کاشانه سیخواهم

بناز بیخود دیهایم اگر ظالم قبول افتد — ترا در جلوه میخواهم دل دیوانه میخواهم
پیام وصل بی قاصد بفرما سوی من آید — برای خواب از خود رفتنی افسانه میخواهم
چشم را خالی کن از دیدن تماشا نازک ست — آرزو در سینه بشکن جلوه آرا نازک ست
صد بیابان ناله پرداز از خموشی گشته ایم — سرمه میداند که فریاد دل ما نازک ست

وحشت شیخ عبدالله تهانیسری معاصر بیدل بود و شمع محفل آزوست

بمحفلی که حریفان وحدت آهنگ اند — بهم چو دیده تصویر محو یک رنگ اند

وفائی اصلش از کراد عمادیه ست در اصفهان بسر می برد و بگفتن رباعی میل تمام داشت

این رباعی از و پسند آمد

رباعی

میگفتم عشق دمی ندانستم چیست — میگفتم یار دمی ندانستم کیست
گر عشق این ست کی توان با او بود — ور یار این ست کی توان با او زیست

وصالی سخن سنج معنی طراز بود شعر نیکو میگفت آزوست

مستانه میگذشت وصالی بکوی دوست — انجا رسید و سستی پا را بهانه ساخت

وفا آقا محمد امین اصلش از اصفهان ست پدرش بعهد عالمگیری ببیر هند خرامید و در رفاقت نواب آصفجاه منصب دو هزاری و مقصد بسوار یافت وی مشق سخن از محمود مازندرانی و شیخ غلام مصطفی انسان کرد و در سنه ۱۱۹۳ در گذشت آزوست

گر بود منحنی ز ناقص فطرتان قدرم بجاست — پیش این جهل آشنایان معنی بیگانه ام

واصلی میرزا امام وردی بیگ اصلش از ایران ست خودش در شاهجهان آباد متولد شد شاگرد شمس الدین فقیر بود و در خوشنویسی و موسیقی و تیراندازی مهارت داشته در لکهنو با نواب شیرافگن خان زندگانی بخوبی میکرد در اواخر سنه ۱۲ واصل بمقام اصلی گشت آزوست

واصلی را دگر آزار دل خود هوس ست — که رساند خبر آن شوخ دل آزا رمرا
خوش آن نشاط که در پای خم زهوش روم — برون ز میکده همچون سبو بدوش روم

وفا

وفا میرزا شرف الدین قمی در آخر دولت نادری بهند آمد و تا سنهٔ سال بخوبی گذرانید آخر سنه ۱۱۶۲ بساط هستی در نوشت ازوست

عارض چون مهش یکی سنبل مشکفام دو — وای به تیره روزیم صبح یکی و شام دو

والا

والا سید ابوطیب خان در الکهٔ رحمت آباد مضاف مدراس متولد شد و سلیقهٔ استعداد و کتابت بهم رسانید شاگرد محمد باقر آگاه بود و مرید شاه رفیع الدین محدث دکنی در سرکار نواب والاجاه بتقریب تدریس سرافتخار باوج اعتبار داشت این ابیات نتیجهٔ فکر صائب اوست

کند بیان که پیش تو حال جان مرا — نمی برد سگ کوئ تو استخوان مرا

ز خاک ملک جنون ست بسکه تخمیرم — بغیر قیس نداند کسے زبان مرا

نیست والا زیر بار منت ای باغبان — هر سحر از داغها در سیر گلزار خودست

چو دید صفحهٔ تصویر او گلستان گفت — نگار خانه چینی و نقش از رنگی ست

والا بشوق ناوک دزدیده دیدنش — چون نی صدای ناله ز ناسور شد بلند

واقف

واقف مولوی سیران محی الدین دراو دگیر متولد شد و بخدمت مولوی علاء الدین لکهنوی و مولوی خیر الدین فائق زانوی ادب ته کرده و حیثیات بهم رسانیده مرید خال خود شاه منصور قادری ست ازوست

بنداز هستئ تو حجابی ست در نظر — ورنه بروئ یار کسے پرده دار نیست

در هر نفس فنا و بقا هست چون حباب — واقف بموج هستئ ما اعتبار نیست

بسان شمع و خورشید ست طرز یار و حال من — که او در جلوه سرگرم ست و من سوئ عدم کوشم

چون حباب بم نیست غیر از نشئهٔ صهبای هول — می برد از خود مرا یک جنبش مستانه ام

وقوعی

وقوعی تبریزی مردی صلاح آثار بود در زیارت عتبات عالیات سعادت اندوز گشته و جاروب کشی کربلای معلی اختیار نموده همدران خاک در سنهٔ بمرد ازوست

لب بستن او باعث بیتابئ من شد — خاموشئ گل پرده در مرغ چمن شد

وهمی طهماسپ قلی قندهاری از طایفهٔ اکراد بود در هند نشو و نما یافته خدمت دیوانی هند
سورت داشته ازوست

زکشتهٔ مژه‌ات هیچ گوشه خالی نیست جهان ز تیر تو چون خانهٔ کمان پر شد

وفا هروی از شعرای خوش طبیعت ست در عهد شاهجهانی از راه بنگاله وارد هند شده
میگذرانید ازوست

از ما مپوش چهره که مابی ادب نیستیم کوته ترست از مژهٔ مانگاه ما

واصب قندهاری در موسیقی از جملهٔ ماهران بوده در الهیجان رفته با محمد قلی سلیم صحبت
داشته ازوست

در یاب خویش را که درین بحر موج خیز همچون حباب وقت تو بسیار نازک ست

واضح نامش آقا زمان و وطنش در نواحی اصفهان بوده سخن موزون چنین میگذارد

عشق آگاهی نبخشد جان غفلت دیده را برق نتواند برید این ره خوابیده را
پیر چون گشتی بیفشان بر جهان دامان ترک داس کشت آرزو کن پشت خم گردیده را

واصل الهیجی محمد امین نام داشت سخنش بسیار متین ست مثنوی خلعت از تالیف اوست
نغمهٔ سخن چنین می سراید

در حقیقت عینکی بهتر ز پشت چشم نیست دیده چون بستی دو عالم را تماشا میکنی

والی میرزا افضل بخاری در سلک منشیان امام قلیخان پادشاه انتظام داشت ازوست

ضبط آه و ناله چون سازد دل زارم مرا آخر این پرهیز خواهد گشت بیمارم مرا

والی نجف قلی بیگ نام داشته و از اهل بختیاری بوده منست

پیراهن گل ریزهٔ مقراض قبای ست کز روز ازل بر قد حسن تو بریدند

واصف ملا ابراهیم از شعرای مشهد مقدس ست اندازهٔ خوش چنین باشد

در انمقام که دل مرغ نامه بر باشد کشودن مژه مقراض بال و پر باشد

والہ

والہ میرزا محمد یوسف در صفاہان بسر میکرد طبع نظم داشت این بیت از و خوش آمد بیت

چہ کوتاہ ست شبہای وصال گلرخان یارب ✦ خدا از عمر ما بر عمر این شبہا بیفزاید

وقاری

وقاری ملا امیر یزدی شاعر عالی ضمیر بود منہ

بزنگ رشتہ کہ از بخیہای زخم کشند ✦ کشم چو آہ دو دخون دل بدا مانم

واثق

واثق نیشاپوری بولایت ہند آمدہ و روزگاری مہتمدار گشتہ و در اوائل جلوس عالمگیری ترک منصب کردہ بدیار خود برگشت مزاجش خالی از سودا نبود منہ

ای جوان بر قامت خم گشتہ پیران نگر ✦ رفتہ رفتہ زندگی بار گرانی میشود

وارد

وارد محمد شفیع از شعراء شاہجہان آباد بودہ منہ

عروج منزلت کاملان پریشانی ست ✦ کہ آب روی گہر در لباس عریانی ست

وحشی

وحشی نافقی کرمانی در یزد بسر می برد بعہد شاہ طہماسپ صفوی باعتبار میزیست مرد عاشق مزاج بود سخنش چاشنی دارد و مثنوی فرہاد و شیرین و دیوان شعر از وی یادگار ست در سنہ ۹۹۱ منہ

وحشی روحش از قفس جسم اوج گرای صحرای عدم گردید منہ

از من مپوش چہرہ کہ غماز نیستم ✦ چون طفل اشک پردہ در راز نیستم

تو بمن گذار وحشی کہ غم ترا بگویم ✦ کہ تو در حجاب عشقی ز تو گفتگو نیاید

گر دو نشیند بطرف دامن آزادگان ✦ گر براندازد فلک بنیاد این ویرانہ را

مرہم خفل مزاج اند عاشقان ورنہ ✦ علاج درد تغافل دو روزہ پرہیز ست

بلبل آن بہ کہ فریب گل رعنا نخورد ✦ کہ دو روز ست وفاداری یاران دو رنگ

وحشی

وحشی از خوش تلاشان خطہ کاشان ست شاگرد محتشم بودہ سخنش صرف غزل گوئی بودہ آخر حال بسیر ہند رسیدہ و مدتی درین گلزمین بسر بردہ ناظم تبریزی گفتہ وفاتش در سنہ ۱۰۱۳ است

در دکن مدفون شد دیوانش دو ہزار بیت باشد آنچہ دست

شب گذاری بدل بیخبر و خوابم کردی ✦ آنچنان گرم گذشتی کہ کبابم کردی

دو راز و چشم در نظاره را مسمار کرد — هر نگاهی خنجری گردید و در دل کار کرد
گر سرشک آتشین ریزد دل من دور نیست — شعله نتواند نگهدارد شرار خویش را
اهل نظر بقیمت یاقوت میخرند — خونبا نه که بر سر مژگان گره شود

واسطی تخلص سید فضل رسول خان بهادر ابن حکیم عبد الشکور ست وطنش قصبهٔ سندیله از مضافات صوبهٔ اوده از احفاد مخدوم سید علاء الدین واسطی جاجنیری که نسبش بوساطهٔ سید ابو الفرج واسطی بحضرت زید شهید ابن امام زین العابدین منتهی میشود از اخوان خود بمقدرت وتمول ممتاز و بحکام انگلشیه را باوی مراعات اعزاز در زمان غدر و فساد هندوستان که عالمی کمر بمعادات ارباب فرنگ بسته هزاران را کشته و خسته واسطی بوساطهٔ خیر سگالیهای قوم انگریزی جائی در دل حکام انگلش ساخت که فرمانفرمای برطانیه بعد تسلط بر ملک از دست رفته در صلهٔ این خدمت بعطای چند قری بطریق التماش نواخت وی بحسن تدبیر آنرا در عرض وطول انگزود و اسباب معیشت را باحسن وجوه فراهم نمود طبعش نکته سنج و دقیقه فهم با موزونی تو أم و نتایج افکارش نزد شعرای فارسی وارد و مقبول و مسلم استفادهٔ این فن از تدبیر الدوله منشی سید مظفر علیخان صاحب اسیر نموده و این اسیر که اصلش از قصبهٔ امیٹھی ست در لکهنؤ نشو و نما یافته بدبیری وندیمی شاه اوده واجد علی شاه گویی صحبت از معاصرین بوده حسن یکدیگر واسطی شنیدنی ست

هر که بیخود از شراب نرگس مستانه شد — فارغ از فکر می و در یوزهٔ میخانه شد
خاک گشتم در هوائی بوسهٔ لبهای یار — کی عجب باشد اگر از خاک من پیمانه شد
واسطی از آمد و رفت خیالات جهان — کنج عزلت داشتم از دل مسافر خانه شد
آنقدر زارم که دشوار ست تحریک نفس — قوت دل المدد آهی کشیدن آرزو ست
گردن ما را که هست از عالم بالا بلند — زیر محراب خم تعظیم خمیدن آرزو ست
واسطی اهل فنا را وجه بینائی ست مرگ — سرمه در چشم از غبار خود کشیدن آرزو ست
ذوق غم تو از دل شیدا نمیرود — این درد از علاج مسیحا نمی رود

کی سرو باغ سبز شود در نگاه من ✤ از دل خیال آن قد رعنا نمیرود
بردند خضر شوق دل تا منزل مقصد مرا ✤ سایه آسا قطع این ره کردم از پای دگر
چشمهٔ چشم ترم را بچشم کم مبین ✤ جوشد از هر قطرهٔ این بحر دریای دگر
حیرت چشمم بجا باشد که شکل آینه ✤ در تماشائی رخش کردم تماشای دگر
نشاید غم کشانرا غیر شیون آرزو کردن ✤ اگر خندد دهان زخم دلی باید رفو کردن
اگر داری سر طاعت تو محراب شمشیرش ✤ ز آب کوثر و تسنیم می باید وضو کردن

چه زیبا نرگس مستانه داری ✤ شرابی طرفه در پیمانه داری
چه دیدی و اسطی از چشم مستش ✤ که هر دم گریهٔ مستانه داری

واصف — **واصف** مولوی سید حسین شاه کشمیری مولد بخاری اصل در هندوستان علوم متداوله از اساتذهٔ وقت آموخت و فاتحهٔ فراغ پیش مفتی عنایت احمد مرحوم خواند طبع موزون و خاطر حرفت شحون داشت در بهوپال آمده با هوار صد روپیه ملازم شد چون بسفر حرمین شریفین رفتم وی در قریه های گهاٹ مضاف علاقهٔ ریاست بعارضهٔ هیضه در عین جوانی ۱۲۸۵ هجری فانی شد خدایش بیامرزاد وقت تحریر تذکره این چند بیت از کلامش دست بهم داد

تا ترک من بناز سر زلف بر شکست ✤ زاهد ز پا فتاد و بکف آه ساغر شکست
چشمم بگریه آمد و از ابر آب برد ✤ لعلت بخنده آمد و قدر گهر شکست
نازم بذوق واصف مستانه دوش کاو ✤ گر ناشتا شکست بخون جگر شکست
سحر بگلشنی از جنبش هوا دیدم ✤ که گل بگرد سر عندلیب میگردد
پیام من که رساند بحضرتش واصف ✤ که هر که میرود انجا رقیب میگردد

وحید — **وحید** مولوی ابوالمعالی محمد عبدالرؤف بن منشی احمد علی مرحوم متوطن دار الامارهٔ کلکته ست و ترجمان اول کونسلی قانونی محکمهٔ گورنری البته زانوئی ادب بخدمت شاه الفت حسین ته کرده و در مشق سخن نام استادی برآورده امروز سواد کلکته بوجودش سرپا ناز ست و شاهد نظم و نثر

فارسی بالتفات خاطرش متمنا زین ابیات اندوست

تو با اغیار در گلشن که شب گرم سخن بودی
ندانستی که من هم یک طرف اندر چمن بودم

تشنه ام لیک بقدر مردم از پی آب
موج خیزست بلب تشنه تقریب کسے

یک ناوکی که آن نگه شرمگین زده ست
صد رخنه در دل و دو صد آخر بدین زده ست

سیراب کرد زاب بقا جان تشنه را
تیغی که ترک من بدم و آبسین زده ست

شفتالوئی ز روضهٔ فردوس دانش
آن بوسه که لب بلبش از کمین زده ست

در کنج چمن با و مے و یار دگر هیچ
این ست تمنای دل زار دگر هیچ

همیسی نفسان جان بلبم این دم نزع ست
یک جرعه از شربت دیدار دگر هیچ

ای شیخ تو و مسجد و سجاده و تسبیح
ما و بت و بتخانه و زنار دگر هیچ

صبح ست شراب ناب بر خیز
ای غیرت آفتاب بر خیز

بار وئی پیشته مو نبسته
بی پرده و بیحجاب بر خیز

یک نیزه رسید دست خوشید
ای غیرت خورشتاب بر خیز

کشتگان تیغ ابرو تشنگان لعل لب
کرده کوئی قاتلم را کربلائے تازه

دی ببزم قدسیان افتاد بر شعر وحید
غلغل احسنت و شور مرحبائے تازه

دمے نزع ست مگر شربت قندی زلبت
بچکانی زلبم تا جگر اندک اندک

قدم آهسته بنه در ره آنشوخ وحید
میتوان کرد بکویش گذر اندک اندک

کی خضر خورده ست ز سر چشمهٔ حیات
آبی که خورده باغ دل من ز جوئی عشق

ببرید باغبانم و ببدل نیم هنوز
شاخی قلمزده بر داز نو بهار فیض

جز یاد تو شد از دل دیوانه فراموش
هم خویش فراموشم و بیگانه فراموش

وله

خواست یار من برآرد کام جانم ناگهان
رو نمود از پرده نازش تبسم گفت بس

عرضه کردم بار هجر یار بر بازوی دل — طاقت و تاب و توان صبر و تحمل گفت بس
بیک کرشمه دل و دین و جان ربودستی — بغمزه دگر آخر چه آرزو داری
خاک راهت شبنم بود قضای ازلی — بعد ازین تا بابد خاک من و دامن تو
خسته فرش پا شد که گذر کنی نکردی — دل بسته چشم و اشد که نظر کنی نکردی

وصف

وصف مولوی معراج الدین تحصیل حیثیات در مدرسهٔ عالیهٔ کلکته کرده در خدمت آغا احمد علی مرحوم بمدارج سخن سرائی رسیده سلیقهٔ نظم درست دارد و تخم مبانی تازه در زمین معانی

بیگانه می کارد آزوست

بار زونی خدنگ کدام تیر انداز — دلم بسینه طپان ست چون شکار شب
منکه هرگز دختر رز را نخواهم همنشین — کامیاب آخر ز لعل میگسار کیستم

وصفی

وصفی مولوی سرفراز علی بن شاه نجیب بخش ساکن قصبهٔ امیٹھی ضلع لکهنؤ از اولاد مخدوم بهاء الحق بدملاجیون شیخ احمدست ولادتش در ۱۲۷۸ هجری بوده و فیض سخن از خدمت مولوی غلام امام شهید ربوده دیوان فارسی دارد و هر دو وار دو ترانهٔ بلبل و نغمهٔ عندلیب و گنج تواریخ و نغمهٔ عشاق تالیف اوست از ۱۲۹۵ هجری در حیدرآباد دکن بصیغهٔ منشی گری صدر مرافعه بسر می برد و درین تحریر این نامه نزیل دائرهٔ مولوی رضی الدین احمد خانه مولوی وهاج الدین خال خود واقع الله آباد بوده ست این چند بیت از کلام اوست که برای مذاق درین تذکره لطف نمود

مرغ دل در قفس بفریاد ست — داد خواه کدام صیاد ست
سر شوریده را دوا جستم — گفت سنگ مزار فرهاد ست
بیدار شود یار دلش نرم نگردد — در آه من خسته اثر هست و اثر نیست
اشک ما را نتوان گفت گهر — فرق در خشک و تری بایستی
آخر از عشق تو گل کرد جنون — مبتدا را خبری بایستی

نامه برجان عوض نامه ببر — قصه مختصری بایستی

تا بسکه دیوانه آن نرگس فتان گشتم — می شدم جام شدم گردش دوران گشتم

از نرگس مخمور تو دل بیخبر افتاد — دیوانه چو با مست در افتاد بر افتاد

بیمار تو و مسا نه سپندست درین بزم — بنشست چو بر خاست چو اسناد بر افتاد

گر یم چنانکه اشک کباب جگر شوم — ستا بپا گدازم و شمع سحر شوم

وصفی اگر بدار کشندم بحرم عشق — من هم بکشتگان غمش نامور شدم

این رسم عدل و داد که آورد در جهان — این مایه جود و فیض و عطا از که شد عیان

خورشید بود کز همه بین ساست تا سحر — از سطوت که گشت فلک گشت چون کمان

حاتم ز مطبخ کرم یکیست کاسه لیس — ابر از یم نوال که گشته گهر فشان

وصفی ز بسکه بود درین فکر تا سحر — انصاف داد حضرت نواب انشان

گفتم که جاه و حشمت چنین صاحب کرم — افزون بود ز فضل الهی زمان زمان

وفا تخلص عبد الغفار و نظم فارسی مشتهرست و از رئیسان شهر جهانگیر نگر اصلاح کلام خود بواسطه کتابت از میرزا اسد الله خان غالب داشت و آهنگ نغمه سخن چنین بر سید اشت ؎

چشم بکشا که ابر گوهر بار — قطره زن شد بساحت گلزار

تیغ کوه از زمین سبزه — همچو فولاد گشت جوهر دار

سبزه صد پیرهن بخود بالید — سرو آمد بوجد در رفتار

وحشت نامش رشید النبی ابن حبیب النبی از احفاد عالم ربانی مجدد الف ثانی قدس سره بامر حکام زمان بتدریس علوم عربیه در مدرسه عالیه کلکته اشتغال داشت و خود ش علم اقتدای ضلع هوگلی می افراشت از علوم ریاضی و ادبی بهره وافی برده و زانوی مشق سخن پیش حافظ اکرام الله ضمیر تهه کرده ذهنش سلیم و طبعش مستقیم گوهر نظم تازی و دری وارد و بحث منقب فکر نیکو می گفت حیف که در ایام شباب بسنه ۱۲۷۴ هجری از زیر خشکده دنیا اجل را لبیک اجابت گفت

این دو بیت از کلام اوست ؎

ز رشح غیرت او رشید سر ا پرده ناز — پرده دیده صاحب نظر انست اورا
ناتوان عاشق دلگیر ترا نتوان گفت — قوت کشمکش جان گرانست اورا

واصف حکیم اشرف حسین بن حکیم صفر حسین فرخ آبادی طال عمره با وجود تخلص بواصف بالکتساب فضائل موصوف ست و بذکاوت خاطر و جودت طبع معروف با محرر سطور آشناست و باعندلیبان گلزار سخن هم نوا آین چند گهر شاهوار از صدف طبع لطافت کار او ست ؎

دنیاست آنکه شاد و حزین میکند مرا — گاهی چنان و گاه چنین میکند مرا
من خود بقصد مستی و شورش نمیکنم — زاهد بایتره دین میکند مرا
خوف و هراس صحبت یاران تیره دل — همچون نگاه گوشه نشین میکند مرا
واصف فضای عتبه او را بمستطاب — مستغنی از بهشت برین میکند مرا

با آنکه خود دیده ببیدار تر نیست — ورنه بهمان جلوه گه یار کجا نیست
ای لاله عذاران بوفا یم مغرورید — دانیم که از مهر تمیمی بشما نیست
در صومعه ها زاهد سجاده نشین را — غیر از خم ابروی تو محراب دعا نیست
ای صد نشینان سر ا پرده خونی — از چیست که در شهر شما سر و فا نیست
واصف بکند قصد تگاپوی معیشت — چون سایه نواب کم از بال همانیست

حرف یاء موحده

بلالی استرابادی فروغ جبین فضائل و مشار الیه انامل فواضل بود و طومار شکر ریزست و بلبل شور انگیز از اعیان اتراک چغتا بود چون عبد الله خان بر خراسان استیلا یافت اورا ملازم خود ساخت ساعیان رسانیدند که او را فضی ست و هیجوخان نیز گفته فرمان قتل او صادر شد او در عذر خواهی قصیده که غرا موزون کرد اما موثر نیفتاد و در چارسوی هرات ۹۳۶ خون او ریختند این شعار از خون بلالی او در پیشش ستخراج یافت ؎

من کو و بوسه زدن ساغر بیاپیش را
گر مرا دست دهد بوسه زنم پایش را

شرک یاری کردی و من همچنان یارم ترا
دشمن جانی و از جان و دست تر دارم ترا

گلبنی چو ابر بهاران گر بیستیم و هنوز
گلی نرست ز باغ امید واری ما

اگر ز آمدنم رنجه نگردد خویت
هر دم از دیده قدم سازم و آیم سویت

دم آخر که مرا عمر بسر می آید
گر تو آئی بسرم عمر دگر می آید

چو سایه روی هلالی بخاک یکسان باد
اگر ز سایه تو روبه آفتاب کند

برو ای نرگس نادان تو بآن چشم مناز
نازرا چشم سیه باید و مژگان دراز

ای کجی آموخته پیوسته از ابروی خویش
راستی هم یاد گیر از قامت دلجوی خویش

عجب شکسته دل و نزار و ناتوان شدم
چنانکه هجر تو میخواست همچنان شدم

تو آفتابی و من ذره ترک مهر مکن
که در هوای تو من سر بآسمان شده ام

گر باغم این بست که من میکشم از تو
والله اگر کوه شوم از کمر افتم

خواهم نزنی تیر و بنیم بنوازی
تا در دم کشتن بتو نزدیک تر افتم

خورشید حیاتم بلب بام رسیده ست
آن به که دران سایه دیوار بمیرم

ای میگوئی دل گم گشته خود را بجو
منکه خود گم گشته ام او را کجا پیدا کنم

پشت و پناه من بود دیوار دلبر من
از گریه بر سر افتادای خاک بر سر من

نظاره کن در آینه خود را حبیب من
اما بشرط آنکه نگردی رقیب من

غم تو در دل تنگم نشست و منفعلم
که نیست لائق او کلبه محقر من

خواهم فگندن خویش را پیش قد رعنای او
یا بر سر من پانهد یا سر نهم بر پای او

چند گیرد جام می کام از لب میگون او
ساقیا بگذار تا برخاک ریزم خون او

چون نیامیزی بمن در کوی خود زارم بکش
خون من باری بیامیزد بخاک کوی تو

بر من ای شوخ ستمها کردی
بارک الله کرمها کردی

هاشم قندهاری صافگو خیالجوست در خدمت بیرامخان پدر عبدالرحیم خانخانان بسر می برد
در آگره ۹۶۹ بعالم باقی شتافت نغمه سخن چنین میسراید

بحر خاک درت جای نریزم اشک از مژگان — بهر در آبروئی خویشتن بر خاک چون ریزم
فشمری بباغ بهر چه فریاد میکنی — گویا که سرو قامت او یاد میکنی
کنجشک وار بسته دام توگشته ام — نی میکشی مرا و نه آزاد میکنی

هلالی هلالی هدانی هلاک ادای خوبان خیال ست وسینه چاک شوخان خوش مقال اصلا سواد نداشت از مردم التماس میکرد تا شعر او را باو نوشته میدادند اما سلیقه او با شعر پر مناسب افتاده باسلطان حسین میگذرانید سواد سخن چنین روشن میکند

گر چو شمعم آن جفا جو سر ز تن سازد جدا — به بیکساعت ز بزم خویشتن سازد جدا
ز بسکه حسن فزود و غمش گداخت مرا — نه من شناختم او را نه او شناخت مرا
لذت دیوانگی در سنگ طفلان خوردنست — حیف مجنون را زاوقاتی که در صحرا گذشت
میان خون جگر بوده ام ز دوری تو — ز دل مپرس که او نیز در میان بودست
سیلاب اشک برد هلالی بسوئی یار — چون باغبان که آب بسوئی چمن برد
تاثیر کرد در دل سخت تو ناله ام — این صوت را مصنف غم بی اثر نبست
نه حد ماست هلالی امید لطف ز یار — غنیمت ست اگر قابل ستم باشیم
گر کشته عشق تو نگردند شهیدان — در حشر کجا دست بدامان تو یابند
آید دل عمل بقول تو دیگر نمیکنم — دیوانه حدیث تو باور نمیکنم

همت میر عیسی مخاطب بهمت خان جوهر قابل و قابل دوست بود و همت بتربیت علما و شعرا و ارباب هنر صرف مینمود در نظم و نثر قدرتی داشت از وی ست

بجز خاریکه مجنون داشت در دل — بیابان جنون خاری ندارد

همایون پادشاه بست و پنجمین در هندوستان پادشاهی کرد حنفی مذهب بود و هیچ وقت

در مجلس او مسائل علمی مذکور میشد و همیشه با وضوحی بود و بلی و ضنو نام خدا بر زبان نمی آورد
دیوان شعر دارد ۴ همایون پادشه از بام افتاد ۵ تاریخ وفات اوست آزومی آید

من اشک روان چو گنج قارون دارم — گلگونه درون کیسه زافیون دارم
خط مشکین بصفحهٔ گلفامم — آیتی رحمت مبین من ست
خوش آنکه با خیالت عمری نشسته بودم — وز شوق سرو قدت از جای جسته بودم
عیبم مکن که گفتم موئی ترا پریشان — در شرح جعد زلفت چون دل شکسته بودم
در شرح غنچهٔ او هرگز نگفته حرفی — لب را دران حکایت پیوسته بسته بودم
حقا که چون همایون در حال وصل بیخود — با دوست در حکایت از خویش رسته بودم
بدست آینه داد آنکه دلستان مرا — یکی دو ساخت بلائی که بود جان مرا
بود که بیند و رحمی بحال من آرد — ز گریه پاک مکن چشم خونفشان مرا
روز وصلست بیک عشوه بکش زارم را — بشب هجر مکن باز گرفتارم را
صد رهم عشق ستمکاره دهد توبه ز عشق — باز از ره برد آن شیوهٔ رفتارم را

رباعی

ایزد که فلک بقبضهٔ قدرت اوست — داد دست ترا و چیزکان هر دو نکوست
هم سیرت آنکه دوست داری کس را — هم صورت آنکه کس ترا دارد دوست

همتی غیاث الدین بلخی خوشگو معنی جوست این رباعی نتیجهٔ فکر اوست

آنکس که بخانه نیم نانی دارد — در گوشهٔ شهر آشیانی دارد
نی خادم کس بود نه مخدوم کسی — انصاف بده چه خوش جهانی دارد

هاشم همدانی در علوم عقلی و نقلی بارع بود و حدت ذهنش سیف قاطع در علم طب بقراط زمان و در حکمت یادگار یونان بود ازوست

خمیازه کشیدیم بجای قدح می — ویران شود آن شهر که میخانه ندارد

دوری میان ما و تو صورت پذیر نیست — نقاش سر و فاخته همراه میکشد
برآمید آنکه شاید یکدمت بینم بخواب — دوش تنهائی بصد افسانه ام در خواب کرد
از هلال جسم ابروی تو دل رفت زکار — حل شد این عقده گر از ناخن تدبیر گشاید

همایون

همایون از سادات اسفرائن بوده شاعریست در نظم اشعار بی بدل و در قدرت گفتار ضرب المثل در عنفوان شباب به تبریز رفته و بتقرب سلطان یعقوب اختصاص یافته سلطان اورا خسرو کوچک میخواند دران ایام بعشق جوانی سودا بهم رسانید و کارش بآن کشید که چندی در زنجیر مقید گردید و فاتش را ناظم تبریزی در سنه ۹۰۲ نشان داده قبرش در قریه آرمک من اعمال کاشانست

بود ز کسوت آسودگی فراغ مرا — بس ست پوشش تن پنبه های داغ مرا
نموده گوهر سیراب از بناگوشش — چو شبنمی که کشد برگ گل در آغوشش
سرو من از بسکه دلها بسته بر هموئی او — گلبن هر غنچه را ماند دل جوئی او
نیابی در چمن سروی که من صد بار در پایش — سری ننهادم و نگریستم بر یاد بالایش
ممتاز بود نالهام اندر صف عشاق — چون آه مصیبت زده در حلقهٔ ماتم
ز خراش سینهٔ من بود آگهی کسے را — که ز نو گلیش خاری بجگر خلیده باشد
دیدمش دوش بخواب و نفسی آسودم — لیک فریاد ازان لحظه که بیدار شدم
ز جوال همندش آب چشم من بجوش آید — بلی چون تند گردد باد در یاد خروش آید

ناظمی

ناظمی عبد الله جامی از فضحاء نامی و شعراء گرامی ست و خواهرزادهٔ مولانا جامی خمسهٔ نظامی را بهمان کتاب جواب گفته و بخدمت شاه اسمعیل صفوی اختصاص داشته در سنه ۹۲۳ بمنج عدم خزید بجواب قطعهٔ فردوسی گفته

اگر بیضهٔ زاغ ظلمت سرشت ♦ نهی زیر طاؤس باغ بهشت ♦
بهنگام آن بیضه پرورنش ♦ ز انجیر جنت دهی ارزنش ♦

وهمی آلبش از چشمهٔ سلسبیل — دران بیضه دم در زند جبرئیل
شود داغ قربت چو نوزاد زاغ — بر درج بیهوده طاؤس باغ

باقی محمد اولی اصفهانی وطنش همراه پدر بهند آمد و لقد لیاقت یکف آورد شاگرد
زهدی و فقیر بخدمت کار شجاع الدوله صوبهٔ اوده در همراهیان میر محمد نعیم خان سه صد روپیه
مشاهره یافت در آخر پایهٔ ثانی عشر و بتراصل شتافت آزوست ؎

فارغ ز بد و نیک جهانم ز خیالش — یکدم نگذارد که بفکر دگر افتم

رباعی

باقی تو کجا جسم توانی داری — چون شمع بلب رسیده جانی داری
از داغ غمم بایچه آمد بسرت — تقریر بکن تو هم زبانی داری

هاشمی از اعیان بخارا ست شیخ الاسلام آن مقام بوده و نزد عبد الله خان منزلتی عالی
داشته در ۹۴۵ درگذشته ازوست ؎

بنازم سرمه مکش چشم بی ترحم را — نشسته گیر بخاک سیاه مردم را

هاشمی اصفهانی شمس الدین نام دارد بولایت دکن رسیده و از خوان نعمت عادل شاه
بهره برداشته و اعتبار تمام بهم رسانیده مخاطب بصدر جهان گشت آزوست ؎

مرا هر شب خیال یار در آغوش می آید — غلط کردم که جانی در تن بیهوش می آید

هجری از فرزندان شیخ احمد جام بوده و در خدمت همایون پادشاه قربت داشته شاعری
صاحب دیوان ست ؎

ای دل آواره بر خاک درش جا کرده — نیک جائی از برای خویش پیدا کرده

هجری قمی شمشیر گریبود و شعر خوب انشا میکرد آزوست ؎

گویم چو بآن شمع شبی سوز نهانی — ای صبح خدارا دم سردی نرسانی

هاشمی از شعرای قزوین و ناظمان باتمکین ست ؎

بداغ عشق تو خواهیم از جهان رفتن ۔۔۔ که بی رفیق بجائی نمی توان رفتن

هاشمی میر نظام الدین کاشی مدتی بصفاهان گذرانیده و در سنه ۹۹۱ بموکب سلطان محمد صفوی خطاب ملک الشعرائی یافته و در نواحی همنان بسفر آخرت شتافته منه

از بهر قتل همچو منی مضطرب مباش ۔۔۔ جان دو کون در خطر از اضطراب تست

هادی از شعرای کاشان ست بامر طبابت اشتغال داشته منه

در جنب رحمتش چه نماید گناه خلق ۔۔۔ یکمشت خاک گل نکند آب بحر را

همت از سخنوران سیستان ست منه

آخر برآمد از لب لعل تو کام ما ۔۔۔ کندان عقیق را خط مشکین بنام ما

همایون پسر ملا شکوهی همدانی ست منه

مجمع دهر بجمعیت ستان ما ند ۔۔۔ کان یک از پای فتد و آن دگری برخیزد

هدایت میرزا در مشهد مقدس بامر قضا قیام داشته و در سخن سنجی صاحب سجل ناطق بوده منه

ز بسکه بی تو چمن در هم ست پنداری ۔۔۔ که سبزه بر رخ گلزار چین پیشانی ست

همت محمد عاشق گورکهپوری شاعریست بلند انداز و در تازه گوئی بی انباز عراسیس حجله خیالش بزیور دلربائی آراسته و گلهای نوبهار مقالش از گلزمین رعنائی برخاسته اگرچه بحسب سرشت چون خال پریزاد هندو نژاد بوده اما از افق طالعش اختر سعادت دمیده و شام اعتقادش بصبح اسلام مبدل گردیده در اوائل حال نواب خان جهان بهادر کوکلتاش و پسرش همت خان بهادر بزمانه ایالت صوبهٔ الهآباد همت بتربیت همت گماشته اند و او را روکش ناصرعلی قرار داده اما سخن ناصرعلی را رتبهٔ دیگرست از وست

نیم بلبل که در آغوش برگ گل بودخوابم ۔۔۔ چو اخگر از گداز خویش باشد فرش سنجابم

مجال نیست در تاراج دل چشم سیاهش را ۔۔۔ که میدارد نگه ابرو نمای و پشت نگاهش را

گر فتی پرده از رخ فشه حیرت دوبالا شد ۔۔۔ نگاهم تا نشین چون در در جام تماشا شد

اسیر اختراع آن تغافل پیشه صیادم — که شد پوشیدن چشمش کشیدنهای دام من
بر آهش چون سپندم همکباب دل طپیدنها — بدوش ناله بستم محمل ارمغود رسیدنها
شب وصلت ندارد فرصت بار دگر دیدن — سحر خندد ز زبان افشانی رنگ نزاکتها

هادی محمد هادی مشهدی اصفهانی از جملا اعاظم عالم واکابر بنی آدم بود در سنه ۱۳۴۱ از این دار بیقرار بعالم انوار پیوست از وست

بسینه چنگ زدم دل در اضطراب آمد — بدیر حلقه زدم کعبه در جواب آمد
نشان مرده گم کرده از منزل چه می پرسی — حدیث کشتی طوفانی از ساحل چه می پرسی
حرفم اگر چه چو نگین بر زمین فتاد — شادم از انکه شیوه سن دلنشین فتاد
منت ترد دستی احسان کم از سیلاب نیست — از خرابی نیست بهتر هیچ تعمیرے مرا

هجر مولوی محمد حسین بن قاضی غلام حیدر از شرفا نامور و قاضی زادگان قصبه جیور ضلع بلند شهر از اولاد شیخ الاسلام ابو اسمعیل عبد الله انصاری هراتی ست سلمه الله تعالے بلبل شاخسار سخنوری و طوطی شکرستان معنی پروری شاگرد رشید امام بخش صهبائی ست کتب نظم و نثر فارسی را بکمالها از خدمت ایشان استفاده فرموده و شوق سخنوری را بالتفات استاذ بپایه تکمیل رسانیده و بتحقیق مقامات و تحصیل دقائق کتب متداوله و اصطلاحات و محاورات فارسی پرداخته و در انشاء نظم و انشاء نثر دستگاه تمام بهم رسانیده درین تحریر این نامه بانصرام عهده محکمه مرافعه ریاست اندور که خدمتی جلیل ست می پردازد و بوفور اخلاق و مروت و فراوان مکارم و فضائل موصوف ست حسب طلب نامه نگار این چند گوهر شاهوار از بحر طبع وقاد خود برائی درج این جریده لطف نمود و از غایت تواضع تحریر فرمود که سبزه بمرغزار بردن و نمی یقلزم سپردن و ندان سفید کردن پیش نیست اما بحکم المامور معذور ارسال این شکسته بسته چند از عالم ع برگ سبزست تحفه درویش هامی شمارد امید که نظر اصلاح فرمای حضرت بفریاد رسهای نادرستیش برسد انتهی بالجمله سخنش بافصاحت همدوش

وحرفش با بلاغت هم آغوش این چند ریزه جواهر از کان طبع همایون اوست

بمن تعلیم وحشت هست هرم جوش سودا را
دهید از گرد بادم مژدهٔ دامان صحرا را

ز ندساغر بخون بیگناهان لعل جان بخشی
که جائی دم زدن نبود بپیش او مسیحا را

نمیدانم کرا می شوخ احرام چمن دارد
که گرمیهاست در پرواز رنگ روئی گلها را

جنون سرگرم شوق و حسن او محو خود آرائی
مرآوارگی آئینهٔ آن روئی صفا را

تو با این حسن شرم آلوده گر آئی سوی گلشن
گدازد رنگ روآبی زند گلهای رعنا را

نه تنها دوریٔ آن روئی تابان وحشت انگیز است
خیال زلف پیچان هم پریشان میکند ما را

بلیلی میتوان گفتن حدیث شوق مجنون را
که شاید جذبه دامنگیر گردد آن دل آرا را

صبا از بوئی پیراهن او گر نمی آرد
که سوئی کاروان وا میکند چشم زلیخا را

ز تاب آه هجر ناتوان خاکم مشو ظالم
که جا در آتش ست از رشک او زلف چلیپا را

بعد مردن هم نیاساید دل بیتاب ما
میفروشد صد تپش خاکستر سیماب ما

رقص بسمل میکند یارب شهید روئی کیست
صد تپش در آستین دارد دل بیتاب ما

هر نفس بند دهانها مژگان بخون جوش دل
گل کند رنگ شفق از دیدهٔ بیخواب ما

بسکه شان لعل رمانی ز اشک ما شکست
میخورد خون جگر از گوهر شاداب ما

هجر باشد از طفیل ابر چشم اشکبار
چرخ سرگردان چو خس در حلقهٔ گرداب ما

چنان ضعیف شد از غم تن نزار مرا
که بار خاطر من میکند غبار مرا

تو نیز چارهٔ حرمان نمی توانی کرد
بجلوه آئی و حیرت بر د ز کار مرا

بیا درونی تو عیشی در انجمن دارم
من و خیال تو با دیگری چه کار مرا

ندارد تاب بینش دیدهٔ حسن بیحجابش را
که باشد حیرت چشم نقابی آفتابش را

نگه دزدیده نرگس میدمد از خاک تا محشر
شهید ناز چشم سحر ساز نیمخوابش را

کنم گر عرض حال این دل صد پاره در پیش
بخاموشی سپارد هجر آن بدخو جوابش را

حرف الیاء التحتیه

یحیی قاضی لاهیجی برادر زاده یقینی از علوم نصیبی داشته و در زی طائفهٔ صوفیه بسر برده و در هند بعهده کتابداری سرکار شاهی مامور بود آخر در کاشان رنگ توطن ریخت و همانجا در سنه ۹۵۲ رشتهٔ حیاتش بگسیخت اشعار بسیار از و بنظر رسیده از انجمله این ست ؎

در دردِ دلِ من نهفتنی نیست — این درد دگر که گفتنی نیست
بگذشت و بهار رو بدل نشد دل — این غنچه مگر شگفتنی نیست

جام و سبو شکسته ام ای مرگ مهلتی — تا توبه نکرده ام آن نیز بشکنم ؎
آخر سر خود در رهت ای ماه نهادیم — اول قدم ست این که درین راه نهادیم
خوش آنم کز گمانِ آشنا یی مهربان من گفتی — که بگذر پیش مردم بعد ازین بیگانه وار ای من

یگانه از خوش گویان بلخ و صاحب معانی بیگانه ست ؎

عرق هر گه کز آن رخسار آتشناک می افتد — گلِ خورشید میروید اگر بر خاک می افتد

یحیی سبزواری منشی والی مرو بود بعده بعراق عجم رفت و بکعبهٔ مکرمه شتافت و پانزده سال مجاورت حرم محترم کرد تا آنکه در سنه ۹۳۰ انتقام روضهٔ رضوان گردید ناظم تبریزی گفته اشعارش زیاده از انست که محصور گردد ازوست ؎

ز بسکه خنده ام از درد سینه بر جان ست — چو مجمرم همه تن چشم آتش افشان ست
بدل شکستم ازان پای گریه کاین گلگون — عنان کشادهٔ و افلاک تنگ میدان ست

یحیی شیخ محمد یحیی لاهوری آبادی والد ماجد زائر جامع علوم ظاهری و باطنی بود و منبع کمالات صوری و معنوی شعر دون رتبهٔ اوست اما بمقتضای فطرت موزون گاهی سخن نظم میکرد و در سنه ۱۰۴۴ بجوار رحمت لایزال انتقال فرمود منه ؎

چو وصلِ آن جوان از بخت خود دشوار می بینم — بسوی خانهٔ او میروم دیوار می بینم

یکتا لاهوری نامش محمد عاقل بوده و در سخنوری مرد کامل از دست ؎

نالد از بخت سیه هر که ز اهل رقم ست — حجت ناطق اینحرف صریر قلم ست

یقین شاه درویشی مستجمع اخلاق گزیده و صفات حمیده بود در کولوکهیڑی که موضعی در ظاهر سواد دهلی ست تکیه فقیرانه ساخته میگذرانید از وست ؎

یارا نه بود طاقت برخاستن از جا — چون داغ بهر جا که نشستیم نشستیم

یتیم ملا محمود یزدجردی همدانی از وطن بهند آمد و سالها بسر برد در نظم طبع خوشی داشته با صفهان درگذشت از وست ؎

کوه غم بر دل نشست و آه سردی بر نخاست — آسمانی بر زمین افتاد و گردی بر نخاست

یمینی همنانی اصلش از شیراز ست و سخنش با فصاحت همراز اشتغال بتجارت داشت و تخم سخن در زمین نظم میکاشت از وست ؎

در هیچ خانه بیتو دل دردمند ما — آهی نزد که آتش ازان خانه بر نخاست

صیدش طپان نه بهر خلاصی ز بند اوست — میر قصد از نشاط که صید کمند اوست

بهر خدنگ تو خواهم سینه راه دگر — که دل کند بتو از هر دری نگاه دگر

یقینی خلخالی جمال الدین نام داشت علی بند شاهد سخن ست و مشاطه خوبان این فن از وست

با خود م هر لحظه یاد او بگفتار آورد — آرمی آرمی عاشقی دیوانگی بار آورد

تا بکی خواهم بدرد و محنت و غم زیستن — زیستن گر اینچنین باشد نخواهم زیستن

یحیی کاشی یحیی آخذ کتاب و سخن سرائی کامل نصاب بود شاعریست احیا معانی کار او وجان در کالبد سخن دمیدن شعار او پدرش از شیراز برآمده طرح توطن در کاشان انداخت یحیی در هند آمد و مداح دارا شکوه گردید تا آنکه در شاهجهان آباد در ۱۰۶۲ هجری طومار عمر را بانجام رسانید از وی می آید ؎

ایکه از دشواریٔ راه فنا ترسی مترس — بسکه آسانست این ره میتوان خوابید و رفت

کی سبز گشت پشت لب آفتاب ما — کز رشک کرد زهر فلک در شراب ما

باکه گویم بعد ازین گر پیشم آید مشکلی ✦ در جهان از دلبری نگذاشتی صاحبدلی
دید هر قاصد که رویش کرد در کویش وطن ✦ بعد ازین گر زنده ام خود می برم مکتوب را
زان باز نگیرم دل ازان گل که شود خوار ✦ هر چیز که از دست خزیده ار برآمد
به از دل در دکان آفرینش نیست کالائی ✦ چرا غافل دل از اسباب دنیا بر نمیدارد
بجو ریا منهی پاکه از فقیران ست ✦ قدم منه به نیستان که جای شیران ست
مده ز دست گریبان گوشه گیری را ✦ که مومیائی پای شکسته دامان ست
هر چه پایم تا نیفشانم نمیگیرم قرار ✦ در کف زال فلک پیوسته چون پرویزنم
نرمی بسیار خواهد با درشتان ساختن ✦ مغز خونها خورد تا در استخوان جا کرده ست
حیاتم بس بود چندانکه یک شب با گلی باشم ✦ شود چون روز روشن عمر چون شبنم نمیخواهم
دوا کیمیست بدار الشفای میکده ها ✦ ز هر مرض که بنالد کسی شراب دهند
ز دست عقل نچیدم گلی بکام ز عشق ✦ چو کودکی که بگلزار با ادیب رود
دو لب دو ناخن مردست تا بهم نرسند ✦ گره ز خاطر خود وا نمیتوان کردن

رباعی

یحیی بجهان نمیتوان خندان شد ✦ حیف از عمری که صرف این زندان شد
دل زنده کسی بود که چون شمع آخر ✦ پیش از مردن مقیم گورستان شد

یکتا احمد یار خان از نژاد قوم برلاس ست اسلافش در قصبهٔ خوشاب از اعمال لاهور توطن داشته اند یکتا در عهد خلد مکان صوبه دار تته شد یکتای اماثل بود و مستجمع فنون فضائل خطوط در نهایت جودت می نگاشت و تصویر در غایت تحفگی میکشید و اقسام شعر بکمال قدرت میگفت در بلدهٔ خوشاب در سنه ۱۱۷۴ خلوت نشین تراب گردید مثنوی متعدد دارد مثل

گلدستهٔ حسن و شهر آشوب آزوی می آید

تا خطش طرح جهانگیری کاوسی ریخت ✦ لشکر زنگ چو رومی بسر روسی ریخت

بامیدی که شود جلوه گر آن سرو روان — خاک شد جبهه و در راه قدمبوسی ریخت
سرمه آلوده نگاهی که بیا دم آمد — که سر شک شفقی از مژه ام طوسی ریخت
بر در میکده از ناله زارم ناقوس — همه تن اشک شد و در بر ناقوسی ریخت
شمع از رشک خش بوقلمون سوخت ببزم — جای اشکش همه خاکستر طاوسی ریخت
از بسکه سراپا ز غم عشق تو داغم — چون کاغذ آتش زده یک شهر چراغم
چه پرسی از سر و سامان من عمریست چون کاکل — سیه بختم پریشان روزگارم خانه برد و شم

یاری شیرازی در فن هیئت ید طولی داشته و بعهد سلطان حسین میرزا در هرات بسر برده میگوید

نخواهم پیش مردم دیده بر خسار یار افتد — چو پیش آید نظر بر روی او بی اختیار افتد

یزدی یزدی حزین گفته شعرش متفرق دیده شد از وست

رباعی

ای ساقی بادهٔ محبت جامے — وی قاصد غمزهٔ بتان پیغامے
تا کی هدف تیر تغافل باشم — قهری لطفی تبسمی دشنامے

یعقوب سلطان یعقوب خلف حسن پادشاه ترکمان در اتراک پادشاهی باین جاه و جلال نبر خاسته طبع نظم داشت این رباعی از وست

دنیا که دران ثبات کم می بینم — در هر قرحش هزار غم می بینم
چون کهنه رباطی ست که از هر طرفش — راهی به بیابان عدم می بینم

یوسف عادل شاه ترکمان فاتحهٔ اقبال و غرهٔ اجلال خاندان عادل شاهیه از اولاد سلاطین روم آل عثمان بود در بیجاپور مدتی کوس سلطنت نواخته و بتربیت علما و شعرا چنانکه باید پرداخته طبع نظم داشت این چند گهر از معدن طبع اوست

گر وا رسی بدرد دل ناتوان من — کی می برد بمرگ کسان رشک جان من

درد دل خود ار نکنم کار مشکل ست ‌ ظاهر که میکند بتو در و نهان من
با آنکه صد رهم بجفا آزموده ‌ تیغی کشیده ‌ز پی امتحان من
ای گل رسیده ‌ست بگوش تو قصه‌ام ‌ بلبل نخواند وقت سحر داستان من
گویا که بلبلان چمن نقل کرده‌اند ‌ حرفی ز بیوفائی گل از زبان من
یوسف بزار ئی دل من گوش کس نکرد ‌ کو بخت آنکه گوش کند نکته‌دان من
مرا ز بادهٔ جامی فراغ یعنی چه ‌ سبو سبو و خم و خم ایاغ یعنی چه

رباعی

آنکس که علم به نیکنامی افراشت ‌ در مزرع دهر تخم نیکوئی کاشت
نیکو نامان زنده جاوید شدند ‌ مردانکه بمرد و نام نیکو نگذاشت

یوسف میر محمد یوسف بلگرامی دخترزادهٔ میر عبد الجلیل و برادر خاله‌زاد میر آزاد مرحوم بود در اقران انتخاب ست و در ستارها آفتاب دانای علوم عقلی بود و شناسای فنون نقلی در مقام تقوی بلند پایه و در سامان طاعت سرمایه صاحب شان عالی بود و عزیز مصر صاحب کمالی از یاران میرزا مظهر جانجان و خان آرزو ست در ۱۱۷۳ رحلت فرمود از نتایج طبع او کتابی ست نامش الفرع النابت من الاصل الثابت مشتمل بر چهار اصل و خاتمه در تحقیق مسئلهٔ توحید که تحریرش بسیار متین و لطیف واقع شده و مطالب بلند مقاصد ارجمند فراهم آورده گاهی میان نظم سخن هم میکرد این چند جواهر از خزانهٔ یوسفی ست

ز جام مهر بود هیچو بد مستیٔ ما ‌ بقدر وصل شود محو یار هستیٔ ما
برنگ نقش نگین از فروتنی آخر ‌ چه ناصها که برآورد سر ز پستیٔ ما
ز طرف دامن پاک تو کامیاب نشد ‌ بخواب هم چو زلیخا دراز دستیٔ ما
همین که چشم کشودیم صبح چون شبنم ‌ ز آفتاب رخت رنگ باخت هستیٔ ما
دلم ز عرض تجمل ملول شد یوسف ‌ غبار آینه گردید خود پرستیٔ ما

از نالهٔ ما در دل جانان اثری هست — پیوند سر رشتهٔ ما با گهری هست
ای گل خبر از بلبل بیچاره چه پرسی — افتاده بکنج قفس بال و پری هست
قمری بسر تربت من گرم فغان ست — بسمل شدهٔ قد ترا نوحه گری هست
گر نیست نشانی ز دل سوختهٔ من — شادم که درین راه مرا چشم تری هست
سوز دل گرم از اثر گرمی آهش — دانم که بخاکستر قمری شرری هست
پیغام من و باد صبا این چه خیال ست — در کوی تو از آه مرا نامه بری هست
زندانی چاه ذقن از خود شده یوسف — داند که ترا نیز بحالش نظری هست
مانند شمع از همه آزاده میرویم — صد جاده سوختیم و بیک جاده میرویم
صورت نه بست در دل ما نقش هیچکس — آیینه وار از دو جهان ساده میرویم
در شاهراه عشق نداریم کاسبی — چون شمع در مقام خود استاده میرویم
در دو رچشم یار شکستیم توبه را — بیرون زدام سبحه و سجاده میرویم
در راه شوق تا سر کوی تو عمرهاست — بی دست و پا چو جادهٔ افتاده میرویم
پست و بلند راه ندانیم همچو سیل — یوسف عنان خویش ز کف داده میرویم

رباعی

ای در چمن پیمبران تازه گلی — در محفل ساکنان لاهوت ملی
یوسف نتواند که کند نعت ترا — آغاز دو عالمی و ختم رسلی

یمینی سید عبدالرزاق شاه آبادی سید عالی نژاد بود و سلالهٔ سلسلهٔ امجاد در جودت طبع و سلامت مزاج و مهارت فنون فارسی ممتاز عصر میزیست دیوان غزل و رباعیات و ترجیع بند و جزآن دارد اصلاح سخن از میرزا محمد فاخر مکین گرفته و مناظر الانوار در سراپای محبوب و مظاهر الاسرار در حالات محب بسیار خوب و خوش اسلوب نوشته بر کتب درسیهٔ فارسی مثل گل کشتی و دیوان آصفی و غنی و نیرنگ عشق و جزآن شروح دارد

دیوانش درین حین دستیاب نگردید و انچه از معتمدین مسموع شد این چند بیت است

برخ نه آن مه بیمهر من نقاب گذاشت — خسی بشعله کتانی بماهتاب گذاشت
دلم شگفته نشد بیتو ماه و سال گذشت — نسیم رفت و صبا آمد و شمال گذشت
ز سر گذشت یمینی دگر چه می پرسی — که روز هجر گذشت و شب وصال گذشت
برخیز و برخ زلف شکن در شکن انداز — در گردن خورشید قیامت رسن انداز

رباعی

عمریست که بر پای تو سر می سایم — بر خاک درت دیدهٔ تر می سایم
چون سود نکرد سود چشم و سرم — اکنون کف خود بیکدگر می سایم

یوسف مولوی ابو احامد محمد یوسف علی بن مولوی مفتی محمد یعقوب علی الحاج گوپاموی مولد لکهنوی موطن عثمانی نسب حنفی مذهب چشتی مشرب که جملهٔ میلاد بست و چارم از شعبان لفظاً از تاریخ ماه و عدداً از سال ولادتش مشعر ست علوم رسمیهٔ عقلیه و نقلیه از والد ماجد خود استفاذه نموده و تکمیل تحصیل بحلقهٔ درس مولوی قدرت علی لکهنوی دامادِ ملک العلماء ملا عبد العلی مرحوم کرده و صحاح ستّه و دیگر کتب احادیث را قراءةً و سماعاً پیش مولوی عبد القیوم بن مولوی عبد الحی مرحوم سند نموده شعر دون رتبهٔ علم اوست اما احیاناً بموزونی طبع سخنی سنجی میگراید هر چند بچونانه نگار خامه را بتدوین و جمع آن نمیفرساید درین تحریر این مقاله کامداران خاص نواب شاه جهان بیگم و لیهٔ ریاست بهوپال ست این چند گهر بی بها

از صدف طبع رسای اوست

حریفی کو که از پیمانه ام نوشد شرابی را — که در هر ذره بیند جلوه افروز آفتابی را
کجا چشمی که از کحل بصیرت سازمش روشن — که در هر قطره دُر یابد محیطی بی حجابی را
ز ابر دامن تر چشم یار ایست عینم را — ولی ترسم که کار آبی شود نار جهنم را
جلوه فرما دلبری صدر آله آباد را — بندهٔ خود ساخته صد همچو من آزاد را

سرزمینِ عشق را آب و هوائی دیگرست
صبح و شامی دیگر و مهر و سمائی دیگرست

صحو و سکر و جوع و عطش سیرشی دیگر بود
بادهٔ و آبی دگر نقل و غذائی دیگرست

مرگ خود عین بقا و زندگی عینِ فنا
این فنائی دیگرست و آن بقائی دیگرست

طوطیائی چشم ظاهر بین مدار و ماهست
عین بینائی بطون را توتیائی دیگرست

گرچه یک غوغاست هم در خانقاهِ زاهدان
لیک در دیرِ مغان هنگامه‌هائی دیگرست

شان و آنِ شاهدم از عالمِ دیگر بود
دلبران و هر را آن و ادائی دیگرست

زخمیِ پیکان و مژگانِ بوالهوسی دگر
کشتهٔ تیغِ نگه را خونبهائی دیگرست

پنجهٔ دستِ نگار و پنجهٔ مژگانِ من
گرچه هم رنگ ست هر یک را ختائی دیگرست

در دلِ یوسف را مجو و در مران زین رطب یوسفی
چاره از صدیق جو کانرا دوائی دیگرست

آبِ سرشار از ترشح دامنم تر کرده ست
در دلِ سرد آتشین آب آتشی مرکرده ست

چشمِ مستش دید تا کیفِ سیه مستانِ عشق
از شرابِ نرگسی لبریز ساغر کرده ست

نیست آبِ زندگی قطعاً جز آبِ تیغِ او
عمرِ مفتِ کشتهٔ کز وی گلو تر کرده ست

از وصالِ خار با گل نالهٔ دارد عندلیب
کاین خلش در سینهٔ او کار نشتر کرده ست

حرفِ تلخِ آن شکر خا از شکر شیرین ترست
کاتشِ لعلِ لبش قندِ مکرر کرده ست

قطره دارد در گره دریا ز عکسِ روئی او
ذره را تابِ جمالش مهر انور کرده ست

پرده زان روئی فتنه گر افتاد
در جهان طرفه شور و شر افتاد

دل که از عشق با خبر افتاد
از بر یار دور تر افتاد

هر که در دل نیافت دلبر را
وائی بر وی که بی بصر افتاد

آن غیور از نظر شود پنهان
گر بغیرش ترا نظر افتاد

هر کرا در سرست سودائیش
سود کونین پشت سر افتاد

تماشای او ز خود رفتم
در حضر کار با سفر افتاد

سلطان ابو سعید محمد صدیق حسن خان بهادر

چون گذشتم بچشم دریا بار — بر لب دوزخ الحذر افتاد
بتمنای طفل هر جائی — دل دیوانه در بدر افتاد
نور چشمی که گشت آواره — طفل اشک ست کز نظر افتاد
هر که زد پشت پا بافتاده — پیش پا خورد پس بسر افتاد
دل بتاراج دستانی رفت — کوه غم بر سر جگر افتاد
دور بگریز از قریب و بعید — شوق قربش بدل اگر افتاد
بزلیخا رسید کی یوسف — تا نه دور از بر پدر افتاد
کرد تا فوج خزان تاراج از گل برگ و زر — گل بچشم بلبل افتاد ست و خارش در جگر
طریقه ام بعد نیست غیر حسن سلوک — چو باورت نبود چند روز دشمن باش

رباعی

ارم سری شگفته در پرده دل — حاشا که شود سماء و ارضش حامل
اعلانش بود قاتل و انشقاء هلاک — گویم مشکل و گر نگویم مشکل

رباعی

تنها نه عشق نیست از دیده بدل — بل از زره هر حاسه راند محمل
گه ذائقه دشامنه و لامسه اش — چون سامعه میشود بجانها موصل
جلوه مفروشید بامن ای پیکان خود فروش — شد دلم سرد از شما گرم تماشائے خودم
شوریده سر حجاب عدم — ادریده ام — چون سنبل بنفشه پریشان دمیده ام
چه پرسیم و انحطاط وجه سواد رو دسپیدی مو — سیاهی کان پریدا زموز ضعف پیری نشست رو
کجا بخاطر ما بگذرد غم شادی — نشسته ایم ز عمری بماتم شادی
بعالمے که منم زنده و منم دشمن — فروغ ذره غم را بعالم شادی
منم آن گرگمان است غنا — سرگه برا غنیا فروختمی

گر خلیدی بپای من صد خار — چشم بر سوزنی ندوختمی

از قصیدهٔ دیگر

با عروسِ قلم نشستم فصاد را سر گرمی — نالهاد خانه زنجیرم از واویدحال
این دلِ سودا سویدایم بود داغ شگفت — گر چه وادی این میدنهاست از من این غزال

از مرثیهٔ فرزند خود

زآه گرمم بفراقت جگرِ خلق کباب — سرد شد عالم دل از دم سردم باسط
دامنش سرخ شد از ریزش خونابهٔ اشک — هر کرا ساخت نظر بر رخ زردم باسط

قطعه که از هر چیز اعداد اسم عمر رضی الله عنه برآورده

مظهرِ اسم عمر هر چیز باشد در جهان — چار چندان کرده اعدادش فزائی بر آن
پس بزن در عشر و ده طرح پهل فزائی یک — جمله در ده ضرب کن راز نهان گردد عیان

معما بنام محرر سطور

بنام فرخی نو سیم نامه اینک قاصدی نیکو — جریده از خصا پا ساخته از بهر راه او

تاریخ از دواجم با پسر بهوپال

آصف عصر و سلیمان زمان — قدوهٔ اسود حکام و دُوَلات
حضرت سید صدیق حسن — ناشر و جامع خیر و حسنات
خلوت و جلوت شاه بهوپال — بست آئین چو ازان نیک صفات
رتبهٔ قرب عمادالملکی + — یافت بزدات سعلاش ثبات
فکر تاریخ نمودم دل گفت — بارک الله رفیع الدرجات
۱۲۸۸

تاریخ بخشش خطاب نوابی

ایوان نوابی گرفت آرایش باغ و چمن — بجلوس صدیق احسن جستب مسیح خصاله
جویای تاریخش شدم آمد بقلب رحیب من — زروان سعدی این سخن بالغ العلی بکماله
۱۲۸۹

تاریخ بنای مدرسه ام

رافع ارکان دین حضرت صدیق عصر — ساخت پی طالبین مدرسه دلنشین
سال بنا جصین یافته بی جبر و کسر — فکر مهندس چنین مدرسه فضل و دین

تاریخ رسم بسم الله فرزندم علی حسن

علی نو باوهٔ بستان صدیق — نموده افتتاح علم دینی
بگفتم بی سر اندیشه تاریخ — مهنا بر علی مکتب نشینی

برکارآگاهان مخفی نیست که صناعت شعر اگرچه بنسبت بصناعات علمیه و مقامات علمیه به پستی پایه موصوف ست لیکن چنان سهل و آسان که عوام روزگار آنرا گرفته اند و هر شوریده سری بیهوده گوئی ژاژخائی بدان خود را متصم ساخته نیست چه استکمال این فن و بهار این گلشن موقوف بسرمایهٔ خطیر و شرائط کثیر ست که حصولش بهر عامی و سوقی دشوار باشد و بعد از نسبت خاص و کمال اختصاص عمری دراز باید سپری ساخت تا رونق گیرد و چون نزد عامه هیچ مایه درین کاروبار نمیباید از انست که بشعر و شاعری از هر چیز دلیرتر اند بآنکه حصول مرتبهٔ پستش نهایت بیقدر و سافل بلکه نازل کنندهٔ قابلیت ست و صنف وسط آن تضییع وقت و وجود و عدمش در پایهٔ مساوات از ارکاب کامل آن اگر از اب و کام پاک نفسی برآید در روزگار بی تمیزی بی مصرف و بی سود باشد بلکه گوهر خویش شکستن و باخت شکار درآمیختن ست و اکنون سالهاست که چنانکه شریعت سخنوری و نظم سرائی منسوخ و شاهد این فن در نقاب احتجاب ست همچنین سنجیدن و فهمیدنش هم نایاب و ولاف مدعیان بیشتر هرزه و گزاف و درین زمان پسین ناظمان سخن و ناشدان اشعار نو کهن افزون از حد و بیش از عد اند اما چون بسیاری از آنها بنا بر عدم بضاعت و فقدان مناسبت با این صناعت در خور اعتنا و التفات نیند و سخن شان قابلیت ذکر و سماع ندارد آنها را در سلک حضار این مجلس جا ندادم و قلم سنجیده رقم را بتحریر نا صواب آشنا نکردم هر چند ازین گروه

چند بیت مربوط بگوش آشنا سرزد و شده باشد چه آن بندرت و نخبت و اتفاق خواهد بود و دلیل مهارت نمیتواند شد و اتفاق و مفاجات را خاصة درین پیشه بتذال اعتبار نباشد و اگر بخواستم که اقتصار بذکر کاملان قدیم و حدیث رود هر آینه معدودی قلیل بیش نمی بودند و حاجت باین تفصیل و چنین تطویل نمی افتاد لاجرم بذکر جمعی از ملوک و صوفیه و علما و شعرا نامدار و بعض معاصرین و بعض شاذه و فاذه که بعض سخن و شعر آنها را اشعار قبول شامل ست عنان اشهب خامه معطوف نموده آمد تا این بزم تمکین و مجلس رنگین را سرمایهٔ جمعیت و پیرایهٔ کثرت بهم رسد و چون هر کس او هر صنف پایهٔ نصیب متفاوت ست بذیل تراجم موافق شناخت خود و الهیت و لیاقت او اشارت رفت بشیوهٔ عدل و راست قلمی فرو گذاشته نشد چه معلوم ست که جمعی کثیر از ین طائفه همصفیر من نیست و سلوک بجادهٔ عقیدت و مشرب من ندارد بخلاف جاهلان که بی تمییزی خود را تمام امتیاز دانند و از افراط و تفریط مدح و ذم بحسب بغض و هوای خود مصون نمانند و صفحه صفحه ستایشهای بی اصل و مدح باطل و هفوات لاطائل و احجاف و اعتساف را انشاء و رنگینی کلام پندارند و تراژ خالی طبع نافرجام را هنر فروشی و فضیلت نمائی انگارند و هر که خاطر غرضمندش ذواهل باشد هر کذب و غلو که تواند درهم بافد و از هر کس که معرض بود حضیض قدرش را نصب العین خود سازد با آنکه بر ممیزان مراتب و پایه شناسان مناصب مخفی نیست که چنانکه بیکس بمجرد دانستن و افاده نمودن چند ضابطهٔ علم نحو نحوی نشود و بگفتن دو سه مسئلهٔ هندسه مهندس نگردد همچنین کسیکه در مدة العمر از وی چند شعر یا صد بیت سرزده باشد هر چند شایسته بود شاعر نشود و در سلک این صنف معدود نگردد و در نه کمتر کسی در دنیا بوده باشد که چند حرف موزون و مصراع پر مضمون بر زبانش نگذشته و دو سه لفظ نظم از وی صادر نگردیده پس با اینهمه تنگ مائگی او را در شعرا شمردن خون انصاف ریختن بیش نیست از ینجاست که با وجود این جمع و تفریق خود را این چمن سبزهٔ بیگانه میشمرم و در زمرهٔ ناظمان خوش اندیشه حلقهٔ بیرون در میدانم و نگارش این نامه بهنگامی از خامه سرزد که هوش از کثرت فکرت

و پریشانی پریده‌تر از رنگ گل زمستانی بود و حواس از هجوم اشغال جهانبانی آشفته‌تر از
اوراق خزانی خواستم که به بهانه این افسانه خاطر را با وقات فرصت مشغله غمزدگی بخشم
دیدم که گرانباری طبع شمیده و دل اندوه آمیده و دست بکی از دلاحالاد پریشانی اقدام
و آشفتگی کلام که بی درنگ بر زبان کلک جواهر سلک روان شده معذور تواند بود و چون در
استقصای مطالب و استقرار مآرب جمعیت خاطر ناگزیر است بسا باشد که بعضی از یاران معاصر
و سخنوران اکابر و دوستان معاشر در وقت سرعت تحریر از خاطر شکسته و بال گسسته محو و منسی شده
و بعضی باستبداد و فرمایش و سعی بعض احباب درین مجلس جاگزین گردیده درین قصور خارج از
مقدور و معاف و معذور و مرسوم و بسا باشد که از بعض اشخاص بلکه اکثر اصحاب پیشین و پسین بدو سه
بیت بلکه بیک شعر اقتصار رفته چه منظور نظر ابرام در ایراد نظم انتظام تمام ست و ما تو خاطر
مکسور تحریر را بیات سنجیده و سخنهای گزیده و پس از فراوان کلام هر سخنور هر بیت و شعر که درین
انتخاب بدل چسپیده و ضمونش خاطر پریشان را جمعیت طبع بخشیده یا موافق مقتضای حال
آمده یا دلنیرنگی طبع داده همان ثبت افتاد حفظ ذوق هر ذائق و ضبط شوق هر شائق و پاس
رضای هر خاطر و مراعات طبع هر کامل و قاصر امر دشواریست و جادهٔ صعب گدازست کریمه
کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ عقد کشائی این معماست و کل نفس و دینها درین نمایشگاه بوقلمون
جلوه پیرالاحاله اقتضا پسندیده‌های خود نمودن و از سیر مانگی همگنان ضبط نفس فرمودن
زیباتر می‌نماید بر حافظه‌ام اعتماد نیست که تعمد بکرر ننوشتن شوم و حالت دلخواه نیست که برگزیده‌ها
خود و ثوق نمایم و بساست که در یک تذکره شعری را منسوب بیکی کرده‌اند و در تذکره دیگر بنام
شعر بنام دیگری آورده بلکه خود در یک تذکره اینچنین تکرار نزد ذکر بسیاری از شعراء نامدار
صورت وقوع گرفته و عدم اطلاع بر نام و تخلص یا عدم وقوف بر اهل نسخه دیوانش سبب
این اختلاط و تکریر گردیده تا آنکه کمتر تذکره نویسان ازین جنس مزالق اقدام و مداحض اقلام
خالی بوده باشد اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ چه بیشتر ازینها بر نقل دیگران اکتفا کرده اند و رجوع بمعدن

جواهر سخنش نیاورده و هر که مخزن منظوماتش حاضر وقت ست آنجا خود این مسامحت نمیگنجد
وعلی ای حال چون مقصود بالذات ازین جمع و تفریق صرف احتظاظ خاطر مستمندوول مرد پیوند
صاحبدلان ست سخن از هر که باشد مزیل ملال و مفرح بال و مسکن بلبال ست هر چند بعد فراغ
جهد در بعض مواضع نادره در تصحیح انتسابش بسوی قائل اختلالی رو داده باشد چون بنای
تالیف این تذکره بر عدم اعتناست در حین تعجیل سیر تحریرش نزد ترتیب مراعات سنین وفیات
شعرا بمیان نیامده وضبط تقدیم و تاخیر عصر هر واحد چنانکه باید صورت نگرفته ناچار این تهذیب
بر طبع ثانی اگر اتفاق افتد گذاشته آمد که حالا انمعنی بعد تنقیح تشوید بوجه انطباع بر صاحب شوق

آسان ست ولنعم ماقیل

درین کتاب پریشان نه بینی از ترتیب — عجب مدار که چون حال من پریشان ست
هزار شکر که با یکجهان پریشانی — چو تار طرهٔ دلدار عنبر افشان ست

بالجمله کیفما اتفق بمعاونی طبع هنرمند و دستیاری خامهٔ نقشبند طرحی در سواد شهرستان سخن انداخته شد
واین شغل دلاویز را وسیلهٔ رفع تعطل خاطر ساخته آمد بو که صاحب دلی کار آگاه را
گذر وقت بر سر این خرف پارهٔ چند افتد و بملاحظهٔ حرفی از کتاب و پرتوی از آفتاب
این جنس ناکاره را بنرخ گهر گیرد و نامه نگار ناتوان کار را بدعای خیر یاد آرد و ناظر جوهر
شناس از لفظ رنگین و معنی نکینش ذوق وقت ربوده و حظ طبع ستانده و بحکم خذ ما صفا و دع ما کدر از سهو و نسیان که لازم نوع انسان ست قطع نظر فرموده معاملهٔ واذا مروا باللغو مروا کراما نماید

من ذا الذي ماساء قط ومن له الحسنى فقط

و در بعضی تذکره ها از جماعهٔ شعرا اسم وطن و چند شعر ذکر کرده اند و احیانا دو کلمه احوالے که
مصداق لا یسئمون ولا یغنی من جوع باشد نیز آورده چون آن اشعار بغایت مرغوب و نهایت
تازه اسلوب بود طبع حریص رضا باهمال نداد و اسامی این طائفه بقسمی که یافته شد مسطور افتاد و بالله التوفیق

خاتمه شمع انجمن

منت خدای را عزوجل که خامهٔ خوش خرام بمنتهای این قلمرو رسید و سیاحتی که آغاز کرده بود
بانجام رسانید درین گلزمین که سرو آزاد بوستان فصاحت و خزانهٔ عامرهٔ کشور بلاغت است
ذکر جمعی از شعرا نامدار و پارهٔ از معاصران و الاتبار رحوالهٔ زبان قلم سحر رقم گردید و بیشتر
استعارهٔ نظم و نثر دران از سرو آزاد و خزانهٔ عامره و ید بیضا و نتایج الافکار و آتشکدهٔ آذر
و تذکرهٔ حزین و سرخوش و جز آن از صحائف بقدر ناگزیر اتفاق افتاد و از دیگر دواوین
اشعار و تذکرهای آبدار هم باندازهٔ فرصت وقت ابیات دلکش بانتخاب درآمد و جمعی دیگر از
معاصرین که ازین شبکهٔ تذکار بدر جسته باشند و میهمان این خوان الوان نعمت نگردیده و پای بند
عبارت و اشارت نگشته ذکر آنها را حوالهٔ بجمعی که بعد ازین قدم در صحرای وجود نهند نموده شد
چه این سلسله چون برمان تطبیق لانهایت و احاطه اش در یک آن و زمان فوق الوصف و الغایه

دو بیتم جگر کرد روزی کباب ✤ که میگفت گوینده با رباب ✤
بسا تیر و دی ماه و اردی بهشت ✤ بیاید که ما خاک باشیم و خشت ✤
کسانیکه از ما بغیب اندرانند ✤ بیایند و بر خاک ما بگذرند ✤

سبحان الله قلم سودائی مزاج چون دل دیوانه باهر آشنا و بیگانه خشکی و خنگی کرد و هر قطرهٔ
سودا که در سویدا داشت از کانون دل وحشت منزل فروریخت و هر چه بر زبان هرزه بیان
آمد از جداول انامل بیرون داد انجمن آرایان استقبال که درین صحرا بادیه پیمائی کنند چگویند
و آیندگان صاحب اقبال را جواب این بی صرفگیها چه باشد

مرا تو عهد شکن خواندهٔ و می ترسم ✤ که با تو روز قیامت همین عتاب رود

و چون نیک می نگرم این سوده حکم بیاضی دارد که بهر گونه انداز و روش پسندی از معلومات
و مسموعات خود را دران بقید کتابت آورده شد پس اطلاق تالیف بران خارج از آهنگ
انصاف باشد و جز لاف و گزاف نتواند بود مرا ازان شرم می باید که ملایم سیرت و مانا بصورت
من نیست تا بنازش و مفاخرت چه رسد و اگر بلند پروازی کنم و ببالا خوانی گرایم همین نقد

ناقص عیار و متاع بی قیمت و بیقدار و عبارت قاصر و اشارت فاتر برای تزئیف دعوی
من بس ست ع مرا نداند ازان گونه کس که من دانم ؛ خدا آگاه ست و دل ناتوان گواه که غرض
اصلی ازین هنگامه آرائی و سخن پیرائی جز رفع خاطر وحشت زده و تفکه طبع بزم آرایان فیض کده
کاری دیگر نیست و کیف که ع مناجتیان ذکر خوان من اند ؛ خراباتیان خود ازان من اند
پس اگر گوشه چشمی برین متاع کاسد و کالای فاسد اندازند و باوصف کم مائگی منظور نظر التفات سازند
این گذارش پیرایه پریشان نوا را بارمغان دهد و این گلدسته رنگین بیانی و یاسمن
گلشن شیوا زبانی را رفیق مریخ و مرزبانان انگارند ع زخمه برتارم پریشان میرود ؛ کین نواهای
پریشان میزنم ؛ خداوندا هرزه درائی من بدرا ن کشید و از مرتبه آحاد بدرجه آلاف رسید
جوهر فروشی آب آئینه بخاک ریخت و خاجوشی صاف صهبا مدرا با دُرد آمیخت با اینهمه آرزو
دارم که لطف عامت بامرزش خاص مرا بنوازد و دریزش این حمام خمار بستی مرا از بیان بردارد
رقم سپید و سیاه من بزمین شکسته نگاه من چه من و چقدر گناه من خجلم ز نام غفور تو
اللهم غفرا آمین ثم آمین ط

خاتمة الطبع ریخته خامهٔ عزیز مصر صاحب کمالی مولوی سید ولی الله احقر احمد نقوی بجوپالی صحح مطبع رئیس المطابع بلدهٔ بجوپال محمیه سلمه رب البریه

الحمد لله و المنة که این شمع انجمن افروز و مهر نیمروز خوبی شراب طهور میکدهٔ حسن محبوبی ؛ گیرندهٔ
تراجم شعرا را مدار آرزنده زاده های طبع سخنوران فریبنده گفتار معدن جواهر و مواهر الشعار
رنگین مخزن نقود سرودهٔ ابیات عشق آگین که بی هنجار سخن طرازی و طراز بلند پروازی و دقیقه یابی
از فصاحت و طوماری از بلاغت باشد و بی شائبه بالاخوانی و سامان شیوا بیانی رحیق مروق و رقیق
خمخانهٔ ازل و گشنیز و ملاغ رس اندیشهٔ حصول امل ست بتوجه خاطر دریا مقاطر او رنگ گیرد نور

دقیقه سنجی و سخندانی سلطان اقلیم نکته پروری و سحر بیانی فارس میدان انشا دیکته جواب
املا آنکه زلیخای دانش را در پیرانه سری بخلعت جوانی نواخته و حاصل مزرعهٔ علم را در ایام
خشک سالی بچه همه ارزان ساخته طبع دقیقش نشتر عروق اشکالات و فکر بلیغش گره گشای
عقود معضلات در علوم شرعیه آیهٔ کریمهٔ رحمت الهی و در فنون رسمیه بحر مواج نامتناهی حسن
خلق که گل سرسبد انسانیت ست پیرایهٔ گلستانش و صلاح عمل که ثمر شجر علم ست سرمایهٔ بوستانش
سخن نکمینش در تازی و دری همه شور انگیز و حرف شیرینش چون نیشکر در مذاق احباب حلاوت انگیز
اعنی مطرح الطاف خفیه و جلیهٔ حضرت باری نواب والاجاه امیر الملک سید **محمد صدیق حسن**
خان بهادر قنوجی بخاری که دیرگاه بدارائی این اقلیم بمانا و نقش تالیف یافته و رنگ ترصیف
بر روی ظهور گرفته زهی شگفتگی حسن بیان که در برابرش گلشن از شبنم اشک شرمساری بر روست
و زهی صفائی سخن که در محاذیش آیینهٔ رخ خوبان را چشم حیرت روبرو ضیافت طبع اخوان
بنی نوع را خوان الوان نعمت اشتیاق ست و مصاحبت ابنا جنس را باغم تراش و مونس
ایام فراق گرمی هنگامهٔ رنگینی بزم پرچم فیروزی معرکهٔ رزم برگ عشرت سرمایهٔ بهجت گل
بی خار معشوق بی آزار بهار بی خزان باغ بی دربان آتش افسرده درونان مرهم دریشان
بیت المعمور خزان اسرار گنج شایگان نتایج افکار مصر لیست پر از یوسف طلعتان معانی
سواد اعظمی ست مملو بسبز خطان چمن معانی مشکین شاهدی ست نقاب عنبرین بر رو کشیده
بنفشه زاریست که از چمن نسرین دمیده در سواد این ظلمت آب حیات سخن پنهان ست و
از سرادق این ابر آفتاب جهانتاب معنی نمایان نظم آبدارش خمار آلودگان فراق را دارا
شراب ریحانی ست و چاشنی شهد گفتارش گرسنه چشمان وصل مطلوب را غذای روحانی
سخن دلپذیرش چون دل سخن پذیر در همه جا عزیز و فکر بلندش چون بلندی فکر مرغوب اهل تمیز

شده از فیض بهار قلمش — قلم گل ز تراش قلمش
عکسی از صفحهٔ او صفحهٔ گل — ورقش پردهٔ چشم بلبل

تا نظر گرد بران صفحهٔ تر گرد گل ریخته بلبل بر سر

بالجمله درین نزدیکی که این هیچ دخشنده اختر و دیوان ارزنده گوهر بپایان رسید فرمان واجب الاذعان شرف نفاذ یافت که این کان جوهر بهاء و سبیکهٔ صفاء بیضا را در مطبع رئیس المطابع بهوپال محمیه که بقدرشناسی و هنرپروری زینهٔ معظمهٔ علیه نواب شاهجهان بیگم صاحبه والیهٔ ریاست بهوپال نصیر الملک العظم دلاور طبقهٔ اعلای ستارهٔ هند دام لها الاقبال آنکه در رفعت مرتبه چون اوج سماء بلند پایه و در حسن ملکداری و انصاف پروری همچو شاخ پر میوه گرانمایه ست پر زیور انطباع آراسته و از خار و خس سهو و غلط پیراسته قرار سوی گیتی جلوه بخشند چنانچه باستمثال امر والا و اشارت بالا از قالب طبع برآمدهٔ مطبوع طبع خداوندان دل گردید و مستعد دلربائی نظارگیان دیده ور و صاحب جوهران هنرپرور شد و از تنگنای قوت بوسعت آباد فضل خرامید عاشقان سخن را بدل سروری و آشفتگان ذوق را بچشم جان نوری ارزانی فرمود با بتمام جامع خوبیهای نوع انسانی کان اخلاق جان مهربانی مولوی محمد عبد المجید خان مهتمم مطبع شاهجهانی و بدست قلم شیرین رقم منشی احمد حسین صفی پوری باهر رونق جلوه آرا گردید و در ۱۳۲۵ هجری در کمایهٔ فرصت از سیر عالم طبع عود احمد کرده گرم هوادار نشاء نورسان چمن حال و استقبال و شمع افروز بزم آرایان حال و جلوه پیرایان قال گشت و بخواتم زیبا و قصاید غرا و دلربای شاعران شیرین مقال و صاحبان سحر حلال گردید باغبان گلشن عالم این نونهال گلزار معانی و سرو ناز حدیقهٔ معانی را از دست برد خزان آهوگیران صحرای این دار فانی دگوته نظران محافل سخندانی نگاه داشته قبول خاطر شیوا بیانان سخن سنج و نازک خیالان معنی آفرین هنر گنج ارزانی فرماید.

خاتمه دیگر از انشاء نخلبند حدیقهٔ فصاحت بلبل شاخسار بلاغت ذکاء المجسم ستوده شیم بحر سیادت آب مخضر سراقت راتاب سلاله آل کرام مرتضی غلام مصطفی آلآبادی متوسل بانیت بهوپال خصه اسد بالعز والاقبال

غزلخوانی بلبلان خوش الحان خامه بخیابان صفحه پرمزمه پردازی حمد باغبان حقیقی ست که گلهای
معانی موزون پرشانسار حروف والفاظ دمانیده وعندلیب البیانی طوطیان شکرزبان براغصان
لسان بلاغت تبیان ببرانهٔ لغت طوطی شکرمقال ومایطق عن الهوی ست که چاشنی عسل مصفای
هدایت بمذاق جان تشنگان منهل ضلالت رسانیده اما بعد بر ملتقطان جواهر رموز معانی مخفی نیست
که گلزار یکه همیشه بهار باشد وباغ خوشه چینان اولوالابصار را خوشوقت دارد بجز گلدستهٔ ریحان
نازک خیالی یعنی سخن رنگین وحرف خوش آئین نیست چون اکثر شواهد معنی از کمال جوش حسن بخود تاب
مستوری نیافته از حجلهٔ خیال منصهٔ قرطاس خرامیدند مگر بعض وجوه آوازهٔ حسن وجمال آن پردگیان
کمال قرع صماخ مشتاقان نشده ودیدهٔ انتظار نرگس وار براه آشنگان خوش ادائی مطلوب
خمیازه کش تمنا ماندند اعنی در تذکرهٔ که مائدهٔ گستر سفرهٔ نو وکهن وشیرین ساز مذاق اهل سخن ست
بمرتبهٔ اشاعت نرسیده که درین زمان سعادت اقتران باشان وشوکت واوان باجاه وعظمت
باوجود مشاغل مهمات ریاست وانتظام سیاست جمال مجامع فحول کمال محافل ارباب منقول و
معقول کشاف حقائق کلام مفتاح دقائق اسرار کتاب ملک علام شعاع شمس معانی ارتفاع سپهر
همه دانی اقلیم سخن تابع فرمانش علم معانی گوئی خم چوگانش فضائل را ازان نازی وکمالات را
بدان نیازی انواع معانی تازه رهین زبان واصناف مضامین رنگین حاصل بیان در موقف
امر بالمعروف کمر صدق بربیان سعی بسته وناوک ولد وزنهی عن المنکر در دل پرطپنان شکسته
بوفاقت اجتهادش مسائل بوضوح موصول وبوضاحت تحقیقش دلائل منقول مقبول تر از معقول
گلبن کمال صورت جمال سیرت افضال خداداد دوست دوست آشنا وعده وفا سراپا صدق وصفا
دریادل در بحر فن کامل صادق کلام رکن اسلام عمان معانی سحبان ثانی بدیع زمان تحقیق مستوی
عرش تدقیق مقبول بارگاه حضرت ذوالمنن جناب مستطاب امیر الملک والاجاه **نواب سید**
محمد صدیق حسن خان بهادر رفع الله الموحدین ابلومه وبارک له فی لیله ویومه سخنی را
که بانام نامیش مناسبت نیست وروغ ست بل اصلش بی فروغ صفائی له لوی آبدار انشا

وتحریر دال بر جلای جوهر شمشیر تقریر اوست وحسن تقریر دلپذیر سراپا تنویر روشن تر از انشا

وتحریر او لرا قمته

گردش گردون ز صرفش شمه‌ئ — نظم انجم هم ز نحوش نکته‌ئ
هم بتفسیر و بدیع و هم بیان ❊ کم بود هم وصف آن والا مکان
کامل آمد در حدیث و در حساب — ناطق هم از منطقش شد بهره یاب
در فصاحت در بلاغت هندسی — در ریاضی در فرائض فلسفه ❊
در معانی در حدیث و فقه دان — ذات او را ماهر اسرار آن
گلبن علم معانی را گل ست — ساغر فضل و کرامت را مل ست
در ادب گوئی بلاغت در ربود ❊ هیئت معنی بصورت وا نمود ❊

خامه‌اش ابریست گهربار که از قطرات مطرات نیسانی دامن بحور منظوم و منثور را پر از دانهای مروارید معانی میسازد یا سمندیست بادرفتار که از کمال جولانی عنان گسسته بر روی هوای تلاش مضامین بلند می تازد صریر خامه عندلیب گلشن فصاحتش و نی کلک سرو جویبار بلاغتش بگهرباری خامه‌اش سحاب از بس خون میگرید کف دریا پنجه مرجان ست و از حسد در ریزی کلکش غرق عرق تشویر دریا و کان ست مطول هر کلامش را معانی ست و بیانش گنگ میماند زبان را و بمقتضای آنکه آدمی را عقلاً و نقلاً صفتی بهتر از دل سخن پذیر و لطفی واثری گزیده تر از سخن دلپذیر که غبار زوال را بر ذیل اجلالش دست رس نیست و دست انقلاب از دامن جلالش کوتاه ست نیست بتصانیف هر فن چه شورانگیزها نموده و در تالیفات قیامتها آشکارا کرده که چشم ناظرین بلاحظه شمس بازغه جمال کمال مضامینش پر آب و دیده حاسدین خفاش طینت در آفتاب رخسار شاهد معنیش در انکساب گلدسته مواد آرام طلبی را که خاصه فراغت شعاریست بر طاق نسیان گذاشته نیکونامی و ناموری و دعائی خیر خیر طلبان را ذخیره ساخته در کارگاه امتثال حکمش ماه در رفوکاری رخنه قصب دستگیریش برای حصول مامول نوران عمده

سبب طبع نازکش خریدار متاع سخن و خاطر پاکش قدردان هر ذی فن سخن و صاحب سخن را
بمرحمت خاص و عام نواخته و پایه او را تا سدرة المنتهی بلند ساخته در مینولا چهرهٔ سخن را به پرتو
التفات تالیف نسخهٔ مالوف قلوب اعنی تذکرهٔ شعرا که شمع انجمن ارباب دانش تواند شد برافروخت
و باستعداد خداداد و مذاق محبت اتحاد گلدستهٔ گلزار سخن و کلیات اجزای هر فن اندوخت
از راه قدرافزائی دل محزون این غریب دیار و جلیس هموم و افکار را به پرتو حسن التفات
از غم پرداخت و بنمائش طرف عذار دلربای شیرین لبان شکرستان فصاحت که عبارت از
مرآة الخیال اهل کمال از لطائف مالامال سراسر حسن و جمال ست دلم را سرگرم سودای آن ساخت
روضه ایست که از ریاض الفاظش گلهای فنون در دمیدن و نسیم بلاغت از عبارت پرفضاش
در وزیدن اطیار بلاغت بر شاخسار معانیش در ترنم و بلابل فصاحت در چمنستان صفحه اش
در تکلم لطافت از نزاکت معنیش بخود می بالد و نزاکت از لطافت مبانیش می نازد سواد

دیده در بیاضش حیران و بیاض صدقه بسوادش نگران

صورتش دیدهٔ جان را بصفا روشن کرد — معنیش در دل محزون اثر غم نگذاشت
بود نقش همه آمال و امانی در وی — آفرین بر قلمش باد که این نقش نگاشت

لیلای مضامینش را دلم مجنون و سلمای معنیش را خاطرم مفتون ست بقدر عنایت و کمال مکرمت
و مرحمت ایما شد که نگارستان اندیشه را رنگ آمیز تحریر سطوری چند بطور یادگار باید ساخت و به پیرنگ
نقش چهرهٔ تقریظ این روشن نگار را رژنگ معانی باید پرداخت ناچار شاهد امر واجب الانقیادش را
صدرنشین محفل قبول داشته و نامه را بمجاورت توصیف ذکائی عالیش مانند برجیس صاحب نور و خامه را
بمجاورت تعریف ذهن باصفایش بسان نیر چرخ انگشت نمای ظهور یافته بحکم الامر فوق الادب

سطری چند از الفاظ نامربوط در سلک تحریر منتظم ساختم اگر قبول افتد زهی عز و شرف

خاتمه دیگر از معنی آفرین سخن پرور مهرورز کرم گستر مستغنی از القاب و کنی مولوی محمد حسین تمنا مرادآبادی خصه الله تعالی بالایادی

این نامه ایست جانفزا و چامه ایست دلکشا مونسی ست غم زدا آیینه ایست جهان نما رنگین شاهدیست روح پرور رعنا نگاریست دلبر نگارخانه ایست ازچین کارنامه ایست نوآئین شمع محفل و سوزی ست و مهر منیر سپهر خاطر افروزی نغم البدیعی ست از دفاتر گوناگون تحفه ایست از جرایدِ بوقلمون ارمغانی ست ذات العماد بزمی ست از مهوشان خلخ و نوشادنمعی ست کز خوان الوان نعمت نهاده گریمی ست کز دست بهمنه بخشی گشاده گلشنی ست همیشه بهار بهاریست گلشنها در کنار گلی ست صد رنگ نگاری ست رشک ارژنگ مکتبی ست پر از نسخهٔ سلیمانی پرستانی ست در جلوهٔ داستانی صفحه اش چون نقش دلخواه طراز نقش کام روان از و محظوظ عقل سلیم را از و حیات درک فهیم را از و براتی قلزمی ست و رکوزه نهان جهانی ست در حجره آبادان همانا این شمع انجمن و بهار گلزار سخن نو و کهن صحیفه ایست مشتمل بر تراجم شعرا. زمن تالیف جان بخش کالبد سخن نور حدیقهٔ دهر کهن زور بازوی فهم رسا جوهر دار روی جهل ناسزا مجمع البحرین فضیلت و بخندانی امام الحرمین مبانی و معانی قران السعدین دولت و دین جامع الشرفین تواضع و تمکین مظهر جمال و جلال مصدر فضل و کمال ثمرهٔ شجرهٔ سیادت عظمی شجرهٔ ثمرهٔ شرافت کبری ممزاجدان سخن فروغ شکوی دهر کهن نبض شناس قلم صاحب سیف و علم نسق ملک سخن طرازی نظام قلم و نکته پردازی معنی یاب نکته آفرین گلدسته بند خیالات رنگین دانشمند زود رس طبیب مسیحا نفس یگانهٔ عصر در نظم و نثر مستوعب مناقب علیا مستصحب فضائل حسنی مطاع همه و من محمد حسین تمنا جناب معلی القاب نواب والاجاه امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بهادر دام بالعلی والتفاخر والعز والتناصر

شیرین رقمی کز شکرافشانی تحریر — گردیده نی خامه بدستش نی شکر
تکرار کند گر بسخن حسن فزاید — لطفی شود افزون چو شود قند مکرر
در عالم رایش چو نمایند خطابش — گویند بخور شید که ای ذرهٔ خاور
گر دم زند از منطق و حکمت نتوانم — جز آنکه بگویم که بود نطق مصور

منت نه پذیرد ز سخنهاے من و تو فکرش که ز تعلیم ازل یافته مهر

هر که او را ندیده هیچ ندیده و هر که سخنش نشنیده هیچ نشنیده صد سپاس خداوندگار که بیچاره را بهره دولت بنواخت و جانم از غصهٔ نادیدگی اهل کمال بپرداخت

خاتمهٔ دیگر با تاریخ تالیف از سر یرآرای کشور شیوا بیانی اورنگ زیب سخنوری و سخندانی مالک ازمهٔ تقریر و تحریر حافظ خان محمد خان شهیر سلمه القدیر

غم اندکی ز سوز درون میدهد برون دل شاد میکند نفسی در دمند ما

یارب سخنیکه زبان را با دل یکی کند از خدائی تست و گفتگوئی که دل را با زبان یگانگی بخشد از یکتائی تو زبان را با آب این گفتار نیافریدی نفس ته میکند قلم را مرد این کار نفرمودی

میدان میدهد رباعی

تا چند بجستجو خودش مصقله چیست تا چند بگفتگو که عکس رخ کیست

ای آینه داران تحیر پرداز حیران لقای یار میباید زیست

هان و هان ونگ تراش قلندری شهیر آسیمه سری امروز دیدهٔ تماشای رنگ و بو شگرف ارم زاری در نظر دارد که تا اندران قصور دلکش را طرح ریخته اند حور و غلمان را رانده اند و شاهدان معانی و بیان را بجایش نشانده نی نی شگرفی در بیان نگاه ندانشتم درین نزدیکی زیباتگاری مرا به ارزنگی دیوانه کرد و تازه بهاری مرا بگلستانی فریفت بهوای بوئی گل شتافتم رایحهٔ بار معانی یافتم ببوی بی زبانان ارزنگ دویدم بحرف آمدگان الفاظ دیدم دانستم نقش کتابی ست چون خواستند که این نقش را کشیده آید آب از سلسبیل روانی طبیعت گرفتند و از آتشکدهٔ گرمی گفتار آتش آوردند خاک زمین وقار تکلم بختند و با د از فرازستان رسائی دریافتند بگاه آخشیجان پیوند الفت گرفت شخص دین و دولت را پیکر بستند که به نواب والاجاه امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بهادر نام برآورد

دوش از پیر خرد پرسیدم — کای ز سیر تو جهان معنیست
میر صدیق حسن خان امروز — صاحب شوکت و ولا نجادست
بیش ازین رتبه چه خواهد بودن — من ندانم که دگر منزلهٔ چیست
نگهش کرد بسوی اخلاق — گفت خاموش که علت باقیست

همانا دران شگرف مقسم که بروز ازل نام برآورد فلک را آسمان نمودند و مهر را درخشان فرمودند ماه را تابان کردند و تو اب را کامگار و حکمران برآوردند اشک مردمک شسته چشم غمناکان چکیده باشد و دوات افگندند و آه راست بالای سینهٔ چاکان علم شده باشد قلم تراشیدند و رنه دودهٔ چراغ بیکدو قطرهٔ آب آمیخته که بسیاهی پذیرفته آید این سواد شبرنگ چه انگیزد و ازین نی پارهٔ خشک که در دست من و تو بنام قلم جنبد و چنین آتش زا

پارسی چه خیزد

صدیق حسن خان بهادر که دمیدست — در کالبد معنی و الفاظ روانها
آن تذکرهٔ طرفه رقم زد که بهاشیں — زید اگر اهل سخن آرند زجانها
با تازه عبارات و اشارات نوآئیں — از اهل سخن وز سخن آورد نشانها
بر کرد بزم شعرا شمع معانے — تاریخ بود شمع شبستان بیانها

سخن مختصر کنم شهیر آزاده روزگار ستم شعار رفتنهٔ پیش بینی ست عمریست که این ستمگاره جفاجو دل غمزده وفا پیشه که داشتم از تیغ جفا بدونیم کرده و بر پهلوی ریشیم گذاشته بود و نمیدانستم که این دو بخش کردن بصنعتیکه پاره بر نیمه نیفزاید از چیست اکنون نمیدانم از ان این شوخی

انتخاب باخود برد و نیمه بخوبیهای کلام منتخب سپرد منه

ای نفس آهنگ فغان سازده — یک نفس از درد دل آوازده
ای نفسم بر اثر ناله رو — ای اثر ناله بدنباله رو
حرف زدل وقت بدر جستن ست — آتش آواز کلک رستن ست

مرد توانگر بطفیل نواست — آنکه نوائی نکشد بی نواست
تازه نوائی که نه هر کس شنید — آه بتقلید که باید کشید؟
جان طلب آورده تقریظ کیست — دل دگر احرامی تحریر کیست
تیر بود گر سخن بے نظیر — کیست که پیکان بنشاند بتیر
تیغ سخن بست که سر ها فشاند — کیست که آنرا بفسان برنشاند
نغمهٔ رنگین که در رنگ و بوست — بر ورق گل اثر گفتگوست
کیست که هر جا که سخن سنجیست — نقش بدیع دگر انگیخته است
کس نبود بر فلک ایوان ما — حضرت صدیق حسن خان ما
آنکه ستوده همه انی ست — آن همه دان را همه از زانی ست
با همه عیش ست چنان عمل کوش — کاهن قباد آمده راحت فروش
پیش چنان مرد بشان چنین — صرف ز افلاک فتد بر زمین
چون قلمش سحر نگاری کند — نقش خزان نیز بهاری کند
یک نظر اکه رسیدن دهد — چون بقلم پای دویدن دهد
یک فن و بنوشت هزارش کتاب — جوشش طبعش بنشاند شراب
بسکه خوش موجد طرز خودست — در عربیت چو ابو الاسودست
میشگفاند بسخن اندرون — تازه بهاری بچمن اندرون
گاه ز من هم سخنے میکشد — جان بتن اسنجمنے میکشد
هر سخنش نغز تر از گفتگوست — از پی دیوانه نشانمند هوست
تفته دل آتش نفسی را کباب — زلتش آذر نفسان را مهاب
جان و دلم سوخته سامان اوست — شعله آهم شرر افشان اوست
گرچه بهر نکته سروش آمدست — طرفه تر اینک بخروش آمدست

روح همه پیشه‌وران سخن — گفت بآن پیرمغان سخن

کای همه مست می ایام تو — دولت جم جرعه از جام تو

لطف کن از می کهن و تازه را — بیش مده رخصت خمیازه را

آتش شعرش بدل افروختند — سینه برشتند و جگر سوختند

دیده چو تاریکی بزم سخن — شمع برافروخت درین انجمن

تذکره‌ها را چه جوابی نوشت — نادره‌سنجانه کتابی نوشت

رایحه بارِ نفسش کام برد — از همه عنبرنفسان نام برد

گه ز ظهوری و گهی از ظهیر — گه ز شفائی و گهی از شعیر

گاه خودش هم سخنی رانده‌ست — نخل شکرگفته که بنشانده‌ست

گه بشکرگاه بقند و نبات — از پی خواننده نویسد برات

زهر هم از دست بذائم نکوست — دل همه تریاکی گفتار اوست

داد ز مشکور و ز موزون او — آه حنائی کف مضمون او

گیسوئی خونی نگهان شانه کرد — عقد لآلی بورق دانه کرد

یار عروسان بلاغت نشست — طرهٔ خوبان فصاحت شکست

طرفه کتابیکه چو برداشتم — نشتر و آتشکده بگذاشتم

تذکرهٔ آینه‌دار نگار — هر ورقش چهره‌کشای بهار

ای ز بهارش همه تن گل شکن — خار درون دل بلبل شکن

جان بخود و شش صف کند دل بجوش — کشمکشانیست که آمد بپیش

ترک مضامین بنگاه کشند — شاهد معنی بدماغ بلند

لطف نه هرگز بشباب اندرست — آنکه در خیبا بکتاب اندرست

هرکه برین نامه نظر میکشد — هر نظرش گنج گهر میکشد

کرد بهم معنی و لفظ اتفاق	چون دل زیبا و لبهای طاق
شوق همه محو تماشای اوست	وسوسه فرمای تماشای اوست
طرح کش آتش عشقم بسوخت	طرح فروشانه چه طرحی فروخت
برد زیاد این دو سه استاد را	آرزو و آذر و آزاد را
شعله آواش بدل سوخت داغ	یاد الهی همه روشن چراغ

خاتمه دیگر ریخته خامه بلاغت شمامه یکه تاز میدان فضیلت سباق غایات عربیت محلی بهر زین حکیم صفی حسین صاحب فرخ آبادی صدر محکمه اپیل ریاست بهوپال اسلمه الله المتعال

نخست سخن آفرینی را سپاسم که مرتبه سخن بفراز این پایه نهاده اوست و روای هر گونه کالا بدست سخن داده او حجت ختم رسالت بر ذات قدسی صفات فخر المرسلین بدست آویز قرآن مجید است و فرومانده والا دستگاهان عرب و عجم از نظارهٔ فصاحت و بلاغت فرقان حمید سپس ستایش این مجموعه سخن موسوم بشمع انجمن زبان میکشایم و درین پرده آهنگ ستایش روشنگر این مصباح مینامیم الحق این صحیفه دانش و بینش نورنبخش دیده دیده وران ست و نضارت افزای چشم صاحب نظران در هر برو قش جوش بهارست و در هر صفحه او سیر لاله زار هر سبزهٔ شاداب این چمن بستر خواب گذشتگان گرامی ست و هر ساغر گل ازین گلشن یاد آور سخنسنجان نامی عشرتکدهٔ بزم روحانیان ست و مکتب خانهٔ درس عرفانیان شگوفه زاریست که از نیرنگیهای افکار طبایع سخنوران کامل عیار بوهای گوناگون بمشام جان میرساند و گلهای رنگارنگ از نوبهار آمیزشان افکار اهل این فن در دامن خیال میریزد و در هر مقام نواشناسی بادای ترانه سازست و بهر جا نغمه جداگانه جانفزا ترنم پرداز جای داغ سوزی عشق غمناک ست و جای دلربایی حسن بیباک در یک سطر عشوه گریهای شیرین دهنان نازپرور جلوه فروش ست و در سطر دیگر پریشانی آشفتگی فرهاد وشان از خود فراموش بهار پیرایی سبزان چمن رنگین ادائی خوبان گلشن

سراپای نازنینان گل پیرهن آدای سیه چشمان نازک بدن جلوه سوز و ساز شمع و پروانه
ناز و نیاز شیرین و فرهاد دیوانه چهره افروزی رنگ گل خوش رعنای نشئه گل درین نیرنگ
عالم دیدنی ست و صدای شکست دل و شیون طپیدن بسمل های و هوی مستان نعره
و غلغله پرستان آه و زاری زندانیان چاه ذقن فریاد فغان اسیران کاکل پرفن شکایت
مجنون و لیلی حکایت دامق و عذرا درین غوغای محشر شنیدنی ـــــــ ۵

تعالی الله ازین بزم دل آرا ✤ کز حسنش تازگی بخشد ادا را
شمیم گل پکیده دامن دشت ضیای شمع نوری از سوادش
ترا شش انفسها آرایش حور ✤ فروغ معنیش سرمایه نور ✤
گلستانها فیضش گلبن و بو یافت بهارستان طراز آبرو یافت

لی فی ستایش و آفرین سخن سنجی را سزاست که شمع افروز این انجمن ست و سبب آرایش
این بزم فرخی نشمرد اما ان دیگر برگذشتگان فرسوده روان تجدید نام و نشان از زندگانی
جاودانی منت گذشته و برای آیندگان تشنه کام کار نامه شگرف و درایی شرف ازانی
داشته است میگویم که کارنامه لوح این طلسم هوش و نقشبند این حرز حریر پوش قبله ایجاد
سخن ست و کعبه اعجاب سخنوران هر دیار این گلدسته نقش بیرنگی ست ریخته خامه جادو طراز
او و قطره حقیرست چکیده کلک سحر پرداز او اگر حضرت فلک رفعت عالیجاه هنرور
پناه حشمتی و سروری دستگاه فلک و رکاب این هواخواه گوهر اکلیل نامداری درة التاج
سربلندی و بختیاری آلا ای نهاد نیکو خوی بهشتی رو راست شجاعت را بازو بازوی
فتوت امیر و چهره فروز است راجبین حسین مروت را آبرو و رونق کلاه راست گفتار منکسر النفس
درست کردار تعدد نشین چرخ چهارم افکار بلند گنجور خزائن عامره کمالات دلپسند بیت القصیده
برتری و شهریاری مطلع سرودیوان ابهت و کامگاری مجموعه فضائل و کمالات نوع انسان
مرجع و مآب هنرمندان دوران نواب والاجاه امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بهادر

آنکه پارسائی در نهادش چون نشه در مل و عفت در مزاجش بسان رنگ در گل آمیزه اخلاق محمدیه او چون شمائم مشک ختن جا بجا رسیده و آوازهٔ فصاحت و بلاغتش آویزهٔ گوش عالمیان گردیده فراوانی دانش و فروزانی اندیشه این فرزانه استاد از مصنفاتش که شمار آن زیاده بر صد میرسد دیدنی ست لاسیما از مطالعهٔ تفسیر فتح البیان و شرح بلوغ المرام بدستگاه نگاه و بالغ نظری آن یگانه کار آگاه وارسیدنی ؛

مطلع شانِ هدایت مظهرِ نورِ هدیٰ — گوهرِ کانِ مروت مخزنِ صدق و صفا
شهریارِ مصرِ معنی داورِ ملکِ سخن — زیبدا اقلیمِ فصاحت را چنین فرمانروا
از جبینِ لفظهایش حسنِ معنی جلوه گر — همچو حسنِ خوبرویان از رخِ رنگین ادا
هست نقادِ سخن از و نوشت این تذکره — کان زرِ خالص بود از ابتدا تا انتها
راست میگویم کزین مجموعه برتر بود دست — رتبهٔ تصنیفهائی آن رئیسِ اتقیا
اینچنین تفسیر ننوشته که آن لاریب فیه — فائق از کشاف و بیضاویست بیچون و چرا
نیر اوجِ براعت بحرِ نواجِ علوم — پادشاهِ کشورِ دانش امیری باحیا
بر سپهرِ سروری رخشنده چون ماهِ منیر — بر زمینِ خاکساری اسوهٔ آلِ عبا
تا کند کسبِ سعادت از در و دیوارِ او — آشیانی ساخته بر طاقِ ایوانش هما
سایهٔ پروردگار و آفتابِ برتری — حامیِ دینِ متین و مفخرِ مجد و علا
حضرتِ نواب والاجاه صدیق الحسن — تاجدارِ ملکِ معنیٔ مهر و وفا
دوستش دلشاد و خرم باد و دشمن پائمال — بالیقین دانم که دائم مستجاب ست این دعا

خاتمهٔ دیگر ریخته خامهٔ سحر آهنگ مجموعهٔ دانش و فرهنگ معدن خوبیهای دارین مولوی عظم حسین خیرآبادی ملازم ریاست بهوپال سلمه الله تعالی

بیکران سپاس یزدان داد گر و فراوان نیایش جان آفرین داور که پسندیده ترین آئین

وبایسته وجود تبیین این زیبا گلدسته از ابهیر سخن که بفرط تنویر شبستان معانی شمع انجمن نام دارد هرچه تمامتر شیرین کلام شعرای ماهر فن و نوشین مقال بلغای کامل سخن را جامع آمده الحق کارنامه آگهی ست و دستور العمل دانائی دانش نامه سراپا خرد بسوی خرد طلبان و منشوری از صفوتنگاه تقدس برای سعادت پژوهان من کم از هیچ راچه یارا که طومی آسا بمدحش شکری شکنم و روح بخش حلاوتی ازین شهد بر انگیزم لبم کجا و کجا هیچو انگبین مذاق نواز وزبانم کجا و کجا این زلال حلاوت دمساز اگر یکی از هزار بمدحت سلاست و نفاست عبارت و بلاغت بیانش خامه فرسایم سحر طرازی شمع افروزان بزم سخن وجادو بیانی سخنوران کهنه زمن بریخ نگارم جادو طرازان یکتائی روزگار و رابسته سلسلهٔ کلامش و سحر کاران سخن آفرین سحر حلالش نثرش نثرهٔ نثر طائر شکسته و بلاغت ادایش باج از فصحای جهان فراخواسته الفاظش نقابی ست که شاهدان معانی بر رخ کشیده اند و نقاطش ماهتابی ست که بفروغ رخسار مایهٔ هوش از توانان هوشمان ربوده الحق باین فراوان محاسن چه قسم محبوب دلهای جهانی مطلوب خواطر اهل زمان از کران تا کران نباشد که تالیف شریف و جمع منیف بندگان سیادت مکان علامهٔ عصر الهی و هر تحریر زمان لوذعی دوران نظیری نظیر فکری فکر لسانی لسان کلیم وادئی فصاحت خازن گنجینهٔ بلاغت جوهری رسته بازار سخن واقف اسرار نو و کهن آبیار حدائق فضل صورت نگار فرهنگ و عقل فروغ ایوان اجتبا ناموس کاشانهٔ ارتضا رئیس عالی شکوه امیر معدلت پژوه حامی سنت ماحی بدعت خادم حدیث و کتاب عالیجناب والا خطاب نواب والاجاه امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بهادر ست دین فراخنای کشور هند نظارگیان چارچمن صورت و معنی و نور چشمان انجمن حق گزینی و همزبینی که از فراخی حوصله و وسعت عرصهٔ آگهی بر دقائق حقائق فطرت فرا رسیده اند و به نیروی ایزدی و ضیای مدارک باصفای خود در میدان ادراک سبکسا چالش نموده از مردان خداشناس حقیقت اساس چنین عالی همتی که دل صفوت منزلش

با وصف فراوان تعلق نظام مهام مملکت بیاد حق متعلق و از ظلیعهٔ توحیدش عساکر دوئی
متفرق باشد ندیده اند و نظیرش درین دو آخر باقلیمی از اقالیم گیتی بگوش حق نیوش نشنیده
بمساعدت بخت خداداد اش بگزیده ترین وجوه و پسندیده ترین عنوان سامان یزدان شناسی
و نصفت گزینی سرانجام یافته و سرمایهٔ منفعت صوری و معنوی بدست افتاده که عقل اول
بشگفت آمد و معقولیان نیرنگ کار را بحیرت دست و باز و شکست ناخن همتش عقده
کشای کار فروبستگان و اخلاق رافت بارش مرهم جراحت خستهٔ دلان بحر محیط عالم دراست
چرخ بسیط دنیای فراست استقلال خاطرش دیدنی ست که کثرت تعلقات ظاهری و مشقتهای
شبار روزی زنگ فتوری بآیینهٔ دل وحدت گزینش نه نشاند و فور یکتا دلی و حق پرستیش
با و تفرقهٔ دوئی در هنگامهٔ ظاهر نوازد مناقب والای جناب تقدس انتسابش طراز گوش و
گردن ایام و کنار و دامن روزگار را از محامد گرانمایه اش زیب و زینت مستدام نیر فروزان
برج جاه و جلال ست و مهرتابان جهان فضل و کمال قانون شریعت حقه را بعهد فرخی مهدش
روزبازاری دلهای ارباب شرک و بدعت را از صولت شحنهٔ سنتش طرفه آزاری چون مدحش
بیش از اندازهٔ بیان باشد ختم سخن بر دعا کردن منت بر ناطقهٔ زبان نهادن ست قطعه

فیضرسان سرور عالی تبار — با ذل سرکردهٔ پروردگار
سرو چمان لب جوئی شکوه — تازهٔ گل گلکدهٔ روزگار
عاجز و غمگین و دل آشفته را — ای بسخا جز کف او نیست یار
شمه ز بذلش که ز دست کرم — در تگ یم خواست گهر زینهار
قدر نیارد بنگه چون پشیز — گاه ستایش گهر شاهوار
دیر فروزد بعد و رخ اگر — زود بگیرد اجلش در کنار
مژدهٔ ایمن بستمدیدگان — بسته سدادش بزمانه حصار
بسکه ستم را بگداز د کنیست — باد صبا را بگلستان گذار

بین چه سداد ست که در عهد وی — فتنه بریزد ز سر خود دمار
دیده بعدل و سداد ش چه خوش — کرده ستمگاره جنین را نزار
تا نه پسندید نگاهش گهر — گرچه یتیم ست نشد آبدار
تا بجا طول دهی اعظمش — نیک بیاسا بره اختصار
تا بهمانست ره روز و شب — تا شب و روز ست بهم همکنار
باد شکوه و فزو عمرش دراز — عمر بد اندیش کم اندر شمار

خاتمه دیگر از ناظم بمثال شاعر باکمال نادره زمن شیخ محمد عباس رفعت بن شیخ احمد عرب صاحب نفحة الیمن مهتمم دفتر تاریخ ریاست بهوپال سلمه الله تعالی

هر دم ازین باغ بری میرسد — تازه تر از تازه تری میرسد

الحمد لله والمنة که فروغ شمع انجمن والاجاهی همچو لمعات قبسات وادی ایمن کلیم کلامان طور سخندانی را محو تجلی معجز بیانی ساخته والصلوة علی نبی الرحمة که سلالهٔ دودمان صاحب رایت بیضا بر فرق سخن پروران انوری رای صائب ذکا سایهٔ در فرش بنفش ارژنگ نقش قلم جادو رقم خویش انداخته زین سپس سلام وتحیت بر آل واصحاب میخوانم و بر صفحهٔ کاغذ زیبای سره می افشانم و مژدهٔ تازه و تر بنازک خیالان هنر پرور میرسانم و بنجاکه در اظهار اضمار خود صادق البیانم که صریر خامهٔ امیر الملک بهادر در ریخته قالب سخنوران گذشته روان نوین از سر دمید و بسیاری از زندگان این گروه انجم شکوه را جام سرشار از چشمه سار نوشانوش بخشید ماشاء الله تذکرهٔ رقم فرمود بهار فریب و نامهٔ نوشت مرصع تر از تاج و سریر اورنگ زیب ؎

بتاریخ آن کلک عنبر سرشت — طلسم خیالات عالی نوشت
نه سعدی و نه فرزدق درین جهان مانده — ولی مناقب و ذکر سخنوران باقی ست

کجاست خسرو پرویز و جاه و شوکت او ✦ نه طاق قیصری و گنج شایگان باقیست
جهان و آنچه در و هست جمله وقف فناست ✦ ولی ز فیض سخن حال رفتگان باقیست
چنانکه از رقم کلک حضرت نواب ✦ بسی محامد و اوصاف شاعران باقیست
امیر ملک که از ضوء شمع انجمنش ✦ فروغ کوکب فضل گذشتگان باقیست
زهی کتاب و خهی تذکره رقم فرمود ✦ که از ملاحظه اش یاد کاملان باقیست
شگفته باد گل جاه او بگلشن دهر ✦ ببلغ تا که گل و سرو و ضیمران باقیست

آری بعنایت الهی جناب نواب عالیشان امیر الملک والاجاه سید محمد صدیق حسن خان بهادر امروز سرمایهٔ نازش روزگار ست و بعلم ملل و نحل و بفضل تقوی و عمل و اقبال و کمال و حسن اخلاق و جمال خورشید اشتهار حصر کمالاتش از اندازهٔ بیان بیرون تصانیف غرایش در علم دین از صد کتاب افزون شهریاری اقلیم سخن بر ذات همایونش بی شبه مسلم و اهل علم و فضل بدورانش برچار بالش عزت و راحت چنانکه باید و شاید منعم و مکرم کشور هند از مین ذات یاکمالش با اقلیم شیراز و بخارا برابر و خطهٔ بهوپال ببرکت وجود با وجودش خال رخسار هفت کشور

جهان و اورا داورت یار باد ✦ بکام دولت چرخ دوار باد
رخ دوستانت ز الطاف تو ✦ فروزنده چون نجم سیار باد
ز قهر خداوند هارو ت و ا ر ✦ سر دشمنانت نگونسار باد
پی اهل دانش در دولتت ✦ نشان شرفهای بسیار باد

خاتمهٔ دیگر زادهٔ طبع رسا و فکر ذکاوت انتما منشی انشاء

فصاحت ملی املاء بلاغت منشی احمد علی احمد سلمه الاحد

چو اول سخن بر زبان میرود ✦ بحمد خدای جهان میرود
کما ینبغی چون نیارم ستود ✦ بجان پیمبر فرستم درود

سخن راستایش سخن را سپاس | که گشتا ز او در جهان روشناس
چو آب بقا زندگانی دهد | سخن مرد را جاودانی دهد
سخن از خداوند و خلق از سخن | جهان شد بکون خدا گفت کن
گهی امر و گه عقل و گه نور شد | بلفظ جداگانه مذکور شد
خرد خواند او را اگر فلسفی | قلم گر و تعبیر شرع نبی
جهان را وجود است از یک سخن | سخن شمع باشد درین انجمن
سخن مرد را میکند سرفراز | سخن آدمی را دهد امتیاز
نباشد چو از لغو و هزل و هجا | سخن بعد سن باشد از من بجا

گرانمایه گوهرخزانه غیب ست و هنگامه آرای زمان شباب و شیب امروز زر و روز باز اسخن را شاگانست و مشتریان این متاع گرانبها را وقت کوتاه کارفرا وان علی الخصوص اندرین دری جائی غیست و این جنس عزیز الوجود را در چار سوی هند دکانی نه چه توان کرد خود فلک را رفتار غیست و زمانه را هنجار اینچنین مردم را کار با حساب و سیاق ست کالای سخن بالای طاق ست امیر یکه برتر زند افتخار ۵ زساحت سرای ثریا قدم ۵ آساس سخن را رابنای رفیع ساحت همه دانی را فضای وسیع آسمان فرس هلال رکاب کیوان شکوه عالیجناب حیدری الاصل فاطمی نژاد کریم خلق فرشته منش قدسی نهاد سیادت پناه چون درسیان کار نبودی کدام کس ست که این دراز کشیدگان خاک نیستی را بدینگونه سخن یا دفرمودی جهان پهلوان مدینهٔ سخن ست و در هر مواضع مغلقه مشکلکشا خیرشکن نقاد او ر دان ست کار او نمایان خلاصهٔ اعصار ست و لباب دهور در دلها مانوس ست و برلبها مذکور آدینهٔ ادب باشد که مدینهٔ هنر بنام نامیش سکه میزنند خطبه میخوانند من این سخن از خود نمیگویم برای العین بینندگان نیکو دانند تازی باشد که دری جمله صاف و سرسری چه میکنند جان میکنند درین هر دو معرکه رو دستی میزند در فصاحت مشهور در بلاغت علم

گویا قبای سخن بر قامت او بریده اند بیش نه کم بنابر آنکه خاطر شریف در صدد اختصار است
درین تذکره گلی از گلشن دانه از خرمن اندکی از بسیار مشتی از خروار است مثنوی

چو تالیف و ترتیب این تذکره | تمامش توان گفت نقد سره
بیامد درون دلش ناگرفت | ز خروار مشتی نمونه گرفت

تشنه کامان بادیهٔ سخن را از آب زلال جویست و بیوانگان بازار معانی را هوی همه نادره کار
جملهٔ شگرف نگار از تذکره همین قدر مراد باشد و هر چه بیش ازین باشد مستزاد باشد الحق که
پیشینیان جواهر ریخته اند و پس آیندگان قیامتها بر انگیخته ما مشتی شاعران که درین آخر زمانیم
نقش سخن را نوحه گر انیم آشنا پرستی را خانه آباد کار فرمایان مطلع را وقت خوش عمر دراز باد
هر کدام را از ما کسان در محفل سعدی و انوری فرود آرند رنگین تر اینکه از عقب برین دعوی
سخن ما گواه گذارند چون امروز کار بدست ایشان نمی بود آن درد سریها که می سرائیم
که می شنید از دیه بدیه که میکشید و از جائی بجائی که می ربود خود این تذکره محک امتحان است
در سخن ما و پیشینیان پانصد ساله راه درمیان همچو منی برهنه سری را درین انجمن جائی یافتن
و یکی ازین هزار کس سخن طراز در شمار آمدن را سبب امنیست که فروزندهٔ شمع این انجمن
با من سری دارد و از کار من خبری هر چند وقت دست ندهد مروت دامن نگذارد که با منصوب
نگراید خواه مخواه از ارباب سخن چیزی نسراید هر کس داند که ملازمان آستان سیادت حاشیه بوسان
بساط امارت اهم امور جهانبانی و کامروائی نیز ذمهٔ خود دارند تنها بهین تالیف و تدوین

بس نمیشود مثنوی

نا ید از بیکس بآسانی | کار تصنیف در جهانبانی
در رهِ فارسی چراغ بسوخت | هم بتازی ذخیرها اندوخت
می شمارم من از کرامت او | این قبا قطع شد بقامت او

در ستایش این هاشمی جوان علامهٔ زمان بطور طغرا و طرز ظهوری کار از پیش نمیرود و دور رو بروی

سخنسنجان هر فن بازار سخن چیدن سودی ندهد هر وقت راشانی علاحده هر زمانه را بای
دیگر ست چیزی که پیش ازین ستوده میشد امروز سراسر دور سر نوشته را نوشتن تحصیل حاصل است
پیموده را پیمودن فعلیست عبث برای فاعل کهنه فروشی عارست برهنگی پرده پوش تراز
جنبه استعار من براین سهل نویسی می میرم بدیع و استعاره بمفت نگیرم از نیجاست که طریق
اختصار می سپارم و این مثنوی مورخا بقانون شکرگزاری می نگارم **مثنوی**

این رشک دهٔ نگار ارژنگ — یکدست فسون و سحر و نیرنگ
نقشیست که دلنشین فتادست — سوگند بمفت دست دادست
از خلد نشان دهد سراپا — دل بس نکند گه تماشا
در دیر دلم ز بخت برخورد — پنداشت چو گنج باد آورد
از دور نظر کنار بگشاد — این مردم دیده جای خود داد
والله که به ازین نباشد — بتخانهٔ چین چنین نباشد
دل گفت بمن معامله چیست — این نقش و نگار خامه کیست
حیفست که قیمتش ندانم — این وقت غنیمتش ندانم
بازار سخنوران ادوار — اسباب سخن دورسته انبار
از اهل کمال هر مدینه — مشتی سخنی درین سفینه
چندانکه ضرور و ناگزیرست — بس نازک و نغز و دلپذیرست
در خانه چو این کتاب باشد — در سر ز سخن حساب باشد
البته که آشنای این فن — هرگز نرود دگر بگلشن
من خاطر دل بسی بجویم — گفتم که بیا بتو بگویم
داریم سری به نوجوانی — بر من ز تو بیش مهربانی
صدیق حسن همام مشهور — در علم ادب امام جمهور

بیهوده دماغ خود نپاشد | انداز سخن نکوشناسد
بنوشت صحائف گر اسمے | شد پهن بدهر نام نامے
پیوسته همین حساب دارد | در هر سخنے کتاب دارد
این تذکره شمع انجمن نام | چون روز کند شب سیه فام
موجی ست ز بحر بیکرانش | حرفی ز دراز داستانش
در سال سواد این صحیفه | از قدرت حق یکے لطیفه
بمثل سخن سوال کردم | هم زاری و ابتهال کردم
تشریف قبول کرد و در بر | این خوبی اتفاق بنگر
هر کس که شنید بس عجب کرد | بمثل سخن بگوش من خورد

خاتمهٔ دیگر نگاشتهٔ ناشر بن ناظم شیوا بیان شیرین مقال منشی کنج منوهر لال ساکن بهوپال بخشی آستانهٔ ولیعهد ریاست متخلص بهوش

شمع انجمن سخن ستایش تو اناخدای سخن آفرینیست که شمع دلفروز سخن از باد نفس برکرد[۱] و چراغ ظلمت سوز دانش را از آب روانی طبع بر سر روشنائی آورد ناطیکه مصرع برجستهٔ هلال را زیب صفحهٔ سبز فام آسمان نمود و شاعر یکه بحسن مطلع خورشید ورق زرفشان سپهر را آب و رنگی تازه افزود دلرا قمه زبان نفس شمع نطقی فروخت ✤ زهی قادری شمع از باد سوخت و رونق بزم کلام به نیایش فرستاده والامقامیست که مطلع نور خالق زمین و زمان ست و شیرازهٔ مجموعهٔ اجزای کون و مکان با آنکه حرفی از دانش نیاموخته اما بلغاء عرب از بلاغتش در آب[۲] و عرق افتاده اند و با وجود یکه چیزی از علم نیندوخته لیکن فصحاء عجم پیش فصاحتش رو[۳] بر خاک نهاده ص احمد مرسل شرف انس و جان ✤ روح تن و قوت دل قوت جان ✤ زین بعد نخستی از شگرفکاری مشیت باری میطرازم که امروز کالای گران ارز سخن را در

[۱] بر کردن رو شن کردن ۱۲
[۲] سوختن یعنی از فروغ بر آمده و پخته تر درین شاخه شعر باشد مترجم
[۳] زان یکی صد را بشکند

چارسوی گیهان روزبازاری نیست وشاخسار گلفشان معانی را در چارچمن گیتی برگ و
باری نی از ناسزائی روزگار ناهنجار گردبیرونقی برچهرهٔ خوش بیانی نشسته واژوارون
خرامئ سپهر کجرفتار رشتهٔ گوهرآبدار گوهرفشانی ازهم گسسته لیکن سرور ذیجاه امیرمهین
پاگاه سرلوح دیباچهٔ جاه وجلال فرخنده عنوان صحیفهٔ دولت واقبال تذکرهٔ اعاظم علمای
متقدمین تبصرهٔ اکابر فضلای متاخرین دریای استکمال واستجار راگران بهادر نواب
والاجاه امیرالملک سید محمد صدیق حسن خان بهادر رانازم که درهیچ کساد بازاری
علم وهنر سری برنگ آمیزی نگارستان معانی دارد وهمت بآبیاری بهارستان مبانی
می گمارد وهمای فلک پیمای فکرش درسیر وطیرست وهمت نگارش صحائف شرائف بری
از اندیشهٔ غیر ودیرآیندرین نزدیکی خجستهٔ نامهٔ فصاحت نظام شمع انجمن نام آئین
بهین وطرزگزین زیب رقم فرمود ودرهرهفت کردن این آراسته پیکر نوخاسته یدبیضا
نمود که بسی سخنوران نغزگفتار وبالغ کلامان کامل عیار پیشین وپسین راوران بیاد آورد
وبرای نوازشگران قانون نوخوانی ونواخوانان امشکدهٔ شگرف بیانی نهالین صفاآگین
ازاوراق خوش قلم گستر دنام خداکاری کرد که جزازکریم النفسان والافطرت نیاید وبنام ایزد
سگالشی بسزابکاربرد که غیرازجوانمردان عالی همت رونمایدیارب این کاردست بستهٔ او
ستودنی ست وزبان بمدح وثنایش کشودنی که هم مردان رازندگی وزندگان راپایندگی
ارزانی داشت همانا این گلدستهٔ رنگین ومجموعهٔ نوآئین نزهتکدهٔ پردگیان خلوت خانهٔ
دلست وجلوه گاه نازنینان نهانخانهٔ آب وگل خسروی شیلانیست مشحون ازاغذیهٔ خوشگوار
گوناگون بضیافت طبع ارباب سخن وشاهی میکده ایست مملوازصهبای پرتکالی وبادهٔ
شیرازی جهت دماغ رسانیدن تردماغان این گرامی فن ✣ ✣ لرا قمه

بنام ایزدزهی مجموعهٔ نغز — که روشن شدازو خوانندهٔ مغز
فروغ دیدهٔ ارباب بینش — نگارپیش طاق آفرینش

مصاریعش کلید باب امید — بخوبی طاق چون ابروئی نامید
بیاضش یاد داد از صبح نوروز — سوادش همچو سرمه دیده افروز

بآن وبهان این نامهٔ نگارین مخجل نگارخانهٔ چین قافیه سنجان گهرآمار اتذکرهٔ ایست دلپسند وخود دهره یکی از آنها ازین درخانهٔ خسروی به تشریف گرانمایه ذات ناموری وشهره آفاقی درگاه ودربار پادشاهان ۱۲ مشرف وارجمند المختصر این بیاض خوش سواد در عذوبت عبارات رشیقه ولطافت فقرات انیقه وبرجستگی اشارات دلرباو دلبستگی کلمات دلکشا واختراع معانی بیگانه وایجاد الفاظ درنفاست یگانه ببعدیل افتاده وآبروئی صاحب جوهران کامل فن وتذکره نویسان نوکهنه بربادداده باینهمه این عمان فرایدفروزان پیش قلزم زخار فضائل مصنف والاجاهش بالاستوده آمد قطرهٔ ایست بی آب ودربرابر تلالو، یوح کمالات مؤلف کیوان پایگاهش که که نام نامی اوپیشتر وانموده آمد ذرهٔ ایست بی تاب وچرا نباشد که هرعضو از ذات شریفش دانشی ست مصور وهرموی برعنصر لطیفش زبانیست نکته سنج ومعانی گستر ــــــــ ۵

عقلیکه چراغ دل فروزد — وین خلوت آب وگل فروزد
مالیده برخ غبارش ازراه — تاگشت چراغ هفت خرگاه
خورشید که فرهٔ بلندش — بادست بشان ارجمندش
سرسوده برآستانهٔ او — تاشد فلک آشیانهٔ او
طبعش که بهاد هد سخن را — گل کرده بهار صد چمن را

چون درخدمت سراپا افاضتش زانوی ادب شکسته ام ودرحلقهٔ ارادت وتلمذ نشسته این خزف ریزهٔ چند که هیچ نیرزد درسلک تحریر کشیدم واین مشت خاری که کاری را نشاید درپهلوئی این گلدسته فروچیدم تاخورشید تابان شمع انجمن آسمان ست خانهٔ دل دیده وران فروغ پذیرازین شمع انجمن باد وتاقندیل ماه باوج سما معلق به طناب کهکشان ست چراغ عمر ودولت امیرالملک والاجاه بهادر منور وروشن بادبرب العباد ۵

قطعهٔ تاریخ تالیف از حکیم اشرف حسین مهتمم ڈاکخانهٔ ریاست

چو شد ترتیب این رعنا صحیفه — چمن دیدار و هم جنت مظاهر
بمن فرمود هاتف سال تاریخ — بگو اشرف کتاب خوب و نادر
۱۲۹۲

قطعهٔ تاریخ تالیف از سوہن لال منشی بالان خاص رئیسهٔ دارالاقبال بھوپال

امیر الملک صدیق الحسن خان — که بر ملک معانی گشته فیروز
چه نیکو تذکره تالیف فرمود — نباشد بهتر ازوی دیگر امروز
فصاحت را ازو گرمست بازار — بلاغت را ازو شد روز نو روز
چه خوش گفت ست سوہن لال تاریخ — که شمع انجمن شمع دل افروز
۱۲۹۲

قطعهٔ تاریخ تالیف از مولوی ابو الحامد محمد یوسف علی یوسف کامدار بالان خاص رئیسه

چون امیر الملک صدیق الحسن — سرور والا گهر عالی تبار
آنکه نوابی ز والا جاهیش — کسب کرده عظمت و عز و وقار
حال و قال نکته سنجان جهان — کرد بر ترتیب دلکش استطار
سال تاریخش رقم زد کلک من — یادگار شاعران روزگار
۱۲۹۲ھ

ایضاً

ز دور قسم خامهٔ امیر الملک — افسر سروران شایسته
داستان سخنوران عجم — بزبان و بیان شایسته
نقش تاریخ در صحیفهٔ دل — یافتم داستان شایسته
۱۲۹۲ھ

تاریخ تالیف از خاطعلی حسین لکهنوی خوش نویس خفی وجلی کاتب تفسیر فتح البیان سلالة الرحمن

بزد نقش بهین تالیف تذکار همیرما — که گردیده ست زو حالات ارباب سخن روشن
برای سال تالیفش نمودم فکر از هاتف — ندا آمد دل عالم ز شمع انجمن روشن
۱۲۹۲ھ

تاریخ تالیف از منشی گنج منوهر لال ساکن بهوپال بخشی آستانه ولیعهد متخلص بنوش

زین زمزمه که در همه عالم بهر لب ست — زین تذکره که نام برآورد در جهان
نزدیک و دوری شنوم من بگوش خود — امروز جای جای سخن هست در میان
نقشیست یادگار ز دست کسیکه او — بهر زمین شعر و سخن هست آسمان
نسل شریف جای نشین رسول حق — از بطن پاک دختر پیغمبر زمان
امروز هست چشم خرد را بجای نور — امروز هست شخص سخن را بجای جان
در شهر هر کسی بصفاتش بود گواه — در دهر هر کدام بخیرش دهد نشان
هر دم زبان بکام شریفش شکر فروش — هر وقت خامه در کف جودش گهر فشان
گاهی نمیشود که کند کار در فضول — روزی نمیرود که دهد وقت را گان
هر چند هر کدام بمیرد بوقت خویش — اما سخنوران که نمیرند بیگمان
زنده بلطف کرده عظام رمیم را — آب حیات ریخته بر کهنه استخوان
یارب بکام او همه ایام بگذرد — در جاه و در جلال فزاید ز مان زمان
افکار خویش پیشکش عرضه میدهم — هستم یکی ز جمله زانو شکستگان
ما را تهٔ بساط سخن نیست در خمے — ای حق شناس اینهمه از انعام او بدان
غمخوار و چاره ساز و نگهبان حال من — مقبول حق پسند و مزلی و مهربان
این تذکره که باز نماید جدا جدا — ارباب وقت نام و زبگذشتگان نشان

منت خدائرا که بصد حسن ختم شد — قرب هزار یافت شمار سخنوران
نوشِ حزین زسال سواد وش چو فکر کرد — اندر دلش گذشت که دستور شاعران
سنه ۱۲۹۲ھ

قطعهٔ تاریخ طبع از مولوی حافظ سید محمد صاحب سوتی مهتمم وظائف بهوپال

مخزنِ هر گونه دانش منبعِ هر گونه فن — حضرتِ نواب والاجاه صدیق الحسن
گر کسی گوید که مینو جز دران عالم که دید — بزم ممدوحِ منش بنمای کاینک انجمن
شاید از معجز نمایانِ جهان پرسیده اند — کز صریرِ کلکش این آوازمی آید که من
تذکره تالیف کرد اما بخوشتر انتخاب — هم سخن تقریر فرموده ست و هم اهلِ سخن
این سوادِ منتخب در هر کتابِ فن بود — مردمک در دیدهٔ و جان در تن و گل در چمن
از سرِ الهام سالِ این همایون تذکره — گو کمالِ روشنی طبع شمعِ انجمن
۱۲۹۳

صحت نامهٔ تذکرهٔ شمع انجمن

صفحه	سطر	خطا	صواب
۵	۸	اعتدلال	اعتدال
۶	۳	درسند	دردمند
۱۵	۱۲	فرصت	فراغ
۲۱	۱۷	بود	ست
۲۲	۲	طهور	ظهور
۲۹	۱۵	مشیدی	مشید
۳۳	۱	روزگارانرا	بی روزگارانرا
۳۶	۱۰	دایوانی	دیوانی
۳۷	۱۰	زپس	زبس
۳۸	۱۱	بدیا	بدیار
۴۰	۹	بدروی	بدوری
۴۱	۲۱	بیدای	پیدائی
۴۸	۲۰	بازی در	بادی بر
۵۰	۴	جناب	حباب

صفحه	سطر	خطا	صواب
۵۴	۱	یارسش	یاربهرپرسش
〃	۲۱	ووصف	وصف
۵۵	۱۳	این نیکه	اینکه
〃	۲۱	خودمر	خودم
۵۶	۱	سیمای خویش	〃
۵۸	۳	یمینی	امینی
۵۹	۲۱	منصب	بمنصب
۶۰	۱۴	حوشے	جوشے
۶۴	۷	گر	اگر
〃	۱۲	بدست	بدوست
۷۰	۲۰	×	آزرده
۷۱	۱۰	نالهٔ زور	نالهٔ بسیار
۷۳	۵	بگوشم	بکوشم
〃	۱۶	موسوی	موسولیت
۷۴	۴	نمود	نمودند
۷۶	۲	ملاش او بکوی طرهٔ بتان	ملاش او بکوی طرهٔ خوبان
〃	۱۴	تو داری	تراست
۷۷	۱۲	خفتگان	رفتگان
〃	۱۷	حاجری	جاجری
۸۰	۲۰	میسازو	میسازد
۸۲	۱۶	بهمرسانیده	بهمرسانده
۸۴	۱۶	کیسه	کیست
۸۵	۲۱	بهبیش	بهپیش
〃	۲۱	برسیدم	نرسیدم
۸۷	۲	پیگان	پیکان
۸۸	۶	کردست	کرده ست
۹۲	۱۳	غنوان	عنوان
۹۷	۱	دیگر	دلگیر
〃	۱۲	زن	این
۱۰۱	۱۰	بیرنگ	نیرنگ
۱۰۸	۲۱	سرگز	هرگز
۱۲۶	۱۴	گشته	کشته
〃	۲۱	رباعی	×
۱۲۷	۱۳	حسن بیگ مقیمی	مکررست ویرا نمیم
۱۲۸	۳	درآور	درآور
۱۳۶	۱۸	بمرده	بمروه
۱۳۸	۲۱	ملائکان	ملائکه
〃	〃	درتن درتن	اندرتن
۱۳۹	۲	برآمد	برآید
۱۴۱	۱۷	خستیٔ	خستی
۱۴۲	۱۶	نبرد	ببرد

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱۴۶	۴	محمدخان	محمدجان
۱۵۲	۱۰	خوبخود	خودبخود
۱۵۴	۱۴	زر	زر
۱۶۳	۱۱	خررد	خورد
۱۶۷	۷	مدلل	مبرهن
۱۶۹	۲	بهمری	بهمرهی
۱۷۰	۱	نیٔ	نے
۱۷۳	۷	دهٔ	دمد
۱۷۵	۱۸	گشت	کشت
۱۷۶	۲۱	اسے	این
۱۸۱	۱۰	دزد	ورز
۱۸۱	۱۸	آهم	آنهم
۱۸۲	۱	سنه ۴۸	سنه ۱۲۴۸
۱۸۹	۱۷	جارب	جاروب
۱۹۰	۷	سینه‌خوس	سینه‌خون
〃	۱۹	ایرم‌گلستان	ابرم‌گلستانم
۲۰۳	۱۸	کسکه	کسیکه
۲۰۸	۲	عشقِ	عشق
۲۱۰	۱۹	علی‌قلی‌خان	غازی‌خان
۲۱۱	۳	در	وز
〃	۶	امج	ازاج

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲۱۳	۷	بجهان	نه‌جهان
۲۱۸	۵	گل شده	گل گل‌شده
۲۱۹	〃	میرزازاهد	میرزاهد
۲۲۲	۱۹	وهمه	وهمان
۲۳۸	۲	گلچهره	گل‌چهره
〃	۸	سید محمد	سعد محمد
〃	۱۷	مصاف	مضاف
۲۳۹	۳	اورانگ	اورنگ
۲۵۳	۴	وار	دار
۲۵۸	۴	شگفند	شگفد
۲۶۰	۲۰	ازخدمت	درخدمت
〃	۸	بارگشتهای	بازگشتهای
۲۶۶	۱	داد	درد
۲۷۳	۸	ازو	زرو
〃	۱۱	ایمان	ایما
〃	۱۹	کافر	کافهر
۲۷۸	۱	طریقی	همان‌طریقی
۲۷۹	۱۵	اشغال	اشتغال
〃	۹	کودر	کودره
۲۸۲	۷	یار	بار

صفحه	سطر	خطا	صواب
۲۸۳	۱	فظهیر	×
۲۸۳	۳	بهان	جهان
۲۸۴	۱۰	شیوه	شیوا
۲۸۵	۸	نزست	نذرست
۲۸۶	۱۴	ینبه	پنبه
〃	〃	نهادن	نهادم
۲۸۷	۲۰	پیداست	بندست
۲۹۰	۲	جبری	خبری
۲۹۴	۲۰	سنه ۱۳	سنه ۱۳۰۰
۲۹۵	۱۳	فقیر	فقیه
۳۱۱	۴	بردم	بردر
۳۱۴	۱۲	گوارا	کورا
۳۱۷	۳	همه تن	روا
۳۱۹	۲۰	وجود وعدم	وجود و عدم
۳۲۱	۲۰	بانشا	بانشاد
〃	۲۱	وشعر	شعر
۳۲۹	۱۶	نگوئی	نکوئی
۳۳۲	۱۵	زرشک	ورشک
۳۳۳	۱۱	گل	کل
۳۳۴	۹	شب	شد
۳۳۷	۳	برراهِ	برراه
۳۵۰	۱۷	بادهٔ	بادهٔ و
۳۵۵	۸	خلخ	خلج
۳۵۷	۷	ضدید	صندید
۳۶۰	۱۶	فروعی	فروغی
۳۶۱	۱۵	آو	او
〃	۲۱	دولبست	دولیست
۳۶۴	۱۹	مخضوض	مخصوص
۳۶۵	۱۵	فکری	برحاشیه هم باید
۳۶۸	۱۴	حسرتِ	حسرتے
۳۶۸	۲۱	تایار	تا باز
۳۶۹	۸	وآیش	آیش
〃	۹	وجوابش	جوابش
۳۷۶	۱۷	جلیسی	چلپی
۳۸۳	۱۲	محمدخان	محمدجان
۳۸۷	۱۰	شکستهٔ	شکسته
〃	۱۶	آشفتهٔ	آشفته
۳۹۲	۴	دل که	دلیکه
۳۹۴	۸	نیاورد	نیاورده
۳۹۵	۱۵	تهتلان	تهتنان

صفحہ	سطر	غلط	صواب
۴۰۳	۱۸	گو	گر
۴۰۴	۱	تا	یا
۴۰۵	۱۳	ایسی	ایس
۴۰۶	۲	مسح	مسح
۴۰۸	۲۰	ملامت	ملالت
۴۱۸	۱۷	میخورم	میخرم
۴۱۹	۱۵	دوست	دودست
۴۲۱	۱۵	طبیعت	طبیعت
〃	۱۵	بتعظیم	تعظیم
۴۲۲	۱۴	نیستم	نبستم
۴۲۳	۱۹	فرودۂ	فرودہ
۴۲۵	۶	وابستۂ	وابستہ
۴۲۸	۵	روزمرا	زورمرا
۴۳۱	۱۸	بہاوندی	نہاوندی
۴۳۳	۱۵	ببینید	ببینید
۴۳۸	۱۳	طرۂ	طرہ
〃	۱۹	میکشم	میکشیم
۴۳۹	۱۱	آبینہ	آئنہ
〃	۱۳	مے	وے
۴۴۱	۹	نما	نمائے
〃	۲۰	میدوم	میدوم
۴۴۱	۱۷	خاکرت	بخاک تخت
〃	۱۸	سبک	بسنگ
۴۴۲	۲۱	گرد	گرد
۴۴۵	۱۹	اثرے	برے
۴۵۰	۱۲	مرحلہ	مرحلہ
〃	〃	تو یک	تو دیک
۴۵۲	۱۳	وقت الخ	
۴۵۵	۸	دیرینہ	دیرینۂ
۴۵۹	۳	حلی	خلی
۴۶۱	۲۱	خطل	حنظل
۴۶۳	۱۴	بجلوۂ دل	بجلوۂ دل
۴۶۵	۱۰	حال	خال
۴۶۶	۱۹	نصیبی	سہوا کمر شد
۴۶۷	۱۰	تاشدہ	ناشدہ
〃	۱۷	شرین	شیرین
۴۶۸	۹	زاہ	راہ
۴۷۳	۱۵	باوجودش	باجودش
۴۸۱	۷	گلزار پیرا	گلزار سرت پیرا
۴۸۳	۲۰	آنگہ نگہ	چون نگاہ
〃	۲۱	آبنہ	آمنہ

صفحه	سطر	خطا	صواب
۴۸۳	۲۱	گرسنه	گرسنه‌تر
۴۸۶	۲۱	برآید	برمی‌آید
۴۹۲	۱۳	یارم	یارم
۴۹۳	۶	یاموت	یاقوت
〃	۱۰	سازند	سازند
〃	۱۳	بنظر	بنظر
۴۹۷	۲	شایدان	شاهدان
〃	۴	ست	×
۵۰۴	۱۳	جانگداز	جانگداز
۵۰۸	۱۲	و	ور
۵۱۱	۱۸	بگذر	بگذر
۵۱۲	۵	بزم	برم
۵۱۸	۲۱	بزرگان وا	زمرگان
۵۲۱	۱۷	گشت	گشت
۵۲۲	۳	۱۱	ملاامیر
۵۲۳	۷	غذر	غدر
〃	۸	وخسته	وخسته
〃	۱۱	دقیقهٔ	دقیقه
۴۲۵	۸	نفسان	نفسا
〃	۱۱	نه‌نشسته	نه‌شسته

صفحه	سطر	خطا	صواب
۵۲۶	۱۹	یارد	یارد
۵۳۱	۱۹	وهنش	وهنش
۵۳۶	۱۲	تپیش	تپیش
۵۳۷	۵	بگذشت وبهار	بگذشت بهار
۵۳۹	۴	نبست	نیست
۵۴۰	۱۰	دیذه	دیده
۵۴۴	۱۰	ر	بر
۵۴۵	۱۱	ارم‌سری	دارم‌سری
۵۴۶	۹	سسه	سه
۵۴۷	۷	بنسبت	نسبت
۵۴۸	۲۰	ازین	درین
۵۵۵	۶	رنگلن	رنگین
۵۵۷	۱۷	۱۰	۱۱
〃	۱۸	بجاورت	بجاورت
۵۵۸	۴	خلخ	خلج
〃	۶	ارزنگ	ارژنگ
۵۵۹	۸	باآب	باب
〃	۶	یرون	برون
〃	۱۲	ونگ	دنگ
۵۶۱	۸	جسه	جسه

صفحه	سطر	خطا	صواب
۵۶۲	۱۲	منشور	مشور
۵۶۳	۵	یاد	باد
۵۶۶	۱۱	توانان	توانا
۵۶۷	۷	تعلقات	تعلقات
۵۶۷	۹	باو	باد
۵۶۹	۱۲	باوجودش	باجودش
۵۷۲	۱۶	ضرور	ضرور
۵۷۵	۸	کر	کر

تمام شد صحت نامهٔ تذکرهٔ شمع انجمن

میگوید راجی رحمت رحمان محمد عبد المجید خان مهتمم مطابع ریاست علیه صانها الله عن کل بلیه که تالیف این تذکره در غایت عجلت صورت بست و بکمال بی التفاتی حضرت مؤلف دام اقباله نقش جمعیت گرفت و وجهش آنست که پیشتر تصانیف وی مدلله متعلق علوم شرعیه ست و باین نوع تالیف توجه خاطر فیض مقاطرش چنانکه باید و شاید نیست چون تالیفات فنون دینیه را جز اهل علم و ارباب دین قدر شناس نبینند و ذات سامی و عنصر گرامی جامع فضائل دین و دنیاست و با اکثر امرا و ارکان دولت راه و رسم دوستانه در میان ست جمعی از اهل فراست خواستگار شدند که کتابی عام فهم خاص پسند که بکار اتحاف هر جنس مردم از علما و غیرهم بیاید تقسیم مرهٔ هنود و مسلمانرا شاید نیز ریخته خامهٔ بلاغت جامه گردد تا چاپ باستبداد گروهی این گلدستهٔ بوستان را در اسرع ازمان ترتیب داده عجالة الوقت از قالب طبع برآورند و فرصت امعان نظر دست نهاد و فراغ وقت برای تهذیب خاطر خواه میسر نشد کیفما اتفق انچه در بادی النظر بملاحظه درآمد بر صفحه قرطاس رنگ تسوید یش ریخته شد درین اثنا که این تذکره در معرض انطباع بود سفر خیر در بلدهٔ دهلی بتقریب خطاب قیصری ملکهٔ معظمهٔ انگلستان پیش آمد و کارکنان مطابع ریاست در کمال شتابکاری تحریر و طبع و تصحیش را بانجام رسانیدند و شاهد زیبای این مجموعه را بحلیهٔ انطباع آراسته بپیش از سفر مذکور بنظر گذرانیدند تا بکار تقسیم شعرا و فضلا ان حاضر دربار مسطر در آید پس اگر نظارگیان بهار این گلشن کوتاهی کدام نوع در آرایش و پیرایش آن چمن ملاحظه کنند باید که آنرا حمل بر عجلت وقت نمایند و بمقتضای حسن ظن زبان و دهان را بهرزه گوئی نیالایند ؎ غلام همت آن عارفان پاکرمم + که یک صواب به بینند و صد خطا پوشند

کلیات حسن و وقت

الشعرا حسن و وقت

بعهد دولت و اقبال حضرت نواب جهان بیگم صاحبه السلطنه ریاست مآب دام اقبالها و شوکتها طبع میگردد

باهتمام محرران مفرح القلوب معدن ادب محمد حبیب خان منشی مطابع ریاست

بزودی بمطبع شاهجهانی جلوه بر و بر طبع گردد

صفحہ	تخلص شاعر
	حرف الالف
۳	آزاد بلگرامی
۴	آیتی اصفہانی
〃	ابدال اصفہانی
۵	ابو الخیر رحمۃ اللہ
〃	اجل الہ آبادی
〃	احسان
〃	احسنی
۶	احمد دلبر
〃	ادائی اصفہانی
〃	ارشد گاذرونی
〃	اسیر رازی
〃	اسیر امروہوی
۸	اشراق
〃	اشکی دلبر
〃	اشرف الہ آبادی
۹	اعلی مورلوی
〃	اعلی الہ آبادی
۹	افضل سرخوشی
〃	اباسی
۱۰	آفرین بلگرامی
〃	امداد خیر آبادی
۱۱	امیر لکھنوی
۱۴	امیدی رازی
۱۵	انسخ پنڈوی
〃	انسی بخاری
	حرف الباء
۱۵	باقر کاشانی
۱۶	باقی تبریزی
〃	بدیعی سمرقندی
〃	برہان ابرقوہی
〃	بسمل کاکوروی
〃	بلیغ فرخ آبادی
〃	بہائی استرابادی
〃	بیاسی رنج
〃	بیاسی
۱۷	بیخبر کشمیری
۱۷	بیخم بیرا گی
	حرف الباء الفارسی
۱۷	پورحسن
	حرف التاء
۱۷	تابعی شیرازی
〃	تائب پنجابی
〃	تسلیمی کاشی
〃	تشنہ جرسی
۱۸	تفتہ سکندر آبادی
〃	تقی ورکانی
〃	تقی اصفہانی
〃	توفیقی
	حرف الثاء
۱۹	ثابت تفرشی
〃	ثاقب لکھنوی
۲۱	ثمنی دلبری
	حرف الجیم تازی
۲۱	جامی لاہیجی
〃	جاویہ مازندرانی

صفحہ	تخلص شاعر
۲۱	بندہ کاشی
〃	جعفری تبریزی
〃	جلال ورکاشی
〃	جلالا تبریزی
〃	جلالی ردستانی
۲۲	جمال اصفہانی
〃	جمیل فرخ آبادی
〃	جنابی
〃	جوشش چاندپوری
〃	جوہر لکھنوی
	حرف الہمزۃ
۲۲	حاجب شیرازی
〃	حاجی عمر قندی
۲۳	حاجی گیلانی
〃	حالی پانی پتی
〃	حامی
〃	حزقی ساوجی
〃	حزنی ترشیزی
〃	حزینی استرآبادی
〃	حزینی یزدی
〃	حسانی خوارزمی

صفحہ	تخلص شاعر
۲۳	حسن شاملو
۲۴	حسین ہمدانی
〃	حسینہ بیگم شاہجہانپوری
〃	حشمتی
〃	حضوری
〃	حلیم لکھنوی
۲۵	حکمی اصفہانی
〃	حمید ورد بشیر
〃	حیدر کلیچہ ہروی
〃	حیرت رامپوری
۷	حیرت الہ آبادی
	حرف الخاء المعجمۃ
۲۶	خادم اصفہانی
〃	خالدی ہراتی
〃	خاور سیستانی
۲۷	خرمی
〃	خفائی
〃	خورشید لکھنوی
〃	خوشگو
〃	خیالی کاشی
	حرف الدال المہملۃ

صفحہ	تخلص شاعر
۲۷	داعی استرآبادی
〃	داعی اصفہانی
〃	درویشی سمرقندی
۲۹	دعوی
〃	دقیقی سمرقندی
	حرف الذال المعجمۃ
۲۰	ذکی صفہانی
	حرف الراء المہملۃ
۲۸	راجا بلا اجمیری
۲۹	راضی شوستری
〃	راضی رازی
〃	راضی گیلانی
〃	راغب تبریزی
〃	راغب اردبیلی
۳۰	رافت
〃	رافت رامپوری
〃	رحمت دہلوی
۳۱	رحیم
〃	رحیمہ
〃	رسوا خراسانی
〃	رشکی ہمدانی

صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۱۱	رشید گازرونی	۳۵	زہری ماوراءالنہری	۳۹	سنی جونپوری
۳۲	رشید	〃	زمانی کشمیری	〃	سروری اصفہانی
〃	رشید بلخی	〃	زمانی خوافی	〃	سراج فریدپوری
〃	رشیدی زرگر	〃	زیاحت	۴۰	سرور لکھنوی
〃	رضا جروبادقانی		حرف الزاء المعجمہ	〃	سرور لکھنوی
〃	رضا	۳۵	زلالی اوربگنجی	〃	سقا
〃	رضا	〃	زمہری نیشاپوری	〃	سلطان
〃	رضی اصفہانی	۳۶	زینت لبنانی	۴۱	سلطان محمد
〃	رضی نیشاپوری	〃	زینتی استرآبادی	۴۲	سنائی غزنوی
〃	رضی شیعی	〃	زین خان کوکلتاش	〃	سودا
〃	رفیع لبنانی	۳۷	زین خان کوکہ	〃	سوزنی سمرقندی
۳۲	رفیع		حرف السین المہملۃ	〃	سیادت
〃	رفیق اصفہانی	۳۷	سابق	〃	سید گوالیاری
〃	رفیقا اعلے	〃	ساہر کاکوروی	۴۲	سیری خیرآبادی
〃	رکن فتی	〃	ساطع کشمیری	〃	سیری جروبادقانی
〃	روح قزوینی	۳۸	سامع	〃	سیری قاضی قہستانی
〃	روحانی سمرقندی	〃	سامی قزوینی	۴۳	سیفا
۳۳	روشنی ہمدانی	〃	سبحانی	〃	سیفی
〃	رونقی ہمدانی	〃	سپہری		حرف الشین المعجمۃ
〃	ریبی کاسیلی	〃	سجاد موہانی	۴۳	شاکر انبوہی
〃	ریویت رامپوری	۳۹	سحابی اردستانی	〃	شاہ بدخشی

صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۴۴	شاہ	۵۰	شمسی	۵۲	صفیری قمی
〃	شیون شاہجہان آبادی	〃	شمسی بغدادی	〃	صلبی مازندرانی
〃	شایق دہلوی	〃	شورش	〃	صوفی
۴۵	شایق بہاگلپوری	〃	شوقی قزوینی آبادی	〃	صیرفی بہدانی
〃	شاہجہان اواقبالہا	〃	شوکتی اصفہانی	〃	صیقلی یزدی
۴۶	شہاب	〃	شہاب بخارائی		حرف الضاد المعجمہ
〃	شجاع اصفہانی	۵۱	شہید راجپوتانہ	۵۳	ضمیر دہلوی
〃	شہید	〃	شہید آفرید آبادی	۵۴	ضیا
۴۸	شرف کرمانی	〃	شہید دہلوی	〃	ضیائی اردبیلی
〃	شرقی قزوینی	〃	شیرین	〃	ضیغم رامپوری
〃	شریف طہرانی	〃	شیری لاہوری		حرف الطاء المہملۃ
〃	شکیب دہلوی		حرف الصاد المہملۃ	۵۴	طالب
〃	شرابی قمی	۵۰	صابر دہلوی	〃	طالبی یزدی
〃	شرابی قزوینی	〃	صاحب آبادی	۵۵	طارم
۴۹	شہابی قزوینی	〃	صادقی	〃	طاہر
〃	شہاب الدینی	〃	صہبائی	〃	طاہر ہروی
〃	شغف قمی	〃	صبوحی تبریزی	〃	طاہر
〃	شکیبی رازی	〃	صبوحی ہروی	〃	طبعی قزوینی
〃	شمس قزوینی	〃	صدر شیرازی	۵۶	طبیب اصفہانی
〃	شمس فراہانی	۵۲	صدری	〃	طبیب
۵۰	شمس کیلانی	〃	صفیری دہلوی	〃	طرزی شیرازی

صفحہ	تخلص شاعر
۵۶	طلحہ مروزی
	حرف الظاء المعجمۃ
۵۶	ظفر دہلوی
۵۷	ظہوری شیرازی
″	ظہیر الدین لاہیجی
	حرف العین المہملۃ
۵۷	عابد شاہجہان آبادی
″	عاجز سبزواری
۵۸	عارف بخاری
″	عارف لاہوری
″	عارف درویش
″	عارف یزدی
″	عارفی شیرازی
″	عارفی ہروی
″	عاری صفاہانی
۵۹	عاشقی عظیم آبادی
″	عالم ہروی
″	عالی جرہ دی
″	عالی دہلوی
″	عامی نہاوندی
″	عباس ایرانی

صفحہ	تخلص شاعر
۵۹	عبائی
″	عبد الحسین
۶۰	عبد الولی اصفہانی
″	عبد الواسع خواجہ تاش
″	عبد الوہاب سروری
″	عاکفی گیلانی
۶۱	عبیدی جہانگیر نگری
۶۲	عبیدی
″	عتائی
″	عذری تبریزی
″	عزت
″	عزتی
۶۳	عزیز الدین شروانی
″	عذری بہلولی
۶۴	عزیز اعظم خان کوکہ
″	عسجدی مروی
″	عشرتی
″	عشق امام الدین
۶۵	عشق عبد اللہ
″	عشقی کاشی
″	عشقی عظیم آبادی

صفحہ	تخلص شاعر
۶۵	عشقی خان
″	عصمت بخارائی
″	عطار رازی
۶۶	عطار شیخ فرید الدین
″	عطائی طہرانی
″	عطائی جونپوری
″	عظیم
″	علاخر اسانی
۶۷	علوی فراخانی
″	علی تانب
″	علی شاہ ابدال
″	علی گیلانی
″	علی میر مرتضی
″	عماد قزوینی
″	عماد الدین شیرازی
″	عمادی غزنوی
″	عمارہ
۶۸	عمیق
″	عنایتی اصفہانی
″	عہدی شیرازی
″	عہدی ترشیزی

صفحہ	تخلص شاعر
۶۸	مہدی خراسانی
〃	مہدی قرا گوزی
〃	عیدی میرخانی
〃	عیسی لنگ
	حرف الغین المعجمہ
۶۹	غافل
〃	غالب اصفہانی
〃	غریب سبزواری
〃	غزالی انجدانی
〃	غضنفر کابلی
〃	غضنفر سے
〃	غلام مصطفی آبادی
۷۰	غنی لنگر شے
〃	غنی
〃	غواصی یزدی
〃	غوصی گجراتی
۷۱	غیاث النقشبند
〃	غیاثی استرآبادی
〃	غیرت اصفہانی
	حرف الفاء
۷۱	فاتح میرزا رضی

صفحہ	تخلص شاعر
۷۱	فاخر بہبہانی
〃	فارسی شجندی
۷۲	فارغ صفاہانی
〃	فارغی استرآبادی
〃	فارغی تبریزی
〃	فارو ق
〃	فانی
〃	فائض گیلانی
〃	فائض لطنزی
〃	فائق
۷۳	فتح اللہ قزوینی
〃	فتوت
〃	فخر جرجانی
〃	فخر الدین رازی رح
〃	فہمی استرآبادی
۷۴	فدائی لاہیجی
〃	فدائی میرزا سید محمد
〃	فدائی شرف الدولہ
〃	فرد پہلوارے
〃	فروغ میرزا محمد علی
〃	فروغی طہرانی

صفحہ	تخلص شاعر
۷۴	فریہی طہرانی
〃	فرید کاتب
۷۵	فزونی سبزواری
〃	فزونی استرآبادی
〃	فسونی
〃	فصیح امیٹھوی
۷۶	فصیح یزدی
〃	فصیحہ جمیلہ خانم
〃	فصیحی اردستانی
〃	فضلی جرد بادقانی
۷۷	فضلی قزوینی
〃	فضولی بغدادی
〃	فغان دہلوی
〃	فغفور یزدی
〃	فکری غیاث الدین
〃	فکری محمد رضا بیگ
۷۸	فکری میرک خان
〃	فگاری سبزواری
〃	فنائی شیخ احمد
〃	فنائی مشہدی

صفحہ	تخلص شاعر
۷۰	فغانی چغتائے
۷۹	فوقی یزدے
〃	فوز لکھنوے
۸۰	فہمی بہارے
〃	فہیمی کاشانے
〃	فیروز کاسبے
	حرف القاف
۸۱	قاآنی طہرانے
۸۲	قاسم علی طلوے
〃	قاسمی مازندرانی
〃	قبولی یزدے
〃	قدرت للہ خشاقی رائے
〃	قدری شیرازے
〃	قدرے
۸۳	قربی دماوندی
〃	قطانی فتحپوری
〃	قلی قاسم بیگ افشار
〃	قندی مادرائالنہری
〃	قوسی
۸۵	قوسی طلوے
〃	قیصی کرمانے

صفحہ	تخلص شاعر
	حرف الکاف
۸۵	کاتب یزدے
〃	کاتبی تبریزے
〃	کامل کشمیرے
〃	کرمی کاشانے
〃	کلامی اصفہانے
〃	کلامی لارے
〃	کلامی مقے
۸۶	کلائی دکنے
〃	کمال سبزواری
〃	کمال گیلانے
〃	کمالی نیشاپوری
〃	کوکب شیرازے
〃	کوکب کشمیرے
۸۷	کیفی
	حرف الکاف الفارسی
۸۷	گرامی اصفہانے
〃	گلشن دہلوے
	حرف اللام
۸۸	لالی سبزواری
〃	لسانی کاشے

صفحہ	تخلص شاعر
۸۸	لطفی نیشاپوری
〃	لطفی متوطن گجرات
〃	لعلی بدخشی
〃	لوائی سبزواری
	حرف المیم
۸۹	مالک دہلوی
〃	مانی مشہدی
〃	ماہری کشمیری
〃	مائل دہلوی
〃	مبتلا دہلوی
〃	متین الہ آبادی
〃	مجد خوافی
۹۰	مجرم نیشاپوری
〃	مجلسی ہراتی
〃	مجید قزوینی
〃	محزون
〃	محسنا شیرازی
〃	محسن کاشانی
〃	محمد میرزا حکیم
〃	محمد
〃	محمد آملی

صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر	صفحہ	تخلص شاعر
۵۱	مہر گسلنے	۵۷	مستغنی کشمیر سے	۱۰۰	مفتون کاکوروی
〃	مغنی ملیوسے	〃	مسیحا کاشی	〃	مفلس اصفہانی
〃	مخمور تبریزی	۹۸	مسیحا ماجو پانی پتی	〃	میر مقبول قمی
〃	موسے	〃	مشفق کاشانے	〃	مقصود فرد دیتے
〃	مقصود کاشانے	〃	مشہدی قمی	〃	مقیما شیرازی
〃	مقصود تبریز	〃	مشفق ہمدانی	〃	مکی [illegible]
〃	موسے	〃	معصوم استرآبادی	۱۰۱	مکی شیرازی
۵۲	مشفق صفاہانی	〃	سورکاشانے	〃	ملا قوی سرکاشانے
〃	مکتب بلگرامی	۵۸	مضمون عظیم آبادی	〃	ملا فہیم الدین بیگ
۵۳	ملا می بدخشی	〃	مطلع محمد علی	〃	ممتاز زادہ تاسے
〃	ملا قلی اصفہانی	〃	مظفر کاشانی یا قمی	۱۰۲	ممتاز شیرازی
〃	مہر نقشی	〃	مظفر خواسے	〃	ممتاز عبد الغنی
〃	مرتضی رشتی	〃	منشی [illegible]	〃	منون موشگ آبادی
〃	[illegible]	〃	[illegible]	〃	منوچہر ترشیزی
〃	مرتضی سید صفاہانی	〃	محمد حسن [illegible]	〃	منصور صفاہانی
۵۵	مرزی [illegible]	۹۹	مہزیار سے	〃	منشی قزوینی
〃	مرشد شیرازی	〃	معزی مروسے	〃	منصف اصفہانی
〃	مراوی استرآبادی	〃	معنی جاسے	۱۰۳	منیر شکوہ آبادی
۵۶	مرزی	〃	معنی سبزواری	۱۰۵	منور آدر گ آبادی
〃	میر شاہجہان بیگ	〃	معزلی تبریزی	〃	منظری سمرقندی
〃	مسعود قمی	〃	مفتون قیرآبادی	۱۰۶	منصور ہمدانی

صفحہ	تخلص شاعر
۱۰۶	منعم خاک شیرازی
″	منعم دہلوی
″	منوچہر خان
″	منیر
۱۰۷	موالی دہلوی
″	موحد قزوینی
″	موسوی مشہدی
″	مہر و ماہ اکبرآبادی
″	مہر حسن بیگ
″	مہر علی سیالکوٹی
۱۱۴	میر تقی کنجوی
″	میمی
″	میر خانی
″	میر کاشی دہلوی
″	میر محمد حصاری
	حرف النون
۱۱۴	ناجی تبریزی
″	نادر تبریزی
۱۱۵	نادر کشمیری
″	نادر گیلانی
″	ناصح اردبیلی

صفحہ	تخلص شاعر
۱۱۵	ناصر بخاری
″	ناصر خسرو اصفہانی
″	ناصر تبریزی
۱۱۶	ناصر نجفی
″	ناصری ہمدانی
″	ناطق اصفہانی
″	ناطق ابیوردی
″	ناظم خان فتی
″	ناظم تبریزی
۱۱۷	نائلہ خانم شیرازی
″	نائلی تبریزی
″	نائلی کشمیری
″	ناکام مختاری
″	نامی ملہارانی
″	نامی دہلوی
″	نامی گیلانی
″	نامی بھکری
۱۱۹	نشاری دہلوی
″	نشاری قوشی
″	نجاتی گرمانی

صفحہ	تخلص شاعر
۱۱۹	نجاتی مشہدی
″	نجمی
″	نجیف قلیخان ایرانی
۱۱۹	نخاعر مشہدی
″	نجیبا شیرازی
″	نجیب الدین بریہ دہلوی
″	نجیب لطف اللہ بیگ
″	نخلی بخاری
″	ندائی نیشاپوری
۱۲۰	نذری علی الشیخ ہالیوفی
″	نرگسی کاشغری
″	نزہت اصفہانی
″	نسبت شوستری
″	نسیم استرآبادی
″	نسیم بوداق بیگ
۱۲۱	نسیم ساکن کول
″	نشاط تبریزی
″	نشاطی دہلوی
۱۲۲	نصیب اصفہانی
″	نصیب اصفہانی
″	نصیبی رازی

صفحہ	تخلص شاعر
۱۲۲	نصیبی امیر نوشاہی
〃	نصیر اصفہانی
〃	نصیر اللہ نسائی
〃	نصیر اللہ ہمدانی
۱۲۳	نصیر بیگ ساقی
〃	نصیر شیرازی
〃	نصیر میرزا صفوی
〃	نصیری کیلانی
〃	نصیر الدین طوسی
〃	نظام قزوینی
۱۲۴	نظر قوشچی
〃	نظمی اصفہانی
〃	نظمی تبریزی
〃	نظیا قزوینی
۱۲۵	نعیم سمرقندی
〃	نعیمی شیرازی
〃	نعیمی
〃	نقاش کاشانی
〃	نقیب میرزا رازی
〃	نگاری بیدخانی
〃	نگہت اردبیلی

صفحہ	تخلص شاعر
۱۲۵	نگہت شاہجہان آبادی
〃	نواب والا جاہ دام ظلہ
۱۲۶	نواب فرمانروای امیدی
۱۳۰	نوتخلص اقلیدس کاشانی
۱۳۳	نوائی امیر علی شیر
۱۳۴	نوائی اصفہانی
〃	نوبہار شیدا قزوینی
〃	نوبہار دماوندی
〃	نوروز علی بیک ترکمانی
〃	نوری اصفہانی
〃	نوری ہروی
۱۳۵	نوری ہرموزی
〃	نوری سفیدرودی
〃	نوید محمد حسین
〃	نویدی ترشیزی
۱۳۶	نویدی نیشاپوری
〃	نہانی
〃	نیاز بریلوی دہلی
۱۳۷	نیاز گجراتی
〃	نیازی اصفہانی
〃	نیازی بخاری

صفحہ	تخلص شاعر
۱۳۸	نیازی شوشتری
〃	نیکی نطنزی
	حرف الواو
۱۳۹	واثق تبتی
〃	واحد اصفہانی
〃	واحد شیرازی
〃	واحد ہمدانی
۱۴۰	وارسته
〃	واصف ایرانی
〃	واصلی مروی یا کابلی
〃	واقف
〃	واقف تھانیسری
〃	واقفی مشہدی
〃	والہ
۱۴۱	والہی
〃	واہب اصفہانی
〃	وحدت کیلانی
〃	وحدت سمرقندی
۱۴۲	وحشت بختیاری
〃	وحشت اردستانی
〃	وحشی جوشقانی

صفحہ	تخلص شاعر
۱۴۱	وداعی ہروی
〃	وصفی ہروی
〃	وصلی عراقی
۱۴۲	وفائے
〃	وفائی مشہدی
〃	وقاری
〃	وقوفی ہروی
〃	وکیلی تفرشی
〃	ولی ہروی
۱۴۳	ولی
	حرف الہاء
۱۴۳	ہاتف اصفہانی
〃	ہاتف قزوینی
〃	ہاتف اصفہانی
۱۴۴	ہاتفی
〃	ہادی استرآبادی
〃	ہادی ابرقوہی
〃	ہاشم ابرقوہی
〃	ہاشمی تفرشی
〃	ہاشمی کرمانی
۱۴۵	ہجری اصفہانی

صفحہ	تخلص شاعر
۱۴۵	ہجری تفرشی
〃	ہجری جدگوہر جہان بیگم
〃	ہدایت اللہ طہرانی
۱۴۶	ہدایت حسین تاشی
〃	ہراتی
〃	ہلال قزوینی
〃	ہلالی شیرازی
〃	ہما
〃	ہمام تبریزی
۱۴۷	ہمائے
〃	ہمت اردبیلی
〃	ہمتی نافقی
〃	ہمدمی شریفہ بانو
〃	ہمدمی میرزا برخوردار
۱۴۸	ہمدم و شاہجہان آبادی
〃	ہوشی شیرازی
	حرف الیاء
۱۴۹	یارک قزوینی
〃	یاس آزادی
〃	یحیی اوزبک
〃	یحیی حاجی اسیل

صفحہ	تخلص شاعر
۱۴۸	یزدانی سید مرتضی
۱۴۹	یکتا چندقی
۱۵۰	یقینی لاہیجی
〃	یکتا محمد شریف
〃	یمین ترکستانی
〃	یوسفا خوانساری
〃	یوسف بیگ شاملو
۱۵۱	یوسف حیرجانی
〃	یوسف جوشباری
〃	یوسف لارے
〃	یوسف لاہیجانی
〃	یوسف قزوینی
〃	یوسفی جردبادقانی
۱۵۲	یونس میر
〃	یوسف محمد خان
〃	یوسف کابلی
〃	یوسف لکھنوی
۱۵۳	تاریخ بنائی سرائی
	صدیق کنج عزلت چوک
	از مولوی عبد الجبار
	صاحب قبیل مکہ معظمہ

صفحہ	تخلص شاعر
۱۵۹	ذکر آمدن تذکرہ
۱۶۳	خاتمۃ نگارستان سخن
۱۶۴	قطعہ مصدول تشریف معتمد المہامی از کلام شیوپرشاد مہاراجہ جیگوپال سنگھ بہادر تخلص بشاقب
〃	تاریخ معتمد المہامی از محمد عباس رفعت
〃	تاریخ نوابی از منشی عبد العزیز اعجاز
〃	ایضاً منہ
〃	ایضاً منہ
۱۶۵	ایضاً منہ
〃	ایضاً منہ
〃	قصیدہ مولوی محمد حسین بحر
۱۶۶	قصیدہ از حافظ خانمحمد خان شہیر
۱۶۷	ایضاً منہ
۱۶۹	ایضاً منہ
۱۷۰	مخمس عالیہ از شہیر

صفحہ	تخلص شاعر
۱۷۲	قصیدہ در قافیہ ذوالفقار علی ذوالفقار
۱۷۳	قصیدہ از منشی محمد جعفر زہری
۱۷۷	ایضاً منہ
۱۸۰	ایضاً از کلام زہری
۱۸۵	قصیدہ از محمد عباس رفعت
۱۸۶	قطعہ تہنیت عید از شاقب
〃	ایضاً منہ
〃	ایضاً منہ
〃	تہنیت عید از حافظ خان محمد خان شہیر
۱۸۸	ایضاً منہ
۱۸۹	ذیل خاتمۃ نگارستان سخن
۱۹۹	خاتمۃ الطبع از سید ذوالفقار احمد نقوی بہوپالی
۲۰۰	خاتمۃ الطبع از منشی محمد جعفر صاحب زہری
۲۰۱	خاتمۃ الطبع از حافظ خان محمد خانصاحب شہیر
۲۰۳	تاریخ طبع نگارستان سخن

صفحہ	تخلص شاعر
	از شیخ محمد عباس رفعت
۲۰۳	ایضاً منہ
〃	قطعات تاریخ تالیف وطبع نگارستان سخن از نتائج افکار مؤلف تتمہ صاحبزادہ عالیشان میان سید نور الحسن صاحب جعلہ اللہ حبرا فی کل علم وفن —
۲۰۴	قطعہ تاریخ تالیف وطبع نگارستان سخن از حافظ علی حسین کاتب تفسیر فتح البیان سلمہ المنان —
۲۰۵	ولہ تاریخ طبع
〃	غزل حضرت مؤلف تذکرہ شمع انجمن دام مجدہم
۲۰۶	اعلام از جانب مہتمم مطبع مولوی محمد عبد المجید خانصاحب
	تمت

لا کل الشعر حسن وقبیح وقبیح

بعہد دولت مہد حضرت نواب اسکندر جہاں بیگم صاحبہ والیہ ریاست بھوپال نسخہ روکش بہار گلشن مسمی بہ

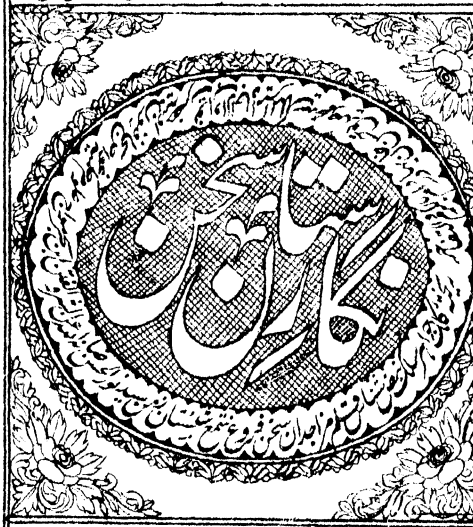

باہتمام مخزن ہنرمندی عمدن ارجمندی مولوی محمد عبد المجید خان مہتمم مطابع ریاست

در مطبع کاشانہ افروز انطباع گردید

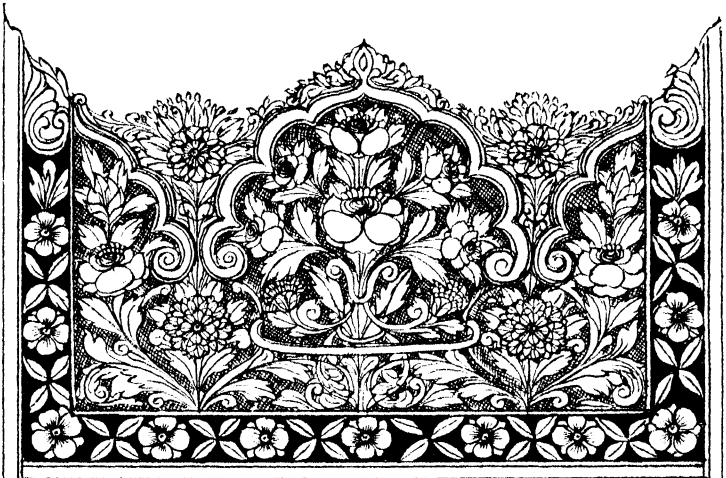

بسم الله الرحمن الرحیم

بسملهٔ مصحف ایمان و فاتحهٔ قرآن ایقان حمد متکلمی ست که گوهر غلطان سخن را بحکمت بالغهٔ خود برشتهٔ نظم دلاویز کشیده و احجار الفاظ منثور را در میزان کدهٔ طبع شعرا سحر انگیز لعنت شمع بخشیده و مطلع دیوان اسلام و مقطع غزل سبل السلام نعت بلیغی ست که ذات گرامیش جزو اعظم نسخهٔ نبوت و پیکر سامیش خاتمهٔ رسالهٔ رسالت ست و بیت القصیدهٔ چکامهٔ مرحمت و حسن تخلص جامهٔ مکرمت منقبت صحابهٔ آل و جماعهٔ اصحاب باکمال ست که شاه بیت دیوان دین و رکن رکین قصر شرع مبین اند صلی الله علیه و علی آله و صحبه و سلم پس عرض میدارد کهنه فروش دکان پس کوچهٔ سخن و تازه خروش بر متاع بازار زده کاروان این فن سرکن بر کن نور الحسن ابن مؤلف تذکرهٔ شمع انجمن که در حین طبع این تذکره جمعی از شعرا معاصرین از دهها که و بنگاله و جز آن نتایج افکار خود بامید درج تذکره بوساطت حق آگاه فضیلت دستگاه جناب مولوی محمد شاه صاحب متوطن نگینه نزیل کلکته متوسل و اجد علی شاه اود سلمه الصمد بخدمت جناب الدماجد خصهم الله بالعز و المجد فرستادند اتفاقاً تذکرهٔ مذکور رخازهٔ ختم طبع بر رو مالیده بود و نقاب انجام بر عارض گلفام انتها فرو هشته

لاجرم جمعی از احباب بوجه آنکه تا این اشعار آبدار و یادگار شعرا تا مدار تاراج حوادث روزگار نگردد مستدعی الحاقش در آخر کتاب و خاتمهٔ ابواب شدند ناچار همت قاصر بترتیب این جواهر گماشتم و همه را بمیزان نظر سنجیدم دیدم که جمعی قلیل بیش نیست و حروف بسیار از هجا خارج از آهنگ ضبط است پس بغرض تکمیل ترتیب و اکمال تهذیب پاره را از اشعار شعرا پیشین پیوند این خیال دلنشین کردم ؎ هر که سخن را بسخن ضم کند ✦ قطرهٔ از خون جگر کم کند ✦ منظور ازین ضمیمهٔ انور که لمعهٔ شمع انجمن و باسم سامی نگارستان سخن معنون ست ایجاز و انتخاب ست لهذا خامهٔ عنبرین شمامه را از تکلف عبارات و تصلف استعارات معاف داشتم و بایراد اشعار معدوده وافکار ستوده شعرا غیر کرا کتفا نمودم و قسمی از روشن طبعان متقدمین و پرتوی از آتش نفسان متاخرین دریوزه کردم و لمعهٔ چند از تجلیگاه سخن بدست آوردم و بغرض ضیافت طبع احبهٔ اتحاف بزم اعزه این کلمات بینات را بر بیاض صفحه چون خطوط شعاعی مهر پرسپیده صبح نگاشتم و گوهری را که در آبداری او فتوری بنظر آمد از رشتهٔ شمار انداختم و بدستاویز مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا جواهر زواهر بغم البدل اضافه کردم ؎ رنگینی حسن سخن هر لحظه افزون میشود ✦ هر چند آید در نوا این نغمه موزون میشود ✦ چشم از نظارگیان جلوهٔ این چمن و تماشائیان بهار گلشن سخن آنست که اگر گلی خوشبو ازین گلستان بمطرح مینو بوکنند در محراب اجابت بدعائی خیر برای این پرآرزو دست همت رو برو کنند والله المستعان

حرف الالف

آزاد تخلص سید محمود ابن سید اسد الدین حیدر خلف سید علی مهدی خان بهادر از رؤسا شهر جهانگیر نگر دکهه که در گلگشت چمن عمر سی سالگی خرامان ست و شباب موزونی طبعش از عنفوان استفادهٔ سخن سرائی از حافظ اکرام احمد ضیغم امپوری و آغا احمد علی احمد جهانگیر نگری نموده گوی سبقت از تراب ربوده منتهی الافکار مثنوی ذوالبحرین برقوت بحر طبع ذخارش دال وقصائد غرا جودت ذهن نقادش را گواه کمال از کلام آزادانه اوست ؎

نسخهٔ ۱۲۱۰

از شکستِ شیشهٔ دلهای حیرت آشنا — چون شکستِ رنگ مشتاقان نمیخیزد صدا
خلشِ نشترِ غم در رگِ جانست که بود — چشمهٔ خون زدل و دیده روانست که بود
قسمتِ اهل فروغ ست نسختی بودن — زین سبب جای شرر در دل سنگ ست اینجا
رنگ آرام بگلشن کدهٔ دنیا نیست — برگ هر سبزهٔ نوخیز خدنگ ست اینجا
دی که روزم سیه از حسرت گیسوئی تو بود — روئی خورد در نظرم تیره تر از موئی تو بود
پیش ازان کز اثر سرمه شود عشوه فروش — بائی طرز جفا نرگس جادوئی تو بود
با گلستان جنان خاطر آزاد نساخت — گر از خاک نشینان سر کوئی تو بود
هجوم دردمندان باز بر خاکِ من ست امشب — چراغ تربتم از سوز دلها روشن ست امشب
بیا و رنگ عشرتهای مشتاقان تماشا کن — بجائی گل جگر پر کالها در دامن ست امشب

آن مسکن شادی و غم و کینه نماند — وان مونس و غمگسار دیرینه نماند
از بسکه گداخت زاتش سوز فراق — فریاد دلی که بود در سینه نماند

رباعی

هوش از سر من قصد پریدن دارد — تسکین زدل انداز رمیدن دارد
از سخت جگر گلی ست بر هر فزه — امروز بهار دیده دیدن دارد

رباعی

فریاد که از غصه دلم خون گردید — از جوش سرشک دیده جیحون گردید
چندانکه گداز غم بسکدوشی داد — پابندی من چو شمع افزون گردید

آیتی شاعری اصفهانی نکته خوشگوست و این بیت آیت خوش فکری اوست

میان ما و سگ یار فرق بسیارست — چرا که ما سگ اوئیم او سگ یارست

ابدال در صفاهان از شعرای نازک خیال بود و در زمرهٔ تلامیذ الرحمن از ابدال والنعم ما قال

خوش آنکه بند گریبان بناز باز کنی — نظر دران تن نازک کنی و ناز کنی

دوش آمد ناصحی سوی ملامتخانه ام — گفت عاقل میشوی گفتم مگر دیوانه ام

ابو الخیر حضرت سلطان ابو سعید ابو الخیر قدس سره از اولیا کبار و صوفیه صافیه نامدار گذشته رباعیات دلنشین نوشته

آن روز که آتش محبت افروخت — عاشق روش سوز ز معشوق آموخت
از جانب دوست سر زد این سوز و گداز — تا در نگرفت شمع پروانه نسوخت

رباعی

پرسید زمن کسی که معشوق تو کیست — گفتم که فلان کس ست مطلوب تو چیست
بنشست و بهای های من بگریست — کز دست چنین کسی چسان خواهی زیست

رباعی

جز در ره عشق تو نپوید هرگز — دل از تو ترا بکس نگوید هرگز
صحرای دلم عشق تو شورستان کرد — تا مهر دگر کسی نروید هرگز

اجمل شاه محمد اجمل خلف حضرت شاه ناصر الدین شاه محمد یحیی عرف شاه خوب اللہ الہ آبادی برادر زاده حضرت شاه محمد فاخر زائر اردو دمان حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی ست ح در معرکه او مقابله فاخر بکین گفته

خورشید و شم بیم شب تار ندارم — آیینه صبحم غم زنگار ندارم
آیینه نمط در صف کوران منم اجمل — غم نیست اگر گرمی بازار ندارم

احسان معروف بمیر مقیما بود و بر طالبان گوهر سخن باب احسان بدین طرز میکشود ۵

در خلوتیکه بند قبای تو وا شود — بی اختیار آینه دست دعا شود
پیداست دو رنگی ز تماشای سخن تو — برگ گل رعناست زبان در دهن تو

احسنی میر احسنی یمنی احولی کلامش احسن ست و فکرش حسن افزای سخن ۵

طرفه حالیست که آن آتش سوزان زبرم — زود تر میرود و دیده ترم مے سوزد
عشق بارویی خراشیده و پیراهن چاک — دست بر سینه زنان در پی تابوت من ست

باد و چشم تو دل ای شوخ ستمگر چکند　　یک مسلمان چه در افتد بدو کافر چکند

احمد مولوی احمد علی دہلوی طبعی لطیف داشت و سخنے لطیف آزوست

ساقی بیا با جام و می این لطف و جنت کجا　　انجا بہار دیگر و اینجا بہار دیگر ست

ادائے از صفاہان بود عروس سخن را بخوش ادائی منصہ آرائی بیان می نمود

کشیدہ زبیان تیغ آبدار بکینم　　مرا بہ تیغ مترسان کہ من ہلاک ہمینم

ارشد گاذرونش وطن بود و مرشد اہل شعر و سخن

ز ہجر سخت ترآبی نداشت جام سپہر　　وگر نہ دست قضا در گلوی من میریخت

اسیر رازی در ہند سخن طرازی بود و باین تخلص سرفرازی یافت

تا صد رقیب بودہ و من غافل از فریب　　بی درد مدعای خود اندر میان نہاد

اسیر تخلص منشی سید مظفر علی ابن میر مدد علی ساکن اصفہان بیت الریاست لکھنوست و قصبہ امیٹھی از توابع آن وطن آبائی او و از قبائل شرفا سادات و در تشیع از غلات یادری اختر ش بہ پیر دندیکی واجد علی شاہ اختر پادشاہ اختر تخلص نگر اودہ رسانیدہ بخطاب تدبیر الدولہ مدبر الملک میر مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ سرفراز گردانیدہ مورد مکارم خسروانی بود تا عہد فرمانروائی آن اختر برج سلطنت حائز قصبات السبق اعزاز و اکرام ماند و بعد زوال مملکت ملک اودہ و انہتاض ملک بصوب دار الامارۃ کلکتہ و قطع سلسلہ جاہ و فیض آن سلطان عالیشان بدولت سلطنت منتشر عہ استداد مدت تعطل اسیر را در قید پریشانی نشاندند ناچار بالتزام کاشانہ نواب کلب علیخان بہادر فرماندہ رامپور رسید و در داد و ربقہ ملازمت او بر گردن نہاد از آن زمان الی الآن گاہی در رامپور و ماہی در شہر لکھنو میگذراند و ہر چند در فکر صید بر بستہ مضامین رنگین نیماند تر آید شعری روزگار آن دیگر و او ستاد سخن و زبان طبعان خوش گفتار ظفر پرشاگرد ولیش امیر را سرمایہ ناز و ہیر تلمذش واسطی را واسطہ عز و امتیاز فارسی وارد و ہر دو سیر گوست و ہر یکی بر دیگری بسبقت جو ہر یک دیوان ہر دو زبانش بکسب و شمائی از دودہ طبع مطبوع طبع سخنوران روزگار تحریر

ف ۱ نشی امیر مظفر علی
ف ۲ نواب کلب علی خان

چند از غزلهای فارسی وی درین مرغزار بزنجیر تحریر اسیر و به نیزهٔ کلک شکار شد

کعبه از مقدم تو خانهٔ ما — سجده را قصد بر آستانهٔ ما

رخ زیبای تو خطان مصحف — عشق پیغمبر زمانهٔ ما

آب حیوان نصیب خضر اسیر — مرگ ما عمر جاودانهٔ ما

سر موفرق نگردد چو بمیزان سنجند — سروسامان تو با سروسامانی ما

تلون پیشه ام نیرنگی من رنگها دارد — منم گلخن منم گلشن منم دریا منم صحرا

کی پسند دکیمیائی فقر ایذای کسے — کشتن سیماب باشد کفر در اسلام ما

آمد بهار و می بسبوی من آمده ست — آبیکه رفته بود بجوئی من آمده ست

بستر ش نبود گل اسیر بر سر گل — یقین شناس که ذل بر سر دل افتاده ست

بلبل سخن ازان لب خاموش میکند — گل را حدیث او همه تن گوش میکند

ای خضر جای گریه حال حباب دارد — دارد دمی و آن هم نقشی بر آب دارد

سر بر زده وحدت ز گریبان خیالم — در دیدهٔ من یک گل رعناست دو عالم

شد خجل از لب و دندان تو و گریهٔ من — لعل در کان بصدف در بگلستان شبنم

با هزاران رنگ سرزد همت والای من — هشت گلزار جنان جزویست از اجزای من

در فضای وادی عشقش من آن خضرم که هست — چرخ اخضر برگ کاهی گوشهٔ صحرای من

باغ جنت گل ازگلشن زیبائی تو — روزن قصر جنان چشم تماشائی تو

خلق جان داده طرز سخن آرائی تو — عالمی کشته اعجاز مسیحائی تو

با همه سنگ حوادث از شکستن ایمن ست — بیضهٔ فولاد شد گویا حباب زندگی

کشیدم در غم هجرت بهامون آه موزونی — برآمد روح لیلی از تربت چو مجنونی

اگر پیمانهٔ نرگس ببیند — نهد بر طاق زاهد پارسائی

اسیر از سبزهٔ بیگانه دیدم — درین ایام روی آشنائی

اشراق میرباقر داماد مصنف ایماضات واتق المبین عدادش نزد معقولیین در زمرهٔ محققین ست خویش شاه عباس ماضی بود لهذا ملقب بداماد شد مذهب تشیع داشت گاهی تخیل بشعر میکرد آزوست ؎

هیچکس منکر جمال تو نیست　　نیست حاجت که خط برون آری

اشکی جگت نرائن از کشامرهٔ دیلوی ست ودر آه وفغان او رائحهٔ تازگی ولونی ؎

روز محشر همه نالند بپیش حق و من　　دامنت گیرم و هم پیش تو فریاد کنم

وعده کردی و نرفتی سوی اشکی اکنون　　باز فرما که چگویم که دلش شاد کنم

اشرف سید شاه محمد حسن تخلص باشرف ابن قطب زمان امام عارفان زبدهٔ سالکان قدوهٔ صاحبدلان سرحلقهٔ کاملان مقرب بارگاه یزدان حضرت سید شاه محمد زمان صاحب جنفی القادری الحسنی ابن سید شاه رفیع الزمان صاحب الهٰ آبادی که از دودمان حضرت شاه عبداللطیف الهٰ آبادیست وبرادر کلان مولوی حکیم فخرالدین احمد اکثر کلام ایشان در مدح حضرت ختمی پناه صلعم ست وگاه گاهی بهنگام فرصت از مشاغل معمولی بکلام موزون هم می پرداخت علاوه دیوان مختصر فارسی مثنوی معدن فیض در علم اخلاق ویک مثنوی دیگر در فارسی دارد وگاهی بشعر اردو هم توجه مینمود اتقا بدرجهٔ کمال داشت بعد وفات پدر خود بسجاده نشین مسند صاحب تاثیر و در ضبط اوقات بی نظیر بود آزوست ؎

دل نیست که مرآت رخ دلبر ما نیست　　جان نیست که جانانه دران جلوه نما نیست

اندر طلب کعبهٔ وصل تو نگارا　　جان من دل خسته کم از قبله نما نیست

نزدیک تر از جان من از حبل ورید　　افسوس که کس محرم این سر خفا نیست

لب بند و کم خند و خاموش بود دایم　　هر کس که شود واقف از راز نهان تو

شیدای تو هر دم ز غمت سوز دگر داشت　　خنجر بگلو دست بدل خاک بسر داشت

از بسکه یاد تو بدل و جان من گرفت　　نطقم دهن ز تذکرهٔ ما و من گرفت

وی شب بمحفلی ز رخش پرده برفتاد　　پروانه سوخت شمع لکن سوختن گرفت

گر بدریای تو افتد دل بیتاب طپید — آب در کوزه ما نیز چو سیماب طپید
در خیال دهن و دندان تو تا اخگر سخن — صفت آبله در عقد گهر آب طپید
در دل سوخته آتش زده چون کاوی اشک — این سپندیست شرر خیز که از آب طپید
لیک هر موج گهر شعله شد از جیب و تو — ماهی از خشک لبی حلقه گرداب طپید
در حرم قبله ابروی تو گر یاد کند — کعبه بر خویش ببالد دم محراب طپید
بیقرارست دو عالم پی آن جان جهان — چه عجب گر بنشیند اشرف بیتاب طپید
آب نجات ز لعبت چشمه کوثر دارد — گر بشد هم ز دکان تو گوهر دارد
می طپد اجزای نیز چو بسمل ته خاک — آنقدر شوق تپیدن دل مضطر دارد
پیش او کثرت آفاق بوحدت ماند — عاجزت گوشه نشین مسلم دیگر دارد
خاتم فتح نباشد بدر گوهر سیم — فقر من آبله اقبال سکندر دارد
اشرف خسته و برگشته و آواره دیار — دم سرد دو رخ زرد دو مژه تر دارد

اعلی ملا کل محمد قوانی گلچین گلستان شیرازیانی ست

هر که شد خاک نشین برگ و بری پیدا کرد — سبز شد دانه چو با خاک سری پیدا کرد

اعلی شاه محمد اعلی خلف الرشید شاه محمد علیم از دو مان شیخ محمد افضل الهآبادی قدس سره ست

همین یک شعر از وی یادست ؎

باندک اوج سبقت بر بزرگان سفله میجوید — بلی بر روی شاهان پشت باشد فیلبانان را

افضل سرخوشی ست و افضل عهد خود در غزلسرایی و نکته سنجی ؎

در فراق تو من خسته بجانم چکنم — زیستن مشکل و مردن نتوانم چکنم

امانی میرزا امان الله طبعش فصاحت و بلاغت را بشست و پناه فهمش در معانی و بیان موضعت

بست گاه ؎

مرا بگریه و گل را بخنده مے آرد — نوای بلبل این باغ را چه آهنگ ست

آفتاب

آفتاب محمد علیخان طهرانی وقتی در هفت سپهر سخندانی از دست ——— ۵

شیخ چو زلف تو دید مذهب هندو گزید — دید رخت برهمن کیش مسلمان گرفت

امداد

امداد تخلص مولوی امداد علی خیرآبادی در عهد مختاری ریاست نواب قدسیه بیگم کوتوال بھوپال بودند و در زمانهٔ حکومت نواب جهانگیر محمد خان بهادر صاحب نواب ماندند و در عهد مختاری نواب سکندر بیگم چندی ملازم و بازخانه نشین گردیدند نواب نظیر الدوله باقی محمد خان بهادر کامدار بالان خودمختار بعد چندی مستعفی شدند و گوشه گزین گشتند نواب قدسیه بیگم در زمرهٔ ارباب استحقاق یک روپیه یومیه معین کردند انتقالش در ۱۲۸۵ هجری اتفاق افتاده از دست ۵

هر دم ز حسن یار من ریزد تجلائی دگر — چشمم بود در هر نظر محو تماشائی دگر

هر روزه خاک درش خورشید تابان در برش — از پرتو مهر رخش دارد تجلائی دگر

خوبان دنیا گو همه خوبی باندازه سرتا پا — نام خدا آن دلربا دارد سراپائی دگر

با و مکن قول عدو ساغر کجا و شیشه کو — ای محتسب این های و هو دارم مزاج صهبائی دگر

بسکه بالیده نگنجد بکنار چشم ✣ — طفل اشکم هوس دامن صحرا دارد

دل من مستمند کعبهٔ قدس ست ولے — حالیا سرزده دیر و کلیسا دارد

شعلهٔ ادراک روشن در دماغم میکند — ساقی ما روغن از می در چراغم میکند

پردهٔ گوش دلم نازک تر از برگ گل ست — در فراقش شور بلبل بی دماغم میکند

دور گردون پیش هر کس باده می ریزد بجام — چون رسد نوبت بمن خون در ایاغم میکند

گو فتنه که از چشم تو برپا شدنی نیست — گو دیده که از در دلت دریا شدنی نیست

مو واژدهٔ زلف تو هر شیخ و برهمن — آن کیست که در عشق تو رسوا شدنی نیست

این عقدهٔ لاحل که بکام دلم افتاد — جز ناخن شمشیر قضا وا شدنی نیست

قاصد چه دهی دل که دل زار و نزارم — از بوسه به پیغام دلا سا شدنی نیست

شادی مکن از وعدهٔ وصلش دل نالان — لیکن وعده وفا تا دم فردا شدنی نیست

در کوچهٔ خم در خم زلفش دل نالان گم شد دگر این گم شده پیدا شدنی نیست

امیر منشی امیر احمد خلف کوچک مولوی کرم محمد مرحوم لکهنویست از اولاد امجاد شیخ محمد بینا ادام الله فیضه فینا از آغاز سن شعور در علوم متداوله مهارتی و ممارستی بهم رسانید و از زمان که ذوق سخنگوئی در سر پیچید تلمذ منشی مظفر علی لکهنوی متخلص باسیر بکسب فن شعر پرداخت و شاهد سخن آبجلیه های شیرین بیانی و خوبی بندش و حسن معانی آنمایه آراست که نظارگیان را از خویشتن ربود و بعد زمانهٔ غدر نواب محمد یوسف علی خان بهادر رئیس دارالریاست مصطفی آباد عرف رامپور رو نهیکاهند و متعلقهٔ ضلع بریلی وارفته طرز سخنگوئی ایشان گشته از لکهنؤ بکمال شوق و آبرو طلب کرده بتکمیل کلام اردوئی خود پرداخت چون نواب ممدوح از همان خبث بفر بر است و نواب کلب علیخان بهادر ولد اکبرش رئیس حال بر مسند ریاست جاگرم کرد خوش وضعی و متانت و لیاقت ایشان بسیار پسندیده تا آنکه ذوق سخن نواب موصوف را هم از جا برد چون طبع رسا داشت و اوستادی لائق و فائق بهم رسید بشغل سخنگوئی پرداخت و با اوستادی خویشتن پسندیده در اقران و اماثل افتخار افزود که بتوجه و محنت شبانه روزی امیر در اندک مدت دیوان اردو تالیف نواب صاحب مرتب گشته حلیهٔ طبع پوشید از تصنیفات و تالیفات امیر مرآة الغیب دیوان اردو گوهر انتخاب دیوان مفردات اردو محامد خاتم النبیین دیوان نعت اردو و مضامین دل آشوب و مجموعه واسوختها و قصاید و بعض مثنویات مثل نور تجلی و ابر کرم و مسدسی نعتیه مسمی به ذکر شاه انبیا مشتمل بر حال ولادت با سعادت و رضاعت و حلیهٔ مبارک و فضائل و شمائل و معراج و وفات شریف خواجه هر دو عالم حضرت سرور کائنات محمد رسول الله صلی الله علیه و آله و اصحابه وسلم مطبوع بوده ست و بحکم طبع حقائق پسند کتابی جامع در لغت مسمی بسرمهٔ بصیرت بقدر رحجم سی جزو کلان تالیف کرده که دران بتنقیح لغات عربی و فارسی هر انچه تحریراً و تقریراً غلط بر زبان قلم و قلم زبان جاریست پرداخته و با سناد کلام اساتذهٔ متقدمین و متاخرین بذروهٔ تحقیق و صحتش جاداده ست و علاوه ازین دیگر تالیفات ناتمام مختصر و مبسوط نیز دارد که تهذیب و ترتیب آن نابر

فقدان فرصت هنوز صوت نبسته و علاوه اینها در بعض فنون عزیمه هم بقوت فکر و جودت طبع مناسبتی بهم رسانیده و شهرهٔ کمال را باطراف عالم رسانیده اند همچو علم جفر وغیره اگرچه بذات خود واز نام خود نظم فارسی کمتر گفته اما بشغل تعلیم دیگران و آرائش کلام تلمیذان اکثر اوقات را صرف میکنند درین طبع تذکرهٔ شمع انجمن حضرت والد دام مجدهم بواسطهٔ جناب مولوی عبد الحق صاحب بن مولوی فضل حق صاحب مرحوم خیرآبادی بعض اشعار و ترجمهٔ جناب امیر را از رامپور خواستار شدند پاکیزش منشی صاحب معزز دو سه غزل خویش که غزال وادی بلاغت وطاؤس چمن فصاحت اند معرفت جناب موصوف لطف نمودند و نوشتند که ملازمان سامی میدانند که فقیر را گاهی اتفاق نظم فارسی نمیشود سابقاً برخوردار حافظ علی سلمه خواهرزادهٔ من که در بهوپال وابستهٔ دامن دولت سرکار و ملازم انجا اند برای فرستادن اشعار فارسی زبان بمن تحریر کرده بودند معذور ماندم نه فرصت فکر بدست آمد که می چاویدم اکنون که آنحکرم ایما فرمودند عزیزا زجان شیخ فصیح الزمان اشعاری چند که از من بدنام یادگار رو شهتند نگاشته آورند آنرا بخدمت همی فرستم روانه فرمایند منکه ننگ بزم سخنم تالیف من چه پایهٔ آن دارد که بزبان خامه یا خامهٔ زبان همچو والا پایهٔ عالیجاه فلک بارگاه نواب والاجاه امیر الملک بهادر بگذرد و آفتاب از آفتاب مشهورتر شود فاما تابش ذرهٔ اعظم بر ذرهٔ خاک عجب ندارد وصیت اخلاق و نوازیهای آن سرکار سپهر مقدار از کران تا کران رسیده است و آوازهٔ قدرشناسی در چار سوئی جهان سر کشیده اللهم مدام کمیت اقبال زیر ران باد انتهی

آین چند اشعار آبدار از کلام بلاغت نظام امیر حسب ضابطه درینجا ثبت می افتد پایهٔ متانت سخن ایشان ازان میتوان دریافت ؎

خنجری نازنیا بد جگری هست ازین — ای بقربان تو ظالم نظرے بهتر ازین
سر بپای تو نهم نیست سرے بهتر ازین — روم از خویش نباشد سفری بهتر ازین
می برد دل بادائی که ندانست که برد — غمزه اش یاد ندارد هنرے بهتر ازین
بوسه دادی ولب خویش مکیدی از ناز — ای شکر لب بادائی دگرے بهتر ازین

درچمن رفتی و هر گل بگلی دیگر گفت
که ندیدم گل نازک کمرے بهتر ازین

همست داغیکه بیارد رخ تو در دل من
دور آفاق ندارد قمرے بهتر ازین

هرچه از بسمل تو روز جزا پرسیدند
او همان گفت که زخمم دگرے بهتر ازین

هر در دل نشین پای منه بر در کس
دولت امید طلبی نیست درے بهتر ازین

همرهان کوش از سینه برون رو از دل
نیست در راه سفر همسفری بهتر ازین

یار سرمست و هوا سرد و مئی ناب بجوش
ساقیا باز نیاید سحرے بهتر ازین

مثل قد و ذقنت گو که ندیدست کسے
شجرے بهتر ازین و ثمرے بهتر ازین

نگهی کردی و دل بردی و جانم بایست
جان من گر دهم تو گر دم نظرے بهتر ازین

بیخودی برد بسر منزل مقصود امیر
نیست در راه جنون راهبرے بهتر ازین

دمیکه وحدت او طاعت آرزو میکرد
حرم نبود و سرم سجده چار سو میکرد

هنوز حسن پس پرده بود و وحشت من
گل وجود مرا می سرشت و بو میکرد

نماز قائم البته میشدی مقبول
بخون تازه بسمل اگر وضو میکرد

مزاج حسن تو گر تاب همسری میداشت
سمنبر از بغل آیینه رو برو میکرد

گذشتی از طرف باغ و باغ از حسرت
ز چشم رخنه تماشاے رنگ و بو میکرد

اگر عنایت ساقی بدی بحال امیر
ز جام باز چرا باده در سبو میکرد

عجب مدار اگر صوفیان چنین مستند
بکنه خویش رسیدند و از خودی رستند

بذوق کعبه دویدیم و ره غلط کردیم
گذر به بتکده افتاد و در فرو بستند

ز تیر آه که خست ست سینهٔ افلاک
که بر شکستن دلها چنین کمر بستند

گزیر نیست ز پیوند عاشقانت را
اگر ز خویش گسستند با تو پیوستند

وفا مخواه و دلا از بتان مست شباب
هزار پند کنی نشنوند تا مستند

ز بهر آنکه بیاران ننگان ز سیم
در حریم فنا هم بروی ما بستند

ز دین بلا کده از درد و غم مترس امیر — کدام دل که ز سنگ بلا ش نشکستند

داد در دست اجل جب بتوام در محفل — بود گوئی ز دو صف تیغ دو پیکر محفل

در جهان بزم یکی باعث عیش دگرست — خون دارا شد و آرامت سکندر محفل

میکش نرگس مخمور تو بر خاک انداخت — جام گل در چمن و ساغر مل در محفل

پای در سلسلهٔ اشک و بسر داغ جنون — شمع سوزان منم و دهر سراسر محفل

بود هر چند تجلی کده از شمع و چراغ — یافت نور دگر از شیشهٔ و ساغر محفل

هیچکس را بر تو نیست نگاهی به دگر — همکنارست بهنگامهٔ محشر محفل

جان ربودند و دل و تن همه داغ ست هنوز — شمع بردند و هنوزست منور محفل

پردهٔ شمع اثر عشق چنان سوخت که شمع — گریداند غم پروانه سر بر محفل

اندرین تیره سرا سینهٔ پر سوز امیر — همچو شمعی ست که سوزد همه شب در محفل

سینه چاکان تو در بزم جهان آورده اند — شمع آسا در بغل گور و کفن در آستین

در غمت بیند گر از ناخن خراش سینه ام — از خجالت تیشه پوشد کوهکن در آستین

بوی او را جامه زیبان چمن دزدیده اند — گر د پنهان گل بجیب و یاسمن در آستین

امیدی رازی نامش ارجاسپ ست و نام برادرش لهراسپ و نام برادر دیگر گشتاسپ سلطان محمد صدقی استرآبادی چون اسامی این برادران شنیده گفت که مگر فرج مادر اینها جلد شاهنامه بوده ست امیدی شاعری عالی ضمیر و در وادی قصیده بی نظیرست اگرچه شعر دیر میگفت اما خوب میگفت در شیراز بخدمت علامهٔ زمانی ملا جلال الدین دوانی کتب درسی گذرانیده و بتربیت امیر نجم ثانی وزیر شاه اسمعیل ماضی اعتبار و اقتدار بهم رسانیده آنروست ؎

تا بخاطر باشد ای بد عهد پیمان منت — بسته بر انگشت باید رشتهٔ جان منت

رباعی

ای از تو بلند قدر کاشانهٔ ما — آباد بدولت تو ویرانهٔ ما

از سایهٔ نخل دولتت میخواهم　　همسایهٔ آسمان شود خانهٔ ما

نسخ

النسخ مولوی عصمة الله ابن رحمة الله وطنش قصبهٔ پنڈوه در ضلع هوگلی از تلامذهٔ مولوی عبد الغفور خان بهادر نساخ ست در تلاش مضامین نمکین و الفاظ شیرین طریقهٔ اوستاد خود می پوید و چنین میگوید ؎

شمع چون پروانه میسوزد زرویی آتشین　　کی به پیشت تاب استادن بود پروانه را

بلبل از باغ چرا نالهٔ کنان مے آید　　شاید ای موسم گل فصل خزان می آید

نستعلیق

النستعلیق مولانا امیر حاجی انور بخاری انگار دقیقه را با خاطر شریف یاری و مضامین رنگین را باطبع لطیفش مناسبت و موانست بسیار ؎

شاید که به بینم سر خود در قدم او　　خواهم که شوم کشته به تیغ ستم او

حرف با رموحده

نستعلیق

باقر ملا باقر خورده فروش کاشانی ست و دوکان چین رسته بازار سخن سنجی و خوش بیانی ؎

ما چه باشیم و چه باشد دل غم پرور ما　　که بمیریم و کسے گریه کند بر سر ما

مدعی گر بر دپیش محتسب مستم چه باک　　آه کو هشیار سوئے میفروش آرد مرا

غم دیرینهٔ او با دل و با جانم گفت　　چه کنم منزل و ماوای دگر نیست مرا

یارب آن سوز فگن در دل دیوانهٔ ما　　که کلیم آید و آتش به در خانهٔ ما

اگرچه کوهکن از پیش نی ستون برداشت　　ولی چه سود کشد سنگ راه پرویز ست

باقر گمان مبر وفا داشتی بیار　　این جور ها سزای دل بدگمان تست

باقر یکی و عشق یکے و جنون یکے　　گوئی تمام شهر ز دیوانه پر شده ست

از بسکه بهر دام فتادیم و رمیدیم　　در دست کسی نیست که مشت پر ما نیست

خود را بچه مشغول کند آه چسان زد　　بسمل شدهٔ را که طپیدن نگذارند

ما در خور فراغت وصل تو نیستیم　　ما را برای خاطر هجران نگاهدار

تو ابر جلوه خوبان برگزیدای و ای چون بیایم — نه دست من نمی آید که چشم خویشتن پوشم

باقی عبدالباقی تبریزی از نغمات شکرین و نالهای نگین در شکر ریزی و شور انگیزی ست

اضطرابم نگذارد که نشینم جائے — انتظارت نگذارد که ز جا برخیزم

بدیعی سمرقندی بقند و نبات سخنهای شیرین مذاق ارباب ذوق در آرزومندی ست

شبی در خواب او را با رقیبان هم سخن دیدم — نبینم هیچکس در خواب یارب آنچنان دیدم

برهان میر برهان الدین ابرقوے کلامش برجودت ذهن او برهان قوی ست

مارا بنامه نیز فراموش کرده‌ٔ — دانسته کرده‌ٔ مارا سواد نیست

بسمل امیر حسن خان از روسا کاکوری متصل لکهنؤ و دلهای سخن شناسان بسمل تیغ مصاریع

اوست

آنقدر از دل صد پاره نماند ست بجا — که با حباب توان رقعه انشا کردن

بلیغ امانت علیخان خلف محمدی خان فرخ آبادی بود نظم و نثر فارسی را ببلاغت و فصاحت

ادا می نمود

لخت جگرم خون شده از چشم تر افتاد — این دانه یاقوت ز درج گهر افتاد

از دست مسیحا گره کار چو نگشود — بر غنچ بلیغ آمده و لوحه گر افتاد

بهائی بهاء الدین محمد آملی از مشاهیر علماست تان وحلوای او برای اهل ذوق خوان یغما

چون رفت دل گم شده ام گفت بهائی — خوش باش که من گفتم و جان گفت که من نیز

میکشد غیرت مرا گر دیگری آهی کشد — زانکه می ترسم که در عشق تو باشد آه او

بیانی خواجه شهاب الدین عبدالله از راه و رسم خوش بیانی بخوبی آگاه ست

خوش آنزمان که خطی گرد آن عذار نبود — میان حسن تو و عشق من غبار نبود

بیانی نامش عبدالسلام ست و در ادای نظم نیکو بیان و خوش کلام

بیم از وفا مدار بده وعده که من — از ذوق این نوید بفردا نمی رسم

بیخبر منشی غلام غوث کشمیری منشی گورمنٹ شمالی و جنوبی الہ آباد ست این دو شعر از و بگوش

افتاد ؎

نیست آشوبیکہ از دست تو شنگر برنخاست　　فتنہ نشست از پا تا کہ دیگر برنخاست
بیخبر جائیکہ من مشغول ضبط گریہ ام　　در بہاران ابر ہم با دیدۂ تر برنخاست

بیخبر بیراگی از فقرا رہند و ان بود احیانا زبان بشعر فارسی میکشود ؎

در فضای عشق جانان بوالہوس را بایست　　ہر کسے شایستۂ سنگ و سزای دار نیست

حرف با رفارسی

پور حسن از شاعران اسفراین ست و ناظم خوش فکر نیکو سخن ؎

روز روشن چون نمیبینم ای ماہ تمام　　شب تاریک ستارہ نشمارم چکنم
چون خدا روی نکو در دو جہان ارد دوست　　منکہ پور حسنم دوست ندارم چکنم

حرف التا ر

تابعی میر محمد تابعی شیرازی ست و ماہر طرز نظم طرازی ؎

دی کسی گفت یارت اینجا بود　　گفتم ای وای من کجا بودم

تائب محمد اکرم پنجابی ست و مالک اکہ معنی یابی ؎

سحر گہ چون دل زارم شکستی　　شب آن عہد یکہ با من بستہ بودی
باین زودی چہ جستی از برمن　　مگر عہدی بدشمن بستہ بودی

تسلیمی کاشی ست نزد ارباب فن مسلم الثبوت در تازہ مضمون تراشے ؎

گویند بہاری شد و کل آمد و دی رفت　　ما بیتو ندانیم کہ کے آمد و کے رفت

تشنہ محمد یوسف ابن بیع الزمان اصل آب و دانہ اش از شہر جیرست و کالپش از
از عناصر جہان شہر ہوائی کسب کمال بکلخ دماغش چسپید از جیر بدار الامارۃ کلکتہ رسید انجا
علم عربی و فارسی و انگریزی میخواند و از موزونی طبع اشعار یکہ سر بر میزند بنظر اصلاح

مولوی معراج الدین واصف میگذراند اگرچه در دبستان سخن سرائی مبتدیست لکن حدت طبعش بتکمیل این فن مقتضی غوث و سمینش بسیارست واینک مشتی نمونه از خروار ؎

من نمیدانم که گبرم یا مسلمانم که گه — سجده بت میکنم گه سجده یزدان کنم
بیا در قتلگاه ناز خود امشب تماشا کن — بیکسو رقص شمشیرست و یکسو رقص بسملها

تقی — تقی منشی هرگوپال ولد موتی لال سکندرآبادی از تلامذهٔ میرزا اسدالله خان غالب ست وطبعش چان موزونیت را قالب ؎

این اگر گویم کرا آید یقین — قصد جانم یار جانی میکند
دل که با مرگ آشنائی داشتست — زندگانی جاودانی میکند

تقی — تقی امیر تقی ورکانی گوهر کلام لطیفش روشن تر از گوهر کانی ست ؎

لطف با غیر خاصیتی دارد — جور با ما نهاصیتی دارد
گوش بر حرف مدعی تا چند — هر که بینی حکایتی دارد

تقی — تقی معروف بآخا تقی اصفهانی ست فردی بود از جرگهٔ تلامیذ رحمانی ؎

بیجرم عذر جرم نگفتن گناه من — با صد گنه قصاص نکردن گناه کیست

توفیق — توفیق صدر نشین وسادهٔ عز و تمکین شاهزادهٔ بشیر الدین خلف الصدق فرزندهٔ چترو کلاه سلطان فلک الله خلف الرشید ٹیپو سلطان شهید اریکه آرای خلافت سریرنگ پٹن حرسه الله عن العاهات والفتن هنگامیکه جدامجد توفیق در معرکهٔ جنگ بمقابلهٔ ارباب فرنگ ساچمه و کلهٔ تفنگ راحب شهادت یافت و باعلی علیین شتافت وملکش مسخر ولات فرنگ گشت والدش را باجماعهٔ اخوان وعزیزان در قلعهٔ شهر بنگلور واقع همان مملکت محروس نمودند اتفاقاً عساکر آن قلعه مصدر شورش و فساد گردیده همین وارث دیهیم وگاه را بسروری برداشتند و تیغ مخالفت بر سر افسران انگلشی آختند آنگریزان فلاطون فطنت آتش فتنه به آب تدابیر صائبه منطفی ساختند و بودن متحقان خلافت دران مرز خلاف مصلحت دیدند جمله را اخانه

کوچ بکلکته رسانیده مقیم تالیگنج گردانید ندبتوفیق موفق حقیقی توفیق بسان والد ماجد
خودش بحلیت علم وفضل وبحلیهٔ اخلاق حمیده وصفات برگزیده محلی وعلاوه بران فخر دودمان
در وقیقه سنجی وموزونی طبع معلی است واینک کلام بانظامش گواه این مدعا — ۵

دلی آزادهٔ داری ازین خوشتر چه میخواهی — درونی سادهٔ داری ازین خوشتر چه میخواهی
توای عاشق زاشک سرخ در پیمانه چشمت — مصفا بادهٔ داری ازین خوشتر چه میخواهی
چرا روشن نگردانی شب تاریک عاشق را — جبینی همچو پروین عارضی همچون قمر داری
شدی توفیق گر بی چیز باگردون دون ستیز — زفیض طبع گوهر ریز گنجی از گهر داری
ندیده هست کس از شاخ خشک میوهٔ تر — بجز قلم که دهد میوهٔ تر و شیرین ۵

حرف الثاء المثلثة

ثابت فخر الدین قفر شی ست مدام داغش را از صهبای سخن سرخوشی ۵

چاره مرگ ست اگر کار بناکس افتد — مشکل امنیست که کارم بکسی افتاد ست

ثاقب شیو پرشاد بهان مهاراجهٔ جی گوپال سنگه بهادر ولد منشی هینی پرشاد از قوم کایتهان لکهنو ست
ایدون بملازمت واجد علی شاه اوده در کلکته اقامت دارد از صنف دبان چنین درهای

غیر مشقوب برمی آرد قصیده

فصل گل آمد و بشگفت گلستان زمن — در عدم خاک بسر با دخزان شد زچمن
بست رخت سفر ملک عدم حسرت وغم — شادمانی بدل اهل جهان کرد وطن
می بر د باد صبا مژده بهر سو ز بهار — نکهت اندوه زان ست چو صحرای ختن
چشم وا چار طرف گرم تماشا ز گل — غنچه غنچه بشگفت از گل صد برگ وسمن
کرد از جوش طرب زآمد فصل بهار — نغمه در کوچهٔ مشقار عنادل مسکن
طوطیان بست بهر شاخ سرایند سرود — قمریان محو نوا سنجی کوکو همه تن
مردم دیدهٔ نظاره بر نگ گلچین — کرد لبریز ز گلها همه جیب و دامن

سبحه از دانهٔ شبنم بکف هر گل تر
ترزبان ست بحمید زبان سوسن

زمهر یست زماغیر هوا گر نه نارها
عکس گلهاست شفق نیست برین چرخ کهن

وقت آنست که گلبانگ طرب بردارم
وقت آنست کنم دور زدل رنج و محن

وقت آنست که در مدح امیری گویم
چند اشعار دبجو یم از و داد سخن

اول این مطلع ثانی بحضورش خوانم
کوست چون مطلع خورشید سراپا روشن

ای زهی سرور عالی همم و فخر زمن
ذی کرم صاحب فرید صدیق حسن

ناظم منتظم و عظمت ملک بهوپال
قاطع پنج ستم جامع اخلاق حسن

ذی مروت همد الطاف سراسر شفقت
مخزن فیض اتم کان همه منبع فن

عالم و متقی و سید عالی رتبه
برهمه دانی او هست و لیکم روشن

آنچنان نقش طرب لطف عمیمش بربست
یکقلم حک شده از لوح جهان نام محن

منعقد بزم سرور ست بهمدمش هر سو
خیزد آهنگ بشاشت زدر و بر بر زن

لطف او موجب افزایش تاب و طاقت
خلق او باعث آرامش روح ست بتن

عدل را گر می بازار ز ذاتش باشد
یافت در سایهٔ او جود و سخاوت مامن

صورت امن شد از خوبی خلقش پیدا
گشت معدوم زبهوپال همه شر و فتن

قهر او زلزله بر پا کن و محشر آشوب
مهر او صندل در دست بیمار حزن

از دم تیغ ظفر پیکر او روز وغا
همچو سیماب فتد لرزه بجسم دشمن

آن شجاعیکه سر معرکه در رزم گهش
بد تر از زال بود رستم و سهراب و پشن

از کف او که گهر بار سحابی باشد
او فتاده در مقصود بجیب و دامن

بر سر ذره اگر نیر مهرش تابد
کندش صورت خورشید بیک چشم زدن

منکه باشم که کنم مدح چنین مهد وحی
خامه کمبود و دهن بند و زبانم الکن

تا بدا زدست و زبان قلم مدحت او
به که ثاقب بدعایش بکنم ختم سخن

تا او یم ست و عقیق ست و سهیل یمنے — تا بود لعل بدخشانی و مس در عدن
تا بود کوه و بیابان و گلستان بزمین — بر سر چرخ بود شمس و قمر جلوه فگن
دائما باد فزون شوکت و الا جاہے — کوکب حشمت و اقبال و شکوہش رہنمون

ثنائی میرزا ماشو ریگ دہلوی از آبیاری فکرش بہار نظم را تازگی و نوی ست ؎

ز جفائی تو خزان بر سر باغم زدہ اند — از ستمہای تو دامان بچر غنم زدہ اند

حرف جیم تازی

جامی مولانا محمد جامی لاہیجی جام آشام مصطبۂ دقیقہ رسے و نکتہ سنجی ست ؎

غم زمانہ کہ در سینہ جا نگذاشت — زمین سینۂ ما گرم بود پا نگذاشت

جاوید ملا علی جاوید مازندرانی ست و سنجیدہ گفتاری را با زبانش ربط جاودانی ؎

بہ مزارم کاشکی بعد از ہلاکم بگذرد — گر ز خونم نگذرد بارے بخاکم بگذرد

جذبہ نامش آغا مومن کاشی ست و جذب القلوب از کلامش ناشی ؎

در بصر دلم یوسفی آسودہ کہ ہرگز — یعقوب ندیدست و ز لیخا نشنیدست

جعفری میر محمد جعفر تبریزی ست و لب و لہجہ اش باین طرز در گلریزی و شکر آمیزی ؎

دوش با من بی سبب بزم نخجیدن چہ بود — این عتاب آلودہ ہر دم سوی من دیدن چہ بود
گر ترا میلی نبود ای سرو کایم از پیت — آن خرامیدن بناز و باز پس دیدن چہ بود

جلال خواجہ جلال درکانی ست و جلالت نظش را با نظم دیگران بالا خوانی ؎

کمند زلف چو بر بام آسمان افگنے — ستارہ را بزمین بوس خویش باز آری

جلال سید جلال الدین عضد یزدی جامع فضائل و کمالات و از انتساب با وشاعری را مباہات ؎

دی ماہ را بروئی تو تشبیہ کردہ ام — امروز سر بر شرم تو بالا نمیکنم

جلالی جلال الدین محمد اردستانی از اجلۂ نغمہ سنجان بزم خوش بیانی ست ؎

ازان مردم که جان دیگرانے — بجانِ دیگران چون زنده باشم

جمال جمال الدین عبدالرزاق اصفهانی جلوه افزای جمال الفاظ و معانی ست ؎

بشرطِ آن دلم در کوئے اوشد — کہ تا جان برنیاید برنیاید

جمیل مولوی جمیل الدین فرخ آبادی اصلش از شیخ پور بود طبعش بر شاعری مجبول و مفطور اولاً بهجا میلان تمام داشت پس باندازِ بعض بزرگان آن طریقہ را نام رضیه گذاشت و توجه بنظم قصاید نعتیه گماشت خوب میگوید ؎

نامِ خدا نورِ قدم صلِ علے فخر الامم — عالی نسب والا همم یعنی رسول محترم

رکن رکینِ اصطفا حصنِ حصینِ ارتضا — برجِ متینِ اجتبا مسند نشینِ معتشم

صبحِ صباحت روئے او شامِ ملاحت موئے او — محرابِ دین ابروئے او نورست از سر تا قدم

جناب تخلص میر ابوطالب ست و موزونی بر مزاجش غالب ؎

اسیرِ بینوایم یکسم زارم گرفتارم — بخون غلطیده اشکم ز چشم افتاده یارم

جوش محمد نظام پنجابی بجور کلامش از جوش مضامین گرانبار ست ؎

بران سرم که دگر با کسے نیاویزم — امید لطف ز یاران روزگار غلط

جوهر منشی جواهر سنگه ولد بختاور سنگه لکهنوی جوهری جواهر معانی قرار دوشاگرد خواجه وزیر لکهنوی و در فارسی تلمیذ گل محمد خان ناطق مکرانی ست ؎

ساقی بیا بیا که دمادم قدح زنیم — ابری و گلشنی و بهاری غنیمت ست

حرف حاء مهمله

حاجب آغا یادگار شیرازی دربان بارگاه معنی طرازی ست ؎

دلم ز داغ تو می سوزد از که شکوه کنم — بخانه آتشم از شمع محفل افتاده ست

حاجی خواجه حاجی محمد سمیع قندی محرم حرم مضمون بندی ست ؎

از شوق نرگسِ تو که هستیم مست ازو — چندان گریست دیده که شستیم دست ازو

حاجی محمد حاجی گیلانی متصف بصفت شیرین زبانی ست ؎

بیگانگی بطینتش از بس سرشته اند — هر کس با و نگه کند از خویش میرود

حالی مولوی الطاف حسین پانی پت وطن ست و کلام لطیفش آبروی شعر و سخن ؎

صید نا افگنده محو دست و بازوی خود ست — این جوان روزی شکار خویشتن خواهد شد

حامی میرزا شاعری بود لطیف و گویا ؎

ز فریب وعده شب نزدیم چشم برهم — که شب امیدواری در خانه باز باشد

حریفی ساوجی حریف شاعران خوش گفتار و آوازهٔ سخن سرشار ست ؎

جنون دارد دمن سرگشته را در کوه و هامونی — که هر سنگیست فرهادی و هر خاریست مجنونی

حزنی ترشیزی نالهای دلگیرش در صدد درد انگیزی ست ؎

کسی که پیش تو اظهار آشنائی کرد — ترا بدشمنی خویش رهنمائی کرد

حزینی سید حسن استرآبادی صدای حزنیش غمهای عشق را منادی ست ؎

توان بجبر تو آسان وداع جان کردن — ولی وداع تو آسان نمی توان کردن

حزینی یزدی سخنوری بود سنجیده و بوجدان اهل وجد کلامش پسندیده ؎

غمگین نمی شوم ز وفای تو با رقیب — از بسکه بر وفای تو ام اعتماد نیست

حسامی خوارزمی مردی خوش بیان بوده و از حسام زبان اقلیم سخن را تسخیر نموده ؎

همچو نی در غم او چهرهٔ زردی دارم — گر ننالم عجبی نیست که دردی دارم

حسن حسن خان شاملو از سخن سنجان نیکوست ؎

نگنجد نالهام در زیر گردون — مصیبت خانهام بسیار تنگ ست

صد باغ و بزم چشم براه من ست و من — دست جنون گرفته بویرانه میروم

رباعی

ای باد صبا طرب فزامی آئی — از طوف کدامی کف پامی آئی

از کوی که برخاسته راست بگو — ای گرد بچشم آشنامی آئی

حسین خواجه حسین هروی این شعر لطیف از وهروی ست ؎

مژه مانع نشد از گریهٔ من شیدا را　　نتوان بست بخاشاک رهِ دریا را

حسین نواب غلام حسین خان شاهجهانپوری از احفاد نواب دلیر خان منصب دار شاهجهانی بانی شاهجهان پور بود بکمال عزت و توقیر زندگانی مینمود در نظم و نثر فارسی و اردو مهارت کامل داشت زائد از بیست سال گذشت که قالب خاکی گذاشت خوب میگوید ؎

ای ظهور تو بود ناسخ ادیانے چند　　افگند زلزله نام تو بایوانی چند

جنس کاسد بکف یوسف کنعان افتاد　　چیده حسن تو بهر ناحیه دوکانی چند

گو بیک جلوه ز جا میرود از خویش حسین　　برق در خرمنش انداز بجولانی چند

بسوز د خرمن گل آتشین رویی که او دارد　　ز ند سیلی بسنبل عنبرین موئی که او دارد

بنگاه دست نازش همعنانی با اجل دارد　　مسیحی میکند لعل خنگولی که او دارد

زبان در کام میدزدد سنان پیش نگاه او　　کند خم گردن شمشیر ابروئی که او دارد

حسین از نقد جان داری تو سودا کن که من رفتم　　قیامت میفروشد قد بجوئے که او دارد

نگهش گوشه نشین ست و جهان شد برهم　　عالمی کشت و خدنگش بکمان ست هنوز

حشمتی در بزم ارباب سخن صاحب حشمت و پیش ارباب حشمت ذی حرمت بود ؎

موی سر کردم سفید و هیچ کارم سر نشد　　دست و پائی میزنم اکنون که آب از سر گذشت

حضوری لاله کونرنخش هندو نژاد و درین فن روشن سواد دست ؎

عشق ظالم دوست تا عاشق کشی بنیاد کرد　　انچه با پرویز می بایست با فرها د کرد

حکیم اکبر اخلاف تدبیر الدوله منشی مظفر علیخان بهادر اسیر لکهنوئیست که واجد علی شاه بادشاه معزول ملک اوده از کلکته بعطای خطاب مرحمة الدوله سید غضنفر علیخان بهادر صولت جنگ نامور شش فرموده و بتربیت پدر صاحب هنر خویش دستگاهی در نظم و نثر فارسی وارد و حاصل نموده طبعش بذله سنج و لطیفه گوست و این اشعار مشعر خوش فکرئے اوست ؎

بوی تو آرد بنفس جانفزای صبح — گوهر از اشک دیده فشانم بپای صبح
عمری بهجر دوست ندیدیم شکل روز — شد شام جلوه گر پس هر شب بجای صبح
داغ در لاله و چاک ست به پیراهن گل — هر کسے در چمن ز هر بلائے دارد
چار ابروئی تو باشد بزمین چار هلال — چرخ بیهوده بنا زد که هلائے دارد

حکمی اصفهانی سر آمد ارباب نکته رانی و شیوا بیانی ست

بارها گفتم بخود کز دل غمش بیرون کنم — دل نمیخواهد که باشد بی غم او چون کنم

حیدر درویش صدا ایش نمک پاش دلهای ریش ست

ندارم بیم سر ترسم که در هنگام قتل من — زند غیری بتقریب شفاعت بوسه بر پایش

حیدر کلیچه هروی اگر شعرش بشنوی از خود روی

گر میسر نشود بوسه ز دون پایش را — هر کجا پای نهد بوسه زنم جایش را
باز در دل تخم مهر گلعذاری کاشتم — گرچه جز غم بر نخواهد داد یاری کاشتم

حیرت منشی گنج بهاری لال بعهده بخشیگری ریاست رام پور از طرف نواب کلب علیخان بهادر والی آنخطه مامور بمشرب فقر و دلش مائل پابندی علایق دنیاوی بترک و تجرید مائل

شاگرد مولوی رفیع الدرجات زنهت و بشعر فارسی میل طبع غریبت

گاهی ز نیم بر سر و گاهی بسینه اش — کوتاه نازدامن آن شوخ دست ماست
دشوار نیگشت بازندگے ما — گر هجر چنین و پرسی آزار نبودے
از باد پریشان نشدی گر سر زلفش — سنبل بچمن نافه بتاتار نبودے
اعجاز مسیحی نشدی زنده دگر بار — گر لعل لبش بر سر گفتار نبودے
گر باد صبا وصف دهان تو نمی خواند — خامش دهن غنچه بگلزار نبودے
حیرت ز جفایش نشدی رنجه دل زار — گر یار هر لطف با غیار نبودے

حیرت شاه محمد حلیم از برادران شاه محمد جمیل اله آبادی طریقه در مرید و تعدد مرید و خلافت داشت

در اردو بیتاب تخلص دارد و در فن شعر ریخته بس کامل وقت بود از دست

من جای و دل جای و دل ار بجائے افسوس کہ این قافلہ یکجا شدنی نیست

حرف الخاء المعجمہ

خادم بابا قاسم اصفہانی خدمت این فن کما حقہ نمودہ و از اقران گوی سبقت ربودہ ؎

بمن دشوار شد آخر رہ میخانہ پیمودن باین پیری بکوی میفروشم خانہ بایستی

خالدی از مردم ہرات بود و مستجمع کمالات ؎

نمیخواہم کہ برگیرد صبا از کوی او گردی مبادا تو تیا را افگند در چشم بیدردی

خاور نامش محمد اکبر خورشید خاور پیرزادہ مہدی قزلباش کہ اصلش از سیستان است کہ اسلافش را از مدتی فواج کابل مقام و مکان بآغاز شباب دل خاور بہر ملک ہند مبتلا گردید بکشش جذبۂ شوق در دہلی رسید طبعش ہموزون بود برای اصلاح شعر و سخن بخدمت اسد اللہ خان غالب زانوی تلمذ تہ نمود و از انجا بہ لکھنؤ راند زمانی در انجا ماند بملکہ آخذہ کہ در طینت داشت بتحصیل زبان اردو ہمت گماشت در اندک فرصت بلب و لہجہ فصحای ہند حرف زدن آغاز نہاد و زبان بنظم اشعار اردو کشاد و در ہنگامہ کابل کہ کوہ مصیبت بر سر سران و عساکر ارباب فرنگ افتاد و بزرگان خاور بعض افسران انگلشیہ را در منازل حصینہ خود پناہ داد و آنہا ہنگامیکہ بسلامت ازان اماکن بماوای خود ہا قدم بردا شتند بر دست و بازوی محسنان و اولادشان نشانی برای شناخت گذاشتند خاور ہم بعلامتی ازان سرمی افراخت کہ ہنگام مصیبت کابل بدان علامتش می شناخت در لکھنؤ ڈاکٹر مستر لوکن کہ منت کش اب و نمک خاور بود خیلی تعظیم و توقیر و اعانت و امدادش نمود درین زمان ملک جنبو خاور آن مہر خاور زیست و از جانب فرمانروایش او را یاری و یاوری این کیفیت از زبان مولوی ابو الحامد محمد یوسف صاحب مداح یوسف سامعہ افروز گردید کہ خاور در لکھنؤ با ایشان الفتی بہم رسانیدہ روزانہ بمجالست میرسید از دست او در دل منست و دل من بدست او چون آیینہ بدست من و من در آیینہ

قدم باد بهاری شد چو روح القدس در گلشن — وزان شد مریم گلبن بعیسی گل آبستن
نسیم باغ جان پرور شمیم بوستان دلبر — صبا را عود در مجمر هوا را مشک در هاون

خردی معروف بمولانا خردی کلامش مشعر بکمال بخردی ست

طفل اشکم خویش را رسوای عالم کرده ست — میدود هر سو نمیدانم کرا گم کرده ست

خطائی شاه اسمعیل صفوی خاقان مملکت ایران تیغ زبانش مسخر خطهٔ سخن سنجی از نیام عریانیست

بیستون نالهٔ زارم چو شنید از جا شد — کز در فریاد که فرهاد دگر پیدا شد

خورشید خورشید احمد لکنوی زمین شعر از تابش آفتاب فکرش سبز و روی ست

عاشق رندم و بیباک بمسجد چکنم — ای برهمن بت و بتخانه و زنار کجاست

خوشگو لاله بندرابن در خوشگوئی فائق بر برهمن ست

هر که رخت سفر از دار فنا می بندد — محمل و اغ بدوش دل ما می بندد

خیالی کاشی جاده نورد بلند خیالی و خوش تلاشی ست

قدر آن یار وفادار خدا میداند — که جفا میکشد از یار و وفا میداند
مژده ای خضر فریدم بحیات جاودانی — من و خاک آستانش تو و آب زندگانی

حرف الدال المهمله

داعی استرآبادی ست و با عروس نظم مدعی دامادی ست

مردم ز هجر یار و مرا چشم تر هنوز — یعنی نکرده ام ز تو قطع نظر هنوز

داعی اصفهانی نامش ملا میرک ست و در فن شاعری هوشیار و زیرک ست

زخم کاریست مرا وقت شهیدی خوش باد — که تواند دو سه گام از پی قاتل برود
خوش آن شمع که همچون شمع با شام همنشین باد او — شود مجلس تهی از غیر و من با شام همین باد او

دروی سمرقندی ست و معاصر بیش نیشتر گهای دردمندی ست

نهم بر زخم پیکانش دمادم مرهم دیگر — که بهر تیر دیگر زنده باشم تا دم دیگر

دعوی

مرغ روح خود ازان در قفس تن دارم — که بگردد تو بگردانم و آزاد کنم

دعوی نامش رکن الدین ست و معانی لطیفه اش فی من نشین ارباب تمکین ست

دست من گیر که این دست همانست که من — بارها در غم هجران تو بر سر زده ام

دقیقی

دقیقی سمرقندی اوستاد منصور ست و طبعش در بند ش خیالات پر زور ست

دقیقی چار خصلت دوست دارد — بگیتی از همه خوبی و زشتی

لب یاقوت رنگ و نالهٔ چنگ — شراب لعل و کیش زردهشتی

بعد مردن بتو معلوم شود رنج حیات — رهروآن لحظه بنالد که بمنزل برسد

حرف الذال المعجمه

ذکی

ذکی منشی احمد حسین بن حکیم فضل حسین صفی پوری نواسهٔ منشی احمد علی رساسلمه الله تعالی متوسل این ریاست و نگارندهٔ این کتابت اند آین یک رباعی و یک قطعه از کلام فصاحت نظام ایشان ست رباعی

یک صاحب فیض در همه عالم بس — کسری در عدل و در سخا حاتم بس

آرایش ملک را قباد و جم بس — ما را بجهان شاه جهان بیگم بس

قطعه

آفتاب اوج عزت ماه انجم انجمن — هست صدیق حسن نواب گردون بارگاه

خلعت زیبا ز نواب گور نر آمدش — کاطلس گردون نیرزد پیش او یک برگ کاه

وه چه خلعت خلعت زیبا تر از نسرین و گل — وه چه خلعت خلعت رخشان تر از خورشید و ماه

در رهٔ تاریخ دل پائی تعب ببرید و گفت — خلعت نواب والا پا بگه آمد بجاه

حرف الراء المهمله

رابط

رابط مولوی عبدالاحد خلف ارشد مولوی محمد فائق صاحب انشا، فائق مشهور ست اگرچه قصبهٔ امیٹھی از توابع لکهنو مولد و موطنش بود لکن در شهر لکهنو نشو و نما نمود و در علوم رسمیه

استعدادی داشت شرحی در حل غوامض و مشکلات و تبیین نکات و اشارات و قالع نعتخان عالی
بکمال لطافت نوشته یادگار گذاشت در نظم و نثر فارسی از والد ماجد خود فائق بوده و در ربط و
ضبط لآلی مضامین رنگین بقوالب جواهر الفاظ شیرین سحرکاری نموده سی سال کمابیش میگذرد
که روحش رشتهٔ رابطهٔ جسم گسست از کلامش این دو بیت یادست ؎

طرفه صیادی کنی رحم بحال بلبل — گر به بندی برگ گل پر و بال بلبل
شبی که چهرهٔ آن ماهرو نظاره کنم — روم بسورهٔ اخلاص استخاره کنم

راضی شوستری ممهد بساط سخن گستری ست ؎

خوش آنکه شب کشی و روز بر سرم گوئی — که آه این چه کس ست که کشته ست این را

راضی فصاحت خان را زیبست و مضامین برجسته از بندش او راضی — ؎

بندگی گیشم تمیز کعبه و دیرم کجاست — دیده ام هر جا دری انجا سجودی کرده ام
در چه ساعت ز نظر رفت که بی او چشمم — روز روشن بشمارد چو منجم انجم
در وصل داشت این دل غمگین سر و رازو — ای زندگی بجان تو مردیم دو رازو

رباعی

هرگز نشوم از پی رفعت دلخون — بر خاک فشاند ار چو تیرم گردون
با گوشهٔ خود ساخته ام همچو کمان — از خانه نیایم بکشیدن بیرون

راضی گیلانی کلامش مرضی ارباب سخندانی ست ؎

بخت گر در خواب یکشب همدم یارم کند — دل طپد از ذوق چندانیکه بیدارم کند

راغب کلب حسین تبریزی دماغش در گریزی ست ؎

صد نامه نوشتیم و جوابی ننوشتی — این هم که جوابی ننویسند جواب ست

راغب میر یوسف ازمردم اردبیل ست و خاطرش راغب نظم جمیل ؎

ای دل قرار گیر نه وقت طپیدن ست — ای دیده خون مبار که هنگام دیدن ست

رافت

رافت ابیاتش بیوت لطافت ست

درعین شباب توبه کردی رافت — کاری کردی که هیچ کافر نکند

رافت

رافت شاه رؤف احمد خلف الصدق شاه شعور احمد متوطن شهر رام پور از اخلاف مقرب بارگاه یزدانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سهرندی مبرور قدس سره در شهر بهوپال بارشاد و هدایت مشغول بود و هر یکی از رؤسای آن ریاست تعظیم و تکریمش بدرجهٔ قصوی می نمود در ۱۲۴۶ھ بعزم حرمین شریفین دل از بهوپال برکنده رخت بصوب ملک حجاز کشید و در سفر دریا بعمر چهل و هشت سالگی در ۱۲۴۹ھ هجری غریق بحر رحمت الهی گردید ناخدای جهاز در رویا بر جلالت شانش متنبه شد نعشش اورد بندر لیس رسانید و زیر زمینش آسوده گردانید ناظم سیر گوست صاحب داوین فارسی

وارد دواین چند شعر از کلام اوست

قدر رعنای تو شعله چه شعله شعله سوزان — بود رخسار تو آفت چه آفت آفت ایمان

بدیدم شب بجیب عالم چه عالم عالم ظلمت — چه ظلمت ظلمت کاکل چه کاکل کاکل پیچان

رباعی

حمد یکه صمد و عاشقان است سزا — شکر یکه قلوب عارفان ست حضور

رافت همه لایق خدائیست کرد — در خلوت جمع و جلوت فرق ظهور

از مثنوی ذوالبحرین

بحر و بر از گریهٔ پرخون من — میدهد آرایش صحن چمن

دامن کوه از دل سوزان بسوخت — آتش آهم دل عمان بسوخت

بحر اشکم دل جان غرق کرد — دیدهٔ من پردهٔ من خرق کرد

های صد فسوس ازین ماجرا — مردم و آمد نه دل آرام ما

رحمت

رحمت رحمت علی دهلوی ست و در طریقهٔ شاعری سالک خراسوی ست

من و رعنا جوان شوخی که چشمم مست او رحمت — بکافر ماجرائی میزند راه مسلمانها

رشید محمد رشید رشدوی وین فن ازین سخن پیدا و پدیدست ه

شود از دیگران در چشم و بر مرغ امن افشاند غباری در دل از هر کس که آرد بر زبان فشاند

رشید خواجه رشید الدین وطواط بلخی از شعرای ماهر بود و قدرتش بر نظم از قصایدش ظاهر ه

خبر در دمن بعالم رفت آن جفا جو هنوز بیخبرست

رشیدی زرگر در صیاغت از کامل العیار بود و مرشد ارباب هنر ه

هر که یکدم سر همصحبتی ما دارد ٭ گر دمی تیغ بود بر سر ما جا دارد

جز دم تیشهٔ فرهاد کز و خون میریخت هیچکس اشک فشان بر سر فرهاد نبود

رضا جرباد قانی ست و کلام نغزش بدامان ریشه دوانی ه

گویند مردمان غم هم دیوانه میکند دیوانه هم شدیم و غم ما کسی نخورد

رضا نامش میرزا سید رضاست و خیالاتش مقبول دلهاست ه

اشکم ببین ز دیده چه بیتاب میرود تا چشم کار میکند این آب میرود

رضا میرزا محمد رضا طوسی خوشنواست ه

رمید خاطرم از هر چه هست در عالم بغیر یار که او عالم دگر دارد ٭

بیابان بلا خاری ندارد که از دامان من تاری ندارد

رضی قاضی نامش رضی الدین اصفهانی ست و در دار القضا نظم فرمانش از عانی ه

از خدا قرب تو آن روز کز بیخواست قریب کاش آزادی ما نیز تمنا میکرد

رضی رضی الدین نیشاپوری حسن پیرای شاهد معنی حقیقت بلباس الفاظ صوریست ه

چو رسی بطوس رضا رضی بگوی و بگذر که نیرزد این تمنا بجواب لن ترانی

رضی میر مرتضی شیعی ناطقه اش را با نظم آشنائیهاست ه

برادرانه بیا قسمتی کنیم رقیب ٭ جهان و هر چه در و هست از تو یا از من

رفیع همش رفیع الدین لبنانی ست و بر ماه افکار بلندش در صید عنقای معانی

گفتم که غمزهٔ تو مرا کشت رحم کن گفتا کنون چه سود که تیر از کمان گذشت

رفیع موسوم بمیرزا محمد رفیع ست رتبه اش در وقوف فنون معانی و بدیع عالی رفیع

اول عشق تو اشک بحر سامان داشتم این زمان چشمم بصد خون جگر تر میشود
سرم بعرش رسد گر زمانه بیحیه بقصد انچه بخاکم فگنده بر دارد

رفیق اصفهانی نامش ملا حسین ست و در دیدهٔ ارباب بصیرت سواد شعرش انسان العین ست

دل خوش شود ت زمشکل ما مشکل ز تو خوش شود دل ما
زو پیروزم بتر امروز و از دیشب بتر آشب چه خواهم کرد فردا گر بمانم تا سحر امشب
نه خود با من جفا آن بیوفا کرد که با هر کس وفا کردم جفا کرد
مرا روزی گریبان چاک کردند که آن چاک گریبان آفریدند
من و جوش کی مخصوص منست این مرحمت و نه چه کار آید مرا لطفی که با اعیار هم دارد
خرقهٔ پشمین بهر نوع ست میباید فروخت بادهٔ رنگین بهر رنخ ست میباید خرید
پیاله داد بدستم سبو نهاد بدوشم مرید پیر مغانم غلام بادهٔ فروشم
گر فتم زنا دیدنت خون نگریم چو با دیگری بینمت چون نگریم
بغیر آن ماه رابی مهر و با من مهربان کردی خلاف عادت خود گردشی ای آسمان کردی

رفیقا اعلی شان کلام رندانه او از انداز کلام دیگران بالا ست

در کعبه اگر باده خوری جرم ندارد اندیشه مکن صاحب این خانه بزرگ ست

رکن قاضی رکن الدین قمی دعویدار رکن رکین مملکت ابیات و اشعار ست

شبم با دای خون من در گردنت یا زخود دیا از خدایا از منت

روح قاضی روح الله قزوینی گلهای گلستان طبعش باکمال رنگینی ست

هزار سال زمرگم گذشته بود اکنون بمرگ خویش اگر بودی اهتیار مرا

روحانی ابو بکر سمرقندی ارواح با هنگ موزون او آرزومندی ست قطعه

مرد آزاده بگیتی نکند میل دو چیز — تا همه عمر ز آفت بسلامت باشد
زن نخواهد اگرش دختر قیصر بهند — وام نستاند اگر وعده قیامت باشد

روشنی همدانی روشنگر شبستان الفاظ و معانی ست

در بزم ازان پهلوی خوبجاد همرا — تا راست سوی او نتوانم نگاه کرد

رونقی همدانی ست و ذاتش متصف بوصف همدانی

حرفت از شوق زبس با همه کس میگویم — یا تو گر میخورم اول بعسس میگویم

ربیعی ملا عالم کابلی ملائی شیرین ادا خوش طبع موزون حرکات بود و زمان بحث سخنها میگفت که از خنده هلاک بایستی شد در منتخب التواریخ برای او ترجمه طولانی نوشته مولدش گلبهار نام دیهی از توابع کابل بود چند گاه تخلص خود بهاری میساخت باز دانست که یاد از نامهای کنیزکان

میدهد تغییر داده ربیعی می نوشت آزوست

شکست شیشه غیرت بهر که نشکستم — گسست رشته صحبت بهر که پیوستم
برای کشتن من تیغ کین بکف بربست — بهر که یک نفس از روی مهر نشستم

رویت تخلص مولوی حبیب احمد خلف الرشید شاه رؤف احمد رافت شاگرد والد ماجد خود بود و در علوم متداوله فخر اباء و اجداد خاندانی و بموجب اساس معرفت سبحانی حضرت مجدد الف ثانیت مولد و منشاءش شهر رامپور ست با وجود حداثت سن در تلاش نکات برجسته اورا نیکو سلیقه و شعر را بو با و ستادی فرمانروای ملک بهوپال نواب معلی القاب شاهجهان بیگم صاحبه ادامها الله بالاقبال امتیاز داشت در بهوپال بعین شباب بوبای عام ازین دار ناپایدار رخت

جمادی الاولی ۱۲۶۲ هجری انتقال نمود از نتایج افکار اوست

شب که یاد حسن حیرت بخش او در سینه بود — هر فغان کز دل کشیدم چون هزار آمینه بود
میل دل رم خورده بزلف تو مدام ست — این آهوئی من صید گرفتاری دام ست
موی چیده بمکتوب فرستادم من — یعنی از محنت هجران تو چون مو شده ام

بجای اشک ز چشمم همیشه خون آید — از این صدف همه یاقوت بیرون آید

باغ ادیدار تو از بسکه حیران کرده است — غنچه دست از شاخ گل زیر زنخدان کرده است

سوز عشق افسرده طبعان را دوا آمد دوا — آتش آب زندگی بخش است شمع مرده را

در دلم یاد میان یار است — گاسه چینی من مو دار است

چشم و دلم ز درویش با صد فراغ گشته — این سر دو خانه دوش از یک چراغ گشته

روی از مردم ماوراالنهرست و ناظم وحیدالدهر

ز هر سو میرسد دردی و اندوهی و سودائی — کجائی ای اجل آخر تو هم سر زن از جائی

رسوائی پسر حالتی یادگار ست پدر بیچاره مرحوم را از مادر بخطای زهره داد و بحکم خلیفة الزمانی

از کشمیر بلاهور آمدتا کو توال او را بقصاص ساند تیغ نظم دشت آزموست

تا غمزهٔ خونریز تو غارتگر جان ست — چشم ازل از دور بحسرت نگران ست

رهائی از نسل شیخ زین الدین خوافی ست دیوانی دارد از دوست

سفر کردم که شاید خاطرم از غم بیاساید — چه دانستم که صد کوه الم در راه پیش آید

بشکر آن دهن تنگ و ابروی چو هلال — چنان شدم که نیارد مرا کسی بخیال

ریاضی گلبانگش خوشتر از نغمات طیور ریاضی ست

من جدا از یار و یار از من جدا افتاده ست — این چنین مشکل که من دارم کرا افتاده ست

حرف الزاء المعجمه

زلالی او گنجی ست و از زبانش صد گونه لطافت و حلاوت در زلال سخن سنجی غیر زلالی خوانسته است

و معادلش در خوش گفتاری ست

نخواهی کرد یاد از خار خار سینهٔ چاکم — مگر روزیکه گیرد دامنت خار سر خاکم

نه نکهتی نه گلی نی خراشی از خاری — درین چمن بچه دل خوش کند گرفتاری

زمهری نامش محمد جعفر ابن منشی کرم احمد ابن محمد زمان متولی از رؤسای فیض آباد مضاف

معویہ استرآباد آباد کرامش از جانب سلاطین دہلی بر عہدہ تولیت سرکار خیرآباد منصوب
و این عزیز از بدو شعور بکمال علمی مرغوب و مطلوب اکنون کہ دمیدستان سی سالگی بہار بیشباش
در جوش و ذہن نقاد بش با عرایس افکار ہم آغوش ستارگی طبع گرمش کرہ زمہریر را گرمی فزاید
و رسائی فکر رساش کمند اندیشہ بر کنگرہ عرش برین اندازد از ہفت کشور و ہفت منظر سائل
نثرش شاہد طبعش را بر ہفت توان دانست، و ازین چند اشعار بجودت طبعش سیدن می توانست ۵

بوقت نزع آید گر ببالینم نگار من — بتعظیمش چو بوا زگل برآید جان نازمن
تا نشستی دلم بروز کتان — شب من بر آمدی ای کاش
لوحش اللہ نزاکت بہ نست — کہ بکف شد رگ گلت نقاش
نمک حسن تا کند تاثیر — زخم بر زخم و ناخنی بر خراش
عوض یک نگاہ خون ریزت — از دل خود فروختم صد قاش
اگر خنجر کشد از نوک خامہ — بخون جوہر زند بر عرض نامہ
غنچہ دہانی تمکین خندہ — حسن بشوخ نمکش بندہ
ماہوشی ماہ شکارش عذا — مہر درخشان بجمالش ثنا
فتنہ گری فتنہ فریبش نگاہ — از لب شیرین زشکر باج خواہ
موکمر ہوش ربائی پرے — چون ہنر از عیب سراپا برے

زینت لبنانی زینت افزای بزم سخن بخوش بیانی ست ۵

گر وعدہ دو روز خست و گر خلد شد باش — بیرون نمی برند ترا از دیار دوست

زلیخای استرآبادی در زمین شعر از حسن فکرش آبادی ست ۵

بد خو مکن بوعدہ وصل اہل درد را — بگذار تا بمحنت ہجر تو خو کنند

زین خان گوکلتاش در عالم لفظ و معنی خوش تلاش ست ۵

بیک شب چہ عشرت توان کرد با تو ✤ — تماشا کنم میخورم راز گویم ✤ ✤

زین خان کوکه در داوری نواختن ساز های هندی و وضع و ساز اقسام بی نظیر زمانه بود اگرچه حیثیات دیگر غیر از خط و سواد نداشت اما گاه گاه بیتی از و سر بر میزد ؎

آرام من مبید بدین چرخ کج خرام — تا رشته مرا بسوزن در آورم

حرف السین المهمله

سابق نامش فریدون ست و دلهای سخن شناسان بکلامش مفتون ؎

هر چه دیدم بما زین دشمن جانی دیدم — غیر دل، وز جفا با دگرم کاری نیست

قاصد بخدا آن بت عیار چه میگفت — قربان زبان تو بگو یار چه میگفت

ما آن رخ زیبا که در آیینه نظر کرد — خود نام خدا نام خدا میکند امروز

ساحر نسیم جودت و ذکا منشی غلام مینا از عشیرهٔ مخدوم زادگان کاکوری لوان شهر لکنهو بود و قوهٔ حدت طبیعت و رسائی فکر از اقران گوی سبقت ربود و تلمذش بعضی را سرمایهٔ افتخار و شاگردی قتیل را راس المال عز و اعتبار طبع معنی آفرین و ذهنی دقت گزین داشت شاعریش مسلم الثبوت و با بیکمال ست و کلام موزونش همه سحر حلال آروست و چه نیکوست ؎

ز باغ رفتی و افسردهٔ دست چمن هیهو — قبای گل شده بر دوش گل کفن هیهو

مرا ست کج نفسی نوشتر از همن هیهو — چه لاغ گویه از شوخ انجمن هیهو

گل مزار مرا هر که بو میکرد — ز بس فسرده دلی مردن آرزو میکرد

بهوسی قبله گویت دو میکرد — بآب دیده ز مرده تمک وضو میکرد

ز بیم دشنهٔ تیز تو تا ملک صورت گر — شبیه ادهم اقصو یزنی گلو میکرد

ز خو شگواری آبیکه خنجرت میداشت — یکی گرلب هر زخم گفتگو میکرد

نه بوستان گل تر چیده و آشیانم سوخت — یکی ز سنگ دلیهای باغبان اینست

ساطع ملا سابق کشمیریست و در اقلیم نظمش تتبع امیری ؎

دل بانتظار عشقم گفتم غم دنیا را — تعجیل مکش مهمان من خانه کجا دارم

ندانم نقد دل از من کہ دزدید این قدر دانم — کہ در درگاہ حسنش شانہ آویزست گیسوئی

سامع نامش ملا محمد احسن ست و سامعہ را صلائی بسماع کلامش از من ؎

چکنم خاطر صیادِ عزیزست مرا ✤ ورنہ از کشمکش دام بہ تنگ آمدہ ام

سامی سعد الملک قزوینی ست و فکرش در معنی آفرینی ؎

شد فاش راز عشق من و کار ازان گذشت — کز بیم غیر بہ بر سر آن کو تو ان گذشت

سبحانی نامش ملا کمال الدین ست و خودش صاحب رای رزین و طبع متین ربا ؎

در معرکۂ جہان من شیدائی — چشمی بکشادم از سر بینائی

دیدم کہ در و نبود بیدار کسے — من نیز بخواب رفتم از تنہائی

رباعی

دو شینہ ز سوز گریہ در تاب شدم — چندانکہ ز پای تا بسر آب شدم ✤

دل از ستم تو سر گذشتی سر کرد — آسودہ چنان شدم کہ در خواب شدم

سپہری میرزا بیگ برادر زادۂ خواجۂ سیاست مشہور بخواجہ جہان ست و صاحب دیوان ؎

دل غریب بکوئے بلا گذارے کرد — غریب کوی تو شد بس غریب کاری کرد

از تبسم دفع زہر چشم خون آلود کن — کز نمک سازند شیرین چون بود بادام تلخ

چون لالہ جام گیر سپہری بدور شاہ — اکنون کہ گل شگفت و گلستان معطرست

سجاد سید محمد سجاد خلف سید اکبر علی طبیبی حاذق تجربہ کار نیکوست و وطن آبا و اجدادش و جای میلادش قصبۂ موہان از توابع لکھنو با وجود صرف اوقات بمطب شبانہ روزی گاہ گاہے بہ نبض گیری سخن موزون می پردازد و برای تفریح طباع سخن طرازان از گلہای مضامین رنگین و فواکہ نکات لطیف و شیرین مفرحی دلکشا و معجونی نشاط افزا مرتب میسازد و قانون سخن بدین آہنگ می نوازد ؎

حبذا سرور ذیجاہ رسول عربے — ای فدایت دل و جان من و امی و ابے

رحم فرما که بعهدت بوجود آمده ام ؛ گرچه شاها تو وجودِ دو جهان را سببی
بسکه گفتار تو خوش آمده ای شاه عرب ؛ حرف زد با تو خدا هم بزبانِ عربی
جزد و ابرو شب معراج ندانم تو سین ؛ فرق کم بود ازین نیز بالله و نبی

فاضل اجمی

سخایی از دوستانی ابر مطیر طبعش در درافشانی ست ؎

کنون که دل ز تو کندم وفا چه فائده داد ؛ تو از برش دل بی مدعا چه فائده داد

فاضل اجمی

سخا سید سخاوت علی از سادات جونپور و جوانمردی خوش فکر ذی علم و شعور بود از دوست ؎

گریه از بس گهر اشک بدامانم کرد ؛ در شب وصل تو شرمندهٔ احسانم کرد
بیتو یک چشم زدن دیده بطوفانم داد ؛ انچه دشمن نکند هجر تو با جانم کرد
شمه از گل روئی تو به بلبل گفتم ؛ آن تنک حوصله رسوای گلستانم کرد
زلف او بود سخا حاصل سرمایهٔ عمر ؛ شانه آخر ز کفم برد و پریشانم کرد

فاضل اجمی

سرمدی اصفهانی شریف ست چندگاه چوکی نویس اکبر پادشاه بود همراه شریف آملی در بنگاله بخدمتی متعین گردید طبع شعر دارد از دوست ؎

تا تیغ ناز آن بت مغرور شد بلند ؛ صد گردن نظارگی از دور شد بلند
می در سر و گل در بغل آئی چو در کاشانه ام ؛ بهر تماشا بشگفد خاشاک محنت خانه ام
تا بر سر کونین نهادیم قدم را ؛ پستی نبود بر دل ما شادی و غم را

فاضل اجمی

سراج مولوی سراج الدین هرچند مولد و مسکنش فریدپور ست مگر اقامت ضلع مرشدآباد پیش از بدو شعور معمول و دستور در عربی و فارسی دارد و حرف موزون نیز ندوچراغ نظم بدین وتیره روشن میکند ؎

حیران و سراسیمه منم در کویت ؛ امید بدل بسته که بینم رویت
بکشا بیکی عشوه گره از کارم ؛ بر بند گلوئی من به بند مویت
من بتو مائل و تو مائل بهمان و فلان ؛ بخیال تو ام و تو بخیال دگرے

سرور

سرور پنڈت بچھی رام لکھنوی از زمرهٔ کشامرہ ست ونقود خزینهٔ خاطرش جید وسرہ ست

بیتو جان بر لبم و ذوق طپیدن باقی ست یک نفس فرصت وصد نالہ کشیدن باقیست

سرور

سرور شیخ مراد علی لکھنوی از تلامذهٔ غلام ہمدانی مصحفی بود در ۱۲۴۰ ہجری ازین دار الشرور بدار السرور رحلت نمود ست

میکشد برگشتگان شمشیر کین قاتل چرا ہر کہ خود بسمل بود می سازدش بسمل چرا

یار پرسید غم نالہ و افغان مددے رفت از کار زبان دیدهٔ گریان مددے

آشیان در چمن دہر نہ بندیم سرور شاہبازیم و در نیچا بشکار آمدہ ایم

این خط کافر کہ چون جان ظالم پیشہ ست مصحف روئی ترا زیر و زبر خواہد نمود

سرور این راز اگر پرسی بپرس از بیدلان ورنہ چہ آگاہیست از راز محبت فخر رازی را

سقا

سقا نام درویشی فانی مشرب ست از مریدان شیخ جابی محمد خیوشانی ست خالی از جذبہ نبود پیوستہ در کوچہای آگرہ با شاگردی چند آب بخلق خلق خدا رسانیدی و دران حالت زبان او از اشعار آبدار تر بودی از آگرہ راہ سرانديپ پیش گرفت و در راہ سیلان فنا رخت ہستی او را در ربود سقی اللہ ثراہ چند دیوان جمع کردہ بود ہر چند کہ جذبہ بر و غلبہ میکرد یکان یکان رامی شست ازو ست

اساس پارسائی را شکستم تا چہ پیش آید سر بازار رسوائی نشستم تا چہ پیش آید

دل دیوانہ را گر شستہ روئی تو می بینم بہر سو بستہ زنجیر گیسوئی تو می بینم

از گریہ شدم غرق بخون جگر امروز ای دل مدہ از نالہ مرا در دسر امروز

عشق آن گل پیرہن باز م گریبان میکشد دہ کہ چاک جیبم آخر تا بدامان میکشد

سلطان

سلطان تخلص سلطان قلمدونکتہ رانی خدیو اقالیم سخندانی شاہزادهٔ اعظم الدین برادر علائی شاہزادهٔ بشیر الدین توفیق جگر گوشہ سلطان شکر اللہ ثمرة الفواد سلطان شہید میبوست سخنش لطیف و کلامش نیکو انچہ بگوش رسید نقش صفحہ گردید

مژدہ کہ بر سر رسید چتر سحاب از ہوا چون خم می شد روان ابر پر آب از ہوا

ابر سیه دل رسید لاله لب جو دمید — خاک بیکبار شید آتش و آب از هوا
دل بهوا در فتد رسم و ره بر فتد — از رخ تو گر فتد طرف نقاب از هوا
از نم نیسان مدان کز دم سلطانست آن — بارد اگر در جهان در خوشاب از هوا
تا که غم تو زدود آینه سینه را — کرد مجلل از صفا سینه ام آینه را
عشق تو ای مه لقا مایه محرم فزود — مهر تو نگذاشت جا در دل من کینه را

عشق آمد و آزمود ما را — غم بر سر غم فزود ما را
بگداخت دل حزین و از چشم — صد چشمهٔ خون گشود ما را
وا سوخت بآه آتش آهنگ — هر خشک و تری که بود ما را
وا شست بآب دیده از دل — هر نقش زیان و سود ما را
آیینهٔ دل چو گشت روشن — حق زآیینه رخ نمود ما را
مژده بگشود یار و دیدم را — بر سر خار و خس کشیدم را
داشتم چشم مرهمی از دوست — چشم زخمی از آن رسیدم را
کرد از تیغ جور ای سلطان — شاهد کافری شهیدم را

ما که خوشیم با غمش با خوشی و گر چه کا — شادی صد هزار دل یک غم آن نگار بس
زآتش آن روی روشن آب گلشن می برد — آب گلشن چیست تا بر محرم روشن می برد
عمر مانند حباب ست تو هم میدانی — زندگی نقش بر آبست تو هم میدانی
چه دهی تو بمرا از می و نی کاین اسباب — لازم عهد شباب ست تو هم میدانی
طبع من آتش و نظم آب کلام دگران — در خور آتش و آب ست تو هم میدانی

سلطان محمد ساکن سبکلی موضعی از قندهار بود بشهر بدانون آمد و سر کنان در اطراف میگشت بدکن - فت و در سالی که چهار پادشاه باتفاق بمیعت نموده ولایت بیجانگر بعد از جنگ عظیم و کارزار صعب فتح نموده و بخانهٔ مشهور را که کان کفر بود شکسته سلطان محمد دران لشکر بود

غنیمت بسیار گرفته بازگشت و دیگر خبر او منقطع گردید آزوست ؎

زاهد اعرفان بدست سبحه و سواک نیست — عشق پیدا کن که اینها داخل ادراک نیست
چون کنم تشبیه ابرویت بماه نو که من — هر سر موئی ز ابرویت هلالی دیده ام

سنائی حکیم ابوالمجد مجدالدین غزنوی صاحب حال و مقال است و حدیقهٔ او بر کمالش دال ؎

بازگشتم زانچه گفتم زانکه نیست — در سخن معنی و در معنی سخن چه
بهر چه از راه و امانی چه کفر آن حرف چه ایمان — بهر چه از دوست و وافی چه زشت آن نقش چه زیبا

ناز را راهی بیاید همچو درد — چون نداری گرد بدخوئی مگرد
عین باشد چشم نابینا و باز — زشت باشد روی نازیبا و ناز
آسمانهاست در ولایت جان — کار فرمای آسمان جهان
در ره روح پست و بالاهاست — کوههائی بلند و صحراهاست

سودا نامش ملا علی اکبر است و سودای شاهدان طبعز اوش معنی رسان را در سر ؎

از چاک دل نظر برخ یار میکنم — سیر چمن ز رخنهٔ دیوار میکنم

سوزنی حکیم شمس الدین محمد سمرقندیست و از سوزن فکرش در اطلس نظم نخیه بندی هزار طبعش بر غالب و بیاوه سرائی غالبا راغب ؎

چار چیز آورده ام یارب که در گنج تو نیست — نیستی و حاجت و عذر و گناه آورده ام
تا کی ز گردش فلک آبگینه رنگ — بر آبگینه خانهٔ طاعت زنیم سنگ
بر آبگینه سنگ زدن کار ما و ما — تهمت نهیم بر فلک آبگینه رنگ

سیادت غیر میرزا جلال الدین سیادت ست و او را در خوش ادائی بروی زیادت ؎

تا کی کشی آزار پی طبل و علم — برگشته شوی در طلب خیل و حشم
تا چند چو فانوس خیال از پی هم — گردد بدل تو فیل و اسپ و آدم

سید سید فرید الدین عطاری شطاری گوالیاری از زمرهٔ سادات جعفریه و صوفیهٔ صافیه

و وظیفه خواران سرکار رؤسا بھوپال و سلسلہ نسبش را بواسطہ شیخ محمد غوث گوالیاری بشیخ فرید الدین عطار اتصال و شیخ عطار والا تبار از احفاد حضرت جعفر صادق علیہ السلام علیہ وعلی آبائہ الکبار ست در ۱۲۸۵ ہجری بشہر بھوپال ہجرت حق پیوست و شعر مضامین صوفیانہ چست

می بست آزوست ؎

کردی نگہ ناز و ببردی دل ما را ۔۔۔ یکبار نگاہ دگرای جان خدا را
اے ترک پری چہرہ اگر رو بنمائے ۔۔۔ بخشم بر خت کشور تاتار و ختا را
عاشقش را عزو شانی دیگرست ۔۔۔ محو ذاتش را نشانی دیگرست
بوستان بخیزان عشق را ۔۔۔ برگ و بار و باغبانی دیگرست
در رہ عشقش خرام دیگرست ۔۔۔ سیر این منزل بگام دیگرست
میکش خمخانہ تسلیم را ۔۔۔ شیشہ و صہبا و جام دیگرست
شہسوار عرصہ لاہوت را ۔۔۔ مرکب و زین و زمام دیگرست

سیری خیر آبادی ست و سیری مرغزار سخن بگام او ستادے ؎

اگرچہ فاش بگردست نمیگردم ۔۔۔ ولی ببین کہ بگردت دلم ہمی گردد
رقیب تا نبرد پے بوادی وصلت ۔۔۔ بجائی با ہمہ جا سر تہادہ می آیم

سیری میرزا محسن جرد بادقانی ست و نکتہ سنج الاشانے ؎

دل محمود شد سیر ایاز ۔۔۔ کار خود کرد عشق بندہ نواز
مسیحا چارہ درد محبت را نمیداند ۔۔۔ بیا ریدای عزیزان بر سر من چشم بیماری

سیری قاضی فقیہی خوش طبعی بود بہند آمدہ و بشرف زیارت حج اسلام مشرف گردیدہ در علم عروض و قافیہ و معانی نظیر نبود این رباعی از دست رباعے

سیری بحریم جان دل منزل کن ۔۔۔ قطع نظر از صورت آب و گل کن
جز معرفت الٰہ ہیچست ہمہ ۔۔۔ بگذر ز ہمہ معرفتے حاصل کن

سیفی

سیفی حکیم سخن فهم و سخن سراست ؎

مجنون خموش ناقهٔ لیلی بهر قدم — عرض نیاز او بزبان جرس کند

سیفی

سیفی میرپاگاست و بسیف و سنان خامه و زبان در تسخیر ملک نثر و نظم کارش استوار ؎

عاقبت سرزگریبان تو بیرون آورد — بوی پیراهن یوسف ز جهان کم شد و بود

حرف الشین المعجمه

شاکر

شاکرا ظهوری شاعر اهل زبان ست و معدود در زمرهٔ نغز گفتاران ؎

همچون جرس ز دوری یار یگانه ام — فریاد خیز دا ز در و دیوار خانه ام

شاه

شاه معروف بملا شاه بدخشی عارفی بود باکمال صاحب وجد و حال بخدمت شاه میر لاهوری قدس سره نیاز و ارادت داشت اشعار عارفانه یادگار گذاشت رباعی

از بستگی خویش اگر وا گردی — بر وارسی خویش مهیا گردی

وا گرد بگرد خویش مانند حباب — تا وا گردی ز خویش دریا گردی

شاه

شاه مشهور بشیخ شاه نظر ست از شمشیر نگاهش قلم و معانی مسخر ؎

یک جور را هزار دلیل آور د بعذر — یارب که دلربای کسی نکته دان مباد

شیون

شیون حافظ سید اکبر علی از مردم شاهجهان آباد در فن سخن سرائی او ستاد ست ؎

کشتهٔ تیغ نگاه تو بخون می غلطید — جان همی داد و دگر زخم تمنا میکرد

شد بندهٔ کسی که گرفتش به بندگی — باید بحال زار ز لیخا گریستن ؟

شائق

شائق محمد جواد خان دهلوی ست و دستگاهش بر هر قسم نظم قوی در اواخر مائهٔ ثانی عشر از هجرت بعهد شاه عالم پادشاه دهلی بوده و از امثال گوی سبقت بوده ؎

بحسن خط خوبت وا رسیدم — خط ناخوان باین خوبی ندیدم

بر و فایم اعتماد ش آنقدر حاصل شده ست — مصلحت با من کند گر بر جفا مائل شود

نی شکوه از رقیبان نی شکر یار دارم — کندم چو دل ز دلبر دیگر چه کار دارم

دردِ دلم گرچه زدستِ تو هزاران نیش ست لیک همچون گل صد برگ بلب خندانم
ربطِ کدوی باده بطنبور لازم ست پیوستگی بهم دو کدو با کی ببین

شائق خواجه فیض الدین معروف بخواجه سید رجان ابن خواجه خلیل الله از قاطنین شهر جهانگیر نگر
دکه طبعی موزون داشت و علم تلمذ اسد الله خان غالب می افراشت بست و چهار سال
میگذرد که ازین جهان گذران گذشته این یک شعر از و رسیده

همین بس بود خونبها بعد قتلم بفرما کز کشتگان من ست این

شاهجهان تخلص جناب معلی القاب نواب شاهجهان بیگم صاحبه رئیسه معظمه الکه ملک بهوپال و حامیه
حمی این دار الاقبال ملقب بهز ایکسلنسی گرانڈ کمانڈر آف دی موست اکزالٹڈ اردر آف دی اسٹار
آف انڈیا ست هرچند تذکره شمع انجمن بذکر شریفش اقتباس لوامع قبول کرده لیکن بمقتضای
ع هو الملک ماکر ره یتضوع درین نگارستان سخن پرتوی از آفتاب جاهش و حرفی از
کتاب کمالش بزبان خامه سپردن نقش تادیه شکر بعض نعمتهای او بستن ست درین دور پرسین که
روساء اقلیم هند غالبا مخویز نگ تماشای عالم اندوز غایت بدنظمی ممالک و دوری از علم و دانش
خلاف آدم ذات گرامیش سراپای عدل ست و قیافه تقوی و فضل و در ۱۲۸۵ هجری متولد شد
و اولا در ۱۲۹۳ و ثانیا در ۱۲۹۵ صدر نشین ریاست شد و در ۱۳۰۱ هجری سنت عقد با والد ماجد
بجا آورد و در ۱۳۰۶ بانعام مبئی درجه اولی و تمغه انشار یانشان شاهی یافت و در ۱۳۱۲ تمغه مجدیه
در دار الامارة کلکته از شاهزاده ویلز ستاندن گزارش پیرانیز درین هر دو سفر همراه بود نسب
ایشان افغان میرازی خیل ست جد اعلای این ریاست امیر دوست محمد خان در ۱۲۱۱ هجری
وارد این الکه شده بلده بهوپال دار الامارة گردانید این شهر نوآباد از اقلیم دوم ملک هند ست
طولش یکصد و یازده درجه و عرض بست و سه درجه و تهامه و که در ابتدای این اقلیم در نقطه
قریب بوسط اوست غایت طول نهار در بنجا سیزده و نیم ساعت و ربع باشد و گویند مرد مش میان
سواد و سمره گویند بانی تحتین او راجه بهوج والی اوجین معاصر آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم

بود و بندی بر گیرد این شهر بست بهوت پالش میخواند مذبیه از کثرت استعمال فرو افتاد و بهوپال شد
پال در هندی اگیر را گویند اگیر اینجا در طول چهار نیم میل و در عرض کمتر نیم میل باشد این
خطه سرسبز گونڈوانه صوبه مالوه واقع شده قلعه سنگین دارد و بحسب شمار سنه ۱۲۰۶ سه هزار
و چهار صد و بیست آباد و مفصد و چهار قریه کم آباد و هشت امروز از کثرتی ازان آباد گردیده شهر خاص
جای ماند و بود و شصت هزار تن ست و محاصل یکسالهٔ او زیاده بر نیم لک روپیه شرقی او بلدهٔ
ساگر و جنوبی هوشنگ آباد و غربی ریاست اندور و شمالی علاقهٔ گوالیار ست بنای این دولت
از عهد بهادر شاه بن اورنگ زیب بوده و تا امروز عمر ریاست یکصد و هفتاد و سه سال میشود
امروز بتوجه و قدرشناسی رئیسهٔ معظمه دام ظلها اینجا جمع اهل کمال از هر علم و فن ست که مثل آن
پیش ازین نشان نمیدهند و در زمان مستقبل امید ندارند تا مرضی حق سبحانه و تعالی درین میان
چیست و بلدهٔ قنوج که موطن والد ماجد باشد حالش در کتاب حجج الکرامه بتفصیل مرقوم ست
ملخص آنکه جلال الدین فیروز آبادی منجمله بلاد هندو بلده را در کتاب قاموس ذکر کرده و یکی دهلی دیگر
قنوج و ابو الفداء در مختصر خود نیز کرش پرداخته عمران او از عهد قابیل اولاً و از زمان حام بن نوح
ثانیاً نشان میدهند گویند که از متفکات ست سر زمینش در اقلیم سوم واقع شده طول او
یکصد و پانزده درجه و پانزده دقیقه و عرض بست و شش درجه و پنجاه و نه دقیقه ست بیت المقدس
و شام فلسطین و غیره نیز از همین اقلیم اند و این اقلیم بعد اقلیم چهارم اعدل اقالیم ست و از جمله
چنانکه پدر والا قدر از خاک پاک قنوج ست این بی بهره مولد و مسکن بلدهٔ بهوپال که محل ریاست
جناب رئیسهٔ معظمه موصوفه باشد خصها الله بالاقبال و هر چند شعر و شاعری دون رتبهٔ والای
اوست که خود فرصت این افکار فضولش و شغل مهمات مملکت و فصل خصومات نیست و وظیفهٔ
لیل و نهار و قیام بصلوة و صیام و قرارت کلام ملک علام و عدل و داد جمهور انام و احسان و
انعام بر هر نزدیک و دور علاوه بر آنست اما بحال ست والد ماجد مدظله و برکات مرافقت ایشان
بنا بر توجه بمطالعهٔ کتب تواریخ و اسفار دینیه و وجود موزونیت جبلی احیاناً بسخن سنجی میگراید و گوهر

معنی نایاب را در رشتهٔ نظم با آب و تاب میکشد این چند شعر از آفتاب عالمتاب طبع وقاد
و ذهن خداداد اوست ؎

افتاد بخاکم گذر آن سرو روان را — من مرده خوشم زیست بار گران را
گر پهلوئے این جمع بآتش کده ماند — دل باد همه صفت آتش نفسان را
ای چشمهٔ چه کردی بسلیمان و سکندر — کز تو هوس عیش بود شاه جهان را
دیگر که کند در ره وحشت سفر ما — برخیز تو ای قافله از بهر ما برپا
دست ازل آن روز ز کار تو گسیخت — بگذاشت سر سنگ فسان جگر ما
وقت شر افشانی آه آمده یارم — برقی بخرمن زد بیک شرر ما
رخ تافته گیسوی سیه تاب نماید — شب جانگه روز نزاید سحر ما
رستیم شجر وار بگلزار امارت — غیر از کرم وجود نباشد ثمر ما
ای شاهجهان مطلع اشعار تو نبود — خورشید بسفتند بسلک گهر ما
هر گوشه ز دین راه نه آسان برخاست — در ره یار نشستیم که نتوان برخاست
تا از خم من لبی نمکساید بکسی رد — کس پیش نبرد نام نمکدان نمی برد
ز نهار تا ورے گل در بیان بخاکن — ای دست گل کسی بگلستان نمی برد
آشفته نالهٔ دردم بچمن باد — حیف گر نالهٔ من یاد نگیری بلبل
گرچه این نغمه آزادی تو نیز خوش است — لیک خوشتر بود آهنگ اسیری بلبل

شباب حاجی محمد حسین شابی بود با زیب و زین ؎

بتکینی روان سوی من غمناک میگردد — که تا آید ببالین استخوانم خاک میگردد

شجاع شجاع الدین محمود الهندانی اشجع سمرکندیها بیانی ست ؎

نیست رشکم گر چه می بینند در رویش بسی — کانچه من می بینم از رویش نمی بینند کسی

شرر نامش میر کاظم ست و مضامین گرم را نظم ؎

نمیخواهد دلم رنجی که با مرهم بود کارش — من آسایش در دیگر از درمان بود عارش

شرف مولانا شرف الدین گرانی اگر کلامش دارای معنی شرفش دانی ؎

نخواهم گذر رسم چمن یاد از سر گیرش — مبادا بوی او گیرد گل و غیری کند بویش

شرقی ملا شرقی قزوینی دلش شرق مهر رنگینی ست ؎

آزردگی اهل وفا پیش تو سهل ست — باید که دل بوالهوس آزرده نباشد

بیمار ترا کار رسیده ست بجائی — کز مردن او هیچکس آزرده نباشد

شریف میرزا شریف طهرانی قدرشناس شرافت معانی ست ؎

چشم یعقوب بروشن نکند پیرهنی — نکهت مصر درین بادیه سرگردانست

دل عبث طالب آشوب وفا میگردد — شیشه را کی شکند سنگ دانا نکند

شریف مولوی سید شریف حسین ابن مولوی نظام الدین متخلص بآرزو اش دهلی و مقطع الاقامتش فرخ آباد است در نظم خداداد این نواب رئیس الفضلا معدود و بموزونی طبیعت بعض احیان اشتغال ... شعار هم نموده ... شریف تخلص مینماید بیت ... ابهوال است از شریف تخلص طبع اوست

برق یا صبح تجلی یا خ زیبا ست این — ماه یا نور درخشان یا بدن یا ست این

روز من یا شام هجر قیس یا گیسوی تو — یا سواد زلف لیلی یا شب یلدا ست این

مشتری یا زهره یا ماهست یا خور یا سحر — آینه یا لوح سیمین ست یا سیما ست این

چشم سوزن یا گره یا نقطهٔ اشک یا دهن — یا معما یا عدم یا رمز ناپیدا ست این

فتنه یا تیغ کشیده یا قیامت یا بلا — یا خیال گلشن جان یا قد رعنا ست این

شریفی بلخی در طب و موسیقی استعداد کامل و بمدح سلاطین بدخشان سرمایهٔ معیشت سیر حاصل داشت ؎

از بسکه سینه تنگم از غمان پر ست — گر تا بروز حشر نالم همان پر ست

شریفی تبریزی غالبا غیر شریف تبریزی ست نقود دار العیار ذهنش اشرف از دهدی

ابهری ؎

گذشته از سر و گفته نیازم اینقدرست — کسیکه از من و گفتار بی‌نیاز شده

کی خم عاشق زسیر باغ و صحرا میرود — عشق تا پا در سر کوی تو ننهاده سر

ز گردون مرگ میخواهم حیاتم میدهد آری — فلک ایشان این سان عطف می‌باشد

گستاخ مگذر از سر خاک من ای رقیب — دارم هنوز شعله‌ای آتش که در دل تست

شهاب ملا عبدالله قزوینی شهاب سمرقندی را کرامت دل نشینی ست ؎

در آرزوی تو شوخم نگر که در شب هجران — اجل بکار خود من در انتظار تو بوده

شعیب ملا شعیب خوانساری ست و برمائده شیرین گفتار یش خوانسالاری و خوان سالاری ؎

با هر که صرف دوستی اظهار میکنم — خواهیده دشمن ست که بیدار میکنم

شغف آغا عبدالله قمی مشغوف حسن کلام ست و نظمش دلفریب خواص و عوام ؎

بوصل یار رساندی مرا بیارانم — که این بکار توانی آسمان سنگی ماند

شکیبی ابهری ست و در زمره شکیبیانش سرخواهی ؎

دارم دلی که دارد هر ذره آشنائی — چون خرقه گدایان هر پاره ره بجائی

شمس خواجه شمس الدین جوینی فاضل اجل بر هر گونه اشعار قادر از قصیده و رباعی و غزل ؎

یا ترا من وفا بیاموزم — یا ز تو من جفا بیاموزم

یا وفا یا جفا ازین دو یکی — یا بیا موز یا بیاموزم

شمس قاضی شمس الدین طبسی خراسانی از علمای عهد سلطان سعید با میسنغر و مشمول عواطف سلطانی بوده ؎

از شرم خط غالیه بوی تو فتاده بهست — در وادی غم با جگر سوخته آهو

آن زلف شب آسا و رخ روز نمایت — چون عنبر و کافور بهم ساخته هر دو

جانان دل محزون مرا چند برآری — زنجیر کشان تا بسر طاق دو ابرو

از زلف سیاه تو گر شد گرسنه باز — کز مشک بر آورده فلک لقمه هر روز

شمس میرزا ضیاء الدین گیلانی استعدادش در علوم متداوله علاوه زیبائی ست ۱۲۹۵

بچه بازی بازی دوره دلجو پال گردیده بعد زمانی از انجا رخت بجانبی دیگر کشیده یادگار وست

اگر آن ماه کنعانی کشاید روی زیبا را — دهد بر جان این عالم دو صد شور زلیخا را

اگر از بهر جان بخشی کشائی لعل جان بخشت — بیک گفتن خجل سازی دم قدسی مسیحا را

ندیدم در زمین عالم کسی تو شد شب با هم — بخوبی شید رخت دیدم عیان زلف چلیپا را

چنان شد شمس گیلانی کنون فانی ز عشق تو — که نتوان گفت از عشقش دگر مجنون و لیلی را

شمسی شمس سمرقندی پروری ست و نیز برخی از هنوری ست

چشمان تو بر رویت در عاشقی چنانند — کز رشک یکدگر را دیدن نمی توانند

شمسی بغدادی متخلص در روشنی طبعش کمال روشن سوادی ست

زان دهان و زان میان بوسی کنار آمد نخست — نیست چیزی در میان وصد هزار آمد نخست

شورش مولوی سمیع الدین ابن مولوی محمد ناظم خان بهادر صمصام الصمد و جهانگیر نگر بود با کله جوانی خوش وضع موزون طبع بود اصلاح نظم بمشورة فیضی رامیسوری می نمود در عین جوانی از دار فانی بعالم جاودانی رخت کشید این دو بیت از کلام مکینش بگوش رسید ست

در دل از ضبط نفس صد شعله قصدان کرده ایم — ماز صبر خانه خود را چراغان کرده ایم

دیده ها مانست صد طوفان آفت در بغل — خنده ها بر گریه ابر بهاران کرده ایم

شوق عنایت الله فرید آبادی همه تن شوق بکمال خوش خلقی و نیک نهادی ست ست

ز ضبط ناله نیارم بلب ولی ترسم — کز اهل درد نیابد کسی شمارم را

شوکتی صدر ابراهیم اصفهانی طرز گفتارش بشوکت فرمان خاقانی ست ست

ز پاره دل من هیچ گوشه خالی نیست — کدام سنگدل این شیشه بر زمین زده ست

شهاب شهاب الدین احمد بخاری شعله آوازش در گداز دلها شهاب ثاقبی ست ست

بناگوش تو ای ترک چمن سیمابی پیراهن تن — چمن را خاک زد در چشم و گل را چاک بر پیراهن

شهید تخلص مولوی حفیظ الدین احمد ابن سید نجم الدین برادر عمه زاد مولوی عبد الغفور خان بهادر نساخ مولدش راجه پور و خلف فرید نگر و دار الامارة کلکته منشاءش و مکسب علم و هنر سخن اصلاح کیم ز اقران رند دهلوی شاید سخن برکرسی نظم جلوه گر میساخت و طرح دیوانی می انداخت وقتی که بخاک مشهد خفت مسودهٔ اش از دست برد زمانه بتاراج رفت این سه بیت از وست

یادگار ماند ؎

از گریهٔ خود سرمه هم سلک گهر را — در زمزمه آرم ز سخن مرغ سحر را

باز آئی شهید از غم کلکته بچکاهے — کابش خورم مقسوم کشد بوغ بشر را

از نظم جهانگیر خود آراسته میکن — چون شاه جهانگیر جهانگیر نگر را

شیدا مولوی ابو الحسن وطنش فرید آباد دست مروالست نیکو سرشت از قید و خود نمائی آزاد

در اشعار گاهی شیدا و گاهی حسن و امی نماید و چنین میسراید ؎

رفتم بطوف کعبه و افتادم اندر میکده — شوق تو از جائی مرا آورد در جائی دگر

قد ز سرستی لعل تو حسن میداند — جرعه چند بکام کن و احسانی چند

شیدا میرزا رمضان بیگ دهلوی شیدای عروض و آشنای قافیه و روی ست ؎

باخضر احتیاج نیفتد براه ما — جز عشق نیست پیر طریقت پناه ما

شیرین تخلص رضیهٔ سلطان بیگم دختر سلطان شمس الدین التمش کلامش لطیف و دلکش ست ؎

نادیده رخش چو مردم چشم — کردیم درون دیده جایش

من نام ترا شنیده میدارم دوست — نادیده ترا چو دیده میدارم دوست

شیری از دوده کولو و ال ست خطه بس عالی و وضعی هموار داشت کسب حیثیت در خدمت مولانا یحیی کرده و در وادی قصیده و قطعه گوئی سبقت از اقران ربوده دوست فضلا دیگران بسته و مهر سکوت بر دهان نطقه الیشان نهاده آزوست ؎

پنهان ز تو نیست حال دل حال تو هست — به هر دل هست هر گشادگی تسلی را
در ان دل کو تو می باشی راه نگیرد غم — در ان کعبه پسندیدان ست غوغای
بستم بنا صبر و شکیبائی راه ست — گر تو در ری تو در رگ جان خون نمانده ست

حرف الصاد المهمله

صبا پدر میرزا قاسم بخشی ملقب بوفای از خاندان شاهی ست و بر نظم سخن قدرتش گاهی ست

رنجه نامه تو دل نازک حبیب — صبا بر خموشی باش چه فرمایی کنی

صبا تخلص فصیح الدین استرآبادیست در بایش فصاحت و بلاغت زبانزد می ست

دوستان تا کی کوشش نعم از فتن کنید — ترک فتن چون نکوایم کرد ترک من کنید

صادق نامش علی محمد صادق ست و لمعه روشن او پرتوی از صبح صادق ست

در خانه شکسته نگیرد کسی قرار — ترسم که رفته رفته غم از دل برون شود
چه شد گر غیر جا در چشم آن پیمان شکن دارد — دو روزی دیگر آن بیچاره هم احوال من دارد
ز کوی تو نمی برد امروز فراغت عشقم — اگرچه زندگانی بیتو دشوار ست میدانم

صبائی ملا صبائی ست و انفاس مشک بیزش نسیم دلکشائی ست

گیرم که رود قاصد من سوی دیارش — با او که دهد نامه پیغام که گوید
از شرم ابروان مه من هلال عید — خود را چنان نمود که کس دید و کس ندید

صبحی ملائی از قاطنان کشمیر بود و باب مباحث بیان به معاصران می افزود

چه پنهان گفت پیغام تو در گوش شنیدنها — که بر پائی شنیدند نها فقد از شوق دیدنها

صبوحی هروی صبوحی کش مصطبه طرز نوی ست

ضعف غالب شده از ناله فرو ماند دلم — دگر از حال من او را که خبر خواهد کرد
ز یراب دشنام ای ناهمربان دادی مرا — کشته بودی از تغافل باز جان دادی مرا

صدر شیخ صدر الدین نیشاپوری صدر نشین دیوان تفقه و نکات معنوی و صوریست قطعه

گر دهدت روزگار دست و زبان زینهار — دست درازی مجو چیره زبانی مکن
با همه عالم ملاف با همه کس از گزاف — هر چه بدانی مگو هر چه توانی مکن

صدقی باصدق وصفا رتبهٔ کلامش والاست

عرق نشسته ز بندم رخ نکوئے ترا — زمن مرنج که میخواهم آبروئے ترا

صفیری دیلمی ست صفیر دلکش او صلادهٔ خرمی ست

ز پیام من جوابی نشنیده قاصدا ما — دهدم باین تسلی که ندیده ام هنوزش

صفیری قزوینی بلبل گلبن معنی آفرینی ست

چاره مرگ ست که از حیلهٔ بیمار شدن — نتوانستمش آورد بکاشانهٔ خویش

صلحی مازندرانی ست وسخن طرازیش بکمال اصلاح الفاظ و معانی

صلحی ترا که طاقت روز وصال نیست — در حیرتم که در شب هجران چه میکنی

صوفی ملا محمد غیر صوفی چغتائی ست صفا کیشان صومعهٔ دماغش را عالمی تماشائیست

چه سود زینکه عتاب تو خنده آلود ست — که زهر کارگر ست ار چه در شکر باشد

صیرفی قاسم همدانی ست وصراف رستهٔ بازار معانی

غنچهٔ نگذاشت کار ام دل بلبل کند — باغبان امروز گل را سخت بیرحمانه چید
جائیکه تو باکسی نشینی — کس با دگری چرا نشیند

صیقلی یزدی صیقل گر آئینهٔ هوشمندی و بخردی ست

روز وصال مدعی هیچ ازشب نمیرسد — سیر ستاره را چه شد گردش روزگار کو

حرف الضاد المعجمه

ضمیر تخلص پنڈت نرائن داس دهلوی ست ودر ابیات وعبارش مضامین لطیفه منطوی

صد شیشهٔ شراب بزم طرب شکست — دلها ز دست محتسب بی ادب شکست
مستی چشم یکی سر خوشی باده دیگے — نشئهٔ آن بت میخوار دوبالا افتاد

تو و شوخی و تبسم بهزار ناز کردن — من و عجز و جان فشانی ز سر نیاز کردن
چو خمار زور آرد چه خوش ست سوی ساقی — پی جام باده دستی بهوس دراز کردن

ضیا ضیاء الدین محمد صابری ضیا طبع روشنش در شبستان ابیات مصروف روشنگری ست

نه از نازست اگر حرفش بلب پرآشنا گردد — سخن را دل نمیخواهد کزان لبها جدا گردد

ضیائی اردبیلی ست و رای بیضا ضیا اوی مخجل ضیای بیضای چرخ نیلی ست

خوش آنساعت که آید ترک من شمشیر کین با او — رقیبان جمله بگریزند و من ماتم همین با او

ضیغم حافظ اکرام احمد خلف حافظ قطب الدین در اخلاف بادی مسالک خداوندی مقرب حضرت سبحانی مجدد الف ثانی قدس سره معدود و تلمیذ و داماد شاه رؤف احمد رافت بود زاد و بومش رام پورست و سیر و سیاحتش دور و در اکثر فنون ماهر و بر نظم عربی و فارسی و اردو و ترکی و پنجابی و ناگری و پشتو قادرست آزادانه زندگانی می نمود و مقید مذهبی نبود در ۱۱۸۶ هجری بضلع بریسال مبتلای پنجهٔ ضیغم اجل گشت و ازین واقعهٔ نامرضی غم بسیار بردلها گذشت دفتر کلامش در جزوی ان عدم پیچید و جز این یک بیتش سامعه نواز نگردید

پیمانه و مل ساقی و گل همنفس ما — آسایش جان بازوی مرغ هوس ما

حرف الطاء المهملة

طالب مشهور به بابا طالب الفاظ و کلماتش مکمن لطائف معانی و شرائف مطالب ست

رباعی

زهرم بفراق خود چشانی که چه شد — خونریزی و آستین فشانی که چه شد
ای غافل از آنکه تیغ هجر تو چه کرد — خاکم بفشار تا چه دامنی که چه شد

طالعی یزدی خوش خط نستعلیق نویس بود قدری طالب العلمی داشته در آگره صحافی میکرد

آزوست

ساقیا چند توان خورد غم عالم را — باده پیش آر که بیرون کنم از دل غم را

بتغیر خود ترا ای نازنین هم نمیخواهم — ترا میخواهم و غیر تو در عالم نمیخواهم
گر بصد درد دل از من سخنی گوش کند — بشنود قول غرض گوی و فراموش کند

رباعی

زاهد بصلاح و زهد خود مینازد — عاشق بر دوست نقد جان میبازد
دارند امید نظر این هر دو ز دوست — تا دوست بسوئی که نظر اندازد

طاهرم ملا علی محدث برادر ملا صادق علم حدیث در عربستان تحصیل کرده بغایت متقی و پرهیزگار بود دو بار بهند آمد و در ۹۸۱ بجوار رحمت ایزدی پیوست بموافقت سلیقه طبیعت شوخ را بنظم اشعار کار میفرمود

تن خاکی چنان افسرده شد از داغ هجرانم — رود بیرون چو گرد از جامه گر دامن برافشانم
درون روضهٔ جان قامتت نهال من بست — نهال قد تو نازک ترا از خیال من بست
در میان مردمان چون نیست ما را اعتبار — همچو اشک خویش میخواهیم از مردم کنار

طاهر بخوبی درین فن ماهر بست و غیر مشهدی و اصفهانی و بخاری و هروی و دیگر مشاهیر

از طواهر

من آن صیدم که خون خویشتن را در قفس ریزم — برد گر پیش صیادم کسی نام رهائی را

طاهر هروی ست و از اوستادی صنعت وی زمین اشعارش گردے

گفتم به ازین فکر من بی دل و دین کن — در خنده شد و گفت که فکری به ازین کن

طاهر نامش محمد طاهر ست و کلام پاکیزه اش طاهر از عیوب باطن و ظاهر

در حضور غیر با من اینهمه دشنام چیست — ای بقربان تو من این لطف بی هنگام چیست

طبعی آغاقزوینی ست و در گلزار طبعش بهار رنگینی

نمیدهم نگه رخصت نظاره کسی را — درین زمانه بچشم خود اعتمادی نیست
تنها بدیده می نتوان داد گریه را — چون ابر باید از همه اعضا گریستن

طبیب تخلص نامش میرزا عبالباقی اصفهانی ست ونبض شناس اسقام الفاظ ومعانی ست

منم که روز ازل از من آسمان وزمین — محبت پدری مهر مادری برداشت

طبیب میرزا عندلیب در حفظ صحت کلام حاذق لبیب ست

گر بیتو ببزم عیش ساغر زده ام — صد غوطه بخون دیده تر زده ام

چون دست سبوی باده با ندهست بجا — دستی که ز هجران تو بر سر زده ام

طرزی شیرازی ست وطرزش پسندیده در سخن طراز ست

بحمد الله بر نگی گشته رشمشیر او گشتم — که در رشک اند فردائی قیامت صد شهید افگن

طلحه مروزی ست ویاستماع نالهای درد انگیزش لب بدندان گزی ست

چون بجز کرد بست بجنگ دل من — در دا من صبر دید چنگ دل من

بان تا چه کنی تو با من ای صبر از انکه — در گردن تست نام ونگ دل من

حرف الظاء المعجمه

ظفر تخلص او رنگ نشین اقلیم سخنوری فرمانروای کشور زبان آوری خاتم سلاطین تیموری کورکانی متمم مملکت نامی هندوستانی ابوالظفر سراج الدین بهادر شاه پادشاه زینت بخش اورنگ معلی بینوا سوادشاهجهان آباد که در ایام غدر هند فرصه باغنیه عساکر انگریزی او را سلطنت بر داشته بودند ویسرای هند بعد ظفر بر بغات بر ظفر دست یافته خود بدولتش را در ۱۲۷۴ هجری به رنگون فرستاد ودوی ازانجا در سال یکهزار ودو صد وهفتاد ونهم از هجرت بصوب ثواب جنت المأوی انتهاض فرمود وعالی را بفراق دائمی خود متالم ومتحسر نمود اجلسه الله علی اسرة الجنان وتوجه بتیجان الرحمة والرضوان شاه ظفر دستگاه طبعی موزون داشت وفرق اعتبار شیخ ابراهیم ذوق دهلوی بمشورهٔ نظم بادی بکیوان افراشت در هر دو زبان اردو وفارسی لآلی آبدار می سفت وبحکم کلام الملوک ملوک الکلام هرچه میگفت نیکو میگفت دیوان اردوئی او در چهار مجلد مطبوع گردیده

مگر کلام دری او هنوز لباس طبع نپوشیده من کلامه ست

بتی سرکشی کافری بیگانه ایست — برخ آفتاب بزنسار ماهیست
معطر کن مغز جان دو عالم — بمشک فشانی ز لعل سیاهیست
بهر گام در راه مهر و محبت — دو بوسه بدنبال او را خواهیست
نه در غمگساری چو من بینوائی — نه در ناز و تمکین چو او پادشاهیست
برم تحفه پیش او از کجا من — نه در دیده اشکی نه در سینه آهیست
فگند از سر لطف آن شاه خوبان — نظر بر من بی بضاعت نگاهیست

ظهوری شیرازی ست و حسن کلامش باکمال ظهور از مدح بی نیازی ست

هر زمان گوئی که از کویم برو جای دگر — جان من جائی دگر می باید و پای دگر

ظهیر الدین لاهیجی ظهیر موزونان سخن در معارک نکته سنجی ست

نیافتم که سر رشته در کجا بندست — که آه من بکشیدن نمی شود آخر

حرف العین المهمله

عابد شیخ محمد عابد انصاری متوطن شاهجهان آباد ست و شاعری سلیقه شعار و خوش خلق و نیکو نهاد ست

بیزم وصل دوش از دیدنت سیر چمن کردم — ترا در بر کشیدم یوسفی در پیرهن کردم

عاجز میرزا محمد سبزواری ست و با وجود سرفرازی بسیم سخن طرازی از لباس تفاخر عاری در عهد محمد علی شاه ثریا جاه در لکهنؤ ملازم رکاب النجم الدوله بهادر میر آتش شاهی بود بعد تسلط انگریزی برآنملک و رحلت واجد علی شاه خلف الرشید امجد علی شاه دین محمد علی شاه جانب کلکته از نزهت آباد لکهنؤ بسبزوار وطن خود شتافت و گفت ؎

این طرفه پسر بین که ز گل پیرهن است — میگردد لبش رخسار قمر سیم تن است
آن کاکل مشکین که فتاده ست بدوشش — صد همچو من دل شده در هر شکن است
از خوبی و از نازکی او نتوان گفت — صد یوسف یعقوب بچاه ذقن است

از آنچه برشست و رو شاهان عاجز محزون ‌‌‌ بخوان معرفت و در بدر وی وطن آتش

عارف شیخ بایزید بخاری ست و برای معرفت مواس شاهوی اشعارش ز آمیزه داری ست — عارف

سرا پرده نمام مرو آن که در دین پشکستم شد ‌‌‌ بجهرایی شده هم آن که طاعت شد گناه آنجا

ز چهره کیه هر چیز که بیاویند از و آید ‌‌‌ آهنیا این مهر و رحم دلدار سے نمی آید

نمی آید برو دی نازسو یم یار ای عارف ‌‌‌ و گر آید چنان آید که بیندا سے نمی آید

عارف میر حسین لاهوری ست و در فن نظم معروف به برگزیده طرز می پسندید و طوری ست — عارف

چون نقش قدم بر سر کوی تو نشستم ‌‌‌ چندانکه مرا خاک درت جزو بدن شد

چه شد عهدی که با من بسته بودے ‌‌‌ مرا یاد و ترا باشد فراموش

چون مهر رخ دوست بمن سایه فگن شد ‌‌‌ من دشمن دل گشتم و دل دشمن من شد

عارف درویش مردی بود صفا کیش ست — عارف

دران روز که آمد ماه من از بندگی بیرون ‌‌‌ چسان آمد زلیخا یا رب از شرمندگی بیرون

عارف یزدی ست و مضامین معرفت آگینش مبرا از ابتذال و دزدی ست — عارف

مرا جان دادن از شوق تو آسان ‌‌‌ و لے نا دیدن روی تو مشکل

عارفی شیرازی ست و عرفان نکات شعری را با طبعش همدمے و دمسازے ست — عارفی

هر سنگ کز برای تو ام دشمنان زنند ‌‌‌ بردارم و بتحفه بر دوستان برم

عارفی هروی منظومه مقاوالگوی و چوگان وی معروف ست و سنجیده گوئی موصوف — عارفی

در بیان مثنوی بتوصیف اسپ چوگانے می پوید و چنین میگوید ست

چون گوی سپهر گرد دستے ‌‌‌ میدان میدان چو گوی جستے

هر بار که در عرق شدی غرق ‌‌‌ باران بودی و در میان برق

بگریخته آذر از سم او ‌‌‌ آویخته صرصر از دم او

عارفی قلندری صفاهانی ست و کلامش عاری از تکلف و تصنع در الفاظ و معانی — عارفی

روز جزا اگر تو نیائی برابرم آرم کشم که دو روز نخفته بآورم

عاشقی حسین علیخان ابن آغا علیخان از مردم عظیم آباد و در سنه آن مکان نزهت نشان سنه نشتر غم تذکرهٔ شعراء ما تاخر و ما تقدم بکمال بسط یاد گار او ست و بعضی نیکو ست ؎

عاشقی بیچاره از دنیا با دل داغدار آمد و رفت

عالم هروی ست و علمش بر دقائق شاعری محتوی ؎

گمان آن دهان مشکل خیال آن میان مشکل میان این و آن مشکل مرا افتاد مشکلها

عالی جردی آمش دارابست و از جداول علمش باغ سخن سیراب ؎

داری هوس که غیر برای تو جان دهد آه این چه آرزوست مگر مرده ایم ما

آمد آن سه زسفر جانب سرگشتهٔ خویش آمد ایم عجب از طالع برگشتهٔ خویش

عالی مولوی امیر علی دلموی ست و صاحب ذهن مستقیم و طبع مستوی ؎

شکایتی چکنم از بخت ان که خود دل من همیشه دشمن جان ست در کمین مرا

عامی نهاوندی ست و در بطبعزاد گانش علی العموم خلعت دل پسندی ؎

مشبکی چو دل من دگر نخواهد یافت اگر خدنگ تو آفاق را کند غربال

عباس شاه عباس ماضی اول او رنگ آرای مملکت ایران و خسرو عجم خوش بیانی ست و غیر نور العین شمع انجمن که آن شاه عباس ثانی ست ؎

دستی که در پیاله حسنت شراب ریخت در دی که ماند در قدح آفتاب ریخت

هر کس برای خود سر زلفی گرفته ست زنجیر ازان کم ست که دیوانه بر شده ست

عبائی عبا الفاظش دلبران معانی را قبای زیبائی ؎

زملاک نیست باکم غم آن کند بلا کم که بمیرم و بکام دگران گذارم او را

هر شب کنم اندیشه تا دل زتو برگیرم چون صبح شود روشن مهر تو زسر گیرم

عبد الحسین حسینان خیالاتش سراپا زیب و زین اند ؎

بیزارست گر نمی آیم ازو غیاری ترسم — ز خوی نازکت بیتر سم و بسیاری ترسم

عبدالاولی اصفهانی ست و مداد ش سرمه دیده موالی سنجید و بیانی

بیشه یی کز تکیه بستان یار دارد در گل — در گریبانم ز برگ نسترن یار دارد گل

تجربه من و غرور توست آشنا هم — رسم نو زیست الفت شاه و گدا هم

رباعی

آسان بود آن نگار نتوان رفتن — بی دیده و اشکبار نتوان رفتن

گر زیست میان ما و جانان هستی — تا نشینه غبار نتوان رفتن

عبدالواسع جبلی غزنینی از شعرای مائة مدست و در توسیع دائره صنایع و بدایع لفظی و معنوی در نظم بر دیگران اقدم شاهدان مضامین عرب و عجم بخلاع فاخره الفاظش ممتاز و محسنات تازی و فارسی بر طبعش ناز قصاید غرای او مشهور از و در اسفار قدیمه و جدیده

مسطور

در میکده رفتیم و دل و خرقه و سوگند — دادیم و نهادیم بشکستیم دگر بار

تا کرده ام بلاله سیراب تو نگاه — تا کرده ام بنرگس پرخواب تو نظر

گاهی چو لاله ام ز وصالت شگفته روی — گاهی چو نرگسم ز فراقت فگنده سر

عبدالوهاب معموری ست و بفیض وهاب بی منت دلش معمور از مطالب معنوی

وصوری

پس از عمری که شب در خواب پهلوی تو جا کردم — ز پیش دیده ام غائب شدی تا چشم وا کردم

ازان قلاش دمخانه نمیخواهم درون آیم — که خود را زین نمی گردانم و نیخود بیرون آیم

عاکفی از شعرای گیلان ست و هیئت و نجوم مهارت داشته گاهی زبان بشعر میکشود

ای دل همه اسباب بهان خواسته گیر — باغ طربت بسبزه آراسته گیر

انگاه بران سبزه شبی چون شبنم — بنشسته و با مداد برخاسته گیر

عبیدی نامش عبید الله فرزند امین الدین احمد ست نسبش بشیخ شهاب الدین سهروردی
می پیوندد و درین عهد مدرسهٔ جهانگیر نگر ڈاکه باهتمام رای رزنیش نقش هرگونه ترقی می بندد
مولدش در قصبهٔ چیتوا مضاف بشهر میدنی پور ششم جمادی الاخره سنه الف و ثمانین و خمسین
از هجرت سید المرسلین اتفاق افتاد بعد سن تمیز بشوق کسب کمال رو بکلکته نهاد بحدت طبع و
رسائی ذهنی که داشت در اندک فرصتی از هر علم حظی وافی برداشت و در بعض علوم کتب و رسائل
نگاشت از جمله تصانیفش مثل طراز الاذهار فی سیر الفلاسفة الکبار و تشحیذ الادراک فی حقیقة
حرکة الارض و وجود الافلاک و درایة الادب فی لسان العرب و المناهل الصافیه فی مسائل الجزائریه
بر مبلغ شان علمش توان رسید و بمطالعهٔ جرائد نثر و سفائن نظمش باید دید کرزمین شعرش آسمان
پیوند و کرسی نثرش عرشی ست بلند و لله در من قال ؎

الهی کو ز خدا غیر خدا را طلب — خار از گل طلبد خسته ز خرما طلبد
تا بخورشید رخت دیده بدوزد گستاخ — دل دیدار طلب دیده ها حبا طلبد
کو رخ یوسف من بیند و نظم نشنود — هر کرا دل کف موسے دم عیسی طلبد
از پی خویش عبیدی دل شبها بسر شک — سر شوریده ز سودا دل شیدا طلبد
بوسیدن پای سگش دارد لب من آرزو — مس کردن خاک درش دارد جبینم ملتمس
جز در غم آن ماهرو نوست گر داری غلو — غیر از هوائی روئی او هوست گر داری هوس
خون که از دیده چکیدست شرابست امروز — دل شوریده نمک سود کباب ست امروز
جای یک حرف چو در نامهٔ اعمال نماند — هر گناهی که کنم عین ثواب ست امروز
اگر فلک نه خیال هلاک ما دارد — چراست نیزه بکف در فلک سماک نگر
چارهٔ کارم نیاید از کسی ای یار دوست — غمگسار و یار غار و چارهٔ کارم توئی
ای دل بیمار یار خویشتن دانستمت — آه از نادانیم در آستین مارم توئی
هیچ دانی جامهات سرخ از چه شد ای سبز پوش — زانکه هر دم اندرون چشم خونبارم توئی

از مثنوی مشرق الانوار

هست علاج از پی قلب سقیم — بسم الله الرحمن الرحیم
در دولت را نبود دای لبیب — بهتری از اسم الهی طبیب
نام خدا طرفه پزشکی ست هان — وه چه پزشکی که مسیحای جان
سرور و سر حلقهٔ پیغمبران — شاه عرب درهٔ تاج شهان
ختم رسل خاتم فضل وجود — گوهر تابندهٔ بحر شهود

عبیدی جوانی نو رسیده بود چندگاه در لاهور این بیت او شور در هر طرف انداخت و باین تقریب حکیم ابو الفتح گیلانی تعریف او بسیار کرده بملازمت اکبر پادشاه برد بیت این ست ؎

متاع درد که پرسیدنم نمی آرزد — کرشمه که بپرسیدنش نمی ارزم

عتابی عتابی عبد الوهاب فکرش در اری نظم را اصطراب ست ؎

ذوق جان بازی اگر امنیست نخچیر ترا — در میان جان دهد جا چون الف تیر ترا
بتو چون رسد مریضی که ز فرط ضعف جانش — ز دل فگار تالب بمزار جا نشسته
خون شد دل خدنگ تو تا از تو دور شد — او نیز رفته رفته بپهلوی من نشست

عذری عذری عذر تبریزی در فریاد حزنیش شور انگیزی ست ؎

آمد بهار گل شد و نوروز هم گذشت — گرد سرت نگشتم و امروز هم گذشت

عزت عزت عزت نامش سیف الدوله احمد علیخان بهادر ست و هر دانه از دُر دانهای اصداف افکارش بی بهادُر ؎

بر فغانم گر دهد گوشی — نالهٔ تا آسمان بخود بالد

عزتی عزتی عزتی میرزا جانی شیرازی طبعزاد گانش را در بزم عزیزان نکته دان عزت عالی نژادی ست ؎

نی صبر و نی قرار نه امید وصل یار — چون من کسی بکام دل روزگار نیست
دور از انصاف ست برق آشیان من شدن — مشت خاشاکی بصد محنت فراهم کرده ام

دل دامن تو در نفسی باز پس گرفت — کام تمام عمر دران یک نفس گرفت
شاد یم از رهائی مرغان هم قفس — شاید یکے بباغ رساند دعائی ما
متاع هستی از گریهٔ دمادم سوخت — بهار این چمن از قطرهای شبنم سوخت
نیافتم که غضب بود مدعا یا لطف — مرا تبسم و دشنام هر دو باهم سوخت

عزیز الدین شروانی عزیز مصر سخندانی ست ؎

ندانم هیچ در گنجد که با ما آشنا باشی — دمی پیان ما جوئی شبی مهمان ما باشی
عتاب از پیش برداری غبار از راه بنشانی — من از عالم ترا با شم تو از عالم مرا باشی

عذری درین زمانه مولوی حیدر بخش باین تخلص معروف ست و بموزونی طبیعت و سنجیدگی سجیت موصوف مسکن و موطنش قصبهٔ بهلول از توابع دار الحکومت لکهنؤ ست و در نیوقت هفتاد سال کما بیش سن و سال اوست فارسی را بلب و لهجهٔ اهل زبان میگذارد و بر هر گونه نظم قدرت دارد با مولوی محمد یوسف علی صاحب متخلص بیوسف هنگام قیام لکهنؤ طرح گرمئ هنگامهٔ صحبت می انداخت و هر غزلی و قصیده و قطعه و رباعی و مثنوی تازه که بر شتهٔ نظم میکشید نقل مجلس ایشان میساخت با نهمه ازاشعارش مصرعی هم محفوظ حافظهٔ شان نیست قصیدهٔ نعتیه که فی الحال درین شهر بهوپال هدیهٔ فرستاده اشعارش جسته جسته دیدنی و شنیدنی ست ؎

جز مذاق اهل معنی در خرابات وجود — کام هر خامی چه داند لذت صهبائی من
نغمه پرداز ان شاخ سدره و طوبی بوند — سایه پرور دهائی همت والائی من
تا نخ از جلباب خلوت سوئی جلوت کرده ام — شد زیار تگاه مردم گوشهٔ اکلمای من
کی نشیند در مقامات تجرد مشربے — گرد حرص و آز بر دامان استغنائی من
میشود در مجلس ارباب معنی مستدام — باعث تفریح دل نظم نشاط افزائی من
صلح کل با هر یکی از خاص و عام روزگار — خصلت خاص منست و سنت آبائی من
آمد از کان عدم تا در د کانی کن فکان — گشته زیب تاج امکان گوهر یکتائی من

می نشاند تیر گردون از ثریا هر سحر — عقد مروارید دایم بر سر انشای من

زآنکه شد در گلشن شان حبیب کردگار — نخلبند محدث طبع سخن پیرای من

سرمه خاک در او آورد تا کی نسیم — چشم در راه ست دایم نرگس شهلای من

گشته تا در مکتب تعلیم اسرار دو کون — علم معنی پرور او تربیت فرمای من

کاربند نظم کی گردد در امضای امور — عقل کل بی شوره رای جهان آرای من

در فراق آن حریم رشک جنت چون بلال — سرکشد صد ناله در واز دل شیدای من

میکند بیدار دایم خفتگان خاک را — چون صدای صور ثانی شور واویلای من

بنوازش دوست غذری کی رسی با ضعف تن — جز بایصال درودش نیست دیگر رای من

باد بر روح وی و بر آل و اصحابش درود — خاصه بر هر چار رکن مرحمت فرمای من

عزیز اعظم خان کوکه بحسن اخلاق و انواع فضائل و هنر موصوف بود بفهم عالی و ادراک بلند او کسی دیگر را از امرا نشان نمیدهند گاهی بشعر طبع آزمائی مینمود آنست

گشت بیمار دل از درد و غم تنهائی — ای طبیب دل بیمار چه میفرمائی

جان غم فرسود من شد خاک در راه وفا — بیوفایان طریق خاکساران اینچنین

محمدی مروی از معاصران فردوسی خوسی و مداحان سلطان محمود غزنوی غازی ست و با نشاد قصاید بدیعه بلیغه و معجز طرازی تطلعی از قصیده اش اینست

تا شاه خرده بین سفر سومنات کرد — کردار خویش را علم معجزات کرد

عشرتی بر عشرت نغمه پرداز یش دلها جیغی و حسرتی ست

گر بت شکنم گاه بمسجد زنم آتش — از مذهب من گبر و مسلمان گله دارد

عشق تخلص امام الدین ست و کلامش عشق آگین

از عالم دل ست زحالش خبر مرا — منت نباشد از کرم نامه بر مرا

دل تنگ شد ز عشق بت صندلی قبا — یارب رها کنی تو ازین درد سر مرا

عشق اسمش میرزا عبداللہ ست و از راہ ورسم کلام عاشقانہ بنوبی آگاہ ست

سیل افتاد دست از پا تا خرابم کرد دست — جور صد خونخوار با آتش تا کبابم کرد دست

عشقی عزیز الدین محمود کاشی ست و از زبان ولہ ترجمانش معانین عشق فاشی ست

شادم کہ دامنم سر کوئی تو میکشد — وین شادی دگر کہ ببوئی تو میکشد

عشقی شیخ وجیہ الدین ابن شیخ غلام حسین نجم عظیم آبادی ست و در عشق عرائس موزون طبعزاد جادو پیمای مذہب آزادی ست

یارب شہید خنجر خونخوار کن مرا — یعنی کہ بسمل از نگہ یار کن مرا

عشقی خان از پیرزاد ہای ترک ست از علم سیاق وقوفی داشتہ چندگاہ میرمنشی سرکار اعلی بود دیوانی پر از قصاید و غزلیات دارد آزموست

عکس چشم پر خمارت در شراب افتادہ ست — همچو مستی کز سر مستی در آب افتادہ ست

غنچہ از شوق لبت در صبح و خندان نبود — بلکہ بہر دیدن روئی چشم دل کشود

بوقت خط نوشتن میکنم از گریہ تر کاغذ — ز رشک آنکہ بوی قلمم تو برکاغذ

عصمت اسمش خواجہ عصمت اللہ بخاری ست و عصمتیان سرادق فکرتش بحسن و خوبی مخیل خوبان فرخاری ست

ای ہجر بیرحمی مکن دو راز یارم مکش — گر من بکشتن لاتقم باری بنان زارم مکش

هر روز وصل همین گشت ذوق دیدارش — کنون تصور آن روزگار میکشد غم

سالہا قد تو تا خانہ تقدیر کشید — قامت بود قیامت کہ چنین دیر کشید

بعد چشم تو مصور چو بابرو پرداخت — شد چنان ست کہ بر روئی تو شمشیر کشید

لاغری بین کہ در اندیشہ نقشش نقاش — اینقدر ماند کہ تصویر ہم از پیر کشید

نام مردم بزبان کہ گذشت ست کہ باز — زخم شمشیر کہ بر ما ز دہ تیر کشید

عطا قاضی عطاء اللہ رازی ست و لطیفہ نمایش سرمایہ جان نوازی ست

زکارهای جهان عاشقی خوش ست مرا — دگر نه کار درین کارخانه بسیار ست

عطار شیخ فریدالدین عطار اصلش از نیشاپور ست وکمالات وفضائلش در آفاق مشهور از کملا صوفیهٔ کرام بود واز ارباب حال ومقام وفاتر بذکر محامدش موشح ومشحون ست وصفات ذاتش از حد حصر بیرون پندنامه ومنطق الطیر او متداول الایادی ست وبر ولایت وعرفانش باوازبلند منادی ولادت شیخ در سنه پانصد وسیزدهم بوده وشهادت وی در هنگامهٔ قتل عام چنگیزخان بسال ششصد ودهم قدس الله سره وافاض علی العالمین برده میفرماید ؎

هرزمان شور دگر دارم زتو — هرنفس لب تشنه تر دارم زتو

خاک بر فرقم اگر جز خون دل — هیچ آبی در جگر دارم زتو

دوش هم خبرے زدلبر آمد — رو مژده بده که دل برآمد

گوشم چو شنید نام دلبر — فریاد وفغان زدل برآمد

عطائی طهرانی ست وسینهٔ سخن گنجینهٔ اش مفاض عطیات رحمانی ؎

خویش را دلبستهٔ روی مردم میکنم — تا تو پیدا میشوی من خویش را گم میکنم

درد عاشق را دوائی بهتر از معشوق نیست — چارهٔ بیمارے فرهاد را شیرین کند

عطائی جونپوری ست واز پاشی عطای طبعی وی ومعمورهٔ سخن افزایش معموری ؎

هر لحظه خطش خوبتر اندر نظر آید — بچون خط او ستاد کسے نیست بتامل

عظیم برطور سخن کلیم ست ؎

خراش ناخن ما را دل ناشاد میداند — زبان تیشهٔ فرهاد را فرهاد میداند

عالا سید علاء الدین خراسانی ست جامع فضائل نوع انسانی . منظومهٔ ما مقیمانش اگرچه دستمال اطفال گردیده مگر در دیدهٔ ارباب بصیرت کاشف حال ارباب وجد وحال ست ؎

ندانم آن گل خندان چه رنگ و بو دارد — که مرغ هر چمنی گفتگوی او دارد

بجستجوی نیاید کسے مراد دلے — کسی مراد بیابد که جستجو دارد

نشاط بادهٔ پرستان هوشها برسید　　هنوز ساقی ما بادهٔ در سبو دارد

علوی خواجه علی قلی فراخانی ست وهمدرنشین بزم شیوا بیانی ست

شهید عشق ترا برگزیدازان ایزد　　که روز حشر شکایت ازو نمی آید

علی تالب ریش رزین وفکرش صائب ست

فرهاد بهر گم شدگان ویار عشق　　سنگی چو بیستون بسر ره نشان نهاد

علی رشاه ابدال ست وعلی الرتبه نزد شاهان خطهٔ فکر وخیال ست

من رندی سر و پا زغم تو غم ندارم　　زغم تو آنچنانم که غم تو هم ندارم

علی گیلانی ست وعالی معانی سخن سنجی ونکته دانی

نه کعبه دانم ونی دیر اینقدر دانم　　بهر کجا که بر د شوق منزلست مرا

علمی ملقب بمیر مرتضی ازامرا معتبر خانزمان بود چندگاه بداون در حوزهٔ تصرف خود داشت

وبسمت فضیلت وحیثیات متصف بود آزاد ست

ای دل همه شب آن سگ کو خواب ندارد　　از ناله و فریاد و فغانت نگذارد

عماد کاتب قزوینی در خوشنویسی از معاریف اعلام ست وجامع حسن خط وحسن کلام ست

بوسه بمن داد می ورنجید و　　باز ستان گر نه پسندیده

عماد الدین شیرازی ست وعماد ایوان نکته پردازی ست

گفتم ازمه بارقیب روسیه کمتر نشین　　زیر لب خندید وگفت او نیز میگوید چنین

عمادی غزنوی ست وبرای ایوان نظم رکنی ست قوی

آنکس که یار و دوست ترا دارد از جهان　　بی دوست می نشیند و بی یار میرود

تا قیامت شرح عشقت دادمی　　گر کسی بودی که با او دادستی

عماره از متقدمین شعراست ومهندس ذهنش در عمارت ابیات رسا ست

اندر غزل خویش نهان خواهم گشت　　تا بر لب تو بوسه زنم چونش بخوانی

عمیق — عمیق از قدمای شعراء ماوراءالنهر است و سرآمد سخنوران آن شهر ــ

اگر موری سخن گوید وگر موئی روان دارد — من آن موسخن گویم من آن مویم که جان دارد
تنم چون سایهٔ موئیست دل چون دیدهٔ موران — ز هجر غالیه موئی که چون موران میان دارد
اگر با موی و با موری شبانروزی شوم همره — نه موا زمن خبر یابد نه مور از من نشان دارد
بچشم مور در گنجم ز بس نازکی و بس سستی — اگر خواهد مرا موری بچشم اندر نهان دارد

عنایتی — عنایتی عبدالوهاب اصفهانی است و ابواب سخن دانی بر رویش مفتوح بعنایت یزدانی ــ

بجز زاد شهیدی که نه خبط عشق دارد — بشریعت محبت نتوان نماز کردن

عهدی — عهدی شیرازی اقسام شعر از قصیده و غزل دارد و مدتی در گجرات با میرزا نظام الدین احمد بود و بهلی آمده بدکن رفت باز حالش معلوم نیست که چه روی داد این رباعی از وست ــ

از خون لب شکوه‌ام اگر تر نشد — از روزن دیده دود دل بر نشد
اشکم همه شعله زیر آتش میریخت — آهم همه تاب داد و انگر نشد

عهدی — عهدی ترشیزی ست در عهد فائق براقان در قندهار ــ

زان ماه پیش که قاصد خط آن سیمبر آرد — جان صرف کسی شد که ز قاصد خبر آرد
از آن باخبران پیوسته در مجلس سخن گوید — که می ترسد کسی با او حدیث دردمن گوید

عهدی — عهدی قاضی عبدالرزاق خراسانی ست و با وجود تفحل قضا با نا ظمانش هم همزبانی ــ

پیش ازین تاب غم عشق ندارم عهدی — سینه لبشگاف دل خون شده را دارد مرا

عهدی — عهدی قرا گوئی عهدش با شاهدان سخن درست ست و مضامین سست از پنبه شاخ چیست ــ

پیش بت امروز عهدی برمراد خویشتن — سجده‌ها کردم که صد جا پشت پایم شکست

عیدی — عیدی اسیر خانی ست و گلهای اشعارش شگفته تر از ریاحین عید شادمانی ــ

گاهی که خویش را ز غمت شاد میکنم — افسانهٔ وصال ترا یاد میکنم

عیسی — عیسی لنگ ست و انفاس رنگین جانفزایش با دم مسیحی هم آهنگ ــ

ز هشیاران عالم هر کرا دیدم غمی دارد دلا دیوانه شو دیوانگی هم عالمی دارد

حرف الغین المعجمه

غافل نامش حاجی محمد اسمعیل ست وخود را غافل وانمودن برکمال هوشیاری اوادل دلیل ست

ز شوق نامه نویسم ز رشک پاره کنم دلی که نیست تسلی در و چه چاره کنم
کار آسان نیست بی او زیستن سخت جانیها حساب دیگر ست

غالب میرزا محمد حسین اصفهانی ست وغالب بر سر کشان سخن به تیغ لسانی ست

پیش دل مگر اظهار کند حال مرا ورنه کس نیست که گوید تو احوال مرا
افسرده دلی گشته ز بس عام درین شهر دیوانه برا ید رود و طفل برا ید

غریب سبزواری ست وجه اول کلام عجیب و غریبش بر زبانها جاری ست

غریب مردم و از من نکرد یاد کسے به بیکسی و غریبی چو من مباد کسے
خوشم بغربت از اندوه بیکسے مردن که نی غمین شود از مردنم نه شاد کسے

غزالی محمد شریف انجدانی ست و از تارهای انفاس دام باف غزال غزل بر بسته معانی ست

بدست تا سر زلفش فتاده ست مرا عجب شکستگی دست داده ست مرا

غضنفر کابلی ست و در معارک نظم شیر عرین کاملی رباعی

زارم نگه کرشمه آمیز تو کرد در هم زده زلف فتنه انگیز تو کرد
دل را بدو نیم خنجر تیز تو کرد اینها همه غمزهای خونریز تو کرد

غضنفری بسر پنجهٔ فکر گیرا در شکار آهوان مرغزار دری ست

یارا نه بار قیب بسے گفتگو کنم تا در میان تفحص احوال او کنم
تا بفراق خو کنم صبر کجا قرار کو وعدهٔ وصل گردد طاقت انتظار کو

غلام مصطفی ابن سید محی الدین ابن سید نور محمد قادری حسینی الہ آبادی از اولاد سید شاه محمد ابراهیم ابن سید فیروز موحد ست و مولوی شکر الله بن شاه حبت الله الہ آبادی را که از احفاد

نصب الله آبادی بود در زمانه شان حق اوستادی ست و نیز از انوری ادب پیش مولوی صدر علی شاگرد رشید مولوی امین الله مدرس مدرسهٔ کلکته صاحب قصیدهٔ عظمی تذکره وفارسی از میرزا امیر بیگ الله آبادی فراگرفته درین زمانه بکشمیر آمده و دانه مقیم شهر بجوپال ست و ملازم بارگاه جناب میسنه عظمه این دارالاقبال هر چند از انسلاک در سلک شعرا انجنب مینماید لکن احیانا از زبانش کلام موزون برمی آید از انجمله ست ؎

ز نگارش دغه شوخ چشم حیرانم — که نشتری زند اندر رگ دل و جانم
نگاه لطف تو باشد رحیق جان بخشه — مذاق درد تو باشد بجای درمانم
فاخته کو کو زنان در یاد آن سرو بلند — عندلیب خوش نوا در ذوق دیدارسها
در تلاش روزی و فکر معیشت صبح و شام — کو بکو آوارهٔ سرگشتهٔ در هر دیار
این نمیدانی که خلاق جهان رزاق خلق — از سما روزی رساند مرترا لیل و نهار

غنی میر عبد الغنی تفرشی ست و بگنجینه داری نقد کلام سنجیده دارد غنی و مدام از صهبای سخن در سرخوشی ؎

غنی از بت پرستی باز مانده — سر شوریده تقوی بر نتابد

غنی ملا غنی جوانی نورس بود مدتی در گجرات با خواجه نظام الدین احمد بسر برد اول خوفی تخلص میکرد خواجه تغییر نموده این تخلص داد در ملازمت جهانگیر پادشاه می ماند خالی از خوش طبعی نیست از وست ؎

منم که غیر غم اندوختن نمیدانم — تمام اشکم و وا سوختن نمیدانم
بنور خاطر اگر روشناس خور شیدم — چراغ بخت خود افروختن نمیدانم

غواصی یزدی ست و غواص بحور خارا فکار بعیدی ؎

گر نه هر دم ز سر کویت وا اشک برد — عاشقی ها کنم انجا که فلک رشک برد

غوثی حسن گجراتی ست و زبانش ز انصفر یاد سخن رسیدن همت جبلی و حسن ذاتی ؎

سوی یار ازره دل میروم و می آیم　　قاصد و نامه و پیغام نمیدانم چیست

غیاثی نقشبند دست و نقوش خیالش دلپسند ست

بر دلم سبزهٔ خط تو گران می آید　　این بهاریست کزو بوی خزان می آید

غیاثی استرآبادی ست و سخنش پیش پیش نکته رسان از جو نافهمان فریادرس ست

نامت ز رشک پیش کسی چون نمی برم　　آیا سراغ از که کنم منزل ترا

شرمسارم ز رفیق شب هجران تا کی　　او گریبان مراد و من دامن پاره کنم

غیرت میرزا محمد جعفر اصفهانی ست شعرش سان جمله دلش غیرت افزای دلبران انگلستانی

افسوس که تا بوی گلی بود بگلشن　　صیاد نیاویخت بگلشن قفس ما

شنیده ام که غم را کسی بجانان گفت　　چگونه گفت غمی را که با نتوان گفت

من در قفس ز شوق اسیری ترانه سنج　　صیاد در گمان که گلستانم آرزوست

چشمهٔ نوش ترا غیر همانشناسد　　ور شناسد چو لب تشنه ما نشناسد

حرف الفا

فاتح میرزا رضی از سیارکان سمارقکرش عالم خواطر مستضی ست

هست در کوی تو یار خانهٔ ما　　لن ترانی بود ترانهٔ ما

مطلب ما دیگر و مقصود موسی دیگرست　　عاشقان را با نظر بازان نمانگا ـ ها

رسوا ست هر که شیفتهٔ گلرخان شود　　در پرده بوی گل نتواند نهان شود

فاخر بهبهانی سرمایهٔ افتخار ارباب نکته رانی ست

باز از شراب غیر برافروختی چرا　　ما را بآتش دگری سوختی چرا

در دش سری بر خنه این خانه میکشید　　ای همنشین شگاف دلم دوختی چرا

فارسی ضیاء الدین نجندیست و کلام فارسیش را کمال ارجمند ست

شب تا بروز گار زمن و روز تا بشب　　نالیدن ست از غم تو یا گریستن

گفتی ز درد من نگرستی و بر حقی ‌ ‌ ‌ فرق ست از فشاندن خون تا گریستن

فارغ ابراهیم صفاهانی ست و در فکر موزونان فارغ از افکار سرایی فانی ؎

دوستان بهر خدا فکر من بیدل کنید ‌ ‌ ‌ مهربان سازید اورا یا مرا بسمل کنید

فارغی استرآبادی ست وصلاحش بفراغ بال منادی ؎

پی نظاره ستاده ست جهانی بر هوش ‌ ‌ ‌ من در اندیشه که یارب بکه افتد نگهش

فارغی مولانا بادشاه تبریزی ست واز شاه بیت نکین او شوریدگان در شور انگیزی ؎

تو را در دیده جا دادم که از مردم نهان باشی ‌ ‌ ‌ ندانستم که انجا هم میان مردمان باشی

فاروق فرق در اری نظمش بفرقدان وعیوق ست ؎

نو گرفتاریم ما را گریه کردن لازم ست ‌ ‌ ‌ تو نهالی را که نشناسند آبش میدهند

فانی امیر نظام الدین علی شیرد رمعرکهٔ شعر وسخن شیری بود بس دلیر بوزارت سلطان حسین میرزا سرافراز وبنعوت حمیده ممتاز بود ؎

ای شب غم چند دور از روی یارم میکشی ‌ ‌ ‌ زنده میدارم ترا بهر چه کارم میکشی

با صد هزار دیده بگرد جهان سپهر ‌ ‌ ‌ جویای آدمی ست ولی آدمی کجاست

رباعی

رفتی که چو آفتاب یکتا باشی ‌ ‌ ‌ از پرتو مهر عالم آرا باشی

ناشاد گروهی که تو ازایشان بیزی ‌ ‌ ‌ آباد دیاری که تو آنجا باشی

فائض گیلانی ست واز مبدء فیاض فیض مطالب عالیه بدیش ارزانی ؎

نمیدانم ز منع گریه مطلب چیست ناصح را ‌ ‌ ‌ دل از من دیده از من آستین از من کنار از من

فائض نظمش همه معجزی ست وکلام فیض نظامش همه اعجازی ؎

نه درد ما اگر آگه نه عجب نبود ‌ ‌ ‌ غرور حسن ترا لذت تو بیخبر دارد

فائق نامش میر احمد ست ودر خوش گفتاری فائق بر معاصران خود ؎

بدرگه کرم آخر امید آوردم — سری برهنه ز پیری چو بید آوردم
دل سوخت آتش حرمان ایغم — جز پنبه میناگذارید بداغم
هر روز میزند چو شفق جوش خون ما — موقوف بر بهار نباشد بخون ما

فتح الله قزوینی ست واشعارش فاتح ابواب جان گزینی ست

منکر چون نانی ز غمت چهره زردی دارم — گر بنالم عجبی نیست که دردی دارم

فتوت میرزا نوری ست و کلام فتوت نظامش روشنگر لمعات معنوی و صوری ست

وفای وعده همین بس که در دولت گذرد — که آن اسیر تکلف دل انتظار من ست
ز شرم وعده وفائی مکن کسا را من — نیامدن ز تو و ذوق انتظار از من

فخر جهانی از شاعران پاستانی سخنش دلپسند و فصیح است مثنوی لیلی و مجنون و لیلا و شیرین دلچسپ ست

خوش ست این نکته از گمنامی شنیدن — که باشد ننگ بر نظاره آسان
گل و نرگس نکو باشد بدیدن — ولیکن تلخ باشد در چشیدن
گناه بوده بر مردم نهفتن — بسی نیکو بود از نا بوده گفتن

فخر الدین رازی قدوه اماثل و فخر افاضل ست در اکثر اقسام تبحر و انواع علوم باطنی عالیش

بی انبازی و از غایت شهرت نیازش از تمهید و توصیف بی نیازی ست

اگر با تو نسازد دشمن ای دوست — ترا باید که با دشمن بسازی
گرت رنجی رسد خواش و خویش — تو کل کن بلطف بی نیازی
وگر نه چند روزی صبر فرما — نه او ماند نه تو نه فخر رازی ست

فهمی استرآبادی مردی مستقیم بوده وفات او در دهلی ست رازی ست

رباعیها

ای روی تو در عرق گل آب زده — زلف تو قدم بر بنفشه تاب زده
چشمان تو چون دو مست در یک بالین — سر بر سر هم نهاده خواب زده

فدائی شیخزاده لاهیجی جانشین فدا برگشته بنی است

شوخی دل و دین برد بغارت ز فدائی — وین طرفه که نیارم و گفتن نتوانم

فدائی میرزا سید محمد فدای کلامش والهامی نیک و بد است

کنم خیال تو شرم از رخ نقاب هنوز — ترا حجاب ندیده ست بی حجاب هنوز

فدائی نواب اشرف الدوله بهادر ست و از نیسان طبعش دُرهای بی بها در تقاطر ست

ز همراهان نعشم شد چراغان بر سر خاکم — دل هر آشنای سوخت از زهر سوگوار من

ز سرخی بر سر لوحم نویسید — درین تربت دلی خون گشته هست

فرد شاه ابوالحسن از مشایخ پهلواری ست و فردی فرید از برگزیدگان بارگاه باری ست

برنجی گر زمن تقدیر لو کن — خط پیشانیم تحریر لو کن

فروغ میرزا محمد علی طبع روشنش را با پریزادان سخن محبت دلی ست

محرومیم از وصل جوانان نه ز پیریست — پیری چه زیان داشت اگر بخت جوان بود

بیا و چشم مخمور کسی در انجمن مفتم — گر فتم ساغری بر کف و از خویشتن رفتم

فروغی میرزا احمد طهرانی ست و فروغ ضمیرش ازین اشعار بینی و دانی

تو آن بتی که بتان جمله پای بند تو اند — سهی قدان همه محو قد بلند تو اند

فتادگان رهت را بسی سرافرازیست — که پائمال سم ناز نین سمند تو اند

فغان که همچو فروغی هزار خسته جگر — اسیر حلقهٔ گیسوئی صید بند تو اند

فریبی آغاز ناز کش طهرانی ست و زردار العیار ذهنش و لفریب پایه داران سخندانی ست

نظر بزلف و رخ و خال نیست عاشق را — تو واقفی که سر رشته در کجا بند ست

خوش آرمیده قافلهٔ عمر باگذشت — گردی نشد ز رفتن این کاروان بلند

ما را هوای گلشن و باغی نمانده است — ای بوی گل برو که دماغی نمانده است

فرید کاتب شاعری ماهر از تلامذهٔ انوری ست و فرید زمان در مداحان سنجری

شاها زسنان تو جهانی شده رست — تیغ تو چهل سال از اعدا کین خواست
گر چشم بدی رسید آن هم ز قضاست — کانکس که بیک حال بماند ه ست خداست

فزونی سبزواری ست و سرآمد نخل بندان ریاض سخن بافزون گلگاری ست

گر در سرت شوم بفزونی ستم مکن — آخر چه شد اسیر تو شد بنده خداست
این خواری از تو میکشم ایدل تو خون مشو — ورنه مرا بدوستی او چه کار بود

فزونی میر محمود استرآبادی ست و بفزونی کمال درین فن صدر مدرسه اوستادی ست

شادم بستگاری روز جزا که مسیح — دوزخ با نتقام گناهم نمیرد

فسونی امام قلی بیگ شاعر سحر بیان ست و افسون کلامش دلهای عشق گزیده را درمان ست

سالها از گریه ام رفت و چو پیخیزم ز جا — سختی از دل با جگرمی افتد از دامن هنوز

فصیح معروف بنواب شاه فصیح الدین خان ست از رؤسای قصبه ایٹھی مضاف صوبه اوده دست طبعی لطیف و ذهنی شریف دارد و درین زمان بدان مکان آن شاه سریر عرفان کوس لمن الملکی می نوازد نسبش بمحمد بن ابی بکر صدیق رضی الله عنه می پیوندد والد ماجدش نواب سعید الدوله محمد منهاج الدین خان بهادر مرحوم از ارت شاه اکبر ثانی پادشاه دهلی ممتاز و جد امجدش منشی غلام باسط خان بعهده ریاست انشای دیوان گورنری دار الامارة کلکته سرفراز بود و خودش در مملکت بیت السلطنت لکهنؤ بملازمت فرمانروایان آن سرزمین سرآمد روزگار رسانده ناگاه بجاذبه الطاف ربانیه خاک بر فرق دنیای دنی انداخت و دست بهمت مولانا عبد الوالی فرنگی محلی قدس سره داده بتزکیه باطن پرداخت مدتی بحکم سیروا فی الارض کره هند را به پرکار قدم تفرید پیمودی و در اثنای دور و گشت طالبان حق را راه راست نمودی اکنون در وطن برد ساده ارشاد و تلقین متمکن ست و محمد رشید الدین خان برادر کوچکش بملازمت این ریاست در ملک بوپال متوطن از کلام بلاغت نشان فصیح فصیح البیان ست

شعله آهِ جگر در جان مضطر ریخت و سوخت — طائر من همچو قفس آتش از پر ریخت و سوخت

در غم آتش زخانه باد کنان دل امید دوستان — جسمه زارم پاره پاره گبریت احمر یت دوخت
فلک سیاه زد و دل باد من ست — سیاهی فلک نیلگون گواه من ست
سر نعشم گذر آن بیوفا کرد — حقوق دوستی با من ادا کرد
کامل فتد چو عشق کشد حسن نازاو — بر دوش مصطفا قدم بوتراب بود
لاف محبت گزنی پیدا کن اعضای دگر — چشم دگر گوش دگر دست دگر پای دگر
چشم بر من بای و رحم کن — ز حال زارم آن گل را خبر کن
ز ند خنجر بنا و تا بر دل غمیر — جگر را ای دل نالان سپر کن
ز بط خون کبوتر ریز ساقی — کباب سینه مرغ سحر کن
ز رگهای گل باغ نزاکت — قلم ساز و رقم وصف کمر کن
وفای نیست در عالم فصیحا — همین بهتر کزین عالم گذر کن

کاکل ست این یا سواد کشور سودا ست این — یار گ جانست یا عمر دراز ماست این
خاکپای گلرخان یا تاج فرق بیدلان — یا فصیح خسته جان یا عاشق رسوا ست این

فصیح یزدی اسفاری ست وبهار کلامش در بلاغت ریزی وفصاحت باری

غمهای مرده در دل ما زنده کرد هجر — گویا شب فراق تو روز قیامت ست
شهید رسم دیاری شدم که بعد از مرگ — طبیب بر سر بالین خسته می آید
چشم تر از مستی ناز آفریده اند — زلف تر از عنبر در از آفریده اند

فصیحه از طائفه النسوان نامش حبیبه خانم ست وحسن کلام باحسن صوری ومعنوی توامست

جز خار غم نرست ز گلزار بخت ما — آن هم خلید در جگر لخت لخت ما

فصیحی اردستانی ست وفصاحت آبا کلماتش پیوند روحانی

کدام دل که بروزخمی از خدنگ تو نیست — تو صلح گر نکنی کس حریف جنگ تو نیست

فضلی جربادقانی ست وحائز فضائل روحانی ونفسانی

تا کی از خوئی تو دل بار جفا بردارد — آنقدر جور بما کن که خدا بردارد
حل میکنم سیاهی چشم از پئی مداد — تا در لباس نامه ببینیم روئی دوست

فضلی ملا فضل الله قزوینی پدر ملا مقصود دست از جمله آدمی زاد ها و اهل حرمت بود از وست

دل در برم طپید مگر یار میرسد — یا نامهٔ ز جانب دلدار میرسد

فضلی چو غنچه خلعت هستی بخود مپیچ — ق — بر چهره چین مینگن و دامن بخون مکش
چون گل شگفته باش و چو سرو از غم جهان — آزاد باش و منت این چرخ دون مکش

فضولی بغدادی هر چند باین تخلص مشهورست مگر از فضول کلام بفراسخ دور ست

دلا عذرت چسان خواهم که هیچ از من نیاسودی — دو روزی کاندرین محنت سرا مهمان من بودی
اگر میرم نخواهد کم شد آب از چشم نمناکم — بهر سو چشمهٔ خواهد روان شد بر سر خاکم

فضولی نجفی فضولی را از مقالاتش بر طرفی ست

تا در دلت اندیشهٔ بیداد نیامد — هرگز ز من دل شده ات یاد نیامد
یار ما را به ازین زار و حزین میخواهد — به ازین چیست که ما را به ازین میخواهد

فغان لاله لاجی پرشاد دهلوی ست و فریاد و فغانش بلرزه انداز دلهای قوی ست

علاج درد دل از دلربائی آید — وفا نشاید و غیر از جفا نمی آید

فقفور یزدی غیر فغفور لاهیجی ست و صدر نشین دیوان سخن سنجی ست

خوشم که جلوهٔ برقی کند شکار مرا — بدام شعله کشد دانهٔ شرار مرا

فکری غیاث الدین منصور در جملهٔ علوم کامل و ماهر ست و با اینهمه دلها را بسحر حلال سحر ست

صفای عارضش نقصان نگیرد از غبار خط — نگردد تیره از گرد یتیمی آب گوهرها
همچو من بیکس شهیدی هیچ کافر دیده ست — صبح محشر هم دمید و خون من خوابیده ست
بود در هر حلقه چشمی براه انتظار او — سراپا دیده گردیده ست زنجیر جنون من

فکری محمد رضا بیگ شاعر خوش نوا ست و فکر آسمان پیمایش بمضامین عالیه رسا ست

بسنگین رفتن تا بوتم از کوی تو میترسم — که یابد مدعی رازی که در دل داشتم عمری
پنهان نتوان داشت زما صحبت دوشین — با جنبش مژگان تو در سینه خبر بود

فکری سیرک خان ست وشبد یز فکرش را در مضامین رنگین جولان ست

ندیده قطرهٔ خون از جگر برآورده — بدین تو دل از دیده سر برآورده

فگاری قاضی احمد سبزواری ست وشور کلام نمکینش در دلهای فگار ارباب وجد ساری ست

شبها فگاری بیش زین در دسر مردم مده — گیرم نشنید آن سنگدل تاثیر کو فریاد را
رام شد با من بصد خون جگر ترسم که باز — دل بیک بیطاقتی برهم زند کار مرا
بجز رقیب که در آرزوی مرگ من ست — کسی ز حال من ناتوان خبر نگرفت
ای فدایت جان من اکنون غم من میخوری — کز غم عشق تو کار من زغمخواری گذشت
با این خوشم که سخنهای غیر در حق من — چو آه و ناله من در حق تو بی اثر ست
نظر بروی نکو گر گناه خواهد بود — چه ناصحا که بحشر سیاه خواهد بود
دل گهی فرمان من می برد خود کام از چه شد — داشت صبر و طاقتی بیصبر و آرام از چه شد
میطپد پروانه او در اضطراب مردن ست — تو هنوز ای شمع بی پروا تغافل میکنی

فنائی نامش شیخ احمد ست واز فنا و محویتش در نظم بقای نامش تا ابد ست

افتاده بپای لف سمن سای تو از چیست — دیوانه منم سلسله در پای تو از چیست

فنائی میر علی اصغر مشهدی ست ونغمهای دلکش او بصماخ ارباب ذوق نواست

بیخودی ست

غبارم کن خدایا در رهی کان مه گذر دارد — مگر دامن کشان روزی مرا از خاک بردارد

فنائی چغتائی اصیل زاده بود و سفر بسیار کرده و بزیارت حرمین شریفین مشرف گشته و شمشیر زبان زده اول خطاب خانی داشت بنا بر صدور بعضی امور از ان مرتبه افتاد و روزی چند در سیدبود بعد خلاص بدیوانگی افتاد و دست جنون او را کشان کشان بصحرائی برد که کس نشان نداد و صاحب

دیوان ست وشعرش ازان قبیل ست که میرزادگان چغتائیه خراب آن روش اندازند ست

چرا مقصود من حاصل نشد یارب زیارتها — رسد هرکس بمقصودی زیارب یارب شبها
غریبم خاکسارم گوشه ویرانه دارم — بگویم بهر تشریف قدومت خانه روبم
بادهٔ از عکس گل رویتو در جامم شگفت — تا گل روئی تو از بادهٔ گلفامم شگفت

فوقی یزدی هزال ست وغلبهٔ میلش بلغو وهزل ساتر فضل وکمال دیوانش از کلام رندانه لوطیانه مملو والنادر کالمعدوم دروی سخن نیکو ست

گل فصل خزانم خاطر خرم نمیدانم — بظاهر خندهٔ بر لبش دوران میزنم اما
مسافران عدم انتظار ما مبرید — مرا قیامت مردن بصورتی دگرست

رباعی

تا نیست نگردی رهٔ هستت ندهند — وین مرتبه با همت پستت ندهند
سر رشتهٔ روشنی بدستت ندهند — چون شمع قرار سوختن تا ندهی

فوزی بلاغ[illegible] بن حافظ محمد صادق لکهنوی تحصیل حیثیات از خدمت مولوی عبد العلی فروغ وحکیم محمد احسن جاجی پوری ومولوی عبد الصمد پشاوری سلمهم الله تعالی نموده ومشق کتابت نسخ از منشی اشرف علی اشرف ساکن کسمندی مضاف لکهنو کرده وخط نستعلیق از منشی عبد الکریم لکهنوی فراگرفته حافظ کلام الهی وقاری احادیث ختمی پناهی وملازم ریاست بهوپال وکاتب تفسیر فتح البیان ست هرچند شغل شاعری ندارد اما احیانا بنظم می پردازد این چند اشعار ویک قطعه تاریخ ازوست

بسکه وقف سوختن افتاده اند در بزم یار — هست جان عاشق خونبار شمع انجمن
رحم بر خاکستر پروانه کز بهر تو سوخت — کس نمی بیند چنین آزار شمع انجمن
وصالت وعده فرما با دل امیدوار ما — کشد تا چند جور هجر تو جان نزار ما
تمنای می لعل شکرافشان بدل دارم — نخواهد کرد صهبای عنب زائل خمار ما

قطعه

یافت چون نواب صدیق احسن — خلعت رخشان چو مهر تابناک
از ملک اهل زمین را شد ندا — آسمان نازد باین تشریف پاک

فهمی آنش دیانت حسین ابن شیخ هدایت علی نونهال خطهٔ بهار ست وچمن طبعش باغ وبهار بشاگردی عبدالغفور خان بهادر نساخ تمتاز و در فارسی وارد و سخن پرداز نکته فهمی فهمی ازین اشعار فهمی ست

سینهٔ تختی عشاق حزین را — سواد زلف خوبان نام کردند
بروز اولین زهراب غم را — بکام فهمی ناکام کردند
در هفت فلک زنیم آتش — آهی اگر از درون برآریم
منت نکشیم چاره گر را — دلداده درد عشق یاریم
صیاد بهر یک قدمی دام فگنده ست — ای دانهٔ بمرغ که پروبال ندارد

فیض محسن کاشی ست وجل فکرش بخوش تلاشی ست برو آرام

با من بودی منت نمیدانستم — یا من بودی منت نمیدانستم
رفتم چو من از میان تراد انستم — تا من بودی منت نمیدانستم

فیروز کابلی خانه زاد میرزا محمد حکیم بود اصلش از طائفهٔ لنگاه ست خالی از طالب العلمی ناقص و خطی نبود فی الجمله در موسیقی وقوفی داشت وطنبور را بطور تازه می نواخت در سخن فهمی طبعش خالی از شوخی نبود اکثری از دواوین متقدمین ومتاخرین را دعوی میکرد که جواب گفته ام تا چه یافته باشد مگر دران عالم شهرت یابد آزوست

غیر منظور نظر ساخته یعنی چه — بنده را از نظر انداخته یعنی چه
کس ندیدیم بدور تو باین حسن وجمال — قیمت حسن بر انداخته یعنی چه
علاج این تن بیمار چیست جز مردن — برو طبیب مکن رنج خویشتن ضایع

حرف القاف

قاآنی قاآن قلمرو شعر و سخن خاقان خطهٔ کلام فصیح و بیان روشن حکیم میرزا حبیب فرزند میرزا ابوالحسن متخلص بگلشن بست و خاک پاک شیراز مولد و موطن در عمر هفت سالگی گرد یتیمی بر چهره اش نشست و بهدایت لیاقت فطری در سن تمیز رخت بعزیمت خراسان بست و دامن شوق بتحصیل علوم بکمر زده از هر گونه علم و هنر قسطی وافی برداشت و بموزونی جبلی در همان عهد صبا ناطقه را مصروف نظم و نثر میداشت تا آنکه درین طریقه از سخن سنجان عهد بسابق الاقدامی شهرت گرفت و آوازهٔ خوش کلامیش بمسامع مجامع بارگاه شاهزادهٔ شجاع السلطنت حسن علی میرزا رفت باحضارش امر فرمود و منسلک زمرهٔ ندمای خاص نمود بعد زمانی بتقریب احسن و حضور پادشاه جم جاه فتح علی شاه رسانید و بخطاب مجتهد الشعرا مخاطب گردانید و پس از شنقار آن شاه عالیجاه داریکه آرائی محمد شاه بادشاه اورا بخلعت تقرب سلطانی نواختند و بلقب حسان العجم ملقب ساختند بالجمله بر جمله اقسام نظم بکمال طلاقت قادر و از فن شاعری بخوبی ماهر ابیات مقطعاتش قطعات خیابان باغ از ریاحین مضامین عطر آگین نخلخانه سای مشام سخن سنجان و گلزمین قصایدش فضای مرغزار و راغ از گلهای نکات رنگین نظر فریب مناظر نکته فهمان کلمات وحشیانه از لطف تالیفش مانوسانه معانی بیگانه از بیان ساحرانه اش بیگانه مطالب سست بسته بپیشینیان از بندش متین او چست الفاظ بی ربط نادرست گذشتگان از حسن ترتیبش مربوط و درست ممارست در قصیده گوئی بحدی دارد که از غزلیاتش انداز و ادای قصیده می بارد در سنه ۱۲۷۰ هجری قاآن جانشین از سلطنت اقلیم جسد دست کشیده و بسال هفتم ازین واقعه کلیات نظم و نثرش در معموره ممبئی روحی بقالب طبع دمیده آزوست ؎

عید شد ساقی بیا در گردش آور جام را — پشت پا زن دور چرخ و گردش ایام را
خلق را لب بر حدیث جامهٔ نو هست و من — از شراب کهنه میخواهم لبالب جام را
هر کسی شکر تهمد بر خوان و بر خواند دعا — من ز لعل شکرینت طالبم دشنام را

عود اندر عید میسوزند و من نالان چو عود
بی بتی کز خال هندو ره زند اسلام را

حیران کند جمال تو ماه دو هفته را
خجلت دهد رخ تو گل نوشگفته را

خاکم بسر که آب دو چشم بسان باد ها
گرمی فزود آتش عشق نهفته را

ضحاک وار کشته سنانی بیگناه را
بر دوش تا فگنده دو مار سیاه را

حیران زاهدم که بر آن روی چون بهشت
از بلعجبی گناه شمارد نگاه را

چه غم ز بی کلهی کاسمان کلاه من ست
زمین بساط و در و دشت بارگاه من ست

برون نه یک قدم قاآنی از خویش
که از قید دو عالم میتوان رست

شبه شد حال دل قاآنی از اشک
ز جوش سیل ویران شد عمارت

ز دلربائی چشمش شراب مست شود
دران زمان که می از شیشه در ایاغ کند

مگر که مسکن دلهاست زلف مشکینش
که هر کسی دل خود را دران سراغ کند

ز جان شاکر زلفین اوست قاآنی
تو عندلیب نگه کن که مرج زاغ کند

چون ابر در فراق تو از بس گریستم
در چشم من چو چشمه خورشید نم نماند

غم عشق تو آزادم ز غمهای جهان دارد
بدان غم کرده شادم خدایت شادمان دارد

موئی تو بروئی تو عبیر ست بجعد
خال تو بچهر تو سپند ست بر آتش

زاهدم گفت ز دین شرم کن و باده مخور
می حرامم بود آری خبر از دین دارم

جام می ده که ترا عرضه دهم راز جهان
که من اندر دل خود جام جهان بین دارم

بجرم عشق تو گر میزنند بردارم
گمان مبر که ز عشق تو دست بردارم

مگو که جان مرا با تو آشنائی نیست
که با وجود تو از هر چه هست بیزارم

گر بدانم در بهشتم مے برند
کافرم گر پا کشم از کوی تو

پای قاآنی رسد بر ساق عرش
گر نهند سر بر سر زانوی تو

صد خرمن جان را بیکی جلوه بسوزی
صد کوه گران را بیکی غمزه بکاهی

نارا رنه بگنجت از چیست پاسبانی — ابرا رنه بحجرت از چیست پرده داری
شب وصال تو دانستم از چه کوتاه ست — تو خود ستاره روزی چو پرده بکشائی
تا چند سرائی که چنین ست و چنان ست — آن آکه بجز نام دگر هیچ ندانی

رباعی

آن نرگس مست فتنه انگیز نگر — آن خنجر مژگان بلاخیز نگر
در عهد ملک که باده مستی ندهد — اندر کف مست خنجر تیز نگر

رباعی

گاهی هوس باده رنگین دارم — گاه آرزوئی وصل نگارین دارم
گه سبحه بدست وگاه زنار بدوش — یارب چه کسم کیم چه آئین دارم

قاسم علی قصه خوان طوسی ست و دلش را بموزونی کلام مائلی و مانوسی ؎

چو توئی نبوده هرگز بوفا و مهربانی — بتو هیچکس نماند تو بهیچکس نمانی

قاسمی مازندرانی ست و خط زبانش از حضرت قسام ازل قسم خوش بیانی ؎

چو مجمر آتش سودا بر آید دود از جانم — بوی آنکه بر سر گستر لطف تو دامانم

قبولی یزدی ست و کلامش مقبول و پسندیده ارباب بخردی

نام رقیب بر لب جانان من گذشت — واقف نشد کسیکه چه بر جان من گذشت

قدرت لاله مشتاق رائی ست و قدرتش در نظم معاصران را حسرت افزائی ؎

نشد در زندگی چون از قفس خار من — چه حاصل بعد مردن گر بگل گیری مزار من

قدری شیرازی ست و کمانداز طبعش بسهام مصاریع سنجیده و در قدر اندازی ؎

بهر نگاه تو صد خون اگر کنم دعوی — زمانه با همه خصمی گواه من باشد

قدری بر نظم قدرت داشت و شعر خوب میگفت در منتخب التواریخ ذکرش کرده و این بیت از و آورده ؎

وحشی — چندان امان نمیدهد دم یکدمی که جان — داند که چون برآید و قربان او شود

قزلی دماوندی ست وسخن را بقرب طبعش ارجمندی و سربلندی ست

میفرستم برِ او قاصد و میگوید رشک — سببی ساز خدایا که بمنزل نرسد

قفالی — قفالی علی پسر ملا درویش فتحپوری ست در سیزده سالگی شرح شمسیه میخواند و طبعی بغایت فیاض داشت سلیقهٔ او بشعر بسی مناسب افتاده بخدمت شاهزادهٔ بزرگ اکبر پادشاه می بود این تخلص را از انجا یافته فارسی فهمیدن و گفتن درین سن عجب بود چه جای شعر گفتن از دست

گر حسن صنم جلوه گر صومعه گردد — سجاده کشان سبحه بزنار فروشند

نقد دو جهان کس نشناسد ز خریدار — انجا که متاع دل افگار فروشند

قتیلی — منم که یافته ام ذوق نشتر غم را — زریش سینهٔ من خجلت ست مرهم را

قتیلی قاسم بیگ افشار کلامش را در بزم سخنوران عزو اعتبار ست

با کم از کشته شدن نیست ازان میترسم — که هنوزم نفسی باشد و قاتل برود

قتیلی آن صبر و قراری که بآن می نازی — بنمایم بتو چون او دو سه منزل برود

نه بمیخانه دل قرار و نه بکوی یار گیرد — چکنم مگر بمیرم که دلم قرار گیرد

قندی — قندی در عهد بیرم خان از ماوراءالنهر باگره آمده طالب العلمی میکرد از و غیر این ابیات دیده نشد

صومعهٔ طاعتم گوشهٔ میخانه شد — سبحهٔ زر و شیم نعرهٔ مستانه شد

خرقهٔ زهد و صلاح در گرو باده رفت — غلغل تسبیح و ذکر قلقل پیمانه شد

قندی بی خانمان سوی حرم میشتافت — زد صنمی راه او جانب بتخانه شد

قوسی — قوسی در خدمت خان کلان ازاهرا اکبر پادشاه می بود و در تراشیدن خلال و شانه از امثال آن بیمثل و عدیل زمانه بود از و ست

نگار قوسی درهم از زنجیر زلف یار او ست — همچو زلف یار دایم صد گره در کار او ست

قوسی طوسی در ترکش فکرش هزاران تیر دلنشین مضامین معقولی و محسوسی ست ؎

جائیکه توئی نیست کسی را گذر انجا　　از من که تواند که رساند خبر انجا

قیدی کرمانی ست و در قید ذہنش آہوان لطائف جہانی ؎

در سینہ آہ گم شد و در دل اثر نماند　　ای جان تو ہم برو که درین خانه کس نماند

حرف الکاف

کاتب یزدی ست و روی کلمات مشکینش منور بروشنائی ابدی ؎

دی جانب صحرا خواند آن ترک بپسر مارا　　مشکل که کسی بیند در شهر دگر مارا

ترسم که کند محنت ہجر تو ہلاکم ؛　　جائے که تو ہرگز نبری راه بخاکم

کاتبی محمد کاتبی تبریزی غیر کاتبی اصفہانی ست و در حسن خطش یدی طولانی ؎

خوش ست گفتن دیرینه ماجرای دویار　　بشرط آنکه نباشد دران میان حکمی

کامل پنڈت سدا شکه کشمیری کام دلش لذت گیر ذائقهٔ مذاق فقیری ست ؎

خاکم بباد رفته و بر مشهدم ہنوز　　دارد سمند ناز تو جولان تازه

کرمی کاشانی ست و فیضان مطالب عالیه بردلش از مکارم ربانی ؎

چراغی می برم در خاک از دامنت پران مردن　　که بزم کشتگان عشق را بی سوز نگذارم

بمیتو چو خون فشان کنم روز وداع دیده را　　شربت واپسین دہم جان بلب رسیده را

کلامی اصفہانی ست و دود شعلهٔ آوازش دیده دل را سرمه صفاہانی

نه از مستی ست مائل ہر طرف قد چو شمشادش　　گرانی میکند از بار دلہا سرو آزادش

دوشش در آئینه عکس روئی خود انداختم　　داشت بار روئی تو دعوی زردروئی ساختم

کلامی مولانا صدر الدین لاری ست و صدر آرای دیوان خوش گفتاری ؎

دل ابروز وصلش یاد آورم شب و روز　　تا گرہیهای شادی را نظر نه بندد

کلامی قمی در جوانی بہند رسیده طبعش خالے از شوخی نبود آزوست ؎

همه تن خون شوم زو دیده چکم گر بدانم که گریه را اثر است +

کلائی

کلائی ملقب بافضل خان در فنون علم بهره داشت از وکن بهند آمد و در سلک ارباب شرع شریف داخل شد آخر بدکن رفت و بهمانجا سفر آخرت گزید از وست ؎

ز عشق جز بدل خویشتن نگویم راز که دل سخن شنود از من و نگوید باز

سر بپای او نهادم سرگران از من گذشت چون گرفتم دامنش دامن کشان از من گذشت

کمال

کمال سبزواری آب زلال جوبار طبعش را در مذاق طباعان کمال خوشگواری ست ؎

کند غیر از زبان من نصیحت آن جفاجو را باین تقریب میخواهد بمن دشمن کند او را

چون مرا دشمن خود میشمری نیکو نیست که کسی اینهمه غافل بود از دشمن خویش

کمال

کمال گیلانی کمال الدین محمد ابن غیاث الدین محمد شیرازی شیخ کمال اشتهار کمالش را از شرح و بیان بی نیازی ؎

بر لب بام از فغان من بناکام آمدی بر لب آمد جان من تا بر لب بام آمدی

کمالی

کمالی نیشاپوری ست از کمال طیب انفاس او سواد دیوانش مشکین و بیاضش کافوری ؎

خوش آن مردن که چون میمردم از جورت بنالیم بنوعی منفعل بودی که سر بالا نمیکردی

کوکب

کوکب نامش ستاره با نو گویند دختر شیخ سعدی شیرازی بود احیانا بسخن سنجی میل می نمود این شعر بوی منسوب ست ؎

عشقبازان رو بسوی قبله آن کو کنید هر کجا محراب ابروش نماید رو کنید

کوکب

کوکب خواجه اسدالدین ابن خواجه عبدالنبی منشار اجداوش خطه دلپذیر کشمیر ست و والدش بشغل تجارت در کلکته جاگیر بوده و کوکب زمانی بتحصیل علوم در مدرسه عالیه کلکته اشتغال داشت و مدتی بتصدی عهده پای جلیله بسرکار انگریزی علم شهرت افراشت آخر العمر دل برترک و تجرید نهاد و دست ببیعت شاه نجیب الله شهباری داد و در ۱۲۷۶ هجری کوکب حیاتش در وبال زوال افتاد و دیوانی ضخیم دارد این سه بیت ازان بحکم گلی از گلزاری هدیه آذان باد ؎

آه شبم گر اثری داشتی — شامه فرانش سحری داشتی
آنکه بیک غمزه مرا قتل کرد — کاش بگورم گذری داشتی
پیش تو هم خوار نبودی چنین — کوکب اگر مشت زری داشتی

کیفی کیفیت صهبا کلامش دو بالاست و هر دو مصراع فردش دو گردن مینا ؎

تنم خاک رهی سر زیر پائے — غریب افتاده هر عضوی بجائی

رباعی

مارا نبود دلی که کار آید ازو — جز ناله که در دمی هزار آید ازو
چندان گریم که کوچها گل گردد — نی روید و نالهای زار آید ازو

رباعی

موسی ام و راضی بتجلی نشوم — مجنونم و خوش بوصل لیلی نشوم
آزرده چنانم که اگر هر دو جهان — گردد بمراد من تسلی نشوم

حرف کاف فارسی

گرامی آغا باباخان زاد بوش خطه اصفهان است از وطن در شاهجهان آباد رسیده و در سلک سپاهیان نواب نجف خان بهادر منسلک گردیده از بهادران شیرانه بود و اشعار مردانه موزون مینمود ؎

از باغ بویرانه مرا باد صبا برد — خاکم ز کجا بود و نصیبم بکجا برد
زین داد و ستد همت من هیچ نیندوخت — هر چیز که از شاه گرفتیم گدا برد
محکمین و وفا رسم فریبندگی ما — خوبان نتوانند بشوخی دل ما برد
از یمن وفاداری و اخلاص گرامی — جانی بسلامت ز سر کوی وفا برد

گلشن در عهد محمد شاه پادشاه دهلی زنی بود از شاهدان بازاری دلربا بتناسب اعضا و حسن صورت و شیرین گفتاری لاابالی سخن با صلاح میر محمد تقی خیال مصنف بوستان خیال سخن گفت و هر چه میگفت نیکو میگفت ؎

بخیال قد رعنائی تو ای غیرت گل — سرو آهی ست که از سینه گلشن برخاست

حرف اللام

لالی میرخورد سبزواری سخن سنج خوش مقال ست و زبان خرده و بزرگ در وصفش لال ؎

باین شادم که باشد یار سرگرم جفای من — که یادی میدهد از اعتمادش بر وفای من
آورد در حجاب از من و من منفعل از و — در حیرتم که چون طلبم کام دل از و

لسانی کاشی زبانش شیرین وکلامش نمکین ست ؎

خوبان نکشیدند از کف ما طرهٔ پرخم — تا سلسلهٔ ما و شما نگسلد از هم
هرگز ثمر مدعا و نخل بیان ما — باشد ز برگ بید زبان در دهان ما

لطفی نیشاپوری غالباً غیر لطف امدست و بحقیقة الحال لطیف علیم آگاه ؎

چه لازم ست تو بدنام قتل ما باشی — ستاره و سپهری و روزگاری هست

لطفی میر لطفی منجم ندیم پیشه نیک خو بود چند گاهی در گجرات ماند ابیات اساتذه بسیار بخاطر داشت تا آنکه شبی هزار بیت بتقریبی بخواند از دست ؎

دلم گر شعلهٔ آتش شود افسردگی دارد — گل بختم گر از جنت دمد پژمردگی دارد
هزار آه که در حسرت بالای تو کردم — نخل چمن آرای پشیمانی من شد

لعلی میرزا لعل بیگ ولد شاه قلی سلطان بدخشی ست جوانی در نهایت شرافت ولطافت بود و بحسن صورت و پاکیزگی سیرت معروف از ملازمت شاهزادهٔ سلطان مراد بلاهور آمد

این شعر از وست ؎

بر بگذار تو چون خاک ره شدم ترسم — که نگذری بمن و بگذری براه دگر

لوائی پیرزادهٔ سبزوارست طبع شعر داشت و مدتی در خدمت آستانه اکبری بود در لاهور بسنه ۹۹۵ دیواری از تند باد حوادث بر سر او افتاد و نقد حیاتش بر باد رفت پیرزاده از جهان رفت تاریخ ست از وست ؎

در پیش غیر زان نکنم گفتگوی تو — تا جای در بغل نکند آرزوی تو
اهل هوس ز شوق چو نام بتان برند — ترسم که نام او بغلط در میان برند

حرف المیم

مالک دهلوی ست و ناظم ملک نامه ای

بعد فریم اول دام وفا نهادی — پای دلم چو بستی دست جفا کشادی

مانی مشهدی ست و مصور مضمونات مطالب موجدی ای

مردم بزبان کشند فریاد — فریاد ز بیزبانی من

ماهری کشمیری کاشی در کلام ساحری ست و از ماهران این فن در عهد اکبری ای

در حلقهٔ ما زمزمهٔ سور نباشد — ما غمزدگان را دل مسرور نباشد
ویرانهٔ دل چون بتصرف ندهد — بگذار که این غمکده معمور نباشد

مائل میرزا قطب الدین ازم دم دهلی ست و بسوی اقطاب کلام بوضع قطب نما طبعش را میل دلی ای

جوش زن ای نو بهار تا همه دستان شویم — شور کن ای عندلیب تا همه نالان شویم
زمستی ما را قضا داد دست کتانی قبا — جلوه کن ای مه لقا تا همه عریان شویم

مبتلا منشی اجمد بیجاپوری شاد دهلوی ست و در انشا مضامین دستگاهش قوی ای

شمع چون در بزم گرم محبت آرائی شود — سوزش غیرت بهار آتش زند پروانه را

متین کاجی سهای الله آبادی ست و برهنانت او کلامش منادی ای

من چگویم تا چها دیدم ز دانائی متین — ای خوشا وقتی که حاصل بود نادانی مرا
آزد دست من چو دامن دلدار میرود — کارم ز دست و دست من از کار میرود

محمد خواجه مجدالدین خوافی بهمد اکبر پادشاه و بهندوستان نهاد و همین جا جان داد بیتی

پیوسته بیاد لعل شیرین فرهاد — میکرد ز تلخکامی خود فریاد

جان داد و نیافت کام از آن لب ‌ حیران شیرینی نگفت و جان بتلخی بداد

مجرم میرزا جعفر مشهد پدری سنت و از جمله جوانان بگذشت مدتی در هندوستان بسنت نشان رسید و در آنجا بمیرد و سیاست بود و بوطن باز گردید

قتیل خنجر مژگان شدم امانم نده ‌ که خنجر سینه درد میکشد یا سینه خنجر را

دلم اگر نشنید آید از یار خبر چیزی ‌ گمان نشنید بگوشش او خبر چیزی

مجلسی از خطه هرات جامع مکارم صفات بود

چو زمان گردش نکونی دوست سر بپیچند ‌ تا نگردم از تو دور اینجا خاک بر سر میکنم

مجیب درویش عبد المجید قزوینی بزرگ منش باکمال دون را اندیشی و دور بینی بود

آه از شب هجران تو و روز قیامت ‌ کاین را نبهی از پی نه وآن را سحری نیست

محزون نامش محمد حسین بود و شعله آوازش محزون انوار العین

چرا نبود ه شادی در دل من خانه میسازد ‌ همین دم سیل غم می آید و ویرانه می سازد

محسنا از مردم شیراز بود و در سخن سنجی ممتاز

سرو در مجلس عشاق آه و افغان ست ‌ در و پیمانه لبریز چشم گریان ست

خیال بوسه بر ان گردن بلند منست ‌ لبی که میرسد انجا لب گریان ست

محسن کاشانی بطریقه قدما در خوش بیانی ست

از ان معجبت یاران کشیده دامانم ‌ که معجبت دگرے میکشد گریبانم

محمد میرزا حکیم حافظ قرآن مجید بود و سرشاری عشق سرمد

مرا نیش عشق را نامزم که از بهر علاج او ‌ مسیح ار بر سر بالین رود بیمار میگردد

محمد بندش سخن را محکم می بندد

بلبل بفغان من بخموشی غم خود را ‌ هر کس بزبانیکه تواند ادا کند

محمد آملی بمشرب صوفیه تحقق ست و با وجود محمدیت اسم و تخلص از طریقه نجیبه بیگانه نبود از نجابت

نام دیوانش تجانه

مجلس عاشقان مفلس را — شیشه هم مطرب ست وهم ساقی
دانی از چیست چنین مفلس — خود فروشی ز من نمی آید

محمد کسکنی گفتار میرزا یانه او از توصیف مستغنی ست

فریاد از ان نرگس مستی که تو داری — آه از دل بیگانه پرستی که تو داری
گل نیم شب شگفته شود در حریم باغ — تعلیم گلرخان بچمن ایقدر بس ست

معنی ابوالفیض رباعی ست واز همه بای انقطاعش گلزار سخن را تازگی دیگری ست

با توکل گر درین بحر آشنائی می شود — با وجود دست و پائی دست و پائی میشود

محمود از مردم تبریز ست وبنام دانش زبانه لطافت لبریز

سیاه بختی ازین بیشتر نمی باشد — که مجلس دگران روشن از چراغ من ست

محوی مخلص بیک محبوبان خوبان معانی و آئینه حسن بخندانی ست

ز حال محوی آزرده دل چه میپرسی — بگو نگار ستمدیده با وفا نی ست
دگر گر در آید بقصد کشتن محوی — از دست غمت مردگی یاد نکردی

مقصود کاشی برادر باقر خرد و تلمیذ میر حیدر معمائی و مصاحب میر غیاث الدین منصور ست
و گنج شایگان نظمش نامخان زمان را مقصود و منظور ست

کام جویان دامن معشوق دارند آرزو — ورنه لیلی دوست را خود دامن صحرا بس ست
صبا دارد بکف چوگان زلف عنبر افشانش — ببازی میبرند هر لحظه بر گوی زنخدانش

مقصود تیر گر هر مصرع اشعارش تیر ست بر جگر رباعی

گر با غم عشق سازگار آید دل — بر مرکب آرزو سوار آید دل
گر دل نبود کجا وطن سازد عشق — ور عشق نبا شد بچه کار آید دل

محوی میر محمد دلست و خیال منشی ملک خود و سه کشور هندوستان بود و هیئه او در جمالنه نگاشته

نقیب خان در آمد طبع نظم داشت و اشعار منشیانه میگفت آنوست ؎

از مشکناب غالیه بر یاسمین بکش ... بر گرد آفتاب خط عنبرین بکش

رباعی

شوخی که بود خاکدر خش منزل من ... جز جور و جفا نیست ز وحاصل من
از گوشهٔ بام چون خرشش را بینم ... چشمش فگند تیر جفا بر دل من

محمتی حصاری طالب علمی بقدری داشت و در مدرسهٔ دهلی می بود بمنصب قضا امهز گشت و تخلص مذکور از حضور پادشاه یافت و بهمدران بلده از محنت سرای دنیا در گذشت آنوست

یافتم در گذری جامی کفش پایش را ... چون نمانم رخ خود یافته ام جایش را
بفکر موی میانت دل کسان گم شد ... دل شکستهٔ ما هم دران میان گم شد

محب شیخ محب علی بلگرامی مؤلف جریدهٔ مفیده و درین کتاب مقاصد ارجمند آورده و رباعیات دلپسند ایراد کرده صاحب صدق وصفا و والی دار الامارة ذکاست این رباعیات ز کتاب اوست

رباعی

از بهر فساد و جنگ بعضی مردم ... گردند بکوی گمرهی خود را گم
در مدرسه هر علم که آموخته اند ... فی القبر یضرهم ولا ینفعهم

رباعی

از نسب نیست نسبت مردم ... هر کسی را نفس خویش شرف ست
شرف در بجوهر خویش ست ... نه ز پاکی گوهر صدف ست

بعده گفته بعضی از اولیا کمل چون ابو حامد اسود زنگی و ابو الخیر حبشی و کرخی و سری و شیخ معروف و ذوالنون پدر ذوالنون مصری و ابو نصر سراج و ابو الحسن نساج و عبد الملک سکاف و ابو نصر خفاف و ابو عبد الله جلاء و ابو حفص حداد و ابو العباس قصاب و حمدون قصار و ابو علی رقاق و ابو جعفر سماک با وجود عدم شرافت نسب بمرتبهٔ عالیه ولایت فائز گشتند انتهی رباعی

خواهی که شوی خلاصهٔ نوع بشر — باید که فراموش کنی نام پدر
در فضل و هنر کوش بمیدان ادب — از اهل کمال معرفت گوئی ببر

ربا عی

انسان که بصورت همه چون یکدگرند — باید که بعین مهر در هم نگرند
نام پدر و مادر صوری نبرند — کین قوم ز یک مادر و زیک پدرند

ربا عی

ای طبع تو سرشته با کبر و منی — دانسته تمام خلق را دون و دنی
هر جا که روی لاف اصالت چه زنی — چون اصل تو از گل ست یا آب منی

ربا عی

ای طبع تو خو کرده بآئین خلاف — تا چند زنی از نسب عالی لاف
در نفس تو گر فضیلتی هست بگو — باقی همه از قبیل حشوست و گزاف

ربا عی

ای کرده سلوک در بیابان طلب — زنهار مکن مفاخرت بهر نسب
چیزی که بآن فخر توانی کردن — عقل ست و حیا و عفت و علم و ادب

ربا عی

چیزی که نه روی در بقا باشی زو — آخر هدف تیر فنا باشی زو
از هر که بمردگی جدا خواهی شد — آن به که بزندگی جدا باشی زو

ه

گر ز غوغای نفس اماره — از جلیسے نباشدت چاره
شو انیس کتابهای نفیس — اِنّها فی الزّمان خیر جلیس

ربا عی

دیوار سرایت ار بود از آهن ‌ ‌ ‌ ز نهار مشو تسلی از عصمت زن
کاخر بهزار حیله بیرون آرد ‌ ‌ ‌ چون رشته تسبیح سراز صد سوزن

رباعی

دشنام اگر دهد حسیسے ‌ ‌ ‌ چاره نبود بجز شنیدن
گر پای کسی سگی گزیده ‌ ‌ ‌ با سگ نتوان عوض گزیدن

رباعی

باشند زنان بعقل و ایمان همه سست ‌ ‌ ‌ هرگز نکنند عهد و پیمان درست
مشکل که شود بآخرت زاهل نجات ‌ ‌ ‌ هرکس که خلاص خود ازین قوم نخست

مدامی بدخشی سلیقهٔ شعر داشت چندگاهی در ملازمت میرزا عزیز کوکه بود ازوست

دلا صد فتنه برپا زان قد بالاست میگوئی ‌ ‌ ‌ ازان بالا بلا بسیار دیدم راست میگوئی

درین زمین بسیاری از شعرا گفتند و همه گرد و پیش یکدیگری گردیدند اما مزه ندارد و در نمیخی هیچ شعری بهتر ازین بیت ذیل دیده نشد

راستی فتنه انگیزست سرو قامتت ‌ ‌ ‌ هستی ما جز دروغ مصلحت آمیز نیست

مذاقی اصفهانی کرپاس فروشی بوده در ۱۰۸۰ هجری جامهٔ تن ترک نموده

اگر گردی نشیند از ره آن نازنین بر من ‌ ‌ ‌ بود باد صبا رامنت روی زمین بر من

مرتضی قلی بیگ خودش خوش گفتار ست و اوراق اشعارش رشک تختهٔ گلزار ست

زمیان چو رفته باشم بکنار خواهی آمد ‌ ‌ ‌ چو بکار من نیائی بچه کار خواهی آمد

مرتضے قلیخان پسر حسن خان شاملوست و فکرش رسا و کلامش نیکو ست

چنان جوش محبت گرم دارد آشنائی را ‌ ‌ ‌ که گر صد سال دور افتم نمی فهمم جدائی را

معمار خود مشو کز کنه خانها خراب ‌ ‌ ‌ ویرانه شو که از تو بنائی شود بلند

میر مرتضی شیرازی نبیرهٔ سید شریف جرجانی قدس سره ست در علوم ریاضی و اقسام حکمت

وسنطق کلام فائق بر جمیع علمای آن ایام بود از شیراز بمکهٔ معظمه رفته علم حدیث از شیخ ابن حجر
مکی شافعی اخذ نموده اجازت تدریس یافت واز انجا بدکن واز دکن باگره آمده بر اکثر از
علمای سابق ولاحق تقدیم یافت وبدرس علوم مشتغل شد تا آنکه در ۹۸۳ بروضهٔ رضوان
خرامید نعش اورا از جوار امیر خسرو دهلوی بمشهد بردند این بیت از وست ؎

خاطر جمع ز اسباب میسر نشود　　تخم جمعیت دل تفرقهٔ اسباب ست

غالباً ماخذ این شعر آن عبارت ست که جمعی گمان بردند که جمعیت در جمع اسباب ست در تفرقه
ماندند و فرقه بیقین دانستند که جمع اسباب از اسباب تفرقه ست دست از همه افشاندند

مرلقفی سید سیوستانی ست وسالار قافلهٔ شیوا بیانی از وست ؎

کی رود از دل خیال یار پرتمکین ما　　عکس او در دیدهٔ آیینه مردم میشود
نایاب شد ز بسکه سخاوت در جهان　　عنقا بود کسی که بسگ استخوان دهد

مردمی محمد هاشم از مردم مشهد ست و باستناد اصحاب دواوین مردمی در مشاعرهٔ فارس
وهند مستند ؎

کنم بهر که رسم شرح بیوفائی تو　　که دیگری نکند میل آشنائی تو
آدمی باید که بی حالت نباشد هیچگاه　　گر لب خندان نباشد چشم گریان هم خوش ست

مرشد از طباعان شیراز ست و مرشد سخنوران دمساز ؎

پهلوی سگ تو جاست مارا　　جائے به ازین کجاست مارا

مرادی استرآبادی از طبقهٔ سادات انجاست بهندوستان آمد و در ۹۸۹ فوت شد
نتایج طبع او خیلی بیادگار ماند از انجمله این ست ؎

بنمود رخ ز پرده که صبح صفاست این　　یعنی کمال قدرت صنع خداست این
طالع نشد شبی ز رخت کوکب مراد　　بیطالعی و تیرگی بخت ماست این
زنهار خوشدلی و فراغت طمع مدار　　در خاکدان دهر که محنت سراست این

نامعلوم

نامعلوم

نامعلوم

نامعلوم

بگذشت دی بخاک مرادی و گفت یار — در راه عشق کشتهٔ سنگ جفاست این
ای سیل غم ز دیده غبار رهش مشوی — ما را چو یادگار از ان خاک پاست این
کیم من و ز ان گل چهره همچون غنچه التنگی — گرفتار جنون دیوانه باسایه هم جنگی

هروی ابن علی نام دارد در ملازمت اکبر پادشاه می ماند از وست

سر زلفش بران رخ از نسیم آه مالرزد — چو دود شمع کز آمد شد باد صبا لرزد

مسرت لاله عوض رای شاهجهان پوری از محسنات طبعزادش زمین سخن را معمور ساخت

فتد وقت تماشا شتابم — کمر پایهٔ تازگاهم
عشوه طرز نگهش بیند و خونریز کند — فتنه بر سنگ دلش تیغ ستم تیز کند
محو بوشیوهٔ کج بازئ اویم نم — دل عبث شکوهٔ آن زلف دلاویز کند
رقص معنی عجبی نیست مسرت امروز — که صریر قلم نغمهٔ تبریز کند

مسعود قمی ناطقه اش را با موزونی همدمی ست

گفتمش سالها بخاک رهت — سوده ام روئی خویش گفت چه سود
بمیتو چون در گریه خوابم می برد — خواب می بینم که آبم می برد

مستغنی کشمیری مولد لاهوری موطن ست و شاعر عهد اکبری ماهر فن شعر و سخن رباعی

من خنده نیم بطبع عاشق ناساز — یا گریه که بر روئی روم چون غماز
یا نالهٔ که سر بگوش بیگانه نهم — من درد دلم خلوتی محرم راز

مسیحا رکن الدین مسعود کاشی ست و اشعارش مشعر خوش تلاشی

بیا پیش ای جوان و دیدن خود بر من آسان کن — که من پر پیرم و نزدیک هم دشوار می بینم
بتقریبی بیا و او دهد نام مسیحا را — در ینصورت توان گرد سر غماز گردیدن
آنقدر گرد کدورت بدلم آمده جمع — که اگر پا یم ازین پیچ و خم آید بیرون
لنگ لنگان در دروازهٔ هستی گیرم — نگذارم که کسے از عدم آید بیرون

فاسیحا

مسیحا ملا سعد الله اصلش از سهانپور ست اما به پانی پتی مشهور مسیحا انفاس دقیقه شناس ست

مثنوی رام وسیتا از دست وکمال اغراق در و ست

دل از عشق محمد یش دارم　　رقابت با خدائی خویش دارم

منه در تعریف سیتا

تنش را پیرهن عریان ندیده　　چو جان اندر تن و تن جان ندیده

در بزم عاشقان چو برآرم ز سینه آه　　چون هیزمی که دود کند دورم افگنند

فشفقی

مشفقی از اعیان کاشان ست و بر جان سخن از التفاتش احسان ست

قاصدم مژده بیماری اغیار آورد　　جان فدایش که رساند خبری بهتر ازین

فشهدی

مشهدی قمی مصروف ترانهای خوش بکمال بیمعنی ست

بر رویم از قفس در فیضی تو ان کشود　　من هم ز آشیان بامیدی پریده ام

فشفقی

مشفقی بخاری اصلش از مرو ست بعضی مردم در قصیده او را سلمان زمان دانسته اند

و غلط عظیم کرده دو مرتبه بهند آمد و رفت از و ست

در عاشقی ملامت بسیار بوده ست　　آسان خیال کردم و دشوار بوده ست

چو نقد هستی مجنون غم نگاری بود　　خدا بنقد بیامرزدش که یاری بود

کشور هند شکرستان ست　　طوطیانش شکر فروش همه

هندوان سیاه چون یکسان　　چیره بندو نکو چه پوش همه

فصلح

مصلح محمد صالح استرآبادی بود بعهد شاهجهانی در ولایت دکن گوی کامیابی می ربود و

مجردان چه عیب گر ز ورطه بیخبر اند　　که دست و پای شناور در آب عریانیست

غمگین نشین ز تنگدستی　　چون دست تهی کشاده رویش

فمصور

مصور کاشی ست و تصاویر خیالی را کلکش در نقاشی

من غریب بزلف تو مبتلا گشتم　　باین وسیله بیک عالم آشنا گشتم

مضمون

مضمون میرهاشم ساکن عظیم آباد ست و میرمغز موسوی خان او را اوستاد سرا پا مضمون بود و
وهمه تن موزون ؎

آخر ز فیض پیر بمقصد جوان رسید — این تیر بر نشانه بزور کمان رسید

بهیچ قصیده نشد مصرع پیچیدهٔ زلف — مو بمو شرح کن ای شانه چه معنی دارد

تر دماغیهای بلبل از ملاقات گل ست — صحبت یاران رنگین کار صهبا میکند

مطلع

مطلع محمد علی درفن نظم از مهره ست و مطلع مهر دانش شهر متهره ؎

ما التجا بچشم و دل خویش برده ایم — زین جام و شیشه مطلب خود پیش برده ایم

سخن بر مزواشارت تمام گفت و نگفت — نگین مقابل من کرد و نام گفت و نگفت

مظفر

مظفر مظفر حسین از مردم کاشان با قیم ست و با لباس درویشی مظفر و منصور در معرکهٔ تکلم

خوشم با ناتوانی گرچه هر ساعت زپا افتم — که وقت رفتن از کویش چو برخیزم بجا افتم

مظفرا زخواف بود و با هرات خود بین و متعلی صاحب ترهات ست ؎

شهی که رونق مه بود روی رخشانش — زپسته تنگ شکر ریخت لعل خندانش

میان آن رخ و خورشید فرق نتوان کرد — چو سر بر اورد از مشرق گریبانش

مظهر

مظهر میرزا غلام علی متوطن دهلی ست و معاصر میرزا مظهر جان جان این در عنفوان شباب
و آن در کهلی ؎

کرد تسخیر دلم شاهی که در دوران او — ناز دستور ست و ناظر چشم و ابرو حاجب ست

مظهری

مظهری کشمیری صاحب دیوان ست حالت او از زبان ابیات میتوان دانست ؎

تو عهد استوار ندانسته که چیست — بودن بیک قرار ندانسته که چیست

اقبال حسن کار ترا پیش می برد — ورنه صلاح کار ندانسته که چیست

فدای آینه گردم که بوستان مرا — درون خانه بگلگشت بوستان دارد

معجز

معجز نامش محمد نظام ست و با عجاز فکرش در خطهٔ سخنوری انتظام ؎

در گریه نالها که بکوئی تو میکشم فریاد میکنم که مرا آب مے برد

فائض

معز میر معز الدین یزدی باحتوای علم و فضل حائز سعادت ابدی ست در عهد جهانگیری بهندرسیده با تالیفی شاهزاده پرویز مفتخر گردید ؎

وحیئی که جان و مد بدن نغمه نی ست آبی که خاک بر سر آتش کند می ست

فائض

معزی هروی از سادات طباطبا ست در ایام طفلی بکامران میرزا هم سبق بود و قریب پنجاه سال در هند گذرانید و در ۹۸۰ از عالم رفت ؎

چند داری ای فلک چون ذره سرگردان مرا تا کی داری بغربت بی سر و سامان مرا

گفتم آه و درد دل خود برون کنم در دم آه کم نشود آه چون کنم

فائض

معنی جامی جام طبعش لبالب از صهبای معانی ست ؎

از صد سخن بخنده یکے گوش میکنی آن هم نگفته ام که فراموش میکنی

فائض

معنی وجه الدین خان از قاطنان حیدرآباد ست و سخنش را با موزونی ایتلاف و اتحاد ؎

صبح چگونه در دمد و بنما که همچنین شام چه رنگ سر زند زلف کشا که همچنین

شد بچه رنگ غنچه را دست صبا گره کشا از سر ناز وا نما بند قبا که همچنین

فائض

مغربی نامش محمد شیرین ست و در شهر تبریز از اکمل عارفین بود بدیار مغرب رفته و خرقه خلافت از مشائخ سلسله حضرت ابن عربی قدس سره یافته و در ۹۰۹ هجری بمغرب عقبی شتافته دیوانش که وحدت اندر وحدت اندر وحدت ست همه اش مشرق آفتاب معرفت ربانی ؎

در خلوت تاریک ریاضات گذشتیم در واقعه از سبع سموات گذشتیم

دیدیم که اینها همه خوابست و خیالات مردانه ازین خواب و خیالات گذشتیم

بر آب حیات تو جهان همچو حبابی ست او نیز اگر با درد از سرش آبی ست

فائض

مفتون نیاز علی خیرآبادی فریفته جمال مضامین ابداعے و ایجادی ست ؎

بر گرد فتاری من طعنه چرا حلقه زلف سیاهش نگرید

مفتون شیخ مومن علی ساکن قصبهٔ کاکوری کلام نمکینش در تغزل بکمال شور و شوری ست
از شاگردان غلام مینا ساحر بوده با سالیب سخن ماهر ست

زهی ذوق خوشگواریهای آب خنجرش هردم — بیکدیگر لب هر زخم شوق گفتگو دارد
حدیث تلخ گویان لعل شکرین برخاست — بلا بلی ست کز دشنام انگبین برخاست
بهرنگ پیکر تصویر احمد عرشی — وگرنه از قلم صورت آفرین برخاست
جز تفرقه در باغ جهان هیچ ندیدیم — هر گل بچمن رنگ دگر بوی دگر داشت

مفلح از خطهٔ اصفهان ست و بگنجینهٔ معانی صلاح و فلاحش عیان ست

بهشت انجا که آزاری نباشد — کسی را با کسی کاری نباشد

میر مقبول شاعریست از قوم و سخنش مقبول قلوب مردم ست

نه کسیکه بهر دردم رود و طبیب جوید — نه کسیکه گر بمیرم کفن غریب جوید

مقصود ملا قزوینی منجمله شعرای خوش طبع زمان خود بود دیوانی مرتب دارد در آگره در ۹۵۰ بمرد از وست

عشاق را تمام نظر بر جمال تست — ای شاه حسن روی تو ماه تمام ماست
نهال آرزوی او نشاندم در زمین دل — وزان شاخ گلم جز بار غم چیزی نشد حاصل
بود امید کاو رم حلقهٔ زلف او بکف — وه که درین خیال کج عمر عزیز شد تلف

مقیما از مردم شیراز ست و در سخن سحر پرداز از وست

نباشد توشه زیر کمر ارباب همت را — نگین دان ست ناف سالکان سنگ قناعت را
چه پروا از نبود نهای سامان سفر دارے — تو کز خواب پریشان بالش پر زیر سر داری

مقیما برادر منصف طهرانی ست وارکین دابنیهٔ سخن را متین و بانی شاعری خوش فکر بود و در پایان عمر جنون و زکاخ دماغش اقامت نمود ست

از کثرت وصال ندانم وصال چیست — چون باغبان پرست دماغم ز بوی گل

آسی گل شگفته شو که بیاد تو کرده ام — آن گریهاکه ابر بهاری نکرده است
بی جام باد عیش گلستان تمام نیست — دستی که بی پیاله بود شاخ بی گل است

مکتبی معلم مکتب و مدرسهٔ شیراز بود و سخن سنج نکته پرداز در معقول و منقول تلمیذ محقق دوانی است و در نظم و نثر او ستاد موجدان تازه معانی ست

شب روم بر بام آن مه چشم بر روزن نهم — شیشه بردارم بجایش دیدهٔ روشن نهم
شسته رو نزدیک آنکس که شبت شراب داده — چون نخفته باغبانی که بگلشن آب داده

و در مثنوی لیلی و مجنون خود وش بصفت طبیب میگوید

در شیشهٔ پسین گاه بینش — دانسته مزاج آفرینش
گر دیده بجستن دوائی — چون آب بشاخ هر گیائی

ملکی توقی سرکانی پادشاه ملک سخنوری ست و سلطان اقلیم نظم گستری در هندوستان بمناصب علیا سرفرازی یافت و در سنهٔ هجری بملک آخرت شتافت

گر در شبی بقصد کسی تیغ او سری — هر دم هزار سر ز گریبان بر آمدی
چون شر یافته ام لذت تنهائی را — خانه بایدم از سنگ اگر بی در باشد
مانیز انیم گویا از گرفتاران کیست — دعوی آزادی سرو چمن را بنده ایم
گلعذاری که بخون جگرش پروردم — لاله سان چشم سیه سرخ بخون تم کرد ست

ملهمی میرزا خیر الله بیگ ظاهراً غیر ملهمی تبریزی ست و از شیرین مقالی در شکر ریزی ست

دی گفت که فردا بگذارم بسرت پا — سر تا بقدم در ره او دیده ام امروز

ممتاز مولوی احسان الله مولد و موطنش قصبهٔ اونام از توابع شهر لکهنؤ مضاف صوبهٔ اختر نگر اوده بود و با حتوای فضائل صوری و معنوی محرم اسم اب وجد مثنوی بحر امواج اواز غایت لطافت مطبوع طبائع و مطبوع مطلق است در اقران خود بکمال استعداد ممتاز بوده و بست سال کامبیش گذشته که طائر روحش از قفس عنصری پرواز نموده آزاد ست

بوسه بر بوسه زنم فرصت منعی ندهم — دهن تنگ ترا قافیه تنگ ست امشب

ممتاز از خطهٔ شیراز بود در هند رسیده شهر پٹنه عظیم آباد را برگزیده و هما نجا در سنه ۱۰۴۵ هجری زیر زمین آرمید

چون دعائی مستجاب آخر بجائی میرسم — مرغ قدسم دامن پاکم بود بال و پرم

ممتاز عبد الغنی در زمرهٔ ممتازان ممتاز ست و سحر حلالش پهلو زن اعجاز

طپیدن دل و پرواز رنگ و گریهٔ آه — مرا بحلقهٔ ارباب عشق رسوا کرد

ممنون تاج خان از افاغنهٔ موشمس آباد ست و گوشهای مشتاقان کلامش اینک ممنون صریر خامهٔ ام باد

به پیش آتش حسنت چه تاب آینه را — اگر پناه نمی بود آب آینه را

مگو که زشت بود کفر با مسلمانی — که از دو رنگ بود خوشنما سلیمانی

خون دلها خورد نه پرهیزد — نرگس یار طرفه بیماریست

منجنیک ترمذی از شعرای متقدمین بود طبعش عالی و کلامش متین دیوانش حدیقهٔ انیق ست و مضامینش نازک و دقیق

بعرصه که دو صف گرد را برانگیزد — فراخ بازنهد کام اژدهای قتال

رگی زابر شجاعت کفش برآرد تند — بباغ عمر شگفته شود گل آجال

منشور حاجی شریف صفاهانی ست و مناشیر ناطقهٔ اش بحکم عقیدت اذعانی

میروم بی اختیار از خویش و می آیم برون — جزر و مدی هر نفس مانند دریا میکشم

منشی ادهم قزوینی در انشای نثر پدیش طولی ست و در انشاد نظم ذهنش رسا

ای سپاهت را ظفر لشکر کش و نصرت رنگ — فی یقین بر طول و عرض ملک بود واقف نشنگ

بسته گرد مرکبت صد پرده بر روی سما — کرده نعل مرکبت صد رخنه بر پشت سمک

منصف غیاثا اصفهانی طبع انصاف پسندش سخن را مهد امن و امانی ست

هست دور از عقل واپس دادن جام شراب میتوان خورد ن اگر زهر ست یک پیمانه

منیر سید اسمعیل حسین از سادات قصبهٔ شکوه آباد شاگرد شیخ ناسخ و رشک لکهنویست سه مجلد دیوان در اشعار اردو مشتمل بر اقسام سخن دارد و مثنوی سیزده هزار ابیات تقریباً در نعت پیغمبر گفته در شعر هم مناسبتی دارد و صاحب تلامذهٔ کثیر ست و همواره بمصاحبت امرا و رؤسا لکهنؤ و کانپور و فرخ آباد و بانده گذرانیده حالیا متشبث باذیال نواب کلب علیخان بهادر رئیس رامپور ست گاه گاه بزبان فارسی هم صرف میزند از وست

بر پای یار نا صیه سای ست دین ما پیوسته سجده بوسه زند بر جبین ما
خوش در سرای بیهمتی آرمیده ایم بیرون در نشسته لیسار و یمین ما به
در هجر یار تیغ اجل هم نمی برد برگشت هیچو بخت دم واپسین ما
خون در دل و گره بجبین کرا فگنیم در وصل غیر ما نبود در کمین ما
بهر گریستن چو نشستیم ای منیر جز طفل اشک کس نگرفت آستین ما

تکمیه بقد من بود پیری ست رای را داده ام این عصا بدست ضعف شکسته پای را
باده بخور ز دست یار دگر جوان بشو خیز و بنیمه ره بگیر عمر گریز پای را
دل بکف من و من از نشئهٔ جهل بیخبر بخت بدست کور داد جام جهان نمای را
عمر روان بکوی یار خضر طریقتم نشد پای طلب بریده باد طالع نارسای را
لذت درد عاشقی گر بتو آشنا شود در بر خنده پروری گریهٔ بیهمای را
در شب هجر ملتقا کرد زبند غم رها عمر خضر دهد خدا مرگ گره کشای را
بر سر سجده ها زنیم یا بکنار جان نهیم از ره یار چیده ایم لوح گل نقش پای را
کدام فتنه نشتر برگ ابر بهاران زد که خون توبه جوش از سینهٔ پرهیزگاران زد
علاج جوش وحشت چون نیاموخت مندآخر گریبان خنده ها از چاک بر تدبیر یاران زد
ره آه و فغان گم کرده بودم بعد مرگ اما غبارم دست خواهش بر رکاب نیسواران زد

بخود چون آمدم غرق عرق سر تا بپا گشتم
همانا کاروان هوش از در راه یاران زد

سوئی میخانه ای ساقی چه بیتابانه می آید
هوائی می مگر آتش بجان ابر و باران زد

ز خود رفتند چون دلدادگان طرز فتارش
نگاه گرم او برقی شد و بر هوشیاران زد

شکست افتاد بر فوج تمنا با همه کثرت
چه سنگی بود گان بت بر دل امیدواران زد

غبار کس بشوخی تا نخیزد بر سر راهش
فلک بر خاک ره آب رخ صاحب وقاران زد

در یک زخم هم نگشوده شد در دا ر ناکامی
کف خون گرچه دستک بر در خنجر گذاران زد

نه تنها شد منیر خسته جان صید نگاه او
غزال چشم خونخوارش رمه بر مرغزاران زد

خوی از غضب چو زان رخ انور فرو چکد
دل آب گشته از مژه تر فرو چکد

خون دلت گر از بن هر مو چکد چه حظ
شرط چکیدن آنکه ز نشتر فرو چکد

عمر ابد ز مرگ نخواهد شهید عشق
هر چند آب خضر ز خنجر فرو چکد

یک قطره خواهم از می مینای عشق پاک
اما بشرط آنکه چو کوثر فرو چکد

صد ره چکیده خون دل من مگر ز شوق
خواهم که از خدنگ تو در گیر فرو چکد

ای مرغ نامه بر حذر از چشم مست کن
کز وی مدام خون کبوتر فرو چکد

در فارسی چه هرزه سرائی کنی منیر
کین می ز ساغر تو مکرر فرو چکد

از بزم گر دم نزع آن ستم ایجاد رود
روح من زود بقفا تا عدم آباد رود

از تماشای تو محروم همین چشم من ست
نگه پاک درین شهر غریب الوطن ست

کس را بسر وقت غریبان گذری نیست
در ره ست بجز تیغ تغافل گرهی نیست

هر جانب که آن ترک پری تمثال می آید
تمثال دست و پا گم کرده از دنبال می آید

در حرم حوصله سعی به تنگ آمده ست
سجده را پای درین راه بسنگ آمده ست

می آید و خون بچکد از تیغ نگاهش
کو جرأت نظاره که گیرد سر راهش

گل چاکی که به پیراهن یوسف بشگفت
رنگی از خون تمنای زلیخا میدهشت

پاره شد پیرهن جوهر تیغ از صد جا — زخم دل تنگ تر از بسکه بآغوش کشید
از رهِ وصل بعد فنا کامران شدم — دنبال جان گرفته بکوشش روان شدم
منه من کسیکه شبها بدرت رسیده باشد — ز فلک چه دیده باشد چو ترا ندیده باشد
پس از انکه خود بپرسی مگذار ناشنیده — بهزار شوق حرفیکه بلب رسیده باشد
بت من نمیتواند که سر قلم ترا شد — دل خود ز صحبت ما بچه سان بریده باشد
تو بسیر لاله و گل که روی ندانی ای گل — که کسی بخوان حسرت چه قدر تپیده باشد
سر گشته بگردم که بوقت جان سپردن — ز من و تو چشم بسته رخ یار دیده باشد
مپسند تا بحرمان رهِ خویش باز گیرد — بهوای بوسه جانیکه بلب رسیده باشد
آب و تاب گهر گوش تو دیدن دارد — شبنمی از گل شاداب چکیدن دارد
کوتهی از نکند دست تمنای کسے — و ملکی دامن دلدار کشیدن دارد
لذتِ عیش نیرزد بشنیدن ز نهار — طرفه خوابی ست شبِ وصل که دیدن دارد
بکشا بیام سلسلهٔ مشکسای را — از نیمه ره بکش نگهِ نارسای را
چشم کرم ز ما جورِ عهد ما مدار — بر فرق خویش سایه فتد این همای را
جادهٔ معنی مبهم رگ سنگ ست اینجا — غنچه گردیدن مضمون دل تنگ ست اینجا
منتِ اهل هم زخم خدنگ ست اینجا — رشحهٔ ابر کرم بارش سنگ ست اینجا
مشربِ صلح کل از حلقهٔ ما بیرون نیست — ریزهٔ شیشه جگر پارهٔ سنگ ست اینجا
اینقدر بر خلش عشق خود ای قیس مناز — خار در پیرهنِ لشت خدنگ ست اینجا

منور احمد یار خان اورنگ آبادی مخاطب بمنور الدوله ممتاز جنگ از شعراء عهد میر آزاد بلگرامی ست ؎

گفتیم و خیال رخت رفت خواب ما — آئینه دید آن بت حاضر جواب ما

منظوری سمرقندی شاعر خوشگوست باگره در ملازمت بیرمخان می بود و نظم شاهنامه

خیال کرده بود داستانی چند باتمام رسانیده آزوست

همیشه ناز فراق تو بی سر و پایم ❊ تراکسی که نمی‌نظر نمیرسد مایم ❊
خط گرد ماه عارض آن سیمبر نگر ❊ هر دو نشان فتنهٔ دور قمر نگر
بر روی ماه سلسلهٔ عنبرین ببین ❊ جعد بنفشه بر رخ گلبرگ تر نگر ❊
بین چشم رهزن و مژهٔ ناوک افگنش ❊ در رهگذار عشق خطر در خطر نگر

منصور از خاک پاک هرات بود و مقبول دلها بلطائف ابیات و ظرائف نکات

نشد در دلبری یکبار تیرش بر نشان آید ❊ چمن پیش قدت از سرو خالی کرد ترکشها
خاطرم در وصل آن ابرو کمان هم جمع نیست ❊ میکشد چون تیر سوی خود که پرتابم کند

منعم حکاک شیرازی اصل اکبرآبادی موطن بدست باغنام و اهب ذوالمنن کام روا بنعمت شعر و سخن

می زنم رقص کنان بی دف و نی می آید ❊ دست بر دایره باشید که مے می آید
در خمارم روز و شب هر چند صهبا میکشم ❊ خشک لب چون ساحلم تا آنکه دریا میکشم
آن را که زور بازوئی کسب هنر بود ❊ دست پر آبله صدف پر گهر بود

منعم منشی موهن لال دهلوی مدخر نعمت دریے و پهلوے ست

چه رنگ و بو که دل غنچه در نهان دارد ❊ بود بهار دگر عالم خموشے را

منوچهر خان از شعراء عظیم المنزلت والاشانست

ابروی کماندار تو پیوسته بجنگ ست ❊ مژگان دراز تو رساتر ز خدنگ ست
معنئ فرد تمام از تیغ مے آید برون ❊ مصرع شمشیر را خود مصرعی در کار نیست

منوچهری شهرت کلی از شعرای پای تخت سلطان محمود غزنوی غازیست و در اعراب کاف کلمه او سخن را دراز می مولدش دامغان یا بلخ و توطنش در غزنی ست و نقد کلامش از معیار توصیف غنی ست

ای کرده سپاه اختران یاری تو ❊ فخر ست جهان را بجهان داری تو
مستند مخالفان ز هشیاری تو ❊ بخت همه خفته شد ز بیداری تو

فی احوال

موالی خراسانی لاہوری مولای خوشنویسان عہدی و دوری شاگرد علامہ دوانی ست و استاد

موالی سخندانی ست

دلا ہرگز منہ از کوی دلبر یکقدم بیرون — کہ باشد کشتنی صید یکہ آید از حرم بیرون

فی احوال

موجی ضیاء الدین از قزوین بحر اشعارش موج خیز مضامین ضیا آئین ست

مہر لب خود کشتہ سراپا چو حبابم — اول نفس من نفس باز پسین ست

فی احوال

موسوی مشہدی نسبت او از تخلص معلوم ست طبع شعر داشت و در عہد اکبر پادشاہ بود از و ست

ترا پنہان نظر سوی من زار ست میدانم — تغافل کردنت از بیم اغیار ست میدانم

چشم او میکشدم زار بغمزۂ او — می نماید ز نگاہ غضب آلودۂ او

فی احوال

موزون پسر شیخ پیر آگرہ ست کہ خط را بہفت قلم نیکو می نوشت شیخ عبد القادر بدایونی

در زمان سلیم شاہ او را در پشاور دیدہ آزو ست

ہر ناوک تو ای مہ ابرو کمان ما — چون مغز جا گرفتہ بہر استخوان ما

مرا چہ سود ز گلہای رنگ رنگ بہار — چو نیست بیتو دلم را بہیچ رنگ قرار

گواہ درد من درد مند محزون اند — سرشک سرخ و رخ زرد و دیدۂ بیدار

فی احوال

محمد احسن بگرامی نزیل حال حیدر آباد دکن درین نزدیکی انشا فارسی ایشان موسوم بہ

ارتنگ فرہنگ مطبوع سنہ ۱۲۹۳ ہجری ہدیۃً بصحابت حافظ عبد القیوم صاحب بخدمت والد ماجد

دام ظلہ رسید بعض ابیات کہ معنون بلفظ را قلمست درین جریدہ نوشتہ شد زیادہ برین قدر

بر حال ایشان اطلاع نیست

نازم بکشف مہر کہ آورد در نظر — بی پردہ آنچہ در پس صد پردہ جلوہ داشت

چہ میپرسی ز فیضان نشاط افشانی بزمش — بخود بالیدہ ام چندانکہ در عالم نمیگنجم

مدہ دامان صبر از کف اگر افتی بگردابی — کہ در ہر قطرۂ این بحر پنہانست ساحلہا

فی احوال

مہری سید علی شاعر شیرین مقال فکہات مخترعہ او بآرایش جمال شاہدان سخن مشکین خال

مثنوی سراپای محبوب او محبوب قلوب و اختراع طرز مزج زبان پارسی بعربی و تعریب او مرغوب ست

ای دلبر آب الحیات خرام سرو روانه — نار الخلیل عذاره و الخط بوی دخانه
مشکین سلاسل زلفم لمّا پریشنها الصبا — فتری کدسته سنبل واکرده فی دامانه
گلزار عیشی کاکنافی سرو سیرو فائه — لا یشگفتن بهارة الا بفصل خزانه
بعد ازین بیگانگی باشد بخوبان چاره ام — آشنائی می شود سدّ ره و نظاره ام
آی بت چابک و شیرین حرکات — جلوهٔ ناز تو چون آب حیات
وه چه جلوه رم آهوئی ختن — موج مے شهپر طاؤس چمن
دل ز کف دادهٔ سروت شمشاد — بندهٔ قد تو سرو آزاد
وه چه قد همت ارباب کرم — شاخ گل سرو روان نخل ارم
چون سپهرت سر و شب موئی سیاه — رخ از و گشته نمودار چو ماه
وه چه سر دار دازان رومیلی — کز سیه خیمه برآید لیلی
شانه بر فرق تو از آبحیات — جدولی کرده روان در ظلمات
وه چه مو ریخته کلک تقدیر — جدول نقره و عنبر تحریر
آمده تا بکمر زلف نژند — خم بخم حلقه بحلقه چو کمند
وه چه حلقه چه سر زلف چه خم — همه سر رشتهٔ بیداد و ستم
در رهت از خم گیسوی رسا — هر قدم خاک نشین سلسلها
وه چه گیسوبت من آه چه مو — موج عنبر شده ناش گیسو
موج حسنت بجبین دوش بدوش — جوهر حسن تو آنجا زده جوش
چه جبین سوئی چمن چادر ها — آبشار عرق شرم و حیا
از دو ابروی سیه بر خورشید — نگه مست تو شمشیر کشید

وه چه ابرو بکف ناز کمان — که بروبسته زه از شست جان
چشم بیمار تو خوانده بدعا — از اشارات ده ابروت شفا
چه اشارات سخن گفتن باز — شرح بیت الغزل گفتن باز
کرد دنبالهٔ ابروی رسا — با بنا گوش تو سر گوشیها
وه چه دنبالهٔ سر تیغ ستم — سرمه چشم غزالان حرم
وه چه رخسار مه خال افروز — مه تابنده و صباح نوروز
گل ز رخساره ات افروخته — بلبل از آتش تو سوخته
جام پیشانیت از حسن کمال — گشته لبریز مے فتح و دلال
وه چه جام و چه جبین طلع فجر — لوح سیمین دم صبح و شب قدر
چون کشی دسته بر ابروی دوتا — طوطی باز شود بال کشا
وه چه دسته نگهت بهر معاف — بسته شمشیر کج سبز غلاف
چشم مست تو بهنگام خرام — سرو را کرده نهال بادام
وه چه چشم آفت دل دام غزال — وحشی آهو نگهے برد نبال
نگهت بار م خیلے آهو — میکند کار بتان جادو
چه نگه نشئه صهبای دورنگ — جذبهٔ تعربتان تیر خدنگ
وه چه گردش بهوی جلهٔ ناز — جلوه گر خیل عروسان طراز
گردش چشم تو چون دور سپهر — گه بکمین بنگرد و گاه بمهر
می خورد ترک نگاه تو قسم — که ز تو آن صف خونگان پرهیم
چه مژه خامهٔ تصویر پرے — بال مرغ نگه عشوه گرے
هست برگشتن مژگان سیاه — اثر رجعت افسون نگاه
وه چه برگشته مژه چنگل باز — نعل واژون نگاه همه ناز

مژهٔ شوخ تو گیرست چنان — که نگه نیز گران خیز دازان
وه چه گیرند کی افسون افسون — قسم حق نمک شور جنون
بنیم از جنبش مژگان دراز — زدن بال پری در پرواز
چه مژه همزن آشوب ستم — از دو سو ریختن صف برهم
چشمت از سرمه نماید بنظر — مغز با دام بنفشه پرور
وه چه سرمه سواد خط یار — مژهای تو گرفت ست عیار
پیش گلگونه ات اے مایهٔ ناز — رنگ می همچو بط در پرواز
وه چه گلگونه بهار گل ناز — صاف صهبا شفق صبح بهار
خال رمزیست بران چهره آل — انتخابیست ز دیوان جمال
وه چه خال افتاده بر گلگون تان — نقطهٔ مردمک چشم بتان
نه همین حسن و سیاهست خطت داری — یک نمک زار ملاحت داری
چه نمک مایهٔ شیرینی جان — شور دیوانگی عشق بتان
تن خطائی و دو گوشت سمنی — که زهے بو نمایدت تنی
در شب تیرهٔ عشاق دمید — از بنا گوش تو صبح امید
وه چه گوش و چه بنا گوش نگر — از سمن رسته دو برگ گل تر
چه بنا گوش بگلزار سخن — برگریزان شگوفه بچمن
بنشان از غنچهٔ زنبق رقمی — بار آورده دو نرگس قلمی
وه چه بینی ز دو طاق ابرو — سرنگون برگ گل عنبر بو
غنچه پیش دهنت با صد تنگ — دمد از شاخ شود رنگ بزنگ
وه چه غنچه دهن خلقهٔ میم — دل عاشق صدف در یتیم
لب نوشین تو در شکر خند — دل و جان برده مکر راز قند

مهر مالکیت کتابخانه گنج بخش

از زبانت چو نسیم گلشن — ریزد امروز بصد رنگ سخن
چه زبان مشعل جوالهٔ جان — برگ لاله شده در غنچه نهان
لب و دندان تو آید بنظر — درج لعلی که بود پر ز گهر
وه چه دندان و چه لب گشت پدید — در شفق صبح گه روز امید
سخنی زان لب پرشکر خند — ریزهٔ قند که ریزد از قند
چه سخن گوهر غلطان غلطان — در چمن موسم گل گلبرزان
از ازل کرده آواز تو بود — نالهٔ بلبل و لحن داؤد
چه صدا نشئهٔ پیمانهٔ راز — قوت جان چاشنی عمر دراز
نمکین خنده‌ات ای حور سرشت — خوشتر از قهقههٔ کبک بهشت
وه چه خنده و چه صوت حزین — قلقل شیشهٔ آب شیرین
تبسم چه سکنج لب شیرین — قند بار و ز ثریا بزمین
چه تبسم که بطعن دل زار — شد طبا شیر بعناب نثار
بوسه از چهچه مرغ چمن ست — در سحر وا شدن یاسمن ست
وه چه بوسه مئی جوشیده ز قند — شغل شفتالوی نسرین پیوند
ذقنت پا بصفا افشرده — از میان گوئی لطافت برده
چه ذقن قطره که خواهد بچکد — کاش نهری بلب آرا بکمد
قطرهٔ آب دران چاه ذقن — می نماید چو سهیلی ز یمن
وه چه چاه و چه ذقن از دندان — ماند بر سیب تر خلد نشان
در ذقن غبغبت از موج زلال — بر سر یکدگر افگند هلال
وه چه غبغب بهوائی برود و ش — باز کرد ست نزاکت آغوش
از خم تار دو زلف چو رسن — پر چلیپاست بیاض گردن

وه چه گردون سرفوارهٔ نور — دسته آینه دست بلور
چونکه از ناز کشائی آغوش — طاق محراب بود سجده فروش
وه چه آغوش وصال احباب — عاشقیهاست درایام شباب
نازکی بسکه ترا در بدن ست — پیرهن بار دل و وش و تن ست
وه چه تن بخیتهٔ بوی گلاب — سمن رنگ بهار مهتاب
نرمی از بس بتنت یافته راه — لغزد از نیمه ره پای نگاه
وه چه نرمی چه تن ابریشم — مخمل برگ پر قوقاقم
بسکه باشد بطراوت بدنت — میچکد آب لطافت ز تنت
چه طراوت گل شبنم دیده — مغز بادام بخوبی غلطیده
گر شمیم تو کند استشمام — بوی گل بخیته آید بمشام
وه چه بوریحهٔ مشک ختن — نفحهٔ باد صبا در گلشن
بتن از عکس رخ چون شفقت — لعل شد دانه دُر در عرقت
چه عرق بسکه ندارند قرار — آسمان را شده ثابت سیار
تو چه باک از غم هجران داری — صبح در چاک گریبان داری
وه چه چاک آینه روئی بهار — رخنهٔ باغ و کلید گلزار
از غم سینه ات ای رشک بهار — بدر هر ماه بلالی ست دوبار
وه چه سینه بزلال کوثر — لعل جل شتهٔ لبسته مرمر
سرو گویند نه آرد بار — قدرت آورد ز بستان دوانا
وه چه بستان دو ترنج سیماب — زده سر جوش لطافت دو حباب
ساعدش ماهی دریائی صفاست — بسر موج لطافت بشناست
وه چه ساعد بشبستان سرور — حسنت افروخته شمع کافور

پنجهٔ بستهٔ نگارت بصد ناز
خوانده بر نالهٔ عشاق تو داد

وه چه پنجه مژهٔ تر دامن
شانهٔ زلف عروسان چمن

از حنا نیکه کف نازک بست
پشت دستی بجهان زد زدو دست

وه چه پشت کف دست و چه حنا
حل شده بر ورق نقرهٔ طلا

ناخنت را بقلم صد شرف ست
زانکه رخسارهٔ او پر کلف ست

وه چه ناخن چو بخود پردازد
هفتهٔ لست هلال انداز د

کمرت همدم راز ست چنان
که نگنجد سر موئی بمیان

چه کمر آن کمر و دیگر هیچ
هیچ جسم در نظر و دیگر هیچ

شکنت گرد و سپید ی فوق ست
قبهٔ چتر گل نسترن ست

چه شکم دست قضا یا می و شیر
سود هٔ صندل و مه کرده خمیر

کرده از حلقهٔ نافت پرتاب
سیر گرداب زلال مهتاب

ناف چه حلقهٔ چشم آهو
تکمهٔ شاخ گل عنبر بو

از سرین سوی میان در تاب ست
یک بغل یاسمن مهتاب ست

چه سرین تا که هوس گرد و گرم
می نهد زیر سرش بالش نرم

فاش تر اینکه بعین مطلب
عکس افتاده ز چین غبغب

ساق سیمین تو چون گردن حور
بصفا تاب ده گوش بلور

چه بگویم من ازان فاش نهان
که چه اغیست بزیر دامان

وه چه ساق از گل نسرین بسته
دست گلچین قضا گلدسته

کف پائی تو تماشا دارد
در لطافت ید بیضا دارد

چه سمن سا بنزاکت کف پا
برگ گل آینهٔ تازه جلا

سایه ات همسفر بال همات
گرچه از جا نتواند بر خاست

وه چه سایه رقم سرو روان — قالب چشم سیاه و پریان
معدن حسنی و لعل پاتاسر — عضو عضوت بود از بهم خوشتر
چه غلط جمله سراپات نکوست — کی توان گفت کدامین بهتر از دوست
روز و شب مهری بی تاب و توان — کرده نام خوش تو در دهان
آدمی تو که پری حور لقا — که بدنیات فرستاد خدا

خاتمة الدیوان مهستی — مهستی گنجوی از شعرای بارگاه سلطان سنجر سلجوقی بوده و در بذله سنجی و لطیفه گوئی از اقران قصب السبق ربوده رباعی

قاضی چو زنش حامله شد خون بگریست — گفتا ز سر غصه که این واقعه چیست
من پیرم و آبیر من نمی جنبد هیچ — وین قحبه نه مریم ست این بچه ز کیست

مهسی — مهسی در زمرهٔ شعرا مجمل ست و بتاخن فکرش عقده مهمات نظم منحل ست

که بر احوال زار من نگریست — که بر احوال زار من نگریست

میر غازی بانسلاک در سلک سخن سنجان گوهر شرف از نسب و نسبت بی نیاز ست

فی نسیم گل نه سیر لاله زارم آرزوست — یک گریبان وار چاکم از بهارم آرزوست

میکش میر احمد حسین از ساکنان بلخ ست و ساغر زن صهبای مضامین رائقهٔ مهملی ست

گفتش دی بامگه میرفتی خرامان سوی باغ — گفت میکش بوده باشد کان گرفتار من ست

میلی حصاری از گفتار دلکش مائل سحر کاری ست

جفا همین نه ازان شوخ بیوفا دیدم — ز هر که چشم وفا داشتم جفا دیدم

حرف النون

ناجی تبریزی کلامش را کمال دلاویزی ست

ناجی اندر دست شاعر روز میدان سخن — مصرع رنگین کم از شمشیر زهر آلود نیست

نادر تبریزی بنادره سنجی در شور انگیزی ست باید

آنی که صفات تست رحمٰن و رحیم — یک نام تو قهار و دگر نام کریم
دانم بیقین لطف تو بیش از قهرست — زیرا که نعیم هشت و هفت ست جحیم

ناظر پنڈت شنکر ناتھ کشمیری بدام مضامین نادرش دلہا در اسیری ست

مارا بسیر لالہ و گل دل نمیکشد — ای چہرۂ بہار فریب تو باغ ما

نادم گیلانی در برابر سواد اشعارش سواد اشعار مرغولہ مویان پیچ و تاب پشیمانی ست

کشتی مرا کشتہ شد از رشک عالمے — ہر خون کہ میکنی تو بصد خون برابرست
معشوق ما بمذہب ہر کس موافق ست — با ما شراب خورد و بزاہد نماز کرد

ناسخ ملا عباس از مردم ایران ست و بطلاقت لسان ناسخ فصاحت و بلاغت اہل زبان ست

ہر کس کہ با خیال تو یکدم بسر برد — بوئی بہشت از نفسش میتوان شنید

ناصر بخاری ناصر و معین مذہب صوفیہ صافیہ و خودش متدلق بدلق ملامتیہ بود ست

مارا ہوس صحبت جان پرور یارست — ورنہ غرض از بادہ نہ مستی نہ خمارست
آتش نفسان قیمت میخانہ شناسند — افسردہ دلان را بخرابات چہ کارست
ہیچکس نیست کہ پنہان نظرش با او نیست — تا نظر باکہ و خاطر بکدام ست اورا

ناصر خسرو اصفہانی از علوم حکمیہ نصیبہ وافی ربودہ و در صناعت شعری از امثال فائق بودہ اعلام زمانہ اش بالحاد و زندقہ او را متہم داشتندی و کلامش را کلمات کفر انگاشتندی قطعاتش مشہور و اشعارش در اسفار قدیمہ و جدیدہ مسطور ست

ہمی آرند ترکانرا ز بلغار — ز بہر پردۂ مردم دریدن
لب و دندان این ترکان چو ماہ — بدین خوبی نبایست آفریدن
کہ از عشق لب و دندان ایشان — بدندان لب ہمی باید گزیدن

ناصر ترمذی معروف بسید شاہ ناصر خواجہ بود در عہد اکبری بنصرت طالع بمدارج علیا ترقی نمود ست

مدح علی و آل سلی بر زبان ماست گویا زبان برای همین در دهان ماست

ناصر شیخ ناصر علی بخفی آئین بنده جمله عروس سخن آرایشش جلی و خفی ست ؎

همی گریم ببزم او چو شمع و او همی خندد چسازم چون کنم تا من نگریم او نمی خندد

ناصری خواجه ابو نصر از مهنه بود بهنصرت طبع رسا معانی غامضه را حل می نمود ؎

از زود رفتنت همه روز ست ماتمم وز دیر آمدن همه شب ماتمِ دگر

ترسم اگر حکایت غمهای خود کنم غمگین شوی ازین غم این هم غمِ دگر

ناطق نامش ملازمان ست و منشا، و نمارا و شهر اصفهان ؎

مفلس تر شمعی ز تو آنگز ندیده ست کس رشته را ز آب گهر تر ندیده ست

نازک تنان بنقش حصیر آشنا نیند اوراق گل شکنجهٔ مسطر ندیده ست

ناطقی از قبیلهٔ سادات پیوردی ست و طبیب انفاسش ریحانی و وردی رباعی

بر عارض تو خالیه گون سلسله ایست یا روی بروم از جبش قافله ایست

در شان تو کرده آیتی حسن نزول یا مصحف رخسار ترا البسمله ایست

ناظم خان شاه فارغا مقامش بلدهٔ قم ست و دست و زبانش بنظم قلم و نظم و نثر در تحرک و تکلم بهند از حضور شاه فرخ سیر بخطاب ناظم خانی مخاطب گردید و با سید عبد الجلیل بلگرامی محبت می ورزید ؎

ندارد میل آمیزش بهستی رنگ تخییرم چو گرد از دامن قاتل تواند افشاند تصویرم

تلاش بیقراری باعث آرام شد دل را طپیدن بال پرواز سبکروحی ست بسمل را

ناظم صادقا تبریزی ست و نظم و نثر در نمک ریزی ببیت الله حاضر گردید و از انجا رخت بهند کشیده رباعی

در وادی عشق آنکه نکو فال افتد چون سایه ملائمش بدنبال افتد

در هر قدمش چو پی بگیرد بسراه چون مور ضعیفی که بغر بال افتد

ناظم نظامائی شیرازی در صنعت معماری معروف کارسازی ست و کاخ سخن را از حسن نظامش سرفرازی ست

خرامش گرچه در هر گام صید و کمین دارد　　نگاهش چون رسیدن تو سنی در زیر زین دارد

ناظم یزدی جواهر قصیده در رشتهٔ نظم کشیده و مدتی در ملک هند گردیده ست

سرو از پای درافتاده چمن را چه کند　　آدمی زاد تهی چیز وطن را چه کند

نافع از موزون طبعان کشمیر بود و سخنش لطیف و دلپذیر ست

همه تن تیغ زبان می شود و میگوید　　خون خورد هر که درین معرکه جوهر دارد

ناکام سیدی بود مختاری و با وجود کامیابی از سرمایهٔ سخن علی العکس بناکامی اشتهاری ست

در ساغر عیش ما نه صاف ست نه دُرد　　از میکده رخت خویش می باید برد

کو طاقت آنکه بار هر سفله کشیم ؛　　ناکام درین زمانه می باید مرد

نامی افضل طهرانی از شاعران نامور ایرانی ست

همیشه داغ غمم بر دل حزین باشد　　گلی که چیده ام از عاشقی همین باشد

کی را زدل خود بتو گفتم که پس از من　　چون مدعیان باد در و دیوار نگفتند

نامی بلدیو سنگه دهلوی طبعش بر انواع سخن محتوی ست

آن زمد خرد سوزم کز سستی و مدهوشی　　در کعبه پرستم بت در دیر نماز آرم ؛

نامی در نواح گیلان توطن داشته و سخنان موزون برای نام و نشان یادگار گذاشته

ما را فریب عافیت از راه برده بود　　ناسازی زمانه بفریاد من رسید

نامی میر محمد معصوم بهکری مردی با نام و نشان از امرا اکبری بود

رباعی

در عشق بتان مشق جنون باید کرد　　جان را بطریق ذوالفنون باید کرد

چون شیشه تمام پر ز خون باید شد　　وانگه ز ره دیده برون باید کرد

نثار میرزا لطف الله سخن را پشت و پناه بست و در نظم تلمیذ عبد اللطیف خان تهتا در دهلی از اکابر و اعیان قورچیگی سلطان رفیع الشان و مخاطب بخطاب نصرت یار خان بود ؎

کشتی و دولت هنوز سنگ ست — بر لوح مزارم نویسم

شکر کسیکه زنگ دل از آب تیغ برد — تا کے غبار دیدهٔ نمناک می شدم

سر آشفتگی در راه عشق پرچفا دارم — بتعمیر خرابی مشت خاکے بر هوا دارم

نثار میرنثار علی دهلوی دستگاه سخن طرازیش قوی ست ؎

بزلفش گفتم آخر بند و اکن سخت پیچیدش — چه دشوار ست کان هندو زبان من نمیداند

نثارے توئی از شعرا ماخذے بعیدیل در علم ریاضے بود ازوست ؎

ای درد کوئی دوست دمی از هوا نشین — مهمان مردمان شو و در دیده ها نشین

ای تیر یار از نظرش گر فتاده — ما هم فتاده ایم بهر جا ئی مانشین

نجاتی از نواحی کرمان ست خوش بیان شیرین زبان بود ؎

لاله نبود کز کنار بیستون سر بر نزند — دست خون آلود فرهاد ست بر سر بر نزند

نجاتی عبد العلی از مردم مشهد ست و میلش جانب هجو بیحد رباعی

ای کاسهٔ تو سیاه و دیگ تو سفید — از آتش و آب هر دو ببریده امید

آن پخته نمی شود مگر از باران — وین گرم نمی شود مگر از خورشید

رباعی

ای خواجه که عمر تو فزون از شصت ست — بر خوان تو هر گز نمکی نشکست ست

نان تو مگر شکر چنگز خان ست — کو را همه عمر کسی نشکست ست

نجدی طباعی بود از سادات یزد ؎

رفتی تو و جان بسته ز شمشیر بلا ماند — حسرت گری چند شد و در دل ما ماند

نجف قلی خان ایرانی میر آخور باشی سرکار شاه عباس ثانی بود ؎

عکس خطش چو در آیینه بساط اندازد — صفحهٔ آیینه را قطعهٔ ریحان سازد
نه همین لعل تو گلرنگ کند آینه را — کز ملاحت نمک سنگ بود آینه را
آنکه دل از فکر عدم چند مکدر گردد — بیش ازین نیست ره آمده را برگردی

نظام مشهدی مردی قانع بود بوضع درویشان در دلق بی تعلقی و لباس تجردی ؎

هر دل که بود شیوهٔ فقر آئینش — باشد خرش فنا بزیر زینش
مردانه دهد عروس امید طلاق — محصول دو کون را دهد کابینش

نجیبا از نجبا شیراز ست و خجره داش خوش آواز ؎

ز خم تینت خط آزادیست در روز جزا — این شهادت نامه را با خود زعالم می برم

نجیب الدین جرباد قانی از معاصران تجیر بیلقانی ست و از مداحان ابوالقاسم وزیر سلطان سنجر بود و نظمش در حلاوت قند مکرر ؎

سبحان الله بزیر گردون — کس داشت دلی که آن نشد خون

رباعی

از خار چو آید گل رنگین بیرون — اندوه کنم از دل غمگین بیرون
کردند بنظارهٔ عروسان چمن — سر ها ز دریچهای خونین بیرون

نجیب لطف الله بیگ ماهر نظم غزل و مثنوی ست و از موالی شاه سلیمان صفوی ؎

برفتار آور دچون ناز آن سرو خرامان را — ز رفتن باز میدارد خجالت آب حیوان را

نخلی بخارمی نخلبند گلستان خوش گفتاری ست ؎

طریق زندگی از شمع انجمن آموز — کز آتش دل خود تا بوقت مردن سوخت
هنوز لب بدعا نا گشوده از صدجا — رسید مژده که درهای آسمان بستند

ندائی از موزون طبعان نیشاپور ست و بندای دلکش او سامعه را مجبور و مسرور ؎

بکوئی او چو روی پا منه بخاک انجا — کز خاک ره شده بسیار جان پاک انجا

من شمع جانگدازم تو صبح جانفزائے — سوزم گرت نه بینم میرم چو خ نمائے
نزدیک این چنینم دور آنچنان که گفتم — نی تاب وصل دارم نی طاقت جدائے

نرگسی سلطان المشایخ حضرت نظام الدین بدایونی قدس الله سره

ے

تا کی ایدل فکار و رنجیده و غمگین — از برائی خود چه کردی کز برائی من کنی
از تو نتواند بریدن کس بما سانے مرا — گر نمیدانم کسم آخر تو میدانے مرا
آرمیدی بر رقیبان و رمیدے از ما — ما چه گفتیم و چه کردیم و چه دیدی از ما

نرگسی مراغی مولد و منشاش کاشغرست و خودش از مداحان سلطان سنجر رباعی

گفتی که سرشک تو چرا گلگون شد — از خون نبود ولی بگویم چون شد
در دیدهٔ من خیال رخسار تو بود — اشکم چو گذر کرد بران گلگون شد

نزهت دامغانی تنزه گلستان دیوانش نزهت روحانی ست ے

شهادت می تراود از نفسهای خونریزش — نگه را داد منصورست مژگان دلاویزش
نه شانه دست نوازش بزلف یار گشته — که آرزه بر سر دلهای بیقرار گشته

نسبت محمد صالح شوستری ست و طبعش را نسبتی ست خاص با شعر و شاعری ے

ز بس نشنیده ام حرف درشت از فیض همواری — زبان نرم در بزم ادب شد پنبهٔ گوشم

نسیم استرابادی ست و در داستان سرائی و معاگوئی مدعی اوستادی رباعی

با آن گل تازه رو رقیبان لئیم — گویند که اختلاط کم کن به نسیم
ایشان سخنی برائی خود میگویند — گل را بنسیم اختلاطی ست قدیم

نسیم بوداق بیگ موجه لطائف لفظیه و معنویه ست و از ملازمان دودمان صفویه ے

خود را ز رشک غیر گرفتم که میروم — این یک سپند دفع گزندی که مے شود
خموشی فیض ها دارد سخن پرداز میداند — نخستین هر که ساکت میشود ملزم نمیگردد

نسیم مولوی نسیم اللہ ساکن کول فغانش ریزندهٔ نالهٔ مرغول

هر طفل سرشک در نگاهم — لخت جگر و نور چشم ست

نشأ عبدالرزاق از مردم تبریز و بادهٔ پرزور کلامش سرخوشی انگیز ست

نشأ محنت دیده داند قدر محنت دیده را — هیچ نعمت بهتر از معشوق عاشق پیشه نیست

ترا شیرین مرا فرهاد گفتند — مرا رسوا ترا بدنام کردند

نشأئی مولانا علی احمد ولد مولانا حسین نقشی دهلوی مهرکن ست و عالم هر هنر و فن استاذ شاهزاده بزرگ بود در عراق و خراسان و ماوراءالنهر سکه او را تیمن و تبرک می بردند کمتر از امرا نامدار نبود علم هیئت و طبیعی را خوب ورزیده و در جمیع خطوط ید طولی داشته و در انشا و املا بی نظیر بود بزم شاهی در هنگامهٔ گرمی سماع برین شعر امیر خسرو دهلوی سر بسجده نهاد و جان بجان آفرین داد و این واقعه در ۸۰۸ هجری اتفاق افتاد چه خوب میگفت و لآلی نظم چنین می سفت

هر قوم راست راهی دینی و قبله گاهی — من قبله راست کردم بر طرف کجکلاهی

ترا تا سبزهٔ خط بر لب جان بخش پیدا شد — مسیحا بود تنها خضر همراه مسیحا شد

مرا هر شب چو دزدان خواب گردد چشم تر گردد — دلم را با غمت بیدار بیند باز بر گردد

مرا دل مجروح و بتان را نمکین لب — تا روز اجل به شدن این ریش نباشد

خبر از یار صبا بر دل ناشاد آورد — اعتمادی نتوان بر سخن باد آورد

محتسب خم شکست و آب آتشناک ریخت — خاک من برباد داد و خون من بر خاک ریخت

ز سنگ حادثه دل نشکند بسینهٔ ما — که ساخته ند ز الماس آبگینهٔ ما

شکر خدا که پیرو دین نبیم — حب رسول و آل رسول ست رهبرم

بیزارم از برهمن و ناقوس و اهرمن — منکر ز دین راهب و قسیس و آذرم

قائل بروز حشر و قیام قیامتم — امیدوار جنت و حور او کوثرم

حاسد بسوی من بحقارت نظر مکن — هر چند در نمود بصورت محقرم ❊
من آتشم دلیر بسویم گذر مکن ❊ — چون نیستی خلیل منه پا بآذرم

نصیب مشهور بآغا محمد نصیب اصفهانی ست و نصیبی کافی داشت از فن سخندانی ؎

ترا از صحبت من عار بود از انجمن رفتم — کنون با هر که میخواهد دلت بنشین که من رفتم
رفت برون مدعی از کوی تو — چشم بدی دور شد از روی تو

نصیب حاجی طالب خویش فکری بود از اصفهان و نصیبی یافته از سیر هندوستان ؎

آن گل چو در عرق شود از آتش عتاب — چین جبین او رگ تلخ ست در گلاب
غبار خاطر او گشته ام از ناتوانیها — گر اندک قوتی میداشتم میرفتم از یادش

نصیبی رازی بهره کامل داشت در نکته پردازی ؎

زنده در عشق چه سان بود نصیبی مجنون — عشق آنروز مگر اینهمه دشوار نبود
وقت رفتن دست خون بر طرف دامن میزند — وا منی باشد که او بر آتش من میزند

نصیبی امیر فوز بخشی باندک التفاتش الفی و انسی مضامین وحشی ؎

تو خود بگوی و گر دامن کرا گیرم ❊ — مرا که چاک ز دست تو در گریبان ست
ز هجرم بر لب آمد جان بوصلم میدهی وعده — کسی را وعده ده کو را امیدز یستن باشد

نصیر امز بوشش صفاهان ست و طبعش شگفته و خندان ؎

صد غوطه زند در جگر الماس محبت — تا طفل سرشکم نرود از رنگ برنگے

نصیر از خطه طهران بود و در فن نظم از نام آوران ؎

شد فروزان تر لب لعلش ز تاثیر شراب — کار دامن میکند بر آتش یاقوت آب

نصیر از فضلای همدانست و همه دان مشار الیه بابنان از رشد تلامذه شیخ بهاء الدین عاملی بوده و در سنه ۱۰۸۸ هجری در لحد آسوده در نظم و نثر گیگانه بل در همه فنون از کاملان زمانه بود

گل رفت و آب و رنگ دمین بوستان نماند — یک چشمه غیر دیده بلبل روان نماند

چو طوطیا که بکاغذ کنند باد صبا — غبار کوی تو در برگ یاسمن دارد

ناکامیم ز همت عالی ست ای نصیر — از آب جوی سبزهٔ بام ست بی نصیب

نصیر ملا تنکابنی هر بابی و هر فنی ست

دانی که کعبه از چه مطاف خلائق ست — در هیکل زمین شده گویا بجای دل

نصیر ملا ابراهیم شیرازی ست و طائر فکرش بمدح ائمه اثنا عشر در بلند پروازی ست

بزیر تیغ بیدادش مکن تغییر رنگ ای دل — مبادا بر سر رحم آوری آن بیمروت را

نصیر میرزا ناصر علی اکار افکار راوالی و ولی ست

میر بایند دل بچشم زدن — داد از مردمان شهر آشوب

نصیری گیلانی ست و مبدع نادره مضامین و معانی ست

بیخوابیم ز هجر در مرگ میزند — این نیست آن شبی که بافسانه بگذرد

دمی دارم خراب از التفات چشم پرکارش — همه از جور میترسند من از لطف بسیارش

بیمار عشق را بمداوا چه فائده — دارد لب تو فائده اما چه فائده

قدر وفای من چو ندانند گذاشتم — چندان جفا کنند که خود از خود خجل شود

نصیر الدین خواجه طوسی علامهٔ روزگار بود و مستغنی عن التعریف از غایت اشتهار لیکن از دین بهره نداشت حافظ ابن القیم او را در جا بنصیر شرک تعبیر کرده و حق بجانب اوست و این ابیات از اوست

منم آنکه خدمت تو کنم دمی تو انم — تو فی آنکه چاره من نکنی دمی تو انی

رباعی

موجود بحق واحد اول باشد — باقی همه موهوم و مخیل باشد

هر چیز جز او که آید اندر نظری — نقشی ست دو بین چشم احول باشد

نظام کلاغ قزوینی ست و طبعش در ظرافت و مزاح و معانی آفرینی رباعی

دی شب همه شب گرد درت میگشتم — بر یاد تو بر رهگذرت می گشتم
با حسرت بسیار چو در خواب شدم — دیدم که بقربان سرت میگشتم

فطرت شاه نظر بیگ قوشچی از متولیان روضهٔ امام رضا علیه التحیة والثنا است در جودت طبع وحدت ذهن مستغنی بود در هند آمده بعشق زنی فاحشه جان و مال باخت و بحالت تهیدستی و پریشانی این رباعی موزون ساخت رباعی

گر هند شود کعبه شوم سوی کنشت — دو زخ طلبم اگر چه هندست بهشت
خواهم ز غلط کردن خود بر گردم — مانند نگاه عاقل از صورت زشت
یک دل نماندهٔ است که داغش نکردهٔ — بردار دوای فراق خدا از میان ترا

فطرتی محمد میرک راغب بصحبت درویشان بوده واز اصفهان بشیراز رفته همانجا آسوده ؎

گر جوش حیا مانع نظاره نباشد — در چشم هوس هر مژهٔ دست درازیست
خندنگ غمزه بنظمی زدی و آه کشید — زبان بریده مگر آفرین نمیدانست

فطرتی تبریزی جوهر شعرش از فن جوهر شناسی ظاهرست طبعش بشعر ملایم بود دیوانی ترتیب داده ازوست

داغ جفای یار که بر سینهٔ من ست — داغش مخوان که مونس دیرینهٔ من ست
خطی که بر گل رخسار یار پیدا شد — بنفشه ایست که از لاله زار پیدا شد
ز دل ربودن و بیگانگیت ظاهر شد — که بهر بردن دل بود آشنائی تو

رباعی

شوخیکه بود لب بفغون آلوده — اهل نظر انداز و جنون آلوده
بر بسته بسر حیرهٔ سرخ ست اورا — یا رشتهٔ جان ست خون آلوده

فعیما از موزون طبعان قزوین بود و بخیاطی امام قلیخان حاکم فارس اشتغال گزین ؎

یکچند بقید ننگ و نام افتادم — چندی بزبان خاص و عام افتادم

بدنامان راطشت بیفتد از بام — تشنم چو نبود خود زبام افتادم

نعیم ملانعمت از خوش گفتاران سمرقند ست و بنات النعش او همه شیرین تر از نبات و قند

بر گل رخسار خال مشکبارش حاصل ست — سبز کردن دانه را حسن زمین قابل ست

نعیم شیرازی برای ارباب ذوق از سخنان شیرین در نعمت سازی ست

گله هجر گر امروز کنم سر که مباد — این حکایت همه در روز جزا نتوان کرد

نعیم از شعرای شهر قم و متکیان مسند تنعم ست

مسی بمال بدندان که در دل من و دید — تبسم تو کند کار چشم سرمه کشیده

نقاش محمد طاهر کاشانی نقش و نگارش خجلت افزای ارتنگ مانی ست

قامت خم گشته پشتیبان کنج عزلت ست — این کمان چون حلقه میگردد کمند حدست

نقیب میرزا محمد سبزواری از طبع روانش گلستان سخن را آبیاری ست

طول امل دراز تر و عمر کوته ست — این رشته ها چو نیست برابر بهم متاب

نگاهی میرزا محمد بهبهانی نگاهش بجواهر خانه سخن در نگاهبانی ست

بپابوس لبم هر دم نفس صد بار می آید — چه منتها که از نام تو بر کام و زبان دارم

نکهت اردبیلی از خوش نفسان زیر چرخ نیلی ست

قطره آب خضر عمر ابدی بخشد — التفات کم صاحب نظران بسیار ست

نکهت حافظ غلام احمد از قاطنین شاه جهان آباد بود و بروایح نسیم دهانش دل و دماغ طیب النفسان مفرح و شاد ست

رخ زرد و آه سرد جگر داغ بهر چیست — نکهت بمن بگو که تو شیدای کیستی

نواب والد ماجدم دام ظله بدان تخلص ست و اختیار این تخلص پیش از اطلاع بر تخلص رئیس رامپور و بعد از انکه در تذکره مطبوع و مشهور گشته بوده ورنه گنجایش تبدیل داشت ترجمه تسریر نفیش بانبذی از اشعار آبدار در تذکره شمع انجمن جلوه گر ست و احوال لطیفش در دیگر کتب علم و فن

مبسط لائق و شرح فائق محمد رحاجت اعادہ نیست اما چون جناب والا این را در دری و تازی
هر دو ید طولی و قدح معلی ست خواستم که درین صحیفه بعض اشعار تازی که بتقاریب شتی بنت الساعه
اتسطیع و فقادو ذهن نقاد سر برزده ثبت کنم و تراجم بعض ابیات فارسی بعربی که علی البدیهه
بر زبان گوهر فشان گذشته بنویسم تا تذکرها از هر دو نوع سخن طرف نیکوئی بندد و باین رنگ
بعض نغمهای متفرق رنگ جمعیت گیرد از انجمله این شعرست ؎

سرمه گویا کرد چشم یار را　　شب بفریاد آورد بیمار را

در ترجمه اش چنین برشته نظم کشیدند ؎

انطق الکحل عین صاحبنا　　فی اللیالی یصیح من مرض

دیگر این شعرست ؎

در درون خانه چشم تو مردمان هستند　　که در میان حرم میزنند قافله را

در ترجمه اش چنین فرموده ؎

و فی بیت عین منك حلت اناسٌ　　لتنهب فی البیت الحرام قوافلا

و از انجمله این رباعی میر درد دهلوی رحمه الله تعالی ست ؎

ساغر فانی و بزم و ساقی فانی　　باهر که شدی در د ملاقی فانی

بردار دل از هستی بی بود جهان　　الله بود باقی و باقی فانی

ترجمه اش اینست ؎

تفنی السقاة و یفنی الکاس والنادی　　و من تلاقیه من خل و من عادی

فصرف القلب عن دنیاك باطلة　　یفنی الجمیع و یبقی ربنا الهادی

دیگر این شعرست ؎

زر پرستی میکند دل را سیاه　　آخر این صفرا بسودا میکشد

ترجمه اش چنین فرموده ؎

یسود حب التبر قلبك أحمرا ویجذب ذی الطمر الی السوداء

و از انجمله این قطعه ست که در وصف سیرگاه رئیسه معظمه دام مجدها واقع محل سرای خاص و جلسه واحده اتفاق نظم افتاده ؎

دار تدور بها السعادة والمنی ... وتلوح دون خیامها الانوار

فیها الثریا والکواکب کلها ... فیها الذی تشتاقه النظار

فیها نفایس ما یرام ویقصد ... فیها المنی فیها الجنی والثمار

کالجنة الغراء فیها کل ما ... تشهی النفوس تلذه الابصار

نخل ورمان وورد نرجس ... اثل بانة جلنار

روض اریض لیس یلفی نده ... متنزه تشدو بها الاطیار

کم اثمرت اشجاره فی حینها ... کم قد جرت من تحتها الانهار

مغنی مفاخرة لمن حلت بها ... شمس الضحی بدر الدجی انوار

اعنی التی قد سمیت شاهجهان ... لا تاتین بمثلها الادوار

هی حرة هی درة هی عزة ... هی عزة هی فضة ونضار

تعلو علی اهل السخاء وما هم ... کلتا یدیها خرتان تغار

هذی علی هذی وکیف فانها ... بحر العطایا دونه الابحار

کم احتظی دام طرائق جودها ... کم سر مدا کفها للعطار

این الذی یحکی عطیة حاتم ... تطوی لدیها هذه الاخبار

کم فی زوایا من خبایا طالما ... خفیت علی ناس وذا اظهار

هی عمرت تلك الربوع بعد لها ... ونظامها لا یعتریه عثار

فاقت علی کسری بکل عدالة ... بنیان ظالم فی الثری منهار

حسن الثنا غیض علیها هاطل ... من غیر ما باس به مدرار

هذی التی جلت مکارم ذکرها ... قد حام حوم جنابها الاقبال
هل توتجی ندا الها فی عصرنا ... ما انت الا احمقٌ مهذار
للّٰہ درُّ ملیکۃٍ طابت بها ... بھوپال طیباً دونہ الازھار
ھی بلدۃٌ تمت مقالۃ عزھا ... ھی جنۃٌ اصحابھا اخیار
لازال حیّاً من بنی تلک الرُّبی ... ما نضرت سوح الحمی الامطار

وچنانکہ حضرت ایشان دام مجدہم بتوصیف نزہتکدۂ مذکور در ابیات مسطور پرداختہ ہمچنان مولوی سید ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی نیز درین باب این ابیات نظم نمودہ اند خالی از لطافت مبانی و بلاغت معانی نیست ؎

للّٰہ دار ما اجل بناءھا ... اکرم بھا من منزلٍ معطار
تلک القناد یلُ التی فیھا تُرٰی ... شھب السماء تلوح للانظار
فیھا نفایس ما رأت عین ولا ... سمعت بھا اذنٌ مدی الاعصار

ولہ سلمہ اللہ تعالیٰ ؎

ربع وما ربعٌ منازل عشرۃٍ ... نادٍ وما نادٍ معاھد عزۃٍ
لازال فی عیش رغید مَن بَنیٰ ... ونباھۃٍ وسخاوۃٍ وکرامۃٍ

وتاریخ بناء بستان سرای مذکور از مجمع الکمال شیخ زین العابدین انصاری عرب قاضی حال عافاہ اللہ المتعال این ست ؎

دار کشمس الضحیٰ حسناً ومنزلۃ ... وطائر السعد غنّی فی اعالیھا
عنادل الروض مع ورق الحمام غدت ... تشدو بحسن ثناءٍ فی نواحیھا
ارخت عام بناء الدار مرتجلا ... من اخر القلب فافھم حکمۃ فیھا
تبارک اللہ ما ابھی محاسنھا ... یدوم عزّ واقبال لبانیھا

نواب تخلص فرمانروای خطہ رام پور عرف مصطفیٰ آباد و زینت بخش مسند صفات ربعہ

ریاست عالی نژاد و والا نهاد نواب کلب علی خان بهادر ثمرة الفواد نواب یوسف علی خان بهادر
خلف الصدق نواب محمد سعید خان بهادر ست آرایش بزم ظهور بوجود فیض نمودش در سنه الف
و مأتین واحدی و خمسین از هجرت بشهر شاهجهان آباد اتفاق افتاده و زمانیکه در خیابان عمر
شش سالگی نوبت خرامش رسید واقعهٔ وفات نواب احمد علیخان بهادر والی رامپور رو داده
حکام فرنگ از نبودن عقبی که وارث گاه و بیمش باشد محمد سعید خان بهادر ابن العم او را
که دران زمان متعهد ڈپٹی کلکٹری ضلع بدایون از طرف سرکار انگریزی بود بایالت رام پور
برداشتند و در ۱۲۶۵ هجری زمام ریاست آن مرز بوم بقبضهٔ اقتدارش گذاشتند مدت
پانزده سال حکمران بالاستقلال ماند بعدش بدار الملک آخرت راند نواب یوسف علیخان
بهادر بجای پدر فرخنده سیر نشست و تا عرصهٔ ده سال منطقهٔ حکومت و ریاست بر میان همت
بست و هر کس را از ارکان دولت و اعیان حضرت بمراتب فراخور نواخت و بنظم و نسق
ملک و دولت و جوهر شناسی ارباب فطنت و خبرت کوس نیکنامی بلند آوازه ساخت و در
سنین الف و مأتین و احدی و ثمانین هجریه دست از انتظام مهام ظاهری و اکشید و بملک
جاودانی نهضت گزید بست و سوم ذیقعده همان سال ارکین انگلشیه نواب را بر مسند
خلافت آبائی زینت افزا ساختند و عالمی را بعدل کامل و احسان شامل نواختند نواب
ممدوح تحصیل علوم از مولوی محمد حیات و مولوی جلال الدین و مولوی فضل حق خیر آبادی
و مولوی عبد العلی و مولوی غیاث الدین رامپوری فرموده و در نظم و نثر ملکهٔ کامل حاصل
نموده ترانهٔ غم و قندیل حرم و شکوفهٔ خسروی انموذجی از نثاری اوست و دواوین اردو
و فارسی نمونهٔ موزونی و خوش گفتاری او در یخا بندی از اشعارش برای نشاط خواطر
ثبت افتاد شنیدن را مژده باد ؎

سخن با غیر و روی سوی من داری مرا گرم — ز چشم حسرتم فهمیده باشی بدگمانی را
چنان بیخود شدم از ذوق غم کاندر شب هجرا — هزاران مرحبا گفتم بلای آسمانی را

بحق عاشقان اخفای الفت خوش بود لیکن
چه سازم ناصحا این چشم و اشک ارغوانی را

بهر ظلمی سپاسی تا دم محشر همی خواهد
چه خواهد کرد اگر بنمود طرز مهربانی را

دمیدم صور هایک عمر در عشق گل و بلبل
بیا موزا ز من دلخسته رسم نوحه خوانی را

سوالم نیست قاصد این جواب کیست بنداری
بگو با یکجهان آداب پیغام زبانی را

گدائی گوئی تو گر دیدتا نواب می نازد
چو محتاجی که یابد تخت فغفوری و خانی را

میفشان بر رخ حورای نسیم خلد خاکم را
که از من مانده در راهش همین مشت غبارین

رقیبی ساختم پیدا بهجران از تو پنهانی
قضا را گو بردا ز سینه ام جان نزارمن

خیالت را ز تو بهتر شناسم گر سر یاری
همی ماند شبا نروزی بهجرت غمگسارمن

کدامی شعله رو افگنده دامان بر بحد آمد
که حسرت میچکد چون اشک از شمع مزارمن

چه میپرسی که ای نواب در وصلم چه میخواهی
سرت گردم تمنایم بدان از اضطرارمن

نعشم ببرید از طرف رهگذر را و
شاید که بتابوت من افتد نظر او

صد موسم گل رفت و رخ یار ندیدیم
کو پیک نسیمی که بیارد خبر او

ذوقی که بگلگشت عدم یافتم از ضعف
دل داند و من دانم و داند کمر او

گر بار کتابم نکشد بال کبوتر ❊
بندید دلم را عوض خط به پر او

رشکم ندهد رخصت تنهائی قاصد
آن به که شوم سوئی تو خود راهبر او

از نکهت گلها نشود تازه دماغم
ای باد بیفشان بسرم خاک در او

تیری بدلم گر بنشیند بنشیند
یارب ننشینند رقیبان ببر او

گر جور نسازد بتو نواب چه سازد
خوار از تو بعالم نبود در نظر او

نور تخلص راقم این کلمات و محرر این صفحات ست نامش سید نور الحسن بن نواب والاجاه امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بهادر بن سید اولاد حسن قنوجی بخاری بن نواب سید اولاد علیخان بهادر انور جنگ عفا الله عنا و عنهم اجمعین بست یکم رجب سنه دوازده صد و

هفتاد و هشت روز چهارشنبه بامداد ان مطلع فجر از مکمن لاهوت منصهٔ ناسوت خرامید نظیر حسن
نام تاریخی اوست که علامهٔ عصر و فهامهٔ دهر مولوی علی عباس چڑیاکوٹی دام مجدہم نزیل حال
حیدرآباد دکن برآورند وطن اصلی او بلدهٔ کهنه خراب آباد قنوج ست و خودش در بهوپال متولد
گشته ذکر این هر دو بلده در ترجمهٔ رئیسهٔ معظمه بزیر حرف شین معجمه گذشته از طرف پدر سیدیه
بوده ام و از طرف مادر شیخ صدیقی جد مادریم مدار المهام محمد جمال الدین خان بهادر دهلوی
دام مجدہم نائب ریاست بهوپال اند و پدر عالیقدرم شوهر رئیسهٔ این دار الاقبال و در ۱۲۸۰ھ
والد ماجدم بر قصر نواب سکندر بیگم مرحومه رئیسهٔ معظمهٔ بهوپال بحضور اهل علم و ارکان دولت
رسم مکتب نشینی مروجی فرمودند اول بتعلیم کلام مجید و ثانی بتدریس کتب متداوله فارسی
پرداختند چون سواد حرف شناسی بهمرسید باعث بر تحصیل علوم آلیه از صرف و نحو و منطق و جز
آن شدند اوائل کتب بخدمت مولوی محمد ایوب صاحب مفتی حال بهوپال خواندند الفیه و شرح ملا
بخدمت مولوی انور علی صاحب لکهنوی محشی کتب درسیهٔ مطبوعهٔ این زمان و مدرس اعلای حال
مدارس سلمانیهٔ این دار الاقبال اکتساب نمودند الحال زانوی ادب بخدمت جناب مولوی الهی بخش صاحب
مصنف تحفهٔ شاهجهانی تهٔ کرده تحصیل بقیهٔ فنون درسیه می پردازد و سبق بعض مشکوة شریف در
علم حدیث از جناب قاضی شیخ حسین بن محسن یمنی گرفته و بعض قصاید عربیه آزاد از والد ماجد
خوانده و اصلاح سخن فارسی و اردوی ریخته از حافظ خان محمد خان شهیر شاعر بلی نظیر پایهٔ تخت
ریاست شاگرد غالب دهلوی ستانده حالا در صدد تکمیل علوم لاسیما کتب تفسیر و حدیث و
ما یتصل بذلک بوده ست و فقه الله تعالی لما یحب و یرضی و صانه عما لا یلیق باهل الهدی و من زین
همپای جناب معلی القاب نواب شاهجهان بیگم صاحبه والیهٔ حوزهٔ بهوپال نایٹ گرانڈ کمانڈر آف
دی موست اکزالٹد اردڈ آف دی اشٹار آف انڈیا دام اقبالها باه صیام در ۱۲۹۰ھ بحجرے
بگلگشت بندر ممبئی و بڑودہ و بهڑانچ و احمد آباد گجرات پرداخته و بزیارات مشایخ آن دیار
فایز گشته و بدربار نواب گورنر جنرل بیرنگ لارڈ ناتهبروک بهادر شریک گشته و پس در ۱۲۹۲ھ

بمعیت رئیسهٔ معظمه طال عصر بارگهرائی عرصهٔ دارالامارهٔ کلکته گردیده و مجالس آمد و شد شاهزادهٔ
پرنس آف ویلز ولیعهد ملکهٔ انگلستان و قیصر هندوستان مشاهده نموده و سیر حدائق و منازل
قدیمه و جدیدهٔ بلدهٔ مذکور بچشم عبرت بین و دل حقیقت گزین کرده هنگام معاودت بر بلدهٔ
بنارس و کانپور و الله آباد و جبلپور وغیره گذر نموده درین نزدیکی که تالیف این نامه نامی و نظم
این جواهر گرامی در معرض طبع ست سفر دربار خطاب ملکهٔ معظمه ببلدهٔ دهلی باواخر ذیقعده
سنهٔ ۱۲۹۳ هجری در پیش ست انشاء الله تعالی این گمنام بادیهٔ هستی و ناکام زاویهٔ پستی نیز رفیق طریق
حضرت رئیسهٔ مکرمه و والدما جد خواهد بود چون این نقطهٔ دائرهٔ شکسته پائی و جگر خستهٔ حسرت
مومیائی با وجود حداثت سن و محرومی از هر هنر و فن یکی از اهل اقطاع این ریاست ست
و از بدو شعور با برادر خرد و خواهر کهتر خود هفت هزار و دو صد روپیه معاش می یابد و هم شوق
سیاحت بلاد و مشاهدهٔ علماء امجاد در سر دارد خواهی نخواهی در هر سیر و سفر از خاطر عنان رفاقت
با پدر والا گهر و رئیسهٔ عالیقدر میکند و عرصهٔ وسیع گیتی را درین آمد و شد بدیدهٔ اعتبار می نگرد
اگرچه از شعر و شاعری که دون شیوهٔ ذاتی و آبائی اوست بمراحل دور ست لیکن تفننا گاهی
ماهی در ریخته حرف موزونی میزند و کلیم تخلص میکند و در فارسی متخلص بنور ست اگرچه حضرت
پدر ترجمهٔ پسر در شمع انجمن زیبا رسام فرموده اند اما بوجه تالیف این ضمیمهٔ روشن که گویا گلدسته
ازان رنگین چمن ست خود هم باوجود کج مج زبانی دو سه گلبانگ ترجمه خوانی زد و بایراد چند اشعار
پریشان بضیافت طبع اخوان صدق و صفا پرداخت و گوشهٔ گلزاری برای گلگشت ارباب
وفا مهیا ساخت امید از نظارگیان خطا پذیر عیب پوش و عالی طبعان عذر نیوش آنست که
اگر درین جریده بر سهوی آگاه گردند عمل بر مثل سائر خذ ما صفا و دع ما کدر فرمایند

فغان که آتش عشق بتان بجان افتاد — شراره سوخت یکین سا چو در مکان افتاد
بشکر آن سر زنخیر کعبه می بوسم — که دل بحلقهٔ سر غولهٔ بتان افتاد
سحر ز خانه برون آمدی و خورزافق — هر آنکه اهل نظر بود در گمان افتاد

ز حرف حسن و جمالت که در گلستان رفت — بهار غنچه و گل در سر خزان افتاد
بهانه کرد مگر نور ضعف حالت را — چو برد رشک پی نظاره یکزمان افتاد
مرحبا قاصد جانانه ما مے آید — هدهدی مژده ده از شهر سبا مے آید
میشود سلسلهٔ جنبان جنون عالم را — اگر م سلسلهٔ پا بصدا مے آید
ای اجل باز دهم جان که نثارش سازم — یار بر تربت ما بهر عزا مے آید
هر کجا بوی گل و نغمهٔ عنبر باشد — مایه از حلقهٔ آن زلف دوتا مے آید
هر سحر گه که کنم فکر سخن روح قدس — بهر تایید دل و طبع رسا مے آید
گرچه انداز سخن نور ندانند لیکن — از غزل سنجی او بوی ذکا مے آید

باز چاکی در گریبان میزنم — خنده بر فصل بهاران میزنم
دیدهٔ تنخاله را مژگان نبود — پای بر خار مغیلان میزنم
در خیال خندهٔ دلجوے او — زخم دل را بر نمکدان میزنم
میشمارم مهر را شمع سحر — داستان روی تابان میزنم
هر نفس چون بلبلان اندر قفس — نغمهای خوش بزندان میزنم
کی نهم بر طول محشر گوش نور — حرف از شبهای هجران میزنم
در نماز گشت زمان غراق چاره کنم — با شک دیدهٔ خون ریز استخاره کنم
هزار جور تو آسان ولی بود دشوار — که بار قیب نشینی و من نظاره کنم

نوائی تخلص امیر علی شیر وزیر سلطان حسین مرزا در جودت ذهن و رسای فکر و در جود و سخا و قدردانی علما و فضلا و شعرا همتا بوده بزبان ترکی هم اشعار لطیف و نازک موزون نموده سوای کلام فارسی چهار دیوان ترکی دارد و فاتش در سنه ۹۰۶ هجری در بعض تذکرات می نگارند برخی ارباب کره تخلصش فانی نوشته بنابران درین رساله هم ذکرش در حرف الفا گذشته ازوی مے آید

آتشین لعلی که تاج خسروان را زیور ست — اخگر بهر خیال خام پختن در سر ست

نورالله

نورالله مرزا بحقایق و دقایق شعری آگاه بود از خاک پاک اصفهان ست و نورزکاوت از جبین اشعارش تابان

با خیال گلرخی سر در کفن خواهیم کرد — تا قیامت عیش در یک پیرهن خواهیم کرد
نه مروت ست ما را بمراد خود رساندن — که هزار نا امیدی بامید ما نشسته ✤
نازم بغیوریکه گر از گل سخن افتد ✤ — چون آتش سوزان شود و در چمن افتد

نورس

نورس رشیدا قفر وینی ثمرات نورسش در کمال نگینی ست از ولایت خود بدکن وارد گشت و در عین جوانی ازین سرای فانی در گذشت ؎

نه چون گلم هوس جوش عندلیبان ست — چو غنچه ام سر تسلیم در گریبان ست
آنهم که طره بر دوش سپهر بود ✤ — از ضعف این زمان مژه چشم سوزنست
دل چون نشود خانه زنبور ازان چشم — آیینه فولاد زره شد ز نگاهش

نورس

نورس محمد حسین دماوندی ست و در عالم سخنان نورس مسلم نخد زندے ؎

آنکه محراب دو عالم گوشه ابروئی اوست — در دل هر ذره پنهان آفتاب روئی اوست
پیچ و تاب موج دارم در هوائی گوهری — آنکه دریا از هر گرداب راهی سوئی اوست

نورروزعلی

نورروزعلی بیگ ز رگر تبریزی ست و از علما کامل عیار قلبی در زر ریزے ؎

فتادگان بفلک سر فرو نمی آرند — زمین بگرد سر آسمان نمیگردد

نوری

نوری قاضی از نواح اصفهان در علم و فضل فائق بر اقران بود از شاگردان میر فخرالدین سماک ست و ذهنش دقائق و نکات را دراک ؎

دور از تو در سینه دل با چشم روشن دشمن ست — هر که با خم خلوتی دارد بهر دزدن دشمن ست
چنان کز درد آید اهل ماتم را سیه رختی — فغان از بلبلان برخاست چون من در چمن رفتم
حمائل چون توانم دید بر دوش کسان و رستی — که بر دلها ز مژگانخ اگر در آستین باشد
ببیند چو کسی سوی تو گیرم سر راهش — تا ذوق تماشائی تو در دم ز نگاهش

نوری

نوری دندانی هروی نبیره مولانا حسن شاه و بارث در ظرافت کامل و شگاه و دندانش بسکه

آبدار و براق بود و خود را بدندانی ملقب نمود در حلیهٔ خود میگوید

وصیتی ست که بعد از وفات من یاران ... کنند لوح مزارم ز هیبر دودندانم
سخن چگونه کنم پیش خلق کین دو لبم ... بگیگر ز رسد گر بلب رسد جانم

فتوری

نوری از اکابر هرمزست و در بزم سخن سنجان لطیف الطبع موقر و معزز ست

نظر پیر و جوان ای گل رعنا باشد ... پیر گردی که جوانی و نظرها باشد

فتوری

نوری ملا نورالدین محمد سفید و نی پرگنهٔ سفیدون از توابع سهرند در جاگیر او بود و بآن منسوب گشت در علوم هندسه و ریاضی و نجوم و حکمت ممتاز بود و از جملهٔ مصاحبان همایون پادشاه و بانجهت خطاب ترخانی یافت سلیقهٔ شعر داشت و دیوانی ترتیب داد نهر بلدهٔ کرنال تا نجاباد کروه بنام سلطان سلیم ساخته است در سنهٔ ۹۹۲ در اتاک بمرد از وست ست

دلتنگ و دراز ان لب خندان نشستهام ... مانند غنچه سر بگریبان نشستهام

فتوری

نوید نامش محمد حسین ست و طبعزادش لخت جگر و نورالعین ست

طریق مهر با یاران خود یاد انمیدانی ... و گر میدانی از یاران خود مار انمیدانی

فتوری

نویدی تربتی صاحب دیوان ست و ترجیع او در هجو کنجک بیگ بخشی بیرمخان مشهور زمان این چند بیت از دیوان نویدی ست اما معلوم نیست که همین نویدی مذکور ست یا غیر آن ست

خدنگت را که عمری جائی در دل ام آشتم دام ... نهال آرزوئی کز تو حاصل داشتم دارم
بمان قیدی که در اول من مسکین سرگردان ... از ان لیلی وشی مشکین علالاسل داشتم دارم
بگیر ای آشنا دستم کز آب دیده عمری شد ... بیابانی جنون پائی که در گل داشتم دارم
آورم تاب جفایت بهمه عمر و لے ... اینکه باغیر نشینی تو هم تاب مرا
بیقراری سر زلف تو یک چشم زدن ... نگذارد شب هجران تو در خواب مرا
گشت تا جمع نویدی دل من با غم تو ... رفت از یاد پریشانی اسباب مرا
گر زار بمیرم ز غمت دمبدم خویش ... با غیر حکایت نکنم از الم خویش ؛

از بیخودیٔ عشق اگر پیش تو طاہر — کردم غم دل در گذران از کرم خویش
نہ فکر آخرت داری نہ دنیا — نمیدانم نویدی در چہ کاری
ای خوش آن دم کہ شوی قبض ز قولنج ترا — نسخۂ حقنہ نویسند اطبای عظام
دست خوپائی شتر شلخ بزوگردن قاز — کلۂ خرس و سر استر دندان گراز

نویدی نیشاپوری فی الجملہ تحصیل علوم داشت و در شعر صاحب رتبہ بود و فاتش در شہور سنہ در راہ حج بلدۂ اجین از ملک مالوہ واقع شد نویدی سخن بگوش مشتاقان چنین میرساند

اگر رہم ز اشک گلگون شدہ لالہ گون زمینہا — نتوان شدن پریشان گل عاشقی ست اینہا
ہلال خواست شود حلقۂ درت شب عید — ز دور بست خیالے ولی بہم نرسید

نہانی زنی بود از مصاحبات والدۂ شاہ سلیمان در حسن و جمال فریدۂ زمان آکابر دوران بخواستگاری او مائل بودند لکن از نارسائی مضمون رباعی وی کہ امتحاناً بر شۂ نظم کشیدہ در چار سو آویختہ بود مطلوبہ غیر مائل رباعی

از مرد برہنہ روی بزمیطلبم — در خانۂ عنکبوت پر میطلبم
من از ذہن مار شکر میطلبم — وز پشۂ مادہ شیر نر میطلبم

سعد اللہ خان وزیر عالیشان جوابش چنین موزون نمود و گوئی سبقت ربو در رباعی

علم ست برہنہ رو کہ تحصیل نرست — تن خانۂ عنکبوت دل بال و پرست
زہرست جفای علم و معنی شکرست — ہر پشۂ از ان چشیدہ او شیر نرست

نیاز شاہ نیاز احمد بریلوی از خلفای مولانا فخر الدین دہلوی قدس سرہ واقف اسرار صوری و معنوی از کاملین صوفیہ کرام و واصلین مشایخ عظام بود

نہ کافر گفتنم باید نہ مومن خواندنم شاید — کہ نی در جند کفر ستم نہ اندر قید ایمانم
نیست جز آہنگ عشق آواز موسیقار من — رب ارنی می نوازد بر بط ہر تار من
بسکہ ہستم سایہ پرور زیر بال مہر یار — یمن میگیرد ہما از سایۂ دیوار من

حسن خوبان بهر حق بینی مثال عینک ست — سید بینائی اندر دیده نظار من
همچو دریائی محیط این قطره ام شد موج زن — چون بخود غرقم نمود آن قلزم ذخار من
کرد ما را بی نیاز آن قبلهٔ اهل نیاز — لطف فرماشد با حوال دل افگار من
بباطن نازو در ظاهر نیازم — بمعنی خواجه در صورت غلامی

نیاز محمد رضا موطن و منشاءش شهر گجرات ست واقطار امطار سحاب افکارش آب حیات ۵

بهر پاس آبروئی خویش می سوزم نیاز — آب یا قوتم که همچشم شرارم کرده اند

نیازی احمد میرزا اصفهانی از نسایم انفاسش در بحور سخن روانی ست ۵

از برایت شنیده ام سخنان — که ترا طاقت شنیدن نیست
ترسم فغان من بفغان آورد ترا — دست از جفا بدار و مرا در فغان مدار
دل اهل دیاری خوش که دارد چون تو یار خوش — که از یک یار خوش گردد دل اهل دیار خوش

نیازی سید حسن از سادات بلده طیبهٔ بخارا بود اما شجرهٔ وجود او خبیث بیمیا و ما صدق شاعری بود در فن شعر و عروض و معما و تاریخ و سائر جزئیات ماهر ست و رسائل در ان باب تالیف کرده بهند آمده و در شهر تته از نیازاسباب دنیاوی بی نیازی گزیده پیوند زمین گردیدازوست ۵

برونی آتشین زلف تو ای سیمین ذقن پیچید — بلی چون موئی بر آتش فتد برخویشتن پیچید
چو نتوانم که برگردم سر آن تند خو گردم — خیالش در نظر آورده هر دم سوئی او گردم
بر فلک نیست شفق باده گلفام من ست — رند دردی کش چشم و طاس فلک جام من ست
تا نیازی شده در ملک سخن خسرو عهد — نام جامی شده منسوخ کنون نام من ست

روزی این غزل میخواند دیوان جناب مولوی حاضر بود چون کشادند در اول صفحه این مطلع برآمد

مطلع

چرخ را جام نگون ذان کزمی عشرت تهی ست — باده از جام نگون جستن نشان ابلهی ست

نیازی شوستری طبع نقاد و ذهن وقاد دش بی نیاز ستایشگری ست ؎

گاه آتش گاه گل رخسارهٔ جانان من گل برای دیگران آتش برای جان من

نیکی زین الدین مسعود زاد بوشش نظنز و منشاء و منما او اصفهان ست از مصاحبان میرزا اشرف جهان بود و در شاعری مشارٌ الیه بالبنان و این مصرع تاریخ وفات آن ع نیکی ز جهان برفت و نیکی ز جهان پ ولد در کلامه ؎

ما را ز دست هجر آن شوخ سرو قامت چاکی ست در گریبان تا دامن قیامت

ز عشق شمع صفت در گرفته ام امشب خوشم که زندگی از سر گرفته ام امشب

حرف الواو

واثق ملا مهدی نجفی ست وکلامش موثق بلطائف جلی وخفی ؎

بیا و آن لب میگون چو پسته کنم خندان چو آب لعل شود در دهن سخن رنگین +

واحد میرزا شاه تقی صفاهانی ست و ناطقه اش را اتحاد با بلاغت سجانی ؎

ای تو دیده رفتی و مژگان تو دیده مانده مژگان چو آشیانه مرغ پریده مانده

خوش ست سفله که با خاکه شود یکسان زیان بدیده رسد چون غبار برخیزد

مست نازی و سر خانه خرابی داری از در خانه نمیگذری خوش باشد

نهاده ام چو سگان سر بر آستانهٔ تو فرشته را نگذارم بگرد خانهٔ تو

واحد میرزا محمد باقر شیرازی ست و در هندش ملازمت رکاب سلام خان حاکم بنگاله سرمایهٔ سرفرازی ربا عی

عاشق تا جان نه در رو جانان باخت کی منزل اصل عشق را آسان ساخت

تا بود درون بحر ماهی زنده موجش از بحر کی بساحل انداخت

واحد ملا حبیب علی تبریزی وحید عصر در شیرین مقالی و شکر ریزی ست از علم فضل بهره وافی داشت و سخن سنجی کمتر توجه نیگماشت ربا عی

واحد که چو آتش ببرت میگردد — گر باد شود گرد سرت میگردد
گر آب شود روان بکوی تو شود — ور خاک شود خاک درت میگردد

وارسته امام قلی بیگ ناظم و ناثر بیمثال بود و فائق براقران و امثال وارسته از قید این و آن و گذرش چندی بهند و چندی بایران ؎

آنکه پرستیم و کم دیدیم و بسیارست و نیست — نیست جز انسان درین عالم که بسیارست نیست
دور و دشمن گر نمی بینش نمیدانم — بخانه که فتاد ست دیگر این آتش

واصف میرزا محمد امین ایرانی ست و موصوف بخوش بیانی و شکرفشانی ؎

بروئی آنکه همه از پرتوش آوازه دارد — مگر خط حرف ما گوید که روئی تازه دارد
من از خوبان عاشق کش نگاری طفل خو خواهم — که گر گاهی دهد بوسی بمن فی الحال بس گیرد

واصلی مروی یا کابلی درویشی مجذوب و واصل بحق بود در ۹۶۰ هجری ازینجهان رحلت نمود ؎

زدل پیکان زنگ آلود آن مهوش برون آید — بسان شعلهٔ سبزی که از آتش برون آید

واقف محمد تقی ابن خواجه محمد از معززین عهد شاهجهانی و عارف ماهر علم تصوف و خدادانی ؎

در بتخانه و دست زهر و پیمانه یکی ست — آه سحر و نالهٔ مستانه یکی ست
از مسجد و دیر حق پرستی غوغ ست — گر خانه دوتاست صاحب خانه یکی ست

واقف نصیر فطنهای ایست و از مهرهٔ فنون نظریه بخنش بلند و طبعش عالی ؎

آب گر نیست بسا نیم بخون جگری — نتوان کاسه بدریوزهٔ دریا بردشت
یک صبحدم بصحن گلستان گذشته — شبنم هنوز بر رخ گل آب میزند

واقفی مشهدی ماهر اقسام شعر و واقف فنون لابدی ست ؎

بیرون میا ز خانه که ذوق امید وصل — بهتر ز دیدنی ست که بیهوشی آورد

واله ملا درویش از شعراء عهد شاهجهانی بود در ملک بنگاله ازین سرای فانی بعالم جاودانی انتقال نمود آزدست ؎

خواهم که بحشر برم از بهر گواهی — سبزی دوسه در عذرت نامه سیاهی
آسمان کو خلعت سنت بپوشان بر تنم — زانکه همچون نغمه تاری بس بود پیرانهم

والهی هروی والهوشیدای گلهای شگفته قوافی وروی ست ه

قضا با دلبران چون داد حسن و دلربائی را — بقدر حسن هریک کرد قسمت بیوفائی را

واهب میرزا احسن از موزون کلامان سرزمین صفاهان ست وانفاس جانفزایش قالب شعر وسخن را واهب روح وروان ست ه

هرچه باشد که من از تیغ تو امساک کنم — ترسم آن را گره خاطر فتراک کنم
آتش افسرده ازکار روان وا مانده ام — همرهان رفتند وخاکستر نشینم کرده اند
دوش در میخانه کیجام شرابم زنده کرد — ماهئی بودم بخاک افتاده آبم زنده کرد
دل شکسته که لب تشنگ وچشم تر دارد — مسافریست که از بحر وبر خبر دارد
به پیری خاک بازیگاه طفلان میکنم بسر — که شاید بشنوم زان خاک بوئی خورد سالی را

وحدت حکیم عبدالله گیلانی از شعرای عهد شاه سلیمان صفوی ایرانی ست تخلصش اولا راغب بود باآخر بوحدت رغبت نمود ه

زلف بکشود و رخ افروخت زمی — طرفه شامی وقیامت شفقی ست
صد صدف بار تواند برد از یک رگ ابر — تا توان تیغ زبان بود چرا گوش شوی

وحدت شیخ عبدالاحد معروف بشاه گل فرزند شیخ محمد سعید خلف شیخ احمد سهرندی مجدد الف ثانی قدس سره ست در ذاتش علم ظاهری با علم باطنی اتحادی پیدا کرده وبشعر وشاعری از امثال اتراب سر برآورده شیخ سعدالله گلشن از مریدان اوست وکلامش در کام وزبان اربابذوق شیرین وحلو ست ه

هر که چون فواره بر یاد قد جانان ستاد — پای تا سر گریه کشت وآب رو بر باد داد
نشئه فقر را ترز فنا یافته ام — ده قدم پیش بود ره ز کفن تا کفنی

بروز واقعه تا بوتم از چنار کنید — که بروه ایم ز باغ جهان تهیدستی

وحشت میرزا امام علی عجمیاری هست و دلش بتالیف و حواشی مضامین مصروف خوش افکاری ۵

با نفس جهاد کن شجاعت این ست — بر خویش امیر شو امارت این ست
انگشت بحرف عیب مردم مگذار — مفتاح خزاین سعادت این ست

وحشت ملا جمال الدین از سادات اردستان بود وحشتی از وطن گرفته بنرمنگاه هند میل نمود ۵

دل همه خون شد و شور دل غماز بماند — کوه پاشید ز یکدیگر و آواز بماند

وحشی جوشقانی ست و معانی وحشیه را بفیض طبعش انس انسانی ۵

تلافی غم صد ساله سینه چاکے ماست — اگر بنا زکشائی دمے گریبان را
هزار سال پس از مرگ میتوانم زیست — اگر برون نکشند از دلم خدنگ ترا
با بر آنقدر از آب چشم خود دادم — که قطره قطره ادا کرد وام دریا را
یک لحظه گریه گر نه کنم کور می شوم — گویا چراغ چشم من از آب روشن ست
شب هجرے بعذاب دو جهان میدادم — گر کسے با من سودا زده سودا میکرد

وداعی هروی بقدر تحصیلی داشت بهند آمد و در گذشت آزوست ۵

نه از شراب ببزم تو هر زمان روم از خود — پیاله لعل تو بوسد ز رشک آن روم از خود

وصفی هروی ست و بر زبان ناقدان شعر و سخن موصوف بیانه روے ۵

نومیدیم رسید بجائی که گر کسے ✣ آرد نوید وصل تو باور نمیکنم ✣
چو با سگت نتوانم که عرض حال کنم — بخویش گویم و خود را سگت خیال کنم

وصلی حراف خوش طبع بود از ولایت عراق بسفر حجاز رفت و از راه دریا متوجه هند شد اهل کشتی بغرقاب افتاده بجزیره فنا فرستند و او بساحل نجات واصل گشت و در الکه قطب شاه دکنی رفته با یکی از کشتی گیران سر پنجه گرفته غالب آمد حریفان را عرق حقد و حسد در حرکت

آمد زهری در کاسهٔ او کرد زند و این واقعه در ۹۶۰ روی نمود آزوست ه

دلفریبانه بره میرود و میترسم — که مبادا بودش دل نگرانی از پی
نگار من تو چنان تند خو برآمدی — که کس به تندی خوی تو برنمی آید

وفائی میرزا ابراهیم خلف الرشید میرزا سلیمان والی بدخشان از احفاد امیر تیمور صاحب قران بود در انشاد اشعار فارسی و ترکی دستگاهی کامل حاصل نمود و در سنه سبع وستین و تسعمائة بملک جاودانی رحلت نمود ه

ای که چون مه هر زمان منزل بمنزل میروی — گر روی از چشم کی از خانهٔ دل میروی

وفائی از شعرای مشهدست و در زمان خود مستند ه

کاش نپیوسته بود آینه پیش نظرش — تا نظر جانب اغیار نیفتد دگرش

وقاری میرزا غازی فرزند میرزا جانی والی تته بود و در عهد اکبری و جهانگیری بحکومت سند و تته و قندهار سرفرازی یافته بکمال تنعم زندگانی مینمود باز از قدرشناسی ارباب فضل و کمال در سرکارش گرمی داشت تا آنکه در ۱۰۲۱ سنه هجری احدی و عشرین و الف این عالم را گذاشت ه

کجاست یک دو سه همدم که همچو موسیقار — نشسته پهلوی هم برکشیم آوازی

وقوفی هروی میرواعظ مشهور بوده و در بدخشان توطن داشت مجلس وعظ او بسیار گرم بود از دست ه

چون سر زلف تو گردید پریشان دل من — یکسر مو نگشادی گره از مشکل من
بگذشت ز حد قصهٔ درد و الم ما — عشق آمد و بگرفت ز سر تا قدم ما

وکیلی تفرشی ست و در زمین اشعارش مضامین رنگین مفرشی ه

کسی لاف وفاداری زند با بیوفائی خود — که خود را بهر او خواهد نه او را از برائی خود

ولی قلی بیگ هروی از شعرای بارگاه شاه عباس ماضی ست و دیوان سخنوری را قاضی ه

قاصد میار رخش جانان بروے ما — شرمی بدار از دل پر آبروے ما

در کارنامهٔ عباسی در جنگ ذوالفقار خان با حاکم قندهار گفته ؎

سراپای خصم و سرائی و وطن — زر و سیم بدخواه و فرزند و زن

شکست و بپست و بکند و بسوخت — گرفت و براد و خرید و فروخت

ولی هندوی بود از زمرهٔ منشیان شاهزاده داراشکوه و بتاثیر صحبت ملاشاه بدخشی آشنا بمذاق صوفیهٔ حق پژوه رباعی

در خود بنگر که جان جانانه توئی — در مجلس خود چراغ و پروانه توئی

تا چند بگرد خانه گشتن شب و روز — در خانه در آ که صاحب خانه توئی

رباعی

مطلوب تو هست با تو ای طالب ذات — موجود بذاتی نه بآیات و صفات

این چاه خودی را دو سه گز گر بکنی — در خانهٔ خود بیابی آن آب حیات

حرف الهاء

هاتف سید احمد اصفهانی ست و فیض رحمانی بهتف هواتف غیبی بر دلش ارزانی ؎

بیک کرشمهٔ چشم فسونگر تو شود — یکی هلاک و یکی زنده این چه بوالعجبی ست

نه با من دوست آن گفت و نه آن کرد — که با دشمن تو آن گفت و توان کرد

تو بر من کردی از جور آنچه کردی — من از شرم تو گفتم آسمان کرد

بیگانه گفت اگر سخنی در حقم چه باک — این میکشد مرا که از دوست آشنا شنید +

چونی نالدم ستخوان از جدائی — فغان از جدائی فغان از جدائی

هاتف قزوینی ست و صدایش همسان ندای هاتف غیبی در دل نشینی ؎

جز خندگی کو نشان از غمزهٔ یارم دهد — هر که در پهلوی من بنشیند آزارم دهد

هاتف میرزا محمد اصفهانی از شعرای پایهٔ تخت خسرو جمجاه قاچار محمد شاه ایرانی بود و قصاید

مشهور و فصاحت و بلاغتش بزبانها مذکور ؎

چه شود بچهرهٔ زرد من نظر از برای خدا کنی — که اگر کنی همه درد من بیکی نظاره دوا کنی
تو شهی و کشور جان ترا تو مهی و جان جهان ترا — ز رهِ کرم چه زیان ترا که نظر بحال گدا کنی
تو کمان کشیدهٔ و در کمین که زنی تیرم و من غمین — همه این غمم بود از همین که خدا نکرده خطا کنی
تو که هاتف از درش این زمان رود از ملامت بیکران — قدمی نرفته ز کوی آن نظر از چه سوی قفا کنی

هاتفی ملا شرف الدین علی طبعش ارجمند بود و پایهٔ کلامش بلند ؎

بخشیدنِ درم نبود پیش ما کرم ✦ صاحب کرم کسی ست که بخشد گناه را

هادی استرآبادی فاضلی ست صاحب تدریس و آلای کلامش علق نفیس ؎

منم بگوشهٔ غم در فراق یار نشسته — قرار داده بهجران و بیقرار نشسته
برهگذار تو دیگر کسے چگونه نشیند — بخاطرت گر ازین رهگذر غبار نشسته

هادی برادر میر برهان ابرقوهی ست و در خزینهٔ ذهنش نقود مضامین را کثرت وانبوهی ؎

می نمایند بهم تیغ ترا چون مه عید — خون تو میریزی و انگشت نما شمشیرست

رباعی

دنیاداران صلای احسان ندهند — جز حالت تپان بفقیران ندهند
این طائفهٔ سوختنی همچو تنور — تا گرم نگردند بکس نان ندهند

هاشم ابرقوهی شاعر نامی ست و عین و اثرش در ذهن دانایان و قائق کلام گرامی ؎

شود در خواب چون بیند مرا آنکه میدانم — که گر در خواب می بیند مرا بیدار میگردد

هاشمی تفرشی سخن فهمان را نالهایش بسکی و منشی ست ؎

هر چند کلبهٔ ما جائی تو نوش لب نیست — با ما شبی بروز آر یک شب هزار شب نیست

هاشمی شاه جهانگیر از اعیان کرمان بود و والدش از احفاد شاه قاسم انوار و مادرش از اولاد شاه نعمت الله ولی از مشاهیر ارباب عرفان ست مجمع الفضائل اسوة الاماثل بود در هنگام

عبورش افتد میرزا شاه حسن سلطان انجا متوقف شد رانعیت عظمی شمرده تعظیم و توقیرش بجا آورده
قصوی نمود و بعد زمانی از انجا در سنه ۹۸۵ هجری عازم بیت الله گردید و در حدود کرمان و کیج از
دست قطاع الطریق جام شهادت نوشید مثنوی مظهر الاسرار از اوست منه

سفله که زر و گهر بدشت اوست — هر دو بمی نافن گذشت اوست
بیتو نبود در هوس ساغر می در سرما — گر نبود چشمه خورشید شود ساغر ما

هجری ایجادی است و سخن پیشه اش را خاصیت دل بریانی است

میروی میرود از پی دل جا بجا صل من — آنچنان رو مه من کز تو نماند دل بمن

هجری تفرشی نامش میرزا ابو القاسم است و قلمرو سخن را به تیغ زبان و نیزه قلم تاخته تهم
فوش آنکه چون از دست او من نالم او خنجر زند — من ناله دیگر کنم او خنجر دیگر زند

مانند سنگی که ایجاد مگر در گل تو — که سر بپای تو نازک بود الا دل تو

هجری میرزا محمد شریف جد نور جهان بیگم بود دست وزارت خراسان و یزد و اصفهان
را علی سبیل البدلیه نظم و نسق حسن نموده در شعر و سخن طبعی سلیم و ذهنی مستقیم داشت و در
سنین تسعمایه و اربع و ثمانین که بدار عنصری گذاشت

اگر مصور چین نقش آن جمال کشد — عجب که چیزی دگر غیر انفعال کشد

هدایت الله مشرف طهرانی از مقربان شاه طهماسب ایرانی است بر سخن سنجی شیدا و مفتون
بود و گرشماران اشعارش عاری از لباس مضمون گوهر سخن را به تیغ خشت نظامی صفت

و در لیلی مجنون خود چنین گفته

عاشق سگ یار خود بود میمون — آوازه بلند شد ز مجنون
چون مکتب عشق جوش میزد — دلال بگس فروش میزد
لیلی ز دریچه تبسم — میکرد بفاصله تکلم
ما دو برادران موشیم — همسایه اردک خموشیم

تا صبح وفات گرگ بیمم ست آمش شب چلهٔ سیم ست

هدایت حسین میرزا دستخط و گفتار ان شهریار ست و بهدایت طبع و تمکین دریا دل و دستگیم

خوش فهمی و خوش کلامی کامران دکان دکانی

زنهار که عذر ست بدر دست نگیرد ۞ او بد کرده ست تو با و بد نگیرد ۞

تا بتوانی بهای بدی نیکی کن ۞ تا راه شفاعت ست بسی سد نگیرد ۞

میرانی ملا متصف بفضل و کمال کسبی و ذاتی بوده

آنکس که پلاس و کبود او نوشیروانی ست دانکس که سر نهاد بپای تو برتر نشست

هلال قزوینی در سمار خوش طبعی و ظرافت طبع یکتا بوده و در ایام شباب شعر میگفته

زد و گوشی دو سه از خانه بردن نتواند چشمها سرخ و ستر کرده بمالد مردم

یک جو از روی حرمت بفقیری ندهند گر شکم شان بشکافند بسان گندم

یک تنی در وطن خویش غریب و بیمرگ کم بسود راغ رود چون بدر آید گردم

ریش و سبیل سیه و موی بناگوش سفید چون کلاغی ست جنم و بیضهٔ او سوده سوم

هلالی شیرازی بوده و خامه و زبان و خامه اش در سحر طرازی

تیغ بفاکشید و بخونریز عاشقان ۞ آمد از ان میانه مرا آزموده رفت

همایی بسید امتیاز خان سخن سنج و سخن فهم سخندان بوده معزز و ممتاز بین الامثال و الاقران

ز عشق بی محابا کار بالا بالعجب آید در و دامان یوسف را کند رسوا زلیخا را

همام تبریزی معاصر شیخ شیراز بوده و در کمال و مال بی امتیاز یکصد و شانزده سال عمر یافت

و در سنهٔ هفتصد و چهار هم از هجرت بمطموره عدم شتافت ۞

زند بر وجد عاشق خنده غافل ۞ چو طفل از رقص مرغ نیم بسمل

بلبلان را باد نوروزی بشارت میدهد کز ره یکسالگی سوی گلستان میرسد

بیا بیا که ز هجر آدم بجان امید دست بیا که سیر شدم میتوان ز جان امید دست

بکام دشمنم از آرزوئی بیدار ست — مبادش بیخبر از حال دوستان ایدوست

همائی بجاے اوج همتالی ست

پیش از سالی بجوابت دیده ام دوش — مبادا هرگز این خوابم فراموش
هنوزم هست دیدار تو در پیش — هنوزم هست گفتار تو در گوش
برلب بام از فغان من ناکام آمدی — برلب آمد جان من تا برلب بام آمدی

همت عالی همت زمان بیرنگ ترک از موزون طبعان اردو میل ست کلام عالی مقامش برهمت والا نهمت او دلیل ست

نیفتد از وجود خود دل آگاه می باید — در منزل ست هر که بخود راه می برد
ترا بین گلشن دلکش هزاران گل شکفته می بیند — اگر بلبل گداز خویش را شبنم نگاهبانی شد
گر باد فنا بر دهد از گرد ما نشانی — نقش پای ما هم نخواهد ماند از ما بر زمین

ارمغانی

در ساز ایجاد اگر خواهد نوا — بقدر مقام و بمقدار نوا
خلق می خواهم اگر چه طاعت ننگ — در کار تو نیستم ولی کار توام

همائی محمد افضل متوطن نافق از اراضی کرمان و مستوفی سرکار یزد و سخن پیچ خوش بیان بود از دست ست

افتاد در نبرد سخن از دهان ما — دندان کرد قبضهٔ تیغ زبان ما

همدمی نامش شریف باکو آنکه نسترو جناب شرافتش جاجب از همنشینی و همدمی من و تست لکن بغمان جانفزایش دارای هر یک و دیجوست

قامت سرو که در آب نمودار شده — کرد دعوی بقد یار و نگونسار شده

همدمی میرزا برخوردار مخاطب بخان عالم والد همدم بیگ ست که از امرای مشهور همایون پادشاه بود و بشجاعت و خلق نیک اشتهار داشت و بنظم مشغول ست بود از دست ست

دل من مین و مرسوتازه داغی ازنجوان دردی — محیط محنت ست و هرطرف گرداب خوان دردی

هندو تخلص متصل است هندو شاعر عهد شاهجهان پادشاه هندوستان است در حالات سجودی خودش بحکم خانزمان حاکم بنگاله غزلی بحکیم رکنا مسیح کاشی نوشته این اشعار ازان ست

سلام من که رساند حکیم رکنا را — زدرد من که خبر میدهد مسیحا را
منم فتاده بدام بلا بجرم سخن — سخن اسیر قفس کرد مرغ گویا را
شفاعت من کافر مگر مسیح کند — که بر مسیح تولا بود نصارا را
دست ما تا گرفت دامن دوست — دیگران از آستین ما بگریخت

هوشی شیرازی سحر طلائش در انداز دادا ے هوش پردازی ست

جز کوی تو دل را نبود منزل دیگر — گیرم که بود یار دگر کو دل دیگر

حرف الیاء

یارک حکیم عاد طبیب زاده قزوین ست در هرات قیام داشت و بیماری ویاوری رای حکیم همت باقامت عاد ابیات مه الق سمات میگماشت

چو عندلیب بروگل بآشیانه خویش — بدست خویش زند آتشی بخانه خویش

یاس مولوی انور علی از علماء شهر آره بود و جگر دردمندان از فغان یاس نشانش پر و پاره

هر سر یاس شنیدم که مسیحا میگفت — عشق آن درد نباشد که دوائی دارد
سحرگاهان ز شوقش دوست می آید و شمن هم — مؤذن بود در فریاد و ناقوس برهمن هم

یحیی او زبک سواد داد اشعارش چشم عرایس افکار را بکار رامرد مک ست

چو میرم همچنان در گوشه گلخن گذارید — که آتش را همان خاکستر او در کفن گیرد

یحیی نامش حاجی اسمعیل ست و روایح انفاس روح بخش او با حیای رسوم نغز گویان کفیل ست

پس از عمر یکه با من گفت از راه وفا حرفی — چنان گشتم ز خوشحالی که آن را هم نفهمیدم

یزدانی سید مرتضی بمصداق قول الشعراء تلامیذ الرحمن ست گویا شاگرد خداوند آسمانست

ودر زمرهٔ شعرا ادبی صاحب بیان بکتاب نظم پارسی پیش کسی زانوی ادب تہ نمودہ و در عالم استفادہ فیض گیر مستفیضی نبودہ و تاکان نی در زبان سلطان مبارک شاہ بعد انقراض خاندان لودیہ برسرۂ مملکت دہلی برنشست بکشور ہند افتاد در مولدش بلدۂ انبالہ است و خودش ساکن میرٹھ

بالاطلاعہ این غزل از کلام اوست ؎

آمد بسر ز جان نشستہ — در ہودج امتحان نشستہ
انگیختہ صد فساد در کون — تا در صف کن فکان نشستہ
بر مخزن گوہر تکلم — زنگے بچہ پاسبان نشستہ
قومی بشکیب عشوہ خوردہ — خلقے بدر فغان نشستہ
در معرکۂ جہان ستانے — بر غمزۂ جانستان نشستہ
صد نادرہ سر بجیب دادہ — وز حادثہ بر کران نشستہ
در خلوت صد کمین رسیدہ — در گوشۂ صد کمان نشستہ
در معرکۂ شکر فشان رسیدہ — در قاہرہ خونچکان نشستہ
ایران چو عرب خراب کردہ — در خوان عرب چو خان نشستہ
دوران بنماز بردن او — فارغ ز سر جہان نشستہ
جز جرم نیاید از نگاہش — عمریست کہ باسنان نشستہ
افراختہ قامتی الف وار — خوش خوش بحریم جان نشستہ
شوخی کہ بخویشتن نگنجد — عمرے بہ کمین چسپان نشستہ
میخانہ تہی نمودہ وانگہ — با مغبچہ سرگران نشستہ
یزدانے پاک زاچہ افتاد — بر خاک رہ بتان نشستہ

یعنما میرزا ابوالحسن خان جندقی از مداحان محمد شاہ قاچار خسرو ملک ایران بود و بخطاب ملک الشعرائی از آن بارگاہ رفیع الشان سرش بآسمان اعوان فکر قاہرش بر گنبدۂ مطالب

نفیسه دست بیغما کشاده و در مخازن متحصنهٔ قصاید و غزل و ودیعت نهاده ؎

بجانان در دل ناگفته مانای نطق تقریری — زبان را نیست یارائی سخن‌ای خامه تحریری
رقم کردم ز خون دیده شرح روز هجران را — بسوئی او ندارم قاصدی‌ای باد شبگیری
بیک زخم از تو قانع نیستم تعجیل‌ای قاتل — بجان مشتاق زخم دیگرم‌ای عمر تاخیری
بود کان مه بفریادم رسد فریادای افغان — شود آن سنگدل رحمی کندای ناله تاثیری
بکار خود فرو درمانده یغما پندای ناصح — جنونم ساخت رسوای جهان‌ای عقل تدبیری

یقینی قاضی عبدالله لاهجی بست و از مشایخ سلسلهٔ نوربخشی و قبیلهٔ فدای شارع گلشن ارست و در زمرهٔ ارباب یقین و اذعان گیلانات مکرم و مستازآوست ؎

یقینی

شبی همراه دل در جستجوی خویشتن بودم — فرو رفتم بخود چون سر برآوردم من بودم
ای خوش آن شبها که با افسانه میلی داشتی — در دل میگفتم و افسانه می پنداشتی

یکتا محمد شریف شاعر غرا بود و در انداز سخن سرائی یکتا ؎

یکتا

کی ترک سجدهٔ تو بت دلربا کنم — کاری که کافری نکند من چرا کنم

یمین امیر محمد یمین والد امیر ابن یمین محمود اصلش از ترکستان بود بگردش زمانه در خراسان رسیده از وزیرانجا تفقدی بحال خود دیده همانجا اقامت نمود ؎

یمین

دارم ز عتاب فلک بوقلمون — از گردش روزگار خس پرور دون
چشمی چو کنارهٔ صراحی همه اشک — جائی چو میانهٔ پیاله همه خون

یوسفا خوانساری ست و برخوان بخش سالاری ؎

یوسفا

ما را ز تو هیچ پای کم نیست — ای چرخ بگرد تا بگردیم

یوسف بیگ شاملو الفاظ و کلماتش یوسفستان معانی نیکوست ؎

یوسف بیگ

دران وادی که از مطلب نام و نشان باشد — بجوم گوهر مقصود چون ریگ روان باشد
هر کس چو شمع سوخته داغ نیاز تو — بالیده جامه جامه ز شوق گداز تو

هر کس ز قفا میرود از پیش روان است　　این قافله چون سلسله پس و پیش ندارد

یوسف جرجانی عزیز مصر سخندانی ست ؎

می کشی هر لحظه تیغ و قصد جانم میکنی　　قصد جانم میکنی یا امتحانم میکنی

یوسف خواجه از سادات جوبار ست و هر شعله آوازش در کنعان نخ گستری بنگاله افروز گرمی بازار ست ؎

چه شد که صحبت ما هیچ در نمیگیرد　　مگر فسرده دلی هست در میانهٔ ما

دعوی ناقص منیست بروی تو تمام　　کرم شب تاب کجا گوهر شب تاب کجا

کشور ویران دلها را پی تعمیر باش　　خسروان را عیب باشد ملک ویران داشتن

یوسف درویش لاری ز لیخای حسن یوسف سنجیده گفتار لیست رباعی

بردیم بعشق زخم کاری با خود　　کردیم بهمت تو یاری با خود

ایمان بسر زلف تو محکم کردیم　　داریم قرار بیقراری با خود

یوسف ضیاء الدین از خوشگویان لاهیجان ست و سن کلامش حسن یوسفی و سویدای دلش سواد کنعان رباعی

پیش از تو محبت تو ای غیرت حور　　جا در دل من نمود و کردش معمور

در خانهٔ تاریک چراغی که برند　　آری ز چراغ پیشتر آید نور

یوسف میرزا قزوینی یعقوب صفت والا نتائج افکار لطافت آیینی ست ؎

چه کوتاه ست شبهای وصال ایران یارب　　خدا از عمر ما بر عمر این شبها بیفزاید +

یوسفی محمد یوسف از فضلاء شعراء جرد بادقان و مداحان شاه عباس ماضی فرمانروای ملک ایران ست زمانیکه شانی تکلو قصیدهٔ در مدح شاه بعرض رسانید و شاه در صله اورا بزر سنجید یوسفی نیز بحسب جاه با آنکه یوسفان مضامین دقیق از جیب فکر عمیق برکشیده در رشتهٔ بازار نظم درکشید و بحضور شاهی گذرانید بوی از پیراهن مقصود نشنید ؎

پروانه بی ملاحظه در عشق کار ساخت — من حرف همنشین بعبث گوش کرده ام
دل بهائی نگهی جان بتو میداد هنوز — ناز میخواست که بر هم زند این سودا را

رباعی

رندی شده ست دزد کلای سخن — برد و خته کیسهٔ بیغمای سخن
نتوان خود کرد داغ پیشانی شعر — نتوان خود بست زنگ بر پای سخن

یونس — یونس میرآب ولهجه اش مجالی انوار خوش مقالی ست وحوت قلبش ملتقم یونس نازک خیالی

نیستم گلچین برویم در ببندای باغبان — می نشینم گوشهٔ گاوازبلبل بشنوم

یوسف — یوسف محمد خان بن خان اعظم اتکه خان از امرا عهد همایون پادشاه ست این رباعی از وست

در کوی مراد خود پسندان دگرند — در وادی عشق مستمندان دگرند
آنانکه بجز رضای جانان نخرند — آنان دگرند و دردمندان دگرند

یوسف — یوسف محمد یوسف مولدش کابل ومنشاش هندوستان ست درخط شاگرد اشرف خان بود در عنفوان جوانی در سنه ۹۰۰ هنگام محاصرهٔ قلعهٔ سورت در گجرات وفات یافت آزوست

خوشوقت آنکه جای بمیخانه ساخته — در پای خم بساغر و پیمانه ساخته
آنکس که داده شیوهٔ مستی بچشم یار — مستم ازان دو نرگس مستانه ساخته
گفتم که جا بدیدهٔ من کن بناز گفت — در رهگذار سیل کسی خانه ساخته

یوسف — یوسف مولوی محمد یوسف علی ابو الحامد ابن الحاج مولوی محمد یعقوب علی منظرش از مضافات بصورهٔ نابود بصورهٔ بود قصبهٔ گوپامئو از توابع سرکار خیرآباد مضاف بصوبهٔ اختر نگر اوده ومولد ومختارش دار الامارهٔ لکهنوست قاضی محمد مبارک گوپاموی شارح سلم العلوم منطق از نیاکان اوست والد ماجدش در الکای مدراس صدر افتا وصدر الصدور بی رار ورفق افزوده آخر العمر از غلبهٔ زهد و ورع ترک فرموده بقیهٔ الحیات اوقات عزیز صرف طاعات وعبادات نموده حضرت یوسف مدحبده هم بمشایعت یعقوبی ملک مدراس وملیبار بقدم سیر وسیاحت پیموده بالآخر رخت بلکهنو کشید

و دران ریاست نام و نشانی بهم رسانید و بعد برهمی سلطنت لکهنو و بنگاله قدر و آشوب هندوستان از وطن مالوف برکنده پا بپا تا بغربت نهاده دوازده سال حکایش ست که در دار الاقبال بهوپال سنگ بهوزه اش افتاد و بلازمت این ریاست دل نهاد و عهدهای جلیله را حسن انصرام داد الآن باهتمام و انتظام مهام کلیه و جزویه ولیة العهد این ریاست مامور و تعظیم و توقیرش دلاله و نوابین را بدیدهٔ دل منظور هر چند نامش خاتم شمع انجمن ست و ذکرش درین رساله برعکس معهود تکرار تین لکن بالفعل قصیدهٔ فریده اش که بمدح جناب معلی القاب فلک قباب نواب شاهجهان بیگم صاحبه رئیسهٔ معظمه و محترمهٔ ملک بهوپال ادامها الله ذو الجلال بالولایة والاقبال و ستایش حضرت وارث الانبیاء قدوة الامم جناب مستطاب نواب والاجاه امیر الملک سید محمد صدیق حسن خان بهادر دام ظلهم علی رؤسنا بفضل الله ذی الجود والکرم در سلک نظم کشیده سامعه نوازم گردیده طبع لطافت اپسندش برگزید خامه ام اقتضای روش کلک گهر سلک شمع انجمن طراز حضرت والاجاه اسوة الامامجد بر خود واجب و لازم دید و در وصف الولاء الحر یقتدی بآبائه الغر داخل گردید آن

قصیدهٔ دلگزین اینست قصیده

ای رهبر خود ساخته آلام و محن را — بنیاد بر آب ست ز هجر تو وطن را
حیرت زدهٔ کار توام اے متردد — تا کی بدلت بار دهی رنج و حزن را
فکر غزل و مثنوی و فرد و رباعے — کے دفع کند تفرقهٔ سر و علن را
سودی ندهد وصف بتان متخیل — بیهوده چرا مدح کنے امرد و زن را
تا کے شمری نسخهٔ دار و مئی دل زار — وصافیٔ عناب لب و سیب ذقن را
اغراق بوصف خط و کاکل چه دهد نفع — بیهوده چرا ساختن مار رسن را
در فکر بهاریه و عشقیهٔ موزون — تا کی بکشی مد نظر باغ و چمن را
بوئی نبرد از گل مقصود دماغت — هر چند که بوئے گل و ریحان و سمن را
کی غنچهٔ دل بشگفد از لالهٔ و سوسن — بیوجه مبو زنبق و نسرین و ترن را

یک جرعهٔ مقصود بکامت نرسد گر — صد بوسه زنی دست سبو گردن دن را
جان و دل ازافکار پراگنده بپرداز — زین بعد عبث وانکنی باز دهن را
حاشا که جز آویزهٔ گوش خرد و هوش — بیصرفه کنی صرف گهرهای سخن را
گر بقصدت اطلاق زتقیید دیوان ست — مداح شوی فیضرسان تو دمن را
آن والیهٔ عالیه جان بخش که نامش — بخشد بزبان مادهٔ حرف زدن را
دارای زمان شاه جهان بیگم عظمے — سر برخط فرمانش یکسان مدن را
ممدوحهٔ نوع بشری مدحت او را — با ناطقه آن رابطه کان روح و بدن را
هرچند که باشد وطنش بلدهٔ بھوپال — لکن زعطا فیضرسان چین وختن را
گر دل کشدت سوی سرا پردهٔ بارش — برجان زه سایط ننهی بار منن را
برسنج بمیزان خرد آن در منظوم — کارزنده بود مدحت دارای زمن را
خود را برسان بر در کریاس رفیعش — کن واسطهٔ بارهمان شعر و سخن را
زان مطلع تابنده بخود ملتفتش ساز — کز نور برد تابش پروین و پرن را
در غرهٔ رویت که بود بدر دجن را — ابرو دو هلال اند زمین را و زمن را
نظم و نسق از رای تو امصار و مدن را — معمور کند مقدمت اطلال و دمن را
از گوهر اسکندری و تیغ جهانگیر — وارث شدهٔ ملک نو و ملک کهن را
از فیض تو افزایش عدل ست بھوپال — ذاتت پی آن خطه سهیل ست یمن را
در دور تو با دشمن خود نیز بصلح ست — آموختهٔ خصلت نو چرخ کهن را
همسنگ خزف در نظرت درهم و دینار — خرمهره شماری گهر بیش ثمن را
طی کرده حدیث کرمت قصهٔ حاتم — ماحی شده آثار نو آثار کهن را
برسائل فیروزه کنی وقف نشاپور — بخشی بطلبگار دُر اقطاع عدن را
تنها بشر از مائده مات ذله ربانیست — بل طعمه زخوان تو رسد زاغ وزغن را

ز اشوب ستم لرزه بر اندام زمین بود — بخشید بوی عدل تو آرام و سکن را
هر جا که زده لشکر انصاف تو شبگیر — گردید مقر امن فنا گرد فتن را
در اوا ربلب دشنهٔ بیداد دم آب — آتش بزند معدلت جسم مسن را
هر موشودش سوزن تعذیب چو نباش — تخییل کند سرقهٔ یک تار کفن را
در ماتم پروانه ببرند سر شمع — لبریز نسازد اگر از اشک لگن را
تا پیر فلک معرکهٔ رزم ترا دید — بازیچهٔ طفلان شمرد جنگ پشن را
هنگام یورشش بر سر اعدا ز تهور — بر دوش تصور نهی بار رجن را
بالفرض عدو تو بود جان مجسم — از خوف تو خالی کند از روح بدن را
صد قاف بپاسنگ وقار تو چه سنجم — هم پله نسنجید کسی جبه و من را
تا پای فشردی پی ترویج شریعت — وشنی ته پا از بغل افگند وثن را
ناموس شریعت ز حضوری بحضورش — حاجب شده افراد بشر عامهٔ را
برچید پی نظم مهمات خلافت — از آل سنبے نخبهٔ اولاد حسن را
بگزید بجای خود و بر صدر نشانید — نواب فلک مرتبه صدیق حسن را
آن صاحب تاثیر که هر شعر ثنایش — یک نسخهٔ معجون ذکاوست ذهن را
در جمع کمالات بنی نوع بشر فرد — سرمایهٔ فخر و شرف اعیان زمن را
ارباب حوایج ز لب فیض بیانش — جز وقت تلاوت نشنیده لم و لن را
ای داور بیمثل تو آنے که درین عهد — لطف تو فرح خانه کند بیت حزن را
با طبع رسائی تو مضاد ست تامل — چون جود ت ذهنت که نقیض ست دهن را
قاصر بود از مدحت ذهن تو زبانها — در عهد صبا کسب نمودی همه فن را
چون صورت از مادهٔ خلق شده خلق — زان رو نجبینت نبود راه شکن را
طیب النفسان پیش دم طیب خلقت — گیرند خطا دم زنی مشک ختن را

در دور صد سیزدهم مرکز اعدل ذات تو بود دایرهٔ فضل حسن را
آثار بدع محو شد از صفحهٔ گیتی تا رای تو اثبات نموده ست سُنن را
هر چند که صنعم نبود شاعری و شعر افزود دلی طبع تو تا قدر سخن را
گفتم که کنم نظم پریشانیٔ خاطر راجی شوم از فیض تو اش دفع شدن را
هر چند صدا ها زندم مکه و یثرب دل میطپدم نعرهٔ لبیک زدن را
لیکن نتوانم که ز آشوب غریبان + آسیمه سرم مهر خموشی ست دهن را
کرده ست چنان منضغطم کشمکش دهر کز روح تمنای جدائیست بدن را
حمد و ح ادا فهم کند فهم ز ایما + تفصیل پر اگند گیٔ دل من و عُزن را
خاموش ز افزایش تصدیع دعاش باید بدعا یش زدن مهر دهن را
تا سقم ز اجرام سموات بعید ست دربار گهش جانبو دنقص و غبن را
شاد ابی گلزار جهان باد ز فیضش تا آب روان ست تن گنگ و جمن را

تاریخ جشن ازدواج نواب سلطان جهان بیگم صاحبه ولیة العهد ریاست بهوپال

نو گل گلبن دارائیٔ شهر بهوپال کز شمیم کرمش تازه شده جان جهان
گشت تا جلوه فروز چمن حجلهٔ طوے کرد گل برگ مسرت بگلستان جهان
بلبل طبع بتاریخ عروسی خوش خواند عالمی شاد شد از شادی سلطان جهان
۱۲۹۱ ھ

ایضاً

از زمزمهٔ شادی سلطان جهان ز د جوش مسرت از قلوب ثقلین
سنجید موزخ دل از غایت وجد خوش نغمهٔ هذا قران السعدین
۱۲۹۱ ھ

تاریخ تولد بقیهٔ جهان بیگم صاحبه طال عمرها قرة العین نواب سلطان جهان بیگم صاحبه

گشت ظاہر ز بالمن سلطان — سرّ احسن ز رازہای نہفت
یعنی پیدا شد از ولیعہد — دخت پاکیزۂ لطیف و شگفت
چہرہ از نشۂ نشاط افروخت — ہر کہ این مژدۂ سرور شنفت
ہاتف طبع سال میلادش — زینت مسند ریاست گفت
۱۲۹۲ھ

قطعہ تاریخ نگارستان سخن

فروغ دودمان نور الحسن خان — فروزان مہر برج سعادت
ز تالیف نگارستان رنگین — بگلزار سخن افزود نزہت
سخن سنجی کہ نام آن شنیدہ — زدہ جوش از دلش شوق و محبت
طراز سال آن تالیف دلکش — طراز بدم نگارستان الفت
۱۲۹۲ھ

یہ تاریخ طبع ہے نہ کہ تاریخ تالیف

تاریخ بنا سرای صدیق گنج عرف چوکا واقع اثنار راہ بھوشنگ آباد از بھوپال بتیجہ فکر رسا و خاطر تقوی پیرا موحد متبع سنت رسول مختار مولوی محمد عبد الجبار ساکن ناگپور متوطن سابق بھوپال نزیل حال مکہ معظمہ زاد شرفہا سلہ اللہ تعالے

حمد حق لغت سید ابرار — زیب عنوان نظم گوہر بار

تمہید

حق کند گر تجلی بر طور — کند مش شعلہ سراپا نور
مرزع خشک او بہر گر نم — سبز گردد چو بوستان ارم
گر کند فضل خویش بر گلخن — کند از لطف غیرت گلشن
گوید و صحرا جنان کند آباد — کہ شود غیرت بصرہ و بغداد

دشت ویران بخواهد ار معمور　　قصر سازند قیصر و فغفور

تصحیح

منزلی هست در نشیب جبال　　چو که نام از منازل بهوپال
بود جائی پی وحوش و طیور　　گشت الحال قریهٔ معمور
بود اول محل خوف و هراس　　گشت اکنون مقام استیناس
بود اول ملاذ بوم و شغال　　گشت الحال مرکز اشغال
بود اول طریق صعب و شدید　　گشت اکنون سبیل سهل و سدید
اولاً بود دشت وحشت خیز　　گشت اکنون لبی محبت خیز
اولاً بود منهب آفات　　گشت الحال مجلب اقوات
اولاً بود مجمع فجار　　گشت الحال مرجع تجار
اولاً بود موقع آزار　　گشت الحال موضع بازار
اولاً بود مسکن گلفت　　گشت الحال موطن الفت
اولاً بود مرصد انعام　　گشت الحال مرصد انعام
اولاً بود مکمن هر باس　　گشت الحال مامن هر ناس

تلویح

گنج صدیق شد دران معروف　　شد بصدیق گنج ازان معروف
گشت مهمانسرائی نو تعمیر　　باعث راحت امیر و فقیر
چاه شیرین و چشمهای پر آب　　مردم و مرغ و مور ازان سیراب
هست واقع سر ممر انام　　فیض یابند ازان خواص و عوام
هر که آمد نمود منزل خویش　　مطمئن شد مسافر دلریش
مطمئن باد قلب بانی آن　　همه از شر و فتنهٔ دوجهان

شد زآبادیش رفاه عباد　　آنکه آباد کرد باد آباد

توضیح

کردآباد امیر والاجاه　　منصف و خیرخواه و حق آگاه
عالم و فاضل و حمید خصال　　حاکم و عادل و بلند اقبال
صاحب شان و شوکت و اجلال　　مهربان ریاست بهوپال
بر خلائق چه خوش عنایت کرد　　چاه و مهمانسرا عمارت کرد
مسجدی خوب هم برای نماز　　ساخت انجا بصد خلوص و نیاز
تا غریبان پس از رسیدن گنج　　نکشند ابتلای محنت و رنج
بلکه یابند راحت و آرام　　سیما عاجیان بیت حرام

دعا

یارب این باقیات باقی دار　　صالحاتش نما بدار قرار
بانیش را جزای خیر بده　　تاج افضال خود بفرقش نه
دار یارب مدام محظوظش　　واز غموم و هموم محفوظش
ولد صالحش عطا فرما　　خلف الصدق والدش بنما
کن ترقی پذیر اقبالش　　رفعت و قدر و جاه و اجلالش
خیر دارین در ترقی باد　　تا بود آب و خاک و آتش و باد
چون مرتب شد این بنای عجیب　　سال تاریخ شد محل غریب
۱۲۹۰ھ

تتمه

الحمد لله والمنة که شاهد ناز خیال این تتمه و عزیز مصر جمال این ضمیمه غازه انجام و گلگونه حسن ختام بر رخسار تالیف و روئی انطباع مالید و چنانکه مضمر ضمیر کسیر و خاطر آشفتگی پذیر بود از سراپرده قوت بنایشگاه فعل خرامید و در عرض مدت دو سه اسبوع رنگ جمعیت و نیرنگ

فراهمی گرفت و گرد و غبار پریشانی از کاشانهٔ دل نیاز بمنزل لطف سبحانی و حسن معاونت پاک برفت و حین نگارش این نامهٔ دلکشا و صحیفهٔ عنبر سرشتا و تذکرهٔ شمع انجمن عروسان اقالیم سخن مدنظر و منصب العین بود و مثل لب الالباب نحو عوفی که بسیار مستند و اندوخته احوال شعرا از اوائل بادیهٔ ابتدا تا انتهای زمان خود و کدام اوائل بادیه تا سعدت سب القدرة استیعاب نموده و بسیع تذکره نویسان متاخر در تحریر احوال شعرا متقدم عیال او بوده و تذکرهٔ ساقی دولت شاه که از عهد سام میرزا صفوی تا حدود سنه سبع و تسعین و تسعمائه بقلم آورده و خلاصة الاشعار تذکرهٔ میر تقی کاشی که تاریخ تمامش ۱۰۲۳ هست و نفت اقالیم میرزا امین رازی که سال تالیفش سنه اثنین و الف هست و خامهٔ منتخب التواریخ تالیف علامهٔ عصر فهامهٔ دهر مورخ زمانه حق پرست یگانه شیخ عبد القادر بدایونی که تا اوائل سنه اربع و الف شعرا عهد اکبری را باسلوب شایسته و ایجاز بایسته تنظیم نموده و مجمع الفضلاء تالیف ملا ابقائی که از زمان ظهور شریعت تمرا عصر اکبر پادشاه و شعرا زمانه را امهان کاشانهٔ مخترع و تذکرهٔ میرزا طاهر نصیر آبادی که سال تالیفش سنه ثلث و ثمانین و الف هست و مرآت الخیال تالیف شیر خان که در سنه ۱۱۷۱ تالیفش پرداخته و در کلکته مطبوع گشته و کلمات الشعرا تالیف سرخوش که همین سنه تاریخ شروع کتاب هست و اختتامش در عشرهٔ ثانی بعد مائة و الف صورت گرفته و همیشه بهار تالیف خلاص شاهجهان آبادی که بتکرار نام سال تالیفش در ۱۱۷۳ حاصل می شود و حیات الشعراء تالیف محمد علیخان متین کشمیری که شعرا عهد بهادر شاه را تا زمان محمد شاه تحریر نموده و سفینهٔ بیخبر تالیف میر عظمة الله بلگرامی مرکز در حدود ۱۱۷۳ شکل تالیف پذیرفته و ریاض الشعراء تالیف علی قلیخان والهٔ داغستانی که در ۱۱۶۱ با تمامش پرداخته و مجمع النفایس سراج الدین علی قلیخان آرزو که در ۱۱۶۵ با تمامش رسانیده و ماخذش در تحریر احوال سلف بیشتر تذکرهٔ میرزا طاهر نصیر آبادی و وفات تذکرهٔ تقی اوحدی اصفهانی ست و تذکرهٔ شیخ محمد علی حزین بنارسی مشتمل بر احوال معاصرین که در ۱۱۷۵ نوشته

وداد غایت سنجیدگی و اتقان داده و بپیرایهٔ حسن اختصارش پوشانیده و بی نظیر تالیف
میر عبدالوهاب دولت آبادی که در ۱۱۴۵ اساس متکین تحریرش در بر کرده و بهمین اسم تاریخ تالیف
اوست و هر دم دیده تالیف شاه عبدالحکیم حاکم لاهوری که در ۱۱۴۵ در اورنگ آباد رنگ
تالیفش بخته و شعرا که ایشان را دیده بود و فراهم ساخته و این اسم بخشیده میر آزاد بلگرامی است
و بیضا تالیف امام سخن طرازان و علامهٔ تذکره نگاران میر غلام علی آزاد ابن سید نوح
بلگرامی تالیفش در سیوستان بملک سند اتفاق افتاده و در ۱۱۸۴ تهذیبش صورت بسته و
سرو آزاد تالیف میر آزاد بلگرامی رح که تاریخ ترتیبش چنین گفته ؎

خوشا نشاط گلک هنرمند — بر فرمان ورق مالید غازه
شنو از قدریان غیب تاریخ — نشاند آزاد سرو سبز تازه

و تاریخ ختمش اینست ؎

چو ازو نهال موزونی — کرده ام سبز در ریاض سخن
سال اتمام آن خرد پرسید — گفت آزاد ختم او احسن

و خزانهٔ عامره که در ۱۱۷۴ بنگ تصنیفش بر صفحهٔ ایام رنگ بخته و مخصوص بذکر شعرا جائزه و ثنای
و ابیات قصاید ایشان ساخته و درین نزدیکی از قالب طبع برآمده و سهل الحصول گردیده و
آتشکدهٔ آذر لطف علی اصفهانی که در ۱۱۷۴ ببندر بمبئی مطبوع گشته و نتایج الافکار
قدرت الله گویاموی که در عهد راس موفق بجمع آن در ۱۲۵۶ هجری گشته و نشتر غم و نفاییر ماثر
و صبح صادق و تذکرهٔ ناظم تبریزی و تذکرهٔ ملا قاطعی و بهارستان عبدالرزاق و
گل رعنا و شام غریبان شفیق اورنگ آبادی شاگرد میر آزاد رح و بیاض و تحفهٔ خاص
میر آزاد بلگرامی رح و قند پارسی نساخ و گلستان مسرت که پیشتر بمطبع نظامی طبع
شده و دیگر مجامیع شاذه و فاذه که تعدادش درازی میخواهد پس بای حال از هریک تذکره
که نسخهٔ تام و صحیح بدست آمد یا ناقص و غلط بقدر فراغ وقت و حسب مذاق خاطر محبت پرست

تراجم شعرا نامدار و اشعار دلاویز آبدار با رعایت تقدیم و تاخیر سنین وفات بشیوهٔ انتخاب
کشیده شد و جمعی از معاصرین که نتایج افکار خود از بلاد دور دست هدیهٔ بزم اتحاد کردند
بضیافت طبع منت بر خاطر ناشاد نهادند اشعار ایشان نیز در زیر حروف ترتیب درامد اما
برگذر در پیشی سفر دهلی که بتقریب خطاب ملکهٔ انگلستان و قیصر هندوستان پانزدهم دیسمبر
۱۸۷۷ هجری مطابق یکم جنوری ۱۸۷۸ عیسوی انتقاد گیرد فرصت نظر ثانی و عرض اشعار
بر تذکرهٔ شمع انجمن چنانکه باید و شاید صورت نه بست و حذف تکرار و تهذیب اشعار چنانکه
دل رنجیده نخواست و خاطر شمیده بیحبت دست بهم نداد و کثرت تذکرهای ماخوذ و متداول و
نسخهای منقول عنه ازین اندیشه صواب پیشه برکرانم داشت ع شد پریشان خواب من
از کثرت تعبیرها ۞ و آنین چیزی ست که بیچکی از مولفین تذکرها الا ماشاء الله تعالی ازان
نجات نیافته و از عدم تیسر دواوین همگنان یا اعتماد بر نقل دیگران عاجز و ناچار مانده
لاجرم ایقاع این آرزو را بر هنگام دیگر و زمان آخر اگر فرصت وقت دست بهم دهد
گذاشته آمد و کیفما اتفق درین کشاکش برجناح استعجال که پادر رکاب ست و خامه در تحریر
کتاب و دل در گرو شتاب انچه در بادی النظر مستحسن نمود و بمذاق جان خوش افتاد بسلک
ضبط کشیده شد و برشتهٔ تار نظر بسته گردید و کلک مشکین رقم بای بسمله را تا تای تمت
رسانیده و بترتیب خاتمه پرداخته از سیر و سیاحت دشت صفحهٔ کاغذ بیاسود امید
از بالغ نظران تجربه کار و ناظران اولی البصائر و الابصار آنست که اگر بمقتضای
جوهر شناسی طلای ناسره این بیچارگان بسیچ نشناسند بیچیز رکس بپرس را بمحک
قبول عیار کامل بخشند قرین بنده نوازی ست و این متاع کاسده کالای فاسد
را اگر بنظر ترحم نگرند بهیزان پذیرائی نسنجند

منجند مقتضای انصاف هرازی

و بالله التوفیق ۞

خاتمهٔ نگارستان سخن

خدای عزوجل را منت که بعد از خودن دو چراغ و سوختن مغز دماغ از نگارش این عجالهٔ فراغ حاصل آمد و شاید مدعا در غایت شتابکاری بر کرسی تدوین نشست طبع شمع انجمن نزدیک بختم بود که نقش این نگارستان سخن بسته شد و صفحهٔ کشاکش از دست نامهٔ مشوش کشیده آمد تا این نقد وقت و گوهر بها بدست افتاد ع مشت خاشاکی ابعد محنت فراهم کرده ایم. اگر نقصی در آرایش این چمن و پیرایش بهار این گلشن در نظر نظارگیان در آید امید معذوری هست که دل جای دیگر ست و آب و گل از جای دیگر ع من خانه نشین و دل بازار. راست پرسی این نگارش حکم بیاضی دارد که در اثنای سیر و سیاحت جالبق معانی و بساتین مبانی کیفا کان گلی چند برچیده بر سر قرطاس نهاده آمد و هنوز فرصت تعمیل شود جای مناسب دست بهم نداده تا کراهت تهذیبش نزد طبع ثانی نبخشند و توفیق ترتیبش بحذف زوائد ارزانی دارند مع ذلک این مجموعه بهتر از بسیاری مجامیع ابنای زمان و شعرای اوان هست چنانکه بر عارف عابر مخفی نیست ع باصد جهان کدورت بازاین خرابه جائیست + در خاتمهٔ این نامهٔ رنگین و نقش نوآئین قطعات تواریخ عروج مناصب و قصائد مدائح و مناقب و تهانی اعیاد و نتائج طباع و قاد شعرای مصاحب ستعداد و غیره اورا که در بارهٔ پدر والاگهر برشتهٔ نظم و سلک وزن کشیده اند و بقالب طبع در آورده اخیر موالفات آن بقعهٔ نیز در آمده الحاق کرده آمد تا این جواهر زواهر گنجینهٔ سخن دست برد حوادث زمن نگردد و نگارم را دهر مفت آزار مستعد دلربائی سیارگان گلزار انشا و نظارگیان بهار املا شود و توقع از انصاف پرستان عذر نیوش و منصف مزاجان خطا پوش آنست که هر لقمه که ازین مائدهٔ نعمتهای آسمانی و خوان الوان معانی و مبانی بکام دل گوارا افتد نوشجان فرمایند و هیچو سبک مغزان هنر دشمن بریزه چینی بر خرده این خرده بین و دندان سفید نکنند

مباش در سعدی بی شمار خندیدن + که صبح باخت نفس در دو بار خندیدن

والسلام آخر الکلام

قطعه حصول تشریف معتمد المهامی از کلام شیوه زبان مهاراجه جگپال سنگه بهادر متخلص بثاقب

میر صدیق حسن زبده ارباب علوم — هست چون ماه باوج فلک علم و کمال
در زمان طرب افزا و بهنگام سعید — از عنایات و کرمهای خدای متعال
گشت چون نائب ثانی بجنابیکه بود — نام او شاهجهان مالک ملک بهوپال
خان بهادر لقب و معتمد از بهر مهام — یافت هم خلعت و جاگیر باعزاز و کمال
هنگان راشده صد گونه سرور و فرحت — گشت از برگ طرب باغ جهان مالا مال
ثاقبا از پی تاریخ مبارکبادش — خاطر خالص ما کرد دمی فکر و خیال
مطرب طبع چنین نغمه فرخ سنجید — باترقی بود اعزاز و شکوه و اقبال
۱۲۸۸ھ

ایضا تاریخ معتمد المهامی از محمد عباس رفعت

صدیق حسن امیر اعظم — شد معتمد المهام بهوپال
تاریخ لطیف گفت رفعت — فرخنده طلوع صبح اقبال
۱۲۸۸ھ

ایضا تاریخ نوابی از منشی عبد العزیز اعجاز

درین ایام صدیق الحسن خان — معزز ساخت صدر جاه و ثروت
رقم کردم پی تاریخ اعجاز — مبارکباد یارب عهد شوکت
۱۲۸۸ھ

ایضا منه

شها مدام ترا فضل رب مبارکباد — بنخل عمر تو دولت رطب مبارکباد
شمار سال ببین از سر همین الفاظ — خطاب و خلعت و فیروز طرب مبارکباد

ایضا منه

فلک قدر نواب بجیس رفعت — بفضل خدا طلعتی یافت ساطع
باثبات دعوے اقبال و دولت — بود نام تا میش برہان ساطع
پذیرفت در منزلت ارتقائی — نگردید نوا میش ہرگز لامع
ز تقویم سالش بخوے فکر — بفرمود نواب خورشید طالع
۱۲۸۹ھ

ایضاً منہ

زہی نواب صدیق الحسن بیان ملک معرفت — مقرب شد بلطف ایزدی با نیک القاب
سن فرصد و ہجری الجلد ز جوش رقم کردم — خطاب خوب نواب و خطاب خوب نواب
۱۲۸۹ھ

ایضاً منہ

مبدا سہ در راشدی نواب — ختم شد بر نونیک القابی
بہر تاریخ آسمان فرمود — اختر اوج جاہ نوابی
۱۲۸۹ھ

قصیدہ جناب علوی محمد حسین صاحب بجنوری در مدح نواب ایدہ اللہ تعالیٰ و دام مجدہم

نہ من بلند و بگو نغمہ بلند ہزار — کہ بر دو کل زمانہ امیر عصر بیار
جواد و داد گر وقت بازل عادل — ندیدہ شیفتہ فلک مثل او بشہر و دیار
علم کہ بخت فرازد ولی سر طاعت — نہادہ صبح و مسا پیش در او رو ادار
کسی ز حاتم طائی چگونہ یاد کند — کہ ہست ابر کفش ہمچو ابر گوہر بار
نظیر او کہ چو عنقاست نحو عالم کون — گوی بشلوت آمیزہ ہم ندارد کار
مگر فتادہ نظر بر کف گہر بارش — کہ آب میشود از روی شرم ابر بہار
بچشم من رخت افزون ز چہرہ یوسف — نخست تفاوت ہر کار دیدہ دیدہ بیدار
ترا ست ہمچو زلیخا درین زمانہ دلب — ز شاہدان پریچہرہ و حجلہ یوسف زار
نہ گرز عشق تو سیراب گلشن ست چرا — چنار سیدہ ہد اکنون برون ز سینہ شرار

چه‌ان بخواهش بیرون رفت بحر از شوقت
که ضبط او نتوان کرد ساحلش بکنار

عرق فشان شده است سپهر در دو مگام
بهم‌ی همدت که هست بس رهوار

بیا غمان نظر لطف این تعاقل چیست
ببین که سر و براه تو ایستاده نزار

زبان سوسن و لبهای برگ گل باهم
زحسن خلق تو دارند هر طرف تکرار

بود ز لطف و عتاب تو در جهان پیدا
برای خصم و موافق گلشن و گلزار

زسجده دامن او سران با تمکین
شده است خاک در عالی تو ناصیه‌دار

نسیم گلشن خلقت از آن زمان که وزید
ز رشک خون جگر خورده نافه تاتار

چمن فشانده براست گل از نیاز فلک
زجرعه مژه چیده و نهاده بر دستار

بدرگه تو بود پاکتر ز سینه صاف
فلک که بود نکلفت همیشه زنگار

مرا بخسرو دل گو هریست بس شاداب
ز لطف خویش نظر کن بسلک این اشعار

بهر آبی و تاب سخنهای نغز من بنگر
که آبروی عدن ریخت این دُر شهوار

دل من است حبیب و کف من است سحاب
چرا بخویش نگریم چو ابر گوهربار

دلی باین همه سرمایه سخندانی
کفم چو دست چنار است خالی از دینار

ز بس نمانده تفاوت بهلو و غربال
بزرگ گر نفسی میکشم ز سوراخ

بگوش میشنوم ناله همچو موسیقار
بلطف چرخ دلآویختم ز مدح امیر

چه ساده‌ام که ندانم بمدح و قدح شمار
همین خوشست که بهر عابد رگذشت

کنون برآور مرا ای هجر دست همچو چنار
زمانه تا نشود بهر کسی یاور

بخدمت تو جهان یک یاور و یار

قطعه از حافظ خان محمد خان متخلص بشهید رحمة الله تقدیر

تا یکی یا معطی گردم تو را
دولت عمر پایدار دهند

ایکه مانند تو خود ما را — گر بخیر و گل اخت یاد دهند
ای ز حکم تو روی گلشن را — در خزان غازه بهار دهند
ایکه از تیغ دلشکن افگن تو — رنگها روی کارزار دهند
ای زیبت برون نیکدلها — همه ستان و عشوه یار دهند
ایکه در جای یکدرم دادن — بندگان تو صد هزار دهند
تا بکی در شکنج افلاس — که شهیب بر افشار دهند
نگران گشایشم تا چند — زحمت در انتظار دهند
بند و خویش را ز دست مبر — زود فرمانگه ز پس کار دهند
دست از پا فتاده دار گیرند — مغز لقمان بخاکسار دهند
مومیایی شکسته گان شند — مرهم خاص لنگ بر دهند
چه بجایی قرار بخشندش — که از این پیش و از کنار دهند

قصیده از حافظ خانمحمد خان شهیر

نوای کیست که در خانه خسرو خاور گیرد — ز برق ناله ام آتش در آشیان گیرد
عیان شود که چه دارد درون بقدسم — دمی اگر دمه بر آتشش نهان گیرد
کند مرا همه عالم نفس پرستیها — نفس چو راه پرستاری فغان گیرد
چو جان بزمزمه بخشندگان نزدیک — بهر دو دست سیحا مرا بجان گیرد
مرا بباغ جهان بهر آن فرستادند — که تازگی ز من این گلشن بیان گیرد
سفینه غزلم کارنامه باشد — هر آن کسیکه بود کارنامه خوان گیرد
ز بسکه گرد مرا همه صفاهانی — چنان خوشم که کسی ملک اصفهان گیرد
باین زمین که ز غالب بود سرم را نسبت — که بعد مرگ بهم از نیوه دلوان گیرد

ولی چو بخت نباشد ازین چه بگشاید
اگر سخن ز زمین تا بآسمان گیرد

زمانه پیر شد و هست ناشناس هنوز
بمُرد آه ز خاصان و از خسان گیرد

بسی گذشت که حاجت امید می بستم
که کامگار مرا هیچ کامران گیرد

ولی کنون مبن زار میرسد ایام
که برگ عیش بکام دل تپان گیرد

ز بسکه فکر تو هم اوج آسمان آمد
خوشا که مدح وزیر فلک مکان گیرد

امیر ملک بهادر بود که دیده از و
گرفته خود زبهار آنکه بوستان گیرد

فلک غلام جهان را مطیع کان امروز
ز دهر هر چه تمنا کند همان گیرد

چه زور بازوی عدلش که در فضای خرد
از و ست گوی چو در دست صولجان گیرد

چه سیم و زر بفشاند که پیشگان بهنر
گدا بر بگذرش گنج شایگان گیرد

تنی کجا که ز خدمت کس از مهان نزند
سری کجا که ز طاعت کس از سران گیرد

کسی نگفتگیش چند ازین زمانه ندید
ولیکه خود ز ستمگاری بتان گیرد

بهار او دل عاشق امانتی که دهد
بهر که خواست چو خواهد دگر ازان گیرد

ز کردگار بخواهد از پی کسان بگرفت
تعهدیکه برای غنم شبان گیرد

ایا که چون بوغا در کشی ز قالبها
میان تیغ که تیغ تو در میان گیرد

ایا که نام ترا یکزبان دل و جانم
همیشه فتنه ز نامت زبان زبان گیرد

ایا که جز بثنای تو پرده گوشم
نشید نغمهٔ مدحت گران گران گیرد

بجوی سایهٔ لطف تو آمدم ای وای
که سایه از من بیمار ناتوان گیرد

دو ماه گشته شهیتا درین امید
کزانکه خواهی انچه انعام تست نان گیرد

کنون ز زادرش آنقدر بود باقی
که هفته خورشی زان بهم بران گیرد

اگر دگر بگشد دیر التفات نجات
چسان ازانکه مرا و راست در گمان گیرد

شهیر طول چرا چون مختصر شرفست
مباد خرده کسی از سخنوران گیرد

بخواه ازدر خالق که باد از ممدوح
سواد نامه کز آن نقش جاودان گیرد

مدام رخت دولت عافیت بار ب
درین زمانه ز لطف خدایگان گیرد

ایضا

هر که ز جم مرتبت ساقی ما برگرفت
بصره و بغداد را از خط ساغر گرفت

وصف تو هر آینه بست بست اند قلم
نال قلم صورت بال همت برگرفت

دولت کونین را بخش و همه یکجو
ساغر لبریز می گر نکند کم گرفت

خنده طریقت بود آنکه پی مهرسے
هیز خان را نشست یاد می بیهوگرفت

گریه مستی بود وقت تقاضای می
جام سفالینه را خند ه ازان در گرفت

منع می آشامه چیست می هرزه مپوش
واعظ نادان چرا ترک خرد برگرفت

فصل بهاران دگر خیمه بگلشن زده
جام شرابی زنیم کین دل ما طرگرفت

جام زدن تا کجا خواست بالطف چنین
کز پی آن هر گلی صورت ساغر گرفت

ساغر می تا گرفت در چمنستان ز دست
عرصه بستان بهار ورگل احمر گرفت

وه چه خوش اقبال دست کان شب از بهار
زلف بویا را دمی روز بروز گرفت

دوش سوی میکده رفتم و پیرزدم
شعله قندیست ساقی و در برگرفت

دست من از لطف خاص خویش بگرفت و کشید
شرم و حیا را گزاشت پرده ز رخ برگرفت

برد مرا و جان بست بساقی گرسے
گر بگشیدم خمی او سنبه دیگر گرفت

تازه بهای گرفت ساقی جان فزا
داد می جان فزا خود غم عشر گرفت

کرد دمیده دم در دل شب نغمه زن
ساقی من گرز دم نیک تلو گرفت

پیر خرد مدح شاه گفت که باید سرود
وز نغم جان فزا مدحت داور گرفت

واو رکیوان جناب حضرت نواب با
آنکه خود از عدل و داد خرده بسنجر گرفت

آنکه سعادت بسی از عدش کافیات
آنکه هزاران فشاز سرش گرفت

آنکه بعهدش بود مذهب حق را رواج — آنکه ز رونق دین پیر گرفت
آنکه ذرا رایش یافت مهی عهدش کوه — آنکه ز اسکندریش پادشهی فر گرفت
آنکه بسیط جهان از پی آوازه بافت — آنکه فراز سپهر از پی منظر گرفت
آنکه بروآفرین گفت ملک متصل — آنکه ز بازه برو گنبد پیدر گرفت
آنکه چنو نامور داد در گیتی دگر — آنکه جهانی از و خرمی از سر گرفت
آنکه بروخواند تا خطبه جاه خطیب — پایه چرخ برین پایه منبر گرفت
آنکه بزیر سپهر در چمن روزگار — گلشن آفاق را عدل کدیور گرفت
آنکه بیارامست تا بمسند اقبال را — مسند جاهش ترا زشوکت قیصر گرفت
آنکه بوصف سخاش تا گهر افشان بسست — خامهٔ من نامه را دور ز رو گوهر گرفت
آنکه جهان داد و یافت نکته پسند نکته بین — خود بهمانگیری خسرو خاور گرفت
بر سر یاد او و یاد بخش و داد خویش — تا بجهانست یک داده دو گیتی گرفت

المخمس و عایه از شهیر

تا نخاری زمی وصل شگرفان نشکند — سر خاری بدلی از غم هجران نشکند
تا نگاری دل پرداغ عزیزان نشکند — در بهاری سر دربانخته سامان نشکند

مصرع رشک رخ صدیق حسن خان شکند

هر گدا در گه عالیش نشیمن گردد — از بد دشمن و شر فلک ایمن گردد
آنکه گردش همه چیز همه دشمن گردد — چون سر مسند جاهی متکمن گردد

رنگها بر رخ اور نگ نشینان شکند

دولتی سود کند هر که سر آورد فرود — هیچگه مدعیش طرف نبست از جا بود
قدرتی آنقدرش هست بخلاق ودود — مدعا خود همه معدوم و مرا بوجود

قهر او رونق هنگامهٔ امکان شکند

برشجاعان جهان یافت دلیرانه شرف — کیست آنکو بقوی چنگلیش نشته طرف
زورمندیست بفرتاب خداوند مخیف — شهسواری که اگر گرز بگیرد در کف

روز ناورد سهر رستم دستان شکند

دین پناهیکه بدیداری او نازانند — ظلم کاهیکه بکسرانش فزود تیغ رانند
شاه جاهیکه بپیشش امرا درمانند — کجکلاهیکه مهان گوی بدو گردانند

چون کله گوشه گنبد گردان شکند

سرو او تا چمستان جهان را راست — چمن وصل همه از گلشن عالم زحمت
بهار ابد از بسکه شمارست فزمت — سرو دهری زبستان بروه خون گریهاست

آن چنان گرمی بازار زمستان شکند

عهد فرخنده که او راست کرا مد حاصل — ساعتی پیش غنی نیست که ماند در دل
اندهی کو نبرمانش که نگردد زائل — شهد لطفش بپس اوست بود گر شکر

ناشتای الم تلخ دل آسان شکند

بسکه میزیست ملولانه بهر گاه شهیر — داشتی عمده ام ذوق سخن گاه شهیر
تا رسیدست برین بارگه از راه شهیر — رفته ارشاد که آن بنده درگاه شهیر

هم نه کاغذ بدرد هم نه قلمدان شکند

آنکه عالم همه منقاد خداوندی تست — علم هر چیز تو ناخوانده دهمانی تست
آفتاب این همه اشراق فروغانی تست — درس فرمای که عالم بدبستانی تست

تا خمار می ارشاد تو لقمان شکند

این شهیریست که بر توسن حذمت دارد — این شهیریست که جز تو بکس پرواز د
این شهیریست که از تو طلب گر خواهد — این شهیریست که خواهند اگر بتواند

که قلم در کف ارباب صفاهان شکند

تا بگردش همچو چشم ساقیان ساغر بود ❊ کامیاب کرمت باد جهان سر تا سر ❊
تا بچینند کلام علما اهل نظر ❊ تو بگفتن بنوشتن بفشاندن شکر ❊

تلویحی با شکرت در شکرستان شکست.

قصیدهٔ قاضی ذوالفقار علی بلگرامی متخلص بذوالفقار

مرحبا ای عشق دل رنجور شد رنجور باد — چشم من خونبار باد و زخم دل ناسور باد
برسر کوه و میان دشت و شهر عاشقی — دست من فرهاد باد و دل مجنون زبان منصور باد
زان تجلیها که از شمع سیه کشد هشیار را — سینهٔ من وادی ایمن دل من طور باد
رمیدهٔ میلم زهر انداز بیش و بعین الکمال — ثبت آن شاهد که حسنش بهر نظر کست دور باد
از سر شوریدهٔ ما بی نوایان دور باد — هر دمی کاهد دل من از سر هم کافور باد
از پی داغ دل من مرهم کافور باد — زان می صافی که در جام انا الحق سنگ بود
شیشه و جام و خم و ابریق من معمور باد — این دل بیجا سلم در مرغزاری عاشقی
چنگل تیهاز غم را صعوه و عصفور باد — شاهد نظمم دل آرا بانهان آراستم
حسن آن دیدهٔ نامحرمان مستور باد — صاحب انصاف اگر مقبول باد این نوع عروس
قدر دانان سخن را حسن آن منظور باد — در ثنای نائق و نعت رسول و آل او ❊
همت من تا منم اندر جهان مصدور باد — آنکه از آل پیمبر افتخار عهد ماست
رایت او هر کجا رو آورد منصور باد — آفتاب دین احمد ابنهاک فخر کائنات
دوستش در کامرانی دشمنش مقهور باد — خان و خاقان سدهٔ او را جبین فرسایدم
خاکبوس آستانش قیصر و فغفور باد — جز بدار ای جهان پرور دنیا او مباد
نازاو تا ملک عالم هست بر جمهور باد — آسمان را رفعتی از شان او باد انصیب
ماه از شمع ایوانش ضیا و نور باد

کاتب اسرش عطارد زهره هر شام و سحر — نغمه سنج بزم گاهش باد نی و طنبور باد
گنج او باد انچه در عالم بود ملک روان — کیمیا ساز فلک بر گنج او گنجور باد
باد گرد اوسپاهش همچو انجم بیشمار — بهر سالارش ترک آسمان مامور باد
سعد اکبر باد در ایوان او قاضی القضات — در سعادت بیشتر از بیشتر مشهور باد
گرد بر گرد و شبستانش بهاتاحه — پاسبان هفت دیوی گردون باد هفت پور باد
تا مکث فرمانده در عالم از عدل و کرم — جوهر اول بامر ملک او دستور باد
محمد او در امر دنیا شه سزای آفرین — سعی او در امر دین حق اهل شکور باد
باد مجلس جو هر تیغ زبان ذوالفقار — همدعای دولت او بر دلش معذور باد
دوستانش را شب دیجور باد اچو روز — دشمنش را روز روشن چون شب دیجور باد
صرف جان دوستانش تا قیامت نوش باد — جان دشمن صرف نیش عقرب و زنبور باد
دوستان او سزای آفرین بے شمار — دشمن او لایق نفرین نامحصور باد

قصیده از مستشی محمد جعفر متخلص بزمهر

سحر که خواب گران رفت و بست رخت خمار — بر و کشاد در فیض دولت بیدار
وزید نکهت آمیز طیب فالیز بیز — بمغز جان فرح انگیز باد در گلزار
چو آن جمیله کنیز شبینه از بر دوست — نشست ماه شب افروز نیتاب عذار
شد ند غرق یم اخضرش مثال حباب — ستارگان فلک از ثوابت و سیار
گرفت زابر تباشیر صبح باریدن — بفرق اهل زمین شحنه رشحه از انوار
بگوش گوشه نشینان نمود در گلشن — ز خیل خیل صبا و چمن چمن از هار
برهمنان طرف دیر بید خوان گشتند — رجوع کرده بجنبت فرقه نماز گزار
نوای مرغ و هوای چمن ربود و فزود — طراوتی بدماغ و زدل شکیب و قرار

صلا کزی بانگاه مرصع زدند — ز بانگ قلقل مینا بخانه خمار
بسجود عشرت فراز خوبتان — کدکه دلی انعام جمع باده گسار
سوی چمن زرد شوق موکشانم برد — شمیم سنبل پیچان جعد گل یار
قد مزدم در روشن شجر شجر دیدم — که میکشند سر از ورد انتظار آزار
ز هر هزار یکی هر گل ایستاده بسجد — هزار بنده بود داشت یک گلزار
ستاده در برابر چو سرو راست بقدم — تمام شوق فنای پای بوس نگار
پیاله یکف لاله از می گلگون پر — همه بکام لب باده نوش بوسه کنار
لباس برگ گلون در بر گل از هر نوع — ز رنگ و بوی شش سر صفحه چین نگار
خروش بحر تفکر بگوش هوش رسید — ز ساحل که بدین در آمد از گلزار
که چون چنین روش فیض راه میدانی — بتان باغ سراسر در انتظار لقا
ز نیست گل همه تن گوش و غنچه سر در دست — ز هیست رونق گلزار در ترانه هزار
دلم گشاد و بجایی رسید فکرت که — بود که باز کشاید گره ز غنچه کار
بیاد آن شفق چرخ ناگهان نوری — چنانکه هوش خلق طور تو راز نظار
نگه ز خط شعاعی دوید تا رخ حور — چنانکه از سر گیسو رسد بعارض یار
همانم از در بستان ستاره بوسید — نقاب عکس رخ آفتاب آیینه دار
خیال شد که بعد و مم ریسه بهوا — کز و شکسته شود رنگ و بوی رخ گلزار
سرود و طلسم ساقیا سرت گردم — که بی درنگ ده یکدو جام نوشگوار
می گزیده صفت باز گرچه جبان است — بخط شراب نماید ز مرغ هوش شکار
می آن کدطلب بی کند ز زهد خراج — مه که باج ستاند ز تقوی ابرار
چه باک اگر نگیرد و بخشع تسبیح — مذاق درد کش او بکیف نیم خمار
چه لمعه کستاند روشنای فلک — ز تاب شمع جمالت بوارق انوار

بنفشه گون قدحی پر ز آب آتش رنگ — چنانکه شعشعهٔ آفتاب در شب تار
شدم هلاک تغافل خدای را دریاب — دل خراب من از لطف ساغری بگمار
که مست گردم و بر چرخ آرزو پویم — طریق مدحت نوشابه بسته و شعار
غبت شاه جهان جمشید دولت و جاه — کمر بجاکر کیش بسته است بی انکار
ز بس که غیث سماحت جهان برآمد — همه بیکتفش رفت آبروی بحار
گزر گهی بسر ابرو داش که دریابد — خیال را سر دوشش هواست پای قرار
ز عطر یاشی خلق عمیم او مالد — بعمر خود کف افسوس خویشتن عطار
بجوی او گل و بلبل بهم درآویزد — نسیم انجمنش گر وزد سوی گلزار
نظر بعالم تحریر داشت و بخت — عروج پایه اش از دیدهٔ اولی الابصار
بجانور دبلاست حیا کرش تسلیم — زمانه آنچه بخود داشت زاندک و بسیار
بپای او نرسد زحمت گلی در چشم — کند دمادم اگر میل سرمه از سر خار
نسیم لطف وی ار در زمانه در گیرد — دمادم از شجر سرو گل کند ازهار
بلند مرتبه نواب قدردان سخن — گزیده سید فرخ بود و مان سردار
معین شرع محمد بود عدالت صدق — حسن بخلق حسن کوه در جلال و وقار
خجسته خان بهادر که تیغ رانی او — کند بجسم ز جان عدو نصیب هزار
مدار کار ریاست ز حسن اقبالش — ز رای قدرت ناسوتش نظم ملک مدار

زهی خجسته خصال و ستوده اطوار
سخا شعار و مروت ثمار و عدل مدار

نهال قدر ترا از ریا به فرش کند — چو سبزه زاطلس سبز سپهر لیل و نهار
چه رای تست که سر از دظهور کشد — نتیجه که بود در مشیهٔ افکار
هر آنکه چید گلی از حدیقهٔ لطفت — گماشت بر چمن خلد دیده انکار

بسان نوبصد دوستت کجا بگزشت — برای او در اشد دو دیده بیدار
حسود از تو نگرید بان بگوست که خزید — بگوفت پاشنه اش خیل نکبت و ادبار
نخست بیخ شجرت زد و بعمر ماه گرفت — نمود قصر ترا انگبی بنا معمار
ز نعمت چه حدیث آورم که بام سپهر — سر سجود ز پستی برد بپای حصار
بشکوهی امن تو باز نشناسند — رونده گان ره از نخله و روی لیل و نهار
درشت آنکه ز ظل حمایت بگرفت — هزار دیو سیاهش زسایه دیوار
چه بیزبان و شگوفست خامت بیان — که هست خامش و زاید بجرم صد گفتار
شرار خنجر جانداست شعله تیغت — چه شعله برق درخشان چه برق صاعقه کار
ببیدگیل و بنفشه زبار خوشه — چه بار خنجر کو کز تو جان برد بیرار
چه باز رام تذروی که در خم میدان — روان کبک صفت می گردوش بگرد شکار
بجلوه گاه تماشا ز چشم دور بیان — کرشمه باز ستاند بستی دیدار
بروز رزم که محشر صفت برانگیزی — سوی مخالف بیدین معسکر جرار
بامداد ظفر قبل فتح جوازند — بهادران نو از غیب دانی اسرار
ز شور صور دمم کرنای و نعره کوس — بپای لغزه در افتد بنای هر کهسار
تهمتنان ظرف خون گرفتگان نگرند — بدیده غضب آور جو ضیغم خونخوار
نهنگ ریخ سیه شکل اژدها خیزد — زبان برآرد و آید سنان بهیبت مار
دهان زخم خدنگ ایلان به پیکر خصم — بود بخنده دندان نمایسان انار
زمین ز جای بجنبد فلک بجا ماند — زبار گرز و بدود تفنگ آتش بار
شناکنند لب دریای خون حباب مثال — درون فوج مخالف سری ز هر سردار
نوید فتح سرا نصرت آیت درپیش — ظفر رکاب ترا بوسد از یمین و یسار
ز زمره بپذیرای گهرشناس سخن — چنین گزین گهر پراکه کرد بر تو نثار

خود از گداز جگر مایه‌ش بهم کشید — نشاط با نگست [illegible]
زلالی که بکف داد فکر غوطه‌ست — تامل [illegible]
ز فیض روح قدس زاد و مرگ او [illegible] — در [illegible]
صلای همت سخای تو [illegible] — [illegible]
همیشه تا که دهد اعتبار گردش را — شهان بزمی و رزمان برگزیده و شعار
بکام باد ز نعمت چکام باد فلک — بلال باد و سعادت وقار باد و مدار

اینجا مست

ز عندلیب نوا سنج بوستان سخن — سخن بگوش گل و بوستان سخن
بزیر سایهٔ اغیار کاهش جان است — سخن بگوش و بجو بیستان سخن
فغان فغان ز سخن نامهربان نخوت دون — کنون عدل بریز و بفغان سخن
مریز آب گهر این بدیده‌ها که ترا — بسود مدحت دونان مکن زیان سخن
جهان این جهان که نپاید ز بی‌ثباتی خویش — جهان ز هر دو جهان هست خود جهان سخن
کمال جستن از حیا نشد فروغ گرفتی — لب سیح نه نازی چو تو امان سخن
چو در شوخی معنی لغت گهر ریزی دل — ظفر نصیب بود پیرامن نشان سخن
ز روی لفظ نمایم صورت معنی — دمی بسکه بسوزیم در جهان سخن
فروغ خلیش رهد و خور عیان کند و زان — دهم ز تیغ چو یک جلوه نهان سخن
کجا بپایهٔ ادراک و معدلت غزنی — که نکته سنج سخن بود و نکته دان سخن
بسلک سلک لآلی و بحر گرم — کجاست آنکه ز فرخنده حسکران سخن
کجا بهست متاع عدالت انوری — سخن که زان خودش بود و وی ازان سخن
بنوع نوع قماش بدست دست نوال — کجا ز پور حسن جلوه عیان سخن
کجا بدیدهٔ نقاد و نقد خاقانی — که بود قوت بازوی ناتوان سخن

بدیده دیده و تعمق نگه نگه تحسین — کجا وزیر کجا شاه اختسان سخن
بسی بنثر گرستیم خون ناب جگر — بسی بنظم نمودیم امتحان سخن
بصدر انجمنی من نیافتم کسی — سخن شناسد و منت نهد بجان سخن
کنون بجشوه معنی و غمزه الفاظ — بجلوه یکه دهم شاهد جهان سخن
بدل فریب رخسار و حسن صبر ربا — بخدمت که فرستیم نوجوان سخن
کرا برای تماشای حسن او در چشم — کشیم سرمه از زینت اوان سخن
بدین تکلف الفاظ نادر و شیرین — بدعوت که فرستیم همچو خوان سخن
بسیر رنگ یاحین و نفحه دلکش — کرا بپای نهم سر بگلستان سخن
بدین لطافت ترکیب و لذت مضمون — بروغن که دهم گرم گرم نان سخن
غلط غلط همه نفهیم بود قدر شناس — ز مردگان که کند زیب و دمان سخن
سخن بزنده کسان زنده میتوان کردن — غلط غلط همه چیغم بر فتگان سخن
بهر زمانه کند گل برنگ تازه سخن — بهر زمانه رسد تازه باغبان سخن
نشان بحضرت نواب میدهد طالع — که پایه پایه فزود ست مجد و شان سخن
بما بتاب مطاعن گهی نمی رنجد — بصیت معدلتش خلعت کتان سخن
امیر ملک سیادت که فکرتش گوئی — امیر قافله سالار کاروان سخن
سمی خیر خلائق که خیر طبعش — بشاخ ناطقه گفاند ارغوان سخن
چه هم خطاب او بگذرد صداقت وی — بکذب برنزند جلوه زیر قان سخن
بحسن خلق گرش تا زیان حسن خوانند — منش بروی زمین خوانم آسمان سخن
ستوده خان بمادر دم حسام جلال — سپهر کوکبه سلطان قهرمان سخن

بطبع تو کنم ایدون خطاب دیرینش
عطامی که بود آب دیر کان سخن ✣

بیک نگاه توای فخر خاندان سخن
رفیع‌تر ز فلک سنگ آستان سخن

خدای را نظری سوی بلبلانه برین گل
بهار بخل مخاطب بود چمنه‌دان سخن

کشاد چون گره زلف شانه محبوب
فصاحت تو دهد عقده‌ها ز زبان سخن

مراچه باک ز گرگان حرف گیر تو ئی
شبان نگله عالم منم شبان سخن

نوی گرفت مرا ز فیض طبع فیاضت
چو ارض از رشحات سحاب فکر ترمان سخن

طیور حسبه مضمون بمائده دلمنه
کشی بگله اندیشه چون کمان سخن

عقیق و لعل ز راز و فتنه بگراید
بلاغت تو گر اینما ید و کان سخن

کشنده شهد ز حنظل سخنوران بسخن
کند چو نطق تو شیرین همه دهان سخن

اگر بحار تو سنجند در ترازو عقل
سبک بوزن نهد پله گران سخن

مبارزان سخن خون دل بباج دهند
بهر کجا تو علم برکنی سنان سخن

سخن ز اهل سخن گنج سینه نگزیند
در انجمن چو نوی مستقل ضمان سخن

بعهد دولت تو خیره دیده حاسد
بنقد چشم تو فرسه تن توان سخن

فلک فلک بزمین بارد آب حیوانی
ز آتشین جگرت نیزه دارد خان سخن

چو بیم عدل تو در جمله شی سرایت کرد
بخنده خون نکند شاخ زعفران سخن

در دگه صله بخشی چو تن قبای تنک
فرانیی گرمت دامن گمان سخن

قران زهره و برجیس در مثل آرند
طبیعتت مصر آید چو بر قران سخن

سخن بود در امان میامن است
چنانکه اسم سخن سنج در امان سخن

بزخم تیغ نگاهی جگر بخون نه تپید
زنی چو خنجر اندیشه بر فسان سخن

بروز خویش نشاند مه فلک بزمین
بپود مدح تو بافند چون کتان سخن

بتان زلف شکن حسن استعاره کنند
کشی چو غازه بر خسار آرمان سخن

مضمرتی ندهد عیب جوی حاسد
بنقد دیده تو باشی چو مهربان سخن

سخن بخوان تو والت بفخر مهمانی ست — شدی بذل عنایت چو میزبان سخن
بفتح قلعهٔ مازندران سخن بیان — شدی چو رستم دستان بفتحوان سخن
ز شاد چین فسون وخت میتوان بردن — شدی به تیغ زبان گر تو گورکان سخن
ز بام وصف جلال تو همچنان قاصر — هزار گر نهد اندیشه نردبان سخن
بجز تو کیست که بی رنج دست و باز و فکر — کند عبور ز دریای بیکران سخن
رسد چو فکر بشرح وقار و تمکینت — ز بار هم بشکستن رود میان سخن
ز نطق باز نماند زبان بجان رفتن — اگر نه طلقه بخشی دم روان سخن
ز موميائی جود و عطا نصیبی ده — که بند بند شکسته ست استخوان سخن
نثار درگهت ای خسرو سریر کرم — بکاو کاو جگر گنج شایگان سخن
برخش مدحت ای شهسوار عرصهٔ قدر — قصور ناطقه دارد دراعنان سخن
شنفت زمهری از قدر دانیت صیتی — که بر جناب تو آمد بنور هان سخن
دریغ چشم توجه نمیتوان کردن — ز خون ناب سخنور بایرمان سخن
قصور ناطقه جوید ز دود عاکردن — کنون که قافیه بگسست ریسمان سخن
بلند قدر تو باشی بحشمت و اقبال — بدیرمان زمان و بدیرمان سخن

ایضاً از کلام زمهری

سر بلبل نغمه خوان سخنز — فدائی گل بوستان سخن ٭
مثال چمن از نسیم بهار — گرفته ست رونق مکان سخنز
دو دیدن بانصاف آغاز کرد — ز هر سینه دل بر فغان سخن
مبدل چو عهد خزان با بهار — بسود آمد اینک زیان سخن
قلم بر صفحه خوشتر دمد — نشان بقا د جهان سخن
چو آب و دم تیغ آتش زند — بجان تاب برق جهان سخن

بدل جوم پویان نهان میزنند — بهر غمزه ناوک بسان سخن
چو جادو بچشم بتان تراز — همه جادوی تو امان سخن
نهان غارت هوش کردن ز سر — چه گزنیست سحر عیان سخن
بفرمان دل زاهد بت شکن — پرستار روی بتان سخن
جنود معانی بطبع اندرون — هوخواه فتح نشان سخن
چو مریم بهر نکته زاید مسیح — چو طبعم رسد بر بیان سخن
رسانم بگفته سخن آفرین — بگویم چو راز نهان سخن
بدیده جهان رشک این کند — مرا سرمه از سرمه دان سخن
سحر غنچها بشگفد باز بان — بیادار شوم حکمران سخن
زخود رفتم از ذوق معنی چنان — که شد خانه دل از ان سخن
مبارک سرم گوی باضد نیاز — سرپای سر و چمان سخن
زافسون و جادو کنم خار بند — به پیرامن گلستان سخن
فروزم همه رشک خورشید شمع — کنم بسکه زیب او ان سخن
بالفاظ شیرین بیارایش — فرستم بهر بزم خوان سخن
زپیران بگزشته گفتن چه سود — چو عیسی منم نوجوان سخن
الا ای خیال سرزمهر — چه لائی تو بر استخوان سخن
گرفتم که از عرض جوهر تمام — فزودی بجود مجد و شان سخن
دلی ریختی آب روی ادب — بآتش زدی خان و مان سخن
ندانی بکام که بس گرم گرم — بروغن فتاده دست نان سخن
بپندار بیهوش نتوان شدن — زرندی که بر اغنسان سخن
شنیدی که شاه سریر نوال — ترا خیزد شکفته زبان سخن

طلب کرد شعرت پی تذکره — که از تو بماند نشان سخن
خرد سال طبع همایون وی — بگوید زهی گلستان سخن
تواضع کن و شکر یادش بگو — که بر نامه‌ات شد ضمان سخن ۹۳ ۹۱۲
موشح زنامش بیاگاهمت — چنان کو کند تازه جان سخن
شنو کیست آن داور نکته سنج — مزین کن و دودمان سخن
قصیر از قصور جلالش خیال — هزار ار نهد نردبان سخن
در انشای وصف سخندانیش — زبان قلم ترجمان سخن
ردای وه نقش لوح فسون — که نازد بکلکش بنان سخن
دبیر فلک وقف گل چینیش — کمینه ترا از بوستان سخن
ایالت شمیم گل گلشنش — دل تازه‌اش ضمومران سخن
نزاکت بلفظش رشید شغب — بسجد بکوک کران سخن بهر سازی
همای بلاغت بدام خیال — مسخر کند زاشیان سخن
نعیمی جفاگاه فریادرس — بانصاف نوشیروان سخن
رخ افروز معنی بهر هفت طبع — دقیقه رس چیستان سخن
ورق ریز دوح سخن دشمنان — شمیمه ده عود و بان سخن
ردیف توانش چو بندم تمام — زهم بگسلد ریسمان سخن
ادیبی سخن سنج حشمت نشان — خدیو زمن پاسبان سخن
نشاط دل غرقه خون ناب — بقدر سخن کامران سخن
نوی بخش باغ سخن از قلم — که گفتش توان باغبان سخن
وحید زمانه بانصاف و داد — بدست کرم قدردان سخن
الف بر زمین هر زمان میکشد — بجوش فلکریش کاروان سخن

بشاخ قلم از نسیم خیال — دماند گل ارغوان سخن
وضاحت ده سر مکتوم دل — فروغ رخ زیر قان سخن
امیر جلالت زمین دروقار — بطبع بلند آسمان سخن
لب جان فوازش چو فرمان دهد — ز کف برد مدر عفران سخن
از املای مدحش بنازش قلم — زنی داور قهرمان سخن
جلیلی سخنور که هر حرف او — همانا بود دُرّ کان سخن
ابرویز کز رفعت فکرتش — زگردون رفیع آستان سخن
همانا چو ذکر فصاحت کند — بندرت تر آید ز بان سخن
ادب بر جنابش باحراز فخر — جبین سوده با نوربان سخن
مراد دل آرزومند قدر — دماغ سر عنفوان سخن
یگانه خداوند والا شکوه — باندیشه کشور ستان سخن
رهٔ انجام فکرش بمعجز رود — بیاندازدش چون عنان سخن
اولوالعزم غیرت ده خسروی — بباد آورد شاگان سخن
لبید سخنور بهار عرب — به پیشش خجل در خزان سخن
معظم بزم جلالت سران — باندیشه در ایر مان سخن
بگونه کش عارض دلبری — بصد معجزه دلستان سخن
کشد سر مه اندر گلوی هزار — ز گل گرزند داستان سخن
سر گرگ درندهٔ حرف گیر — بانصاف وی شد شبان سخن
یکایک کند مرغ دلها شکار — بزه برکشد چون کمان سخن
درد در گه قدردانی فتاح — چراورا نه اندر گمان سخن
نگر میتوان داد دل را متاع — چو طبعش کشاید دکان سخن

حلاوت فزاید مذاق نبات — زبان گردد از دردمان سخن
مدار مهام خرد فکرتش — سبک‌بار گردان سخن
در و دار جگر شد تسلیم زخم — علم کرد هر جا سنان سخن
صواب خرد برلب جوی عدل — خوشش گفت سرو روان سخن
دماغ حسودان بهم برزند — ز شمعش چو خیزد دخان سخن
یک امشب برغم سخن بهر زبان — بمدحش زبان بیهسان سخن
قلم خط بخط فسون برکشد — زبانش چو گیرد قران سخن
حریف زبان آشنا خامه‌اش — چو ماهی بجر روان سخن
سخن گوی دانا که زانصاف دل — دهد قدر من در امان سخن
نگه خون کند حرف حرفش زند — چو تیغ قلم برفسان سخن
خداوند عدلیکه از ماه طعن — نرنجد بعهدش کتان سخن
اثاثه ده بی نوایان فضل — جمال رخ آرد زمان سخن
نبیلی بهمان نوازی مثال — که شد کلک می‌بیزبان سخن
براخلاص کاوس معنی فکر — گرفته است مازندران سخن
هرآئینه رستم نگویم چرا — که کرده ست طی هفتخوان سخن
امام سخن پروران در جهان — بتیغ زبان گورکان سخن
دهد موميائی بحکم کرم — اگر بشکند استخوان سخن
رسید و بشرح وقارش خیال — که بگسست تار بیان سخن
دل آویز چون زلف تقریر او — بدام آورد زیرکان سخن
از یکه تشین شکوه و کرم — بود رستم سیستان سخن
تا آب من و مستطاب جهان — باقبال شاه جهان سخن

امید مرا غازه از همتش — خهی همت نکته دان سخن
قرینه نبستم بسان ظهیر — بمدح قزل ارسلان سخن
بهیه فرستم بنذر گهر — ز دریای معنی وکان سخن
اگر نقد چشمش پذیرا کند — نباشم من از لوریان سخن
لسان من آمد بمدحش قصیر — دعا میکنم از لسان سخن
همایون بطالع خداداد دش — باقبال تا دیرمان سخن

قصیده از کلام محمد عباس رفعت ابن شیخ احمد عرب یمانی

صبحدم چون مهر رخ بنمود دلدار شکیل — برد هوش و عقل را از نرگس چشم کحیل
در خم زلفش هزاران جان شهید آمد بهند — وز ادای تیغ چشمش صد هزار افتون قتیل
بلبل طبعم کشد گر یک صفیر روح بخش — در زمان چون از دم عیسی شفا یابد علیل
یاد روی دلبر شیرین کلام و گلبدن — همچو مدح پور انور جنگ در طبعم نزیل
میر صدیق الحسن خان آنکه بهرش جاه و بخت — در سریر قدر و فرش آن وکیل و آن کفیل
شق شود قلب حسود دش بیگمان در جسم خویش — گر کشد خنکش بجولانگاه هیجا یک صهیل
آب لطفش آبیار گلشن دلهای خلق — همچو آب آبرو افزای شعاع سلسبیل
کی شود وصف سخایت از زبان شاعران — روبروی جود و عاست میشود حاتم بخیل
صیت عدلت آنچنان بگرفت عالم را که رفت — از دیار هند تا اقصای شهر اردبیل
عظمت شان تو ظاهر در جهان چون آفتاب — روز روشن را چه حاجت کس نمیخواهد دلیل
دوستانت همعنان احتشام و جاه و فر — دشمنانت در جهان خوار و پریشان و ذلیل
سرور ار ستم تناشیر افگنا در یادلا — آستانت اهل جوهر را بود ظل ظلیل
شخص بذل بیکران تو ز عالی همتی — سوی دولت از برای مفلسان آمد دلیل

پیش درگاه جلالت شان کیوان پست و خرد — جنب دریای نوالت قطره آسا رود نیل

زیب فرق خادمانت باد تاج افتخار
راس اعدایت بود مجروح از ضرب صهیل

قطعه تهنیت عید از ثاقب

اے معتمد المهام بهوپال — جاہت ہر دم مزید باشد
سر رشته عمر و دولت تو — چون عمر خضر مدید باشد
ہر شب باد اشب برائت — ہر روز تو روز عید باشد
ہر آرزوی بدل که دارے — از فضل خدا پدید باشد
ثاقب خواند دعا بنرمت — جشن عیدت سعید باشد

ایضاً منه

ای مایهٔ افتخار و ممدوح زمن — نامت نامی بدہر صدیق حسن
روز عیدت بود مبارک جاوید — باشد خورشید اقتدارت روشن

ایضاً منه

خورشید سپهر فضل و گردون وقار — نواب امیر ملک و هم و الاجاه
پیوسته بود مطیع حکمت اقبال — باد تا افزون همیشه دولت دیخواه

تهنیت عید از نتایج طبع حافظ خان محمد خان شهید سلمه ربه

سحر ز عالم غیب این ندا بگوشم خورد — که مژده باد بدلخستگان که عید آمد
یکی بهار چو روز گزشته شب شد و رفت — دو صد بهار چو امشب سحر دمید آمد
چه صبح صبح که جان کوشش آرزو بدمید — چه عید عید که می بست دل امید آمد

چه راه و قبله ز و نشهاد میدرسید — چه باده که دماغم ازو رسید آمد
ز بسکه جان پی این روز واله بود رسید — ز بسکه دل پی این عید می تپید آمد
از انچه بر غم و الم در رمید جلوه نمود — از انچه بر غم طربان را دل آرمید آمد
کنون بخیر و سعادت مران همایون عید — که خرامنیخ سر سرف غم کشید آمد
غریب جلوه فروشی حضور والا جاه — که عید او نه چنین جلوه خرید آمد
اسیر ملک بهادر بود که از بهر جا — هزار آنکه کمتر ازو صعف او شنید آمد
فراز قصر جلالش فرود هد هد جاه — که در هوای سلیمان همی پرید آمد
بعهد اوست چو هر روز ما بشادی عید — نشاط عید چه گویم چها پدید آمد
بود بعلم شریعت ابو حنیفهٔ وقت — بعلم معرفت استاد بایزید آمد
چو اوست ز آل رسول و من از مطیعانش — چها که نامهٔ اعمال من سپید آمد
بلند بارگها مرترا مبارکباد — که در زمان تو عید آمد و سعید آمد
بدان ادا که بدو رکسی نیامده بود — چو در شکوه نظیر تو کس ندید آمد
ز مهی چه عید که اندر کنار شان و شکوه — هنوز مادر دهرش بپرورید آمد
چگونه عید که چه عیدست آن مگر عیدی — که دهرش از پی نذر تو بر گزید آمد
چه عیدای چو تو چشم کسی ندید رسید — چه عیدای چو تو حق کمتر آفرید آمد
عظیم سقفی بوده که در بر تو — امار تیکه ز پیشینیان رمید آمد
چه دولتیکه مهان بهر او دوند دوند — دوا سپه بر در جاه تو در دوید آمد
ز گرد آمدن عالمی چه می پرسند — چو جذب عدل و سخایت بخود کشید آمد
هزار عید ببینی که مرتبه ترا — مدام بر درت از عیدها نوید آمد

سلامت دو خداوند زادگان بادا
کزان یکیست سعید و دگر رشید آمد

قطعه تهنیت عید الضحا از شهیر

صدیق حسن خان بهادر که کف تست
دایم بر عام گهربار و زر افشان

در بزمگه قهر نگاه تو ضمان دار — در رزمگه قهر سیاه تو سر افشان
بازوی علمهای تو اقلیم کشائی — نیروی قلمهای تو گنج هنر افشان
البرز هدف کشتن او تاب نیارد — یکدست اگر تیر عقاب تو پر افشان
باغ شجر لطف تو ما را ثمر افزا — نخل چمن جود تو ما را ثمر افشان
ای بهر نثار گلشن لطفش گل و صفشر — ور دامن شب ریز و بجیب سحر افشان
هم نقش ثنایش به نگار دگر انگیز — هم عقد دعایش بطراز دگر افشان
با ابر کفش گرچه مقابل نتوان شد — تو هم گهر اشک خود ای چشم تر افشان
زاد اب نعامت بود ای مطرب مجلس — گر دست فشانی تو ز خود بیخبر افشان
عید ست گر افشان نثارت موسم مستی — در مدح چنین داور روشن گهر افشان
عید آمده ای آذر طبعم طرب انگیز — عید آمده ای شعله جاهت شرر افشان
در مدح تو و جایزه مدح تو خالق — در پاش ترا ساخته ما را شکر افشان
تا عید گه شهسپر خنگ سوار آی — وز نقش سمش گل بسر رهگذر افشان
در جایزه نظم بلیغم در تحسین — روشنگهرا داد رسا داد گر افشان
در تهنیت عید فشاندم گهر مدح — اندر صله ام گنج گهر تا کمر افشان
هر نخل گلستان دعای تو مراست — البته بجای ثمر آمد اثر افشان

نخل ثمری باش و لفظ وده غالب
چند انکه ثمر بیش رسد بیشتر افشان

ذیل خاتمهٔ نگارستان سخن

معنی مباد اول کسیکه تضمین بیان در قطعه غزل طرح انداخته میرزا محمد قلی طابثی متخلص بسلیم است گوید

سلیم شب بیاد نرگست حافظ قدح بدست — الا یا ایها الساقی اوکاسا و ناولها

بعد و شعرای دیگر همت خاسته بادین وادی جولان داده بلالی گوید

بلالی چون حریف بزم رندان شد بکنجان ملک — الا یا ایها الساقی اوکاسا و ناولها

و کمال خجند می گفت

بروی دل عشاق کمال از سخن خوب — خوبان عمل فتنه ز دیوان تو یابند

گر خضر بقا چون خطت از آب بقا یافت — عشاق حیات از لب خندان تو یابند

و میر غلام علی آزاد بلگرامی در مصحف یاد کرده از کلام او ساده و تضمین نموده و گوی سبقت از صاحبان این فن ربوده ابیاتی چند در نسخهٔ ایراد کرده و میشه مایه همت

ای خسرو شوخان چه کند وصف تو آزاد — خوبان عمل فتنه ز دیوان تو یابند

میرم شه و تمکین شعر ترا خواند آزاد — از نکتدان لوشته تازه گر فتانی دل

براه عشق تو نالم حافظ و آزاد — که ماه و عاشق زار بهم کار داری ست

یار اگر نشست با آزاد و حافظ و نعیت — پادشاه کامران بود از گدایان عار دارد

تا بود از باغ حافظ تحفه آزاد را — بلبلی بر برگ گل خوش نغمه مضمار دارد

هست دیوان سخن گستر شیراز آزاد — آن سیه چرده که شیرینی عالم با اوست

بحکم شد شیراز بنده آزاد — قبول کرد بجان هر سخن که جانان گفت

آمد آزاد ز شیراز نسیمی عجبی — که ز انفاس خوشش بوی کسی می آید

می پسندم سخن حضرت حافظ آزاد — که ز انفاس خوشش بوی کسی می آید

می تپد دل ز پی دیدن شیراز آزاد — حافظا انگیز بدان که چنینم چه شود

برگزین شیوهٔ پسندیدهٔ حافظ آزاد ✣ بندهٔ طلعت آن باش که آنی دارد
شعری مرشد شیراز بگوش آزاد گفت برخیز که آن خسرو شیرین آمد
رو بجانب میخانه حافظ وآزاد هلال عید بدور قدح اشارت کرد
نیست محتاج ثنا گفت حافظ آزاد دست مشاطه چه بالطف خداداد کند
نشسته اند سر راه حافظ وآزاد باین امید که آن شهسوار شب آید
عنان بجانب میخانه عطف کن آزاد چرا که حافظ ازین راه رفت و باز نشد
بسوی میکده رفتند حافظ وآزاد که سوسم طرب و عیش و نوش آنجاست
چون در جواب حافظ آزاد این غزل گفت هرکس شنید گفتا بشه درست مائل
یافت تعلیم ز علامهٔ شیراز آزاد انچه استاد ازل گفت همان میگویم
بحکم مرشد شیراز طاب مضجعه زهر چه رنگ تعلق پذیرد آزادم ✣
بغبار قدم مرشد شیراز قسم ✣ بندهٔ عشقم و از هر دو جهان آزادم
گر درو جانب آزاد نسیم شیراز خاک میبوسم و عذر قدمش میخواهم
آزاد گرچه دور ز درگاه حافظم ✣ اما بجان و دل ز مقیمان حضرتم
آزاد تا رویهٔ حافظ شناختم برمنتهای همت خود کامران شدم
بسوی مشهد حافظ گشد دل آزاد صبا بیار شمیمی ز خاک شیرازم
نوش کن باده ز میخانهٔ حافظ آزاد خموشتر از فکرمی و جام چه خواهد بودن
سلیم حرف خوشی گفت از فنا آزاد کتان ماه بشب تاب مهتاب می بافند
خطش دمید و طاقت آزاد را ربود مارا ازین گیاه ضعیف این گمان نبود
آزاد برگزیده اینی باین سند ✣ یک آشنای بامزه یک عالم آشناست

تنبیه ملاحظه دو این شعر اشاره است که بسیار است که باهم شعرای معاصرین و دیگر متقدمین بعض مضامین همسایهٔ یکدیگر واقع میشود و این داخل توارد است نه سرقه چنانکه علمای

معانی و بیان بدان تصریح کرده اند اگر کسی بنظر تفتیش بنگرد کم شاعری را از توارد مضامین خالی یابد
میر آزاد رح جزوی از اشعار توارد فراهم آورده چند بیت ازان بر سبیل تشهاد عرض میشود حسبه لله

بستم دل اسیران بکجا گریزد از تو ✤ بحوالی دو چشمت چشم بلا نشسته ✤

صائب گوید ؎

بحوالی دو چشمت چشم بلا نشسته ✤ چون قبیله گرد لیلی همه جا بجا نشسته

بانی گوید ؎

قطره که بر لب او خط انگبین درد ✤ برای کشتن من زهر در نگین دارد

صائب گوید ؎

امید جان شیرین داشتم از لعل میر ابش ✤ ندانستم که از خط زهر در زیر نگین دارد

میر سنجر گفته ؎

دم واپسین زلیخا بعزیز خانه دم زد ✤ که بجذبهٔ محبت پسر از پدر گرفتم

نفتی گوید ؎

چه غم ز قرب دشمن که محبت الهیا ✤ بکشاکش زمانی پسر از پدر برآرد

سلیم گفته ؎

شوق رویش همه کس را بغریبی دارد ✤ سبب اینست جلای وطن آئینه مرا

کلیم گوید ؎

چند در خانهٔ داش آتش فتد از پرتو تو ✤ زین ستم آئنه در فکر جلای وطنست

سلیم گفته ؎

چون کشم بار گران غم دوری کز ضعف ✤ نگه خود نتوانم ز رخت بردارم چند

کلیم گوید ؎

زنا توانی خود اینقدر خبر دارم ✤ که از رخت نتوانم که دیده بردارم

اسیر گفته ؎

نیست جوهر تیغ یار اسیر ‌ ‌ ‌ ‌ بر قلم نوشته دارد

میر صیدی گوید ؎

نیست جوهر کابت شمشیر قلمروشده دست ‌ ‌ ‌ ‌ رقم قتل جهانست که تحریر شده دست

سلیم گوید ؎

گر از صبح حشر روزن من روشنی دارد ‌ ‌ ‌ ‌ کند شبهای سیاه هجر روی بیوستانم

واعظ گوید ؎

چون دو ابروی سیاهست که هم پیوسته ‌ ‌ ‌ ‌ چشم شبهای دراز هم بهم پیوسته

حزنی گفته ؎

صاحب ساده لوحهای حزنی خنده می آید ‌ ‌ ‌ ‌ که عاشق شده کو چشم و خمار یار هم دارد

فطرت گوید ؎

صاحب ساده لوحهای فطرت خنده می آید ‌ ‌ ‌ ‌ که داده چشم او خمار از اهل نامهربان

سلیم گفته ؎

آنکه پیغامی برد از ما بسوی او دلست ‌ ‌ ‌ ‌ نامه بی طاقتان بر بال مرغ بسملست

فطرت گوید ؎

نیستوان از دل طپیدن یافت احوال مرا ‌ ‌ ‌ ‌ نامه بی طاقتان بر بال مرغ بسملست

صائب گفته ؎

هر چشمه حیات لب میگون اوست ‌ ‌ ‌ ‌ عمر دوباره سایه سرو روان اوست

فطرت گوید ؎

عیش ابد بکام دل دردمند تست ‌ ‌ ‌ ‌ عمر دوباره سایه سرو بلند تست

صائب گفته ؎

صحبتِ ناجنس آتش را بفریاد آورد　　آب چون در روغن افتد میکند شیون چراغ

عرفی گوید

آب چون در روغن افتد ناله خیزد از چراغ　　صحبتِ ناجنس را باشد ثمر آزارها

مشرقی گفته

برگ حنا نیم و با امید رنگ و بو　　در دست دیگری ست بهار و خزان ما

خالص گوید

ما را خبر ز شادی و غم نیست چون حنا　　در دست دیگریست بهار و خزان ما

سلیم گوید

مشاطه را جمال تو دیوانه میکند　　کاینه را خیال پریخانه میکند

صائب گفته

دل را نگاه گرم تو دیوانه میکند　　آیینه را رخ تو پریخانه میکند

غنی کشمیری نیز این مضمون را می بندد

هر کس که دید روی تو دیوانه می شود　　آیینه از رخ تو پریخانه می شود

سلیم گفته

چشم تو ام ز هوش تهی دست میکند　　یک سرمه دان شراب مرا مست میکند

صائب گفته

از چشم نیم مست تو با یک جهان شراب　　ما صلح کرده ایم بیک سرمه دان شراب

سلیم گوید

صد ها چگونه بر آید که این سیه چشمان　　بسنگ سرمه شکستند شیشهٔ ما را

صائب گفته

نماند ناله دل در دبیشهٔ ما را　　بسنگ سرمه شکستند شیشهٔ ما را

سلیم گوید

آشنا نگاهی طرفه بود بیگانه دارد ‌ ‌ ‌ هر فال کز نشانهٔ شمشاد گرفتیم

صائب گفته

خواهد فتاد دامن یوسف بدست من ‌ ‌ ‌ این فال را ز شاخهٔ شمشاد دیده ایم

سلیم گوید

سلیم بند جگرخوار خورد خون مرا ‌ ‌ ‌ چه روز بود که راهم باین چمن افتاد

صائب گفته

صائب از بند جگرخوار برون می آیم ‌ ‌ ‌ دستگیری اگر شاه نجف خواهد شد

اجملهٔ این دو اوی اشعار بسیار در دواوین شعرای نامدار واقع شده واقتضای حسن نزل آنکه اشتمال الفاظ و مضامین و اتحاد معانی و احتمال یکدیگر و خلط کردن و محل بسنی داشته باشد در یکی محل دیگری نماند چه احاطهٔ جمیع معلومات خاصهٔ بشر نیست علم آن ست انسان که شروع از نسیانست تا کجا از جنس مزاق مصمون می تواند ماند فائدهٔ شنائی و خصوصیاتی کز زبان بوجود آید هیچ زبان ندارد و از جملهٔ خصوصیات این ست که الفاظ در دیگر زبان میرود مثل فارسی و ترکی آنرا رونق میدهد الفاظ از زبان دیگر چون عربی و دوا را بی رونق میکند و بیگانه معلوم شود برخی از خصوصیاتش میآرد و در تحفة الهند جان فی آثار هندوستان و دوال ما یحتاج الیه برکاته در خصوص البیان الموزق بحسنات البیان که در ذکر علم بدیع سنسکرت ست بیان فرموده فائدهٔ اهل هند جوهر را رتن نام کرده اند رتن در زبان هندی جوهر را گویند اسامی آن جوهر است لعل یاقوت مرجان الماس نیلم زمرد عین الهر مروارید پکهراج مرجان از نباتات ست بسبب کمالی که دارد از جنس نباتات برآمده داخل جوهر شده ست آزاد بلگرامی رحمه الله گوید

کمال مرد ز جنس خودش برون آرد ‌ ‌ ‌ که در شمار جواهر ست در آمده مرجان

فائدهٔ سلاطین صفویه را در صفاهان باغی ست که بالای درختان از دیوار تا دیوار دیگر هم پیچیده اند

واصناف مرغان کردران باغ سرداده اند هرطرف که میخواهند پرواز میکنند ایا جانب آسمان از
شبکه بیرون نمی توانند رفت میرآزاد گوید

سرکوی تو کم از باغ صفاهان نبود ۔۔۔ صید سرداده آنجا قفسی هم دارد

فائده مخمل ترش شیرین راست مزه را گویند وجه تسمیه اش آنکه میکش راشیرین ترش خوش
می آید وافیونی راصفت شیرین نظیری نیشابوری گوید

مشه اش صفرای بیماران شکست ۔۔۔ بوسه خوشش از ترنج وقند اوست

فائده مراد از خط سا غرخطوط جام جم است و جام جم هفت خط داشت اول خط جور دوم خط
بخل وسوم خط ابصره چهارم خط ازرق پنجم خط اخضر ششم خط کاسه گر هفتم خط فرودینه

فائده واسوختن یعنی باز سوختن یعنی دوباره سوختن است مثل سوختن زغال چه واسوختن
آمده حاصل معنی واسوختن تمام سوختن است چه در آتش اول قوتی در زغال نمانده در آتش ثانی
تمام سوخته تا کستر نگردد و باینده رخان گوید

گویند داغ سوز که واسوزی از غمش ۔۔۔ خود را تمام سوختم و واسوختم

فائده در فلک کشیدن نوعی از تعذیب اطفال است که معلمان کنند فلک چوبی را گویند
که تخمینا بقدر یک و نیم گز باشد و در وسط آن بفاصله یکدست دو سوراخ کنند و رسنی را در
سوراخ گزرانیده محکم سازند و طفل را برپشت خوابانیده هر دو پای او در میان چوب در رسن
درآورده به پیچند و دو کس هر دو سر چوب گرفته پاهای طفل را جانب شمال کنند و برکف پا چوب زنند
درویش محمد قصه خوان که او را شاه اسمعیل ثانی صفوی بطریق مطایبه در فلک کشیده بدانسته گفت

پایم که دویده بود در هر وادے ۔۔۔ چون بی ادبی کرد سزایش دادے
از دولت تو رسید پایم بفلک ۔۔۔ دیگر بزمین نمی رسد از شادے

فائده بهترین آبهای شیراز آب کاریز رکن الدوله ابن بابویه قمی ست که باب رکنابادگفتی
اشتهار پزیرفته خواجه حافظ علیه الرحمه فرماید

شیراز و آب رکنی وآن باد خوشخرام عیبش مکن که خال رخ هفت کشورست

کذا فی هفت اقلیم ظاهرا این رکن الدوله محلهٔ متصل شیراز آباد کرده و رانجا کاریز آورده چنانچه شاه عباس صفوی عباس آباد متصل اصفهان آباد کرده صاحب برهان قاطع گفته رکنا باد نام شیراز است و این معنی محل تامل چه وجود شیراز پیش از زمان رکن الدوله ست محمد بن عقیل عم زاده حجاج بن یوسف تقفی آن شهر را در سال هفتاد و چهار هجری بنا نهاده مگر آنکه رکن الدوله در عهد خود شیراز را رکناباد بنام خود مسمی کرده باشد و بمرور دهور کاریز بنام او مانده و شیراز نمانده فائده تشبیه قلم باذوالفقار بنابر دوسر بودن قلم ست حالانکه ذوالفقار دوسر نداشت و عامهٔ معتقد اند که دوسر داشت شعرا بر قول عامه عمل میکنند و در اشعار دوسری بند صائب گوید

ما را خیال جنگ دوسر کار زار نیست ورنه دل دونیم کم از ذوالفقار نیست

در قاموس گفته ذوالفقار بالفتح شمشیر عاص بن منبه که روز جنگ بدر کشته شد و آن شمشیر بحضرت رسیده پس از حضرت بامیرالمؤمنین علی رسید فائده رو ساختن بمعنی شرمنده شدن ست و بای داون بمعنی باختن و از دست داون میرآزاد رحمة الله علیه فرموده

مرا آزاد بر نادانی خود خنده می آید بدست خود سالی بای دادم گوهر دل را

مشهور ست که آدمی در سه وقت احمق میشود یکی وقت دیدن آمینه دوم وقت بازی کردن باطفل سوم وقت مباشرت بازنان شیخ محی الدین عربی در کتاب فصوص الحکم در فص محمدی این هر سه امررا بطور خوبی بیان کرده نارون نام درختی خوش اندام ست که قد معشوق را بان تشبیه میدهند میستان میکده را گویند و تشبیه دل باباد ام آمده نوری بمعنی بلبل طائر معروف ستعل ست لاجرعه می زدن یکبار قمه میکشیدن را گویند نگس شلالین بمعنی چیپنده و آراستن زینت بزیادتی مثل سرمه و غازه و پیراستن زینت بکمی مثل اصلاح مو و ناخن و بریدن شاخهای زائد درخت جوهر قابل میوهٔ را گویند بند جگرخوار کنایه از مادر معاویه رض که جگر حمزه خورد شاخ نبات جوبی که وقت ساختن در نبات گزارند و آن اکثر از بید میباشد شیشه گلزار شیشه که بر اوراق تصاویر غیزدی روغن گزارند

تا آسیب نم و خزان نرسد و شیشه که بر تصاویر دی روی گزارند آن آئینه تصویر خوانند زنگ خزانی
ست و گل بهاری لهذا هر دو در یک سوم جمع نشوند ترزده رو یعنی چیک و تازه غساله سه پیاله اهل
نشاط را بیشتر از آن گویند که شویند دختر ست و نشاشتاب گریه می آرد و نشاباتنگ خندد دلم گوید
ناله سودائی جهان خراب کرد یعنی مست و خسته و بنگی ست دو دله بوده دله یعنی متردد باید
نشاشت دو قسم ست یکی آنکه سه حصه آب انگور یک حصه آب خالص آنچنانکه بر آتش بجوشانند تا
دو قسم که سوم حصه برود و ثلث باقی ماند این مثلث یکیف ست و دیگر شرابی که آب انگور را فقط بجوشانند تا دو
ثلث برود و یک ثلث باقی ماند این مثلث یکیف نیست چرا که مائیت او سوخته رب میشود
و لهذا خوردن آن نزد فقها جائز ست بعضی اطبا مثلث طبی را مثلث شرعی غلط کرده اند شعله جواله
دائره که از گردانیدن چوب آتش گرفته بنظر می آید خوشقلم صفحه صاف و ساده که قلم بکمال صفا
بران روان شود میرزا بیدل فرماید

حسن بی شوق تامل نگذشت از دل من ✦ صفحه حیرت آئینه عجب خوشقلم ست

آسمان مرکب از آب و نان ست چرا که در گردش باآب میماند **فائده** شعر انسیم را بیارد و
صاحب منصب سالت گفته اند چون نسیم در لغت باد نرم را گویند اطلاق بیار بران وجهی دارد
که باد مطلق باد مشرق را گویند آنرا هم بیار گفته اند ترخان شخصی که پادشاه از و قلم تکلیف بردارد
قزلباش بمعنی آدم بسیار آمده شوقی یزدی گوید

سفر بیار جا نماند از خجلت ✦ چون خرامان بباغ فرمائی

طلاق خانه برآنیان آمده خفته در علم منطق قیاسی را گویند که مرکب باشد از مقدمات مهمله
کاده بمعنی خرد بیهوده آزاد رحمه الله فرماید

سازند چرا پاره گلو سفته گوهران ✦ آزاد نگردد طرف بیهده چند

آشنائی بمعنی خویشاوند آمده میرآزاد رحمة الله علیه فرماید

مرا تصدیع مخوان جناب عالی چند ✦ که زندگانی من صرف آشنائی نیست

فائدہ معتبر در قاعدہ جل صورت کتابت باشد نہ تلفظ شکلی در عقد الجواہر گوید وقتی کہ لفظ و رسم الخط مختلف واقع شود مثل حصی و یحیی کہ در نطق الف ست و در رسم یا و مثل حمزہ و طلحہ کہ در نطق تا ست و در رسم ہا بعضی گویند معتبر مکتوب ست نہ ملفوظ و بعضی گویند معتبر لفظ ست نہ رسم عبد اللہ مدہر مینی گوید قول اول معتمد علیہ ست فائدہ نام بندہ نور الحسن ست اضافت نور لبسوی عباد در کلام الٰہی و سنت رسالت پناہی بسیار آمدہ قال اللہ تعالی نورهم یسعی بین ایدیهم و قال صلعم اللهم اجعلنی نورا و نام جد پدر اولاد علیخان نام اب و الد اولاد حسن باید دارم کہ سید عبد الولی غلط سورتی بر بین جنس اسما اعتراض کردہ بود کہ اطلاق لفظ اولاد بر یک دو ست نیست ولد فلان باید گفت جوابش آنکہ در علم بدیع صنعتی ست کہ نام آن الحاق الجزی بالکلی ست این صنعت در شرح بدیعیہ ابن حجہ و انوار الربیع فی انواع البدیع تصنیف سید علیخان مکی مذکور ست حاصل تعریفش آنکہ اطلاق کل بر جزء کنند برای تعظیم جزء ازین قبیل ست آیہ کریمہ اِنَّ اِبْرَاهِيمَ كَانَ اُمَّةً قال المفسرون انه كان وحده امة لكماله

فی جمیع صفات الخیر و تنبی گفتہ

هو الغرض الاقصی و رؤیتک المنی ✣ و منزلک الدنیا و انت الخلائق ✣

یعنی ای ممدوح تو تنہا خلائقی از جہت اجتماع اوصاف کثیرہ در تو و ازین قبیل نظام الدین اولیا و کعب احبار فائدہ از بدائع تاریخات تاریخ حمام ست ان کنتم جنبا فاطهروا و تاریخ خشتک سای اورنگ آباد از میر آزاد یا ارض ابلعی ماءک ہمزہ مارک بقاعدہ جمل در حساب ست و تاریخ پل جونپور صراط مستقیم و تاریخ مسجد باغ والد ماجد دام ظلہ از حافظ سید محمد سورتی مہتمم وظائف و عن النبی صلعم من بنا لله مسجدا بنی الله له بیتا فی الجنة و تاریخ مسجد باغ رئیسہ معظمہ دام مجدہا و اقبالہا از مولوی ابو الحامد محمد یوسف علیصاحب یوسف اقم الصلوة للذکری و این ہم یکی از قرآت آیہ کریمہ است و تاریخ انتقال جد امجد از مولوی امین الدین صاحب مرحوم جالیسری مات بحر و تاریخ عقد ثانی

والد ماجد دام مجده از بعض معاصرین واخری تحبونها ونصر من الله وفتح قریب
نگین مهر سید مبارک محدث بلگرامی وجعلني مبارکا اینما کنت وجمع سید احمد مجاهد شهید
بریلوی اسمه احمد وجمع جد امجد مرحوم الحسن بنی چون رفتار سمند خامه وزنگارش این نامه
برزلال حسن وقبول گردد امید است که خاتمه همه کار و بار هر دو سرا خوب شود
اللهم احسن عاقبتنا في الامور کلها واجرنا من خزي الدنيا وعذاب الآخرة

خاتمة الطبع غزنویه حسب فرمایش مولوی منشی سید والفقار احمد نقوی بهوپالی سلمه الله تعالی

اول بادای حمد دانش وکنم — نوری بجبین صفحه ایجاد کنم
زان بعد بحمد سوی الثقلین — پرداز مه وحرف ختم انشاد کنم

درین ماه عید و زمان سعید که غنچه آرزوی خاطر دوستان سر شگفتن و اوراد و مهر خجسته بر دیده
برسانیدن ثنای باغ و بوستان می تابد و دعا با اجابت دست و گریبان ست و تهنیه بالتقدیم
همعنان این نگارستان سخن که ضمیمه تذکره شمع انجمن و قیمه بازوی جوانان آن چمن ست
تالیف اوراق نادر تحریر خیال غزنه تاحیه دولت و اقبال شمع شبستان مثنوی نورس گلستان سخن
پروری مهر منیر و سپهر فطنت و ذکا ماه دیجور ماه شهد صدق و صفا کوه بهدف سیادت تاج
تارک شرافت شمس اسد افتخار فخر زمره اطبا ارشد دوران علوم و فن جناب سید نور الحسن حفظه الله
عن المکاره والفتن بعهد رافت مهد ملکه ملکی صفات مالکه قدسی مکالمات آبروی دود مان دولت
وگرمه تزیینه جوامع ملکت انواع نعم انقطه دائره عدل و دین مرکز فلک عزو تمکین آفتاب جلالتاب
حق پروری جهانگیر کشور انصاف گستری افسر فرق بخت و اقبال کان لآلی متلالی فضل و
افضال یگانه زمانه دانشمند فرزانه قدردان اهل هنر فیضرسان مهتر و کهتر صدر نشین ایوان
فخر و امتیاز متمکن و ساده مزیت و اعزاز اورنگ زیب دار الامارة حسن شیم نخبه نسخه بنی آدم
رئیس ولاور اعظم طبقه اعلای ستاره هند جناب مستطاب علی القاب حضرت نواب شاهجهان بیگم

[illegible] حسب الامر و نصها بمزید التقی و الهجو و الکرم و الامر معین حضرت باری در غایت شتابکاری
بسرشتی و دستکاری عین انسان و الناس عین منشی الحضرت و صفی پوری در این گلدسته
فضائل منوی و صور در تمام محیط مکارم و اخلاق شایان تاج محامد و معالی نمایان عالوی
محمد عبد المجید خان نظم مطالع ریاست علیه بلده ماحوله بهوپال حمیده سنت عن کل رزیه و اصلاح
سنگ از معدن دانش و فرهنگ حافظ کرامت الله سلامه و عافاه و هر هفت آسمانه
و پیاسته جهود گر کاشانه زمین و نور افشان زوایای این خاکدان کهن گردید و محاسن مجامع
پیشینیان و محامد تذکره های پسینیان را در گوشه خمول و اختفا نشاید و از احتیاج بسوی
دیگر فراهم آمده های بی نیاز گردانید کسیکه پیش او این گل رعنا و باد آورده آتشه فکر ساست دی

امروز شاه جهان اقلیم استغنا و سلطان کشور اعتلاست ؎

بهر دو سه لعل بدخشان چه روی — از بهر گهر بسوی عمان چه روی
زین نسخه بگیر سند جهان لعل و گهر — در جای دگر برای سامان چه روی

اللهم احفظها عن اعین الحساد و صنها عن حوادث الکون و الفساد و بارک فی مبانیها و معانیها
و انعم علی مؤلفها و بانیها

دیگر خاتمة الطبع بخنیة کلک جواهر سلک فرید دهر و وحید عصر آبروی منشور و منظوم غرة جبهة منطوق و مفهوم منشی محمد جعفر صفا زهری کان عن کل فصاحت بری

بیزدان سخن آفرین سپاس که سخن بر زبان آفرین و زبان در دهن و رنگ بلبل فقرات به گل داد و گل بچمن و از صدق دل درود بحضرت سخنور افصح عرب که فصاحت یکی از هزار اعجاز زبان اوست و بلاغت معنی لقشی از ستوده نگارستان او صلی الله علیه و علی آله و اصحابه

اما بعد مژده شنیدن لاکه تمه شمع انجمن بشگرف نگارستان سخن بدستکاری خامه اعجاز رقم
وتقد نظر دیده کرم جهانداد صدق وصفا بابگیه کشور فهم رسا نازک خیال آتش زبان روشن
دماغ شیوا بیان حسن ریعان سخنوری ریعان چهره نکته پروری جان بخش قالب سخن جناب
سید نور الحسن صاحب سلمه الله الواهب ثمره بیش رس نهال نوآئین ممالک جاه وجلال
سرافراز بزم جلالت واقبال فروغ ایوان کامگاری سپیده صبح حشمت وبختیاری آبیار
چمنستان حدیث وتفسیر بعلوم حقه یگانه ودر تاسیس دین محمدی بی نظیر جناب مستطاب
امیر الملک والاجاه نواب سید محمد صدیق حسن خان بهادر دامت دولتهم ولازال صولتهم چون
ریاحین رنگین بدسته آمد وشاعران گزیده انجمن بیاد کرد صبح دادد سریخ آبحیات بساغر شد
همانا این تذکره ایست که قربان طرز تالیفش توان گشت واز گلهای سخن چینی که آب تحقیق از
خیابانش بافراط وتفریط نگرشت درین آغاز مه ذی قعده وفرجام ۱۲۹۳ هجری باهتمام جمیل
اخلق عمیم الاحسان مولوی محمد عبد المجید خان وخوشنویسی جادو رقم حمید کونین منشی احمد حسین
وتصحیح معدن علم وفضل مؤید مولوی سید ذوالفقار احمد صاحب که هریکی بکار خود یکتای روزگار
وضرب المثل امصارست در مطبع دار الاقبال بهوپال از قالب طبع برآمد وچون شاهدی
نقاب از رخ برگرفته جلوه فرمای عرصه دلبری گشت اگر بقضای بشریت نقطه از خال ولربایانه
یا حرفی از لب جانفزایانه سواد دیده روشن نکرده بتبسم حسن معنی دهند وبخنده گست آهوده
انصاف نگریانند الحمد لله علی تمامه والصلوة والسلام علی نبیه وعلی آله واصحابه واحبابه

قطعه تاریخ طبع

برآمد چو از قالب طبع خوش — چو از صحن گلشن گل یاسمن
طرب سنج تاریخ وی زهری — بگفتا سراج طریق سخن
۱۲۹۳ھ

دیگر خاتمة الطبع از استاذی شاعری نظیر ناظم دبیر حافظ خانم خان شهید رحمه الله القدیر

تا چند قطع راه خویش آنگاه ای شتاب ... راهی نرفته اند و بجائی رسیده اند

بنام ایزد این نونهال گلشن بیخار و تازه خرام عرصهٔ سخن آبروی دولت و اقبال سید نوازعسز
که نگارندهٔ نگارستان سخن و چراغ دودهٔ عظمت و شوکت صاحب شمع انجمن بست چه بالا
شور سخن در سر دارد که گوهر ناسوران زخم سخن اشعار نمکینش را نمکدانی برداشته اند و برسر دلهای ریش
شکسته آنانکه خدمت این فن شعور میکنند عمری بر آستانهٔ سخن نیازمندانه نشینند و هیچ فنی
سرمایهٔ کار ندارند شش را بنهایت میرسانند چون پیرنی شعور همچنان داغ نقصان بردل خویش میگذارند
و میگزارند چه برکار آگهان پوشیده نیست که اگر سخنور خواهد که این بارگران را برخویش سبک سازد میتواند
که بسوی صنایع لفظی و معنوی زود و از بلند خیالی و تازه سگالی دادبندی و مضمون پروری و دقت گزینی
معنی آفرینی و سخن نگاری و نغز گفتاری و دیگر اسباب جمال این فن قطع نظر نماید و سبکسارانه بگفتگوی سلیس
و روان کمر بر استکمال این دشوار آسان نماید مذق کم از عمر خضر نخواهد چه موقوف علیه گفتار سلیس سه چیز باشد
صحت الفاظ و حسن مجاورت و ترکیب الفاظ چنین مهمات بی ممارست مطالعات و مطالعهٔ دواوین اساتذه
خوش نمیافتد و در آنکه خواننده بی ممارست این مکالمه نمیفهمد و بیماران الفاظ و مجاورت را چنین دولت
میسر نمیاید و ترکیب الفاظ آن دانی صعوبت نمیدانند که اندران راه راست توان رفت تا سلیقهٔ درست
برهبری برنخیزد اگر کسی در کوه و بیابان راه گم کند بهتر آن کند که بشتاب خود را بدو سیکه در راهی
سخن درمانده باید که سلیقهٔ درست پیدا نماید همین سخن گریکی از اساتذه وقت را بدستاویزی برداشتم
و بهت بدریافت نکات این فن گماشتم و در هیچ حال از شوق از کف نگذاشتم منه اندکه سیر لفت و مثنویات
نوشتم دیوانی فراهم کردم فصاحتگر و آوردم بالجمله این نورسته قوی قدر و تازه نوای چمن سخن هرچه لیکه
بکمال دولت همین نمونه بست پیشتر در جملهٔ محاسن باشد بفضل ایزد بقوت مستمدان بارب شوق سخن این تازه نهال را
کهگاه و کشت بقوای گاه و کشت منقول پیشتر نظر دارد و در تحصیل علوم پرداز دگاه فنی نو آفریده باشی که لامع و پیشتر
کران نگارستان سخن است این تازه کی نگارستان سخن تنه شمع انجمن را بدان شوخی نگار بست
ادای آرزوست که اگر رصاحب شمع انجمن منت بجا مت آگرید نتواند پسه تمام کند چون بکمال التفات

آمد که تهیه آزاده هم مختصری نگارد و فقرات چند در هم یافته بطور خاتمه پیش آرد ازان ست
که انچه شایسته نمود بر زبان قلم گذشت و هرچه ازان شایسته باقی ست بر زبان میگذرد که
حق تعالی این پدر عالیقدر و این پسر بلند اختر را بکامرانی وجاودانی نگهدار آمین ثم آمین

تاریخ طبع نگارستان سخن از شیخ محمد عباس بنت شیخ احمد عرب شروانی انجم الله الامانی

عالم ازین تمنا روشن فروغ یافت — دل گشت از ملاحظه اش ساحت بهشت
طعنه بولیس چرخ زافراط خرمی — تاریخ ختم طبع فروغ ابد نوشت
۱۲۹۳ھ

ایضاً

مهین پور سرور دفتر سروران — رقم ساز تفسیر فتح البیان
که اسمش بود میم با لام سین — فضلین وزکی عاقل و نوجوان
چو بنوشت رشک چمن تذکره — دل شاعران گشت زو بوستان
گهر سنج دانای روشن نظر — نخستین گهر گفت تاریخ آن
۱۲۹۳ھ

خاتمه تاریخ تالیف و تطبیع و تمت و شمع انجمن و سومنگارستان سخن از نتایج افکار مولف

تتمه صاحبزاده عالیشان میان سید نور الحسن جعله الله حیرانی کل علم و فن

حال و قال سخنوران جهان — بطراز لطیف شد انشا
گفت تا احسن چه خوش تاریخ — باغ دل چید معنی زیبا
۱۲۹۲ھ

ایضاً

جناب والد ماجد که باشد — سریر آرای ملک نکته دانی
چو شمع انجمن بر کرد از من — تتمه یافت نقش جاودانی
چنان نو احسن گفتیم سالش — گل بیخار گلزار معانی
۱۲۹۳ھ

ایضا

چون کلام سخنوران عجم — یافت ترتیب در تتمه زمن
دل نورالحسن بتاریخش — گفت معقول فکر اهل سخن
۱۲۹۲ھ

ایضا

فکر کردم بسال این تالیف — که بطرز تتمه شد تحریر
گفت نورالحسن بمن دل من — طبعزاد سخنوران کبیر
۱۲۹۲ھ

ایضا

چون تتمه بهر شمع انجمن — کرده شد انشا بصد حسن مقال
عیسوی تاریخ گو نورالحسن — تازه حال شاعران باکمال
۱۸۷۵ء

ایضا

عیسوی سال طبع پرسیدم — کامدل از بهر این تتمه بیار
گفت نورالحسن بگو تاریخ — ذکر عالی شاعران کبار
۱۸۷۶ء

ایضا

تذکره تازه شعار چنان — یافت تتمه بنگار چنین
خامه نورالحسنش سال بخت — هدیه پاکیزه پی ناظرین
۱۲۹۲ھ

ولہ تاریخ طبع

طرفه تتمه که زمن طبع شد — رشک گلستان ارم در نگاه
سال بگفتش دل نورالحسن — مجمع اشعار عجب بیشمار
۱۲۹۲ھ

قطعه تاریخ تالیف گلستان سخن از حافظ اعلی حسین کاتب تفسیر فتح البیان سلمه المنان

هنرمند نورالحسن خوش بیان — بیاراست چون گلستان کلام

خرد مصرعی خواند تاریخ آن — بود بیخزان بوستان کلام
۹۲ ۱۲ م

ولهٔ تاریخ طبع

لمعهٔ شمع انجمن تالیف — کرد نور الحسن حمید زمن
فوز تاریخ طبع او گفتم — که زهی داستان اهل سخن
۹۴ ۱۲ ف

غزل حضرت مؤلف تذکرهٔ شمع انجمن ادام مجدهم که از اندراج در نگارستان سخن بزیر ترجمهٔ شریفش هوا باقی مانده در ینجا ثبت نموده شد هنگام ترتیب ثانی بجای خود نهاده شود انشاء الله تعالی

یار م آمد بنو د جلوه گری بهتر ازین — دور افلاک ندارد قمری بهتر ازین
مژدهٔ مستی و تنهائی جانان ما را — شوق در جوش نیارد خبری بهتر ازین
نگه ناز بزد ناوک دلدوز بجان — اے بقربان تو زخم دگری بهتر ازین
قامتش سرو لب جوئی بهشت خلدست — هیچکس دیده نباشد شجری بهتر ازین
لب جان بخش تو هر چند بکام دل زار — مهربان ست ولیکن قدری بهتر ازین
ناصحا طعنه مزن بر من بیدل در عشق — دیدهٔ راست بفرما مکری بهتر ازین
خوش بود کشتهٔ تیغ ستم یار شدن — این حیاتی ست که نا مد دگری بهتر ازین
همره تیر نگاهش بروای جان از تن — نیست در راه وفا همسفری بهتر ازین
بعد عمری چه کنی رنجه قدم بهر عزا — بسر خاک شهیدان گذری بهتر ازین
در ره یار نشین دست فشان بر عالم — نیست گلزار جهان را ثمری بهتر ازین
چه کنی عیب فن عشق که جز آفت نیست — من و ایزد که ندیدم هنری بهتر ازین
دست در دامن همت زن و ایمن می باش — نیست در راه خدا راهبری بهتر ازین
رفت نواب و همان کلمهٔ توحید بلب — کس ندید دست ز گیتی سفری بهتر ازین

اعلام از جانب مهتمم مطبع ریاست

این هر دو تذکره که چون مهر و ماه روشنگر شبستان گیتی ست بعد معاودت حضرت مؤلف ادام ظله العالی از مقام کلکته در سنه ۹۳ هجری و تحصل عزیمت سفر دهلی در سنه ۹۳ هجری آغاز و انجام یافت و نوبت نظر ثانی و مسوده نرسید ناچار در ترتیبش اندکی تهذیب باقی ماند و چنانکه مضمر ضمیر انور بود نقش انطباع نگرفت بنا علی ذلک اگر احدی قصد طبع ثانویش فرماید باید که اول از حضرت مؤلف ادام اقباله خواستگار تهذیبش شود چه قصد جناب موصوف آنست که در کرت دوم حصهٔ شعرای گذشته جدا و بخش شعرای معاصر علیحده مبیض گردد و در بعض تراجم و اشعار فی الجمله محو و اثبات بکار آید تا نقش صحت و لطافت چنانکه باید و شاید بر قرطاس تالیف نشیند و گلزار سخن باین آرایش و پیرایش گل رعنا گردد و نقاش نقش ثانی بهتر کشد ز اول ❊ و هر چند این هر دو تذکره بوجوه مذکوره پسندیده حضرت نواب عالیجناب نیست لیکن قبل از انکه از قالب طبع برآمده مشتاقان را بجمال پری تمثال خود محو نظاره فرماید جوق جوق ناظمان سحر پرداز و شاعران فسون ساز دست بخریدار یش کشادند و تقاضای طلب از یکی بهزار رسانیدند عالمی چشم در راه ختم و گوش بزوایست و جهانی از تاخیر سرانجام کار طبعش با وجود چنین عجلت در آتش فراقش با درد دمساز باری الحمد لله که کیفما اتفق بکشش و کوشش کار پردازان مطبع و عرق ریزی کاتب خورشید مطلع و تصحیح بیگانه و تنقیح منقح فرزانه سیما ترتیب و تهذیب جناب افادت مآب مولوی ابو الحامد محمد یوسف علی صاحب کامدار آستانهٔ ولیعهد نقش و نگار فهرست و صحت نامه چنانکه باید و شاید در اسرع اوقات و اقل ساعات صورت گرفت و از جمله طبع برآمده جلوه افروز دلهای مشتاقان گردید و قرب زمان سفر جناب مؤلف و حضرت رسیدهٔ عظمی باتمام رسید مجموع شعرا تذکرهٔ شمع انجمن بعهدهٔ ایستاده و قه کسل ندوجه جمله شعرای تذکرهٔ گلستان سخن بعده ایستصد و پنجاه و یک کس و هذا آخر الکلام و الحمد لله تعالی علی الاتمام ❊ ان ختم الله بغفرانه ❊ فکل ما لاقیته سهل

تتمہ صحت نامہ تذکرۂ شمع انجمن

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴۸	۹	دیدنت	دزدیدنت
۲۱۳	۷	بجہان	دوجہان
۴۴۷	۱۵	باہوسیہای	بوالہوسیہای
۴۵۵	۴	خاصت	خاصیت
״	۱۵	اخباس	اجناس
۴۸۱	۱۶	کند	زند
۴۸۲	۲۰	ناسور	ناصور
۴۸۴	۱۱	بکسب	مکسب
״	۲۱	دشتِ	دستِ
۴۹۴	۱	بمشابہ	بمثابہ
״	۲۰	باعدم باعث بر بنے	״
۴۹۹	۱۳	والا	
״	۱۴	سترداد	والاسترداد
״	۱۹	جرنبا	جربنا
۵۲۷	۲	شدم	شوم
״	۱۸	بتدریس	پدرش بتدریس
۵۴۲	۲	قفسِ	قفسی
۵۴۳	۱۹	دُر یابد	دَر یابد

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۵۴۴	۴	طوتیائی	توتیائی
״	۷	ومژگانزا	مژگانزا
۵۵۲	۴	مناجتیان	مناجاتیان
۵۶۰	۲	ولا	والا
״	۶	شستہ	شستہ

ط

الناصر بالسین والصاد وبہما جاء بہ القرآن
فی العین وقد تحذف حول القصد وقد الفتہ
وجہ بہ سمی کثیر الجہ بہ سمی وقال الازہری
الناصر بالسین والصاد وقد جاء بہما شعر فی بابہ
فاد کلما بہ بہ الی اعلاہ حتی ظہر فاسد آخرہ
الفیومی فی المصباح وکذا فی تاج العروس

صحت نامہ تذکرہ نگارستان سخن

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۶	۱۶	بالتزام	بالتزام
″	۱۷	نده	نده
۷	۱۱	گریۂ	گریه
″	۱۵	کاہی	کاہ
۸	۱۰	وخاموش	خاموش
۹	۳	ار	از
۱۰	۱۳	حالیا	حالیا
۱۱	۱۲	کہ بتوجہ	بتوجه
۱۳	۵	ازدل	ای دل
″	۷	گو	کو
۱۴	۹	پرده شمع	پرده شرم
۱۵	۱۶	کشد	کند
″	۱۷	به یار	بیار
۱۶	۸	لکھنو	لکھنؤ
۱۷	۲۰	ازعناصر	عناصر
″	۲۱	انگیریزی	انگریزی
۱۹	۳	واینک	اینک
″	″	وقیقه	دقیقه
۱۹	۵	مصفا	مصفا
″	۱۳	اوده	شاه اوده
۲۱	″	ز	از
″	″	از	وز
″	″	دانان	دامان
″	۷	سنجی	پسیجی
۲۴	۲	گریۂ من	گریه من
″	۷	دوکانی	دکانی
″	۱۲	از	ار
″	″	از نقد	ار نقد
۲۵	۱۵	نازدامن	تازدامن
۲۶	۸	که	ست که
″	″	اسلافس	اسلافش
″	۱۰	مصیبت	معصیب
۲۷	۴		دیرخافیا ابن بیت نظر است
۲۸	۷	″	این شعر در شمع انجمن گذشته
۳۰	۸	ساحب	وصاحب
۳۱	۱۶	رسوا	رسوا
″	۱۷	ریاحین و	ریاحین

صفحه	سطر	خطا	صواب
۳۲	۱۵	قاضی نامش	نامش قاضی
۳۳	۱۸	درگردنت	برگردنت
۳۴	۹	دیهی	دهی
″	۱۴	خاندانی و	خاندانِ
″	۱۵	ست باوجود	وباوجود
۳۶	۵	سیدن می توانست	می توان رسید
″	۲۰	گوکلتاش	کوکلتاش
۳۷	۱	زین خان کوکه	احتمال تکرار دارد
۴۲	۷	راهی بباید	وهیچ باید
″	۱۸	ــه	رباعی
۴۳	۱۷	مسچا	میچا
۴۶	۴	دیهه	ده
۴۸	۱۲	شریف	شریف
۴۹	۱۹	غالبه	غالیه
۵۰	۶	عیانِ	عیان
۵۶	۰	وباستماع	باستماع
″	۱۶	ثواب	صواب
۵۷	۹	لاانجی	لاهنجی
″	″	سنجی	پسیجی
۵۸	۲	ابروی	ابروئی
۵۹	۱۴	ایران	ایرانی
۶۰	۱۹	ــه	رباعی
″	۰ حاشیه	مزاجِ نازکِ	مزاجی نازکی
۶۳	۱۵	خامی	جامی
۶۴	۷	صور ثانی	صور محشر
۶۵	۴	ســر	سنگ
۶۶	۱۲	جستنش	جستنت
″	۱۵	گرد و گر	مگر
۶۸	۰	ــه	رباعی
۶۹	۹	وجه اول	وجد اول
۷۰	۱	بود	ست
″	۱	ست	باشد
۷۲	۷	مردمانِ	مردمان
۷۵	۳	بافزون	بافزونی
″	۹	باجگر	یاجگر
۷۶	۱۰	گذر	سفر
۷۷	۳	زادها د	زادهای
۷۹	۰	قیامت	قیامت و
۸۰	۱۲	ــه	رباعی
۸۲	۱۵	آری	ارمن

صفحه	سطر	خطا	صواب
۹۳	۱۷	توقع	تودفع
۹۶	۱۸	بودرد	بود
۹۸	۲۰	۹۹۵ھ	۹۵۶ھ
۵۰	۲	۱۲ھ	۱۶۰ھ
〃	〃	رسیدو	رسید
〃	۱۰ حاشیه	می طلبد	میخواهد
۵۷	۱	سهانپور	سهارنپور
۱۰۱	۱۳	باشد	باشد
۱۰۲	۱۴	کام	گام
۱۰۴	۱	یاران	باران
〃	۴	گان	کان
۱۰۵	۷	گشته	کشته
۱۰۶	۱۰		ش
۱۰۹	۱۷	بهر	بهر
〃	۲۴	خیلی	خیل
۱۱۰	۱	گیر	گیرا
〃	۷	بطِ	بطی
۱۱۱	〃	گردهٔ	گردهٔ
۱۱۲	۲۱	افروخته	افزوخته
۱۱۶	۱ حاشیه	مومن	علوی
۱۱۹	۹	ای درد	ای گرد
۱۲۲	۱۱	خون	چون
۱۲۴	۲۰	ے	رباعی
۱۳۴	۲۱	بسکهٔ	بسکه
۱۳۱	۱۲	سلمانیه	سلیمانیه
۱۳۵	۳	زسد	نرسد
۱۳۹	۹	بس	پس
۱۴۲	۵	نمود	فرمود
۱۴۵	۱۱	بوده ست	بوده
۱۴۸	۲۱	سید مرتضی	سید مرتضی خلف میر گوهر علی ابن تمامی سنه
۱۴۹	۲	مستفیدی	مفیدی
〃	〃	بعد	که بعد
〃	۲۱	اعوان	عوان
〃	۲	شاه	شاه که
۱۵۲	۴	شده ست	شده است
۱۵۳	۲۰	بوے	بوئے
۱۵۵	۹	حبه	حبهٔ
۱۵۷	۱۲	ناگپور	ناکپور
۱۶۰	۱۹	قلیخان	خان

صفحه	سطر	خطا	صواب
۱۶۶	۱۳	دلی	ولی
۱۶۷	۶	کشمیر	مرشهیر
〃	۱۶	بمزدگان	بمردگان
۱۶۹	〃	بگشیدم	بکشیدم
۱۷۱	۴	بدیداری	بدینداری
〃	۱۳	سخن گاه	سخن کاه
〃	۱۶	آنکه	ایکه
۱۷۲	۱۲	مرغزاری	مرغزار
۱۷۴	۲	فراز خم	مراز خم
〃	۱۱	گلزار	گلزارو
〃	۲۱	روشنای	روشنان
۱۷۵	۶	قرار	فرار
〃	۲۱	انکار	انکار
۱۷۸	۱	اخسان	اختسان
۱۷۹	۱۱	گنج	کنج
۱۸۰	۲	بهفتخوان	بهفتخوان
۱۸۱	۵	هو	هوا
〃	۲۰	کربراخضان	برانخلدان
۱۸۲	۱۳	گاه	کاه
۱۸۵	۱۲	فرش	فترش
۱۸۷	۵	جلوۀ	جلوها
۱۹۰	۶	نیارد	نیاورد
〃	〃	یکدشت	بگزشت
〃	۴	بزنگه قهر	بزنگه مهر
۱۹۹	۴	بنشست	ننشست
۱۹۰	۱۷	کتان ماه	کتان ما
۱۹۱	۲	اشتشهاد	استشهاد
۲۰۰	۱۷	آفرین	آفرید
۲۰۲	۲	بنام ایزد	بنامیزد
〃	۸	دادبندی	ادابندی
〃	〃	پیوند	پیوندی
۲۰۳	۹	زکی	ذکی